درالمصائب ہر پنج جلد

سلفاً آنجا کہ ہنگام تالیف و طبع ہر حصہ کتاب درالمصائب کے بعض مقامات میں سقیم بھی تھے اور بعد طبع جو ان کو بامعان نظر دیکھا تو ان کا درست کرنا ضرور یا ستّے سے معلوم ہوا پس بنظر ثواب احقر نے پانچوں حصے کامل کتاب مذکور کے غور و تامل سے دیکھے اور اسقام تنبیہ کو درست کیا اب احقر کے نزدیک اس کامل کتاب میں کوئی نقص باقی نہیں رہا اور علاوہ سقم کے طبع اول میں انتظام طبع حسب دلخواہ مولف کے نہ ہوا تھا یعنی قلم و کاغذ و سیاہی اور تصحیح وغیرہ میں خامی اور قیمت بوجہ زائد تھی نظر برآں بنا بر رفاہ عام کے حق تالیف جناب منشی سید صغیر حسن صاحب دام مجدہٗ مالک مطبع یوسفی دہلی کو ہبہ کیا اور اجازت طبع دی گئی ہے چنانچہ یہ تحریر دستخطی و مہری خود سنداً جناب منشی صاحب موصوف کو دی گئی کہ بکار آمد ہو۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ حررہ حاجی مرزا قاسم علی عفا عنہٗ

کوثر ولی دعلی لب

مطبع یوسفی دہلی طبع گردید

تعداد طبع ۵۰۰ دفعہ دوم قیمت پانچ جلد عہ

فہرست مجالس دُرّ المصائب ہر پنج جلد در فضایل و مصائب حضرت امام حسین علیہ السلام

فہرست مجالس دُرّ المصائب جلد اوّل

قال من بكى على الحسين او ابكى او تباكى وجبت له الجنة

الحمد للہ والمنہ کہ دریں ایام حزن التیام محنت انجام ماہ محرم الحرام ۱۳۲۵ھ لب اللباب زہراب المصائب المسمیٰ

دُرّ المصائب

پنجم کا جلد اوّل

من تصنیفات عالیجناب فیض انتساب حاج الحرمین الشریفین زائر ابا عبد اللہ الحسین اخوند مرزا قاسم علی صاحب شہید طاب ثراہ

مطبع یوسفی دہلی سے باہتمام حسن صغیر شمسی طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعلنا من الباکین علی مصائب الحسین والصلوٰۃ والسلام علی نبینا وحبیب قلوبنا محمد سید المرسلین وسیدنا ومولانا وامامنا علی امیر المومنین ویعسوب الدین وآلہ الطیبین الطاہرین المعصومین ولعنۃ اللہ علی اعدائہم ومعاندیہم ومبغضیہم وغاصبی حقوقہم اجمعین الی یوم الدین :- اما بعد بر صافی اخلائے روحانی و برادران ایمانی پر واضح ولائح ہو کہ ان اوراق میں چند مجالس مختصر احسن روایات مصائب آل رسول خدا جگر گوشۂ بتول عذرا خصوصاً حضرت سید الشہدا خامس آل عبا علیہ التحیۃ والثنا کے جمع کئے گئے ہیں اور نام اسکا در المصائب رکھا گیا تاکہ دُر مکنون بحر المصائب کا تصور کیا جاوے واللہ الموفق والمعین وبہ نستعین

مجلس (۱) قال اللہ تعالیٰ وجوہ یومئذ مسفرۃ ضاحکۃ مستبشرۃ حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ اے حبیب ہمارے بروز قیامت کچھ منہ نورانی اور خنداں و فرحناک ہونگے اور بشارت دیے جاوینگے ساتھ نعمائے جنت کے تو شیعین حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام نے ایسے اصول و قواعد معین و مقرر فرمائے ہیں کہ جن سے تمیز و فرق ہو جائے درمیان حدیث حق و باطل کے منجملہ انکے یہ ہے جو حدیث نبوی ہم کسی آیہ کریمہ کے موافق و مطابق یا متشابہ ہو وہ صحیح ہے کیونکہ کلام ان حضرات کا قرآن مجید سے مقتبس ہوتا تھا ورنہ وہ مصنوعی اور مخترعہ ہے اور یہ حدیث نبوی جو موافق اس آیہ کریمہ کے ہے بطور مثال کے ہے فی البحار عن الصادق علیہ السلام انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کل عین باکیۃ یوم القیمۃ الا عین بکت علی الحسین فانہا ضاحکۃ مستبشرۃ بنعیم الجنۃ

بحار الانوار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے وہ جناب فرماتے ہیں کہ فرمایا جناب رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وآلہ نے روز قیامت وہ روز ہولناک ہوگا کہ جس کے خوف سے تمام آنکھیں
اہل محشر کی گریاں ہونگی مگر جو آنکھ دار دنیا میں روئے گی مصیبت پر میرے فرزند حسینؑ کے پس
صاحب اُس چشم کا اس روز خنداں و فرحناک ہوگا بسبب نعمائے جنت کے پس مومنین
گریہ و بکا کرنا مصائب پر اُس مظلوم کے آخرت میں بہت کام آئے گا آپ تصور کیجئے کہ اعدا نے
اُس جناب پر کیا کیا ظلم و ستم کئے فِی اللّهُوفِ وَالْاِرْشَادِ وَغَیْرِهِمَا اَنَّہٗ لَمَّا مَاتَ مُعَاوِیَةُ
وَذَالِكَ لِلنِّصْفِ مِنْ شَهْرِ رَجَبٍ سَنَةَ سِتِّیْنَ مِنَ الْهِجْرَةِ وَقَامَ ابْنُہٗ یَزِیْدُ
مَقَامَہٗ كَتَبَ اِلٰی وَلِیْدَ اَنْ یَاْخُذَ الْحُسَیْنَ بِالْبَیْعَةِ ترجمہ لہوف و ارشاد
وغیرہ میں منقول ہے کہ جب معاویہ پندرھویں تاریخ ماہ رجب سنہ ساٹھ ہجری کو مرگیا اور یزید بیٹا
اُس کا اس کی جگہ حاکم شام ہوا اور تخت حکومت پر بیٹھا تو اُس شقی نے ایک نامہ بنام ولید بن عتبہ
حاکم مدینہ کے لکھا کہ حسین بن علی سے بیعت طلب کرنا اور بکلمہ معاندانہ بنابر تاکید کے لکھا فَاِنْ
اَبٰی عَنْہُ فَاضْرِبْ عُنُقَہٗ وَابْعَثْ اِلَیَّ رَاْسَہٗ اگر بیعت سے انکار کریں تو سر اُن کا کاٹکر
میرے پاس بھیج دینا جب ولید مضمون نامہ یزید سے مطلع ہوا تو اسیوقت شب کو امام حسین
علیہ السلام کو بلایا اور حضرت ولید کے ارادہ سے مطلع ہوئے اور اُسکے قاصد سے یہ فرمایا تو جا
میں بعد میں آؤں گا جب وہ چلا گیا تو حضرت نے اپنے اقربا کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ سب مسلح
ہوکر حاضر ہوں فَاَقْبَلَ اِلَیْہِ عَبَّاسُ بْنُ عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَعَ اِخْوَتِہِ الْاَرْبَعَةِ
وَبَنُو اَخِیْہِ وَوُلْدُہٗ وَوُلْدُ مُسْلِمٍ وَاَعْوَانُہٗ وَاَنْصَارُہٗ فِیْ وَقْتٍ وَاحِدٍ
اتنا ہی ارشاد حضرت کا سنکر جناب عباسؑ دلاور فرزند حیدرؑ صفدر مع اپنے چار برادر کے اور فرزندان
امام حسن علیہ السلام اور فرزندان امام حسین علیہ السلام اور فرزندان مسلم بن عقیل اور فرزندان عبداللہ بن جعفر
طیار اور سب اعوان و انصار آن واحد میں سلاح آراستہ کرکے حاضر ہوئے پس امام حسین علیہ السلام طرف
ولید کے تشریف لائے اور اپنے رفقا و عزیز و اقربا کو فرمایا کہ تم سب دروازہ کے باہر ٹھیرے رہو جب آواز
میری سنو کہ بلند ہوئی ہے تو اس وقت تم سب اندر چلے آنا یہ فرماکر حضرت تنہا اندر تشریف لیگئے
اُسوقت مروان لعین ولید کے پاس موجود تھا پس جب حضرت بیٹھے تو ولید نے خبر مرگ معاویہ کی
عرض کی حضرت نے فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ بعد اسکے اُس نے نامہ یزید کا پڑھا
اور جو بیعت لینے کے بارہ میں لکھا تھا بیان کیا یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ ہم کو گمان نہیں ہے کہ تو بیعت

ہمی پر قناعت کرے جب تک کہ بیعت ظاہر بظاہر نہ کی جائے اور ہمارے امثال کو بھی کب زیبا ہے
کہ عقب در چھپ کر بیعت اختیار کریں صبح کو ہم اس امر میں غور و فکر کرینگے اور تو بھی فکر و تامل کرنا کہ ہم میں
کون لائق خلافت و بیعت ہے یہ فرما کر ذوالفقار کو زمین پر ٹیک کے کھڑے ہو گئے اُسوقت مروان لعین نے
ولید سے کہا قسم بخدا اگر اس وقت حسینؑ بن علیؑ تیرے قبضہ سے نکل گئے اور بیعت نہ کی تو بجز تو سوائے
غبار کے اور کچھ نہ دیکھے گا انکو قید کرلے یہاں تک کہ بیعت اختیار کریں ورنہ سران کا تن سے جدا کر اے
مومنین کیا انقلاب ہے کہ فرزند رسولؐ اور حجت خدا سے یزید شرابخوار کے لئے بیعت طلب کی جائے جس
فرزند رسولؐ کی بیعت بمنزلہ بیعت خدا ہو جیسا کہ مناقب میں ابن عباسؓ سے منقول ہے وہ کہتے
ہیں کہ میں نے امام حسینؑ کو چند روز قبل سفر عراق کے دروازہ خانہ کعبہ پر اسطرح دیکھا کہ جبرئیل اپنے
ہاتھ میں ہاتھ اُن حضرت کا لئے ہوئے باواز بلند پکار رہے ہیں ھَلُمُّوا اِلٰی بَیْعَۃِ اللّٰہِ ایہا الناس یعنی
چلو طرف بیعت خدا کے الغرض مناقب قدیم میں یوں منقول ہے کہ مروان لعین تلوار اپنی کھینچ کر کھڑا
ہوا اور ولید سے کہا کہ جلاد کو حکم دے کہ انکو قتل کرے قبل اسکے کہ یہ گھر سے باہر نکلیں اور خون انکا
اس شقی کی گردن پر ہے یہ بیحیائی مروان کی دیکھکر امام حسین علیہ السلام کھڑے ہوگئے اور اس لعین سے فرمایا
کہ اے فرزند زن کبود چشم تیری کیا مجال ہے کہ تو مجھے قتل کرے اور ولید کو کب قدرت ہے کہ مجھے قید کرے
قسم بخدا تو کاذب ہے اور ہم اہلبیتؑ نبوت و معدن رسالت ہیں ہمارے نور سے خدا نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا
اور ہم پر رسالت و امامت کو ختم کیا یہ کب مناسب ہے کہ ہمارے امثال یزید سے فاسق و شرابخوار لوطی قاتل مومنین کی بیعت
کریں فَلَمَّا ارْتَفَعَتِ الضَّجَّۃُ دَخَلُوا تِسْعَۃَ عَشَرَ مِنْ اَھْلِ بَیْتِہٖ جب آواز بلند ہوئی اور جوانان بنی
ہاشم نے سنی تو انیس جوان اہلبیتؑ سے ان حضرت کے یکبارگی اندر داخل ہوئے سبحان اللہ کیا شجاع اور
بہادر اور جرار و وفادار اور جان نثار تھے اصحاب و اقربا اس جناب کے کہ صرف آواز بلند سنکر بیتاب ہوگئے کہاں
تھے یہ باوفا بعد زوال روز عاشورہ جب وہ جناب یکہ و تنہا مدد دے رہے تھے اور فریاد کر رہے تھے کہ ھَلْ مِنْ
نَاصِرٍ یَنْصُرُنَا آیا ہے کوئی نصرت کرنے والا کہ ہماری مدد کرے ھَلْ مِنْ ذَابٍّ یَذُبُّ عَنَّا آیا ہے کوئی دفع کرنے
والا کہ اس آفت کو ہم سے دور کرے فَاَوَّلُ مَنِ انْتَضٰی بِسَیْفِہٖ ھُوَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ وَعَبَّاسُ بْنُ عَلِیٍّ
عَلَیْھِمُ السَّلَامُ وَھَمُّوْا جَمِیْعًا عَلٰی مَنْ فِی الدَّارِ بِسُیُوْفِھِمْ غرضکہ اول اُن میں سے جس نے تلوار اپنی
میان سے کھینچی وہ جناب علی اکبرؑ اور جناب عباسؑ دلاور تھے اور ساتھی انکے سب جوانان ہاشمی نے تلواریں
کھینچکر مروان اور ولید اور ان کے رفقا کو جو اس گھر میں تھے گھیر لیا اور چاہا کہ انکو قتل کریں فَمَنَعَھُمُ
الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَقَالَ نَحْنُ اَھْلُ بَیْتِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ لَا نَبْدَءُ بِالْقِتَالِ

فَخَرَجَ مَعَ مَوَالِيْهِ اِلٰى مَنْزِلِهٖ اُسوقت امام حسین علیہ السلام نے اُن جوانانِ ہاشمی کو منع کیا اور فرمایا کہ
ہم اہلبیت رسالت ہیں ہمیں مناسب نہیں ہے کہ ابتدا بقتال کریں جب تک کہ طرف مقابل ہمارا ہمارے قتل
پر اقدام نکرے پس وہاں سے باہر تشریف لائے اور مع عزیز و اقربا کے طرف دولتسرا کے روانہ ہوئے حضرات تنہا آپ
نے کہ مکان میں ولید کے جو مدینہ میں تھا صرف آواز حضرت کے کلام کی بلند ہوئی تھی نوجوانان بنی ہاشم تلواریں
کھینچکر بیتابانہ اندر چلے آئے اور آمادہ نصرت ہوئے حالانکہ اس وقت اُن حضرت نے فریاد و استغاثہ نہیں کیا مگر
افسوس روز عاشورا صحرائے کربلا میں تین روز کے پیاسے بیکس و تنہا بعد شہادت اصحاب و اقربا اور اولاد کے
اُنکی مفارقت پر زار زار روتے تھے اور ہزاروں خونخواروں کے محاصرہ میں استغاثہ کرتے تھے اور کوئی نصرت
و مدد کرنے والا باقی نہ تھا آہ سب اصحاب وفادار اور جوانان ہاشمی ناصر و مددگار خاک و خون میں آلودہ ریگ گرم پر
زخموں سے چور چور پڑے تھے قَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ وَغَيْرُهٗ فَقَامَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلٰى قَدَمَيْهِ
وَنَظَرَ يَمِيْنًا وَشِمَالًا فَلَمْ يَرَ اَحَدًا فَبَكٰى بُكَاءً شَدِيْدًا چنانچہ ابو مخنف اور محمد بن ابو طالب نے بخوبی
روایت کی ہے کہ اُسوقت امام حسین علیہ السلام کھڑے ہوئے اور اپنے داہنے اور بائیں بحسرت و یاس دیکھا تو
کسیکو اپنے اصحاب و انصار سے نہ پایا پس اُنکی مفارقت پر بشدت رونے لگے فَنَادٰى وَا مُحَمَّدَاهُ وَا جَدَّاهُ وَا عَلِيَّاهُ
وَا حَسَنَاهُ وَا حُسَيْنَاهُ وَا جَعْفَرَاهُ پس فریاد کرنے لگے اے نانا رسول خدا اے بابا علی مرتضےٰ اے بھائی حسن
مجتبےٰ اے چچا جعفر طیار اے حمزہ سید الشہدا فریاد ہے ثُمَّ نَادٰى يَا قَوْمُ اَمَا مِنْ مُجِيْرٍ يُجِيْرُنَا اَمَا مِنْ
مُعِيْنٍ يُعِيْنُنَا اَمَا مِنْ طَالِبِ الْجَنَّةِ فَيَنْصُرُنَا اَمَا مِنْ خَائِفٍ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ فَيَذُبَّ عَنَّا بعد اسکے
لشکر اعدا کی طرف متوجہ ہو کر بنا بر اتمام حجت کے بآواز بلند فرمایا اے قوم آیا ہے کوئی پناہ دینے والا کہ ہمیں پناہ
دے آیا ہے کوئی اعانت کرنے والا کہ ہماری اعانت کرے آیا ہے کوئی طالب جنت کہ ہماری نصرت کرے آیا ہے
کوئی خدا ترس کہ عذاب خدا سے ڈرے اور اس بلا کو ہم سے دور کرے آہ مومنین جب کسی نے جواب دیا
تو اُسوقت مظلوم کربلا متوجہ ہوئے طرف لاشہائے شہدا کے اور اپنے اصحاب باوفا اور عزیز و اقربا کا نام
لیکر پکارتے تھے اور فرماتے تھے اَيْنَ اَيْنَ حَبِيْبُ بْنُ مُظَاهِرٍ اَيْنَ اَيْنَ مُسْلِمُ بْنُ عَوْسَجَةَ
اَيْنَ اَيْنَ زُهَيْرُ بْنُ الْقَيْنِ کہاں ہیں کہاں ہیں رفیق ہمارے حبیب ابن مظاہر کہاں ہیں کہاں ہیں
مسلم بن عوسجہ کہاں ہیں کہاں ہیں زہیر بن القین اَيْنَ اَيْنَ اَبُو الْفَضْلِ الْعَبَّاسُ اَيْنَ اَيْنَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ
وَقَاسِمٌ اَيْنَ اَيْنَ عَوْنٌ وَجَعْفَرٌ ہائے افسوس کہاں ہیں کہاں ہیں قوت بازو میرے ابو الفضل عباس
علمدار لشکر کہاں ہیں کہاں ہیں راحت دل میرے علی اکبر اور قاسم کہاں ہیں کہاں ہیں عون و جعفر
اور سب جوانان ہاشمی کہاں ہیں کہ اس وقت تنہائی میں ہماری نصرت کریں آہ فدا جان ہماری اُس

شاہ کم سپاہ پر جو بعد شہادت اس جماعت قلیلہ کے بے ناصر و مددگار رہگئے و تنہا رہگیا پس حضرت انکی
مفارقت پر بشدت روئے ؎ فریاد از غریبی و بے یاری حسینؑ ؛ وز نالہائے دمبدم و زاری حسینؑ ؛ الغرض
جب حضرت کو ولید کے مکان پر کسی قدر دیر ہوئی تو جناب زینبؑ اور ام کلثومؑ اور سکینہ خاتون بیتاب
ہوئیں اور بار بار صحن خانہ میں آکے بشدت روتی تھیں یکایک حضرت واپس تشریف لائے دیکھا کہ وہ سب
مخدراتِ عصمت دروازہ کے پیچھے کھڑی رو رہی ہیں یہ دیکھکر حضرت بھی رونے لگے اور فرمایا کہ صبر و شکر کرو
کہ یہ پہلی مصیبت ہے مگر افسوس جب قریب عصر کے روز عاشورا آنحضرت کو تھوڑی دیر ہوئی اور دریچہ پر
واپس نہ آئے اور آواز حضرت کی سنائی دی تو جناب زینبؑ مضطرب و بیقرار ہو کر باہر نکلیں اور یہ فریاد کرتی
تھیں اَیْنَ اَخِیْ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ کہاں ہیں کہاں ہیں بھائی میرے ابو عبد اللہ الحسینؑ ہائے اے
برادر مظلوم کہاں ہو مجھے آواز دو کہ دل میرا شق ہوتا ہے اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۲ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ عِدَّۃَ الشُّھُوْرِ عِنْدَ اللّٰہِ اثْنَا عَشَرَ شَھْرًا فِیْ کِتٰبِ اللّٰہِ یَوْمَ
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْھَا اَرْبَعَۃٌ حُرُمٌ حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے بہ تحقیق کہ تعداد
مہینوں کی بارہ مہینے ہیں کتاب خدا میں جس دن سے تمام آسمان و زمین پیدا ہوئے ان میں سے چار مہینے
حرمت و تعظیم کے ہیں یعنی ماہ رجب اور ذوالقعدہ اور ذوالحجہ اور محرم وَفِی الْاَمَالِیْ عَنِ الرِّضَا عَلَیْہِ
السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ یَا ابْنَ شَبِیْبٍ اِنَّ الْمُحَرَّمَ ھُوَ الشَّھْرُ الَّذِیْ کَانَ اَھْلُ الْجَاھِلِیَّۃِ فِیْمَا
مَضٰی یُحَرِّمُوْنَ فِیْہِ الظُّلْمَ وَالْقِتَالَ لِحُرْمَتِہٖ چنانچہ امالی میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے
منقول ہے کہ ان حضرت نے ابن شبیب سے فرمایا اے ابن شبیب ماہ محرم وہ مہینا ہے کہ اہل جاہلیت قبل بعثت
جناب رسول خدا کے حرام جانتے تھے کسی پر ظلم کرنا اور کسی کو قتل کرنا اس مہینے میں بسبب حرمت و تعظیم اس مہینے
کے فَمَا عَرَفَتْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃُ حُرْمَۃَ شَھْرِھَا وَلَا حُرْمَۃَ نَبِیِّھَا لَقَدْ قَتَلُوْا فِیْ
ھٰذَا الشَّھْرِ ذُرِّیَّتَہٗ وَسَبَوْا نِسَآءَہٗ وَانْتَھَبُوْا ثِقْلَہٗ فَلَا غَفَرَ اللّٰہُ لَھُمْ اَبَدًا
پس نہ پہچانی اس امت جفاکار نے حرمت اس مہینے کی اور نہ خیال کیا حرمت کو اپنے نبی کی بہ تحقیق کہ قتل
کیا اشقیائے امت نے ذریت و عترت رسول خدا کو اور اسیر و مقید کیا ان کے اہل حرم کو اور لوٹ لیا اسباب
ان کے اہلبیت کا پس خدا کبھی نہ بخشے ان اشقیا کو یَا ابْنَ شَبِیْبٍ اِنْ کُنْتَ بَاکِیًا لِشَیْءٍ فَابْکِ
لِلْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاِنَّہٗ ذُبِحَ کَمَا یُذْبَحُ الْکَبْشُ اے ابن شبیب اگر کوئی ایسی مصیبت
تجھے در پیش آئے جس پر تجھے رونا آئے اس وقت رو تو مصیبت پر امام حسین علیہ السلام کی
اس سے کہ وہ جناب ذبح ہوئے جسطرح گوسفند قربانی ذبح ہوتا ہے وَقُتِلَ مَعَہٗ مِنْ اَھْلِ بَیْتِہٖ

وَعِلْيَۃٌ ثَمَانِيَۃَ عَشَرَ رَجُلاً مَا كَانَ لَهُمْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ شَبِيْهُوْنَ ؕ اور قتل کیے
گئے ہمراہ اُن حضرات کے اہلبیت و عترت سے اس مظلوم کے اٹھارہ جوان بنی ہاشم کہ انکا مثل و نظیر روئے زمین پر نہ
تھا آہ مومنین یہ مضمون رونے کو کافی ہے کہ معصوم نے اپنے جدّ مظلوم کی نسبت لفظ ذبح اور باقی شہدائے
بنی ہاشم کی نسبت لفظ قتل فرمایا شاید یہ مقصود ہو کہ اور بنی ہاشم زمین پر گرتے ہی یا بعد تھوڑی دیر کے
بسبب زخمہائے کاری کے رحلت کر گئے مگر امام حسینؑ کا زخموں سے چور چور ہونا اور غش کھا کر زمین پر گرنا
اعدا کو کافی نہوا افسوس ہزار افسوس ابھی ایک رمق جان باقی تھی کہ حالت حیات ہی میں ذبح کیا اور سر
اقدس کو نیزہ پر بلند کیا چنانچہ بروایت بحار الانوار اُن جوانان ہاشمی کے مرثیہ میں جناب زینبؑ فرماتی ہیں
شعر مَصَابِيْحُ نَبِيَّۃٍ سَجَدُوْا وَقَامُوْا ٭ هَجُوْدًا فِي الْفَدَافِدِ وَالشِّعَابِ زمین کربلا ایسے
چند نوجوانوں کی خوابگاہ ہے کہ جنہوں نے عبادت خدا کی شب تار میں بجا لائے اور کوہساروں میں بعد اسکے راہ
خدا میں جہاد کیا اور تھک کے سو رہے اور آرام کیا بعد اسکے وہ مخدومہ حال اسیری کو یاد کرکے فرماتی ہیں شعر
بَنَاتُ مُحَمَّدٍ اَضْحَتْ سَبَايَا ٭ يُسَقْنَ مَعَ الْاُسَارٰى وَالنِّهَابِ آہ دختران رسول خدا اور
بتول عذرا بعد شہادت اپنے عزیز و اقربا کے اسیر و مقید کی گئیں اور اسباب اور چادریں اُن کی لوٹ کر
بازاروں میں پھرائی گئیں و بے پردہ کی گئیں شعر مُغَبَّرَۃَ الذُّيُوْلِ مُكَشَّفَاتٍ ٭ كَسَبْيِ الرُّوْمِ
دَامِيَاتِ الْكِعَابِ آہ حال اُن مخدرات عصمت کا یہ تھا کہ مثل اسیران ترک و روم کے گرد و غبار آلودہ بے
مقنعہ و چادر تھیں اور پاہائے اطہر ان کے پیادہ روی سے زخمی ہو گئے تھے بعد اسکے کس حسرت و یاس
کا مضمون فرماتی ہیں شعر اَيُبْخَلُ بِالْفُرَاتِ عَلَى الْحُسَيْنِ ٭ وَقَدْ اَضْحٰى مُبَاحًا لِلْكِلَابِ
ہائے افسوس آیا بخل کیا گیا آب فرات سے امام حسین علیہ السلام پر حالانکہ وہ پانی کلاب پر بھی مباح تھا
یعنے اولاد رسولؐ اور اطفال خورد سال اُنکے تشنہ لب شہید ہوئے اور وقت آخر بھی کسی نے ایک قطرہ
پانی کا نہ دیا حالانکہ اس وقت مظلوم کربلا بنا بر اتمام حجت کے فرماتے تھے اَنَا ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ
وَعَطْشَانُ میں فرزند رسول خدا ہوں اور پیاسا ہوں۔ اور مجالس مفجعہ وغیرہ میں یوں منقول
ہے وَيَلُوْكُ لِسَانَہٗ مِنْ شِدَّۃِ الْعَطَشِ وَطَلَبَ الْمَاءَ وہ جناب زبان خشک اپنی
شدت تشنگی سے چباتے تھے اور پانی مانگتے تھے فَرَفَسَہٗ شِمْرٌ بِرِجْلِہٖ وَقَالَ يَا ابْنَ
اَبِيْ تُرَابٍ اَلَسْتَ تَزْعَمُ اَنَّ اَبَاكَ عَلٰى حَوْضِ النَّبِيِّ يَسْقِيْ مَنْ اَحَبَّہٗ فَاصْبِرْ
حَتّٰى تَاْخُذَ الْمَاءَ مِنْ يَدِہٖ آہ مومنین اب کس زبان سے بیان کروں کہ شمر لعین نے اپنے پائے
نجس سے کیا بے ادبی کی اور بطور طعن کے کہا کہ اے فرزند ابوتراب کیا گمان نہیں کرتے ہیں آپ کہ

پدر بزرگوار آپ کے حوضِ کوثر سے اپنے دوستوں کو سیراب کرینگے پس صبر کیجئے تاکہ ساقیِ کوثر آپ کو اپنے ہاتھ سے پانی پلائیں الغرض اُس شقی کی یہ بتی کہ ہم آپ کو پانی نہ دیں گے بلکہ پیاسا ہی ذبح کریں گے ٭ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

مجلس ٣

فِی اَنْوَارِ الْهِدَايَةِ شَدَائِدُ الدُّنْيَا اَرْبَعَةٌ اَلسَّفَرُ وَلَوْ كَانَ فَرْسَخًا وَالْقَرْضُ وَلَوْ كَانَ دِرْهَمًا وَالْبِنْتُ وَلَوْ كَانَتْ وَاحِدَةً وَالسُّؤَالُ وَلَوْ كَانَتْ مِنَ الْاَبَوَيْنِ

انوارالہدایہ میں منقول ہے کہ شدائد دنیا میں شدید تر چار ہیں سفر کرنا اگرچہ ایک ہی فرسخ ہو اور قرض لینا اگرچہ ایک ہی درہم ہو اور دختر کا ہونا اگرچہ ایک ہی ہو اور سوال کرنا اگرچہ اپنے والدین سے ہو کیوں مومنین اگر وہ سفر ظلم و ستم اعدا سے ہو اور ہمراہ اہل و عیال اور بچے خورد سال ہوں اور کچھ عزیز و اقربا اور احباب اور دوستان وطن سے بلاچاری جدائی ہو اور فصل بھی شدت گرما ہو اور راہ جنگلی اور پست و بلند ہو تو کیسا شدید ہوگا جیسا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو سفر عراق در پیش ہوا افسوس اُمتِ جفا کار نے اس فرزند رسول مختار کو مع اہل و عیال اور اطفال خورد سال کے شدت گرما میں آوارہ وطن کیا اور روضۂ رسول خدا سے جدا کیا اور مجبوری اُس جناب کو سفر غربت اختیار کرنا پڑا ایسا سفر طولانی جو سفر آخرت سے ملحق ہوا کہ جہاں کا مسافر واپس نہیں آتا ہے؛ فِي الْمُنْتَخَبِ وَغَيْرِهِ اَنَّهُ لَمَّا تَهَيَّأَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلْخُرُوجِ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلَى الْعِرَاقِ وَلِثَلٰثٍ مَضَيْنَ مِنْ شَعْبَانَ سَنَةَ سِتِّيْنَ مِنَ الْهِجْرَةِ اِلْتَفَتَ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ؛ چنانچہ منتخب وغیرہ میں منقول ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام نے تیسری تاریخ ماہ شعبان سنہ ساٹھ ہجری کو مدینہ منورہ سے ارادہ سفر عراق کا کیا تو اس وقت عبداللہ ابن عباس رض اور محمد بن حنفیہ رض اور عزیز و اقربا واسطے رخصت کے حاضر تھے پس حضرت طرف ابن عباس رض کے متوجہ ہوئے وَقَالَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ مَا تَقُوْلُ فِيْ قَوْمٍ اَخْرَجُوا ابْنَ بِنْتِ نَبِيِّهِمْ مِنْ وَطَنِهِ وَدَارِهٖ وَحَرَمِ جَدِّهٖ وَقَرَارِهٖ اور فرمایا کہ اے ابن عباس رض کیا کہتے ہو حق میں اس اُمتِ جفا کار کے کہ جس نے اپنے نبی کے نواسے کو اس کے وطن اور گھر سے آوارہ کیا اور روضۂ منورہ سے نانا کے ظلم و ستم جدا کیا یہ سنکر ابن عباس رض بشدت روئے اور عرض کی یا ابن رسول اللہ فدا ہوں آپ پر جبکہ آپ کو کوئی چارہ سوائے ترک وطن کے نہیں ہے اور قصد عراق کا ضرور ہے تو اپنے اہل و عیال کو ایسے سفر میں ہمراہ نہ لیجئے بلکہ تنہا سفر کیجئے حضرت نے فرمایا اے ابن عباس رض کیونکر اپنے اہلبیت کو چھوڑوں اسلئے کہ میرے جد بزرگوار نے مجھ سے فرمایا ہے کہ اے حسین اپنے اہلبیت کو اس سفر میں اپنے ہمراہ لے جانا پس انکو کسطرح سے چھوڑ سکتا ہوں کہ یہ امانت رسول خدا ہیں اور میری نظر میں کوئی ایسا نہیں ہے کہ اُسکے سپرد کردوں اور یہ بھی تو مجھ سے اس قدر مانوس ہیں کہ میری

حیات تک مجھ سے کبھی جدائی گوارا نہ کریں گے یہ کلام ہو رہا تھا کہ ابن عباس نے آواز ایک معظمہ کی سُنی کہ پس پردہ سے وہ فرماتی ہیں سبحان اللہ اے ابن عباسؓ آیا تجھے یہی مناسب ہے کہ تو ہمارے سید کو یہ مشورہ دے کہ وہ تنہا وطن سے سفر کریں اور ہم سب کو چھوڑ جائیں اے ابن عباسؓ تو ہی انصاف کر کہ آیا زمانے نے کوئی حامی و سرپرست ہمارا سوائے خامس آل عبا کے باقی رکھا ہے خدا ہم کو بعد ان کے باقی نہ رکھے بلکہ ان کے سامنے ہمیں موت دے یہ سنکر ابن عباس بشدت روئے اور معلوم کیا کہ وہ مخدومہ جناب زینب دختر امیر المومنین علیہ السلام ہیں حضرات آپ نے کہ جس بہن کو اس درجے محبت ہو اپنے بھائی کی کہ اتنا مشورہ جدائی کا ناگوار ہو اب تصور کیجئے کہ اس بہن ستم رسیدہ کو کیا صدمہ ہوا ہوگا روز عاشورا صحرائے کربلا میں جس وقت کہ وہ جناب بعزم میدان کارزار اپنی بہنوں اور اہل حرم سے رخصت ہوئے ہونگے فی المنتخب وغیرہ فَتَوَجَّهَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ وَقَالَ لَهُمْ يَا اَهْلَ بَيْتِ النُّبُوَّةِ وَمَعْدِنِ الرِّسَالَةِ خَلِيْفَتِيْ عَلَيْكُمُ اللّٰهُ چنانچہ منتخب اور مقتل مخنف اور محرق القلوب میں منقول ہے پس متوجہ ہوئے امام حسین علیہ السلام اپنے اہلبیت اور اہل حرم کی طرف اور ان سب سے فرمایا اے اہلبیت رسالت اور معدن نبوت خدا تمہارا حافظ و نگہبان ہے اب میں تم سے رخصت ہوتا ہوں اور تم کو سپرد خدا کرتا ہوں یعنی ملاقات ہماری اور تمہاری اب قیامت پر رہی فَخَرَجَتْ اِلَيْهِ زَيْنَبُ مُغْشِيَةً وَ مَعَجَرُهَا مِنْ دَمْعِهَا يَتَبَلَّلُ شاعر کہتا ہے یہ سنکر جناب زینب نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی ساتھ ہی اسکے غش کر گئیں اور منہ عینی پر گر پڑیں اور اس قدر روئیں کہ آنسوؤں سے گوشہ نقاب اور چادر تر ہوا اور مظلوم کربلا یہ حال اپنی بہن کا دیکھکر سرہانے انکے بیٹھ گئے جب اس ستم رسیدہ کو افاقہ ہوا تو حضرت نے کلمات تسکین کے ارشاد فرمائے اور حکم بصبر و شکر کیا تَقُوْلُ اُخَيَّ هٰذَا الْفِرَاقُ مَتَى اللِّقَا اُخَيَّ مَنْ لَنَا مِنْ بَعْدِ فَقْدِكَ كَافِلٌ پس اس مظلومہ نے عرض کی کہ اے بھائی میرے اب بعد اس جدائی کی ملاقات آپ کی اور زیارت اس چہرہ انور کی دنیا میں کہاں ہو سکتی ہے مگر یہ تو فرمائیے کہ بعد آپ کے ہم بیکسوں کا اس عالم غربت و مسافرت میں کون حامی و سرپرست ہے جو ہماری حمایت و سرپرستی کرے اور ظلم و ستم اعدا سے بچائے کاش اس بہن کو قبل اسکے موت آتی کہ آپ کو اس مصیبت میں مبتلا نہ دیکھتی فَصَاحَتْ اُمُّ كُلْثُوْمٍ وَ قَالَتْ يَا اَخِيْ قَدِ اسْتَسْلَمْتَ لِلْمَوْتِ پس لفظ رخصت سنکر جناب ام کلثوم نے باواز بلند عرض کی کہ اے بھائی آپ بھی آمادہ مرگ ہوئے اور قتل ہونا گوارا فرمایا فَقَالَ يَا اُخْتَاهُ كَيْفَ يَسْتَسْلِمُ مَنْ لَا نَاصِرَ لَهٗ وَ لَا مُعِيْنَ حضرت نے فرمایا اے بہن کیونکر مرگ گوارا نہ کرے وہ شخص کہ جسکا کوئی ناصر و مددگار باقی نہو آہ جب مظلوم کربلا اپنی بہنوں سے رخصت ہو چکے اور بیبیوں سے رخصت ہو رہے تھے اس وقت ایک شور گریہ و بکا بپا تھا اور ہر طرف سے صدائے الوداع الوداع کی بلند

ہوئی فَبَيْنَا كَذَالِكَ اِذْ اَقْبَلَتْ اِلَيْهِ اُمُّ سُكَيْنَةَ وَاُمُّ عَبْدِ اللهِ الرَّضِيْعِ تَدْعُوْ بِالرَّبَابِ
اسی اثنا میں ماں جنابِ سکینہؑ اور علی اصغرؑ شیرخوار کی کہ نام اس مخدومہ کا جناب رباب تھا روتی ہوئی
قریب حضرت کے آئیں فَاَخَذَتْ لِجَامَ فَرَسِهٖ وَبَكَتْ وَقَالَتْ لَهٗ يَا سَيِّدِيْ اِنَّكَ سَتُقْتَلُ فَمَنْ لِّيْ
بَعْدَكَ يَحْمِيْنِيْ فِي الْمَصَائِبِ وَيَحْفَظُنِيْ مِنَ النَّوَائِبِ پس وہ مخدومہ لگام ذوالجناح کی پکڑ کے بہت روئیں
اور عرض کی اے آقا میرے آپ تو آمادۂ مرگ ہیں اور قریب ہے کہ دستِ ظلمِ اعدا سے شہید ہوں پس بعد
آپ کے کون میری حمایت ان مصائب میں کرے گا اور کون ظلم و ستمِ اعدا سے بچائیگا۔ فَبَكَى الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ
السَّلَامُ وَقَالَ لَهَا يَا رَبَابُ اِصْبِرِيْ عَلَى الْبَلَاءِ وَاللهُ يَعْصِمُكِ مِنَ النَّاسِ آہ امام حسین علیہ السلام ان کی
بیکسی پر روئے اور فرمایا اے رباب اس بلا اور مصیبت پر صبر و شکر کرو اور خدا پر توکل کرو کہ وہی تم کو شرِ اعدا سے
بچائے گا فَوَدَّعَهَا وَوَدَّعَ اَهْلَهٗ وَنِسَاءَهٗ وَاَتٰى اِلَى الْمَيْدَانِ یہ فرما کر حضرت ان سے وداع ہوئے اور
اپنے اہل و عیال سے رخصت ہو کر میدان کارزار میں سامنے لشکرِ اعدا کے تشریف لائے وَنَادٰى اَمَا مِنْ نَاصِرٍ
يَنْصُرُنَا اَمَا مِنْ ذَابٍّ يَذُبُّ عَنَّا اور بنا بر اتمامِ حجت کے فرمایا آیا ہے کوئی نصرت کرنے والا کہ اسوقت
تنہائی میں ہماری مدد کرے آیا ہے کوئی دفع کرنے والا کہ اس آفت و بلا کو ہم آلِ رسولؐ سے دور کرے آہ
عوض جواب دینے کے ان اشقیا نے ہر طرف سے گھیر لیا اور دور سے تیر باراں کیا فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ وَقَتَلَ مِنْهُمْ
ثَلٰثِيْنَ اَلْفَ فَارِسٍ حَتّٰى حَمَلُوْا عَلَيْهِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ وَّمَكَانٍ وَقَتَلُوْهُ بِالسُّيُوْفِ وَالسِّهَامِ
وَالسِّنَانِ اس وقت حضرت نے ان اشقیا پر حملہ کر کے تیس ہزار اشرار کو قتل کیا آخر کار اعدا نے ان حضرت
پر ہجوم کیا اور ہر طرف سے گھیر کر تیر و نیزہ اور تلوار و پتھر سے شہید کیا اور سرِ انور بدنِ اطہر سے جدا کیا اور
نیزہ پر بلند کیا جیسا کہ حجت خدا فرماتے ہیں وَرُفِعَ عَلَى الْقَنَاةِ رَاْسُكَ اے جدِ مظلوم سرِ اقدس آپکا نیزہ
پر بلند کیا گیا اب حضرات تصور کیجئے کہ جب یہ حال خواہران امام حسین علیہ السلام نے دیکھا ہوگا تو روتے روتے
کیا صدمہ ہوا ہوگا چنانچہ دعبل کہتا ہے ؎ بِاَبِيْ بَنَاتُ الْبَتُوْلِ نَوَادِيًا ؞ مِنْ عِظَمِ اَحْزَانٍ
وَّطُوْلِ شَتَاتٍ ؞ فدا ہوں ماں باپ میرے دختران جناب سیدہؑ پر جو کثرتِ حزن و ملال اور غم و الم سے نوحہ
و بین کرتی تھیں اور زار زار روتی تھیں آہ اپنے عزیز و اقربا سے عالمِ غربت میں جدا ہو گئی تھیں ؎
وَالرَّاْسُ مُنْتَصَبٌ وَزَيْنَبُ عِنْدَهٗ ؞ وَدُمُوْعُهَا تَجْرِيْ عَلَى الْوَجَنَاتِ افسوس سرِ اقدس
امام حسین علیہ السلام کا نیزہ پر نصب کیا گیا تھا اور بہن ان حضرت کی زینب خاتون قریب اس کے بحسرت و یاس
دیکھتی تھیں اور آنسو رخساروں پر جاری تھے اور بروایتے دل پُر درد سے فریاد کرتی تھیں بِاَبِيْ مَنْ شَيْبَتُهٗ
تُقْطِرُ بِالدِّمَاءِ فدا ہو باپ میرا اُس مجروح و مقتول پر جس کی ریشِ اقدس سے خون ٹپکتا ہے آہ لعنۃ

اللہ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ط

مجلس ۴ فِی الْمَجَالِسِ الْمُفْجِعَةِ وَغَیْرِہٖ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ اَبِیْ طَالِبِ نِ الْمُوْسَوِیِّ اَنَّہٗ قَالَ لَمَّا تَھَیَّاءَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِلْخُرُوْجِ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ وَمَضٰی فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ اِلٰی قَبْرِ اُمِّہٖ فَوَدَّعَھَا ثُمَّ مَضٰی اِلٰی قَبْرِ اَخِیْہِ الْحَسَنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَفَعَلَ کَذٰلِکَ مجالس مفجعہ اور اکسیر العبادات میں محمد بن ابو طالب موسوی سے منقول ہے کہ کہا اس نے جب جناب امام حسین علیہ السلام مدینہ سے آمادۂ سفر عراق ہوئے تو بوقتِ شب قبر اطہر پر اپنی مادر گرامی جناب سیدہ کے تشریف لے گئے اور ان سے وداع ہوئے بعد اسکے روضہ پر اپنے بھائی جناب امام حسن علیہ السلام کے تشریف لے گئے اور وہاں سے بھی رخصت ہوکر دولت سرا پر بوقت صبح واپس آئے اُس وقت محمد حنفیہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے بھائی میں آپ سے زیادہ کسیکو عالم میں دوست نہیں رکھتا ہوں قسم بخدا میں دریغ نہیں رکھتا ہوں کسی شخص کی نصیحت میں اور آپ سے زیادہ کون مستحق ہوگا اسواسطے کہ آپ اور میں جُدا نہیں ہیں آپ میری روح و جان اور روشنیٔ چشم اور بزرگ خاندان رسالت ہیں اور آپ کی اطاعت خدا نے میری گردن پر واجب کی ہے اور آپ کو ہم پر فضیلت و بزرگی عطا کی ہے کہ آپ کو سردار جوانانِ اہل جنت سے کیا ہے بعد اسکے عرض کی کہ اے بھائی آپ مکہ معظمہ کی طرف تشریف لے جائیں اگر آپ کو وہاں امن ملے تو بہتر ورنہ بلاد یمن کی جانب چلے جائے گا اسلئے کہ وہاں کے لوگ انصار میں آپ کے جدِّ نامدار اور پدر بزرگوار کے ہیں اور دل اُن کے نرم و مہربان ہیں اور شہر بھی بڑا ہے پس اگر آپ کو وہاں امن ملے تو خیر ورنہ صحرا اور کوہستان میں نکل جائیے گا اور ایک شہر سے دوسرے شہر میں مسافرت کیجئے گا جب تک کہ آپ نہ دیکھیں کہ انجام کار کیا ہوتا ہے اور خدا درمیان ہمارے اور قوم فاسقین کے کیا حکم کرتا ہے غرض محمد حنفیہؓ کی یہ تھی کہ کہیں حضرت مضطر ہوکر بیعت نہ کرلیں پس یہ سنکر امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اے بھائی اگر دنیا میں کہیں پناہ نہ ملے گی جب بھی میں بیعت یزید بن معاویہ کی نہ کروں گا یہ سُنکر محمد حنفیہؓ نے کلام اپنا تمام کیا اور بیتاب ہوکر رونے لگے پس امام حسین علیہ السلام بھی ساتھ اُن کے ایک ساعت تک روتے رہے بعد اسکے حضرت نے فرمایا اے بھائی خدا تمہیں جزائے خیر دے کہ تم نے مشورہ نیک دیا اب میں مکہ معظمہ کی طرف جاتا ہوں یہ فرماکر مع اہل و عیال اور اطفال خورد سال کے شدتِ گرما میں روانہ مکہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر ان حضرت نے بقیۂ ایام ماہِ شعبان اور تمام ماہ رمضان اور ماہِ شوال اور ذیقعد اور سات روز ماہ ذالحجہ کے قیام فرمایا جب یہ خبر اہل کوفہ کو معلوم ہوئی تو اُنہوں نے ہزاروں عرضیاں مشتمل طلب کی آنحضرت کی

خدمت میں روانہ کیں پس وہ نامے ماہ رمضان میں حضرت کے پاس پہنچے جب اصرار اہل کوفہ کا حد سے زیادہ گذرا تب حضرت نے اپنے چچا زاد بھائی جناب مسلم بن عقیلؑ کو اپنا نائب کرکے روانہ کوفہ کیا جب حضرت مسلمؑ وارد کوفہ ہوئے تو اٹھارہ ہزار کوفیوں نے انکی بیعت کی اُسوقت جناب مسلمؑ نے یہ حال حضرت کی خدمت میں لکھ بھیجا اور طرف کوفہ کی طلب کیا مگر افسوس آٹھویں ماہ ذالحجہ یوم ترویہ کو حضرت مکہ سے طرف کوفہ کے روانہ ہوئے اور اُسی دن جناب مسلمؑ کوفہ میں شہید کئے گئے علاوہ اسکے تعجیل سفر کا یہ سبب ہوا کہ بحکم یزید تیس شقی بحیلۂ حج بارادہ قتل امام حسین علیہ السلام کے مکہ میں آئے تھے اور اُس فکر میں تھے کہ حالت طواف یا سعی مناسک حج میں جہاں پائیں اُن حضرت کو قتل کریں پس حضرت نے احرام حج کو احرام عمرۂ مفردہ سے بدل کرکے بلاچاری وہاں سے کوچ کیا تا خونریزی حرم خدا میں نہو اور حرمت کعبہ کی ضائع نہو آہ کیسی مصیبت مکہ میں اُن حضرت پر گذری کہ اعدا نے اتنی مہلت نہ دی کہ حج آخری بھی بجالاتے الغرض محمد حنفیہؓ بھی واسطے حج کے وارد مکہ ہوئے جب یہ خبر پہنچی کہ بھائی اُن کے امام حسین علیہ السلام مکہ سے طرف عراق کے روانہ ہوا چاہتے ہیں تو اس وقت اُنکے سامنے ایک طاس پانی کا رکھا تھا اور وضو کیا چاہتے تھے یہ خبر سُنکر بشدت روئے یہاں تک کہ آنسو جاری ہوکر مثل قطرات باراں کے طاس میں گرتے تھے بعد اسکے نماز مغرب پڑھ کے خدمت میں اپنے بھائی کی حاضر ہوئے اور عرض کی اے برادر نامدار آپ بخوبی اہل کوفہ کے غدر و مکر اور بیوفائی سے واقف ہیں جو آپ کے پدر بزرگوار اور برادر عالیمقدار کے ساتھ ان لوگوں نے سلوک بد کیا اور مجھے خوف اس بات کا ہے کہ آپ کا حال بھی مثل اُن حضرات کے نہو پس اگر آپ کے نزدیک مناسب ہو تو آپ یہیں مکہ میں تشریف رکھیں کیونکہ آپ سے زیادہ کون یہاں حرم خدا میں عزیز و رفیع تر ہے یہ سُنکر حضرت نے فرمایا اے بھائی مجھکو اندیشہ ہے کہیں ایسا نہو کہ یزید بن معاویہ بمکر و دغا حرم خدا میں مجھے قتل کرائے تو میری وجہ سے حرمت خانۂ کعبہ کی ضائع ہو اور خونریزی حرم خدا میں مُباح ہو جائے یہ سُنکر محمد حنفیہؓ نے عرض کی کہ اگر آپ کو اس بات کا اندیشہ ہے تو یمن کی طرف تشریف لے جائیے یا اور کسی طرف کو کیونکہ اگر آپ یمن چلے جائینگے تو وہاں آپ کو امن ملے گا اور یزید آپ کو گزند نہ پہنچا سکے گا آہ حضرت نے فرمایا اے بھائی قسم بخدا اگر میں سوراخ میں حشرات الارض کے مخفی ہونگا تو بھی یہ لوگ مجھے وہاں سے نکال لیں گے یہاں تک کہ مجھے قتل کریں گے بعد اسکے فرمایا اے بھائی میں اس امر میں غور کروں گا جو تم نے کہا ہے جب صبح ہوئی تو حضرت روانۂ عراق ہوئے یہہ خبر سُنکر محمد حنفیہؓ حاضر خدمت ہوئے اور مہار ناقہ کی پکڑ کے عرض کی کہ اے بھائی آپ نے فرمایا

تھا کہ میں اس بارہ میں غور کروں گا اب کیا سبب ہوا اس قدر جلد تشریف لے جانے کا حضرت نے فرمایا اے بھائی شب کو جب تم چلے گئے تو میں نے اپنے جدِّ امجد کو خواب میں دیکھا اور اُن حضرت نے فرمایا اے حسینؑ طرف عراق کے جلد روانہ ہو مشیّت الٰہی میں یُوں گذرا ہے کہ تم کو اپنی رضا میں خون آلودہ دیکھے یہ سُنکر محمد حنفیہؓ نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن اور زار زار روئے اور رخصت ہوئے اور کہتے تھے کہ میں آپ کو وداع کرتا ہوں اس طرح جس طرح کوئی قتیل کو وداع کرتا ہے پس حضرت روانہ ہوئے اور بشدتِ گرما میں مع اہل و عیال اور اطفال خُرد سال اور عزیز و اقربا کے طے منازل کرتے ہوئے بمنزلِ ثعلبیّہ پر پہنچے وہاں خبرِ شہادت اپنے بھائی مسلم بن عقیلؑ اور ہانی بن عروہؓ کی ایک ناقہ سوار سے سُنی کہ کہا اُس نے میں ہنوز کوفہ سے نہ نکلا تھا یہاں تک کہ میرے سامنے مسلم بن عقیلؑ اور ہانی بن عروہؓ کو شہید کیا اور دیکھا میں نے کہ اُن بزرگواروں کے پاؤں میں رسّی باندھکر لاشیں ان کی بازار کوفہ میں کھینچتے پھرتے تھے اور سر اُنکے فوراً اُن کے بطور ہدیہ طرف شام کے روانہ کئے گئے یہ سُنکر حضرت نے فرمایا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اور آنسو چشم انور میں بھر آئے اور فرمایا خدا رحمت اپنی نازل کرے میرے بھائی مسلمؑ اور ہانیؓ پر آہ مومنین جب لاشیں اُن کی بازاروں میں پھرا چکے تو کئی دن تک بے غسل و کفن اور بے دفن خاک و خون آلودہ پڑی رہیں یہ حال دیکھکر قبیلۂ مذحج نے بعد گشت و خون کے ان لاشوں کو لے کر قریب مسجد کوفہ کے دفن کیا آہ جناب مسلمؑ پر مسافرت میں کیا کیا ظلم و ستم ہوئے اگر ہانیؓ کے گھر میں مہمان نہ ہوتے تو دفن بھی میسّر نہ ہوتا اس لئے کہ ہانی کو اپنی قوم نے بوجہ قرابت کے دفن کیا اور بوجہ مہمانی ہانیؓ کے جناب مسلمؑ کو بھی دفن کیا افسوس یہ حال سُنکر امام حسین علیہ السلام کو کیا صدمہ ہوا ہوگا وَفِی الْمَقْتَلِ وَغَیْرِهٖ اَنَّهٗ لَمَّا سَمِعَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ خَبَرَ قَتْلِ مُسْلِمِ بْنِ عَقِیْلٍ اِغْتَمَّ وَاسْتَرْجَعَ وَدَخَلَ الْخَیْمَةَ وَدَعٰی بِنْتَ مُسْلِمٍ چنانچہ مقتل ابو مخنف اور منتخب میں منقول ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام خبر شہادت مسلم بن عقیلؑ کی سُنکر مغموم و محزون ہوئے تو فرمایا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اور وہاں سے اُٹھ کر داخلِ خیمۂ اہلِ حرم ہوئے اور جناب مسلمؑ کی دختر کو اپنے پاس بُلایا اور دست شفقت سر پر پھیرا اُس صاحبزادی نے عرض کیا کہ اے چچا ایسی شفقت سے مجھے گمان ہوتا ہے کہ میرے پدر بزرگوار نے انتقال کیا اور میں یتیم ہو گئی یہ سُنکر حضرت کو تاب ضبط نہ رہی اور رونے لگے اور فرمایا ہاں اے نورِ نظر تیرے باپ نے شہادت پائی یہ سُنکر اُس یتیمہ نے نالہ و فریاد واویلاہ واثبوراہ بلند کی اور دلِ پُردرد سے آہ کی اور روتے روتے غش کر گئی اور سب مخدرات عصمت ماتم جناب مسلمؑ میں بشدت

روئیں اور بال سروں کے کھولے اور صدا واسلماہ کی بلند کی حضرات سُنا آپ نے حال یتیمۂ جناب مسلمؑ اور اہلحرم کا خبر شہادت اُس مظلوم کی سُنکر باوجودیکہ اپنی آنکھوں سے قتل ہوتے نہیں دیکھا تھا اور نہ لاش بے سر خاک وخون میں آلودہ دیکھی نہ لباس اُن کا لُٹتے دیکھا مگر افسوس بیکسی پر سکینہ خاتون یتیمۂ امام حسین علیہ السلام کے کہ بعد شہادت اپنے پدر مظلوم کے روز عاشورا صحرائے کربلا میں جب اُس ستم رسیدہ نے سر اقدس اپنے باپ کا بدن اطہر سے جدا دیکھا اور لاشِ اطہر خاک وخون آلودہ زخموں سے چُور چُور بے لباس ریگ گرم پر پڑی دیکھی تو لاش اطہر سے لپٹ کر بحسرت و یاس زار زار روتی تھیں اور نوحہ و بین جگر خراش کرتی تھیں ہائے افسوس اُس وقت کوئی حامی و سرپرست ایسا نہ تھا جو اُس بیکسی اور مصیبت میں اُس یتیمہ کو تسلی و دلاسا دیتا اور مہربانی کرتا اور دست شفقت سر پر پھیرتا بلکہ عوض اسکے شمر لعین تازیانے مارتا تھا یہاں تک کہ بجبر و قہر لاش پدر سے کھینچکر جدا کیا اور بے خوف جی بھر کے رونے بھی نہ دیا اور وہ یتیمہ فریاد کرتی تھیں مگر کوئی فریادرسی نہ کرتا تھا ہائے افسوس بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کے اہلحرم کو اُن حضرت کے اتنی بھی مہلت نہ دی کہ صف ماتم بچھاتیں اور نوحہ و بین کرتیں بلکہ اعدا اشقیا ہائے خون آلودہ کھینچے ہوئے خیموں میں در آئے اور اُن ستم رسیدوں کی مقنعہ و چادریں چھین لیں اور اسباب لوٹ لیا اور خیموں میں آگ لگائی اور مجمع عام میں بے پردہ کیا آہ اعدا نے اسپر بھی اکتفا نہیں کی بلکہ اسیر کر کے شہر بشہر پھرایا اور سامنے ابن زیاد اور یزید لعین کے رسن بستہ لے گئے اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۵

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ حُسَیْنٌ مِّنِّیْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا وَاَبْغَضَ اللّٰہُ مَنْ اَبْغَضَ حُسَیْنًا منتخب وغیرہ میں منقول ہے فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ نے حسینؑ میرا مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں خدا دوست رکھے اسکو جو حسینؑ کو دوست رکھے اور خدا دشمن رکھے اس کو جو حسینؑ کو دشمن رکھے پس وائے ہو اشقیائے کوفہ و شام پر کہ باوجود جاننے ایسی فضیلت و بزرگی کے اُس فرزند رسولؐ سے بدشمنی و عناد پیش آئے یہاں تک کہ مدینہ منورہ سے بشدت گرما میں مع اہل و عیال اور اطفال خورد سال کے بظلم و ستم آوارہ وطن کیا اور مکہ معظمہ میں بھی جو جائے امن ہے پناہ نہ ملی آخر وہ جناب موافق طلب اہل کوفہ کے طرف عراق کے روانہ ہوئے فِی الْاِرْشَادِ وَالْبِحَارِ اَنَّہٗ لَمَّا سَارَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ مِنْ مَکَّۃَ اِلَی الْعِرَاقِ وَنَزَلَ الثَّعْلَبِیَّۃَ سَمِعَ خَبَرَ قَتْلِ مُسْلِمِ بْنِ عَقِیْلٍ چنانچہ ارشاد اور بحار الانوار وغیرہ میں منقول ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ معظمہ سے طرف عراق کے

تشریف لے گئے اور طی منازل کرتے ہوئے منزل ثعلبیہ پر پہنچے تو وہاں ایک شتر سوار سے خبر قتل مسلم بن عقیلؑ کی سُنی اور حضرت ان کی مصیبت سُنکر روئے جب وقت سحر ہوا تو اپنے عزیز و اقربا و خدام اور غلاموں سے فرمایا کہ یہاں سے پانی بھر لو اور خود بھی سیراب ہو تو پس اصحاب و اقربا نے ان حضرت کی مشکیزوں میں پانی بھر لیا اور وہاں سے کوچ کیا اور منزل زبالہ پر شب بسر ہوئی صبح کو حضرت نے فرمایا یہاں سے بھی پانی بکثرت ساتھ لے چلو جب پانی بھر چکے تو وہاں سے کوچ کیا اور بطن عقبہ سے گذر کے منزل شراف پر وارد ہوئے اور وہاں سے بھی مشکیزے بھر لئے اور کوچ فرمایا جب آفتاب قریب نصف النہار کے پہنچا تو اثنائے راہ میں ایک شخص نے اصحاب میں سے اللہ اکبر کہا حضرت نے فرمایا اے سعادتمند واقعی خدا بزرگ و برتر ہے اُس سے کہ عقل ادراک کر سکے مگر اس وقت تیرے تکبیر کہنے کا کیا سبب ہے اس نے عرض کی یا ابن رسول اللہ مجھے خرما کے درخت نظر آتے ہیں کہ یہ علامت آبادی کی ہے یہ سُنکر ایک جماعت اصحاب نے عرض کی کہ اے سید و آقا ہمارے ہم نے کبھی اس جگہ کوئی درخت خرما نہیں دیکھا ہے فَقَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَمَا تَرَوْنَہٗ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا پھر تمہیں کیا نظر آتا ہے قَالُوْا یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ نَرَاہُ اَسِنَّۃَ الرِّمَاحِ وَ اٰذَانَ الْخَیْلِ سب اصحاب نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ ہم کو نوک ہائے نیزہ و سنان اور کان گھوڑوں کے نظر آتے ہیں حضرت نے فرمایا میں بھی ایسا ہی دیکھتا ہوں پس حضرت نے مع اصحاب باوفا جانب چپ کو ایک پہاڑی کی طرف توجہ فرمائی کہ اسی اثنا میں لوگ لشکر حرؔ کے نظر آنے لگے اور حضرت نے جس جانب توجہ فرمائی تھی اُس لشکر نے بھی اسی طرف رُخ کیا اور قبل اُن کے حضرت اس جگہ تک پہنچ گئے اور خیمے نصب ہوئے اور اہلبیت کو اُتارا اور وہ لشکر کہ ہزار سوار تھے مع حرؔ کے تمازت آفتاب میں سامنے امام حسین علیہ السلام کے کھڑے ہوئے اور اس طرف حضرت مع اصحاب و اقربا شمشیر ہائے آبدار حمائل کئے ہوئے کھڑے تھے جب امام حسین علیہ السلام نے انکے راکب و مرکب کا حال بشدت تشنگی سے متغیر دیکھا تو اپنے اقربا جوانان ہاشمی اور غلاموں سے فرمایا کہ لشکر حرؔ کو مع گھوڑوں کے جلد سیراب کرو حسب الارشاد ان حضرت کے سب جوانان ہاشمی مانند جناب علی اکبرؑ اور جناب عباسؑ اور جناب قاسمؑ اور عونؑ و محمدؑ اور غلاموں نے ان کی طرف توجہ کر کے سب کو آب سرد سے سیراب کیا بعد اس کے طاس اور کاسہ ہائے بزرگ پانی سے بھر کے ایک ایک گھوڑے کے سامنے لے گئے جب ہر ایک گھوڑا تین چار یا پانچ مرتبہ

پانی سے سیر ہو کر منہ طاس سے اٹھا لیتا تھا تو اُس وقت وہ طاس دوسرے گھوڑے کے سامنے لیجاتے تھے یہاں تک کہ سب گھوڑوں کو بھی سیراب کیا چنانچہ علی بن طعّان کہتا ہے کہ میں لشکر حر سے پیچھے رہ گیا تھا اور اس وقت پہنچا کہ سب لشکر سیراب ہو چکا تھا جب امام حسین علیہ السلام نے میرا اور میرے گھوڑے کا حال شدت تشنگی سے متغیر دیکھا تو فرمایا اَنِخِ الرَّاوِيَةَ اس شتر کو جس پر پانی ہے بٹھا لے چونکہ میری زبان میں راویہ مشک کو کہتے تھے محاورہ حجاز میں خوب نہ سمجھا پھر فرمایا یا ابن الاخ اَنِخِ الْجَمَلَ اے پسر برادر شتر کو بٹھا لے جب میں نے شتر کو بٹھایا تو فرمایا پانی پی لے میں نے پانی پینا چاہا مگر شدت تشنگی سے ایسا حال تھا کہ مشک کا پانی بہا جاتا تھا اور میں اچھی طرح پانی پی نہ سکتا تھا حضرت نے فرمایا مشک کے دہانے کو درست کر لے مگر میری سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ کیونکر درست کروں آخر کار فرزند ساقی کوثر خود بنفس نفیس کھڑے ہوئے اور دہانہ مشک کا اپنے دست اقدس سے درست فرمایا اس وقت میں اور میرا گھوڑا بھی سیراب ہوا حضرات سُنا آپ نے کہ ان حضرت سے لشکر دشمن کا پیاسا رہنا دیکھا نہ گیا اور سب کو مع ان کے گھوڑوں کے سیراب کیا مگر افسوس صحرائے کربلا میں ان اشقیا نے کنارہ نہر فرات پر ایسے رحیم و کریم اور محسن اور ان کے اطفال خورد سال پر تین دن تک پانی بند کر دیا اور کنارہ نہر پر اُترنے بھی نہ دیا اور شدت تشنگی سے اہل حرم اور بچے فریاد العطش العطش کرتے تھے حالانکہ اس لشکر میں وہ اشقیا بھی موجود ہوں گے جو حر کی ہمراہی میں سیراب ہوئے تھے آہ اشقیائے کوفہ و شام نے نہ اس احسان کا خیال کیا نہ مہمان بُلانے کا لحاظ و پاس کیا ؎

از آب ہم مضائقہ کردند کوفیاں ، خوش داشتند حرمت مہمان کربلا
بودند دام و دد ہمہ سیراب و می مکید ، خاتم ز قحط آب سلیمان کربلا

چنانچہ مقتل ابو مخنف وغیرہ میں منقول ہے کہ امام حسین علیہ السلام اسوقت شدت تشنگی میں فرماتے تھے یَا قَوْمُ هٰذَا مَاءُ الْفُرَاتِ يَلُوحُ كَأَنَّهُ بُطُونُ الْحَيَّاتِ اے قوم نا انصاف یہ آب فرات مثل شکم مار کے چمکتا اور لہراتا ہے يَشْرَبُهُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى وَالْكِلَابُ وَالْخَنَازِيرُ کہ اس پانی کو یہود و نصاریٰ اور کلاب اور خنازیر تک پیتے ہیں وَآلُ رَسُولِ اللّٰهِ يَمُوتُونَ عَطَشًا اور ذریت و عترت جناب رسولخدا کی بسبب شدت تشنگی کے ہلاک ہوتی ہے جناب امام حسین علیہ السلام اور ان کے اہل حرم اور اولاد و اصحاب بشدت پیاسے ہوئے اور شکایت کی تشنگی کی تو حضرت نے اپنے بھائی جناب عباسؑ کو طلب کیا اور فرمایا اے عباسؑ اہلبیت ہاشمیہ کو جمع کر کے کنواں کھودو حسب الارشاد حضرت کے جناب عباسؑ اور جوانان بنی ہا نے کنواں کھودا مگر پانی نہ نکلا لاچار اُس چاہ کو پاٹ دیا اور درد سیدہ اہل حرم اور بچوں پر شدت

تشنگی کی بڑھتی گئی اور روز عاشورا اطفال شیر خوار جاں بلب تھے اور فریاد العطش کرتے تھے اس وقت حضرت نے جناب عباسؑ سے فرمایا اے بھائی تم نہر فرات پر جاؤ اور ان پیاسوں کے لئے تھوڑا پانی لے آؤ حضرت عباسؑ نے عرض کیا بسر و چشم میں جاتا ہوں پس جناب عباسؑ واسطے پانی کے طرف نہر کے روانہ ہوئے یہاں تک کہ کنارہ پر پہنچے دیکھا کہ لشکر ابن زیاد ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے اور وہ اشقیا پانی لینے سے مانع ہوئے اور حضرت عباسؑ پر حملہ کیا اور حضرت عباسؑ نے بھی ان پر حملہ کیا اور ایک جماعت کثیرہ کو قتل کرکے کنارۂ نہر سے ہٹا دیا اور داخل فرات ہوئے اور مشکیزہ بھر لیا بعد اس کے ایک چلو پانی اٹھا کر چاہا کہ پئیں اسوقت تشنگی امام حسینؑ اور ان حضرت کے اطفال کی یاد آگئی اور ہاتھ سے پانی پھینک دیا اور فرمایا یہ وفاداری سے بعید ہے کہ میں پانی پیوں اور مشکیزہ دوش اطہر پر اٹھا کر کنارہ پر تشریف لائے یہ دیکھ کر موکلان آب فرات نے کہ چار ہزار تیر انداز تھے ہجوم کیا اور ہر چہار طرف سے تیر باراں کیا پس حضرت عباسؑ ان کو قتل کرتے جاتے تھے اور مشکیزہ دوش اقدس پر تھا یہاں تک کہ زرہ بدن اطہر میں بسبب کثرت سہام کے مشابہ بدن ماہی کے ہوگئی تھی آہ اسی اثنا میں ایک لعین نے اس جناب پر حملہ کرکے ایک تلوار داہنے ہاتھ پر لگائی کہ وہ ہاتھ نور دیدۂ اسد اللہ کا مع تلوار کے جدا ہوا حضرت عباسؑ نے بائیں ہاتھ سے تلوار اٹھا کر ان اعدا پر حملہ کرکے ایک جماعت کثیرہ کو قتل کیا اور مشکیزہ دوش اطہر پر بحفاظت لئے رہے آہ اس وقت ایک ملعون نے ایک تلوار بائیں ہاتھ پر لگائی کہ وہ ہاتھ بھی مع تلوار کے جدا ہوا ناگاہ ایک تیر آکر مشکیزہ پر لگا اور پانی بہ گیا پس حضرت عباسؑ اس حال میں بھی رجز پڑھتے ہوئے ان پر حملہ کرتے تھے خالانکہ　دونو ہاتھ کٹے ہوئے تھے اور خون ٹپک رہا تھا آہ اسی اثنا میں ایک تیر قلب انور پر پڑا اور گھوڑے سے الٹ گئے آفسوس یہ وقت غنیمت جانکر ایک لعین نے گرز آہنی مارا کہ سر اقدس شق ہوگیا اور منہ کے بل ریگ گرم پر گرے اور خاک و خون میں آلودہ ہوئے یہ حال دیکھ کر حضرت روتے تھے اور فرماتے تھے وَا اَخَاہُ وَا عَبَّاسَاہُ اَلْاٰنَ اِنْکَسَرَ ظَهْرِیْ وَقَلَّتْ حِیْلَتِیْ اے بھائی عباسؑ اب تمہارے مرنے سے کمر ہماری شکستہ ہوگئی اور راہ چارہ و تدبیر کی بند ہوئی ثُمَّ قَالَ جَزَاکَ اللّٰهُ عَنِّیْ خَیْرَ الْجَزَاءِ یَا اَخِیْ یَا اَبَا الْفَضْلِ الْعَبَّاس بعد اس کے فرمایا اے ابو الفضل العباسؑ حق سبحانہ تعالے تمہیں ہماری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے کہ تم نے خوب وفاداری اور نصرت کی میری اس مصیبت و بلا میں آہ اب میں بے ناصر و مددگار رہ گیا و تنہا رہ گیا

اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ **مجلس ۶** قَالَ الصَّادِقُ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَا مِنْ شَیْءٍ اِلَّا وَلَہٗ کَیْلٌ اَوْ وَزْنٌ اِلَّا الْبُکَاءَ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ فَاِنَّ الْقَطْرَۃَ تُطْفِیْ بِحَارًا مِنَ النِّیْرَانِ وَلَوْ اَنَّ بَاکِیًا بَکٰی فِیْ اُمَّۃٍ لَرُحِمُوْا فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کوئی چیز ایسی نہیں ہے ثواب سے مگر یہ کہ اسکا پیمانہ اور وزن ہے یعنے حدِّ ثواب معین ہے لیکن گریہ و بکا کرنا خوفِ خدا سے کہ ایک قطرہ آنسوؤں کا دریا ہائے نارِ جہنم کو بجھا دیتا ہے اور اگر ایک شخص خوفِ خدا سے روئے ایک اُمت میں تو خداوند کریم و رحیم سب پر رحم فرماتا ہے سبحان اللّٰہ خوفِ خدا سے رونے کا یہ مرتبہ ہے وَقَالَ الرِّضَا عَلَیْہِ السَّلَامُ لَمَّا حَضَرَتِ الْحَسَنَ الْوَفَاۃُ بَکٰی۔ اور فرمایا حضرت امام رضا علیہ السلام نے جب حضرت امام حسن علیہ السلام کا وقتِ وفات قریب پہنچا تو وہ جناب رونے لگے بعض اصحاب نے عرض کیا یا ابن رسول اللّٰہ آپ روتے ہیں حالانکہ مرتبہ آپ کا پیش خدا و رسول ظاہر ہے کہ آپ سردار جوانان اہل جنت کے ہیں فَقَالَ اِنَّمَا اَبْکِیْ لِخَصْلَتَیْنِ لِہَوْلِ الْمُطَّلَعِ وَفِرَاقِ الْاَحِبَّۃِ پس فرمایا میں اس وقت دو خصلتوں سے روتا ہوں خوفِ معائنہ اُمورِ آخرت اور مفارقت احباب سے حضرات واقعی جدائی احباب اور عزیز و اقربا کی بھی سخت ترین مصیبت ہے آب تصور کیجئے کیا صدمہ ہوا ہوگا قلب اقدس پر حضرت امام حسین علیہ السلام کے کہ جب روضۂ رسولِ خدا سے بنا چاری جدا ہوئے اور اپنے احباب اور دوستان وطن اور عزیز و اقربا سے رخصت ہو کر مع اہل و عیال اور اطفال خورد سال کے روانۂ عراق ہوئے اور طے منازل کرتے ہوئے شدتِ گرما میں تشریف لئے جاتے تھے کسی منزل پر خبر شہادت مسلم بن عقیل رض اور ہانی بن عروہ رض کی پہنچتی تھی اور کسی مقام پر خبر قتل عبد اللّٰہ بن یقطر رض کی پہنچتی تھی اور حضرت ان کی مفارقت پر روتے تھے اور کہیں لشکر اعدا سے ملاقات ہوتی تھی فِی الْبِحَارِ وَغَیْرِہٖ اَنَّہٗ لَمَّا سَارَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ مِنَ الثَّعْلَبِیَّۃِ فَاعْتَرَضَہُ الْحُرُّ قَالَ یَا ہٰذَا مَا تُرِیْدُ مِنِّیْ قَالَ اِنَّمَا اُمِرْنَا اَنْ لَا نُفَارِقَکَ اِلَّا عِنْدَ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ زِیَادٍ چنانچہ بحار الانوار اور کشکول شیخ بہاء الدین علیہ الرحمہ وغیرہ میں منقول ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام نے منزل ثعلبیہ سے کوچ فرمایا تو اثنائے راہ میں حر رض متعرض ہوا حضرت نے فرمایا اے شخص تجھے ہمارے روکنے سے کیا مقصود ہے حر نے عرض کی کہ ہم سب کو حکم ہے کہ آپ سے جدا نہوں جبتک کہ آپکو ابن زیاد کے پاس نہ پہنچا دیں فَقَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَا حُرُّ الْمَوْتُ اَوْلٰی مِنْ رُکُوْبِ الْعَارِ وَاللّٰہِ اِلَّا لَا اَتْبَعُکَ حضرت نے فرمایا اے حر رض اس ننگ و عار سے تو مرنا بہتر ہے قسم بخدا اس امر میں ہرگز تیرا کہنا نہ

مانو نگا حر نے عرض کی یا ابن رسول اللہ اگر آپ کو کوفہ چلنے سے انکار ہے تو آپ وہ راہ اختیار کیجیے کہ نہ وہ مدینہ کو جاتی ہو نہ کوفہ کو شاید خدا مجھے نجات دے اس بلا سے کہ کوئی امر خلاف رائے اقدس کے نکروں حضرت نے یہ بات حر کی منظور فرمائی اور اپنے اصحاب سے ارشاد کیا کہ آیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو سوائے اس شاہراہ کے اور راہ جانتا ہو طرماح بن عدی نے عرض کیا کہ اے سید و آقا میرے میں جانتا ہوں پس وہ دلیل راہ آگے لشکر کے ہوا اور حضرت نے مع اپنے اصحاب کے وہی راہ اختیار کی اور حر بھی مع اپنے لشکر کے ہمراہ ہوا اور طرماح آگے آگے دونوں لشکروں کے رجز شجاعت آمیز پڑھتے جاتے تھے جسکو سنکر حر پر رعب غالب ہوا یہاں تک کہ دوسری تاریخ محرم کو امام حسین علیہ السلام زمین کربلا پر پہنچے اور خیمے نصب ہوئے اور اہلبیت کو اتارا پس حضرت نے زمینداروں کو طلب فرما کر وہ زمین مول لی اور ساتھ دو شرطوں کے انکو بطور تصدق کے عطا فرمائی اسی اثنا میں حر نے ابن زیاد کو لکھا کہ میں ہمراہ حضرت کے وارد صحرائے کربلا ہوا ہوں پس اس لعین نے کوفہ سے لشکر روانہ کرنا شروع کیا یہاں تک کہ تیسری تاریخ محرم سے نویں تک لاکھوں اشقیائے کوفہ و شام جمع ہوئے واسطے قتل کرنے فرزند خیر الانام کے اور پانی تک بند کر دیا اور اہلحرم اور اطفال خردسال شدت تشنگی سے زیاد العطش العطش کرتے تھے اور اعدا نے ہر طرف سے محاصرہ کرلیا اور راہ چارہ و تدبیر کی بند کر دی اور آمادہ قتل ہوئے ہر چند کہ فرزند رسول خدا دوسری تاریخ محرم سے مصائب عظیمہ میں مبتلا رہے اور ہر لحظ مصیبت تازہ لاحق ہوتی تھی مگر نویں اور دسویں محرم کو جو مصائب اُن حضرت پر گذرے انکی کوئی حد نہیں ہے چنانچہ کافی میں منقول ہے فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے تَاسُوْعَا یَوْمٌ حُوْصِرَ فِیْهِ الْحُسَیْنُ وَاَصْحَابُهٗ بِکَرْبَلَا نویں تاریخ محرم کی وہ روز مصیبت ہے کہ امام حسین علیہ السلام مع اپنے اصحاب و اقربا کے کربلا میں گھر گئے تھے اور ہر طرف سے اشقیائے کوفہ و شام نے محاصرہ کرلیا تھا اور ابن زیاد اور ابن سعد بسبب کثرت سوار و پیادہ کے مسرور تھے اور امام حسینؑ اور اصحاب اُن حضرت کے ناچار و ضعیف تھے اور اعدا کو یقین ہو گیا تھا کہ اب حسینؑ مظلوم کا کوئی ناصر نہ آئیگا نہ اہل عراق مدد کریں گے بِاَبِیْ الْمُسْتَضْعَفُ الْغَرِیْبُ حضرت فرماتے ہیں فدا ہوں ماں باپ میرے اُس مظلوم و ضعیف اور غریب الوطن پر جو زغۂ اعدا میں ایسی مظلومی و بیکسی سے مبتلا تھے وَاَمَّا عَاشُوْرَاءُ فَیَوْمٌ اُصِیْبَ فِیْهِ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ صَرِیْعًا بَیْنَ اَصْحَابِهٖ وَاَصْحَابُهٗ حَوْلَهٗ صَرْعٰی عُرَاةً لیکن عاشورا وہ روز مصیبت ہے کہ جس روز امام حسین علیہ السلام تشنہ لب شہید ہوئے اور لاش اطہر اُن حضرت کی درمیان لاشہائے اصحاب و اقربا کے غلطاں بخاک و خون ریگ گرم پر پڑی تھی اور اصحاب حضرت کے گرد لاش مقدس حضرت کے بے لباس پڑے تھے چنانچہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں وَلَا یَوْمَ کَیَوْمِ الْحُسَیْنِ کوئی دن مصیبت

یعنی بخت تر روز مصیبت امام حسین علیہ السلام سے نہ تھا اِذْ دَلَفَ اِلَیْہِ ثَلٰثُوْنَ اَلْفَ رَجُلٍ یَزْعَمُوْنَ اَنَّھُمْ مِنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ کہ تیس ہزار اہل کوفہ و شام نے اُس مظلوم کو روز عاشورا گھیر لیا تھا وہ سب اشقیا اپنے تئیں اُمّتِ رسول خدا سے گمان کرتے تھے کُلٌّ یَتَقَرَّبُ اِلَی اللہِ بِدَمِہٖ باوجود اسکے ہر ایک لعین قتل کرنا فرزند رسولؐ کا ثواب اور قربِ الٰہی جانتا تھا وَھُوَ بِاللہِ یُذَکِّرُھُمْ فَلَا یَتَّعِظُوْنَ اور وہ جناب انکو وعظ و نصیحت اور ہدایت فرماتے تھے اور عذاب خدا سے ڈراتے تھے پس کوئی سنگدل راہ راست پر نہ آیا حَتّٰی قَتَلُوْہُ بَغْیًا وَّظُلْمًا وَّعُدْوَانًا یہاں تک کہ اس حجت خدا کو بغاوت اور ظلم و عناد سے تشنہ لب شہید کیا آہ کیا کیا ظلم و ستم ان حضرت پر ہوئے پہلے اصحاب و اقربا اور اولاد کو قتل کیا بعد اسکے اس جناب کو یکہ و تنہا پاکر ہجوم کیا اور تیر و نیزہ اور تلواروں سے زخمی کیا یہانتک کہ ناتوان ہوکر زمین پر تشریف لائے جیسا کہ شاعر کہتا ہے ؎ فِدَاکَ یَا رُوْحِیْ یَا حُسَیْنُ وَعِتْرَتِیْ ٭ وَاَنْتَ عَفِیْرٌ فِی التُّرَابِ جَدِیْلُ ٭ فدا ہو جان اور اولاد ہماری آپ پر اے حسینؑ مظلوم کہ آپ خاک آلودہ زمین کربلا پر اپنے خون میں لوٹ رہے تھے کہ اشقیائے کوفہ و شام نے آپ کو شدتِ تشنگی میں مثل گوسفند قربانی کے ذبح کیا ؎ وَجِسْمُکَ عُرْیَانٌ طَرِیْحٌ عَلَی الثَّرٰی ٭ عَلَیْکَ خُیُوْلُ الظَّالِمِیْنَ تَجُوْلُ ٭ اور جسم اطہر کہ جو آغوشِ رسول خدا اور فاطمہ زہرا میں پلا تھا اور جس پر حلہائے جنت آراستہ ہوتے تھے وہ ریگِ گرم پر بے لباس تمازتِ آفتاب میں پڑا تھا آہ اعدا نے ردا اور عمامہ اور پیراہن لوٹ لیا تھا صرف وہ پیرہن کہنہ چھوڑ دیا تھا جس کے کمربند کے لئے جمال لعین نے دونو ہاتھ جدا کئے اور ایک لعین نے ایک انگوٹھی کیلئے انگشت اطہر کو قطع کیا جو بسبب زخموں کے ورم آگیا تھا افسوس اسپر بھی اکتفا نکی بلکہ اعدا بقصد پامالی اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے پھرتے تھے آہ یہ حال تو لاش اطہر کا تھا ہائے افسوس سر انور بدن اطہر سے جدا کرکے نیزہ پر بلند کیا اور شہر بشہر پھرایا یہانتک کہ سامنے ابن زیاد اور یزید لعین کے بطور ہدیہ پیش کیا اور وہ اشقیا لب و دندان انور پر چھڑی سے بے ادبی کرتے تھے جیسا کہ حجت خدا فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی الثَّغْرِ الْمَقْرُوْعِ بِالْقَضِیْبِ سلام ہو ان لب و دندان انور پر جن پر چھڑی لگائی گئی اَلَا لَعْنَۃُ اللہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس

فِی الْاِرْشَادِ اَنَّہٗ قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ اٰخِرِ خُطْبَتِہٖ سَلُوْنِیْ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِیْ ارشاد وغیرہ میں منقول ہے کہ ایک روز حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے اپنے خطبہ کے آخر میں فرمایا سوال کرو مجھ سے قبل اسکے کہ مجھے نہ پاؤگے قسم بخدا سوال نکروگے مجھ سے اُس جماعت سے کہ گمراہ کرے سو نفر کو مگر یہ کہ میں خبر دوں گا تم کو اُن کے گمراہ کرنے والے یا ہدایت کرنے والے کی قیامت تک یہ سنکر ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی یا علیؑ مجھے خبر دیجئے کہ

میرے سر و ریش میں کتنے بال ہیں حضرت نے فرمایا قسم بخدا خبر دی تھی مجھکو میرے حبیب جناب رسولخدا نے
اس سے جو تو نے سوال کیا ہے آگاہ ہو ہر طاقہ موئے سر پر تیرے ایک فرشتہ ہے کہ وہ تجھپر ہمیشہ نفرین کرتا ہے
اور ہر طاقہ موئے ریش پر تیرے ایک شیطان ہے کہ وہ تجھکو لغزش میں لاتا ہے اور تیرے گھر میں ایک لڑکا ہے
وہ عنقریب فرزند رسولخدا کے قتل پر آمادہ ہوگا اور یہ معجزہ ہے کہ تجھے خبر دی ہے تیرے پسر کے افعال بد سے
اور اگر تجھپر بالوں کا شمار کرنا دشوار نہوتا تو میں بتا دیتا مگر اتنا ہی تیرے لئے کافی ہے کہ میں نے تجھے تیرے
پسر کے حال سے آگاہ کر دیا راوی کہتا ہے کہ اسوقت تک بیٹا اس لعین کا چار برس کا تھا اور جب سالہا
بیس معرکۂ کربلا میں جناب امام حسین علیہ السلام سے نوبت جدال و قتال کی وقوع میں آئی تو وہی لڑکا شقی
اس لعین کا یزید ملعون کی طرف سے متولی لشکر شقاوت اثر کا ہوکر کوفہ آیا تھا اور قتل پر فرزند رسولخدا
مظلوم کربلا کے آمادہ ہوا فِي الْمَقْتَلِ وَغَيْرِهِ أَنَّهُ لَمَّا بَلَغَ ابْنَ زِيَادٍ إِقْبَالُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ
السَّلَامُ إِلَى الْكُوفَةِ چنانچہ مقتل ابومخنف اور لہوف اور محرق القلوب میں منقول ہے کہ جب
ابن زیاد کو توجہ فرمانا امام حسین علیہ السلام کا طرف کوفہ کے معلوم ہوا نَادَى يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ مَنْ مِنْكُمْ
يَأْتِينِي بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ فَلَهُ الْجَائِزَةُ الْعُظْمَى تو اس لعین نے قبائل عرب کو طلب کرکے مسجد جامع کوفہ
میں بر سر منبر ان سے پکار کے کہا اے گروہ عرب کون تم میں ایسا جری ہے کہ سر حسین بن علیؑ کا کاٹ کر
میرے پاس لے آئے تو اسکو حاکم شام سے بہت سا انعام ملیگا وَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ پس
کسی نے اس لعین کو جواب نہ دیا فَنَادَى ثَانِيًا مَنْ يَأْتِينِي بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ فَلَهُ مَا يَتَمَنَّى مِنْ مُلْكِ
الرَّيِّ عِشْرِينَ سَنَةً پس اس ملعون نے دوبارہ آواز دی کہ کون تم میں ایسا ہے جو سر حسینؑ کا
کاٹ کر میرے پاس لے آئے تو عوض اسکے بیس برس تک اسکو حکومت ملک رے کی ملیگی یہ سنکر عمر سعد
کھڑا ہوا اور ابن زیاد سے کہا کہ وہ شقی اس کام کو کریگا ابن زیاد نے مسرور ہوکر کہا تم ہی اس کام کے
لائق ہے سوا تیرے کسی سے نہوگا پس اے ابن سعد تو جلد طرف کربلا کے روانہ ہو اور جہاں پر ان سے
ملاقات ہو ان پر تنگی کرنا اور ایک ساعت کی مہلت نہ دینا اور پانی بند کر دینا اور ایسے صحرا میں اترنا جہاں
پانی نہو اور جسطرح ہوسکے انکو قتل کرکے سر انکا میرے پاس لے آنا یہ سنکر ابن سعد نے ایک مہینے کی مہلت
طلب کی ابن زیاد نے کہا زمانہ اتنی مہلت کا اب باقی نہیں ہے پس اس نے ایک شب کی فرصت چاہی
ابن زیاد نے یہ مدت منظور کی اور دوسرے دن اس ملعون کو ایک علم دیا اور چھ ہزار سوار ہمراہ کرکے روانہ کربلا کیا
آہ یہ اول لشکر و علم تھا جو کوفہ سے روانہ کربلا ہوا بعد اسکے ابن زیاد نے دوسرا علم واسطے محمد ابن اشعث کے
بنایا کیا اور چار ہزار سوار ہمراہ کرکے جانب کربلا روانہ کیا بعد اسکے تیسرا علم شبث بن ربعی کیلئے بنایا کیا اور چار ہزار

سوار ہمراہ اسکے کر کے روانہ کربلا کیا اسی اثنا میں حصین بن تمیم قادسیہ سے مع چار ہزار سوار کے وارد کربلا ہو بعد اسکے ابن زیاد نے جو بھا علم اسطے سنان ابن انس کے بپا کیا اور اُس کے ہمراہ چار ہزار سوار کر کے روانہ کربلا کیا آہ سنان بن انس وہ شقی ہے کہ جس نے روز عاشورا امام حسین علیہ السلام کے سینۂ اقدس پر ایسا ایک نیزہ مارا کہ نوک نیزہ پشت اطہر سے باہر نکل آئی اور فوارۂ خون جاری ہوا اُسوقت وہ جناب فرماتے تھے بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ؎ چوں شد بساط آل نبیؐ در زمانہ طے ٭ آمد بہار گلشن دیں را خزاں دے ٭ یثرب بباد رفت بتعمیر ملک شام ٭ بطحا خراب شد بہ تمنائے ملک رے ٭ الغرض راوی کہتا ہے کہ اسیطرح لشکر اعدا کوفہ سے کثرت چلا آتا تھا کہ دوسری تاریخ محرم سے ساتویں تک ستر ہزار اور بروایتے لاکھ ستم شعار کربلا میں جمع ہوئے بعد اسکے ابن زیاد نے متفرق ہر پیادہ و سوار کو چار ہوں یا دس واسطے مدد ابن سعد کے روانہ کرنا شروع کیا یہانتک کہ میدان کربلا اسقدر مملو ہو گیا کہ جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی تو لشکر اعدا سوار و پیادہ کوفہ و شام سے سیاہی مانند شب تاریک کے نظر آتی تھی جب اسقدر خونخوار واسطے قتل فرزند حیدر کرار کے جمع ہوئے تو اسی روز عمر بن سعد نے عمر بن حجاج کو مع چار ہزار تیر اندازوں کے نہر فرات پر معین کیا تا امام حسینؑ اور انحضرت کے اصحاب و اقربا کو پانی لینے سے منع کرے یہ ظلم و ستم تو حضرت پر کربلا میں شروع ہوا اور کوفہ کا حال سنئے ثُمَّ ابْنُ زِيَادٍ نَادٰى فِىْ شَوَارِعِ الْكُوْفَةِ اَنَّ كُلَّ مَنْ لَّمْ يَخْرُجْ اِلٰى حَرْبِ الْحُسَيْنِؑ فَدَمُهٗ حَلَالٌ بعد اسکے ابن زیاد لعین نے ہر کوچہ و بازار کوفہ میں ندا کی کہ جو شخص واسطے حرب و جنگ حسینؑ بن علیؑ کے کربلا نہ جائیگا تو خون اُسکا حلال ہے فَاجْتَمَعَتِ الْعَسَاكِرُ فِىْ سِتَّةِ مِائَةِ اَلْفٍ وَّعِشْرِيْنَ اَلْفَ فَارِسٍ وَّرَاجِلٍ یہ سنکر چھ لاکھ اور بیس ہزار سوار و پیادہ لشکر ستم شعار رعایا اور ملازمین یزید واسطے قتل فرزند رسولِ خدا کے کربلا میں جمع ہوئے کہ وہ آٹھویں اور نویں تاریخ محرم کی تھی اور شمر لعین بھی عمر سعد کے پاس کوفہ سے مع جماعت کثیرہ کے آ پہنچا تھا اور مظلوم کربلا پر شدت ہونے لگی تھی وقت شب اشقیا اُسیوقت ہجوم کر کے آمادہ جدال و قتال ہوئے مگر حضرت نے اپنے بھائی جناب عباسؑ کو بھیجدیا اور کہلا بھیجا کہ آج کی شب ہم عبادت خالق میں بسر کریں صبح کو دیکھا جائیگا پس بدشواری ان اشقیا نے ایک شب کی مہلت دی اور تمام شب عاشورا عبادت خدا اور تلاوت قرآن و دعا میں ان حضرت اور اصحاب باوفا نے بسر کی اور صبح کو لشکر آراستہ ہوا اور لڑائی شروع ہوئی اور ہنگامۂ کارزار گرم ہوا ہرچند حضرت نے وعظ و نصیحت اور ہدایت فرمائی اور اتمام حجت کیا مگر وہ اشقیا اپنے عناد پر مُصر رہے اُس وقت امام حسین علیہ السلام نے بآواز بلند فرمایا اے اہل کوفہ و شام تمہیں قسم ہے خدا کی کیا تم نہیں جانتے ہو کہ نانا میرے رسولِ خدا ہیں اور نانی میری خدیجۂ کبریٰ ہیں آیا تم نہیں جانتے ہو کہ باپ

میرے علیؑ مرتضیٰ ہیں اور ماں میری فاطمہؑ زہراؑ ہیں اُن اشقیا نے جواب دیا ہم خوب جانتے ہیں کہ نانا آپ کے رسولِ خدا اور نانی خدیجہ کبریٰ ہیں اور باپ آپ کے علیؑ مرتضیٰ اور ماں فاطمہؑ زہراؑ ہیں پھر فرمایا کیا تم نہیں جانتے ہو کہ چچا میرے جعفر طیارؓ اور عقیلؓ بن ابی طالب ہیں اُن اعدا نے جواب دیا کہ اے حسینؑ ہم خوب واقف ہیں کہ چچا آپ کے جعفرؓ و عقیلؓ ہیں یہ سنکر مظلوم کربلا نے فرمایا جب تم میری شرافت حسب و نسب سے واقف ہو تو پھر کس لئے میرے قتل پر آمادہ ہوئے ہو وَرَوَی الْوَاقِدِیُّ وَغَیْرُہٗ لَمَّا رَاٰھُمُ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ مُصِرِّیْنَ عَلٰی قَتْلِہٖ اَخَذَ الْمُصْحَفَ وَنَشَرَہٗ اور واقدی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام نے اُن اشقیا کو اپنے قتل پر مصر پایا تو اُن حضرت نے قرآن مجید اپنے ہاتھ میں لیا اور اسکو کھولا وَنَادٰی بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ کِتَابُ اللّٰہِ وَسُنَّۃُ جَدِّیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اور آواز دی اے اہلِ کوفہ و شام درمیان ہمارے اور تمہارے یہ کتاب اللہ اور سنت میرے نانا رسولِ خدا کی ہے یَاقَوْمُ بِمَ تَسْتَحِلُّوْنَ دَمِیْ اَلَسْتُ ابْنَ بِنْتِ نَبِیِّکُمْ اے قوم میرے خونِ ناحق کو کس لئے حلال جانتے ہو کیا میں نواسا تمہارے پیغمبرؐ کا نہیں ہوں اَوَلَمْ یَبْلُغْکُمْ قَوْلُ جَدِّیْ فِیَّ وَفِیْ اَخِیْ ھٰذَانِ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ کیا تم نے نہیں سُنا ہے کہ جدّ بزرگوار میرے جناب رسولِ خدا میرے اور میرے بھائی کے حق میں فرماتے تھے کہ یہ دونو فرزند میرے سردار ہیں جوانانِ اہلِ جنت کے بعد اس کے فرمایا حضرت نے یَاقَوْمِ وَیْلَکُمْ عَلٰی مَا تُقَاتِلُوْنَنِیْ عَلٰی حَقٍّ تَرَکْتُہٗ اَمْ سُنَّۃٍ غَیَّرْتُھَا اَمْ شَرِیْعَۃٍ بَدَّلْتُھَا اے قوم ناانصاف وائے ہو تم پر کس لئے مجھ سے لڑتے ہو آیا کسی کا کوئی حق میرے ذمہ ہے یا کسی سنتِ نبوی کو میں نے تغیر دیا ہے یا شریعتِ اسلام کو تبدیل کیا ہے کہ اسکے عوض میں میرے قتل کے درپے ہوا ہے یہ سُنکر ان ستمگاروں نے جواب دیا یَا حُسَیْنُ نُقَاتِلُکَ بُغْضًا مِّنَّا لِاَبِیْکَ مَا فَعَلَ بِاَشْیَاخِنَا یَوْمَ بَدْرٍ وَّحُنَیْنٍ اے حسینؑ ہم آپکو قتل کرتے ہیں بسبب اس عداوت اور کینہ دیرینہ کے جو آپکے باپ سے ہے کہ انہوں نے بروز جنگ بدر اور اُحد و حنین ہمارے بزرگوں کو قتل کیا ہے آہ مومنین کس کس طرح سے حضرت نے اتمام حجت کیا مگر وہ اشقیا اپنے عناد پر مُصر رہے یہاں تک کہ اُن حضرت کو مع اصحاب و اقربا اور اولاد کے روز عاشورا شدتِ تشنگی میں شہید کیا اور لباس لوٹ لیا کوئی کرتا لے گیا کوئی عمامہ لے گیا کسی نے عبا اُتار لی اور سرِ انور کو نیزہ پر بلند کیا اور خیموں میں آگ لگا ئی اور انکے اہلبیت کو اسیر کیا اور مجمع عام میں بے پردہ کیا چنانچہ حجتِ خدا فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی النِّسْوَۃِ الْبَادِزَاتِ سلام ہو اُن مخدرات عصمت پر جو کربلا میں بے پردہ کیگئیں اور خیموں سے بظلم و ستم نکالی گئیں آہ اعدا کو یہ کافی نہوا اور ہاتھ باندھکر بازاروں میں پھرایا جیسا کہ معصوم فرماتے ہیں اَیْدِیْھِنَّ مَغْلُوْلَۃٌ

اِلَى الْاَعْنَاقِ يُطَافُ بِهِمْ فِى الْاَسْوَاقِ افسوس ہاتھ ان بیکسوں کے گردنوں سے باندھے تھے
اسیطرح انکو بازاروں میں پھرا لے گئے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ **مجلس** فِى الْبِحَارِ
اَنَّهُ وُلِدَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْمَدِيْنَةِ يَوْمَ الْخَمِيْسِ اَوْ يَوْمَ الثُّلَثَاءِ لِخَمْسٍ خَلَوْنَ مِنْ
شَعْبَانَ الْمُعَظَّمِ سَنَةَ اَرْبَعٍ مِنَ الْهِجْرَةِ وَقِيْلَ لِثَالِثٍ مِنْهُ بَعْدَ اَخِيْهِ الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
بِعَشَرَةِ اَشْهُرٍ وَعِشْرِيْنَ يَوْمًا بحار الانوار وغیرہ میں منقول ہے کہ امام حسین علیہ السلام مدینہ
منورہ میں بروز پنجشنبہ اور بقولے سہ شنبہ پانچویں تاریخ ماہ شعبان سنہ چار ہجری کو اور بروایتے
تیسری ماہ شعبان کو دس مہینے اور بیس روز بعد اپنے بھائی امام حسن علیہ السلام کے پیدا ہوئے وَكَانَ
مُدَّةُ حَمْلِهِ سِتَّةَ اَشْهُرٍ وَلَمْ يُوْلَدْ لِسِتَّةٍ سِوَاهُ وَعِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ وَقِيْلَ يَحْيَى بْنُ
زَكَرِيَّا اور مدت حمل ان حضرت کی چھ مہینے تھی اور کوئی مولود سوائے حسین بن علی علیہما السلام اور
عیسٰی بن مریم کے ایسا پیدا نہیں ہوا کہ اسکی مدت حمل شکم مادر میں چھ مہینے ہو اور زندہ رہا ہو سوا
ان دو بزرگواروں کے اور بعض کا قول ہے کہ مدت حمل حضرت یحییٰ بن زکریا کی بھی چھ مہینے تھی وَفِىْ
عُيُوْنِ اَخْبَارِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ اَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ فَقَالَ لِىْ هَلُمِّىْ ابْنِىْ اور عیون اخبار
رضا علیہ السلام وغیرہ میں اسما بنت عمیس سے منقول ہے کہ کہا اسنے جب شاہزادہ کونین امام حسین علیہ
السلام پیدا ہوئے تو اسیوقت جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ تشریف لائے اور مجھسے فرمایا کہ میرے فرزند کو میرے
پاس لاؤ فَدَفَعْتُهُ اِلَيْهِ فِىْ خِرْقَةٍ بَيْضَاءَ فَاَذَّنَ فِىْ اُذُنِهِ الْيُمْنٰى وَاَقَامَ فِى الْيُسْرٰى
وَضَعَهُ فِىْ حِجْرِهِ فَبَكٰى اسما کہتی ہیں کہ میں نے وہ مولود ایک پارچہ سفید میں لپیٹکر حضرت کو دیا پس اس جناب نے
اپنی آغوش میں لیکر اپنے فرزند کے داہنے کان میں اذان دی اور بائیں کان میں اقامت کہی اور سینہ اقدس
سے لگاکے پیار کیا اور رونے لگے فَقُلْتُ لَهُ بِاَبِىْ اَنْتَ وَاُمِّىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ تَبْكِىْ قَالَ عَلٰى
ابْنِىْ هٰذَا قُلْتُ اِنَّهُ وُلِدَ السَّاعَةَ فَقَالَ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ بَعْدِىْ میں نے آنحضرت کی
خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ فدا ہوں آپ پر ماں باپ میرے آپ کیوں روتے ہیں فرمایا کہ اس فرزند کی
مصیبت پر روتا ہوں میں نے عرض کیا کہ یہ پارہ جگر آپ کا تو ابھی پیدا ہوا ہے اور بفضل خدا سالم ہے فرمایا بعد
میرے اس فرزند کو ایک جماعت باغیوں کی قتل کریگی ثُمَّ قَالَ لَا تُخْبِرِىْ فَاطِمَةَ بِهٰذَا فَاِنَّهَا قَرِيْبَةُ الْعَهْدِ
بِوِلَادَتِهِ بعد اسکے مجھسے فرمایا کہ ابھی اس خبر کو میری پارہ جگر فاطمہ زہرا سے نہ کہنا اسلئے کہ بسبب قرب ولادت اس مولود
کے ابھی وہ تحمل اس صدمہ عظیم کا نہ کرسکیگی آپ حضرات مقام تصور ہو کہ جب ہی فرزند رسول خدا ظلم وستم عدا شدت

گریا میں روضۂ رسول خدا سے بنا چاری رخصت ہوئے تو اسوقت ان حضرت کی روح اقدس پر کیا گذری جو
فِی اللُّهُوْفِ وَالْاِرْشَادِ ثُمَّ اَقْبَلَ اِلٰی قَبْرِ جَدِّہٖ وَقَالَ چنانچہ لہوف اور ارشاد اور مقتل ابو مخنف میں
منقول ہے کہ بعد درستی سامان سفر کے امام حسین علیہ السلام متوجہ ہوئے طرف قبر انور کے اپنے نانا کی اور
کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَا حُسَیْنُ بْنُ فَاطِمَۃَ فَرْخُکَ وَابْنُ فَرْخَتِکَ الَّذِیْ خَلَّفْتَ
فِیْ اُمَّتِکَ سلام ہو آپ پر اے نانا رسول خدا میں حسین فرزند آپ کی پارۂ جگر فاطمہ زہرا کا ہوں وہ حسین نور نظر
آپ کا جسے آپ بطور امانت چھوڑ گئے تھے نا امت آپکی میری تعظیم وقدر کیے فَیَا جَدَّاہُ اِنَّہُمْ خَذَلُوْنِیْ
وَضَیَّعُوْنِیْ وَلَمْ یَحْفَظُوْنِیْ پس اے جد بزرگوار اس امت جفا کار نے ساتھ میرا چھوڑ دیا اور حرمت میری
ضائع کی اور میری حرمت وآبرو کا کچھ حفظ نہ کیا فَجَعَلَ یَبْکِیْ عِنْدَ الْقَبْرِ وَوَضَعَ رَاْسَہٗ عَلَیْہِ
فَاَخَذَتْہُ النَّعْسَۃُ یہ فرما کر وہ جناب قبر مطہر کے پاس رونے لگے اور سر اقدس اپنا اس قبر انور پر رکھا
اسی حال میں آنکھ لگ گئی فَاِذَا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ قَدْ ضَمَّہٗ اِلٰی صَدْرِہٖ وَقَبَّلَ مَا بَیْنَ عَیْنَیْہِ وَبَکٰی
اسی اثنا میں دیکھا کہ جناب رسول خدا تشریف لائے اور اپنے سینۂ اقدس سے لگا کر پیشانی انور پر بوسہ دیا اور
بشدت رونے لگے وَقَالَ یَا بُنَیَّ کَاَنِّیْ اَرَاکَ عَنْ قَرِیْبٍ مُرَمَّلًا بِدِمَائِکَ مَذْبُوْحًا بِاَرْضِ کَرْبَلَا
وَاَنْتَ مَعَ ذٰلِکَ عَطْشَانٌ لَا تُسْقٰی وَظَمْاٰنٌ لَا تُرْوٰی اور فرمایا اے فرزند گویا میں دیکھ رہا ہوں
کہ عنقریب تو اپنے خون میں آلودہ ریگ گرم زمین کربلا پر لوٹ رہا ہے اور تو باوجود اسکے اسوقت بہت پیاسا
ہے اور کوئی تجھے پانی نہیں دیتا یہاں تک کہ اسی حالت تشنگی میں تجھے ذبح کیا ہے فَقَالَ الْحُسَیْنُ
عَلَیْہِ السَّلَامُ یَا جَدَّاہُ لَا حَاجَۃَ لِیْ فِی الرُّجُوْعِ اِلَی الدُّنْیَا فَخُذْنِیْ اِلَیْکَ
وَاَدْخِلْنِیْ فِیْ قَبْرِکَ یہ سنکر امام حسین علیہ السلام نے عرض کیا اے جدِّ نامدار میں ظلم و ستم امت جفا شعار
سے دلتنگ ہوں اب مجھے حاجت رجوع کی طرف دنیا کے نہیں ہے پس مجھے اپنے پاس لے لیجے اور اپنی
قبر اطہر میں ہمراہ اپنے رکھیے فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَا بُنَیَّ لَا بُدَّ لَکَ مِنَ الرُّجُوْعِ اِلَی الدُّنْیَا حَتّٰی
تُرْزَقَ الشَّهَادَۃَ یہ سنکر جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اے فرزند ابھی تجھے دنیا میں رہنا ضرور ہے یہانتک
کہ تو درجہ شہادت پر فائز ہو فَانْتَبَہَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ مِنْ نَوْمِہٖ فَزِعًا مَرْعُوْبًا یعنی پھر
امام حسین علیہ السلام خوفناک بیدار ہوئے اور بدن اطہر خوف خدا سے کانپتا تھا نہ خوف جان سے کیونکہ انحضرت کو یقین
ہو گیا تھا کہ بلائے عظیم نازل ہوجاتی ہے فَقَصَّ رُؤْیَاہُ عَلٰی اَهْلِ بَیْتِہٖ فَلَمْ یَکُنْ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ فِیْ شَرْقٍ وَلَا
غَرْبٍ اَحَدٌ اَشَدَّ غَمًّا مِنْ اَهْلِ بَیْتِہٖ پس ان حضرت نے جو خواب میں دیکھا وہ اپنے اہلبیت سے بیان فرمایا یہ سنکر اہلبیت
رسالت پر ایسا رنج و غم شدید لاحق ہوا کہ اسروز سے زیادہ کسی پر شرق و غرب عالم میں ایسا رنج والم شدید لاحق نہیں ہوا ہے اور

مخدراتِ عصمت اور اطفال خورد سال زار زار روئے اور کہرام بپا ہوا کیوں مومنین خیال کیجیے کہ اپنے وطن مدینہ منورہ میں ان حضرت نے اپنے اہلبیت سے صرف خواب بیان فرمایا تھا تو یہ حال ہوا اور کہرام بپا ہوا آہ جب روز عاشور صحرائے کربلا میں بعد شہادت اپنے اصحاب واقربا کے اپنے اہلبیتؑ سے آخری رخصت ہوئے ہونگے تو اسوقت ان ستم رسیدوں کا کیا حال ہوا ہوگا فِی مَقْتَلِ اَبِی مِخْنَفٍ ثُمَّ نَادٰی یَا زَیْنَبُ وَیَا اُمَّ کُلْثُوْمٍ وَیَا سُکَیْنَۃُ وَیَا رُقَیَّۃُ وَیَا عَاتِکَۃُ وَیَا صَفِیَّۃُ عَلَیْکُنَّ مِنِّی السَّلَامُ فَھٰذَا اٰخِرُ الْاِجْتِمَاعِ وَقَدْ قَرُبَ مِنْکُمُ الْاِفْتِجَاعُ چنانچہ مقتل ابی مخنف میں منقول ہے کہ بعد شہادت علی اصغر شیر خوار کے حضرت نے بآواز بلند فرمایا اے بہن زینب وام کلثومؑ اور اے سکینہ اے رقیہ اے عاتکہ اے صفیہ تم سب کو میری طرف سے سلام آخری پہنچے کہ آخری ملاقات ہے اور اب تمہارے مصیبت وآفت کا وقت قریب آپہنچا ہے یہ سنکر سب اہلحرم زار زار رونے لگے فَصَاحَتْ اُمُّ کُلْثُوْمٍ وَقَالَتْ یَا اَخِیْ قَدِ اسْتَسْلَمْتَ لِلْمَوْتِ پس جناب ام کلثومؑ نے بآواز بلند عرض کی کہ اے برادر مظلوم آپ بھی آمادہ مرگ ہوئے اور قتل ہونا گوارا فرمایا فَقَالَ یَا اُخْتَاہُ کَیْفَ لَا یَسْتَسْلِمُ مَنْ لَا نَاصِرَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ حضرت نے فرمایا اے بہن کیونکر مرگ گوارا نکرے وہ شخص جس کا کوئی ناصر و مددگار باقی نہو وَفِی الْمُنْتَخَبِ وَغَیْرِہٖ فَلَمَّا سَمِعَتْ ذٰلِکَ سُکَیْنَۃُ بَکَتْ وَاَقْبَلَتْ اِلٰی اَبِیْھَا وَھِیَ صَارِخَۃٌ اور منتخب اور محرق القلوب وغیرہ میں منقول ہے کہ کلام حضرت وہ اس سنکر جناب سکینہؑ بہت روئیں اور اپنے پدر مظلوم کے قریب آکر فریاد کرنے لگیں اور عرض کیا کہ اے پدر بزرگوار آپ کہاں جاتے ہیں حضرت نے فرمایا میں وہاں جاتا ہوں جہاں سے کوئی واپس نہیں آتا ہے فَقَالَتْ لَہٗ یَا اَبَتَاہُ قَدِ اسْتَسْلَمْتَ لِلْمَوْتِ فَمَنْ لَنَا بَعْدَکَ قَیِّمٌ نَرْجُوْہُ پس ان حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ اے بابا آپ بھی مثل سب عزیز واقربا کے آمادہ شہادت ہوئے آہ بعد آپ کے کون ہمارا حامی و مددگار رہے جو دست ظلم اعدا سے بچائے گا اور ہماری حمایت و سرپرستی کرے گا فَبَکَی الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَقَالَ لَھَا یَا قُرَّۃَ عَیْنِیْ کَیْفَ لَا یَسْتَسْلِمُ لِلْمَوْتِ مَنْ لَا نَاصِرَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ یہ سنکر امام حسین علیہ السلام بشدت روئے اور فرمایا اے نور نظر اے سکینہؑ کیونکر آمادہ مرگ نہو وہ بیکس وتنہا جسکا کوئی ناصر مددگار باقی نرہے اور وہ نرغہ اعدا میں گرفتار ہو فَبَکَتْ سُکَیْنَۃُ وَقَالَتْ یَا اَبَتَاہُ رُدَّنَا اِلٰی حَرَمِ جَدِّنَا یہ سنکر جناب سکینہؑ روئیں اور عرض کی کہ اے بابا پھر ہمیں حرم رسولخدا مدینہ منورہ میں پہنچا دے فَقَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ ھَیْھَاتَ ثُمَّ ھَیْھَاتَ یَا قُرَّۃَ فُؤَادِیْ لَوْ تُرِکَ الْقَطَا لَنَامَ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا افسوس ہزار افسوس اے میوہ دل اور پارہ جگر اے سکینہؑ باپ تیرا مانند قطا کے لاچار ہے یعنی جسطرح قطا جانور خوف صیاد سے مجبور خلوت رہتا ہے اسیطرح میں اعدا سے مطمئن نہیں ہوں

فَبَكَتْ سُكَيْنَةُ بُكَاءً شَدِيْدًا فَضَمَّهَا اِلٰى صَدْرِهٖ وَبَكٰى وَمَسَحَ دُمُوْعَهَا بِكُمِّهٖ وَيَقُوْلُ یہ کلمات حسرت و یاس کے سنکر جناب سکینہ زار زار روئیں پس حضرت نے اپنی پارۂ جگر کو سینۂ اقدس سے لگایا اور اپنی آستین سے آنسو انکے پونچھتے تھے اور فرماتے تھے ؎ سَيَطُوْلُ بَعْدِيْ يَا سُكَيْنَةُ فَاعْلَمِيْ ۔ مِنْكِ الْبُكَاءُ اِذَا الْحِمَامُ دَهَانِيْ ۔ لَا تُحْرِقِيْ قَلْبِيْ بِدَمْعِكِ حَسْرَةً ۔ مَا دَامَ مِنِّي الرُّوْحُ فِيْ جُثْمَانِيْ ۔ آگاہ ہو اے پارۂ جگر اے سکینہ قریب ہے کہ بعد میری شہادت کے رونا تیرا طولانی ہوگا پس اے جان پدر چند نفس کہ میں زندہ ہوں تو میرے سامنے بحسرت و یاس استغاثہ نہ کر اور بیتابی نکر کہ تیرے رونے سے دل میرا جل رہا ہے ؎ فَاِذَا قُتِلْتُ فَاَنْتِ اَوْلٰى بِالَّذِيْ تَاْتِيْنَهٗ يَا خِيَرَةَ النِّسْوَانِ ۔ پس جسوقت کہ میں شہید ہوں گا تو اے بہترین نسوان تو سزاوار تر ہے واسطے گریہ و زاری اور ماتم و عزا کے اور وہ امر کہ بجالائے تو یعنی اے سکینہ تو ہی ماتم و عزا میرا بپا کرنے کی سزاوار ہے کیونکہ تو میری نازپروردہ ہے حضرات اب تصور کیجیے کہ آیا بعد شہادت اپنے پدر مظلوم کے رسم تعزیت و عزا اسکا کیا ذکر ہے وہ یتیمہ بخوف جی بھر کر رونے بھی پائیں یا نہیں آہ وہ مظلومہ لاش امام حسین سے لپٹ کر روتی تھیں اور بین جگرخراش کرتی تھیں اسی اثنا میں چند اعراب سنگدل جمع ہوئے کہ سرکردہ انکا شمر لعین تھا اور ساتھ میں اس شقی کے تازیانہ تھا افسوس ہزار افسوس ان اشقیا نے بکمال ظلم و ستم اس یتیمہ کو لاش پدر سے جدا کیا اور جی بھر کے رونے بھی نہ دیا ۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

مجلس ۱۰ فِي الْبِحَارِ اَنَّ الصَّادِقَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِذَا اَهَلَّ هِلَالُ عَاشُوْرَا اشْتَدَّ حُزْنُهٗ وَعَظُمَ بُكَاؤُهٗ عَلٰى مَصَائِبِ الْحُسَيْنِ ۔ بحار الانوار میں منقول ہے کہ جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام چاند محرم کا دیکھتے تھے تو اسوقت حزن و ملال آنحضرت کا زیادہ ہوتا تھا اور مصائب امام حسین علیہ السلام کے بشدت رویا کرتے تھے وَالنَّاسُ يَاْتُوْنَ اِلَيْهِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ يَنُوْحُوْنَ وَيُعَزُّوْنَهٗ بِالْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَيَبْكُوْنَ مَعَهٗ اور اصحاب اور شیعہ آنحضرت کی خدمت میں ہر جانب سے حاضر ہوتے تھے اور نوحہ کرتے تھے اور ماتم پرسا دیتے تھے آنحضرت کو انکے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کا اور ساتھ انکے روتے تھے ۔ فِي الْبِحَارِ عَنْ زَيْدِ الشَّحَّامِ اَنَّهٗ قَالَ كُنَّا عِنْدَ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَنَحْنُ جَمَاعَةٌ مِنَ الْكُوْفِيِّيْنَ ۔ چنانچہ بحار الانوار میں زید شحام سے منقول ہے کہا اس نے ہم ایک جماعت اہل کوفہ سے حاضر خدمت تھے جناب صادق علیہ السلام کے فَدَخَلَ جَعْفَرُ بْنُ عَفَّانَ عَلٰى اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَرَّبَهٗ وَاَدْنَاهُ ۔ اسی اثنا میں جعفر بن عفان شاعر خدمت حضرت صادق علیہ السلام میں حاضر ہوا حضرت نے اسکو اپنے پاس جگہ دی اور اپنے قریب سے

سرفراز کیا ثُمَّ قَالَ یَا جَعْفَر قَالَ لَبَّیْکَ جَعَلَنِیَ اللّٰہُ فِدَاکَ بعد اسکے فرمایا اے جعفر اس نے عرض کی حاضر ہوں
خدا مجھے آپ پر فدا کرے قَالَ قَدْ بَلَغَنِیْ اَنَّکَ تَقُوْلُ الشِّعْرَ فِی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَ تُجِیْدُہٗ قَالَ
نَعَمْ جَعَلَنِیَ اللّٰہُ فِدَاکَ قَالَ قُلْ فَاَنْشَدْتُہٗ حضرت نے فرمایا ہم کو خبر پہنچی ہے کہ تم خوب شعر کہتے
ہو مرثیہ میں میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کے اُس نے عرض کی ہاں اے سید و آقا میرے خدا
مجھے آپ پر فدا کرے حضرت نے فرمایا اسوقت کچھ پڑھو جعفر کہتا ہے کہ میں نے مرثیہ سامنے اُن حضرت کے
پڑھا فَبَکٰی وَ بَکٰی مَنْ حَوْلَہٗ حَتّٰی صَارَتِ الدُّمُوْعُ عَلٰی وَجْہِہٖ وَ لِحْیَتِہٖ حضرت وہ سُنکر بشدت روئے
اور جو اصحاب اور شیعہ واحضر حضرت کے بیٹھے تھے وہ بھی بہت روئے اور حضرت کا تو روتے روتے یہ حال ہوگیا کہ آنسو
روئے انور اور ریش اطہر پر جاری ہوئے ثُمَّ قَالَ یَا جَعْفَرُ وَاللّٰہِ لَقَدْ شَہِدَتْ مَلٰٓئِکَۃُ الْمُقَرَّبُوْنَ
ھٰہُنَا یَسْمَعُوْنَ قَوْلَکَ فِی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَ قَدْ بَکَوْا کَمَا بَکَیْنَا وَ اَکْثَرَ بعد اسکے ان حضرت
نے فرمایا اے جعفر قسم بخدا یہاں ملائکہ مقربین بھی حاضر ہوئے اور تمہارا مرثیہ سُنا جو تم نے مصیبت میں میرے
جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کے پڑھا اور مثل ہمارے بلکہ ہم سے زیادہ وہ روئے وَ لَقَدْ اَوْجَبَ اللّٰہُ تَعَالٰی
لَکَ یَا جَعْفَرُ فِیْ سَاعَتِکَ الْجَنَّۃَ بِاَسْرِھَا وَ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ اور اے جعفر اسوقت خدا نے جنت کو تم پر
واجب کردیا اور تمہارے سب گناہ بخش دیئے فَقَالَ یَا جَعْفَرُ اَلَا اَزِیْدُکَ قَالَ نَعَمْ یَا سَیِّدِیْ حضرت
نے فرمایا اے جعفر آیا اور اس سے زیادہ بیان کروں اس نے عرض کیا ہاں اے سید و آقا میرے اور کچھ فضائل
بھی بیان فرمایئے قَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ قَالَ فِی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ شِعْرًا فَبَکٰی وَ اَبْکٰی بِہٖ اِلَّا اَوْجَبَ
اللّٰہُ لَہُ الْجَنَّۃَ وَ غَفَرَ لَہٗ حضرت نے فرمایا جو کوئی مومن مرثیہ میں میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام
کے شعر کہے پس خود روئے یا دوسروں کو رولائے تو حق سبحانہ تعالی بعوض اسکے بہشت اُسپر واجب کرتا ہے اور
اسکے بخش دیتا ہے سبحان اللہ یہ مرتبہ ہے مرثیہ کہنے اور پڑھنے اور سُننے کا اب ایک مرثیہ جعفر عفان کا توجہ
سے سنئے شاید یہی مجلس امام میں پڑھا ہو جسکو سُنکر حجت خدا اور ملائکہ اور شیعہ حاضرین مجلس روئے منجملہ اسکے
چند شعر یہ ہیں لِیَبْکِ عَلَی الْاِسْلَامِ مَنْ کَانَ بَاکِیًا ❊ فَقَدْ ضُیِّعَتْ اَحْکَامُہٗ وَاسْتُحِلَّتِ
چاہیئے اسلام پر رونے والا تحقیق کہ ضائع کئے گئے احکام اسکے اور حلال و مباح کئے گئے حرام
اسکے واقعی مومنین بنی امیہ نے اسلام کو مضمحل کردیا تھا اور حلال و حرام کی تمیز نہ رہی تھی یہاں
تک کہ فرزند رسول پر ہاتھ ظلم و ستم کا دراز کیا غَدَاۃَ حُسَیْنٌ لِلرِّمَاحِ دَرِیَّۃٌ ❊ وَ قَدْ
نَہِلَتْ مِنْہُ السُّیُوْفُ وَ عَلَّتِ ❊ آہ عجب صبح تھی صبح عاشورا کہ امام حسین واسطے نیزوں کے
نشانہ کئے گئے تھے اور جسم اطہر سے تلواریں پے در پے سیراب ہوتی تھیں کہ اس مظلوم پر

نیزوں کے وار چلتے تھے اور تلواروں پر تلواریں پڑتی تھیں ؎ وَنَادَاهُمْ جَهْرًا بِحَقِّ مُحَمَّدٍ ٭ فَاِنَّ
ابْنَهٗ مِنْ اَنْفُسِهٖ حَيْثُ حَلَّتِ ٭ آہ وہ جناب واسطہ دلاتے تھے اپنے نانا جناب رسولخدا کا اور با آواز
بلند فرماتے تھے کہ میں نواسا ہوں تمہارے نبی کا مثل ان کی روح وجان کے جس حال میں ہوں یعنی میں جان و
جگر رسول ہوں گو اس حال میں مبتلا ہوں ؎ فَمَا نَصَرَتْهُ اُمَّةُ السُّوْءِ اِذْ دَعَا ٭ لَقَدْ طَاشَتِ
الْاَحْلَامُ مِنْهَا وَضَلَّتِ ٭ پس نصرت و مدد نہ کی امت جفا کار نے ان حضرت کی جبکہ واسطے نصرت کے
طلب فرمایا بتحقیق عقلیں اس واقعہ سے حیران ہو گئیں افسوس فرزند رسول امت جفا کار کو واسطے
نصرت کے طلب کرے اور فریاد و استغاثہ فرمائے اور کوئی فریاد رسی نہ کرے چنانچہ بنا بر اتمام حجت کے
فرماتے تھے هَلْ مِنْ نَاصِرٍ يَنْصُرُنَا هَلْ مِنْ ذَابٍّ يَذُبُّ عَنَّا آہ عوض فریاد رسی کے یہ ظلم و
ستم کیا ؎ اَذَاقَتْهُ حَرَّ الْقَتْلِ اُمَّةُ جَدِّهٖ ٭ هَفَتْ نَعْلُهَا
فِيْ كَرْبَلَاءَ وَزَلَّتِ ٭ افسوس اس مظلوم کے نانا کی امت نے اس تشنہ لب کو حرارت
تیغ کی چکھائی اور کیسی لغزش و خطا امت جفا کار سے کربلا میں سرزد ہوئی ؎ وَ
غُوْدِرَ فِي الصَّحْرَاءِ لَحْمًا مُبَدَّدًا ٭ عَلَيْهِ عِتَاقُ الطَّيْرِ بَاتَتْ وَظَلَّتِ ٭
اور وہ جناب زخموں سے چور چور اور جسم اقدس ایسا پارہ پارہ تھا کہ اس مظلوم پر پرند
شکاری شب و روز وہاں مقیم و سایہ افگن تھے ؎ وَمَا حَفِظُوْا قُرْبَ النَّبِيِّ
وَلَا رَعَوْا ٭ وَزَلَّتْ بِهِمْ اَقْدَامُهُمْ وَاسْتَزَلَّتِ ٭ آہ افسوس اشقیائے
امت نے محافظت نہ کی قرابت رسولخدا کی اس مظلوم کے حق میں اور کچھ مراعات بھی
نہ کی اور وہ اشقیا خود بھی اس ظلم و ستم سے گمراہ ہوئے اور اوروں کو بھی اپنے ساتھ
گمراہ کیا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ٭ **مجلس ۱** فِي الْبِحَارِ عَنْ دِعْبِلِ
بْنِ عَلِيٍّ الْخُزَاعِيِّ اَنَّهٗ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى سَيِّدِيْ وَمَوْلَايَ عَلِيِّ بْنِ مُوْسَى الرِّضَا
عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فِيْ مِثْلِ هٰذِهِ الْاَيَّامِ فَرَاَيْتُهٗ جَالِسًا جِلْسَةَ الْحَزِيْنِ الْكَئِيْبِ
وَاَصْحَابُهٗ مِنْ حَوْلِهٖ بحار الانوار اور محرق القلوب وغیرہ میں دعبل بن علی خزاعی سے منقول ہے
کہ کہا اس نے حاضر ہوا میں خدمت میں اپنے سید و آقا حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے مثل
ان دنوں کے یعنی عشرہ محرم میں دیکھا میں نے کہ وہ جناب نہایت محزون و مغموم بیٹھے ہیں اور
اصحاب و شیعہ ان حضرت کے گرد ان کے ہیں فَلَمَّا رَاٰنِيْ مُقْبِلًا قَالَ لِيْ مَرْحَبًا بِكَ يَا دِعْبِلُ
ثُمَّ اَنَّهٗ وَسَّعَ لِيْ فِيْ مَجْلِسِهٖ وَاَجْلَسَنِيْ اِلٰى جَانِبِهٖ جب مجھے آتے دیکھا تو فرمایا مرحبا ہے

دعبل اسوقت تیرا آنا بہتر ہوا پس حضرت نے مجھے اپنی مجلس میں جگہ دی اور اپنے پہلو میں قریب اپنے باحترام بٹھایا ثُمَّ قَالَ لِیْ اُحِبُّ اَنْ تُنْشِدَ فِی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ شِعْرًا فَاِنَّ ھٰذِہٖ الْاَیَّامَ کَانَتْ اَیَّامَ حُزْنٍ عَلَیْنَا اَھْلَ الْبَیْتِ بعد اسکے مجھ سے فرمایا کہ تو کچھ اشعار مرثیہ پس میرے جدِ مظلوم امام حسین علیہ السلام کے پڑھ کہ یہ دن حزن وملال کے ہیں ہم اہلبیتِ رسالتؐ پر وَکَانَتْ اَیَّامَ سُرُوْرٍ لِاَعْدَائِنَا خُصُوْصًا بَنِیْ اُمَیَّۃَ اور یہ دن سرور کے ہیں ہمارے اعدا کے لئے خصوصًا بنی امیہ کے کہ وہ ان دنوں میں نہایت مسرور تھے قَالَ یَا دِعْبِلُ مَنْ بَکٰی اَوْ اَبْکٰی عَلٰی مَصَائِبِنَا وَلَوْ وَاحِدًا کَانَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ پس ان حضرت نے بعد اظہار اپنے رنج وغم اور حزن و ملال کے فرمایا اے دعبل جو مومن ہمارے مصائب یاد کرکے خود روئے یا دوسرے کو رُلائے اگرچہ رونے والا ایک ہی شخص ہو تو اجر و ثواب اس کا خدا پر ہے یعنی جس قدر خدا چاہے ثواب بے انتہا اسکو عطا فرمائے گا یَا دِعْبِلُ مَنْ ذَرَفَتْ عَیْنَاہُ عَلٰی مَصَائِبِنَا حَشَرَہُ اللّٰہُ مَعَنَا اے دعبل جس مومن کی آنکھ سے آنسو ہماری مصیبت پر نکلیں تو حق سبحانہ تعالےٰ اسے ہمارے ساتھ محشور کرے گا یَا دِعْبِلُ مَنْ بَکٰی عَلٰی مُصَابِ جَدِّیَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ غَفَرَ اللّٰہُ ذُنُوْبَہٗ اَلْبَتَّۃَ اے دعبل جو مومن روئے مصائب پر میرے جدِ مظلوم امام حسین علیہ السلام کے تو البتہ خداوند غفار تمام گناہ اس کے بخشے گا ثُمَّ اِنَّہٗ نَھَضَ وَضَرَبَ سِتْرًا بَیْنَنَا وَبَیْنَ حَرَمِہٖ وَاَجْلَسَ اَھْلَبَیْتِہٖ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ لِیَبْکُوْا عَلٰی مُصَابِ جَدِّھِمِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ بعد اسکے وہ جناب بنفس نفیس کھڑے ہوئے اور ایک پردہ حائل فرماکر پس پردہ اپنے اہلبیتؑ کو بٹھایا تاکہ گریہ و بکا کریں اپنے جدِ مظلوم امام حسین علیہ السلام کے مصائب پر ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَیَّ وَقَالَ لِیْ اَرْثِ الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاَنْتَ نَاصِرُنَا وَمَادِحُنَا وَلَا تُقَصِّرْ مَا دُمْتَ حَیًّا پس وہ جناب میری طرف ملتفت ہوئے اور مجھ سے فرمایا کہ اب مرثیہ میرے جدِ مظلوم امام حسین علیہ السلام کا پڑھ کہ تو مداح اور ناصر ہمارا ہے اور تا زندگی اس زندگی سے کوتاہی نہ کر قَالَ دِعْبِلُ فَاسْتَعْبَرْتُ وَسَالَتْ عَبْرَتِیْ وَاَنْشَدْتُ دعبل کہتا ہے کہ حضرت کے اس کلام حسرت سے آنسو میری آنکھوں میں بھر آئے اور میں رویا اور اسی حال میں میں نے مرثیہ شروع کیا جس کے پڑھنے سے شور گریہ و بکا کا بلند ہوا اور الحرم میں پردہ زار زار روئے اور صدا واجداہ کی بلند ہوئی منجملہ اسکے چند شعر یہ ہیں ۔

اَفَاطِمُ لَوْ خِلْتِ الْحُسَیْنَ مُجَدَّلًا ۞ وَقَدْ مَاتَ عَطْشَانًا بِشَطِّ فُرَاتِ ۞ اے فاطمہ زہرا اگر آپ زندہ ہوتیں اور اپنے پارۂ جگر حسینؑ مظلوم کا حال دیکھتیں جب صحرائے کربلا میں کنارۂ فرات کے تین دن کے پیاسے شہید ہوگئے اور لاشِ اطہر انکی خاک و خون آلودہ زخموں سے چور چور

رنگ گرم پر پڑی رہی ع إذاً للطمت الخد فاطم عنده ✧ وأجريت دمع العين في الوجنات
اگر آپ قریب اپنے فرزند مظلوم کے ہوتیں تو اے فاطمہ زہرا وہ حال دیکھکر اپنے منہ پر طمانچے مارتیں اور اس مظلوم کی
نعش پر آنکھوں سے آنسو خون کے بہاتیں اور زار زار روتیں أفاطم قومي يا ابنة الخير واندبي ✧ نجوم سماوات بأرض
فلاة ✧ اے فاطمہ زہرا دختر رسول خدا اپنی قبر سے نکلکر نوحہ و زاری کیجئے اپنی اولاد کے حال پر جو آسمان
جلالت و شرافت کے ستارے تھے تابان ہیں افسوس لاشہائے انور انکے متفرق ایک دوسرے سے جدا عالم
غربت و مسافرت میں دفن ہوئے ع قبور ببطن النهر من جنب كربلا ✧ معرّسهم
فيها بشط فرات ✧ یعنے آپ کی اولاد کی قبریں نہر فرات کے کنارے پر ہیں کہ مسکن و مدفن ان کا لب
فرات ہوا آہ وہ مظلوم کربلا غریب نینوا مقتول ظلم و جفا مسلوب العمامہ والردا امام حسین علیہ السلام ہیں
جن کے ساتھ اٹھارہ بنی ہاشم روز عاشورا تشنہ لب شہید ہوئے جنکا مثل و نظیر عالم میں نہ تھا مانند قمر بنی
ہاشم جناب عباس اور شبیہ پیغمبر جناب علی اکبر اور شاہزادہ قاسم و عبداللہ کے جو خاک و خون میں آلودہ ہوئے
غرضکہ بعد اسکے دعبل نے کچھ حال اسیروں کا شروع کیا جسکے بیان سے دل کباب ہوتا ہے ع فيا عين
ابكيهم وجودي بعبرة ✧ فقد آن للتسكاب والهملات ✧ پس اے چشم گریاں ہو اور خون کے آنسو
بہا مصائب پر اولاد رسول خدا اور بتول عذرا کے کہ اب وقت گریہ و زاری کا یہ ہے ع ديار
رسول الله أصبحن بلقعا ✧ وآل زياد تسكن الحجرات ✧ افسوس ہے کہ گھر جناب رسول خدا
کا تو یوں ویران و خالی ہو جائے اور آل زیاد حجرہائے نفیس میں آرام و راحت کریں وآل زياد في الحصون
منيعة ✧ وآل رسول الله في الفلوات ✧ افسوس آل زیاد کو قلعہائے استوار رہنے کو ملیں
اور آل رسول خدا شتران بے پوشش پر صحرا و بیابانوں میں پھرائے جائیں کہ دوپہر کی دھوپ تیزی آفتاب سے
منہ انکے جلتے تھے بنات زياد في القصور مصونة ✧ وآل رسول الله منهتكات ✧ افسوس
دختران زیاد تو مکانات بلند میں پردہ نشین ہوں اور دختران رسول خدا مجمع عام میں شہر بشہر پھرائی جائیں
وآل رسول الله تسبى حريمهم ✧ وآل زياد آمنوا السربات ✧ افسوس اولاد رسول خدا کی حرم
تو قیدی بنائے جائیں اور اولاد زیاد مطمئن اپنے گھروں میں آرام کریں یہانتک کہ اعدا سامنے یزید لعین کے
رسن بستہ لے گئے آہ مومنین یہ سنکر بہن حضرت امام رضا علیہ السلام کی جناب فاطمہ اس قدر روئیں کہ
روتے روتے غش آگیا اور خانہ امامت میں شور گریہ و بکا کا بلند ہوا ألا لعنة الله على القوم الظالمين

مجلس ۱۱ قال رسول الله صلى الله عليه وآله ستدفن بضعة مني بخراسان ما زارها
مكروب إلا نفّس الله كربته ولا مذنب إلا غفر الله ذنوبه عیون اخبار رضا علیہ السلام میں منقول ہے

فرمایا جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے قریب ہے کہ ایک پارہ جگر میرا بعالم غربت و مسافرت ملک
خراسان میں دفن ہوگا پس جو مومن انکی زیارت کرے اگر وہ زائر مبتلائے کرب و رنج ہوگا تو حق سبحانہ تعالیٰ
اپنے فضل و کرم سے اسکے کرب و رنج کو دور کرے گا اور اگر وہ زائر عاصی ہوگا تو خداوند غفار اسکے گناہوں کو
بخش دیگا وَقَالَ الصَّادِقُ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَخْرُجُ مِنْ وُلْدِ ابْنِیْ مُوْسٰی اِسْمُهٗ اِسْمُ اَمِیْرِ
الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَیُدْفَنُ بِطُوْسٍ وَهِیَ بِخُرَاسَانَ یُقْتَلُ فِیْهِ بِالسَّمِّ فَیُدْفَنُ
فِیْهَا غَرِیْبًا فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ میرے فرزند موسیٰ کاظم علیہ السلام کی اولاد میں
ایک فرزند جو ہمنام ہوگا میرے جد بزرگوار امیرالمومنین علیہ السلام کا وہ زمین طوس میں دفن ہوگا
اور طوس ملک خراسان میں ہے اسی میں زہر دغا سے شہید کیا جائے گا اور وہیں عالم غربت و
مسافرت میں دفن ہوگا مَنْ زَارَهٗ عَارِفًا بِحَقِّهٖ اَعْطَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَجْرَ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ
الْفَتْحِ وَقَاتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ پس جو مومن ہمارے اُس فرزند کی زیارت کرے درانحالیکہ انکو
حق کا عارف ہو کہ انکو جانب خدا سے امام واجب الاطاعت جانتا ہو تو حق سبحانہ تعالیٰ اس زائر کو
اجر و ثواب مثل اس شخص کے عطا فرمائیگا کہ جس نے قبل فتح مکہ کے اہل اسلام کو انفاق کیا ہو
اور کفار سے راہ خدا میں مقاتلہ اور جہاد کیا ہو حضرات اسیطرح خود جناب امام رضا علیہ السلام موافق
فرمودہ اپنے آبائے کرام کے اپنی جائے دفن اور شہادت کی خبر دیتے تھے چنانچہ مناقب قدیم اور [illegible]
میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ دعبل بن علی خزاعی خدمت میں حضرت امام رضا علیہ السلام کے حاضر ہوا جبکہ
وہ جناب حسب طلب مامون رشید کے غریب الوطن ملک خراسان میں تھے پس دعبل نے عرض کیا یا ابن
رسول اللہ میں نے ایک قصیدہ آپ کی شان میں کہا ہے حضرت نے فرمایا پڑھو دعبل نے موافق حکم کے
پڑھنا شروع کیا منجملہ اس کے چند شعر یہ ہیں ؎ مَدَارِسُ اٰیَاتٍ خَلَتْ مِنْ تِلَاوَةٍ ٭ وَمَنْزِلُ
وَحْیٍ مُقْفِرُ الْعَرَصَاتِ ٭ وہ مدارس جن میں آیات قرآن مجید کی تلاوت ہوتی تھی وہ خالی ہوگئے اور
وہ منازل جنمیں وحی خدا نازل ہوتی تھی وہ ویران ہوگئے یعنی خانۂ نبوت و امامت جو مکہ و مدینہ میں آباد
تھا خالی اور ویران ہوگیا اور اولاد رسول خدا ظلم و ستم اعدا سے غریب الوطن اور مسافر ہوئے اَرٰی فَیْئَهُمْ
فِیْ غَیْرِهِمْ مُتَقَسَّمًا ٭ وَاَیْدِیْهِمْ مِنْ فَیْئِهِمْ صَفِرَاتٍ ٭ میں دیکھتا ہوں کہ حکومت و غنیمت جو حق آل رسول کا
تھا اسکو غیروں نے باہم تقسیم کر لیا اور ہاتھ اہلبیت رسالت کا اس سے خالی ہے یہ سنکر حضرت امام رضا بہت روئے
اور فرمایا اے دعبل تو نے سچ کہا پھر دعبل نے یہ شعر پڑھے اَفَاطِمُ قُوْمِیْ یَا ابْنَةَ الْخَیْرِ فَانْدُبِیْ ٭ نُجُوْمُ سَمٰوٰتٍ
بِاَرْضِ فَلَاةٍ ٭ اے فاطمہ زہرا دختر رسول خدا اپنی قبر سے اٹھکر نوحہ و بین کیجئے اپنے عزیز و اقربا اور

؎ عبدالسلام المکی بابی الصلت ہروی راوی است

اولاد کے حال پر جو آسمان جلالت و شرافت کے ستارہ ہائے تاباں ہیں افسوس اُن میں ایسا تفرقہ پڑ گیا کہ بعد شہادت کے قبریں بھی انکی ایک جگہ نہ بنیں اور متفرق عالم غربت و مسافرت میں دفن ہوئے ؎ قُبُوْرٌ بِکُوْفَانٍ وَّاُخْرٰی بِطَیْبَۃٍ ۞ وَاُخْرٰی بِفَخٍّ نَالَھَا صَلَوَاتِیْ ۞ آہ ان میں بعض حضرات کوفہ و نجف میں اور بعض مدینہ میں اور بعض صحرائے فخ میں ہیں جو مکہ میں ہے پس ان قبروں پر رحمت خدا نازل ہو ؎ قُبُوْرٌ بِبَطْنِ النَّھْرِ مِنْ جَنْبِ کَرْبَلَا ۞ مُعَرَّسُھُمْ فِیْھَا بِشَطِّ فُرَاتٍ ۞ بعض قبریں کنارہ نہر پر زمین کربلا میں ہیں اور خوابگاہ ان شہدائے راہ خدا کی لب فرات ہے آہ وہ مظلوم کربلا غریب نینوا مقتول ظلم و جفا مسلوب العمامۃ والردا خامس آل عبا ہیں جو روز عاشورا مع اصحاب و اقربا اور اطفال خورد سال کے تشنہ لب شہید ہوئے اور لاش اطہر ریگ گرم پر بے لباس خاک و خون آلودہ پڑی رہی اور سر انور نیزہ پر بلند کیا گیا اور شہر بشہر پھرایا گیا اور بعد تین دن کے بدن پارہ پارہ اس مظلوم کا اسی صحرا میں دفن ہوا ؎ بِاَبِیْ وَ بِنْتُ الرَّسُوْلِ فَوَادِیَا ۞ مِنْ عَظِیْمِ اَحْزَانٍ وَّ طُوْلِ شَتَاتٍ ۞ فدا ہوں ماں باپ میرے دختران جناب سیدہ پر جو کثرت حزن و ملال اور غم و الم سے نوحہ و بین کرتی تھیں اور زار زار روتی تھیں آہ اپنے عزیز و اقربا سے عالم غربت میں جدا ہو گئی تھیں وَالرَّاْسُ مُنْتَصِبٌ وَّ بِنْتُ زَیْنَبَ عِنْدَہٗ ۞ وَدُمُوْعُھَا تَجْرِیْ عَلَی الْوَجَنَاتِ ۞ افسوس سر انور نیزہ پر نصب کیا گیا تھا اور زینب خاتون قریب اسکے بحسرت و یاس دیکھتی تھیں اور آنسو رخساروں پر جاری تھے اور بدوائے دل پر درد سے فریاد کرتی تھیں بِاَبِیْ مِنْ شَیْبَتِہٖ تَقْطُرُ بِالدِّمَاءِ فدا ہو باپ میرا اس مذبوح و مقتول پر جسکی ریش اقدس سے خون ٹپکتا ہے غرضکہ دعبل کہتا ہے وَقَبْرٌ بِبَغْدَادَ لِنَفْسٍ زَکِیَّۃٍ ۞ تَضَمَّنَھَا الرَّحْمٰنُ فِی الْغُرُفَاتِ ۞ اور بعض قبر بغداد و مقابر قریش میں صاحب نفس زکیہ کی ہے جس بزرگوار کی روح اقدس کو خدا نے اپنی رحمت کاملہ سے غرفہائے جنت میں ساکن کیا آہ وہ مظلوم امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہیں جو سات برس تک طوق و زنجیروں میں جکڑے ہوئے اسیر و مقید رہے آخر زہر ستم سے شہید ہوئے اور بعد شہادت کے زنجیرہائے آہنی کاٹکر نکالی گئیں راوی کہتا ہے کہ جب دعبل اس شعر تک پہنچا تو توقف کیا اسوقت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ اے دعبل یہ دو شعر بھی اپنے قصیدہ میں ملحق کرتا کہ پورا ہو جائے ؎ وَقَبْرٌ بِطُوْسٍ یَالَھَا مِنْ مُّصِیْبَۃٍ ۞ تُوَقِّدُ فِی الْاَحْشَاءِ بِالْحُرُقَاتِ ۞ اِلَی الْحَشْرِ حَتّٰی یَبْعَثَ اللہُ قَائِمًا ۞ یُفَرِّجُ عَنَّا الْھَمَّ وَالْکُرُبَاتِ ۞ اور بعض قبر طوس میں ہے افسوس جس مصیبت عظمیٰ سے کہ دل و جگر میں آتش غم و الم روز حشر تک سوزاں رہیگی یہانتک کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ قائم آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ کو ظاہر فرمائے اسوقت

ہمارے رنج و غم متبدل براحت و سرور ہو جائینگے یہ سنکر دعبل نے عرض کی یابن رسول اللہ طوس میں کس بزرگوار کی قبر ہے آہ حضرت نے فرمایا وہ میری قبر ہے عنقریب میں زہر سے شہید ہوکر وہاں دفن ہوں گا اور طوس جائے زیارت اور آمد و رفت مومنین کا ہوگا حضرات اسیطرح امام حسین علیہ السلام بھی اپنی جائے شہادت اور دفن کی خبر دیتے تھے چنانچہ جس روز مدینہ میں اپنی جدّہ ماجدہ اُم سلمہؓ سے بعزم سفر عراق رخصت ہوئے تو باعجازہ اُن مخدومہ کو اپنا مقتل و مدفن دکھایا اور جب طی منازل کرتے ہوئے اس شدت گرما میں دوسری تاریخ محرم کو وارد زمین کربلا ہوئے تو اپنے اصحاب و اقربا کو جائے شہادت و دفن سے آگاہ کیا فِی الْمُنْتَخَبِ وَغَیْرِہٖ فَتَنَفَّسَ الصُّعَدَآءَ وَبَکٰی بُکَآءً شَدِیْدًا چنانچہ منتخب وغیرہ میں منقول ہے کہ جب امام حسینؑ وارد کربلا ہوئے تو اُسوقت ان حضرت نے ایک آہ سرد کھینچی اور بشدت روئے وَقَالَ ھِیَ وَاللّٰہِ اَرْضُ کَرْبٍ وَّبَلَآءٍ اور فرمایا قسم بخدا یہ زمین جائے کرب و بلا ہے ثُمَّ قَالَ قِفُوْا وَلَا تَبْرَحُوْا ھٰھُنَا وَاللّٰہِ مَنَاخُ رِکَابِنَا وَھٰھُنَا وَاللّٰہِ مَسْفِکُ دِمَائِنَا وَھٰھُنَا وَاللّٰہِ تُسْبٰی حَرِیْمُنَا بعد اسکے اپنے اصحاب و اقربا سے فرمایا کہ یہیں توقف کرو اور آگے نہ بڑھو کہ سفر ہمارا تمام ہوا قسم بخدا یہی مقام ہمارے اُترنے کا ہے اور یہی جگہ ہمارے خون کے گرنے کی ہے اور یہیں تک ہمارے ذبح کیے جائیں گے اور اسیجگہ اہلحرم ہمارے اسیر کیے جائینگے وَھٰھُنَا وَاللّٰہِ مَحَلُّ قُبُوْرِنَا وَھٰھُنَا وَاللّٰہِ مَحْشَرُنَا وَھٰھُنَا وَعَدَنِیْ جَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَلَا خُلْفَ لِقَوْلِہٖ اور قسم بخدا یہی مقام ہماری قبروں کا ہے اور یہیں سے ہم بروز قیامت محشور ہونگے اور اپنی قبروں سے اُٹھیں گے اور اسی مقام کا وعدہ کیا تھا مجھ سے میرے نانا رسولخدا نے اور ان حضرت کا فرمانا کبھی خلاف نہیں ہوتا ہے ثُمَّ نَزَلَ عَنْ فَرَسِہٖ فَضَرَبَ اَبْنِیَتَہٗ وَاَنْزَلَ نِسَآءَہٗ وَحَرِیْمَہٗ بعد اسکے حضرت گھوڑے سے اُترے پس خیمے بپا کئے گئے اور سب عورت اور اپنے اہلحرم کو اُتروایا حضرات اب تصور کیجے کہ جب عمر سعد لشکر لیکر کوفہ سے وارد کربلا ہوا تو اُس نے پہلے آل رسولؐ پر کیا ظلم و ستم کیا ہے

از آب ہم مضائقہ کردند کوفیاں ❊ خوش داشتند حُرمتِ مہمان کربلا ❊ بودند دام و دد ہمہ سیراب و می مکید ❊ خاتم ز قحطِ آب سلیمان کربلا ❊ زاں تشنگاں ہنوز بعیوق می رسد ❊ آواز العطش ز بیابان کربلا ❊ اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۱۳ فِی الْبِحَارِ عَنْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْطَالِبٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ خَطَبَنَا ذَاتَ یَوْمٍ فَقَالَ اَیُّھَا النَّاسُ اَنَّہٗ قَدْ اَقْبَلَ اِلَیْکُمْ شَھْرُ اللّٰہِ بِالْبَرَکَۃِ وَالرَّحْمَۃِ وَالْمَغْفِرَۃِ

بحار الانوار وغیرہ میں حضرت امیرالمومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے ایک روز جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے ہمارے لئے خطبہ پڑھا بعد حمد الٰہی کے فرمایا ایہا الناس تمہاری طرف رُخ کیا

ہے ماہ مبارک خدا نے ساتھ برکت و رحمت اور مغفرت کے اور اس ماہ میں تمہارے واسطے دروازے جنت کشادہ ہیں
پس خداوند رحمان و رحیم سے سوال کرو کہ ان کو تمہارے لئے بند نہ کرے اور دروازے دوزخ بند کئے گئے
ہیں پس خداوند غفار سے سوال کرو کہ ان کو تمہارے لئے نہ کھولے اور شیاطین اسیر کئے گئے ہیں پس حق
سبحانہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ ان کو تم پر مسلط نہ کرے قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقُمْتُ
وَقُلْتُ لَہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ فِیْ ھٰذَا الشَّھْرِ امیر المومنین علیہ السلام فرماتے
ہیں کہ یہ سنکر میں کھڑا ہوا اور آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس مہینے میں بہترین اعمال
کیا ہے قَالَ یَا اَبَا الْحَسَنِ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ فِیْ ھٰذَا الشَّھْرِ الْوَرَعُ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰہِ ثُمَّ بَکٰی
بُکَاءً شَدِیْدًا ان حضرت نے فرمایا اے ابو الحسن اس مہینے میں بہتر اعمال پرہیز کرنا ہے ان چیزوں سے جنکو
خدا نے حرام کیا ہے بعد اسکے وہ جناب بشدت روئے حضرت فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اسوقت
آپ کیوں روتے ہیں فرمایا اے علیؑ اسوقت مجھے یاد آگیا کہ بعد میرے اسی مہینے میں تم عبادت خدا میں مشغول نماز
ہو گے اور ایک شقی کہ وہ شقی ترین اولین و آخرین اور ثانی پے کنندۂ ناقۂ صالح ہوگا ایک ضربت شمشیر تمہارے
سر اطہر پر لگائے گا پس ریش نورانی تمہاری خون سر سے خضاب ہوگی حضرت فرماتے ہیں کہ یہ سنکر میں نے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ جب یہ مصیبت مجھ پر گذرے گی تو آیا دین میرا سالم رہیگا آنحضرت نے فرمایا ہاں دین تمہارا سلامت
رہے گا پھر فرمایا اے علیؑ جو شخص تم کو قتل کرے گا گویا اس نے مجھے قتل کیا اور جو تم سے دشمنی رکھے اس نے
مجھ سے دشمنی رکھی اور جو تم کو برا کہے اُس نے مجھ کو برا کہا اسلئے کہ تم نزدیک میرے مانند میرے نفس کے ہو روح
تمہاری میری روح و جان ہے اور طینت پاک تمہاری میری طینت پاک سے ہے خدا نے ہم دونو کو ایک نور
سے پیدا کیا ہے حضرات سنا آپ نے کہ جسوقت جناب رسولخدا کو حال ضربت ان حضرت کا یاد آیا تو بشدت
روئے اور فرمایا اے علیؑ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ ریش نورانی تمہاری حالتِ نماز میں خون سے خضاب ہو گئی ہے آیا
رسول اللہ کہاں تھے آپ اُسوقت جب ابن ملجم لعین نے بحالتِ نماز میں سر اقدس اُن حضرت پر
تلوار زہر آلود لگا کر شق کیا اور تمام ریش اقدس خون سر سے خضاب ہو گئی اور وہ لنگر آسمان
و زمین حجت خدا خاک و خون میں غلطاں تھے آہ اگر جناب رسولخدا اُس وقت ہوتے تو یہ حال
دیکھ دیکھ کر زار زار روتے اور سر اقدس کو رومال سے باندھ دیتے جس طرح جنگ خندق
میں باندھا تھا **شعر** اَعَدْ لُكَ یَا ھٰذَا الزَّمَانُ مُحَرَّمٌ اَمِ الْجَوْرُ مَفْرُوْضٌ عَلَیْكَ مُحَتَّمٌ
اے زمانۂ غدار آیا عدل و انصاف تجھ پر حرام ہو گیا ہے آیا ظلم کرنا بہ نسبت خاصان خدا کے تجھ پر واجب لازم
ہے **شعر** فَمَا لَكَ تَعْظِیْمُ الْاَرَاذِلِ دَائِمًا وَ تَغْزِیْ اَرْبَابَ الْفَضَائِلِ تَزْعُمُ حال تیرا ابتدا سے

یہ ہے کہ تجھے تعظیم منظور رہتی ہے ان لوگوں کی جو لائق تعظیم کے نہیں ہیں اور واجب جانتا ہے تو صاحبان فضل و شرف کو ملول اور ذلیل کرنا ہے اِذَا زَادَ نَفْصُ الْمَرْءِ زَادَ امْتِحَانُہٗ ٭ وَقَسْرٌ عَلٰی لِمَنْ لَا فَضْلَ فِیْہِ وَلَا رَحْمٌ ٭ حال تیرا یہ ہے کہ جس شخص میں تو فضل و کمال زیادہ پاتا ہے اُسکو مبتلا بہ بلا و آفات کرتا ہے اور رعایت کرتا ہے تو اُس شخص کی جو فضل و کمال اور ترحم سے خالی ہے ہے یُقَادُ عَلِیٌّ فِیْ حَمَائِلِ سَیْفِہٖ ٭ وَیَقْتُلُہُ اللّٰکَعُ اللَّعِیْنُ ابْنُ مُلْجَمٍ ٭ آہ اس سے زیادہ اور کیا ظلم و ستم ہوگا کہ حضرت علی بن ابیطالب امیر المومنین وصی و جانشین سید المرسلین بہترین خلق کو بدترین خلق رسن بستہ دولتسرا سے باہر لائے اور تمام حق ان کے غصب کئے حالانکہ وہ جناب مفارقت رسول خدا میں مصیبت زدہ تھے اس پر پہلے گلوئے انور میں رسن ڈالکر بظلم و ستم کھینچے گئے آخر آنحضرت کو بحالت روزہ و نماز مسجد کوفہ میں بدترین خلق ابن ملجم شقی نے تلوار زہر آلود سے شہید کیا چنانچہ مقتل ابو مخنف اور مناقب وغیرہ میں منقول ہے کہ جب ابن ملجم نے سر اقدس پر ان حضرت کے ضربت لگائی اور سر انور شق ہوا اسوقت صدا قَدْ قُتِلَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ کی آسمان سے بلند ہوئی پس سنتے ہی اس آواز کے حسنین علیہم السلام ان حضرت کی خدمت میں طرف مسجد کے روانہ ہوئے دیکھا کہ حضرت پر غش طاری ہے اور سر اقدس سے خون جاری ہے یہ دیکھکر وہ شاہزادے بہت روئے یہانتک کہ حضرت کو غش سے افاقہ ہوا پس آنحضرت نے اپنے فرزند سے فرمایا اے حسنؑ تم نماز جماعت ان لوگوں کو پڑھاؤ جب نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت نے فرمایا اب مجھے میرے مُصلّے پر لے چلو حسب الارشاد ان حضرت کو طرف دولتسرا کے لے گئے حضرات سنا آپنے کہ ان حضرت کو حسنینؑ اور سب شیعہ مسجد کوفہ سے خون آلودہ اٹھا کر طرف دولتسرا کے لے گئے تصور کیجئے کہ کس آہستگی اور نرمی کے ساتھ لے گئے ہوں گے تاکہ حضرت کو بسبب تکان کے تکلیف و اذیت نہ ہو آہ افسوس ہے حال پر مظلوم کربلا غریب نینوا مقتول ظلم و جفا مسلوب العمامۃ والردا امام حسین علیہ السلام کے کہ جب وقت آخر شمر لعین بارادۂ ذبح قریب آگیا تو حضرت نے اس سے فرمایا کہ مجھے کسی نشیب میں لے جاکر ذبح کرنا تاکہ نظر میری بہن زینب و ام کلثوم کی مجھ پر نہ پڑے اب غور کیجئے کہ شمر کی سنگدلی تو ظاہر ہے کس بیرحمی سے تکان دیکر اُس مظلوم کو طرف نشیب کے لیگیا ہوگا اور جسم مجروح کو کیسی اذیت و تکلیف اس جگہ تک دی ہوگی اور کیسی بے ادبی کا مرتکب ہوا جیسا کہ حجت خدا فرماتے ہیں وَالشِّمْرُ جَالِسٌ عَلٰی صَدْرِہٖ وَوَاضِعٌ سَیْفَہٗ عَلٰی نَحْرِہٖ ہائے ہائے جد مظلوم شمر لعین آپکے سینۂ اقدس پر بیٹھا تھا اور اپنی تلوار کو آپکے حلق پر رکھے ہوئے تھا قَابِضٌ عَلٰی شَیْبَتِہٖ بِیَدِہٖ ذَابِحٌ لَہٗ بِمُہَنَّدِہٖ آہ آپکے اقدس کی ریش مقدس و نورانی تھی اور تیغ آبدار سے آپکے گلوئے خشک کو ذبح کرتا تھا الغرض جب حضرت

امیر المومنین علیہ السلام کو حسنین علیہما السلام مسجد کوفہ سے لیکر قریب دولتسرا کے پہنچے تو اسوقت وہ جناب غش کیا
تھے یکایک صدائے گریہ و بکا سنی تو چشم انور کھولدیں اور بکمال ضعف و ناتوانی اپنے فرزند حسن مجتبیٰ علیہ السلام
کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا یَا قُرَّۃَ عَیْنِیْ قُلْ لِلنَّاسِ لِیَدَعُوْنِیْ فَاِنَّ بَنَاتِ الزَّھْرَاءِ یَنْشُرْنَ الشَّعْرَ
سنے نظر ہی اے نور نظر اب لوگوں سے کہدو کہ مجھے اس جگہ سے وداع و رخصت کریں کیونکہ دختران فاطمہ زہرا
حال میرا دیکھکر میرے ماتم و عزا میں بال سروں کے کھولیں گی یا امیر المومنین کہاں تھے آپ روز عاشورا صحرائے
کربلا میں جب دختران فاطمہ زہرا بعد شہادت حسین مظلوم کے فریاد کرتی تھیں اور زار زار روتی تھیں آہ نامحرم شریر
ہائے خون آلودہ لیکر خیموں میں چلے آئے اور اسباب لوٹ لیا اور مقنعہ و چادریں چھین لیں اور خیموں میں آگ لگا دی
اور مجمع عام میں بے پردہ ہوئیں جیسا کہ حجت خدا فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی النِّسْوَۃِ الْبَارِزَاتِ سلام
ہوا ان مخدرات عصمت پر جو کربلا میں بے پردہ ہوئیں اور خیموں سے نکالی گئیں افسوس اس پر بھی
اعدا نے اکتفا نہیں کی بلکہ بکمال عناد ان ستم رسیدوں کو اسیر کیا اور طوق و زنجیر میں جکڑ دیا چنانچہ
معصوم فرماتے ہیں وَسُبِیَ اَھْلُکَ کَالْعَبِیْدِ وَصُفِّدُوْا فِی الْحَدِیْدِ اے جد مظلوم اہلبیت
آپ کے مثل غلام و کنیزوں کے اسیر کئے گئے اور لوہے میں جکڑ دیئے گئے آہ جب گذر ان کا مقتل
شہدا پر ہوا تو لاشہائے پارہ پارہ اقربا کو دیکھکر ہر ایک ستم رسیدہ زار زار روئیں اور بین جگرخراش
کرنے لگیں اسوقت جناب زینب مدینہ کی طرف متوجہ ہو کر فریاد کرتی تھیں وَا مُحَمَّدَاہُ ھٰذَا
حُسَیْنٌ بِالْعَرَاءِ یَسْفِیْ عَلَیْہِ الصَّبَا قَتِیْلُ اَوْلَادِ الْبَغَایَا یَا حُزْنَاہُ یَا کَرْبَاہُ اَلْیَوْمَ مَاتَ
جَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم اے نانا رسولخدا یہ فرزند آپ کا حسین مظلوم صحرا میں پڑا ہے اور
خاک اسکے جسم اطہر پر اڑ اڑ کے پڑتی ہے اور اولاد حرام نے انکو قتل کیا ہے ہائے افسوس
گویا آج ہی میرے نانا رسولخدا نے دنیا سے رحلت کی ہے اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۱۳ فِیْ کِتَابِ الرَّوْضَۃِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ خَبَّرَنِیْ جَبْرَئِیْلُ
اَنَّہٗ قَالَ لِیْ مَثَلُ حُبِّ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ مَثَلُ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ فِی الْقُرْاٰنِ کتاب روضہ میں منقول
ہے فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ نے کہ خبر دی مجھکو جبرئیل نے کہا مجھ سے مثال علی ابن ابیطالب
علیہ السلام کی مثال سورہ قل ہو اللہ کی ہے قرآن میں فَمَنْ قَرَاَھَا مَرَّۃً وَاحِدَۃً کَانَ لَہٗ ثَوَابُ ثُلُثِ
الْقُرْاٰنِ وَمَنْ قَرَاَھَا مَرَّتَیْنِ کَانَ لَہٗ ثَوَابُ ثُلُثَیِ الْقُرْاٰنِ وَمَنْ قَرَاَھَا ثَلٰثًا کَانَ لَہٗ ثَوَابُ مَنْ قَرَاَ الْقُرْاٰنَ
کُلَّہٗ پس جو شخص سورہ توحید کو ایک مرتبہ پڑھے تو اسکو ثواب ثلث قرآن یعنی دس پارہ کا ہوگا اور جو دو مرتبہ اسکو پڑھے
تو اسکو ثواب دو ثلث قرآن کا ہوگا اور جو تین مرتبہ پڑھے تو اسکو ثواب ختم قرآن کا ہوگا وَکَذَا اَحَبُّ عَلِیٍّ

بن ابی طالب علیہ السّلام فمن احبّہ بلسانہٖ کان لہٗ ثواب ثلث امّتک ومن احبّہ بلسانہٖ وقلبہٖ
کان لہٗ ثواب ثلثی امّتک ومن احبّہ بلسانہٖ وقلبہٖ وعملہٖ کان لہٗ ثواب امّتک باسرھا
اور اسیطرح محبت علی بن ابیطالب علیہ السلام کی ہے پس جو مومن بزبان دوستدار رکھے آنحضرت کو تو واسطے
اسکے آپ کی ثلث امت کا ثواب ہوگا اور جو مومن دوست رکھے اُس جناب کو اپنی زبان و دل سے تو اسکے
لیے آپ کی دو ثلث امت کا ثواب ہوگا اور جو مومن دوست رکھے اپنی زبان و دل اور عمل سے تو اس کے
واسطے آپ کی تمام امت کا ثواب ہوگا ؎ یا علیؑ ذاتت ثبوتِ قل ھو اللہ احد ❊ نامِ تو نقش نگین
امرِ اللہ الصمد ❊ لم یلد از او درگیتی و لم یولد جو تو ❊ لم یکن بعد از نبی شلت لہٗ کفواً احد
سبحان اللہ جس برگزیدہ باری کا یہ مرتبہ ہو وہ بحالتِ روزہ و نماز مسجد کوفہ میں شہید کیا جائے اور ریش
نورانی خون سے خضاب ہو افسوس ابن ملجم لعین نے انیسویں ماہ رمضان کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام
کے سر اقدس پر ضربت شمشیر زہر آلودہ لگائی کہ سر انور شق ہوا آہ وہ تلوار ہزار دینار کو مول لیکر ہزار دینار
دیکے زہر میں بجھوائی تھی پس اس زہر نے اثر کیا یہاں تک کہ اعضائے اطہر میں ورم آگیا جسکے
صدمہ سے اکیسویں ماہ رمضان کو رحلت فرمائی چنانچہ ابو مخنف وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حبیب جراح
ان حضرت کی دولتسرا پر حاضر ہوا تو امام حسن علیہ السلام نے اسکو اندر طلب فرمایا تاکہ زخم کو دیکھے پس اس نے
بغور دیکھا اور متاسف ہوکر حضرت کو تسلی و دلاسا دیا یہ سنکر جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا اے
حبیب یہ زخم علاج پذیر نہیں ہے بلکہ میں دنیا میں تھوڑی دیر کا مہمان ہوں حبیب کہتا ہے یہ سنکر
میں رویا اور پس پردہ قریب حضرت کے جناب زینبؑ اور ام کلثومؑ کھڑی تھیں یہ سنکر وہ زار زار رونے
لگیں حضرت نے ام کلثومؑ سے فرمایا اے پارہ جگر کیوں روتی ہو اُس شاہزادی نے عرض کیا کہ اے پدر
نامدار کیونکر میں گریہ و زاری نہ کروں کہ درد یتیمی میں مبتلا ہوا چاہتی ہوں حبیب کہتا ہے میں ابھی
حاضر تھا کہ آنحضرت نے رحلت فرمائی اُسوقت حرم سرا میں شور گریہ و بکا بلند ہوا حضرات یہاں تو
وہ شاہزادیاں حرم سرا میں پس پردہ تھیں گو بشدت روتی تھیں مگر افسوس ہزار افسوس صحرائے
کربلا میں روز عاشورا بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کے کس حال سے تھیں کہ معصوم فرماتے ہیں کہ
سُبی اھلک کالعبید وصفدوا فی الحدید اے جد مظلوم اہلبیتؑ آپ کے مانند غلام و کنیزوں
کے اسیر کیے گئے اور لوہے میں جکڑ دیے گئے الغرض محمد بن حنفیہ رضہ کہتے ہیں کہ جب میرے پدر
بزرگوار امیر المومنین علیہ السلام نے رحلت فرمائی تو حسب وصیت آنحضرت کے حسینؑ نے غسل دیا اور کفن
پہنایا اور امام حسن علیہا السلام نے نماز جنازہ مع اصحاب اتقیاء کے پڑھی اور مقدم تابوت خود بخود بلند ہوا کہ

حامل اسکے جبرئیل و میکائیل تھے اور سوختہ تابوت کو حسنین نے اٹھایا جب جنازہ ان حضرت کا گھر سے لے چلے تو اسوقت کہرام بپا تھا اور سب عورات ستم رسیدہ پا برہنہ اپنے سروں کو پیٹتی ہوئیں پیچھے پیچھے جنازہ کے ساتھ ہوئی باہر نکل آئیں پس امام حسن علیہ السلام نے انہیں تسلی و دلاسا دیکر گھر کی طرف پھیر دیا اور جنازہ لیکر روانہ ہوئے آہ کہاں تھے امام حسن علیہ السلام روز عاشورا بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کے جو اسوقت متعلقین شہدائے الم کو تسلی و دلاسا دیکر طرف خیمہ گاہ کے پھیر دیتے تھے غرضکہ محمد حنفیہ کہتے ہیں کہ جب ہم مقام دفن پر پہنچے تو وہاں حضرت کو دفن کر کے محزون و مغموم واپس آئے حضرات سنا آپ نے جب جنازہ ان حضرت کا اٹھا تو ہمراہ اسکے سب اولاد امیر المومنین کی اور جماعت شیعہ و مومنین تھے اور امام حسن علیہ السلام نے عورات کو دلاسا دیکر گھر کی طرف پھیر دیا اور حسنین علیہما السلام نے کس اہتمام سے تجہیز و تکفین آنحضرت کی کر کے بعد نماز جنازہ کے نجف اشرف میں دفن کیا مگر افسوس غربت و بیکسی پر مظلوم کربلا غریب نینوی مقتول ظلم و جفا مسلوب العمامۃ والردا امام حسین علیہ السلام کے کہ بعد شہادت کے ان حضرت کو نہ غسل دیا گیا نہ کفن پہنایا گیا نہ جنازہ اٹھایا گیا آہ عوض غسل و کفن کے اعدا نے لباس تک لوٹ لیا کوئی عمامہ لے گیا کوئی کرتہ لے گیا کسی نے عبا اتار لی اور لاش اطہر ریگ گرم کربلا پر کئی روز تک پڑی رہی اور خاک صحرا اڑ کر لاش اطہر پر جمتی جاتی تھی اور کوئی متوجہ دفن کا نہ ہوا بلکہ دامن صحرا کفن اور غسل تن اطہر کا خون بدن سے ہوا ہائے افسوس اسپر بھی اعدا نے اکتفا نہ کی اور سر انور جدا کر کے نیزہ پر بلند کیا اور لاش اطہر کو پامال سم اسپان کیا اور اس مظلوم کے اہلبیت اور عورات ستم رسیدہ کا کوئی تسلی و دلاسا دینے والا نہ تھا بلکہ عوض تسلی و دلاسا کے اشقیائے کوفہ و شام نے اسباب لوٹ لیا اور مقنعہ اور چادریں چھین لیں اور خیموں میں آگ لگائی اور مجمع عام میں بے پردہ کیا افسوس کہ اسپر بھی اعدا نے اکتفا نہیں کی بلکہ اسیر و مقید کیا اور اونٹوں پر سوار کیا آہ آخر اسیطرح بازار کوفہ میں لئے پھرے چنانچہ بحار الانوار میں مسلم گچکار سے منقول ہے وہ کہتا ہے کہ جب میں قصر دار الامارہ کوفہ سے اتر کے محلہ کناس میں آیا تو وہاں کھڑا تھا اور تمام زن و مرد کوفہ کے منتظر پہنچنے سرہائے شہدا اور اسیروں کے تھے ناگاہ چالیس اونٹ پر محملہائے بے پردہ بستہ کہ انمیں عورات و اطفال سوار تھے سامنے سے نمودار ہوئے اور دیکھا میں نے کہ ایک شتر بے فرش و بے کجاوہ پر امام زین العابدین علیہ السلام سوار ہیں اور گلوئے انور میں ایک طوق آہنی ایسا بھاری اور تنگ پڑا ہے کہ رگہائے گردن سے خون جاری ہے اور وہ جناب اسوقت رو رہے ہیں اسی اثنا میں ایک شور عظیم بلند ہوا کہ ایک بہت سے سر نیزوں پر رکھے ہوئے نمودار ہوئے مقدم ان سب کے رَأْسُ الْحُسَیْنِ وَهُوَ رَأْسٌ زُهَرِیٌّ قَمَرِیٌّ أَشْبَهُ الْخَلْقِ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ آگے ان سروں کے سر انور امام حسین کا ہے

اور وہ سرِ اقدس مثل زہرہ اور چاند کے تاباں ہے کہ وہ مشابہ ہے صورت میں جناب رسولِ خدا سے اور ریش انور مخضب ہے اور چہرۂ پُر نور مانند ماہِ کامل کے درخشاں ہے وَالرِّيحُ تُلَعِّبُ بِهَا يَمِينًا وَشِمَالًا وَيَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ اور ہوا سے اُس ریش اقدس کو داہنے اور بائیں طرف حرکت ہوتی تھی اور وہ سرِ انور سورۂ کہف کی تلاوت کرتا تھا جب جناب زینبؑ نے سرِ انور اپنے بھائی کا نیزہ پر دیکھا تو بیتاب ہوگئیں فَنَطَحَتْ جَبِينَهَا بِمُقَدَّمِ الْمَحْمِلِ پس پیشانی اپنی چوب محمل پر اس زور سے ماری کہ وہ شق ہوگئی اور نقاب کے نیچے خون مانند سیل کے جاری ہوا اور زار زار رونے لگیں اور یہ بین جگر خراش کرتی تھیں یَا هِلَالًا لَمَّا اسْتَتَمَّ كَمَالًا غَالَهُ خَسْفُهُ فَأَبْدَى غُرُوبًا اے چاند فلک امامت کے جو ابھی ماہ کامل نہ ہوا تھا کہ دفعتاً اسے گہن لگ گیا اور ہماری نظر سے غروب ہوا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ

مجلس ۱۵

فِي جَامِعِ الْأَخْبَارِ اَنَّهُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اَكْرِمُوا اَوْلَادِي حَسِّنُوا اٰدَابِي جامع الاخبار وغیرہ میں منقول ہے فرمایا جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے اکرام و تعظیم کرو میری اولاد کی اور حسن عمل کرو میرے آداب اور مکارم اخلاق پر وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ مَنْ اَكْرَمَ اَوْلَادِي فَقَدْ اَكْرَمَنِي وَمَنْ اَهَانَ اَوْلَادِي فَقَدْ اَهَانَنِي فرمایا جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ جو شخص اکرام و تعظیم کرے میری اولاد کی پس تحقیق کہ اس نے تعظیم کی میری اور جو شخص اہانت کرے میری اولاد کی تحقیق کہ اس نے اہانت کی میری سبحان اللہ یہ مرتبہ ہے ذریت و عترت رسولِ خدا کا مگر وائے ہو بنی اُمیہ اور بنی عباسیہ پر کہ وہ اشقیا ہمیشہ درپے قتل و اذیت عترت اور آل رسولؐ کے رہے فِي عُيُونِ اَخْبَارِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّ اَبَا جَعْفَرِ نِ الْمَنْصُورَ بَنَى جَامِعَ الْبَغْدَادِ وَجَعَلَ اَسَاسَهُ عَلَى السَّادَاتِ مِنْ اٰلِ الرَّسُولِ چنانچہ عیون اخبار رضا علیہ السلام میں منقول ہے کہ منصور دوانقی لعین نے ایک مسجد جامع بغداد میں بنوائی اور بنیاد اس کی سادات ذریت و اولاد رسولِ خدا سے بھروائی اور یہ بھی منقول ہے کہ علاوہ اس مسجد کے بغداد میں بہت سے مکان بنوائے اور تلاش کر کے سادات سے جو ہاتھ آیا اس کو ستون میں مکانوں کے زندہ چنوا دیا چنانچہ ایک روز ایک صاحبزادہ ماہ لقا کو پایا کہ وہ ذریت و عترت حضرت امام حسن علیہ السلام سے تھا پس حاکم نے اس صاحبزادے کو معمار کے حوالے کیا اور حکم دیا کہ اسکو جوف میں ستون کے زندہ رکھدے اور اس پر مکان بنا تا جاوے اور اس نے اپنے ایک معتمد علیہ کو بھی معین کیا تا کہ وہ اپنے سامنے معمار سے زندہ اس نوجوان کو ستون مکان میں رکھوا دے موافق حکم کے اس معمار نے سامنے نگہبان کے اس نوجوان کو ستون میں رکھدیا لیکن اس صاحبزادے کی نوجوانی اور حسن و جمال پر اس معمار کو رحم آگیا اور ایک سوراخ واسطے

ہوا کے اُس ستون میں رکھا اور آہستہ اس سے کہا کہ تم کچھ خوف نہ کرنا جب رات ہوگی تو میں اگر تم کو نکال
لونگا جب رات ہوئی تو اُس مظلوم کو نکالا اور کہا کہ میں نے آپ کو اس تاریکی شب میں اگر اسلئے نکالا
ہے کہ اگر میں یہاں آپ کو رہنے دیتا تو بروز قیامت سامنے خدا کے جد امجد آپ کے رسول خدا مجھ سے
مخاصمت کرتے اس خوف سے میں نے آپ کو نکالا ہے اب آپ کو لازم ہے کہ آپ بھی میرے بارے میں
خوف خدا کریں کیونکہ اگر کہیں نشان آپ کا کسی کو معلوم ہوا تو میں اور میری اولاد قتل ہو جائے گی
پس آپ اپنے تئیں اس تاریکی شب میں غائب کردیں اور جہاں جی چاہے نکل جائیں یہ کہہ کے اپنے
اوزار سے جہاں تک ممکن ہوا گیسوئے مشکیں اُس نوجوان کے قطع کئے کہ وہ علامت سادات
علویہ کی تھی بعد اُس کے اُس معمار نے کہا کہ آپ اپنی والدہ کے پاس بھی نہ جائیں ایسا نہ ہو کہ
افشائے راز ہو جائے یہ سُنکر اُس صاحبزادے نے کہا کہ اگر یہ امر ہے تو اتنا کام اور کر کہ فلاں
مقام پر میری والدہ رہتی ہیں ان کو ضرور میرے اس حال سے خبر کر دینا کہ اسطرح سے آپکے
فرزند نے نجات پائی ہے اور کسی طرف کو چلا گیا تاکہ انکی بیتابی و بیقراری اور گریہ وزاری میرے
غم میں کم ہو اور کسی قدر تسکین ہو یہ کہکر وہ صاحبزادہ کسی طرف چلا گیا نہیں معلوم کہ کس صحرا اور
بیابان اور کوہستان یا کس شہر و قریہ کے جانب نکل گیا لیکن وہ معمار کہتا ہے کہ مجھے اپنے مکان کا
نشان بتا گئے تھے اور موئے سر اپنے بطور نشانی کے دے گئے تھے تاکہ میں ان کی مادر گرامی کی خدمت
میں پہنچا دوں پس میں اُسی نشان پر اُس محلہ میں گیا تو ایک مکان سے ایک مخدرہ کے رونے کی
آواز دردناک میرے کان میں آئی یہ سُنکر مجھے یقین ہوا کہ یہ اُسی جوان رعنا کی مادر ستم رسیدہ
رو رہی ہیں میں قریب دروازہ کے گیا اور ان کو آہستہ بُلا کر سب ماجرا بیان کیا اور گیسوئے
صاحبزادے کے ان کے حوالے کئے اور بسبب خوف جان کے فوراً وہاں سے واپس چلا گیا حضرات
اب تصور کیجئے کہ اس صاحبزادے کی مادر ستم رسیدہ کا یہ پیام سُنکر اور موئے سر دیکھ کر کیا حال
ہوا ہوگا مگر اتنا تو سُنا کہ فرزند اُن کا ہلاک نہیں ہوا بلکہ زندہ کسی طرف کو چلا گیا لیکن افسوس
حال پر مادر ستم رسیدہ شاہزادہ قاسم و عبداللہ کے کہ اس مظلومہ نے یتیمان امام حسن علیہ السلام
کو روز عاشورا خاک و خون میں غلطاں ریگ گرم صحرائے کربلا پر تڑپتے دیکھا اور سر انور انکے نوک
نیزہ پر دیکھے اور افسوس ہے حال پر مادر شاہزادہ علی اکبر اور علی اصغر شیرخوار اور مادر عون و محمد کے کہ
ان ستم رسیدوں نے اپنے فرزندوں کو شہید ہو کر خاک و خون آلودہ ریگ گرم پر زخموں سے چور چور حرارت و
تیزی آفتاب میں پڑا دیکھا آہ ان کے گیسوئے مشکیں خاک و خون آلودہ اور سرہائے نازنین کو بدن

جدا ہو گئے جیسا کہ حجتِ خدا فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی الرُّؤُسِ الْمُتَفَرِّقَۃِ عَنِ الْاَبْدَانِ سلام ہو
ان سرہائے مقدسہ پر جو اپنے بدنوں سے جدا ہے اَلسَّلَامُ عَلَی الْمَدْفُوْنِیْنَ بِلَا اَکْفَانٍ
سلام ہو ان غریب الوطنوں پر جو بے کفن کے دفن ہوئے چنانچہ شاعر کہتا ہے ؎ حُسَیْنٌ عَلٰی
وَجْہِ التُّرَابِ مُعَفَّرٌ ؛ وَاَوْلَادُہٗ صَرْعٰی اَخُوْہُ مُقَتَّلُ ؛ آہ امام حسین علیہ السلام زمین گرم
کربلا پر خاک آلودہ تھے اور سب اقربا اور اولاد اور بھائی ان حضرت کے مقتول پڑے تھے اور
خاک صحرا اُن پر اڑ کے جمتی جاتی تھی ؎ فَمَا فَوْقَھُمْ ظِلٌّ سِوَی الشَّمْسِ بِالْفَلَا ؛ وَمَا تَحْتَھُمْ
اِلَّا الْکَدِیْدُ الْمُرَمَّلُ ؛ ہائے کیا بیکسی ہے کہ ان شہدائے راہ خدا پر اُس بیابان میں کوئی سایہ
سوائے دھوپ کے نہ تھا اور ان شہدا کا سوائے زمین سخت کے جو تنگا فتہ سُم اسپاں سے تھی کوئی
فرش بھی نہ تھا افسوس وہ جسدہائے انور سنگریزہائے گرم پر پڑے تھے ؎ وَاٰلُ زِیَادٍ فِی الْخِیَامِ
وَفِی الْخِبَا ؛ لِاٰلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ تُرْبٌ وَقَسْطَلُ ؛ آہ کیا انقلاب ہے کہ اولاد زیاد تو خیموں اور سایہ میں
آسائش سے ہوں اور اولاد رسول خدا کے واسطے خاک صحرا اور غبار ہو ؎ اَفَاطِمُ قَدْ شَدُّوْا
بَنَاتِکِ عُنْوَۃً ؛ وَمَا لِلسَّبَایَا الْحَاسِرَاتِ مُعَوَّلُ ؛ اے فاطمہ زہرا بتحقیق کہ اعدائے آپ کی
بیٹیوں کو بظلم وستم اسیر و مقید کیا اور ان اسیران سر برہنہ کا اُس تلاطم عظیم میں کوئی حامی
و مددگار نہ تھا افسوس اعدائے مقنعہ و چادریں تک چھین لی تھیں اور مجمع عام میں بے پردہ
کیا اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ؛ **مجلس ۱۵** فِیْ جَامِعِ الْاَخْبَارِ وَغَیْرِہٖ اَنَّہٗ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ حَقَّتْ شَفَاعَتِیْ لِمَنْ اَعَانَ ذُرِّیَّتِیْ بِنَفْسِہٖ وَیَدِہٖ وَلِسَانِہٖ
وَمَالِہٖ جامع الاخبار وغیرہ میں منقول ہے کہ فرمایا جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے متحقق و
ثابت ہے شفاعت ہماری واسطے اُس شخص کے جو اعانت کرے میری ذریت و عترت کی اپنی جان
اور ہاتھ اور زبان اور اموال سے وَقَالَ اَرْبَعَۃٌ اَنَا لَھُمْ شَفِیْعٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَوْ
جَاؤُا بِذُنُوْبِ اَھْلِ الدُّنْیَا اور فرمایا ان حضرت نے وہ چار قسم کے لوگ ہیں کہ میں ان کی
شفاعت بروز قیامت کروں گا اگرچہ وہ معصیت تمام اہل دنیا کی لے کر آئیں اَلْمُکْرِمُ لِذُرِّیَّتِیْ
وَالْقَاضِیْ لَھُمْ حَوَائِجَھُمْ وَالسَّاعِیْ لَھُمْ عِنْدَ اضْطِرَارِھِمْ وَالْمُحِبُّ لَھُمْ ایک اکرام و تعظیم کرنے والا میری
میری ذریت و عترت کا دوسرے جو اُن سے محبت و دوستی رکھے تیسرے انکے حوائج کا بر لانے والا چوتھے ان کے لئے
سعی و کوشش کرنیوالا انکے وقت اضطرار کے سبحان اللہ یہ مرتبہ ہے ذریت و عترت رسول خدا کا مگر وائے ہو بنی امیہ اور
بنی عباسیہ پر کہ ان اشقیا نے کیسے کیسے ظلم وستم کئے سادات بنی ہاشم اور آل رسول پر افسوس بعض کو زندہ دیا اور بعض کو

قتل کیا حضرات بغداد میں ذریت و عترت رسول خدا پر انواع و اقسام کے ظلم و ستم ہوئے مگر یہ دو ظلم نہایت عظیم ہیں جو حضرت امام موسیٰ کاظم اور امام محمد تقی علیہما السلام پر گذرے چنانچہ بحار الانوار اور محرق القلوب وغیرہ میں منقول ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو بحکم ہارون رشید کے سات برس تک زنجیروں میں مقید کیا اور وہ جناب عبادت خدا اور سجدۂ شکر خالق میں رہتے تھے اور ضعف و ناتوانی سے یہ حال تھا کہ دور سے مثل چادر سفید افتادہ کے معلوم ہوتے تھے آہ آخر زہر دیکر شہید کیا اور بعد رحلت کے آہنگر کو بلا کر وہ زنجیریں کاٹ کر نکالی گئیں اور لاش اطہر چار مزدوروں کو حوالہ کی گئی اور ان سے سلیمان بن ابو جعفر نے وہ لاش لیکر دفن کی اور امام محمد تقی علیہ السلام کو بحکم معتصم لعین کے زہر دیکر شہید کیا اور لاش کو چھت سے گرا دیا اور کئی روز تک زمین پر پڑی رہی پس جب اس لاش اطہر سے بکثرت معجزات ظاہر ہوئے تو اسوقت حکم دفن کا دیا اور بروایتے شیعوں نے اٹھا کر باحترام تجہیز و تکفین اور دفن کیا مگر افسوس غربت و بیکسی پر مظلوم کربلا مقتول ظلم و جفا مسلوب العمامہ والردا امام حسین علیہ السلام کے کہ لاش بے سر آنحضرت کی کئی روز تک خاک و خون آلودہ زخموں سے چور چور ریگ گرم پر پڑی رہی اور کوئی متوجہ طرف تجہیز و تکفین اور دفن کے نہوا بلکہ عوض دفن کے لاش انور کو پامال سم اسپاں کیا اور لباس تک لوٹ لیا کوئی عمامہ لیگیا کوئی کرتہ لیگیا کسی نے عبا اتار لی آہ ایک لعین نے ایک انگشتری کے لئے انگشت اطہر کو قطع کیا جس پر بسبب زخموں کے ورم آگیا تھا اور جمال ملعون نے ایک کمر بند کے واسطے دونوں ہاتھ جدا کئے آہ افسوس سر اقدس کو نیزہ پر بلند کیا اور شہر بشہر پھرایا یہاں تک کہ سامنے یزید لعین کے بطور ہدیہ کے پیش کیا چنانچہ مقتل ابو مخنف وغیرہ میں منقول ہے کہ شمر لعین نے اجازت حضوری دربار چاہی پس وہ لعین سر اقدس امام حسین علیہ السلام کا لیکر سامنے یزید کے آیا یزید نے کہا کیا خبر لایا ہے اسوقت شمر نے سر انور بطور ہدیہ پیش کیا اور یہ شعر پڑھنے لگا اور طالب انعام ہوا۔ اِمْلَأْ رِکَابِیْ فِضَّۃً وَّ ذَھَبًا ٭ اِنِّیْ قَتَلْتُ السَّیِّدَ الْمُھَذَّبَا ٭ قَتَلْتُ خَیْرَ الْخَلْقِ اُمًّا وَّ اَبًا ٭ وَاَکْرَمَ الْخَلْقِ جَمِیْعًا حَسَبًا ٭ یعنی اے یزید بھر دے میرا اسپ و شتر کو نقرہ و طلا سے تحقیق کہ اُس شقی نے قتل کیا ہے سردار برگزیدہ کو اور ذبح کیا ہے بہترین خلق کو از روئے ماں باپ کے اور بزرگترین مخلوقات کو از روئے حسب و نسب کے ۔ع۔ طَعَنْتُہٗ بِالرُّمْحِ حَتّٰی انْقَلَبَا ٭ ضَرَبْتُہٗ بِالسَّیْفِ کَانَتْ عَجَبًا ٭ یعنی اے امیر ایسا نیزہ مارا میں نے حسین کو کہ گھوڑے سے اُلٹ دیا اور ایسی تلوار لگائی کہ سب کو تعجب ہوا پس یہ شرافت و بزرگی حسب نسب کی سُنکر یزید غضبناک ہوا اور کہا اے شمر دور ہو خدا تیری رکاب کو نار جہنم سے بھر دے بعد اسکے سر اقدس کو زیر تخت رکھا اور یزید شراب پیتا تھا جو بچتی تھی وہ نیچے تخت کے پھینکتا جاتا تھا اسلئے کہ وہ شقی جانتا تھا کہ یہ امر حضرت کو نہایت ناگوار تھا آہ اسوقت سر و میں دندان انور سے

بے ادبی کرتا تھا جس کے دیکھنے سے زید بن ارقم صحابی رسولؐ بیتاب ہوئے اور باواز کہا اے یزید نکال اس چھڑی کو ان لب و دندان انور پر سے قسم بخدا میں نے مکرر دیکھا ہے کہ جناب رسولخدا اس مقام کے بوسے لیا کرتے تھے جہاں تو چھڑی لگاتا ہے یہ سنکر یزید نے اُسکو برا کہا اور دربار سے نکلوا دیا بعد اسکے حکم دیا کہ اس سر کو واسطے عبرتِ خلق کے دروازہ قصر پر لٹکا دو یہ سنکر تمام زن و مرد اور حاضرین دربار بشدت رونے لگے یہاں تک کہ عوراتِ بنی اُمیّہ اندر محل کے زار زار رونے لگیں اور آل ابوسفیان نے صدائے گریہ و بکا بلند کی اسی اثنا میں ہند زوجہ یزید کہ دوستدار اہلبیتِ رسالت تھی سر و پا برہنہ مجمع عام میں یزید کے پاس چلی آئی یزید گھبرا کر کھڑا ہوا اور ردا اپنی اسکے سر پر ڈالی ہند نے کہا اے بجیا یہ کیا غضب کیا تو نے کہ سر انور فرزند رسولؐ کا کاٹ کر دروازہ پر نصب کیا اور دختران رسولخدا و فاطمہ زہراؑ کو اسیر کر کے دربار عام میں طلب کیا کہ یہ سب ستم رسیدہ سر برہنہ تیرے سامنے کھڑی ہیں اور تجھے شرم نہیں آتی ہے کہ میری پردہ داری کا تجھے لحاظ ہوا اور دختران رسولخدا کا کچھ پاس و لحاظ نہ کیا آہ مومنین کیسی بیحرمتی کی گئی اہلبیت رسالت کی کہ حجت خدا فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ هُتِكَتْ حُرْمَتُهٗ سلام ہو اس صاحب عزت و غیرت پر جس کی ہتک حرمت کی گئی اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۱۶

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَمَسٰکِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ وعدہ کیا ہے خدا نے مومنین اور مومنات کو جنتوں کا کہ جاری ہیں اُن کے نیچے نہریں اُن میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور گھر پاکیزہ ہیں جنت ہائے عدن میں اور بحار الانوار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا اُن حضرت نے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ و آلہ نے وصف مومنین میں فرمایا ہے کہ سزاوار ہے یہ کہ مومنین متصف ہوں ساتھ بیس صفت کے پس اگر مومن میں یہ صفات و خصائل نہ پائے جائیں تو ایمان اسکا کامل نہوگا اول یہ کہ مواظب ہو اوقات نماز کا اور جماعت میں حاضر ہو دوسرے خمس و زکوٰۃ اور حقوق واجب کو ادا کرے تیسرے مساکین و فقرا و مومنین پر رحم کرے اپنے مال سے انکو انفاق کرے چوتھے بیوہ اور ایتام پر رحم کرے انکو اپنے مال سے انفاق کرے پانچویں لباس جدید ہو یا کہنہ طاہر و پاکیزہ ہو خباثت ظاہر و باطن سے یعنے نجس اور غصبی اور مشتبہ بغصبی نہو چھٹے لباس کوتاہ ہو اور شائبہ غرور حرمت و شہرت اور ذلت سے خالی ہو ساتویں کمر اپنی مستحکم باندھے قائم کرنے عبادت اور ترک محرمات پر آٹھویں وقت ذکر کرنے احادیث و اخبار اور آثار کے جھوٹ نہ کہے یا جس وقت بیان احادیث و اخبار کا ان کیلئے ہو تو تکذیب کرے نویں وعدہ وفا کرے خلاف اُسکے نکرے دسویں امانات میں مالیہ ہوں یا کلامیہ خیانت نہ کرے گیارھویں

وقت کلام کے لاشگونی کرے بارھویں شبہائے تاریک و خلوت میں عبادتِ خدا میں مشغول رہے و عجز و نیاز اور شدتِ خوف اور کثرتِ شوق دل میں رکھے اور نوافل و نمازِ شب پڑھے تیرھویں ذکوۃ بحالتِ غیر یعنی نہایت وقار و شجاعت میں رہے بوقت جہاد یا اور اوقات میں چودھویں دن کو صوم میں بسر کرے پندرھویں دن یا رات کو عیادتِ بیمار کرے سولھویں ضرر و اذیت ہمسایہ کو نہ پہنچائے سترھویں اسکے رفقا و مصاحب اس کی صحبت سے متاذی نہوں اٹھارھویں وقت راہ چلنے کے نہایت سکینہ اور وقار سے حرکت کرے انیسویں اکثر راہ چلنا اس کا واسطے تصدق دینے بیوہ اور ایتام اور ان کی اعانت کے بیسویں وقت انتقال مومن کے تشییع جنازہ کرے حضرات ہر شخص بجائے خود غور کر سکتا ہے کہ آیا یہ اوصاف مجھ میں ہیں یا نہ پس اصلاح نفس ضرور ہے اور خیال کرنا چاہیے کہ درمیان خدا اور اپنے نفس کے کیا حالت ہے اور فرمایا جناب صادقؑ نے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ ایمان کیلئے چار رکن ہیں کہ بعد تحقق ان چار رکن کے ایمان کامل متحقق ہوتا ہے اوّل توکل کرنا خدا پر اور ہر حال میں اسی پر اعتماد رکھنا دوسرے اپنے سب امور کو مفوض بخدا کرنا تیسرے قضا و قدر الٰہی پر ہر حال میں راضی رہنا چوتھے امر و نہی الٰہی اور انبیا اور اوصیا کا مطیع رہنا یعنی ان کے افعال و اقوال کو حجت جانکر ان کی پیروی کرنا حضرات سنا آپ نے کہ اطاعت و پیروی انبیا و اوصیا حجت ہائے خدا کی رکن ایمان ہے جیسا کہ روز عاشورا سوکر کربلا میں حرؓ دلاور نے اطاعت و پیروی اختیار کی امام حسین علیہ السلام حجت خدا کی جب وہ جناب اشقیائے کوفہ و شام کو وعظ و نصیحت فرماتے تھے اور عذاب آخرت سے ڈراتے تھے یہ سنکر وہ دیندار کانپنے لگا اور لشکر سے علیحدہ ہوکر ان حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر اجازت میدان کارزار حاصل کرکے لشکر اعدا سے جہاد کیا اور نصرتِ فرزند رسولؐ میں شہید ہوا اور سعادت ابدی حاصل کی فی الامالی فَاَتَاهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَدَمُهُ يَشْخُبُ فَقَالَ بَخٍ بَخٍ يَا حُرُّ اَنْتَ الْحُرُّ كَمَا سُمِّيْتَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ثُمَّ اَنْشَاَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ چنانچہ امالی وغیرہ میں منقول ہے کہ امام حسین علیہ السلام قریب حرؓ کے تشریف لے گئے اس وقت جسم حرؓ سے خون جاری تھا پس فرمایا اے حرؓ مبارک ہو مبارک ہو تجھے کہ تو آزاد ہے دنیا و آخرت میں جیسا کہ تیرا نام حرؓ رکھا گیا بعد اسکے حضرت نے ماتم حرؓ میں یہ اشعار انشا فرمائے ع لَنِعْمَ الْحُرُّ حُرُّ بَنِيْ رِيَاحٍ ۞ صَبُوْرٌ عِنْدَ مُخْتَلَفِ الرِّمَاحِ ۞ آہ کیا بندہ آزاد خدا تھا حر بن یزید ریاحی اور میدان قتال و جدال میں صابر و شاکر تھا جب اسپر نیزوں اور تیروں کے وار چلتے تھے وَنِعْمَ الْحُرُّ اِذْ نَادٰى حُسَيْنًا ۞ فَجَادَ بِنَفْسِهٖ عِنْدَ الصِّيَاحِ ۞ اور خوشا نصیب حرؓ کے کہ جب حسینؑ مظلوم کو آواز دی اور پکارتے ہی اپنے امام کے جاں بحق تسلیم ہوکر راہی جنت ہو وَنِعْمَ الْحُرُّ

فِی رَہَجِ الْمَنَایَا ٭ اِذَا الْاَبْطَالُ تَخْفِقُ بِالصِّفَاحِ ٭ اور کیا خوب بندہ خدا تھا حمزہ اور کیا صبر و تحمل کیا
گرد و غبار میں موت کے جبکہ اعدا تلواریں لئے ہوئے اُسپر ٹوٹے پڑتے تھے فَیَا رَبِّ اَحْفَظَہٗ فِی الْجِنَانِ ٭
وَزَوِّجْہُ مَعَ الْحُوْرِ الْمِلَاحِ ٭ پس اے پروردگار میرے میں تو خود تشنہ لب اور اس حال میں مبتلا ہوں
اس وجہ سے حمزہ کی جانداری نہ کر سکا اب تو اس کے عوض میں حمزہ کی جانداری جنت میں کر اور تزویج
اسکی حوران بہشتی سے فرما لَقَدْ فَازَ الَّذِیْ نَصَرُوْا حُسَیْنًا ٭ وَنَالُوْا بِالْھُدٰی اٰیَۃَ وَالْفَلَاحِ ٭ یہ
تحقیق کہ فائز ہوئے وہ مومنین جنہوں نے نصرت و مدد کی حسینؑ مظلوم کی اور خوابگاہ شہادت میں
ہدایت یافتہ اور رستگار سور ہے ہیں اب مومنین تصور کیجئے کہ آنحضرت نے تو اسوقت ماتم حمزہ میں
نوحہ پڑھا ہائے افسوس جب وہ جناب بعد ظہر یا وقت عصر روز عاشورا شہید ہوئے تو اُسوقت مردان
اہلبیتؑ سے کوئی ان کا نوحہ کرنے والا نہ تھا کیونکہ سب عزیز و اقربا اور اولاد تو سامنے اُن حضرت کے
شہید ہو چکے تھے اور خاک و خون میں آلودہ ریگ گرم پر پڑے تھے اور خاک صحرا اُڑ کر ان کی لاشہائے
نورانی پر جمتی جاتی تھی اور فرزند بیمار ان کے سیدِ سجادؑ غش میں پڑے تھے اور اہلحرم و بچے اُن حضرت کے مصیبتِ
عظمیٰ میں مبتلا تھے اور فریاد کرتے تھے آہ عوض فریادرسی کے اعدا نے اسباب لوٹ لیا اور مقنعہ اور
چادریں تک چھین لیں اور خیموں میں آگ لگا دی اور مجمع عام میں بے پردہ کیا چنانچہ حجت خدا فرماتے
ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی النِّسْوَۃِ الْبَارِزَاتِ سلام ہو اُن مخدرات عصمت پر جو کربلا میں بے پردہ کیگئیں
اور خیموں سے نظلم و ستم نکالی گئیں یُسَاقُوْنَ کَالْاِمَآءِ الْمُسْتَبَاتِ فِی الْبَرَارِیْ وَالْفَلَوَاتِ آہ اُن
ستم رسیدوں کو مانند کنیزوں کے اسیر کر کے اعدا جنگل اور زمین ناہموار و صحرا میں لئے پھرے تَلْفَحُ وُجُوْھَھُمْ
حَرُّ الْھَاجِرَاتِ آہ ان کے منہ دوپہر کی دھوپ تیزی آفتاب سے جلتے تھے اَیْدِیْھِمْ مَغْلُوْلَۃٌ
اِلَی الْاَعْنَاقِ یُطَافُ بِھِمْ فِی الْاَسْوَاقِ ہائے افسوس ہاتھ اُن بیکسوں کے گردنوں سے باندھے
تھے اور اسیطرح بازاروں میں پھراتے تھے یہاں تک کہ دربار عام میں سامنے یزید لعین کے
رسن بستہ لے گئے چنانچہ بیمار کربلا فرماتے ہیں کہ اُسوقت ہم بارہ نفر اہلبیتِ رسالت سے ایک
ریسمان ستم میں بندھے ہوئے تھے حضرات مردان اہلبیتؑ سوائے بیمار کربلا کے تو سب قتل ہوئے
تھے اور زنان اہلبیت اسیر و مقید ہوئیں پھر کون لاش اطہر پر اُس جناب کی نوحہ و بکا کرتا اور کون متوجہ
دفن و کفن کا ہوتا ہائے کیا بیکسی تھی کہ وارث ان لاشوں کے امام زین العابدین علیہ السلام طوق و زنجیر
میں جکڑے ہوئے طرف کوفہ و شام کے روانہ کئے گئے اور اتنی مہلت اعدا نے نہ دی کہ موافق دستور
عالم کے سامان دفن کرتے اور صف ماتم بچھاتے آخر بعد کئی روز کے کچھ بنی اسد نے دفن کیا چنانچہ معلوم

فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ تَوَلّٰی دَفْنَ اَهْلِ الْقُرٰی سلام ہو اس مظلوم پر جسے اہل قریہ و دیہات نے دفن کیا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۱۱ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا ؕ

اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں شیخ طوسی علیہ الرحمہ وغیرہ نے لکھا ہے کہ آیۂ شریفہ یہ شان ثوبان غلام جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ میں نازل ہوئی کیونکہ وہ اُن حضرت کو نہایت دوست رکھتا تھا اور ایک لحظہ مفارقت و جدائی گوارا نہ تھی اگر اتفاقاً حضرت سے مفارقت ہوتی تھی تو اسکو صدمۂ عظیم ہوتا تھا چنانچہ ایک روز خدمت میں اُن حضرت کے مشرف ہوا کہ نہایت حالت ضعف و ناتوانی میں تھا اور رنگ چہرہ کا متغیر و زرد ہوگیا تھا یہ حال دیکھکر ان حضرت نے اس بندہ با اخلاص سے فرمایا کہ حالت تیری کیوں پریشان ہے اس نے عرض کیا یا رسول اللہ فدا ہوئیں آپ پر کوئی درد و بیماری میرے بدن میں نہیں ہے مگر جس وقت شرف حضوری سے محروم ہوتا ہوں تو شوق شرفیابی میں ایسا بے طاقت ہوتا ہوں کہ اپنے تئیں سنبھال نہیں سکتا اور جب آپ کے نور جمال عدیم المثال کو دیکھتا ہوں تو نہایت مسرور ہوتا ہوں لیکن عالم آخرت کا حال یاد کرکے خوفناک ہوں کہ وہاں شرف حضوری سے محروم رہوں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مقامات آپ کے سب اہل جنت سے ارفع ہیں پس اگر میں برکت و طفیل آپ کی ولایت و محبت کے اہل جنت سے ہونگا تو درجہ میرا آپ سے پست تر ہوگا تو پھر کیونکر آپ کے مقامات تک گذر ہو سکتا ہے اور اگر اہل جنت سے نہوں گا تو آپکے چہرۂ انور کی زیارت سے محروم رہوں گا اُسوقت یہ آیۂ کریمہ بشارت انگیز نازل ہوئی اور رنج و ملال ثوبان کا دور ہوا بعد اسکے جناب رسولخدا طرف اصحاب کے متوجہ ہوئے اور فرمایا قسم بخدا میں مومن کو بہت دوست رکھتا ہوں اس حد سے کہ اس کو میری محبت ہو اسیطرح محبت والدین اور اہل و عیال اور اولاد سے بلکہ تمام لوگوں سے زیادہ تر عزیز ہے اور حاصل آیۂ مذکورہ کا یہ ہے کہ حق سبحانہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے جو شخص اطاعت کرے خدا و رسول کی پس ایسے اشخاص جنت میں اُس گروہ عالی کے ساتھ ہوں گے جو فضل و کرم الٰہی سے متنعم ہیں یعنی جماعۂ خدا انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین سے اور یہ گروہ بہتر اچھے رفیق و ہمنشین ہیں اور مراد شہدا و صالحین سے ائمہ معصومین علیہم السلام ہیں اور تفسیر علی بن ابراہیم میں یوں منقول ہے کہ مراد نبیین سے رسولخدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ ہیں اور صدیقین سے حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام ہیں اور شہدا سے سَیِّدَیْ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ جناب حسنین علیہما السلام ہیں

اور صالحین سے باقی آئمہ معصومین اولادِ امام حسین علیہ السلام ہیں اور حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا سے مراد
قائم آل محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ ہیں سبحان اللہ یہ مرتبہ ہے اطاعت خدا و رسول اور پیروی حجت خدا کا پس
کیا مرتبہ ہوگا شہدائے کربلا کا کہ انہوں نے جان اپنی نصرت دین خدا و رسولؐ اور اپنے سید و آقا
حجت خدا کی مدد میں دی جب روز عاشورا صحرائے کربلا میں ہنگامہ کارزار گرم ہوا تو اصحاب و انصار
اور غلام باوفا امام حسین علیہ السلام کے ایک دوسرے پر جان دینے میں سبقت کرتے تھے اور ادائے
حقوق امامؑ میں سرگرم تھے رَوَی السَّیِّدُ رَحِمَہُ اللّٰہُ ثُمَّ بَرَزَ جَوْنُ مَوْلٰی اَبِیْ ذَرٍّ وَکَانَ عَبْدًا
اَسْوَدَ چنانچہ سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ بعد شہادت چند اصحاب کے جون
غلام ابوذر غفاریؓ نے کہ حبشی تھا خدمت امام حسین علیہ السلام میں عرض کی کہ اے سید و آقا میرے
مجھ کو بھی اجازتِ جہاد دیجئے تاکہ جان اپنی آپ کے قدم اطہر پر نثار کروں حضرت نے فرمایا میں
نے تجھے اجازت دیتا ہوں جہاں تیرا جی چاہے چلا جا اس آفت و بلا میں مبتلا مت ہو یہ سنکر اس
سعادتمند نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ یہ فدوی اب تک ایام رفاہت میں کاسہ ہائے نعمت آپ
کے چاٹ کر پرورش ہوا اب اس آفت و بلا اور مصیبت میں آپ کو چھوڑ کر چلا جاؤں یہ مجھ سے نہ ہوگا
یا ابن رسول اللہ قسم بخدا بو میری بُری ہے اور حسب و نسب میرا ادنیٰ ہے اور رنگ میرا سیاہ ہے پس
آپ نظر التفات مجھ پر فرمائیں تاکہ فائز جنت ہوں اور بد بو میری مبدل ہو خوشبو سے اور حسب میرا
شریف ہو اور چہرہ میرا نورانی ہو اور سیاہی میری برطرف ہو سبحان اللہ کیا محبت تھی اس باوفا کو
کہ عرض کی اے آقا میرے قسم بخدا میں آپ سے جدا نہ ہونگا جب تک کہ یہ خون سیاہ آپ کے
خون پاک و نورانی میں مخلوط نہ ہوگا پس وہ دیندار بکمال اصرار اجازت حاصل کرکے رجز
پڑھتا ہوا میدان کارزار میں آیا اور بہت سے اشقیا کو فی النار کیا آخر کار اعدا نے گھیر کر
اس دیندار کو شہید کیا بعد اسکے غلام ترکی امام حسین علیہ السلام کا اپنے آقا سے رخصت ہو کر مشغول
جہاد ہوا آخر وہ بھی شہید ہوا اور مظلوم کربلا اس کی مفارقت پر متاسف ہوئے اور بکمال
غلام نوازی خاک و خون اس کے چہرہ سے صاف کرتے تھے اور بکمال شفقت اس کے
منہ پر منہ رکھ کے اس کی مفارقت پر روتے تھے ؎ زیاد از غریبی و بیکسی یاری
حسینؑ ٭ وزنالہائے دمبدم و زاری حسینؑ ٭ حضرات آپ نے یہ غلام نوازی ان حضرت کی
سُنی اب تصور کیجئے کہ جب وہ جناب زخموں سے چُور چُور ہو کر ذوالجناح سے زمین گرم کربلا پر
تشریف لائے اور چہرۂ انور خاک آلودہ ہوا تو آیا کوئی خاک و خون صاف کرنیوالا تھا انھیں

افسوس عزیز و اقربا اور اصحاب تو شہید ہوئے تھے اور بیمار کربلا غش میں پڑے تھے اب کون باقی تھا جو
خاک و خون صاف کرتا آہ عوض اسکے اعدا نے سر اقدس بدن اطہر سے جدا کرکے نیزہ پر بلند کیا اور لاشِ
انور کو پامال سم اسپاں کیا جب جناب زینبؑ قریب لاش برادر مظلوم کے پہنچیں تو یہ دیکھکر زار زار
روتی تھیں اور فریاد کرتی تھیں جیسا کہ شاعر بزبان حال اس مظلومہ کے کہتا ہے ؎ هٰذَا اَخِیْ
فَوْقَ التُّرَابِ مُعَفَّرًا ٭ بِنَفْسِیْ عَفِیْرًا فِی التُّرَابِ مُجَدَّلًا ٭ ہائے افسوس یہ جسم اقدس میرے بھائی امام
حسینؑ کا ریگ گرم پر بے لباس کے پڑا ہے قربان ہوں میں اس لاش اطہر پر جو خاک و خون میں آلودہ و غلطاں
ہے ؎ بِنَفْسِیْ طَرِیْحًا تَعْفِسُهُ الْخَیْلُ صَدْرَهٗ ٭ بِنَفْسِیْ جَرِیْحًا بِالدِّمَاءِ مُغَسَّلًا ٭ فدا ہوں میں
اس سینۂ اقدس پر جو ظلم اعدا سے پامال سم اسپاں ہوا فدا ہوں میں اس زخمی پر جو اپنے خون میں غسل دیا
گیا اور بجائے کفن کے خاک صحرا اڑ اڑ کر جمتی جاتی ہے ؎ بِنَفْسِیْ خَضِیْبُ الشَّیْبِ مِنْ دَمِ نَحْرِهٖ ٭ وَمُخَضَّبُ
الْخُدُوْدِ بِالدِّمَاءِ مُرَمَّلًا ٭ قربان ہوں میں اس ریش سفید و نورانی پر جس پر خون گلوئے بریدہ کا
خضاب ہے قربان ہوں میں ان رخسارہائے انور پر جو خاک و خون میں آلودہ و غلطاں ہیں آہ اس مصیبت
کو معصوم بھی زیارت ناحیۂ مقدسہ میں فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَى الْخَدِّ التَّرِیْبِ سلام ہو اس رخسارۂ
انور پر جو خاک آلودہ ہوا اَلسَّلَامُ عَلَى الشَّیْبِ الْخَضِیْبِ سلام ہو اس ریش سفید و نورانی پر جو خون
سے خضاب ہوئی اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۱۱

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ
الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّهِمْ
یَتَوَکَّلُوْنَ ٭ حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے بدرستیکہ مومنین کامل ایمان میں وہ لوگ ہیں کہ جب ذکر
کیا جاتا ہے نزدیک ان کے خدا کا تو ڈرتے ہیں دل ان کے اور جب پڑھی جاتی ہیں ان پر آیتیں اسکی تو
زیادہ کرتی ہیں ان کے ایمان کو اور وہ اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں اور بحار الانوار میں حضرت امام
جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا ان حضرت نے بندوں میں ایمان کامل پایا نہیں جاتا
ہے جب تک کہ متصف ساتھ تین صفتوں کے نہوں اول یہ کہ اپنے امر دین میں تفقہ کریں اور احکام
شرعیہ شریعت مطہرہ سے جاہل نہوں دوسرے اپنی معیشت و معاشرت میں میانہ روی کریں تیسرے نزول
مصائب و نوائب میں صابر و شاکر رہیں حضرات اب تصور کیجئے کہ اصحاب انصار حضرت امام حسینؑ نے جو
مومنین کاملین اور عالم احکام دین اور عابد و زاہد اور ابرار و دیندار اور متقی اور پرہیزگار اور ثابت قدم و وفادار
اور قانع و جاں نثار اور پیروان آل رسولؐ مختار اور بہادر و جرار اور خوف و رجا میں تھے جو عمدہ علامات ایمان
ہے روز عاشورہ معرکۂ کربلا میں نزول مصائب میں کیسے صابر و شاکر رہے اور شوق لقائے الٰہی اور نصرت ذریت

نبوی ہیں ایک دوسرے پر جان دینے میں سبقت کرتا تھا یہانتک کہ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے فِی اللُّهُوفِ وَالْمَنَاقِبِ اَنَّهُ لَمَّا سَقَطَ مُسْلِمُ بْنُ عَوْسَجَةَ اِلَى الْاَرْضِ وَبِهٖ رَمَقٌ فَمَشٰى اِلَيْهِ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَعَهُ حَبِيْبُ بْنُ مُظَاهِرٍ چنانچہ لہوف اور مناقب میں منقول ہے کہ جب مسلم بن عوسجہؓ بسبب زخمہائے کاری کے زمین گرم کربلا پر گرے تو اسوقت ایک رمق حیات باقی تھی پس امام حسین علیہ السلام اس وفادار کے پاس تشریف لے گئے اور ساتھ ان حضرت کے حبیب بن مظاہر بھی تھے فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَحِمَكَ اللّٰهُ يَا مُسْلِمُ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اے مسلمؓ خدا رحمت اپنی تم پر نازل کرے بعد اسکے آیہ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا کی تلاوت فرمائی اور حبیب بن مظاہرؓ قریب انکے گئے وَقَالَ عَزَّ عَلَيَّ مَصْرَعُكَ يَا مُسْلِمُ اَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ اور کہا بہت دشوار ہے مجھپر شہادت و جدائی تمہاری اے مسلمؓ اب بشارت ہو تم کو جنت و نعمائے جنت کی اس سعادتمند نے باواز ضعیف کہا کہ خدا تم کو بھی بشارت نیک دے بعد اسکے حبیبؓ نے کہا اے دوست باوفا بیقین جانو کہ میں بھی تیرے پیچھے آتا ہوں اگر میں جانتا کہ بعد تمہارے کچھ دیر زندہ رہوں گا تو میں تم سے کہتا کہ اپنے امور ضروری کی مجھے وصیت کرو تا بجالاؤں فَقَالَ لَهٗ مُسْلِمٌ فَاِنِّیْ اُوْصِيْكَ بِهٰذَا وَاَشَارَ اِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ یہ سنکر مسلم بن عوسجہؓ نے بکمال ناتوانی آہستہ کہا کہ میں تم سے وصیت کرتا ہوں انکی نصرت و مدد اور جان نثار کرنے کی اور اشارہ کیا طرف امام حسین علیہ السلام کے حبیب بن مظاہرؓ نے کہا بسر و چشم ایسا ہی ہوگا بعد اسکے مسلمؓ نے طرف جنت کے انتقال کیا اور حضرت اس باوفا کی مفارقت پر روئے اور لاش ان کی لاشہائے شہدا میں رکھدی آہ مومنین رفقائے مظلوم کربلا سے اگر کوئی بزرگوار شہید ہوتا تھا تو بوجہ قلت کے کمی معلوم ہوتی تھی اور اسکی جگہ خالی رہتی تھی اور لشکر اعدا میں اگر کتنے ہی قتل ہوتے تھے تو بسبب کثرت کے کچھ محسوس نہوتا تھا الغرض جب وقت نماز ظہر کا آیا اور ابن سعد سے نماز کی مہلت فرزند رسولؐ نے طلب فرمائی تو حصین نمیر نے کلام بے ادبانہ کہا یہ سنکر حبیب بن مظاہرؓ بیتاب ہوئے اور ابن نمیر پر حملہ کرکے گھوڑے سے گرادیا مگر رفقا اسکے اسکو بچا لیگئے وَقَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ ثُمَّ حَمَلَ حَبِيْبُ بْنُ مُظَاهِرٍ عَلَى الْاَعْدَاءِ وَلَمْ يَزَلْ يُقَاتِلُ حَتّٰى قَتَلَ مِنْهُمْ كَثِيْرًا وَتَكَاثَرُوْا عَلَيْهِ فَقَتَلُوْهُ بَيْنَ يَدَيِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اور ابو مخنف نے روایت کی ہے کہ بعد اسکے حبیب بن مظاہرؓ لشکر اعدا پر حملہ آور ہوئے اور مشغول جہاد ہوئے یہانتک کہ اس تشنہ لبی میں ایک جماعت کثیرہ کو قتل کیا آخر کار ان اشقیا نے گھیر لیا اور نیزہ و تیر و تلوار سے زخمی کرکے سامنے امام حسینؑ کے شہید کیا فَلَمَّا قُتِلَ حَبِيْبُ بْنُ مُظَاهِرٍ بَانَ الْاِنْكِسَارُ عَلٰى وَجْهِ الْحُسَيْنِ آہ جب حبیب بن مظاہرؓ شہید ہوئے اسوقت چہرۂ انور پر

امام حسین علیہ السلام کے شکستگی اور بیکسی نمودار ہوئی افسوس بچپن کے رفیق جدا ہوئے اور انکی مفارقت پر شدت رو
سے فزاید از غریبی و بے یاری حسینؑ ۔ وز نالہائے دمبدم و زاری حسینؑ آہ جب خبر شہادت حبیبؑ کی خیمہ میں
اہل حرم کو پہنچی تو خواہران امام حسین علیہ السلام نے ماتم وعزا اور نوحہ و بکا کیا اور اس جان نثار کے غم میں صف
ماتم بچھائی آپ حضرات تصور کیجیے کہ بعد عصر روز عاشورا جب مظلوم کربلا غریب نینوی مقتول ظلم وجفا
مسلوب العمامہ والرداء امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے اور آواز قُتِلَ الْحُسَیْنُ کی ہر طرف سے بلند
ہوئی اور اہل حرم اور خواہران ان حضرت نے سُنی تو آیا اعدا نے ان ستم رسیدوں کو ماتم وعزا اور نوحہ و بکا اور
صف ماتم بچھانے کی مہلت بھی دی یا نہیں آہ اشقیائے کوفہ وشام تلواریں کھینچے ہوئے خیموں میں در آئے
اور اسباب لوٹ لیا اور مقنعہ و چادریں تک سروں سے اُتار لیں اور خیموں میں آگ لگا دی اور ان بیکسوں کو
مجمع عام میں بے پردہ کیا اور اسیر کر کے لے چلے آہ اعدا نے اسیر بھی اکتفا نہ کی بلکہ بکمال عداوت بازار کوفہ و شام
میں پھرایا یہانتک کہ دربار یزید لعین میں رسن بستہ لیگئے چنانچہ امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں وَنَحْنُ اِثْنَا
عَشَرَ نَفَرًا مِنْ اَهْلِبَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اسوقت ہم بارہ نفر اہلبیت رسالت سے ایک ریسمان ستم میں بندھے
ہوئے تھے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ **مجلس ۹** قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ زَيِّنُوْا مَجَالِسَكُمْ
بِذِكْرِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْطَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ بحار الانوار میں منقول ہے فرمایا جناب رسالتماب صلے اللہ علیہ وآلہ
نے کہ زینت دو اپنی مجلسوں کو ساتھ ذکر علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے اور کتاب روضہ میں منقول ہے
کہ جس جگہ ذکر حضرت محمد وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کا ہوتا ہے تو اُس جگہ ملائکہ رحمت نازل ہوتے ہیں اور
شیاطین دور ہوتے ہیں اور فرمایا جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ نے بروز قیامت عرصہ محشر میں ہم چار شخص سوار
ہونگے بعض اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہیں فرمایا اول میں ہوں کہ براق پر سوار ہوں گا دوسرے
صالح پیغمبر اپنے ناقہ پر سوار ہوں گے جو ان کو خدا نے عطا فرمایا تھا اور انکی قوم نے اُسکو پے کیا تیسری پارہ
جگر میری فاطمہ زہرا میرے ناقہ غضبا پر سوار ہونگی چوتھے ابن عم اور وصی میرے علی ابن ابیطالبؑ ایک ناقہ پر
ناقہائے جنت سے سوار ہونگے کہ سر اس ناقہ کا گوہر آبدار سے ہوگا اور آنکھیں اسکی دو یاقوت سرخ سے ہونگی اور شکم
اُسکا زبرجد سبز سے ہوگا اور اس ناقہ پر ایک عماری دُرِ سفید کی ہوگی کہ اسکے ظاہر سے باطن اور باطن سے
ظاہر ہویدا ہوگا اور باہر اُسکے رحمت خدا گھیرے ہوگی اور اندر اسکے عفو و بخشش خدا ہوگی اور وصی و جانشین
میرے علی ابن ابیطالب علیہ السلام اسپر سوار ہونگے اور انکے سر پر تاج نور کا ہوگا کہ اُسکے نور سے تمام محشر نورانی ہوگا
اور اس تاج کے ستر رکن ہونگے اور ہر رکن اس کا مانند ستارہ ہائے آسمان کے درخشاں ہوگا اور ہاتھ میں انکے
لواء حمد ہوگا اور بآواز بلند ندا کرتے ہونگے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ پس ملائکہ دیکھکر کہینگے کہ یہ

انبیاء مرسل سے ہیں اور انبیائے مرسل کہینگے کہ یہ ملک مقرب ہیں اُسوقت زیر عرش الٰہی جانب رب العزت سے آواز آئیگی کہ اے اہل محشر یہ نہ کوئی نبی مرسل ہے نہ ملک مقرب ہے بلکہ یہ بندۂ خاص میرا علی ابن ابیطالب ہے جب شیعہ انکے اس بزرگوار کو پہچانیں گے تو پیچھے انکے روانہ ہونگے اُسوقت منادی ندا کریگا کہ تم کون ہو وہ جواب دینگے کہ ہم شیعیان امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام ہیں پس جانب رب العزت سے آواز آئے گی کہ اے شیعیانِ علیؑ تم آج امن و امان میں ہو داخل جنت ہو کیونکہ تم علیؑ کو دوست رکھتے ہو اور ابن عباسؓ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں فرمایا جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ و آلہ نے کہ تین گروہ کی بروز قیامت شفاعت میری شامل حال ہوگی اگرچہ وہ عاصی ہوں اول وہ گروہ ہے جو میری عترت و اہلبیتؑ کے سامنے راہ خدا میں جہاد کرے دوسرے وہ گروہ ہے جو میری ذرّیت کی حاجت روائی کرے وقت ضرورت و اضطراب کے تیسرے وہ گروہ ہے جو میری ذرّیت و عترت کو بدل و زبان دوست رکھے اور اظہار محبت کرے سبحان اللہ یہ مرتبہ ہے شیعیان امیر المومنین اور دوستداران آئمہ معصومین علیہم السلام کا پس کیا مرتبہ ہوگا اُن سعادتمندوں کا جنھوں نے روز عاشورا جان اپنی فرزند رسولؐ پر فدا کی جبکہ روز عاشورا ہنگامۂ کارزار گرم ہوا تو اصحاب سید الشہدا مظلوم کربلا دل و جان آمادہ نصرت و مدد ہو کر ایک دوسرے پر جان دینے میں سبقت کرتے تھے اور راہ خدا میں اعدا سے جہاد کرکے سامنے فرزند رسولؐ کے درجۂ شہادت پر فائز ہوتے تھے چنانچہ محرق القلوب وغیرہ میں منقول ہے کہ مسلم بن عوسجہ کا ایک فرزند نوجوان مع اپنی مادر کے کربلا میں اپنے باپ کے ہمراہ تھا جب اس سعادتمند نے اپنے پدر بزرگوار کو شہید ہو کر خاک و خون میں غلطاں دیکھا تو طرف میدان قتال کے متوجہ ہو کر عازم جہاد ہوا یہ دیکھکر امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اے جوان صالح باپ تیرا ابھی ہماری نصرت میں شہید ہوا اگر تو بھی شہید ہوگا تو ماں تیری اس دشت غربت میں بیکس و ناچار ہوگی یہ سنکر اس نوجوان نے چاہا کہ واپس ہو اسی وقت اسکی ماں نے بیتاب ہو کر آواز دی اور کہا اے فرزند اگر اس ہنگامۂ کارزار سے تو واپس آیا اور جان اپنی فرزند رسولخدا دلبند علی مرتضٰے جگر گوشۂ فاطمہ زہرا علیہم السلام پر فدا نہ کی تو میں اپنے حقوق نہ بخشونگی یہہ سُنکر وہ نوجوان اجازتِ جہاد حاصل کرکے متوجہ میدان قتال ہوا اور ماں اسکی پیچھے پیچھے ترغیب و تحریص جہاد اور نصرت و مدد فرزند رسولخدا کی کرتی ہوئی چلی جاتی تھی اور کہتی تھی کہ اے فرزند خون اپنا بہا دے نصرت امام حسین علیہ السلام میں تا تو سعادت ابدی کو پہنچے اور شدتِ تشنگی کا کچھ اندیشہ مت کر کہ ابھی دست اقدس ساقی کوثر سے سیراب ہوگا پس اس مومنہ نے اپنے فرزند کو مقابل لشکر اعدا کے پہنچایا اور اُس شیر دلاور نے اس قوم اشقیا پر حملہ کرکے بیس شقی کو فی النار کیا آخر ان اشقیا نے ہر طرف سے گھیر کے تیر و نیزہ اور تلوار سے زخمی کرکے شہید کیا اور سر اس نوجوان کا

کاٹ کر سامنے اس کی مادر ستم رسیدہ کے پھینکدیا پس اُس مظلومہ نے سر اپنے فرزند کا اُٹھا لیا کبھی اپنے سینہ سے لگاتی تھیں اور پیار کرتی تھیں اور کبھی چہرۂ نورانی کو اپنے فرزند کے بحسرت و یاس دیکھتی تھیں اور خاک و خون صاف کرتی تھیں اور زار زار روتی تھیں اور کہتی تھیں مرحبا اے فرزند تو سعادت ابدی کو فائز ہوا اور اپنی ماں کو راضی و خوشنود کیا راوی کہتا ہے کہ اُسوقت جو شخص حال اُس ستم دیدہ کا دیکھتا تو وہ زار زار روتا تھا حضرات واقعی جوان فرزند کا مرنا عالم مسافرت و بیکسی خصوصاً تشنہ لبی میں سخت ترین مصیبت ہے تصور کیجئے کہ اس ضعیفہ کے جگر کا کیا حال ہوا ہوگا مگر اتنا تو اُس دردرسیدہ کو ممکن ہوا کہ اپنے فرزند کے سر کو سینہ سے لگا کے پیار کیا اور خاک و خون صاف کیا آہ افسوس حال بیکسی و مظلومی پہ مادر شاہزادۂ علی اکبر شبیہ پیغمبر اور قاسم و عبداللہ اور عون و محمد کے کہ ان ستم رسیدوں نے بعد شہادت سید الشہدا کے سرہائے انوار اپنی اولاد و اقربا کے نیزہ ہائے طویل پر دیکھے آہ گیسوئے مشکیں اُن کے خاک و خون آلودہ دیکھے ہائے افسوس اعدا نے ان کو اتنی بھی مہلت نہ دی کہ اپنے نوجوان فرزندوں کے سروں کو سینہ سے لگا کے پیار کرتیں اور خاک و خون صاف کرتیں بلکہ اشقیائے کوفہ و شام نے اسباب لُوٹ لیا اور مقنعہ و چادریں چھین لیں اور خیموں میں آگ لگا دی آہ اُس ہنگام ظلم میں بچے فریاد کرتے تھے اور کوئی فریادرسی ان کی نہ کرتا تھا چنانچہ اُس وقت کی مصیبت کو حجت خدا فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی النِّسْوَۃِ الْبَارِزَاتِ سلام ہو اُن مخدرات عصمت پر جو کربلا میں بے پردہ کیگئیں اور ظلم و ستم خیموں سے نکالی گئیں افسوس ہزار افسوس یہ بھی اعدا کو کافی نہوا اور بکمال عداوت طوق و زنجیروں میں جکڑ دیا جیسا کہ معصوم فرماتے ہیں وَسُبِیَ اَھْلُکَ کَالْعَبِیْدِ وَصُفِّدُوْا فِی الْحَدِیْدِ اے جد مظلوم آپ کے اہلبیت آپ کے مانند غلام و کنیزوں کے اسیر کئے گئے اور لوہے میں جکڑ دیے گئے اور افسوس اسیطرح طرف کوفہ کے چلے اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۲۰ فِی الْکَافِیْ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ اِذَا دَخَلَ الْمُؤْمِنُ قَبْرَہٗ کَانَتِ الصَّلٰوۃُ عَنْ یَمِیْنِہٖ وَالزَّکٰوۃُ عَنْ یَسَارِہٖ وَالْبِرُّ مُطِلٌّ عَلَیْہِ وَیَتَنَحّٰی الصَّبْرُ نَاحِیَۃً کافی میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا ان حضرت نے جب مومن بعد انتقال کے اپنی قبر میں داخل ہوتا ہے تو نماز اسکے داہنی طرف اور زکواۃ اسکے بائیں طرف رہتی ہے اور باقی اُمور خیر اسکے سر پر سایہ کئے رہتے ہیں اور صبر اُس سے جدا رہتا ہے فَاِذَا دَخَلَ الْمَلَکَانِ اللَّذَانِ یَلِیَانِ مُسَائَلَتَہٗ قَالَ الصَّبْرُ لِلصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ وَالْبِرِّ دُوْنَکُمْ صَاحِبَکُمْ فَاِنْ عَجَزْتُمْ عَنْہُ فَاَنَا دُوْنَہٗ پس جب دو ملک اُس قبر میں داخل ہوتے ہیں وہ دو ملک جو اعتقادات کے دریافت کرنے کے لئے آتے ہیں تو اُسوقت صبر جس سے مراد صوم ہے نماز اور زکواۃ اور

امور خیر سے کہتا ہے کہ تم اپنے صاحب کے قریب جاؤ اور شفیع ہو اگر تم اس سے عاجز ہو گئے تو میں اسکی شفاعت کیلئے کافی ہوں وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِ اور فرمایا جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ نماز معراج ہے مومن کی اور کافی میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر نہر ہو اور اس میں وہ ہر روز پانچ مرتبہ نہایا کرے تو کیا اس کے بدن پر میل باقی رہے گا یہ سنکر اصحاب نے عرض کیا کہ نہیں اُن حضرت نے فرمایا اسیطرح جو کوئی پانچ وقت نماز پڑھے تو گناہ اس کے دھوجاتے ہیں اور وہ باقی نہیں رہتے ہیں جو نمازوں کے درمیان میں واقع ہوئے ہوں اور کتاب تہذیب الاحکام میں منقول ہے فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ ایک حج افضل ہے دنیا و مافیہا سے اور ایک نماز فریضہ افضل ہے ہزار حج سے اور آنحضرت سے منقول ہے فرمایا جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ جو مومن پابندی کرے نماز کی اور اسکے وقت کا منتظر ہو اور اول وقت اس نماز کو ادا کرے اور بخضوع وخشوع اس نماز کے رکوع وسجود کو بجالائے وتعظیم اور حمد خدا بجالائے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آوے تو حق سبحانہ تعالیٰ اسے ایک حج وعمرہ کا ثواب عطا فرمائیگا اور ان لوگوں میں محسوب کرے گا جنکا مقام علیین بہشت برین میں ہوگا حضرات یہ ثواب اور مرتبہ نماز فرادیٰ کا ہے اور ہر رکعت نماز جماعت کا ثواب تو دس شخصوں تک معین ہے اور اگر دس سے زیادہ ہوں پس اگر تمام دریا آسمان وزمین کے بجائے سیاہی ہوں اور تمام درخت قلم ہوں اور تمام ملائکہ اور جن وانس کاتب ہوں تو ممکن نہیں ہے کہ اسکے ایک رکعت کا ثواب لکھ سکیں آپ تصور کیجئے کہ کیا وقت شناس اور منتظر اول اوقات نماز اور عابد وزاہد اور متقی وپرہیزگار اور دیندار وابرار اور نماز گذار اور صابر وشاکر اور صاحبان معرفت تھے اصحاب باوفا امام حسین علیہ السلام کے کہ جب روز عاشورا صحرائے کربلا میں ہنگامہ کارزار گرم ہوا اور اول وقت زوال آفتاب کا ہوا تو اسوقت بھی اپنے آقا اور امام حجت خدا کی خدمت میں واسطے نماز جماعت کے عرض کیا فِی اللُّهُوْفِ وَالْبِحَارِ فَلَمَّا اشْتَدَّ الْقِتَالُ وَانْتَصَفَ النَّهَارُ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ رَاٰى ذٰلِكَ اَبُوْ ثُمَامَةَ الصَّيْدَاوِيُّ جَاءَ عِنْدَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ چنانچہ لہوف اور بحار الانوار میں منقول ہے کہ جب روز عاشورا ہنگامہ کارزار گرم ہوا اور آفتاب دائرہ نصف نہار پر پہنچا تو یہ دیکھکر ابوثمامہ صیداوی نے ازدحام قتال سے خدمت میں امام حسین علیہ السلام کی حاضر ہوئے اور عرض کی یا بن رسول اللہ فدا ہوں میں آپ پر اب لشکر اعدا آپ کے قریب آپہنچا قسم بخدا جب تک کہ میں زندہ ہوں کوئی گزند آپ تک نہ پہنچنے دونگا اور آپ کی نصرت میں جان فدا کردونگا اور اس بات کو بہت دوست

رکھتا ہوں کہ یہ نماز آخری آپ کے ساتھ پڑھ کے خدا سے ملاقات کروں حضرت دیکھئے مرتبہ نماز گزار کا
کہ حضرت نے سرِاقدس آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا یَا اَبَا ثُمَامَۃَ ذَکَرْتَ الصَّلٰوۃَ جَعَلَکَ اللّٰہُ
مِنَ الْمُصَلِّیْنَ اے ابوثمامہ رضؓ تو نے اسوقت مصیبت میں نماز کا ذکر کیا خدا تجھے نماز گذاروں میں محسوب
کرے ہاں یہ اول وقت نماز ظہر ہے پس تم اہل کوفہ وشام سے کہو کہ ہمیں اتنی مہلت دیں کہ ہم نماز بجماعت
ادا کرلیں حسب الارشاد وہ بزرگوار لشکر اعدا کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے کہا وائے ہو تم پر جمعیتِ اسلام
کیا ہوئی اتنی دیر لڑائی سے توقف کرو کہ آقا ہمارے امام حسین علیہ السلام نماز ادا کرلیں اُس طرف سے
حصین بن نمیر لعین نے کہا اے ابوثمامہ رضؓ ان سے کہدو کہ عبث مہلت طلب کرتے ہو نماز تمہاری درگاہِ
خدا میں مقبول نہ ہوگی اُس وقت حبیب بن مظاہر رضؓ قریب حضرت کے تھے پس کلام حصین لعین کا
سنکر غضبناک ہوئے اور کہا اے دشمن خدا تیرے گمان میں یہ ہے کہ فرزند رسول کی نماز مقبول نہوگی
کیا تجھ سے شرابخوار کی نماز قبول ہوگی اُسوقت حبیب رضؓ نے حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ یا ابن
رسول اللہ میں امیدوار ہوں کہ یہ نماز جنت میں پڑھوں اور آپ کا سلام آپ کے جدامجد اور پدر بزرگوار
اور برادر نامدار اور مادر گرامی کو پہنچاؤں مجھے اجازت جہاد دیجئے پس مظلوم کربلا نے انکو سینہ سے
لگا لیا اور روکر وداع ہوئے اور وہ حصین پر حملہ آور ہوئے اور اُس لعین کو گھوڑے سے گرادیا
مگر رفقا نے اس کے ہجوم کر کے اسکو بچا لیا بعد اسکے حبیب رضؓ نے حملہ کر کے ایک جماعت کثیرہ کو قتل کیا
آخر ہر طرف سے گھیر کے اعدا نے اس باوفا کو تیر ونیزہ اور تلواروں سے شہید کیا فَلَمَّا قُتِلَ
حَبِیْبُ بْنُ مُظَاهِرٍ بَانَ الْاِنْکِسَارُ عَلٰی وَجْهِ الْحُسَیْنِ جب حبیب بن مظاہر رضؓ شہید
ہوئے تو امام حسین علیہ السلام کے چہرۂ انور پر شکستگی اور مظلومی نمودار ہوئی آہ بچپن کے رفیق جدا
ہوئے ان کی مفارقت پر زار زار روئے پس بعد شہادت حبیب رضؓ کے امام حسین علیہ السلام نے
زہیر بن قین رضؓ اور سعید بن عبداللہ رضؓ سے فرمایا تَقَدَّمَا اَمَامِیْ حَتّٰی اُصَلِّیَ الظُّهْرَ تم دونوں
سعادتمند آگے میرے کھڑے ہو یہانتک کہ میں نماز ظہر ادا کروں پس وہ دونوں جاں نثار سامنے
آنحضرتؐ کے سینہ سپر ہو کر کھڑے ہوئے حَتّٰی صَلّٰی بِهِمْ صَلٰوۃَ الْخَوْفِ یہانتک کہ حضرت نے اپنے اصحاب کے
ساتھ وہ نماز بطور نماز خوف کے ادا فرمائی اور جو تیر ونیزہ لشکر اعدا سے حضرت کی طرف آتا تھا وہ دونو
جاں نثار سامنے اور داہنے اور بائیں طرف سے اپنے سینوں پر روک لیتے تھے اور حضرت تک نہ آنے دیتے تھے
اور ابن نما علیہ الرحمہ وغیرہ نے یہ مضمون جگرخراش لکھا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت کو نماز جماعت کی
فرصت نہ ملی صَلّٰی سَیِّدُنَا الْحُسَیْنُ وَاَصْحَابُهٗ فُرَادٰی بِالْاِیْمَاءِ ہمارے آقا امام حسین علیہ السلام اور

اصحاب باوفا نے آنحضرت کے وہ نماز فرادیٰ ایما و اشارہ سے ادا فرمائی اور تیر و نیزہ اور تلواروں میں عبادت خدا کی پس جب نماز سے فارغ ہوئے تو سعید بن عبداللہ بسبب زخمہائے کاری کے زمین پر گر پڑے اسوقت حضرت نے بقیہ اصحاب کو ترغیب و تحریص جہاد و قتال پر فرمائی وَقَالَ يَا كِرَامُ هٰذِهِ الْجَنَّةُ قَدْ فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَاتَّصَلَتْ اَنْهَارُهَا وَاَيْنَعَتْ ثِمَارُهَا اور فرمایا اے بزرگوارو یہ دروازے جنت کے کھل گئے ہیں اور نہریں اسکی نمایاں ہیں اور میوے اسکے پختہ اور تیار ہیں وَهٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالشُّهَدَآءُ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَتَوَقَّعُوْنَ قُدُوْمَكُمْ وَيَتَبَاشَرُوْنَ بِكُمْ اور جناب رسولخدا اور وہ سب شہدا جو راہ خدا میں شہید ہوئے ہیں منتظر تمہارے ہیں اور تمہارے آنے کی باہم خوشی کر رہے ہیں فَحَامُوْا عَنْ دِيْنِ اللّٰهِ وَدِيْنِ نَبِيِّهٖ وَذُبُّوْا عَنْ حَرَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَحَرَمِ ذُرِّيَّتِهٖ پس اے دیندارو حمایت کرو دین خدا اور دین رسولؐ کی اور دفع کرو اعدا کو حرم رسولخدا اور ان کی ذریت سے ثُمَّ صَاحَ بِنِسَائِهٖ اُخْرُجْنَ فَخَرَجْنَ وَيَبْكِيْنَ وَيَصْرُخْنَ وَيَقُلْنَ بعد اس کے حضرت نے اپنے اہلحرم کو آواز دی کہ باہر خیمے کے نکل آؤ سنتے ہی آواز کے عورات ستم رسیدہ باہر آئیں اور زار زار رونے لگیں اور فریاد کرنے لگیں اور اصحاب کی طرف متوجہ ہوکر فرماتی تھیں يَا جَمَاعَةَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَيَا حُمَاةَ دِيْنِ اللّٰهِ حَامُوْا عَنِ ابْنِ بِنْتِ نَبِيِّكُمْ وَذُرِّيَّتِهٖ اے جماعت مومنین اور اے حمایت کرنے والو دین خدا کے حمایت و نصرت کرو فرزند رسولخدا اور انکی ذریت کی ثُمَّ صَاحَ الْحُسَيْنُ يَا اُمَّةَ التَّنْزِيْلِ وَيَا حَفَظَةَ الْقُرْاٰنِ حَامُوْا عَنْ حُرُمِ الْحَرِيْمِ وَلَا تَفْشَلُوْا عَنْهُمْ بعد اسکے امام حسین علیہ السلام نے باواز بلند اپنے اصحاب و اقربا سے فرمایا اے پیروان دین خدا اور اے حافظان قرآن مجید حمایت کرو اہل ذریت رسولخدا کی اور کسی طرح حرم رسولؐ کی حمایت و نصرت میں کوتاہی نہ کرو حضرات تصور کیجئے کہ وہ کیا وقت مصیبت تھا ان ستم رسیدوں پر کہ مظلوم کربلا نے ان کی حمایت کے لئے اپنے اصحاب و اقربا سے تاکید فرمائی آہ لشکر اعدا قریب آگیا تھا اور گرد خیموں کے نیزے مانند نیستان کے معلوم ہوتے تھے اور بچے زار زار روتے تھے اور بنی امیہ چاہتے تھے کہ حضرت کے سامنے خیموں کو تاراج کریں اور آگ لگا دیں پس بقیہ اصحاب و اقربائے مظلوم کربلا نے ان اشقیا پر حملہ کرکے خیموں کے پاس سے ہٹا دیا حضرت نماز ظہر ادا کرنے کا حال تو آپ نے سنا اب تصور کیجئے کہ نماز عصر کیونکر مظلوم کربلا نے ادا فرمائی اس وقت تو یکہ و تنہا اور زخموں سے چور چور خاک پر بیٹھے اور ہر طرف سے اعدا ہجوم کئے ہوئے آمادہ قتل تھے اس مقام پر محمد بن ابو طالب وغیرہ نے عجب مضمون جگر خراش لکھا ہے کہ جب شمر لعین خنجر بکف آمادہ ذبح ہوا اور سینہ اقدس اور پہلوئے اطہر کو ایسی اذیت

دی کہ حضرت نے غش سے آنکھیں کھولیں اور فرمایا کہ اے شخص اگر تجھے قتل و ذبح کرنا میرا منظور ہے تو مجھے اتنی مہلت دے کہ میں نماز آخری ادا کروں پس وہ ستمگر علیحدہ ہوا اور حضرت نے رو بقبلہ ہو کے ایما و اشارہ سے نماز عصر ادا فرمائی آفسوس ہزار افسوس ابھی سجدۂ آخر میں تھے کہ شمر لعین نے سرِ اقدس پس گردن سے جدا کیا اور نیزہ پر بلند کیا اسی اثنا میں جبرئیل پکارے قُتِلَ وَاللّٰہِ الْاِمَامُ بْنُ الْاِمَامِ اَخُو الْاِمَامِ اَلْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ قسم بخدا شہید ہوا وہ امام جو فرزند اور برادر ہے امام کا وہ حسین مظلوم فرزند علی بن ابیطالبؑ ہیں اس وقت ہر طرف سے آواز قَدْ قُتِلَ الْحُسَیْنُ کی بلند ہوئی اور آندھی سیاہ چلنے لگی آہ کہاں تھے اصحاب باوفا اور جوانان ہاشمی اس وقت کہ جب بعد شہادت امام حسینؑ کے اشقیائے کوفہ و شام شمشیر ہائے خونی کھینچے ہوئے اندر خیموں کے چلے آئے اور اسباب لوٹ لیا اور دختران رسولؐ کی مقنعہ و چادریں چھین لیں اور بچوں کے گوشوارے اُتار لئے اور خیموں میں آگ لگائی اور مجمع عام میں بے پردہ کیا آہ اس تلاطم عظیم میں کوئی حمایت کرنے والا ان ستم رسیدوں کا نہ تھا ہائے افسوس اسپر بھی اعدائے اکتفا نہ کی ان مظلومین زدوں کو اسیر و مقید کیا جیسا کہ حجت خدا فرماتے ہیں وَسُبِیَ اَهْلُكَ كَالْعَبِیْدِ وَصُفِّدُوْا فِی الْحَدِیْدِ اے جد مظلوم اہلبیت آپ کے مانند غلام و کنیزوں کے اسیر کئے گئے اور زنجیر ہائے آہنی میں جکڑ دیئے گئے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۲۱

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْهَادُ حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے بتحقیق کہ ہم اپنے رسولوں اور مومنوں کی زندگی دنیا میں ضرور نصرت و مدد کریں گے اور جس دن گواہی دینے کو شاہد کھڑے ہوں گے ملا فتح اللہ علیہ الرحمہ اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا ان حضرت نے زندگی دنیا کی نصرت سے زمانۂ رجعت مراد ہے اسلئے کہ اکثر انبیا و اوصیا کی نصرت دنیا میں نہیں ہوئی یہاں تک کہ وہ حضرات شہید ہوئے بلکہ ان کی نصرت و مدد رجعت میں ہوگی اور اکسیر العبادات اور مناقب وغیرہ میں منقول ہے کہ جنگ صفین میں ایک روز ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالبؑ نے بآواز بلند اپنے اصحاب و انصار کو ندا دی وَقَالَ هَلْ مِنْ مُّعِیْنٍ هَلْ مِنْ نَاصِرٍ یعنی فرمایا آیا ہے کوئی اعانت کرنیوالا آیا ہے کوئی نصرت کرنیوالا فَقَالَ اِثْنٰی عَشَرَ اَلْفًا مِنَ الرِّجَالِ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ نَحْنُ بَیْنَ یَدَیْكَ یہ سنکر بارہ ہزار مردان دلاور نے یکبارگی لبیک لبیک کہا اور عرض کیا کہ اے امیر المومنینؑ ہم سب جان دینے پر سامنے آپ کے حاضر ہیں فَكَسَرُوْا اَجْفَانَ سُیُوْفِهِمْ وَسَارُوْا مَعَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ یعنی ان سب انصار نے میان اپنی تلواروں کی توڑ کر پھینک دیئے

اور حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے ساتھ چلے اور محاربۂ عظیم ہوا آہ اس مقام پر یاد آگئی مظلومی اور تنہائی
امام حسین علیہ السلام کی کہ صحرائے کربلا میں روز عاشورا بعد شہادت اپنے اصحاب و انصار کو وہ جناب یاد و استغاثہ کر
تھے اور فرماتے تھے هَلْ مِنْ مُعِيْنٍ يُعِيْنُنَا وَهَلْ مِنْ نَاصِرٍ يَنْصُرُنَا آیا ہے کوئی اعانت کرنے والا کہ اسوقت
تنہائی میں ہماری اعانت کرے آیا ہے کوئی نصرت و مدد کرنے والا کہ اسوقت مصیبت میں ہماری نصرت کرے هَلْ
مِنْ ذَابٍّ يَذُبُّ عَنَّا آیا ہے کوئی دور کرنے والا کہ اس آفت و بلا کو ہم سے دفع کرے آہ مومنین کون جواب
دینے والا اور نصرت کرنے والا تھا کیونکہ اصحاب و انصار آنحضرت کے تو زخموں سے چور چور خاک خون میں آلودہ
ریگ گرم صحرائے کربلا پر پڑے تھے پس اپنے اصحاب و انصار کا نام لیکر پکارتے تھے ہائے کیا وقت مصیبت تھا
کہ اسوقت جناب مسلم اور ہانی رض کو یاد فرمایا اور حضرت ان کی مفارقت پر بشدت روتے تھے فَنَادٰی يَا مُسْلِمَ
ابْنَ عَقِيْلٍ وَيَا هَانِيَ بْنَ عُرْوَةَ وَيَا حَبِيْبَ بْنَ مُظَاهِرٍ وَيَا زُهَيْرَ بْنَ قَيْنٍ وَيَا يَزِيْدَ بْنَ مُظَاهِرٍ
وَيَا يَحْيَى بْنَ كَثِيْرٍ وَيَا سَعِيْدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ وَيَا اِبْرَاهِيْمَ بْنَ الْحُصَيْنِ وَيَا عُمَيْرَ بْنَ الْمُطَاعِ وَيَا
اَسَدَ الْكَلْبِيَّ وَيَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عَقِيْلٍ وَيَا عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ وَيَا مُسْلِمَ بْنَ عَوْسَجَةَ وَيَا
دَاوُدَ بْنَ طِرِمَّاحٍ وَيَا حُرَّ بْنَ يَزِيْدَ الرِّيَاحِيَّ پس وہ جناب ان وفاداروں کو بہ آواز بلند
پکار کے روتے تھے ثُمَّ قَالَ يَا اَبْطَالَ الصَّفَا وَيَا فُرْسَانَ الْهَيْجَا مَالِيْ اُنَادِيْكُمْ فَلَا تُجِيْبُوْنِيْ
وَاَدْعُوْكُمْ فَلَا تَسْمَعُوْنَ اَنْتُمْ نِيَامٌ اَرْجُوْكُمْ تَنْتَبِهُوْنَ اَمْ حَالَتْ مَوَدَّتُكُمْ عَنْ
اِمَامِكُمْ فَلَا تَنْصُرُوْهُ بعد اسکے فرمایا اے شجاعان میدان وغا اور اے سواران معرکہ ہیجا اے وفادارو
کیا ہو گیا کہ میں تم سب کو پکارتا ہوں اور تم جواب نہیں دیتے ہو اور بلاتا ہوں اور تم نہیں سنتے ہو تم سب
خواب راحت میں ہو میں متوقع تمہارے جاگنے کا ہوں شاید محبت و دوستی سے اپنے امام کے دست بردار
ہوگئے جو اسوقت تنہائی میں نصرت و مدد کی نہیں کرتے ہو فَهٰذِهٖ عِتْرَةُ الرَّسُوْلِ لَقَدْ فَقَدُوْكُمْ فَعَلَاهُنَّ النُّحُوْلُ
فَقُوْمُوْا مِنْ نَوْمَتِكُمْ اَيُّهَا الْكِرَامُ وَادْفَعُوْا عَنْ حَرَمِ الرَّسُوْلِ الطُّغَاةَ اللِّئَامَ آہ یہ عترت و اہلبیت
تمہارے نبی کے تمہارے نہونے سے بسبب خوف اعدا کے لاغر ہوگئے ہیں پس اے بزرگوارو اپنے خواب
راحت سے اٹھو اور اشقیائے ستمگار کو حرم رسول اللہ سے دفع کرو آہ بعد اسکے خود ہی فرمایا وَلٰكِنْ صَرَعَكُمْ
وَاللهِ رَيْبُ الْمَنُوْنِ وَغَدَرَ بِكُمُ الدَّهْرُ الْخَؤُوْنُ وَاِلَّا لَمَا كُنْتُمْ عَنْ دَعْوَتِيْ تَقْصُرُوْنَ وَلَا عَنْ
نُصْرَتِيْ تَحْتَجِبُوْنَ لیکن قسم بخدا موت نے تم کو گرادیا ہے اور زمانہ نے تم سے بیوفائی کی ہے ورنہ تم میرے

بلانے سے کمی نکرتے اور میری نصرت سے مُنہ نہ چھپاتے فَہَا نَحْنُ عَلَیْکُمْ مُفْجَعُوْنَ وَبِکُمْ لَاحِقُوْنَ فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پس آگاہ ہولے وفادارو میں تمہاری مفارقت جدائی میں نالہ وفریاد کرتا ہوں اور عنقریب تم سے ملحق ہوتا ہوں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ آہ جب یہ آواز استغاثہ اہلحرم نے سُنی تو سب بیبیاں ایسی ایک دفعہ اندر خیموں کے روئیں اور فریاد کرنے لگیں کہ شور بکا اُنکے سے زمین ہلانے لگی اور اطفال خورد سال گود میں اپنی ماؤں کے بلکنے لگے اور اُن کے رونے سے زمین و آسمان ہلنے لگے اللہ اکبر کیا اثر تھی استغاثہ سید الشہدا کی کہ آسمان و زمین کو تزلزل ہوا یہاں تک کہ علی اصغر شیر خوار نے اپنے تئیں گہوارہ سے بیقرار ہوکر زمین پر گرا دیا گویا لبیک لبیک کہا کہ اے فرزند رسول میں جان نثار کرنیکو حاضر ہوں یہ حال دیکھکر اہلحرم بشدت روئے اور خیمے میں کہرام بپا ہوا یہ سُنکر حضرت در خیمہ پر تشریف لائے اور سبب اسقدر رونیکا اپنی بہن زینب خاتون سے پوچھا اس ستم رسیدہ نے عرض کیا کہ اے بھائی آپکی آواز استغاثہ سنکر علی اصغر نے تما کو پارہ پارہ کیا اور اپنے تئیں گہوارہ سے گرا دیا اور پیاس کے جاں بلب ہے پس حضرت اس شیر خوار کو ہاتھوں پر لیکر سامنے لشکر اعدا کے آئے اور اُن سے ایک جرعہ پانی کا اس بچے کے لئے طلب کیا اور اس بچہ کی حالت دیکھکر حضرت بیچین تھے اور شفقت پدری سے پیار کرتے تھے افسوس ہزار افسوس اسی اثنا میں عوض پانی کے حرملہ نے ایک تیر سہ پہلو مارا کہ وہ تیر ستم حلق نازک پر اُس بچے کے پڑا اور تشنہ لب شہید ہوا اسوقت حضرت شدید روئے اور فریاد کرنے لگے کہ اے نورچشم اے راحت دل میرے افسوس تم تشنہ لب قتل ہوئے حضرات تصور کیجئے آواز استغاثہ وگریہ و بکا ان حضرت کی سُنکر تو اہلحرم کا یہ حال ہوا آہ جب آواز قَدْ قُتِلَ الْحُسَیْنُ ہر طرف سے بلند ہوئی اور ذوالجناح خون آلودہ تیروں سے فگار روز خیمہ پر آیا تو اسوقت ان ستم رسیدوں کا کیا حال ہوا ہوگا جیسا کہ حجت خدا فرماتے ہیں فَلَمَّا رَأَیْنَ النِّسَاءُ جَوَادَکَ مَخْزِیًّا وَنَظَرْنَ سَرْجَکَ عَلَیْہِ مَلْوِیًّا بَرَزْنَ مِنَ الْخُدُوْرِ نَاشِرَاتِ الشُّعُوْرِ اے جد مظلوم جب آپکے اہلحرم نے دیکھا آپکے ذوالجناح کو خالی زین ہے سوار سے اور دیکھا کہ زین اُسپر ایک طرف کو جھکا ہوا ہے تو یہ حال دیکھکر خیموں سے مُو پریشان نکل آئیں افسوس اس تلاطم عظیم میں ان ستم رسیدوں کی یہ حالت تھی عَلَی الْخُدُوْدِ لَاطِمَاتٍ بِالْوُجُوْہِ سَافِرَاتٍ وَبِالْعَوِیْلِ دَاعِیَاتٍ وَبَعْدَ الْعِزِّ مُذَلَّلَاتٍ وَاِلٰی مَصْرَعِکَ مُبَادِرَاتٍ افسوس اپنے رخساروں پر طمانچے مارتی ہوئی بے مقنعہ وچادر واویلاہ واثبوراہ کہتی ہوئی بعد عزت کے ذلیل بے تابانہ آپکے مقتل میں پہنچیں اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۲۲ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ کافی میں منقول ہے

فرمایا جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ علماء دین وارث ہیں انبیا کے وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَآلِہٖ عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ علما میری اُمت کے
مثل انبیائے بنی اسرائیل کے ہیں سبحان اللہ حق سبحانہٗ تعالے نے بعد انبیا و اوصیا کے شرف و بزرگی علما کو
عطا فرمائی ہے فِیْ مُنْتَہَی الْمَقَالِ اَنَّہٗ رَاَی الشَّیْخُ الْمُفِیْدُ فِی الْمَنَامِ فَاطِمَۃَ الزَّہْرَآءَ وَمَعَہَا الْحَسَنُ
وَالْحُسَیْنُ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ وَہِیَ تَقُوْلُ چنانچہ منتہی المقال میں لکھا ہے کہ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے خواب میں
جناب سیدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام کو دیکھا اور اُنکے ساتھ دونوں فرزندان کے حسنین علیہما السلام ہیں اور
وہ مخدومہ فرماتی ہیں یَا شَیْخُ عَلِّمْ وَلَدَیَّ ہٰذَیْنِ الْفِقْہَ اے شیخ میرے ان دونوں فرزندوں کو علم
فقہ تعلیم کرو جب وہ بزرگوار بیدار ہوئے تو نہایت فکر میں تھے ثُمَّ جَآءَتْ فِی الصُّبْحِ فَاطِمَۃُ اُمُّ
الْمُرْتَضٰی وَالرَّضِیِّ بِہِمَآ اِلَیْہِ وَقَالَتْ کَذٰلِکَ بعد اسکے صبح کو فاطمہ مادر سید مرتضی علم الہدیٰ اور سید
رضی کی اپنے فرزندوں کو لیکر ان کے پاس آئیں اور کہا کہ اے شیخ میرے ان دونوں فرزندوں کو علم فقہ تعلیم
کیجیے وَفِیْہِ وَکَانَ یَوْمُ وَفَاتِہٖ یَوْمًا لَمْ یُرَ اَعْظَمَ مِنْہُ مِنْ کَثْرَۃِ النَّاسِ لِلصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ
وَکَثْرَۃِ الْبُکَآءِ مِنَ الْمُخَالِفِ لَہٗ وَالْمُؤَالِفِ اور اسی کتاب میں لکھا ہے کہ روز وفات ان کا ایسا روز
مصیبت تھا کہ اس دن اس کثرت سے لوگ ان کی نماز جنازہ میں حاضر تھے کہ ایسا مجمع دیکھنے میں نہیں
آیا اور ہر شخص مخالف و موالف اُنکی مفارقت پر بشدت روتا تھا وَوُجِدَ مَکْتُوْبًا عَلٰی قَبْرِہٖ
بِخَطِّ الْقَآئِمِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اور بعد دفن کے ان کی قبر پر بخط حضرت صاحب العصر علیہ السلام یہ
لکھا پایا ؎ لَا صَوَّتَ النَّاعِیْ بِیَوْمِکَ اِنَّہٗ ؎ یَوْمٌ عَلٰی اٰلِ الرَّسُوْلِ عَظِیْمٗ نہ منادی کرے
خدا آواز اس شخص کی جو تمہاری خبر مرگ دے اسلیے کہ روز وفات تمہارا آل رسول پر مصیبت عظمی ہے
؎ اِنْ کُنْتَ قَدْ غُیِّبْتَ فِیْ جَدَثِ الثَّرٰی ؎ فَالْعَدْلُ وَالتَّوْحِیْدُ فِیْکَ مُقِیْمٗ اگرچہ تم زیر
خاک غائب و پنہاں ہوئے لیکن توحید و عدل اور علم و ایمان تمہارے ساتھ ہے وَالْقَآئِمُ
الْمَہْدِیُّ یَفْرَحُ کُلَّمَا ؎ تُلِیَتْ عَلَیْکَ مِنَ الدُّرُوْسِ عُلُوْمٗ اور قائم آل محمد صلے اللہ
علیہ وآلہ یہ مہدی دوران خوش ہوتا ہے جس وقت کہ تمہاری درسوں سے لوگ علوم کی
تلاوت کرتے ہیں وَفِی الْمُنْتَخَبِ وَغَیْرِہٖ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِیْ تَفْسِیْرِ قَوْلِہٖ تَعَالٰی
فَمَا بَکَتْ عَلَیْہِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا کَانُوْا مُنْظَرِیْنَ اور منتخب وغیرہ میں ابن
عباسؓ سے اس آیہ کریمہ فَمَا بَکَتْ عَلَیْہِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ کی تفسیر میں منقول ہے اِذَا قُبِضَ اللّٰہُ
نَبِیًّا بَکَتْ عَلَیْہِ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً وَاِذَا مَاتَ الْاِمَامُ مِنَ الْاَئِمَّۃِ الْاَوْصِیَاءِ

بکت علیہ السماء والارض اربعین شہرا واذا مات العالم العامل بعلمہ بکت علیہ السماء
والارض اربعین یوما جب بحکم خدا کسی نبی کی قبض روح ہوتی ہے تو آسمان و زمین چالیس برس تک
روتے ہیں اور جب کسی امام کی آئمہ معصومین علیہم السلام سے رحلت ہوتی ہے تو آسمان و زمین چالیس
مہینے تک متصل روتے ہیں اور جب کوئی عالم باعمل انتقال کرتا ہے تو آسمان و زمین چالیس دن تک آنسو
بہاتے ہیں واما الحسین علیہ السلام فتبکی علیہ السماء والارض طول الدھر وتصدیق
ذالک ان یوم قتلہ قطرت السماء دما وان ھذہ الحمرۃ التی تری فی السماء ظہرت
یوم قتل الحسین علیہ السلام ولم تر قبلہ ابدا وان یوم قتلہ لم یرفع حجر
من حجارۃ الارض الا وجد تحتہ دم عبیط لیکن مصیبت امام حسین علیہ السلام کی وہ
مصیبت عظمیٰ ہے کہ آسمان و زمین آنحضرت کی مصیبت پر ہمیشہ روتے ہیں اور تصدیق اسکی یہ ہے کہ جس
روز وہ جناب شہید ہوئے تو آسمان سے خون برسا اور یہ سرخی شفق جو آسمان پر دکھائی دیتی ہے
اسی روز سے ظاہر ہوئی اور قبل اسکے کبھی دکھائی نہ دی اور جس روز وہ جناب شہید ہوئے ہیں
نہ اٹھایا گیا کوئی پتھر روئے زمین سے مگر یہ کہ اسکے نیچے خون تازہ جوش مارتا ہوا پایا گیا
جناب ابن جوزی نے جناب ام سلمہ رض سے روایت کی ہے وہ مخدومہ فرماتی ہیں کہ میں ہر روز اس
شیشہ کو دیکھتی تھی جس میں خاک کربلا بحفاظت میرے پاس رکھی تھی اور بدستور باقی تھی مگر روز عاشورہ
جب میں نے بعد نماز ظہر کے اس کی طرف نگاہ کی تو دیکھا میں نے کہ اس سے خون تازہ جوش
مارتا ہے اسوقت مجھے یقین ہوا کہ امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے پس مجھے روتے روتے غش
آگیا اور بعد افاقہ کے میں نے عورات ہاشمیہ کو اس حال سے آگاہ کیا اسوقت خانہ رسولخدا میں ماتم
بپا ہوا اور شور گریہ و بکا سے گویا قیامت بپا تھی حضرات یہ حال تو مدینہ منورہ میں عورات
ہاشمیہ کا ہوا جب خاک کربلا خون تازہ ہو گئی آپ تصور کیجئے کہ کربلا میں امام
حسین علیہ السلام کی بہنوں اور بیٹیوں کا کیا حال ہوا ہو گا جب کہ وہ ستم رسیدہ
آواز قد قتل الحسین کی سنکر بیتابانہ مقتل میں آئیں اور قریب ان کی
لاش اطہر کے زار زار روتی تھیں اور بین جگر خراش کرتی تھیں اور مدینہ کی طرف متوجہ ہو کر فریاد
کرتی تھیں جیسا کہ شاعر زبان حال ان کی کہتا ہے یا جدنا ھذا الحسین معفر
علی التراب تجد و ذو الورید یقطع ہائے نانا ہمارے آپ دیکھتے ہیں کہ یہ
فرزند آپ کا حسین مظلوم جس کی رگہائے گردن سے خون جاری ہے زمین گرم پر کس بیکسی سے پڑا ہے

اور بدن اقدس انکا زخموں سے پارہ پارہ ہے وَجِسْمَانُہٗ تَحْتَ الْخُیُوْلِ وَرَاسُہٗ ∴ عِنَادًا
بِاَطْرَافِ الْاَسِنَّۃِ یُرْفَعُ اے نانا رسولخدا جسم انور آپ کے فرزند کا زیر سم اسپاں ہے اور سر اقدس آپکے نور نظر کا
تن اطہر سے جدا کرکے نوک نیزہ پر بعداوت بلند کیا گیا ہے اَیَا جَدَّنَا لَمْ یَتْرُکُوْا مِنْ رِجَالِنَا ∴ وَلَا طِفْلًا
عَلَی الثَّدْیِ یُرْضَعُ اے نانا ہمارے فریاد ہے کہ اعدا نے مرد بڑے اور چھوٹے ہمارے سب قتل کئے اور
اطفال شیر خوار تک کو تیر ستم سے شہید کیا ہے ہائے افسوس لاشہائے خون آلودہ انکے سنگریزوں پر پڑے ہیں
اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ مجلس ۲۳ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ حق سبحانہ تعالٰے
قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ ہر ذیحیات ذائقہ موت کا چکھنے والا ہے واقعی مومنین گر انسان مدت دراز تک اس
دار دنیا میں بسر کرے تو آخر موت ہے اس سے کسی کو چارہ نہیں ہے شاہ و فقیر امیر و غریب اور جوان پیر
اور زن و مرد سب موت کے نزدیک برابر ہیں اور دوستان خدا موت سے نہیں ڈرتے ہیں بلکہ خواہان
لقائے الٰہی رہتے ہیں اور علامہ مجلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ملاقات خدا سے مراد یہ ہے کہ جب
ملائکہ جانب رب العزت سے سوال اعتقادات کا کریں نہ وہ جو مجسمہ گمان کرتے ہیں پس موت
کے برحق ہونے کا اعتقاد مومن کو لازم ہے از بحار الانوار میں منقول ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ یَا اَبَاذَرٍّ اِنَّ الدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے
اے ابوذر تحقیق کہ دنیا مومن کے واسطے قیدخانہ ہے اور کافر کیلئے جنت ہے حضرات یہی وجہ ہے کہ
مومن وقت موت کے مسرور ہوتا ہے اور اسکو بعد موت کے راحت ہوتی ہے اور آفات دنیا سے نجات
پاتا ہے چنانچہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ مع اپنی زوجہ اور
دختر کے بظلم و ستم اعدا مدینہ سے مقام ربذہ میں پہنچے تو زوجہ نے انکی انتقال کیا اب خود
حضرت ابوذر اور دختر انکی باقی تھیں مگر قوت و غذا کے دستیاب نہ ہونے سے نہایت تکلیف تھی بیٹی ابوذر
کی فرماتی ہیں جب تین روز ہم پر گزرے کہ کچھ کھانے کو میسر نہوا اور بھوک نے غلبہ کیا اسوقت میرے باپ
نے فرمایا اے فرزند چلو اس صحرا کی طرف شاید کچھ قسم گیاہ سے ہاتھ آئے تا اسکو کھالیں جب ہم صحرا
میں گئے تو کوئی چیز وہاں نہ ملی اسوقت میرے باپ نے کچھ ریگ صحرا کو جمع کرکے اپنا سر اُسپر رکھا دیکھا میں
نے کہ دفعتہ حالت میرے باپ کی متغیر ہوئی اور آنکھوں پر حالت احتضار کی معلوم ہونے لگی اُس وقت
میں رونے لگی اور عرض کی اے پدر نامدار میں اس صحرا اور غربت تنہائی میں کیا کرونگی فرمایا اے دختر تو

اس امر کا خوف ست کر جب میں اس دُنیا سے رحلت کرونگا تو ایک جماعت اہل عراق سے آئیگی اور وہ لوگ متوجہ
میرے غسل وکفن اور نماز جنازہ اور دفن کے ہونگے مجھے اس امر کی خبر جناب رسولخدا نے دی ہے پس اے
پارہ جگر جب میں دُنیا سے گذر جاؤنگا تو عبا میرا اوپر تو اُڑھا دینا اور سرراہ قافلہ کے جا بیٹھنا جب کوئی قافلہ
اُدھر سے آئے تو کہنا کہ ابوذر صحابی پیغمبر نے انتقال کیا ہے وہ بیکس فرماتی ہیں کہ کچھ لوگ اہل ربذہ جو بیماری
سُنکر میرے باپ کی عیادت کو آئے انہوں نے کہا آپ کو کیا شکایت ہے حضرت ابوذرؓ نے فرمایا ذنوب
گناہوں کی شکایت ہے پوچھا کہ کسی چیز کو جی چاہتا ہے فرمایا رحمت خدا کا خواہشمند ہوں عرض کیا کسی
طبیب کو بلائیں فرمایا اَلطَّبِيْبُ اَمْرَضَنِیْ کہ میرے طبیب نے مجھکو بیمار کیا ہے اب مرض لا دوا ہے
جب نظر میرے باپ کی ملک الموت پر پڑی فرمایا مرحبا اے دوست جو ایسے وقت مجھ تک آیا کہ مجھے بہت
احتیاج اسکی طرف تھی رستگار نہو وہ شخص جو تجھے دیکھکر نادم ہو پھر درگاہ الٰہی میں عرض کی کہ بار الٰہا جلد مجھے
اپنی جوار رحمت میں پہنچا قسم ہے تیرے حق کی اور تو خوب جانتا ہے کہ میں ہمیشہ خواہاں و مشتاق تیری ملاقات کا
تھا اور کبھی مجھے موت سے کراہت نہ تھی پس جب میرے باپ نے رحلت فرمائی تو میں نے عبا انکے منہ پر اُڑھائی
اور سرراہ قافلہ کے جا بیٹھی ناگاہ ایک جماعت کا اس طرف سے گذر ہوا میں نے ان سے کہا اے گروہ اسلام ابوذرؓ
مصاحب رسولخدا نے انتقال کیا ہے یہ سنتے ہی وہ لوگ اپنی سواریوں سے اُتر پڑے اور حالت بیکسی اور غربت پر میرے
باپ کی رونے لگے بعد اس کے انہوں نے حضرت ابوذرؓ کو غسل وکفن دیا اور نماز جنازہ پڑھکے دفن کیا اور
بروایتے اس جماعت میں مالک اشتر بھی تھے انکے ساتھ کفن بہت عمدہ تھا کہ قیمت اسکی چار ہزار درہم تھی
اس کا کفن دیا حضرات سُنا آپ نے کہ جب حضرت ابوذرؓ نے انتقال کیا تو انکی بیٹی نے عبا اُڑھا دی اور قافلہ
جو آیا ان کو خبر دی وفات ابوذرؓ کی تا تجہیز و تکفین کریں افسوس غربت و تنہائی اور بیکسی پر مظلوم کربلا
غریب نینوا مقتول ظلم و جفا مسلوب العمامہ والردا امام حسین علیہ السلام کی بعد شہادت آنحضرت کے
انکے اہلبیت کو اتنی مہلت کہاں تھی کہ چادر لاش پارہ پارہ پر اُڑھاتے بلکہ اشقیائے کوفہ و شام نے عوض
میں چادر اُڑھانے اور غسل وکفن دینے کے لباس بھی جسم اقدس سے اُتار لیا کوئی عمامہ لیگیا کوئی کرتہ لے گیا کسی
نے عبا اُتار لی اور ایک لعین نے ایک انگشتری کے واسطے انگشت اطہر جدا کی جو بسبب زخموں کے ورم
آگیا تھا ہائے افسوس کسی قافلہ اہل اسلام کا اُسوقت کربلا کی طرف گذر نہوا کہ اہلبیت انسے فرماتے کہ فرزند
رسولخدا نے اس صحرا میں انتقال کیا ہے انکی تجہیز و تکفین کرو وَ مَتْرُوْكٌ فِیْ حَرِّ الْهَجِيْرِ عَلَى الثَّرٰى ۞

ثَلٰثَ لَیَالٍ لَا تُسْتَرُ لُحُوْدُھَا افسوس لاش اطہر اس مظلوم کی اور اُن کے اصحاب و اقربا اور اولاد کی تین شبانہ روز تک خاک و خون آلودہ ریگ گرم صحرائے کربلا پر پڑی رہی اور کوئی متوجہ طرف کفن و دفن اور نماز جنازہ کے نہوا آخر بعد تین روز کے کچھ اہل قریہ بنی اسد جمع ہوئے اور اُن لاش ہائے انور کو دفن کیا جیسا کہ حجت خدا فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ تَوَلّٰی دَفْنَہٗ اَھْلُ الْقُرٰی سلام ہو اس فرزند رسولؐ پر جسے اہل قریہ و دیہات نے دفن کیا حضرات کفن شہید کا تو لباس اس کا ہے وہ اعدا نے لوٹ لیا تھا پھر بنی اسد نے کیونکر دفن کیا اس مصیبت کو حجت خدا فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی الْمَدْفُوْنِیْنَ بِلَا اَکْفَانٍ سلام ہو ان شہدائے راہ خدا پر جو بے کفن کے دفن ہوئے افسوس حال بیان کے سرہائے نورانی کے کہ وہ ساتھ بدنوں کے دفن نہوئے جیسا کہ حجت خدا فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی الرُّؤُسِ الْمُتَفَرِّقَۃِ عَنِ الْاَبْدَانِ سلام ہو ان سرہائے مقدسہ پر جو اپنے بدنوں سے جدا رہے آہ افسوس ہزار افسوس اعدا نے سر اقدس مظلوم کربلا کو نیزہ پر بلند کیا شہر بشہر پھرایا یہاں تک کہ سامنے یزید لعین کے بطور ہدیہ پیش کیا اور وہ شقی لب و دندان انور پر چھڑی سے بے ادبی کرتا تھا چنانچہ حجت خدا فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی الثَّغْرِ الْمَقْرُوْعِ بِالْقَضِیْبِ سلام ہو ان لب و دندان انور پر جن پر چھڑی لگائی گئی الا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۲۴

عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ اِنَّھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ لِعَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَا عَلِیُّ اِنَّ مُحِبِّیْکَ یَفْرَحُوْنَ فِیْ ثَلٰثِ مَوَاطِنَ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے جناب ام سلمہؓ سے روایت کی ہے کہ کہا اُس معظمہ نے فرمایا جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے یا علیؑ محب اور دوست تمہارے تین مقاموں میں فرحناک ہوں گے عِنْدَ سَوْقِ اَنْفُسِھِمْ وَاَنْتَ ھُنَاکَ تَشْھَدُھُمْ وَعِنْدَ الْمَسْئَلَۃِ فِی الْقُبُوْرِ وَاَنْتَ ھُنَاکَ تُلَقِّنُھُمْ وَعِنْدَ الْعَرْضِ عَلَی اللّٰہِ وَاَنْتَ ھُنَاکَ تُعَرِّفُھُمْ ایک نزدیک ان کی جانکنی کے اور تم یا علیؑ ان کو دیکھتے ہوگے اور موجود ہوگے دوسرے نزدیک سوال و جواب کے ان کی قبروں میں اور تم اسوقت انکو عقائد حقہ تلقین کروگے تیسرے نزدیک انکے عرض اعمال کے درگاہ احدیت میں اور تم اسوقت انکو شناخت کروگے وَقَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ بَقِیَّۃُ عُمْرِ الْمُؤْمِنِ لَا قِیْمَۃَ لَہٗ اور فرمایا جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے کہ بقیہ عمر مومن کی بے بہا ہے واقعی مومن کو خیال آخرت کا ضرور ہوتا ہے اور موت سے کراہت نہیں کرتا ہے جو درمیان اسکے اور آخرت کے حائل ہے اور بعد موت کے مومن درجۂ عالیہ پر فائز ہوتا ہے اور دنیا کی آفات سے

نجات پاتا ہے چنانچہ تالیف معتبر میں زاذان کندی سے منقول ہے وہ کہتا ہے کہ میں مدائن میں خدمت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ میں حاضر تھا جب وقت ان کی وفات کا قریب پہنچا تو میں نے کہا اے سلمانؓ آپ کے غسل و کفن اور دفن کا متکفل کون ہوگا فرمایا وہ بزرگوار جس نے جناب رسولؐ مختار کو غسل و کفن دے کر دفن کیا یہ سُنکر میں نے کہا کہ جناب رسولخدا کو امیر المومنینؑ نے غسل دیا تھا وہ جناب مدینہ میں ہیں اور آپ مدائن میں یہ امر کیونکر ظہور میں آئے گا حضرت سلمان رضہ نے فرمایا جب روح میری مفارقت کرنے لگے گی اس وقت تم مجھے رُو بقبلہ کرتے ہوگے اور چادر مجھپر اُڑھاتے ہوگے کہ وہ جناب تشریف فرما ہوں گے پس میری طرف سے ان حضرت کو سلام کہنا اور جو کچھ فرمائیں اُسپر عمل کرنا راوی کہتا ہے کہ جب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ برحمت الٰہی ہوئے تو میں نے ان پر چادر اُڑھائی ناگاہ دیکھا کہ مظہر العجائب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام تشریف فرما ہوئے میں نے سلام کیا اور سلمانؓ کی طرف سے بھی سلام پہنچایا بعد اس کے میں نے دیکھا کہ حضرت نے گوشہ چادر کو سلمانؓ کے منہ سے اُٹھایا اسوقت وہ متبسم ہوئے حضرت نے فرمایا خوشا بحال تیرے اے ابو عبد اللہؓ جب تو خدمت میں جناب رسولخدا کی مشرف ہونا پس عرض کرنا جو کچھ کہ ان حضرت کے اصحاب نے مجھ سے سلوک کیا ہے یہ فرما کر منہ ان کا ڈھانپ دیا اور متوجہ غسل و کفن اور نماز جنازہ ہوئے اور انکو دفن کر کے نماز ظہر مدینہ منورہ میں پڑھی اور منقول ہے کہ جب آنحضرت نے سلمان فارسیؓ کے جنازہ پر نماز پڑھی تو راوی کہتا ہے دیکھا میں نے کہ دو مرد جلیل القدر تشریف لائے اور حضرت تکبیر بلند کہتے تھے جب میں نے سبب اسکا پوچھا تو فرمایا یہ جو دو شخص نماز میں آکر شریک ہوئے تھے یہ خضرؑ پیغمبر اور بھائی میرے جعفر طیارؓ تھے اور ہر ایک بزرگوار کے ہمراہ ستر صفیں ملائکہ کی تھیں اور ہر صف میں ہزار ہزار فرشتے تھے ان سب نے جنازۂ سلمانؓ پر نماز پڑھی آہ اب کیا حاجت بیان ہے کہاں تھے امیر المومنینؑ روز عاشور جب صحرائے کربلا میں لاش بے سر انکے پارۂ جگر مظلوم کربلا غریب نینوی کی زخموں سے چور چور خاک و خون آلودہ ریگ گرم پر پڑی تھی جن کے بدن اطہر پر بنا بر روایت مشہور کے ایک ہزار نو سو پچاس زخم لگے تھے ہائے افسوس کوئی اُس لاش اطہر کو چادر اُڑھانے والا نہ تھا بلکہ عوض اسکے اشقیائے کوفہ و شام نے لباس تک لوٹ لیا کوئی عمامہ لیگیا کوئی کرتہ لیگیا کسی نے عبا اُتار لی آہ ایک لعین نے ایک انگوٹھی کیلئے انگشت اطہر کو قطع کیا جو بسبب زخموں کے ورم آگیا تھا اور جمال ملعون نے ایک کمر بند کیلئے دونو ہاتھ جدا کئے اور اعدا نے لاش اقدس کو پامال سم اسپاں کیا اور بے کفن و دفن چھوڑ کر چلے گئے اور کوئی متوجہ طرف نماز جنازہ کے بھی نہوا اور سر اطہر کو نیزہ پر رکھا اور بازار و دربار میں

پھر آیا آخر سامنے ابن زیاد اور یزید لعین کے بطور ہدیہ کے پیش کیا اور وہ لعین لب و دندان انور پر چھڑی سے بے ادبی کرتے تھے ع اَبْنَ الرَّسُوْلُ وَثَغْرُہٗ کَانَ یَرْشِفُہٗ بِیَدِ قَۃٍ بِقَضِیْبٍ کَفٌّ مَجْمُوْعٌ ہائے افسوس کہاں ہیں جناب رسول خدا دیکھیں ان لب و دندان انور کو کہ جنکے بوسے لیا کرتے تھے افسوس ان پر ایک ظالم بدکردار چھڑی لگاتا تھا جیسا کہ مجتہد خدا فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی الثَّغْرِ الْمَقْرُوْعِ بِالْقَضِیْبِ سلام ہو ان لبہائے دندان انور پر جنپر چھڑی لگائی گئی اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۵ ہم

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اِنَّ الْیَتِیْمَ اِذَا بَکٰی اِھْتَزَّ لِبُکَائِہٖ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ لِمَلٰئِکَتِہٖ یَا مَلٰئِکَتِیْ مَنْ اَبْکٰی ھٰذَا الْیَتِیْمَ الَّذِیْ غُیِّبَ اَبُوْہُ فِی التُّرَابِ تفسیر منہج الصادقین میں منقول ہے فرمایا جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ نے جب یتیم روتا ہے تو اسکے رونے سے عرش الٰہی کو جنبش ہوتی ہے پس حق سبحانہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ اے ملائکہ میرے اس یتیم کو کس نے رُلایا ہے جس کا باپ زمین میں پنہاں کیا گیا ہے فَیَقُوْلُ الْمَلٰئِکَۃُ اَنْتَ اَعْلَمُ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی یَا مَلٰئِکَتِیْ فَاِنِّیْ اُشْھِدُکُمْ اَنَّ لِمَنْ اَسْکَتَہٗ وَاَرْضَاہُ اَنْ اُرْضِیَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ پس ملائکہ عرض کرتے ہیں کہ بارالٰہا تو ہی عالم و دانا تر ہے اسوقت حق سبحانہٗ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرشتو میرے میں تم کو اس بات پر گواہ کرتا ہوں جو شخص ہیں یتیم کو چپ کرے اور راضی کرے تو بروز قیامت میں اس سے راضی و خوشنود ہونگا سبحان اللہ یہ مرتبہ ہے یتیم نوازی کا کیونکہ یتیم کا دل نازک ہوتا ہے مگر وائے ہو اشقیائے کوفہ پر کہ انہوں نے جناب مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے یتیموں کو کس ظلم و ستم سے شہید کیا اور اولاد میں ان کے کسی کو باقی نہ رکھا افسوس دو صاحبزادے عبد اللہ اور ابو عبد اللہ روز عاشور شہید ہوئے اور دو صاحبزادے صغیر محمد اور ابراہیم اسیر ہوئے آخر وہ بھی حارث لعین کے ہاتھ سے قتل ہوئے فِی الْمَقْتَلِ اَنَّہٗ لَمَّا رَاٰی عَشِیْرَتَہٗ وَاَقْرِبَائَہٗ ھٰکَذَا اِجْتَمَعُوْا اَوَدَّعَ بَعْضُھُمْ بَعْضًا چنانچہ مقتل ابو مخنف اور محرق القلوب میں منقول ہے کہ جب روز عاشورا اصحاب باوفا امام حسین علیہ السلام کے درجہ شہادت پر فائز ہو چکے اور آنحضرت کے عزیز و اقربا نے یہ حال دیکھا تو مجتمع ہو کر ایک دوسرے سے رخصت ہونے لگے کہ وہ سب جوانان ہاشمی علوی اور جعفری اور عقیلی یعنی ذرّیت و عترت جناب ابو طالب سے تھے فَاَوَّلُ مَنْ بَرَزَ مِنْ اَھْلِ بَیْتِہٖ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ عَقِیْلٍ پس جو اول اہلبیت و اقربائے امام حسین علیہ السلام کے آمادہ جہاد ہو کر طالب رخصت ہوا وہ عبد اللہ فرزند مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے تھے فَقَالَ لَہٗ یَا سَیِّدِیْ ھَلْ مِنْ رُخْصَۃٍ حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ اے سید و آقا میرے آیا مجھے اجازت جہاد ہے فَقَالَ لَہُ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَا بَنِیْ عَقِیْلٍ حَسْبُکُمْ مِنَ الْقَتْلِ قَتْلُ اَبِیْکُمْ مُسْلِمٍ امام حسین علیہ السلام نے ان سے فرمایا اے اولادِ عقیل رضی اللہ عنہ تمہارے لئے قتل ہونا تمہارے باپ مسلم کا کافی ہے عبد اللہ نے

عرض کی کہ اے چچا ہم پیش خدا و رسول کیا جواب دینگے جو آج جہاد راہ خدا آپ کے سامنے ترک کریں۔
الغرض وہ شیر دلاور رخصت حاصل کر کے رجز پڑھتے ہوئے سامنے لشکر اعدا کے آکر مشغول جہاد ہوئے
اور اس تشنہ لبی میں اٹھانوے سوار کو قتل کیا آخر ان اشقیا نے ہر طرف سے گھیر لیا اور تیر باراں کیا
یہاں تک کہ اس نوجوان کو شہید کیا پس حضرت ان کی طرف قتلگاہ میں تشریف لے گئے دیکھا کہ روح
انکی طرف جنت کے پرواز کر گئی ہے اور لاش خاک و خون میں آلودہ زمین پر پڑی ہے یہ حال
دیکھکر مظلوم کربلا بشدت روئے اور فرمایا خدا قتل کرے ان اشقیا کو کہ جنہوں نے اولادِ عقیلؑ کو قتل
کیا بعد اسکے فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پس دو فرزند جناب مسلمؑ کا بھی اسیطرح راہ خدا
میں جہاد کر کے نصرت میں اپنے چچا کے شہید ہوا اور مظلوم کربلا نے ان کی لاشیں اُٹھا کر قریب خیمہ گاہ
کے رکھدیں اور جناب مسلم کے اور دو یتیموں کا حال یوں ہے فِی الْمُنْتَخَبِ وَالْاَمَالِیْ اَنَّہٗ لَمَّا قُتِلَ
الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اُسِرَ مِنْ عَسْکَرِہٖ غُلَامَانِ صَغِیْرَانِ چنانچہ منتخب اور امالی میں منقول ہے
کہ جب روز عاشورا امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے اور اشقیائے کوفہ و شام نے اسباب لوٹ لیا
اور خیموں میں آگ لگائی اور اہل حرم اور بچے بیتابانہ باہر آئے تو اسوقت دو صاحبزادے کم سن
اسیر ہوئے جو آنحضرت کے لشکر میں باقی تھے فَاُتِیَ بِھِمَا اِلَی ابْنِ زِیَادٍ فَدَعَی السَّجَّانَ وَقَالَ لَہٗ
اَسْجِنْھُمَا وَمِنَ الطَّعَامِ الطَّیِّبِ لَا تُطْعِمْھُمَا وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ لَا تَسْقِھِمَا پس کسی نے ان دونوں کو
ابن زیاد کے پاس پہنچایا اور اس شقی نے داروغہ قید خانہ کو بلا کر حکم دیا کہ ان یتیموں کو قید خانہ میں لے
جا اور ہرگز ان کو کھانا لذیذ اور پانی سرد نہ دینا اس زندانبان نے ایک برس تک موافق حکم کے ایسا
ہی کیا یہاں تک کہ دل ان یتیموں کا تنگ ہوا اور ایک روز ایک بھائی نے دوسرے بھائی سے
کہا اے بھائی اب قریب ہے کہ بوجہ اذیت کے ہم اس قید خانہ میں ہلاک ہوں بہتر یہ ہے کہ زندان
بان کو اپنے نام و نسب سے آگاہ کریں اُمید ہے کہ وہ ہمارے حال پر رحم کرے جب رات ہوئی اور
حسب دستور وہ زندانبان دو نانِ جو اور کوزہ پانی کا لیکر ان کے پاس آیا اسوقت اُن یتیموں نے
فرمایا اے شیخ آیا تو جناب رسول خدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ سے واقف ہے اُس نے جواب دیا
کیونکر نہیں جانتا ہوں وہ حضرت نبی میرے اور شفیع روز قیامت ہیں پھر فرمایا آیا علی ابن ابیطالب
علیہ السلام سے بھی واقف ہے اس نے جواب دیا کہ وہ جناب آقا اور امام میرے ہیں پھر فرمایا آیا تو مسلم بن عقیل رض
سے بھی واقف ہے اُس نے کہا ہاں عقیل ابن عم رسولؐ ہیں اُن یتیموں نے فرمایا اے شیخ ہم دونو فرزند ہیں مسلم بن
عقیل کے ہماری کمسنی اور یتیمی پر رحم کر یہ سنکر وہ زندانبان رو دیا اور ان کے قدموں پر گرا اور کہا

یہہ دروازہ قید خانہ کا کھلا ہوا ہے جہاں جی چاہے آپ چلے جائیں جب باہر آئے تو اطراف کوفہ میں حیران تھے کہ کہاں جائیں جب صبح ہوئی تو ایک باغ میں درخت پر چھپ رہے وہاں ایک کنیز نے دیکھا وہ بالتجا اپنے ساتھ لے گئی آخر حارث کے مکان پر پہنچے اسکی زوجہ نے مہمان کیا اور بہت خاطرداری کی جب رات ہوئی تو دونوں بھائی گلے ملکر حجرہ میں سو رہے اِسی اثنا میں حارث اپنے گھر میں آیا اور وہ لعین انکی تلاش میں دن بھر پھرا تھا اور تعب میں تھا اسکی زوجہ نے کہا کہ تو آج اتنی دیر کہاں تھا کہ تیرے چہرہ پر آثار تعب کے ظاہر ہیں اُس نے جواب دیا کہ ابن زیاد نے منادی کی ہے جو پسران مسلم کو پکڑ کر لائے گا وہ انعام کثیر پائے گا میں بھی ان کی تلاش میں پھرا مگر کہیں نشان ان کا نہ ملا یہ سُنکر اس عورت نے کہا وائے ہو تجھپر تجھے خوف خدا نہیں ہے کہ سادات کے قتل کا درپے ہے یہ سُنکر وہ خاموش ہوکر لیٹ رہا اسی اثنا میں آواز سانس لینے اور ہمہمہ کی حجرہ سے اس نے سنی تو وہ لعین اس تاریکی شب میں اُٹھا اور ہاتھ سے دیواریں مثل اعمیٰ کے ٹٹولتا تھا یہاں تک کہ ہاتھ اُس کا طفل صغیر پر پڑا اُس نے فرمایا تو کون ہے حارث نے کہا میں مالک گھر کا ہوں تم کون ہو اُس یتیم نے جواب دیا ہم فرزند ہیں مسلم بن عقیلؑ کے اُس لعین نے کہا عبث میں نے اپنے نفس اور مرکب کو تعب میں ڈالا حالانکہ تم میرے گھر میں ہو آہ اُس لعین نے ایک طمانچہ بڑے صاحبزادے کے مُنہ پر اس زور سے مارا کہ منہ اور دانتوں سے خون جاری ہوا اور وہ یتیم منہ کے بھل زمین پر گر پڑا اور دوسرا طمانچہ چھوٹے صاحبزادے کے منہ پر اس زور سے مارا کہ وہ مظلوم بھی زخمی ہوکر زمین پر گر پڑا بعد اسکے بازوان کے باندھکر صبح تک صحن میں کھڑا رکھا اور وہ یتیم روتے تھے اور باہم وداع ہوتے تھے جب صبح ہوئی تو ان بچوں کو گھر سے لیکر طرف نہر فرات کے واسطے قتل کرنے کے لے چلا اور اپنے غلام کو تلوار دی اور کہا انکو قتل کر جب اس غلام نے چاہا کہ قتل کرے تو ایک یتیم نے فرمایا اے حبشی کس قدر مشابہ ہے تو سیاہی میں بلال مؤذن رسولخدا سے یہ سُنکر اُس غلام نے پوچھا کہ تم کون ہو فرمایا ہم عترت سے تیرے نبیؐ کے ہیں اور فرزند ہیں مسلم بن عقیلؓ کے اُسوقت وہ غلام ان کے قدموں پر گر پڑا اور تلوار پھینک کر اپنے تئیں فرات میں گرا دیا پس حارث خود ان کے قتل کرنے پر متوجہ ہوا اسوقت فرزند اُس کا مانع ہوا اور کہا قسم ہے تجھے خدا کی ان یتیموں کو قتل نکر یہ سُنکر حارث غضبناک ہوا اور اپنے فرزند کو ایک تلوار ماری کہ وہ گر پڑا یہ دیکھ کر وہ دونوں یتیم رونے لگے اور ایک دوسرے سے ملکر رخصت ہونے لگے جب حارث قتل کرنے لگا تو ان یتیموں نے فرمایا اے شیخ تجھے قسم ہے خدا کی کہ ہمیں ابن زیاد کے پاس زندہ

لے چل یا ہمیں بازار میں بیچ لے اور قیمت سے ہماری نفع اُٹھا اس ملعون نے کہا کہ میں تم کو ضرور ہی قتل کروں گا فرمایا اگر یہی مقصود ہے تو ہمیں اب اتنی مہلت دے کہ دو دو رکعت نماز پڑھ لیں پس حارث نے اتنی مہلت دی کہ ان یتیموں نے نماز صبح پڑھی جب نماز سے فارغ ہوئے تو حارث لعین نے بڑے صاحبزادے کے سر پر تلوار لگائی کہ سر انور جدا ہو کر زمین پر گرا اور لاش اطہر خاک و خون آلودہ زمین پر تڑپنے لگی اُس وقت چھوٹے بھائی نے فریاد کی اور رونے لگی اور اپنے بھائی کی لاش سے لپٹ کر صدائے وَا اَخَاہُ وَا غُرْبَتَاہُ کی بلند کی اور ان کے خون میں لوٹنے لگے آہ اسی اثنا میں حارث لعین نے ایک تلوار گردن پر اُس یتیم کے ماری کہ سر ان کا بھی بدن سے جدا ہوا اور لاش بے سر خون میں لوٹنے لگی پس حارث نے ان کے سروں کو توبڑے میں رکھ کے لاشوں کو فرات میں ڈال دیا آہ جب حارث نے بڑے بھائی کی لاش فرات میں ڈال دی تو وہ پانی پر ٹھہری رہی جب تک دوسرے بھائی کو حارث نے قتل کیا اور جب وہ لاش بھی دریا میں ڈال دی اسوقت بڑے بھائی کی لاش پانی کو ہٹا کر چھوٹے بھائی کی لاش کے قریب آئی اور دونوں لاشیں ملکر غریق آب رحمت ہو گئیں حضرات تعجب ہے کہ کیا الفت و محبت تھی بھائی کو اپنے بھائی کی کہ بعد شہادت کے بھی جدائی گوارا نہوئی ہائے افسوس کیا صدمہ ہوا ہوگا روز عاشورا امام حسینؑ کو جبکہ سامنے آنحضرت کے ان کے بھائی قوت بازو و قمر بنی ہاشم جناب عباسؑ کے اعدا نے دونوں ہاتھ قطع کئے اور گرز آہنی سے سر انور شق کیا اور تیر باراں کر کے گھوڑے سے زمین گرم پر گرادیا اُسوقت مظلوم کربلا روتے تھے اور فرماتے تھے وَا اَخَاہُ وَا عَبَّاسَاہُ اَلْاٰنَ اِنْکَسَرَ ظَہْرِیْ اے بھائی العباسؑ اب تمہارے مرنے سے کمر میری شکستہ ہوگئی اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۲

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْہَرْ تفسیر منہج الصادقین میں منقول ہے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے اے حبیب ہمارے از تم درد بینوائی اُٹھا چکے ہو اور شربت یتیمی چکھ چکے ہو پس قہر مت کر و یتیم پر اور یتیم کو حقیر مت جان اور قدر اسکی پہچان اور باحسان اور عطوفت و مہربانی ان سے سلوک کر اور اپنی یتیمی کو یاد کر اور انکے مال پر مسلط مت ہو کہ انکے حق کو تصرف کرے اور انکو نہ پہنچائے جیسا کہ ظالم کرتے ہیں وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ مَنْ مَسَحَ رَاْسَ یَتِیْمٍ کَانَ لَہٗ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ تَمُرُّ عَلٰی یَدِہٖ نُوْرٌ یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ فرمایا جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے جو شخص یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے تو بعوض ہر بال کے کہ جس پر ہاتھ مرور کرے اُسکو ایک نور بروز قیامت عطا ہوگا سبحان اللہ یہ تاکید اور مرتبہ ہے یتیم نوازی کا مگر

وائے ہو حارث لعین پر کہ اُس نے یتیمان جناب مسلمؑ پر کیا کیا ظلم و ستم کئے اور کس بیکسی سے
ان کو شہید کیا فِی الْاَمَالِیْ وَالْمَنَاقِبِ اَنَّهٗ لَمَّا فَرَغَ الْمَلْعُوْنُ مِنْ قَتْلِ الْغُلَامَیْنِ وَرَمٰی
اَبْدَانَهُمَا فِی الْمَآءِ وَهُمَا یَقْطُرَانِ دَمًا وَمَرَّ حَتّٰی اَتٰی بِرَاْسَیْهِمَا اِلٰی عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ زِیَادٍ
چنانچہ امالی اور مناقب میں منقول ہے کہ جب حارث لعین فرزندان جناب مسلمؑ کے قتل سے فارغ ہوا
اُسوقت بدن خون آلودہ اُن کے فرات میں ڈال دیئے اور سرہائے نورانی اُن کے کہ خون اُن سے ٹپکتا
تھا اُسیطرح لئے ہوئے ابن زیاد کے پاس آیا اُسوقت وہ لعین کرسی پر بیٹھا تھا اور اُسکے ہاتھ
میں چھڑی تھی پس حارث نے وہ دونوں سر سامنے اسکے زمین پر رکھدیئے جب نظر اسکی
ان سروں پر پڑی تو اپنی جگہ سے تین مرتبہ اُٹھا اور بیٹھا بعد اسکے کہا وائے ہو تجھپر تو نے ان کو
کہاں سے پایا حارث لعین نے کہا میری زوجہ نے ان کو مہمان کیا تھا ابن زیاد نے کہا تو نے حق
اور حرمت مہمانداری کی ان کے بارہ میں رعایت نہ کی حارث نے کہا میں نے کچھ رعایت نہیں کی
ابن زیاد نے کہا اُسوقت ان بچوں نے تجھ سے کیا کہا حارث نے جواب دیا کہ مجھ سے فرمایا اے
شیخ ہم کو بازار میں لے جا کر بیچ لے اور ہماری قیمت سے نفع اُٹھا اور اس امر کا ارادہ مت کر
کہ بروز قیامت رسولخدا تیرے دشمن ہوں ابن زیاد نے کہا تو نے کیا کہا حارث کہتا ہے میں نے
جواب دیا کہ میں ضرور قتل کرونگا اور سر تمہارے ابن زیاد کے پاس لے جا کر دو ہزار درہم انعام
لونگا ابن زیاد نے کہا ان یتیموں نے کیا کہا حارث نے جواب دیا کہ مجھ سے فرماتے تھے تو ہم کو ابن زیاد
کے پاس زندہ لے چل وہ جو چاہے ہمارے بارہ میں حکم کرے ابن زیاد نے کہا اس وقت تو نے کیا کہا حارث
کہتا ہے کہ میں نے کہا یہ ممکن نہیں ہے بلکہ خوشنودی ابن زیاد کے لئے تمہارے سرہائے خون آلودہ
لے جاؤنگا ابن زیاد نے کہا کیوں میرے پاس زندہ نہ لایا کہ میں تجھ کو دو چند انعام چار ہزار
درہم دیتا اس لعین نے جواب دیا کہ کوئی راہ میں نے نہ دیکھی سوا اسکے کہ تیری خوشی کیلئے
انکے سر لاؤں ابن زیاد نے کہا اسوقت تجھ سے کیا کہا حارث نے کہا کہ فرماتے تھے اے
شیخ ہمارے بارہ میں قرابت رسولخدا کا پاس کر ابن زیاد نے کہا تو نے کیا کہا وہ لعین کہتا ہے
میں نے جواب دیا کہ تم کو رسولخدا سے کچھ قرابت نہیں ہے ابن زیاد نے کہا اسوقت تجھسے کیا کہا
حارث نے جواب دیا کہ فرمایا اے شیخ ہماری کمسنی اور یتیمی پر رحم کر اور ہمیں ناحق قتل مت کر ابن زیاد نے کہا
وائے ہو تجھپر تو نے ان پر کیوں رحم نہ کیا حارث کہتا ہے کہ میں نے جواب دیا میرے دل میں تمہارے لئے خدا نے
کچھ رحم قرار نہیں دیا ہے ابن زیاد نے کہا اسوقت تجھسے کیا کہا حارث کہتا ہے کہ ان بچوں نے مجھ سے فرمایا اگر

تجھے قتل کرنا ہی مقصود ہے تو ہمیں اتنی مہلت دے کہ ہم نماز آخری ادا کر لیں حارث کہتا ہے کہ میں نے جواب دیا اگر یہ نماز کچھ نفع بخشے تو پڑھ لو پس ہر ایک نے دو دو رکعت نماز پڑھی آپی زیاد نے کہا بعد فراغ نماز کے کیا کہا حارث نے کہا بعد نماز کے اپنے ننھے ننھے ہاتھ بلند کئے اور گوشہ چشم سے بحسرت و یاس طرف آسمان کے نگاہ کی اور درگاہ الٰہی میں دعا کی یَا حَیُّ یَا اَحْکَمَ الْحَاکِمِیْنَ حکم بحق فرما درمیان ہمارے اور ہمارے قاتل کے یہ سنکر ابن زیاد نے کہا خدا نے درمیان تیرے اور ان یتیموں کے حکم بحق فرمایا ہے یہ کہکر حکم دیا کہ اس لعین کو اسی جگہ لے جا کر قتل کرو جہاں ان بچوں کو قتل کیا ہے پس ایک شامی نے لیجا کر اسکو قتل کیا حضرات سنا آپ نے کہ یتیمان جناب مسلم رضہ پر کیا مصیبت گذری مگر لاش اپنے پدر مظلوم کی خاک و خون آلودہ ریگ گرم پر بے لباس نہ دیکھی نہ لاش کو پامال سم اسپاں دیکھا نہ سر انکا نیزہ پر نصب دیکھا لیکن افسوس ہے حال پر یتیمان امام حسینؑ کے کہ انکے مصائب کی کوئی انتہا نہیں ہے افسوس انہوں نے روز عاشورا صحرائے کربلا میں لاش اپنے پدر مظلوم کی زخموں سے چور چور خاک و خون آلودہ ریگ گرم پر بے لباس پڑی ہوئی دیکھی اور سر اقدس ان کا نوک نیزہ پر نصب دیکھا اور یتیمان جناب مسلم رضہ کو کسی نے تازیانے نہ مارے بخلاف یتیمان امام حسین علیہ السلام کے کہ شمر لعین نے تازیانے مارے اور بجبر و قہر لاش پدر سے کھینچکر جدا کیا اور فرزند بیمار کا عمامہ لوٹ لیا اور فرش و بستر تک کھینچکر لے گئے اور دختر یتیمہ کے گوشوارے اتار لئے اور اسیر کر کے شتران بے فرش و بے پردہ پر تشہیر بشہر مجمع عام میں لئے پھرے حضرات پسران جناب مسلمؑ ایک سال تک قید خانہ کوفہ میں قید رہے اور دو نان جو اور ایک کوزہ پانی کا ہر روز ملتا تھا اور سایہ میں تھے بخلاف یتیمان مظلوم کربلا کے کہ ان ستم رسیدوں کا کوئی خبر لینے والا آب و طعام سے نہ تھا اکثر تشنہ لب اور گرسنہ رہتے تھے اور صبر و شکر کرتے تھے اور ایک سال تک قید خانہ شام میں مقید رہے جو دن کی دھوپ اور رات کی شبنم سے محفوظ نہ تھا جسکے سبب سے پوست چہروں کے متغیر ہو گئے تھے اور وہ مکان نہایت تنگ تھا اور زمین بھی ہموار نہ تھی اور وہاں بہت اذیت و تکلیف تھی یہاں تک کہ اسی قید خانہ میں بلکتے روتے تین برس کی ایک یتیمہ نے انتقال کیا اور اکثر یزید بیمار کربلا کو واسطے قتل کرنے کے اپنے سامنے طلب کرتا تھا اسوقت وہ جناب فرماتے تھے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پس ایک روز حضرت نے فرمایا اے یزید کیا تو مجھے قتل ہونے سے ڈراتا ہے ہم اہلبیت رسالت کی راہ خدا میں شہید ہو جانا عادت ہے اور اگر کوئی آنحضرت سے سوال کرتا تھا یابن رسول اللہ آپ پر سخت ترین مصیبت کہاں گذری ہے تو فرماتے تھے اَلشَّامُ اَلشَّامُ اَلشَّامُ چنانچہ وہ جناب خود فرماتے ہیں ؎ اُقَادُ ذَلِیْلًا فِیْ دِمَشْقَ کَاَنَّنِیْ ٭ مِنَ الزَّنْجِ عَبْدٌ غَابَ عَنْہُ نَصِیْرٗ

آہ اعدائے دین مجھے شہر دمشق میں گلوئے نازک میں ریسمان باندھکر اسیر کرکے اس ذلت سے لائے جس طرح کوئی شخص کسی غلام حبشی کو کہ جس کا کوئی حامی و مددگار نہو قید کرکے لاتا ہے ع وَجَدِّیْ نَبِیُّ رَسُوْلُ اللّٰہِ فِیْ کُلِّ مَشْہَدٍ ٭ وَشَیْخِیْ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَمِیْرٌ ٭ باوجود اس کے کہ تمام عالم جانتا ہے کہ جدامجد میرے جناب رسولخدا اور دادا میرے امیرالمومنین علی مرتضیٰ باعث ایجاد عالم ہیں اسپر بھی کسی نے ہماری رعایت نہ کی گویا یہ مطلب تھا کہ جو ایسے خاندان عالی اور دودمان رسالت سے ہو آہ وہ اس حال سے اسیر کیا جاوے ع فَیَا لَیْتَ لَمْ اَنْظُرْ دِمَشْقَ وَلَمْ اَکُنْ ٭ یَرَانِیْ یَزِیْدُ فِیْ یَدَیْہِ اَسِیْرٌ ٭ کاش کہ میں بھی روز عاشورا کربلا میں شہید ہوجاتا کہ آج دمشق میں نہ پہنچتا اور اس حال سے یزید بن معاویہ مجھے سامنے اپنے نہ دیکھتا آہ ان حضرت کو اعدائے الجرم کے رسن بستہ کس ظلم وستم سے سامنے یزید شرابخوار کے لے گئے کہ خود وہ مظلوم فرماتے ہیں وَنَحْنُ اِثْنَا عَشَرَ نَفَرًا مِنْ اَھْلِبَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اسوقت ہم بارہ نفر اہلبیت رسالت سے ایک ریسمان ستم میں بندھے ہوئے تھے اور اسی طرح سامنے یزید کے مجمع عام میں کھڑا کیا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ٭

مجلس ۲

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ عَاھَدَنِیْ رَبِّیْ اَنْ لَا یَقْبَلَ اِیْمَانَ عَبْدٍ اِلَّا بِمَحَبَّةِ اَھْلِبَیْتِیْ ٭ اکسیر العبادات میں منقول ہے فرمایا جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ معاہدہ کیا ہے مجھ سے میرے پروردگار نے یہ کہ قبول نہ کرونگا ایمان کسی بندہ کا مگر محبت ومودت میرے اہلبیتؑ کے پس حضرات کیا حال ہوگا ان لوگوں کا جنہوں نے پہلے اقرار کیا وحدانیت خدا اور رسالت سید انبیا اور ولایت وامامت آئمہ ہدیٰ کا بعد اسکے مرتد ہوگئے اور اہلبیت رسالت سے بعداوت پیش آئے یہانتک کہ امام حسین علیہ السلام کو آوارہ وطن کیا اور روضہ رسولؐ سے جدا کیا اور خانہ خدا میں بھی جو جائے امن ہے پناہ نہ ملی اور جہان بلا کر صحرائے کربلا میں محاصرہ کیا اور پانی بند کردیا اور اصحاب وانصار کو اس جناب کے تشنہ لب شہید کیا یہاں تک کہ اقربا سے ان حضرت کے فرزندان جناب مسلم بن عقیل زیور شہادت پر فائز ہوئے رَوَی اَبُوْ مِخْنَفٍ فَبَرَزَ عَوْنُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ جَعْفَرٍ نَحْوَ الْقَوْمِ جناب ابومخنف وغیرہ نے روایت کی ہے کہ بعد اسکے عون فرزند عبداللہ بن جعفر طیارؓ کے آمادہ جہاد ہو کر سامنے لشکر اعدا کے آئے فَحَمَلَ عَلَیْہِمْ وَلَمْ یَزَلْ یُقَاتِلُ حَتّٰی قَتَلَ مِنْہُمْ جَمَاعَةً کَثِیْرَةً ٭ پس اس شیر دلاور نے رجز پڑھتے ہوئے ان اشقیا پر حملہ کیا اور قتل کرتے جاتے تھے یہانتک کہ ایک جماعت کثیرہ کو ان میں سے فی النار کیا فَاسْتُشْہِدَ اَمَامَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ آخر اعدا نے اس نوجوان کو گھیر لیا اور تیر ونیزہ وشمشیر سے سامنے اپنے ماموں امام حسینؑ کے

شہید کیا بعد اسکے اسی طرح عونؑ کا بھائی محمدؑ بھی درجہ شہادت پر فائز ہوا بعد ان کے محمدؑ بن جعفر طیارؓ اور اولادِ امیر المومنینؑ میں سے عبد اللہ اور جعفر اور محمد اور فضل بن علیؑ اور اولاد امام حسنؑ سے شاہزادہ قاسمؑ و احمدؑ اور باقی جوانان بنی ہاشم درجہ شہادت پر فائز ہوئے اور مظلوم کربلا اُن شہدا کی لاشیں مقتل سے اُٹھا کر قریب خیمہ گاہ کے لا کر رکھتے تھے اور انکی مفارقت پر بشدت روتے تھے اور اہل حرم بھی خیموں میں زار زار روتے تھے اور نوحہ و بین کرتے تھے اس مقام پر یہ نہیں لکھا ہے کہ جب عون و محمد زخمی ہو کر گرے تو جناب زینبؑ ماں ان کی خیمہ سے باہر نکلیں ہوں بلکہ صابر و شاکر رہیں مگر افسوس ہزار افسوس جب شاہزادہ علی اکبرؑ زخمی ہو کر گھوڑے سے زمین پر گرے تو مظلوم کربلا بشدت روتے تھے اور فرماتے تھے یَا بُنَیَّ عَلَی الدُّنْیَا بَعْدَکَ الْعَفَا اے فرزند اب بعد تیرے خاک ہے اس دنیا پر بعد اسکے ایک صیحہ کیا یہ سنکر جناب زینبؑ بیتاب ہو کر خیمہ سے باہر نکل آئیں رُوِیَ عَنْ عَمَّارَةَ بْنِ رَاقِدٍ اَنَّهٗ قَالَ فَبَیْنَا کَذٰلِکَ اِذْ رَاَیْتُ کَرِیْمَةً قَدْ خَرَجَتْ مِنْ فُسْطَاطِ الْحُسَیْنِ بَاکِیَةً حَزِیْنَةً کَاَنَّهَا الْبَدْرُ الطَّالِعُ فِیْ کَبِدِ السَّمَآءِ تَعْثُرُ اَذْیَالَهَا چنانچہ مُلّا آقا دربندی وغیرہ نے عمارہ بن راقد سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ اسی اثنا میں دیکھا میں نے ایک معظمہ کو کہ مثل ماہتاب کے جو وسط سما میں درخشاں ہو اسطرح خیمہ امام حسین علیہ السلام سے محزون و مغموم اور روتی ہوئی سراسیمہ باہر نکلیں کہ پائے اطہر گوشۂ چادر میں اُلجھتے جاتے تھے وہی تُنَادِیْ وَاقُرَّةَ عَیْنَاهُ وَاوَلَدَاهُ وَامُهْجَةَ قَلْبَاهُ یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ فِیْ هٰذَا الْیَوْمِ عَمْیَاءَ وَانْکَبَّتْ عَلَیْهِ اور وہ مظلومہ فریاد کرتی تھیں ہائے اے نور نظر اے پارۂ جگر اے راحت دل کاش آج میں نابینا ہوتی کہ یہ تصویر رسولؐ خاک و خون آلودہ نہ دیکھتی یہ کہکر لاش علی اکبرؑ پر گر پڑیں وَقِیْلَ فَجَاءَ تِهَا الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَسَتَرَ وَجْهَهَا بِعَبَائِهٖ حَتّٰی اَدْخَلَهَا الْخَیْمَةَ اور منقول ہے کہ اس ستم رسیدہ کو دیکھکر امام حسینؑ ان کے قریب تشریف لائے اور اپنی عبا سے ان کے چہرہ کا پردہ کیا یہانتک کہ بکمال تسلی و تشفی اس مخدومہ کو خیمہ میں پہنچایا کیوں مومنین حضرت کو کس قدر خیال پردہ داری زینب خاتون کا تھا افسوس بعد شہادت ان حضرت کے کوئی انکا تسلی دینے والا اور پردہ داری کرنے والا نہ تھا بلکہ اعدا نے عوض پردہ داری کے اسباب لوٹ لیا اور مقنعہ و چادریں چھین لیں اور خیموں میں آگ لگا دی اور ان ستم رسیدوں کو مجمع عام میں بے پردہ کیا اور اسیر کر کے شہر بشہر پھرایا چنانچہ حجت خدا فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی النِّسْوَةِ الْبَارِزَاتِ سلام ہو ان مخدرات عصمت پر جو کربلا میں بے پردہ ہوگئیں اور خیموں سے بظلم و

ستم نکالی گئیں یُساقُوْنَ کَالْاِمَاءِ الْمُسْبَیَاتِ فِی الْبَرَارِیْ وَالْفَلَوَاتِ آہ ان ستم رسیدوں کو مثل کنیزوں کے اسیر کرکے اعدا جنگل اور زمین ناہموار و صحراؤں میں لئے پھرے تَلْفَحُ وُجُوْھَھُمْ حَرُّ الْھَاجِرَاتِ آہ ان کے منھ دوپہر کی دھوپ تیزی آفتاب سے جلتے تھے اَیْدِیْھِمْ مَغْلُوْلَۃٌ اِلَی الْاَعْنَاقِ یُطَافُ بِھِمْ فِی الْاَسْوَاقِ ہائے افسوس ہاتھ ان بیکسوں کے گردنوں سے باندھے تھے اور اسیطرح بازاروں میں پھراتے تھے یہانتک کہ دربار عام میں سامنے یزید لعین کے لے گئے چنانچہ بیمار کربلا فرماتے ہیں کہ اس وقت ہم بارہ نفر اہلبیت رسالت سے ایک ریسمانِ ستم میں بندھے ہوئے تھے اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۲۸

رَوَی مُحَمَّدُ بْنُ یَعْقُوْبَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ فِیْمَا وَعَظَ اللّٰہُ بِہٖ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ شیخ ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا ان حضرت نے حق سبحانہ تعالیٰ نے خطاب و وعظ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یَا عِیْسٰی اِنَّکَ مَسْئُوْلٌ فَارْحَمِ الضَّعِیْفَ کَرَحْمَتِیْ اِیَّاکَ وَلَا تَقْھَرِ الْیَتِیْمَ اے عیسیٰ تو سوال کیا جائیگا تیں رحم کر ضعیف و ناتوان پر جیسا کہ میں نے تم پر رحم کیا اور یتیم پر قہر نہ کرو وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْھَرْ اور حق سبحانہٗ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے اے حبیب ہمارے لیکن یتیم پس قہر نہ کرو اسیر حضرات سنا آپ نے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے انبیا سے تاکید فرمائی ہے یتیم نوازی کی کیونکر دل یتیم کا نازک ہوتا ہے مگر وائے ہو اشقیائے کوفہ و شام پر کہ انہوں نے یتیمان امام حسن علیہ السلام پر کیا کیا ظلم و ستم کئے اور کس مظلومی اور تشنہ لبی سے روز عاشورا صحرائے کربلا میں شہید کیا رَوٰی اَبُوْ مِخْنَفٍ وَغَیْرُہٗ اِنَّ الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ بَعْدَ قَتْلِ اَصْحَابِہٖ جَعَلَ یُنَادِیْ وَاغُرْبَتَاہُ وَاقِلَّۃَ نَاصِرَاہُ چنانچہ ابو مخنف وغیرہ نے روایت کی ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے بعد شہادت اپنے اصحاب کے فریاد و استغاثہ کیا اور فرماتے تھے کہ افسوس کیا عالم مسافرت ہے اور کیا کمی انصار کی ہے اَمَا مِنْ مُعِیْنٍ یُعِیْنُنَا اَمَا مِنْ نَاصِرٍ یَنْصُرُنَا اَمَا مِنْ ذَابٍّ یَذُبُّ عَنَّا آیا ہے کوئی اعانت کرنے والا کہ ہماری اعانت کرے آیا ہے کوئی نصرت کرنے والا کہ ہماری مدد کرے آیا ہے کوئی دفع کرنے والا کہ شر اعدا کو ہم سے دور کرے حضرات بعد شہادت اصحاب کے حضرت کے اقربا کو بھی حالت میں تاب نہ رہی اور بیچین ہوئے کیونکہ حجت خدا کا استغاثہ کرنا آسان نہیں ہے فَخَرَجَ اِلَیْہِ غُلَامَانِ کَاَنَّھُمَا قَمَرَانِ اَحَدُھُمَا اَحْمَدُ وَالْاٰخَرُ الْقَاسِمُ بْنُ الْحَسَنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ یہ آواز استغاثہ سنکر دو صاحبزادے مثل آفتاب و ماہتاب کے خیمہ سے برآمد ہوئے ایک احمد دوسرے قاسم یتیمان امام حسن علیہ السلام

وَهُمَا يَقُولَانِ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ مُرْنَا بِاَمْرِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ اور وہ دونوں عرض کرنے لگے
اے چچا ہماری طرف متوجہ ہوجیے ہم دونوں جاں نثار حاضر ہیں جو حکم ہو بجالائیں خدا آپ پر
رحمت اپنی نازل کرے آہ اُسوقت ایسا وقت مصیبت تھا مظلوم کربلا پر کہ اعدا نیزے علم کیے
ہوئے قریب خیموں کے آگئے تھے فَقَالَ لَهُمَا حَامِيَا عَنْ حَرَمِ جَدِّكُمَا رَسُولِ اللّٰهِ حضرت
نے ان دونوں سے فرمایا اے فرزندو حمایت کرو اپنے جدّ بزرگوار رسولخدا کے حرم اور اہلبیت کی
فَسَارَ الْقَاسِمُ نَحْوَ الْاَعْدَاءِ وَاَتٰى فِي الْمَعْرَكَةِ فَحَمَلَ عَلَى الْقَوْمِ حَمْلَةً مُنْكَرَةً وَقَتَلَ
مِنْهُمْ مَقْتَلَةً عَظِيْمَةً پس شاہزادہ قاسم رجز پڑھتے ہوئے مانند شیر غضبناک کے معرکہ قتال
میں تشریف لائے اور اہل کوفہ و شام کو وعظ و نصیحت فرمائی جب وہ اشقیا اپنے عناد پر مُصر رہے
تو اُسوقت لشکر اعدا پر ایسا حملہ کیا کہ اہل کوفہ و شام سے ایک جماعت کثیرہ کو قتل کیا فَحَاصَرُوْهُ
مِنْ كُلِّ جَانِبٍ وَمَكَانٍ وَجَرَحُوْهُ بِالسُّيُوْفِ وَالسِّهَامِ وَالسِّنَانِ فَخَرَّ عَنْ ظَهْرِ جَوَادِهٖ
عَلَى الْاَرْضِ یہ دیکھکر ان اشقیا نے اُس شاہزادہ کو ہر طرف سے گھیر لیا اور تیر و نیزہ اور شمشیر
سے زخمی کرکے گھوڑے سے زمین گرم پر گرادیا آسی اثنا میں ایک شامی نے قریب آکر ایک نیزہ
پشت اطہر پر مارا کہ سینہ سے باہر نکلا اور وہ یتیم تڑپنے لگا فَنَادٰى يَا عَمَّاهُ اَدْرِكْنِيْ اسی
حالت کرب میں آواز دی کہ اے چچا میری خبر لیجیے کہ ان اشقیا نے مجھے قتل کیا یہ آواز سنکر فوراً
مظلوم کربلا تشریف لائے اور جو اشقیا گرد ہجوم کئے تھے انکو قتل کیا اور اُس نور نظر کے قاتل
کو فی النار کیا اور لاش قاسم کی اپنے سینہ سے لگا کر طرف خیمہ کے لائے اور در خیمہ پر رکھدی
اسوقت مخدرات عصمت زار زار روئیں اور خواہر قاسم نے اپنے تئیں اپنے بھائی کی لاش پر گرادیا اور
بین جگر خراش کرنے لگیں ثُمَّ بَرَزَ اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَهٗ مِنَ الْعُمْرِ سِتَّةَ عَشَرَ سَنَةً
وَهُوَ يَرْتَجِزُ بعد اسکے احمد فرزند امام حسن علیہ السلام کے بیتاب ہوکر میدان کارزار میں تشریف لائے
اور سن شریف ان کا سولہ برس کا تھا اور وہ شیر دلاور رجز پڑھتے جاتے تھے ثُمَّ حَمَلَ عَلَى الْقَوْمِ
فَقَاتَلَ حَتّٰى قَتَلَ مِنْهُمْ ثَمَانِيْنَ رَجُلًا اَوْ يَزِيْدُوْنَ بعد اسکے لشکر اعدا پر مثل شیر غضبناک کے حملہ کیا
یہانتک کہ ان اشقیا سے اسی مرد یا زیادہ کو قتل کیا پس وہ صاحبزادہ مظلوم کربلا کی خدمت میں حاضر
ہوا اسوقت یہ حال تھا کہ شدت تشنگی سے آنکھیں کاسۂ سر میں درآئیں تھیں اور فریاد کرتے تھے کہ اے چچا
آیا تھوڑا پانی ہوسکتا ہے تاکہ مجھے قوت ہوجائے جہاد کی ان دشمنان خدا و رسول پر حضرت نے فرمایا اے
فرزند برادر تھوڑا صبر کر عنقریب تو ملاقات کریگا اپنے جدّ امجد رسولخدا سے اور وہ جناب تجھے ایسا سیرا

کریں گے کہ پھر تو کبھی پیاسا نہو گا یہ سُنکر وہ رجز پڑھتے ہوئے پھر میدان قتال میں گئے اور لشکرِ اعدا پر حملہ کرکے ایک جماعت کثیرہ کو قتل کیا آہ یہ حال دیکھکر اشقیائے کوفہ و شام نے اس یتیم کو ہر طرف سے گھیر لیا اور تیر و نیزہ اور شمشیر سے زخمی کرکے گھوڑے سے زمین پر گرا دیا اور خاک و خون میں آلودہ ہوا یہاں تک کہ اس شدتِ تشنگی میں شربت شہادت سے سیراب ہوا اور خدا نے انکو جنت میں اُن کے بھائی قاسمؑ سے ملحق کر دیا پس حضرت نے لاش ان کی اُٹھا کر قریب لاش قاسمؑ کے رکھدی اب حضرات اُس یتیم کا حال کس زبان سے بیان کروں جو پہلو میں مظلوم کربلا کے تیر ستم سے شہید ہوا جیسا کہ ارشاد میں منقول ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام بسبب زخمہائے کاری کے ذوالجناح سے زمین پر تشریف لائے تو یہ حال دیکھکر عبداللہ بن امام حسن علیہ السلام بیتابانہ درمیان سے لشکر اعدا کے ہو کر نکلا اور اپنے چچا مظلوم تک پہنچا اور پہلو میں کھڑا ہوا ناگاہ ابجر بن کعب لعین بروایتے حرملہ بن کاہل ملعون تلوار کھینچکر حضرت کے قریب آیا اور چاہا کہ وہ تلوار مظلوم کربلا پر لگا کے آنحضرت کو شہید کرے یہ دیکھکر وہ صاحبزادہ بیتاب ہوا اور اس شقی سے فرمایا اے پسر زن خبیثہ کیا میرے چچا امام حسینؑ کو قتل کریگا ہر چند وہ یتیم منع کرتا رہا لیکن اس لعین نے کچھ نہ مانا اور وہ تلوار حضرت پر لگانی چاہی اُدھر اس نے تلوار لگائی اُدھر عبداللہ نے بسبب فرط محبت کے ہاتھ نازک اپنا آگے تلوار کے سپر کر دیا تا کہ اپنے چچا مظلوم کو ضربت شمشیر سے بچائے افسوس وہ تلوار ہاتھ پر اس یتیم کے ایسی پڑی کہ وہ ہاتھ کٹ گیا اور جلد باقی رہی جس سے وہ ہاتھ لٹکا رہا اسوقت اس یتیم نے فریاد و استغاثہ کیا کہ اے چچا دیکھیے اس لعین نے مجھے قتل کیا آہ اس یتیم کی آواز سنکر مظلوم کربلا نے غش سے آنکھیں کھولدیں دیکھا کہ وہ پارۂ جگر ہاتھ کٹا ہوا پہلو میں تڑپ رہا ہے پس حضرت اسکی بیکسی پر بشدت روئے اور اپنے سینۂ اقدس سے لگا لیا اور فرمایا اے فرزند بہت دشوار ہے تیرے چچا پر کہ تو فریاد کرے اور تیری فریادرسی اسوقت میں نہو سکے اے فرزند اب صبر کر اُس بلا پر جو تجھپر نازل ہوئی ہے آہ ابھی حضرت یہ فرما رہے تھے کہ ناگاہ حرملہ لعین نے ایک تیر حلق خشک پر عبداللہ کے مارا کہ صدمہ سے اس کے وہ یتیم آغوش میں اپنے چچا کے مر گیا اور حضرت نے رو کر لاش اس نورِ نظر کی قریب اپنے زمین پر رکھدی اب مقام تصور ہے کہ جو ظلم و ستم بعد شہادت کے لاش اطہر مظلوم کربلا پر گزرے وہی اُس یتیم پر بھی گذرے ہونگے جیسا کہ حجت خدا فرماتے ہیں تَطَأُكَ الْخُيُولُ بِحَوَافِرِهَا وَ تَعْلُوكَ الطُّغَاةُ بِبَوَاتِرِهَا اے جد مظلوم گھوڑے اپنے سموں سے بے ادبی کرتے تھے اور اشقیا تلواریں کھینچے ہوئے آپکے قتل کرنے پر ٹوٹے پڑتے تھے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

مجلس ۲۹

عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهُ قَالَ قَالَ جَدِّيْ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَا قَتِيْلُ الْعَبْرَةِ لَا يَذْكُرُنِيْ

مُؤمِنٍ اِلَّا اسْتَعْبَرَ بِحَارُالانوار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا ان حضرت نے میرے جدّ مظلوم امام حسین علیہ السلام نے ارشاد کیا ہے کہ میں وہ کشتہ گریہ و بکا ہوں کہ نہ لیا جائیگا نام ہمارا آگے کسی مومن کے مگر یہ کہ آنکھوں میں اسکی میری مصیبت پر آنسو بھر آئینگے حضرات مصائب اس مظلوم کے بےشمار ہیں کس کس مصیبت کا ذکر کیا جائے منجملہ اسکے ایک مصیبت یہ ہے فِی المَقتَلِ وَالمَنَاقِبِ اَنَّہٗ لَمَّا تَقَدَّمَ عَلِیُّ بنُ الحُسَینِ عَلَیہِ السَّلَامُ نَظَرَ اِلَیہِ الحُسَینُ وَ رَفَعَ سَبَّابَتَہٗ نَحوَ السَّمَاءِ چنانچہ مقتل ابو مخنف اور مناقب وغیرہ میں منقول ہے کہ جب شاہزادہ جناب علی اکبرؑ آمادہ جہاد ہوئے تو اسوقت امام حسین علیہ السلام نے بحسرت و یاس طرف اپنے نور نظر کے دیکھا اور انگشت شہادت طرف آسمان کے بلند کی وَقَالَ اَللّٰھُمَّ اشھَد عَلٰی ھٰؤُلَاءِ القَومِ فَقَد بَرَزَ اِلَیھِم غُلَامٌ اَشبَہُ النَّاسِ خَلقًا وَّخُلقًا وَّمَنطِقًا بِرَسُولِکَ اور بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ خداوندا تو گواہ رہنا اس قوم جفا کار پر کہ طرف ان کے جاتا ہے وہ پارۂ جگر میرا جو تیرے نبیؐ سے صورت و سیرت اور طرز گفتار میں مشابہ ہے اَللّٰھُمَّ اِنَّا کُنَّا اِذَا اشتَقنَا اِلٰی نَبِیِّکَ نَظَرنَا اِلٰی وَجھِہٖ بارالہا جب ہم مشتاق زیارت تیرے رسولؐ کے ہوتے تھے تو علی اکبرؑ جو شبیہ پیغمبرؐ کے چہرہ کو دیکھتے تھے فَامنَعھُم بَرَکَاتِ الاَرضِ وَفَرِّقھُم تَفرِیقًا وَّاجعَلھُم طَرَائِقَ قِدَدًا وَّلَا تُرضِ الوُلَاۃَ اَبَدًا پس ان اشقیا سے برکات زمین کو باز رکھ اور اپنی رحمت سے دور رکھ اور جمعیت انکی پریشان کر اور رائیں انکی مختلف کر اور انکے حاکموں کو ہرگز پسند نہ کر فَاِنَّھُم دَعَونَا لِیَنصُرُونَا ثُمَّ غَدَرُوا وَاَعَلَینَا یُقَاتِلُونَنَا ان اشقیا نے ہم کو بمکر و دغا اس طرف بلایا تاکہ ہماری نصرت کریں بعد اسکے ہم سے بیوفائی کر کے مقابل ہو کر ہمارے سب اصحاب و اقربا اور اولاد کو تشنہ لب قتل کیا الغرض وہ شاہزادہ رجز پڑھتا ہوا میدان کارزار میں سامنے لشکر کفار کے آیا اور ان کو وعظ و نصیحت فرمائی اور خوف خدا سے ڈرایا مگر ان سنگدلوں کو کچھ اثر نہوا لاچار مشغول جہاد ہوا اور ایک جماعت کثیرہ کو قتل کیا بعد اسکے تشنہ لب اپنے پدر مظلوم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پانی طلب کیا حضرت نے فرمایا اے نور نظر اعدا سے جہاد کر اب کی مرتبہ اپنے جدّ بزرگوار کے ہاتھ سے ایسے سیراب ہوگے کہ پھر پیاسے نہوگے پس وہ شاہزادہ اعدا پر حملہ آور ہوا اور بہت سے اشقیا کو قتل کیا آہ یہ حال دیکھکر اعدا نے محاصرہ کر کے تیرباران کیا اسی اثنا میں منقذ بن مرہ لعین نے سر اطہر پر تلوار ماری کہ صدمہ سے اس ضربت کے علی اکبرؑ غش کھا کر گھوڑے سے زمین پر گرے اور اپنے پدر مظلوم کو صدا دی کہ یَا اَبَتَاہُ اَدرِکنِی اے پدر بزرگوار میری خبر لیجے تب حضرت بیتابانہ لاش پر اپنے فرزند جوان کی روتے ہوئے پہنچے اور فرماتے تھے یا بنیّ عَلَی الدُّنیَا بَعدَکَ العَفَاءُ

فرزند بعد تیرے خاک ہے اس دُنیا پر پس جب شاہزادہ علی اکبرؑ شہید ہوئے اور امام حسینؑ نے خیمہ کیطرف
یہ سنکر مخدراتِ عصمت بیتاب ہوکر خیمہ سے باہر نکل آئیں اور انکے پیچھے پیچھے ایک صاحبزادہ کمسن تھا
کہ کانوں میں اُسکے دو گوشوارے ہلتے تھے اور خوفناک ہر طرف کو دیکھتا تھا آہ اسی اثنا میں ہانی
بن ثبیت نے آکر سر پر ایک ضربت تلوار کی لگائی کہ وہ بچہ بیگناہ زمین پر گر پڑا اور راہی جنت ہوا
یہ ظلم و ستم دیکھکر جناب شہر بانو سکتہ کے عالم میں حیران کھڑی رہگئیں اور دیر تک کچھ کلام نکر سکیں
یہ حال تو اس مخدومہ کا تھا مگر افسوس ہے حال پر جناب لیلےٰ مادر علی اکبرؑ کے کہ جب اس ستم رسیدہ
نے اپنے پارۂ جگر جوان رعنا کو زخموں سے چُور چُور خاک و خُون میں آلودہ دیکھا تو زار زار رونے
لگیں اور فریاد واعلیاہ کی کرنے لگیں غرضکہ مظلوم کربلا نے سب اہلحرم کو تسلی اور دلاسا دیکر
خیمہ گاہ کی طرف پھیر دیا اور خود آمادۂ شہادت ہوکر میدان قتال میں واپس آئے اور مشغول جہاد
ہوئے اسی اثنا میں شور گریہ و بکا خیمہ گاہ سے بلند ہوا یہ سنکر حضرت فوراً تشریف لائے اور در خیمہ سے
آواز دی اور سبب رونے کا اپنی بہن سے پوچھا جناب زینبؑ نے عرض کیا اے بھائی علی اصغرؑ
شدتِ تشنگی سے جاں بلب ہے پس حضرت اس شیر خوار کو ہاتھوں پر لیکر میدان کارزار میں
سامنے صفوف لشکر اعدا کے لائے اور ان سے اس تشنہ لب کے لئے پانی طلب کیا اور دوسری
روایت میں یوں وارد ہے کہ جناب امام حسینؑ کو بعد شہادت جناب عباسؑ اور علی اکبرؑ کے میدان
قتال و جدال سے اتنی مہلت و فرصت کہاں تھی کہ پھر در خیمہ پر تشریف لاتے جب حال علی اصغرؑ کا
پیاس سے متغیر ہوا تو جناب زینبؑ اس شیر خوار کو ہاتھوں پر لیکر قریب حضرت کے لائیں اور عرض کی کہ اے
بھائی یہ بچہ شدتِ تشنگی سے قریب ہلاکت ہے آپ اس قوم بیحیا سے اس کیلئے تھوڑا سا پانی طلب
فرمایئے شاید یہ بچہ بچ جائے پس حضرت نے اس شیر خوار کو اپنے ہاتھوں پر لیا اور بآواز بلند بنا بر اتمام حجت کے
فرمایا اے اہل کوفہ و شام یہ شیر خوار شدتِ تشنگی سے جاں بلب ہے اسکو ایک جرعہ پانی کا پلا دو آه افسوس
افسوس حضرت یہ فرما رہے تھے اور بچے کو شفقت پدری سے پیار کرتے تھے ناگاہ حرملہ لعین نے ایک تیر ایسا
مارا کہ وہ تیر حلق خشک پر علی اصغرؑ کے لگا اور وہ شیر خوار حضرت کے ہاتھوں پر شہید ہوا اور لاش اسکی
ہاتھی ماں ستم رسیدہ کو دی بعد اسکے مظلوم کربلا نے لشکر اعدا پر حملہ کیا اور کئی ہزار کفار کو قتل کیا
مگر ان اشقیا نے ہر طرف سے گھیر کر تیر باراں کیا اور نیزہ اور تلوار اور پتھر سے ایسا زخمی کیا کہ ذوالجناح
سے زمین پر منہ کے بل تشریف لائے اور تشنہ لب شہید کیا اور سر انور نیزہ پر بلند کیا اور لباس جسم
لوٹ لیا کوئی عمامہ لے گیا کوئی کرتہ لے گیا کسی نے عبا اُتار لی اور ایک لعین نے ایک انگشتری کیلئے

انگشتِ اطہر کو جدا کیا جو بسبب زخموں کے ورم کر آئی تھی اسی اثنا میں اعدا شمشیر ہائے خون آلودہ کھینچے ہوئے خیموں میں در آئے اور اسباب لوٹ لیا اور خیموں میں آگ لگائی اور بیمار کربلا کا عمامہ اور فرش اوپر تک لے گئے اور اسیر کر کے طوق و زنجیر میں جکڑ دیا اور شترِ لاغر پر سوار کر کے پاہائے اقدس اسکے شکم سے باندھکر اسیطرح طرف کوفہ کے لے چلے اور وقت سواری کے شمر لعین تازیانہ سے دیتا تھا فَلَمَّا رَأَتْ زَيْنَبُ بَكَتْ وَقَالَتْ وَيْلَكَ يَا شِمْرُ رِفْقًا بِيَتِيمِ النُّبُوَّةِ وَسَلِيلِ الرِّسَالَةِ وَحَلِيفِ التُّقَى وَتَاجِ الْخِلَافَةِ جب یہ ظلم و ستم جناب زینبؑ نے دیکھا تو زار زار اس بیمار کے حال پر روئیں اور فرمایا وائے ہو تجھپر اے شمر نرمی اور رحم کر یتیم خاندان نبوت اور خلاصۂ دودمان رسالت پر کہ یہ بیمار بیگناہ اور متقی و ابرار سزاوار تاج خلافت رسول خدا ہے بعد اپنے پدر مظلوم کے یعنے اے شمر اس سر اقدس پر تاج خلافت زیبا تھا نہ تازیانہ تیرا پس اے ظالم ذرا خوف خدا کر اے مومنین اسیر بھی اعدائے اکتفا نہ کی افسوس آنحضرت کو مع اہلحرم کے بازار کوفہ و شام میں پھرایا یہانتک کہ سامنے یزید لعین کے رسن بستہ لیگئے چنانچہ بیمار کربلا فرماتے ہیں کہ اسوقت ہم بارہ نفر اہلبیت بحالت سے ایک ریسمان ستم میں بندھے ہوئے تھے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

مجلس ۳

فِي الْكَافِي وَغَيْرِهٖ عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ لِرَجُلٍ مِّنَ الشِّيْعَةِ اَنْتُمْ اَهْلُ الرِّضَا عَنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ بِرِضَاهُ عَنْكُمْ وَالْمَلَائِكَةُ اِخْوَانُكُمْ فِي الْخَيْرِ کافی وغیرہ میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا آنحضرت نے ایک مرد شیعہ سے کہ حق سبحانہ تعالیٰ تم شیعوں سے راضی و خوشنود ہے اور ملائکہ تمہارے برادران ایمانی ہیں اور امور خیر و نیک میں شریک تمہارے ہیں فَاِذَا اجْتَهَدْتُّمْ اُدْعُوْا وَاِذَا غَفَلْتُمْ اجْتَهِدُوْا وَاَنْتُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ دِيَارُكُمْ لَكُمْ جَنَّةٌ قُبُوْرُكُمْ لَكُمْ جَنَّةٌ لِلْجَنَّةِ خُلِقْتُمْ وَفِي الْجَنَّةِ نَعِيْمُكُمْ وَاِلَى الْجَنَّةِ تَصِيْرُوْنَ پس جس وقت تم مشغول خیر ہو مشغول دعا ہو اور جس وقت غافل ہو اس وقت کوشش کرو اپنے تئیں غفلت سے نکالو اور تم شیعہ ہمارے بہترین خلائق ہو شہر تمہارے بمنزلہ جنت کے ہیں قبریں تمہاری بمنزلہ جنت کے ہیں اور جنت ہی کے لئے تم خلق کئے گئے ہو اور جنت میں تمہاری نعمات ہیں اور رجوع تمہاری طرف جنت کے ہے اور بحار الانوار وغیرہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا ان حضرت نے اے گروہ شیعیان مرد تمہارے جنت میں زمرہ صدیقین میں ہونگے اور عورتیں تمہاری حوریں ہونگی اور صفوان جمال سے منقول ہے کہ کہا اس نے حاضر ہوا میں خدمت میں اپنے سید و آقا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے وَقُلْتُ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ جُعِلْتُ فِدَاكَ اور عرض کیا میں نے کہ یا ابن رسول اللہ

فدا ہوں میں آپ پر میں نے سُنا ہے کہ آپ نے مکرر فرمایا کہ سب شیعہ ہمارے جنت میں ہوں گے حالانکہ میں دیکھتا ہوں کہ کچھ شیعہ آپ کے مرتکب معاصی ہیں اور مشغول حصول دنیا ہیں یہ سنکر آنحضرت نے فرمایا اے صفوان سب شیعہ ہمارے صالح وطالح داخل جنت ہوں گے آگاہ ہو حق سبحانہٗ تعالیٰ کو ہمارے شیعوں پر تفضل وکرم بہت ہے جب کوئی شیعہ ہمارا مرتکب معصیت ہوتا ہے تو خداوند عالم اسکو دنیا میں مبتلا فرماتا ہے قرض یا بیماری یا فقر و پریشانی میں یا اُسپر کسی کا خوف غالب ہوتا ہے تاکہ یہ باعث کفارہ ہو اسکے گناہوں کا اور دُنیا سے طرف آخرت کے بیگناہ رحلت کرے اور اگر یہ سب اس کے گناہوں کا سبب کفارہ نہو تو سکرات موت اُسپر سخت فرماتا ہے تا دنیا سے بیگناہ انتقال کرے صفوان کہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ اے سید و آقا میرے ماں باپ میرے فدا ہوں آپ پر اگر اُن کے ذمہ حقوق اور مظالم عباد کے ہوں تو کس طرح ان سے ساقط ہوں گے اور کیونکر ان حقوق کو واپس کریں گے حضرت نے فرمایا جب روز قیامت ہوگا تو حساب ہمارے شیعوں کا جناب رسولخدا شافع روز جزا اور امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام کے متعلق ہوگا پس جس کے ذمہ حق عباد سے ہوتو عوض اپنے حقوق کے جو ذمہ صاحبان اور طالبان حق کے ہیں حساب اس کا فرماکے بمقدار اُنکے حقوق کے وضع فرمائیں گے اور جو گناہ خدا کا کیا ہو تو اسکی آمرزش خدا سے طلب فرمائینگے اور شفاعت خواہ ہوں گے پس خداوند غفار بواسطہ علو درجات حضرت محمدؐ و آل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ کے گناہان شیعہ سے درگذر فرمائے گا اسیطرح شیعوں پر وہ حضرات رحمت فرمائیں گے یہاں تک کہ ان کو بتفضل الٰہی اور شفاعت رسولخدا اور علی مرتضیٰ اور آئمہ ہدیٰ علیہم السلام کے داخل جنت کریں گے حضرات وسیلہ نجات بلکہ علامات ہم شیعوں کے دوام عظیم و بزرگ ہیں جیساکہ شاعر کہتا ہے ؎ ولا ہیچ دانی کہ در نشتین خلاص و نجاتست بہر شور و شین ؛ دو امر عظیم است قدرش بدان ؛ ولائے علیؑ و بکا بر حسینؑ ؛ پس گریہ و بکا کیجئے مصائب پر امام حسین علیہ السلام کے اور تصور کیجئے کہ آنحضرت پر ہاتھ سے اعدائے دین کے کیا کیا ظلم و ستم گزرے آہ روضۂ رسولخدا اور اپنے وطن مدینہ منورہ سے شدت گرما میں مع اہل وعیال کے جدا کیا اور حرم خدا مکہ معظمہ میں بھی رہنے نہ دیا اور مہمان بلاکر صحرائے کربلا میں محاصرہ کیا اور پانی تک بند کیا اور راہ چارہ و تدبیر کی بند کردی اور ہر ایک خونخوار درپے قتل و آزار ہوا یہانتک کہ روز عاشورا سب اصحاب اقربا آنحضرت کے قتل کئے اور وہ جناب مع چند عورات ستم رسیدہ و بچوں کی باقی رہے اور انکی تشنہ لبی و غربت و بیکسی اور اسیری کو یاد کرکے روتے تھے اور بروایت مقتل ابو مخنف وغیرہ علی اصغر شیر خوار کو آغوش طہر میں لیکر سامنے لشکر اعدا کے آواز بلند فرماتے تھے یَا قَوْمِ قَدْ قَتَلْتُمْ اَخِیْ وَاَوْلَادِیْ وَشِیْعَتِیْ وَاَنْصَارِیْ اے قوم

ناانصاف واے ہو تم پر کہ تم نے بھائی اور فرزندا ور اصحاب و انصار شیعہ میرے آج سب قتل کئے وَتَرَکْتُمُوْنِیْ وَحِیْداً فَرِیْداً ظَمْاٰناً وَلَمْ یَبْقَ مَعِیَ الاّ ھٰذَا الطِّفْلُ وَھُوَ عَطْشَانٌ مِنْ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ فَاسْقُوْہُ جُرْعَۃً مِّنَ الْمَآءِ اور مجھے ایسا یکہ و تنہا اور بے ناصر و مددگار کیا ہے کہ کوئی غمگسار میرا باقی نہیں ہے سوائے اس طفل شیرخوار کے اور یہ بھی تین شبانہ روز سے پیاسا ہے اور شدتِ تشنگی سے جاں بلب ہے پس اس شیرخوار کو ایک جرعہ پانی کا پلا دو آہ ہنوز حضرت یہ فرما رہے تھے کہ حرملہ لعین نے ایک تیر سہ بہلو زہر آلودہ مارا اور وہ تیر ستم حلق نازنین اُس شیرخوار کو ایک کان سے دوسرے کان تک زخمی کرکے نکل گیا اور لہوف اور مقتل ابومخنف وغیرہ میں یوں منقول ہے کہ جسوقت امام حسین علیہ السلام نے روز عاشورا مقتل شہدا میں تمام اصحاب واقربا اور اولاد کو دیکھا کہ ریگ گرم پر پڑے ہوئے خاک و خون میں آلودہ ہیں اُسوقت بحسرت و یاس انکی مفارقت اور اپنی تنہائی پر بہت روئے اور بنا بر اتمام حجت کے فریاد و استغاثہ کیا اور فرمایا ھَلْ مِنْ ذَابٍّ یَذُبُّ عَنْ حَرَمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ آیا ہے کوئی دفع کرنے والا کہ اس آفت و بلا کو حرم رسولخدا سے دور کرے آواز گریہ و بکا اور فریاد و استغاثہ سنکر اہلبیتِ رسالت بیقرار و مضطر ہوکر رونے لگے اللہ اکبر مومنین کیا تاثیر تھی استغاثہ سید الشہداء کی کہ علی اصغر شیرخوار نے اپنے تئیں گہوارہ سے بیقرار ہوکر زمین پر گرادیا اور اہلحرم یہ حال دیکھکر زار زار روئے اور مظلوم کربلا آواز گریہ و بکا انکی سُنکر درِ خیمہ پر تشریف لائے اور اس کا سبب دریافت کرکے زینب خاتون سے فرمایا اے بہن میرے فرزند کو مجھے دو کہ میں اس کا دیدار آخری اور پیار کروں پس حضرت اس شیرخوار کی طرف جھکے اور بوسے لیتے تھے اور پیار کرتے تھے ناگاہ حرملہ لعین نے ایک تیر مارا کہ وہ تیر ستم حلق نازنین پر اُس شیرخوار کے لگا اور بچہ پیاسا شہید ہوا پس مظلوم کربلا اُس شیرخوار کو لیکر طرف خیمہ اہلحرم کے تشریف لے گئے اُسوقت وہ اپنے خون میں آلودہ تھا اور حضرت روتے جاتے تھے جب اہلحرم اور دختران ستم دیدہ نے آواز رو کی سُنی تو سب در خیمہ پر آئیں دیکھا کہ وہ بچہ حضرت کے سینۂ اقدس پر زخمی ہوکر دنیا سے رحلت کر گیا ہے یہ حال دیکھکر نالہ و فریاد بلند کی اور جناب اُم کلثوم نے اُس بچے کو لیکر اپنے سینہ سے لگایا اور گلو اپنا اُس بچے کے گلوئے خون آلودہ کے قریب رکھکر اس قدر روئیں کہ آنسو بہکر اُس شیرخوار پر گرتے تھے بعد اسکے فریاد کرنے لگیں کہ اے جد نامدار اے پدر بزرگوار فریاد ہے کہ بعد آپ کے اعدا نے ہم پر کیا کیا ظلم و ستم کئے اور یہیں جگر خراش کرتی تھیں اور کہتی تھیں وَالَھْفَاہُ عَلیٰ طِفْلٍ خُضِبَ بِدِمَآئِہٖ افسوس ہے اُس بچے پر کہ جسم نازنین جسکا اسکے خون سے رنگین کیا گیا وَا اَسَفَاہُ عَلیٰ رَضِیْعٍ فُطِمَ

بِسِهَامِ الْاَعْدَآءِ افسوس ہے اُس شیرخوار پر جس کا دودھ پیکان تیر سے ظالموں کے بڑھایا گیا
وَاحَسْرَتَاہٗ عَلٰی قَرِیْحَۃِ الْجَفْنِ وَالْاَحْشَآءِ حسرت ہے اُس نور نظر تشنہ لب پر جسکی مصیبت میں چشم و
دل ہمارے مجروح ہوئے حضرات یہ حال تو اس شیرخوار کی بیبیوں اور بہنوں کا تھا وَاَمَّا الرَّبَابُ
فَجَعَلَتْ تُقَبِّلُہٗ وَتَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْہِہٖ وَنَحْرِہٖ اور جناب رباب مادر علی اصغرؑ کا یہ حال تھا کہ
لاش خون آلودہ اس پارۂ جگر کی آغوش میں لیکر خون اسکے منہ اور حلق سے پونچھتی تھیں اور پیار کرتی
تھیں اور بحسرت و یاس صورت اس کی دیکھتی تھیں جیسا کہ شاعر کہتا ہے ؎ تَبْکِیْ وَتَلْطِمُ وَجْہَہَا
وَخُدُوْدَہَا ٭ وَعُیُوْنُہَا تَجْرِیْ دَمًا وَتَقْطُرُ ٭ وہ مظلومہ زار زار روتی تھیں اور اپنے منہ اور
رخساروں پر طمانچے مارتی تھیں اور آنکھوں سے اشک خون کے بہاتی تھیں وَغَدَتْ تُمَرِّغُ خَدَّہَا
بِمَا بِہٖ ٭ وَتَقُوْلُ وَاحُزْنَاہُ مِثْلُکَ یُنْحَرُ ٭ آہ خون حلق علی اصغرؑ سے لے کر اپنے رخساروں پر
ملتی تھیں اور کہتی تھیں کہ اے نور نظر افسوس ہے کہ تجھ سے شیرخوار کو اعدا نے تیر ستم سے شہید کیا
جب حال ان ستم رسیدوں کا روتے روتے متغیر ہوا تو مظلوم کربلا نے وہ لاش لیکر مقتل شہداء میں
رکھدی اور بروایتے نوک شمشیر سے ایک گڑھا بصورت قبر کھود کر اس ننھی سی لاش کو بجائے کفن
کے خون ملکر دفن کر دیا اور بشدت روئے اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۳۲

فِی الْبِحَارِ وَغَیْرِہٖ عَنْ زَیْدٍ عَنْ اٰبَآئِہٖ اَنَّہٗ قَالَ اَعْطَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْطَالِبٍ
عَلَیْہِ السَّلَامُ خَاتَمَہٗ لِیَنْقُشَ عَلَیْہِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ فَاَخَذَہٗ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ
وَاَعْطَاہُ النَّقَّاشَ بحار الانوار وغیرہ میں زید سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار امام زین العابدین
علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت نے ایک مرتبہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ نے
حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو انگشتری اپنی دی کہ اس پر محمد بن عبد اللہ کندہ
کیا جائے جناب امیر المومنینؑ نے وہ انگشتری لے کر نقاش کو دی اور فرمایا کہ اس پر محمد بن عبد اللہ
کندہ کر جب وہ کندہ کرنے لگا تو اسکے ہاتھ نے لغزش کی اور محمد رسول اللہ اس پر کندہ ہو گیا پس
جناب امیر المومنینؑ نے اُسے دیکھکر فرمایا کہ اے شخص میں نے تجھ سے یہ کندہ کرنے کو نہیں کہا تھا
اس نقاش نے عرض کی کہ اے امیر المومنینؑ میرے ہاتھ نے لغزش کی پس وہ جناب اس انگوٹھی کو
جناب رسولخدا کی خدمت میں لائے اور عرض کی جو آپ نے فرمایا تھا وہی میں نے نقاش سے کہا مگر اس
سے یہ کندہ ہوا جناب رسولخدا نے وہ انگوٹھی لیکر فرمایا اے علیؑ میں محمد بن عبد اللہ ہوں اور محمد
رسول اللہ بھی ہوں جو کچھ کندہ ہوا وہ بہتر ہے جب صبح ہوئی تو جناب رسولخدا نے اس انگشتری کو

ملاحظہ فرمایا دیکھا کہ نیچے اسکے علیؑ ولی اللہ وصی رسول اللہ لکھا ہوا ہے اُن حضرت کو یہ دیکھ کر تعجب ہوا ناگاہ جبرئیل نازل ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ حق سبحانہ تعالیٰ بعد تحفہ سلام کے فرماتا ہے اے حبیب ہمارے جو تمہیں مطلوب تھا وہ تم نے کندہ کیا اور جو ہم کو مطلوب تھا وہ ہم نے کندہ کیا پس وہ انگشتری بعد رسالتمآب کے امیرالمومنینؑ کے پاس رہی اور بعدان کے امام حسنؑ کے پاس رہی اور بعدان کے امام حسینؑ کے پاس رہی اور صحرائے کربلا میں جب شاہزادہ علی اکبرؑ میدان قتال میں متوجہ جہاد ہوئے اور بسبب حرب و ضرب اور عالم جوانی اور حرارتِ آفتاب کے شدت تشنگی سے بیتاب ہوئے تو اپنے پدر بزرگوار امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اے بابا پیاس نے مجھے ہلاک کیا اور سنگینی صلاح جنگ نے تعب میں ڈالا ہے آیا تھوڑا سا پانی ہو سکتا ہے تا کہ جہاد کی طاقت مجکو ہو پس امام حسین علیہ السلام اپنے فرزند کی تشنہ لبی پر روئے اور اپنی انگشتری ان حضرت نے اپنے نورِ نظر کو عنایت کی اور فرمایا اے فرزند اسے اپنے منہ میں رکھ لے اور اعدا کی طرف پھر جا اور مشغول جہاد ہو مجھے اُمید ہے کہ جد امجد تمہارے تم کو اپنے ہاتھ سے ایسا سیراب کریں گے کہ پھر تم کبھی پیاسے نہو گے پس وہ شاہزادہ رجز پڑھتا ہوا لشکر اعدا پر حملہ آور ہوا اور اس مرتبہ ایسی تلوار کی کہ میمنہ اور میسرہ اور قلب لشکر سے ایک جماعت کثیرہ کو قتل کیا یہ دیکھکر اعدا نے ہر طرف سے گھیر کے تیر باراں کیا افسوس اسی اثنا میں منقذ بن مرہ لعین نے ایک تلوار سر انور پر لگائی کہ اسکے صدمہ سے گھوڑے سے زمین پر گر پڑے اور بکمال شجاعت بیٹھ گئے اسوقت باواز بلند پکارے اے پدر بزرگوار یہ جد امجد میرے جناب رسولخدا ہیں اور مجھے ایک ایسے جام سے سیراب فرمایا ہے کہ اب میں کبھی پیاسا نہ ہوں گا اور وہ جناب فرماتے ہیں کہ اے حسینؑ جلدی آؤ کہ تمہارے لئے بھی ایک جام مہیا ہے تا کہ تم بھی سیراب ہو پس مظلوم کربلا طرف اپنے پارۂ جگر کے متوجہ ہوئے اور لشکر اعدا کو متفرق کر دیا اور باواز بلند ایک نعرہ کیا کہ سنتے ہی اس آواز کے سب عورات ستم رسیدہ باواز بلند رونے لگیں یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ خاموش رہو اور صبر کرو کہ اب وقت تمہارے رونے کا آتا ہے اور سرہانے بیٹھ کر سر اپنے نور نظر کا خاک گرم سے اُٹھا کر اپنی آغوش میں رکھ لیا اور خاک و خون چہرہ کا پونچھتے تھے اور فرماتے تھے عَلَی الدُّنْیَا بَعْدَکَ الْعَفَا اے فرزند اب تیرے خاک ہے اس دنیا پر اور بشدت روتے تھے اور فرماتے تھے یَا بُنَیَّ قَدِ اسْتَرَحْتَ مِنْ کَرْبِ الدُّنْیَا وَ هَمِّهَا اے فرزند تم نے اس رنج و غم دنیا سے راحت

پائی اور طرف جنت کے رحلت کی دَ بَقِیَ اَبُوْكَ وَحِیْدًا فَرِیْدًا بَیْنَ الْاَعْدَاءِ اور پدر مظلوم تیرا یکہ و تنہا نرغۂ اعدا میں باقی رہا خدا قتل کرے اس قوم ستم شعار کو جس نے تجھ سے جوان رعنا شبیہ رسولِ خدا کو قتل کیا اور کیسے بیحیا ہیں وہ لوگ جنہوں نے تیرے قتل پر جرات کی اور مطلق خوف خدا اور رعایت حرمتِ رسولِ خدا نہ کی بعد اسکے حضرت نے لاش اُس فرزند کی لاش ہائے اقربا میں رکھدی اور منتخب اور محرق القلوب میں یوں منقول ہے کہ جب مظلوم کربلا اس فرزند کو اُٹھا کر در خیمہ پر پہنچے تو اُس وقت شاہزادہ علی اکبرؑ میں ایک رمق جان باقی تھی پس حضرت نے صیحہ کیا اور آواز دی کہ اے بہن زینبؑ اے اُم کلثومؑ اور اے شہر بانوؑ اے فاطمہؑ اے سکینہؑ آؤ علی اکبرؑ کا دیدار آخری کر لو کہ یہ جاں بلب ہے اور تم سے رخصت ہوتا ہے پس سب مخدرات عصمت روتی ہوئیں درِ خیمہ پر آئیں دیکھا کہ وہ جوان رعنا خاک و خون آلودہ زخموں سے چُور چُور ہے اور حضرت سرہانے اپنے فرزند کے رو رہے ہیں اس وقت گرد اُس شبیہ پیغمبرؐ کے اہلحرم نے حلقہ کیا اور زار زار رونے لگے اور نوحہ و بین جگر خراش کرنے لگے اور اپنے رخساروں پر طمانچے مارنے لگے اور شور گریہ و بکا اور واعلیّاہ کا بلند ہوا پس حضرت نے سب کو تسلی و دلاسا دے کر خیمہ میں پہنچایا آہ حضرات مقام تصوّر ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام روز عاشورا بسبب زخمہائے کاری کے ذوالجناح سے زمین گرم کربلا پر تشریف لائے تو آیا کوئی ایسا باقی تھا جو میدان سے اُٹھا کر در خیمہ تک لاتا اور آواز دیتا کہ اے اہلبیتؑ رسالت آؤ اپنے سیدِ مظلوم کا دیدار آخری کر لو کہ یہ جاں بلب ہیں اور اُن کے اہلحرم اور بچوں کو تسلی اور دلاسا دیتا افسوس عوض اس کے شمر لعین نے آنحضرت کو اذیت و تکلیف دی اور کھینچ کر طرف نشیب کے لے گیا اور سرِ انور بدن اطہر سے جدا کیا اور نیزہ طویل پر بلند کیا اور ان کے اہلحرم کو عوض تسلی و دلاسا کے وہ ظالم تازیانے مارتا تھا ہائے افسوس بعد اس کے اعدا نے اسباب لوٹ لیا اور خیموں میں آگ لگا دی اور ان ستم رسیدوں کو مجمع عام میں بے پردہ کیا عجب کہ حجت خدا فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی النِّسْوَۃِ الْبَارِزَاتِ سلام ہو ان مخدرات عصمت پر جو کربلا میں بے پردہ کی گئیں اور خیموں سے بظلم و ستم نکالی گئیں آہ اسیر بھی اُن اشقیا نے اکتفا نہیں کی بلکہ طوق و زنجیر میں جکڑ دیا چنانچہ معصوم فرماتے ہیں وَسُبِیَ اَهْلُكَ كَالْعَبِیْدِ وَصُفِّدُوْا فِی الْحَدِیْدِ فَوْقَ اَقْتَابِ الْمَطِیَّاتِ اے جد مظلوم اہلبیت آپ کے مثل غلام و کنیزوں کے اسیر کئے گئے

اور لوہے میں جکڑ دیے گئے اور شتران بے فرش و برہنہ پر سوار کئے گئے افسوس اسی طرح طرف کوفہ کے لے چلے پس جب مقتل شہدا میں پہنچے اور نظر ان ستم رسیدوں کی لاشہائے پارہ پارہ اقربا پر پڑی تو اپنا منہ پیٹ لیا اور زار زار رونے لگیں اور جناب زینب باآواز حزیں و دردناک نوحہ و بین کرتی تھیں اور مدینہ کی طرف متوجہ ہوکر فریاد کرتی تھیں وَا مُحَمَّدَاهُ هٰذَا حُسَيْنٌ بِالْعَرَاءِ يَسْفِي عَلَيْهِ الصَّبَا قَتِيْلُ اَوْلَادِ الْبَغَايَا يَا حُزْنَاهُ يَا كَرْبَاهُ اَلْيَوْمَ مَاتَ جَدِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ اے نانا رسولخدا یہ فرزند آپ کا حسینؑ مظلوم صحرا میں پڑا ہے اور خاک اس کے جسم انور پر اڑ کر پڑتی ہے اور اولاد حرام نے ان کو قتل کیا ہے افسوس گویا آج ہی میرے نانا رسولخدا نے دنیا سے رحلت کی ہے يَا اَصْحَابَ مُحَمَّدَاهُ هٰؤُلَاءِ ذُرِّيَّةُ الْمُصْطَفٰى يُسَاقُوْنَ سَوْقَ السَّبَايَا اے اصحاب رسولخدا یہ ذریت و عترت نبیؐ کی مثل اسیران ترک و روم کے مجمع عام میں پھرائی جاتی ہے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

مجلس ۳۲

فِي الْاَمَالِي عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهُ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ شِيْعَتَنَا لَقَدْ شَارَكُوْنَا فِي الْمُصِيْبَةِ بِطُوْلِ الْحُزْنِ وَالْحَسْرَةِ عَلٰى مُصَابِ جَدِّيَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ امالی وغیرہ میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا اُن حضرت نے کہ خدا رحمت نازل کرے ہمارے شیعوں پر بتحقیق کہ وہ ہمارے شرکت کرتے ہیں بسبب طول[۵] دینے حزن و ملال کے مصیبت میں میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کے اور بحار الانوار میں منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا کہ صفات حمیدہ شیعیان امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے بہت ہیں ان کی پیشانی سے خصال پسندیدہ آشکار و ہویدا ہیں منجملہ ان کے یہ ہے کہ ضعف و نقاہت نہایت رکھتے ہیں اور لب ان کے کثرت ذکر خدا اور تلاوت قرآن مجید سے خشک ہیں اور شکم ان کا زیادتی طعام اور نفاق سے خالی ہے اور مشقت عبادت سے رنگ ان کے متغیر ہیں اور چہرے ان کے زرد ہیں اور تاریکی شب میں بستر استراحت سے اٹھکر مشغول عبادت ہوتے ہیں اور اپنے معبود کی طرف توجہ رکھتے ہیں اور دعا و سجود اُن کے بہت ہیں اور گریہ و زاری ان کی خوف خدا سے بے انتہا ہے اور لوگوں کو غفلت نے گھیر لیا ہے اور اسی میں مسرور ہیں اور ایک لحظہ فکر مرگ اور ہول آخرت میں نہیں رہتے ہیں مگر شیعہ ہم اہلبیت رسالت کے محزون و مغموم اور مہموم رہتے ہیں اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا اُنحضرت نے

---

[۵] شاید مقصود شرکت متعدد مجالس یا بکثرت بپا نمودن مجالس عزا باشد در رسالہ ایکه مردان گمان کردہ اند که در وقت هیچ مجالس عزا بپا نمایند وقت شام ختم میکنند یا بعد مغرب بپا کنند و قریب صبح ختم میکنند که در این صورت عزت گذار با ... عزاداری یا تمسخر ۱۲

امتحان کرو ہمارے شیعوں کا تین چیزوں سے اوّل یہ کہ ملاحظہ کرو مواظب نماز کے ہیں اور حفظ اوقات
نماز کرتے ہیں یا نہ دوسرے ہمارے اسرار کو ہمارے دشمنوں سے حفظ کرتے ہیں یا افشائے راز
کرتے ہیں تیسرے مال اپنا برادران ایمانی پر ایثار و بذل اور بخشش کرتے ہیں یا نہ پس مُرادان
حضرت کی شاید یہ ہے کہ جو متصف ہوں ان تین صفتوں سے وہ ہمارے شیعہ ہیں اور فرمایا ان حضرت
نے فضائل ہمارے شیعوں کے یہ ہیں کہ دُعا ان کی مستجاب ہوتی ہے جب ایک حاجت خدا
سے طلب کرتے ہیں تو سو حاجتیں اُن کی خدا بر لاتا ہے اور مرتبہ شیعہ کا یہ ہے کہ ایک شخص نے ابن
عباس رضؓ سے سوال کیا کہ جناب رسولخدا نے علیؑ ابن ابیطالب کی ابوتراب کنیت کیوں قرار دی
مناسبت کیا ہے ابن عباس رضؓ نے جواب دیا کہ امیرالمومنینؑ علی ابن ابیطالب علیہ السلام مالک
زمین اور حجت خدا ہیں زمین پر اور بسبب وجود ذیجود ان حضرت کے زمین باقی و برقرار اور بیا لیکن
ہے ابن عباس رضؓ کہتے ہیں میں نے جناب رسولخدا سے سُنا ہے وہ حضرت فرماتے تھے جب روز
قیامت ہوگا تو کفار و منافق درجات عالیہ اور مقامات رفیعہ شیعیان علیؑ ابن ابیطالب کو دیکھکر
ہر ایک آرزو سے کہیگا یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا کاش کہ میں خاک ہی ہوتا اور فرمایا امام جعفر صادقؑ
نے حق سبحانہ تعالیٰ نے ہمارے شیعوں کو ایک طینت سے خلق کیا ہے پس جو شخص اُس طینت سے ہے
وہ ضرور ہمارے شیعوں سے ہوگا اور جو اس طینت سے مخلوق نہیں ہوا ہے وہ ہمارے شیعوں میں
داخل نہیں ہوگا اور فرمایا ان حضرت نے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نطفہ مومن کا صُلب مشرک میں ہوتا ہے پس وہ
ضرور سے سالم رہتا ہے یہانتک کہ رحم مادر میں کھا جاتا ہے اور دُنیا میں آکے مومن و شیعہ ہوتا ہے اور
فرمایا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ہم کو اور ہمارے شیعوں کو ایک ہی طینت سے
پیدا کیا ہے پس حضرات از بسکہ طینتِ شہدائے کربلا قریب تر ہے طینت سید الشہداء صَاحِبُ الْمِحْنَۃِ
وَالْبَلَآءِ الْقَتِیْلُ الظَّمْاٰنُ وَالسَّلِیْبُ الْعُرْیَانُ الْمَقْتُوْلُ بِیَوْمِ الْجُمُعَۃِ اَوِ الْاِثْنَیْنِ مَوْلٰنَا وَمَوْلَی
الْکَوْنَیْنِ اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ سے تو اب کیا بعید ہے جو صاحب اکسیر العبادات لکھتے ہیں
کہ جب جناب سید الشہداء نے آواز فریاد و استغاثہ بلند کی تو یہ سُنکر جواب دیا ابدان شریفہ اور اجساد طیبہ
شہدائے کربلا نے کہ زخموں سے چور چور ریگ گرم پر آلودہ بخاک و خون پڑے تھے اس طور سے کہ حرکت و
جُنبش میں آگئے ہوں اور کانپنے لگے ہوں اور یا بہیئت قائم یا قاعد ہو گئے ہوں اور انکے حلقوم ہائے
طیبہ سے یہ صدا بلند ہوئی ہو لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ یَا بْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَیَا حُجَّۃَ اللّٰہِ ھَلْ لَنَا رُخْصَتٌ فِی الرُّجُوْعِ
اِلَی الدُّنْیَا وَالْمُجَاھَدَۃِ بَیْنَ یَدَیْکَ اے فرزند رسولخدا اے حجت خدا ہم حاضر ہیں آیا پھر ہم کو دوبارہ حکم رجوع کا

طرف دنیا کے اور اجازت قیام ہے تاکہ ہم سامنے آپ کے اعدائے دین سے جہاد کریں اور بحارالانوار
اور لہوف اور محرق القلوب وغیرہ میں منقول ہے کہ جس وقت جناب امام حسین علیہ السلام نے میدان
قتال میں قرار لیا اور نیزہ پر تکیہ کر کے کبھی لاشہائے بنی ہاشم اور اصحاب کی طرف دیکھتے تھے اور کبھی اہل حرم
اور اطفال خورد سال کیطرف دیکھکر انکی غربت و مسافرت اور تشنہ لبی اور اسیری کو یاد کر کے روتے تھے
اور باواز حزین و دردناک بنابر اتمام حجت کے فرماتے تھے اَمَا مِنْ نَاصِرٍ یَنْصُرُنَا اَمَا مِنْ مُغِیْثٍ
یُغِیْثُنَا آیا ہے کوئی نصرت و مدد کرنے والا کہ ہماری نصرت کرے آیا ہے کوئی فریاد رس کہ ہماری فریاد
کو پہنچے اَمَا مِنْ مُوَحِّدٍ یَخَافُ اللّٰهَ فِیْنَا اَمَا مِنْ ذَآبٍّ یَذُبُّ عَنْ حَرَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
آیا ہے کوئی خدا پرست کہ ہمارے بارے میں خوف خدا کرے آیا ہے کوئی دفع کرنے والا کہ اس آفت و
بلا کو حرم رسول خدا سے دور کرے اللہ اکبر کیا تاثیر تھی استغاثہ مظلوم کربلا کی کہ قوائم عرش میں تزلزل
ہوا اور اس وقت زمین کربلا کانپنے لگی اور اہل حرم زار زار رونے لگے اور امام زین العابدین علیہ السلام
نے کہ بستر بیماری پر لیٹے ہوئے نہایت بیحال تھے یکایک آواز استغاثہ اپنے پدر بزرگوار کی سنی لَبَّیْکَ
لَبَّیْکَ کہتے ہوئے کھڑے ہوئے اور اپنی تلوار لیکر خیمہ سے باہر تشریف لائے اور ایسے بیمار تھے کہ
اس قدر طاقت نہ تھی جو تلوار کو اچھی طرح ہاتھ سے تھام سکیں یہ دیکھکر جناب ام کلثوم پیچھے
پیچھے ان کے پکارتی جاتی تھیں اور کہتی تھیں اے فرزند تم واپس آؤ اور ہم بیکسوں کو بے محرم
کے نہ چھوڑو بیمار کربلا نے فرمایا اے پھوپھی مجھے جانے دیجئے تاکہ میں راہ خدا میں جہاد کر کے فرزند رسول
پر جان اپنی فدا کروں یہ حال دیکھکر امام حسین علیہ السلام نے میدان قتال سے صدا دی کہ اے بہن روک
لو اس بیمار کو میدان قتال میں نہ آنے دو ایسا نہو کہ روئے زمین نسل آل رسول سے خالی ہو جائے اور
بنا بر دوسری روایت کے جب بیمار کربلا خیمے سے باہر تشریف لائے تو اسوقت ایسے ناتوان تھے کہ مقدار
طاقت نہ تھی جو نیزہ کو ہاتھ میں اٹھاتے پس نیزہ کو ہاتھ میں لے کے زمین پر کھینچتے ہوئے بعزم جہاد
طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئے جب امام حسین علیہ السلام نے آتے دیکھا تو میدان قتال سے
اپنے فرزند بیمار کی طرف فوراً تشریف لائے اور اپنے پارہ جگر کو اٹھا کر خیمے میں لائے اور فرمایا اے
نور نظر تمہارا کیا ارادہ ہے اور کیا کیا چاہتے ہو بیمار کربلا نے عرض کی اے پدر مظلوم فریاد و استغاثہ
نے آپ کے میری رگہائے دل کو توڑ ڈالا میں چاہتا ہوں کہ جان اپنی آپ پر فدا کروں یہ سن کر
مظلوم کربلا نے فرمایا اے فرزند تو شدت مرض میں مبتلا ہے تجھ پر جہاد سیف واجب نہیں ہے اور
تو بعد میرے حجت خدا اور امام ہے شیعوں پر اور تو ابو الائمہ اطہار کفالت کرنے والا میرے ایتام کا

اور حامی و سرپرست ہے اہلبیت رسولِ خدا کا حاشا کہ روئے زمین حجت خدا اور امام سے کبھی خالی ہو اور اے فرزند قریب ہے کہ تم اسیر ہو گے اور اعدا قید کر کے شہر بشہر پھرائیں گے بعد اس کے تم حرم رسولؐ کو پھر مدینہ میں پہنچاؤ گے پس تم میرے دوستان وطن اور شیعوں کو میرا سلام کہنا اور کہہ دینا کہ امام تمہارا مع اطفال خورد سال کے پیاسا شہید ہوا جب تم آب سرد و شیریں پیو تو اس میری تشنہ لبی کو یاد کر لینا یہ سنکر بیمار کربلا نے عرض کی کہ اے پدر بزرگوار کیا ہو سکتا ہے کہ آپ بایں مظلومی و بیکسی شہید ہوں اور میں دیکھوں کاش مجھے موت آتی کہ یہ حالت بیکسی آپ کی نہ دیکھتا حضرات اب تصور کیجئے کہ وہ کس قیامت کی پیاس تھی جس کا ذکر بعد شہادت کے بھی فرمایا چنانچہ سکینہؑ خاتون فرماتی ہیں میں نے اپنے پدر مظلوم کے گلوئے بریدہ سے روز عاشورا سنا کہ بطور وصیت کے فرماتے تھے ؎ شِیْعَتِیْ مَا اِنْ شَرِبْتُمْ مَآءَ عَذْبٍ فَاذْكُرُوْنِیْ ۞ اَوْ سَمِعْتُمْ بِغَرِیْبٍ اَوْ شَهِیْدٍ فَانْدُبُوْنِیْ ۞ اے شیعو اور دوستو میرے جب تم آب سرد و شیریں پیو تو اس وقت مجھ تشنہ لب کی پیاس کو ضرور یاد کر لینا اور جب سنو کہ کوئی غریب و مسافر مبتلا بہ بلا ہوا یا کوئی بیجرم و گناہ شہید ہوا تو تم میری غربت و بیکسی پر رونا اور اس مظلومی سے میرا شہید ہونا یاد کر لینا ؎ اَنَا السِّبْطُ الَّذِیْ مِنْ غَیْرِ جُرْمٍ قَتَلُوْنِیْ وَبِجَرْدِ الْخَیْلِ بَعْدَ الْقَتْلِ عَمْدًا سَحَقُوْنِیْ ۞ اس لئے کہ میں وہ فرزند رسول خدا ہوں جو بیجرم و خطا مثل گوسفند قربانی کے ذبح ہوا اور اشقیائے امت نے بعد قتل کرنے کے میری لاش کو دیدہ و دانستہ پامال سم اسپاں کیا ہے ؎ لَیْتَکُمْ فِیْ یَوْمِ عَاشُوْرَا جَمِیْعًا تَنْظُرُوْنِیْ ۞ کَیْفَ اَسْتَسْقِیْ لِطِفْلِیْ فَاَبَوْا اَنْ یَرْحَمُوْنِیْ ۞ اے شیعو میرے کاش کہ تم سب روز عاشورا کربلا میں ہوتے اور میری غربت بیکسی کو دیکھتے کہ میں کس مظلومی سے واسطے اپنے فرزند شیرخوار کے اشقیائے امت سے پانی مانگتا رہا مگر ان بیرحموں نے ایک قطرہ پانی کا اس شیرخوار کو نہ دیا اور عوض میں پانی کے پیاسا ہی تیر ستم سے شہید کیا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۲۴ فِی الْاَمَالِیْ عَنْ دَاوُدَ بْنِ کَثِیْرِ الرَّقِّیِّ اَنَّهٗ قَالَ کُنْتُ عِنْدَ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِذَا اسْتَسْقَى الْمَآءَ امالی میں داؤد بن کثیر رقی سے منقول ہے کہ کہا اس نے ایک روز میں خدمت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی حاضر تھا کہ ان حضرت نے پانی طلب فرمایا فَلَمَّا شَرِبَهٗ رَاَیْتُهٗ قَدِ اسْتَعْبَرَ وَاغْرَوْرَقَتْ عَیْنَاهُ بِدُمُوْعِهٖ ثُمَّ قَالَ یَا دَاوُدُ لَعَنَ اللّٰهُ قَاتِلَ الْحُسَیْنِ فَمَا اَنْغَصَ ذِكْرَ الْحُسَیْنِ لِلْعَیْشِ جب آنحضرت نے پانی نوش فرمایا تو دیکھا میں نے کہ دفعتہً آثار حزن و ملال کے چہرہ اقدس پر ظاہر ہوئے اور

آنسو آنکھوں میں بھر آئے بعد اس کے فرمایا اے داؤد لعنتِ خدا قاتلان امام حسین علیہ السلام پر کہ کیا منغص اور محزون کیا ہے ان حضرت کے قتل ہونے نے کہ ہمیں لطف زندگی کا باقی نہیں اِنّی مَا شَرِبْتُ مَاءً بَارِدًا اِلَّا وَ ذَکَرْتُ الْحُسَیْنَ فَمَا مِنْ عَبْدٍ شَرِبَ الْمَاءَ فَذَکَرَ الْحُسَیْنَ وَلَعَنَ قَاتِلَهٗ اِلَّا کَتَبَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَهٗ مِائَةَ اَلْفِ حَسَنَةٍ جب میں آب سرد پیتا ہوں تو ساتھ ہی اس کے مجھے مصیبت اور تشنگی اپنے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کی یاد آتی ہے پس جو بندہ مومن پانی پیئے اور تشنگی آنحضرت کی یاد کرے اور لعنت کرے ان کے قاتل پر تو حق سبحانہٗ تعالیٰ اسکے نامۂ عمل میں لاکھ حسنہ لکھتا ہے وَحَطَّ عَنْهُ مِائَةَ اَلْفِ سَیِّئَةٍ وَرَفَعَ لَهٗ مِائَةَ اَلْفِ دَرَجَةٍ وَکَاَنَّمَا اَعْتَقَ مِائَةَ اَلْفِ نَسَمَةٍ وَحَشَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ثَلِجَ الْفُؤَادِ اور لاکھ گناہ اسکے محو کرتا ہے اور لاکھ درجے اس کیلئے بلند کرتا ہے اور گویا اس نے لاکھ بندے راہ خدا میں آزاد کئے اور حق سبحانہٗ تعالیٰ بروز قیامت اسکو محشور کریگا بقلب مطمئن اور جگر خنک سبحان اللہ یہ مرتبہ ہے اس مومن کا جو وقت پانی پینے کے تشنگی مظلوم کربلا غریب نینوا مقتول ظلم و جفا مسلوب العمامۃ والرداء امام حسین علیہ السلام کی یاد کرے پس حضرات تصور کیجئے کہ وہ کیسی قیامت کی پیاس تھی جس کی خبر جبرئیل نے حضرت آدمؑ کو دی ہے جیساکہ بحار الانوار میں منقول ہے وَتَرَاهُ یَا اٰدَمُ وَهُوَ یَقُوْلُ وَاعَطْشَاهُ وَاقِلَّةَ نَاصِرَاهُ حَتّٰی یَحُوْلَ الْعَطَشُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ السَّمَاءِ کَالدُّخَانِ اے آدم اگر آپ اس مظلوم کو دیکھئے کہ اس حالتِ تشنگی میں فریاد کرتے ہوں گے کہ وَاعَطْشَاهُ وَاقِلَّةَ نَاصِرَاهُ یہاں تک کہ پیاس مثل دخان کے درمیان اس تشنہ لب اور آسمان کے حائل ہو جائے گی اور زمانہ نظر میں تیرہ و تاریک ہوگا فَلَمْ یُجِبْهُ اَحَدٌ اِلَّا بِالسُّیُوْفِ وَشُرْبِ الْحُتُوْفِ فَیُذْبَحُ ذَبْحَ الشَّاةِ مِنَ الْقَفَا پس کوئی شقی اشقیائے امت سے اس مظلوم کو جواب نہ دے گا مگر یہ کہ ہر طرف سے گھیر کر تیر و نیزہ اور شمشیر لگائیں گے اور مثل گوسفند قربانی کے تشنہ لب پس گردن سے ذبح کریں گے آہ مومنین جب وہ جناب روز عاشورا بعد شہادت اپنے اصحاب و اقربا اور اولاد کے زخمی ہو کر ذوالجناح سے زمین پر تشریف لائے اور خاک و خون میں آلودہ ہوئے تو اسوقت فرماتے تھے یَا قَوْمُ اَنَا ابْنُ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی وَعَطْشَانُ اے قوم میں فرزند محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ کا ہوں اور پیاسا ہوں آہ جب شمر لعین بارادۂ ذبح قریب آیا تو اسوقت واسطے اتمام حجت کے فرماتے تھے یَا شِمْرُ اَلْعَطَشُ اَلْعَطَشُ اے شمر میں پیاسا ہوں پیاسا

ہوں تھوڑا سا پانی پلاوے ؎ اَسۡقَاۤلَہٗ عِنۡدَ الشَّرِیۡعَۃِ یَشۡتَکِیۡ ۞ ظَمۡاً وَّ وَالِدُہٗ وَلِیُّ
الۡکَوۡثَرِ ۞ افسوس ہے حال پر اس مظلوم اور پیاسے کے جو کنارہ نہر فرات پر شکایت اپنی
تشنگی کی کرتا تھا حالانکہ پدر بزرگوار ان کے ساقی کوثر ہیں وَفِی الۡمَجَالِسِ الۡمُفۡجِعَۃِ نقلاً عن المناقب
اَنَّہٗ جَآءَ اِلَیۡہِ الشِّمۡرُ وَسِنَانُ وَالۡحُسَیۡنُ عَلَیۡہِ السَّلَامُ بِاٰخِرِ رَمَقٍ یَلُوۡکُ لِسَانَہٗ
مِنۡ شِدَّۃِ الۡعَطَشِ اور مجالس مفجعہ میں مناقب قدیم سے نقل کیا ہے کہ اسوقت شمر اور سنان قریب
حضرت کے آئے اور امام حسین علیہ السلام میں ایک رمق جان باقی تھی اور اپنی زبان خشک شدت
تشنگی سے چباتے تھے فَرَفَسَہٗ شِمۡرٌ لَعَنَہُ اللّٰہُ بِرِجۡلِہٖ وَقَالَ یَا ابۡنَ اَبِیۡ تُرَابٍ اَلَسۡتَ تَزۡعَمُ
اَنَّ اَبَاکَ عَلٰی حَوۡضِ النَّبِیِّ یَسۡقِیۡ مَنۡ اَحَبَّہٗ فَاصۡبِرۡ حَتّٰی تَاۡخُذَ الۡمَآءَ مِنۡ یَدِہٖ آہ اب
کس زبان سے بیان کروں کہ شمر لعین نے اپنے پائے نجس سے کیا بے ادبی کی اور بطور طعن کے کہا اے
فرزند ابو تراب کیا گمان نہیں کرتے ہیں آپ کہ پدر بزرگوار آپ کے حوض کوثر سے اپنے دوستوں کو
سیراب کریں گے پس صبر کیجئے تا ساقی کوثر آپ کو اپنے ہاتھ سے پانی پلائیں آہ غرض اس شقی کی یہ
تھی کہ ہم آپ کو پانی نہ دیں گے بلکہ پیاسا ہی قتل کریں گے ثُمَّ قَالَ لِسِنَانٍ اِحۡتَزَّ رَاۡسَہٗ قَفَاءً
فَقَالَ سِنَانٌ وَاللّٰہِ لَا اَفۡعَلُ ذٰلِکَ فَیَکُوۡنُ جَدُّہٗ مُحَمَّدٌ خَصۡمِیۡ بعد اسکے شمر لعین نے
سنان ابن انس سے کہا کہ سر ان کا پس گردن سے جدا کر سنان نے کہا قسم بخدا میں ایسا نہ کروں گا کہ جد
بزرگوار ان کے رسول خدا روز قیامت دشمن میرے ہوں گے فَغَضِبَ شِمۡرٌ وَجَلَسَ عَلٰی صَدۡرِ
الۡحُسَیۡنِ وَقَبَضَ عَلٰی لِحۡیَتِہٖ وَھَمَّ بِقَتۡلِہٖ یہ سنکر شمر غضبناک ہوا اور امام حسین علیہ السلام کے
سینہ اقدس پر بیٹھا اور ریش اقدس کو ان حضرت کے اپنے ہاتھ میں لیکر چاہا کہ قتل کرے فَضَحِکَ
الۡحُسَیۡنُ وَقَالَ اَتَقۡتُلُنِیۡ وَلَا تَعۡلَمُ مَنۡ اَنَا اسوقت امام حسین علیہ السلام متبسم ہوئے اور فرمایا
کیا تو مجھے قتل کرے گا اور تو نہیں جانتا ہے کہ میں کون ہوں فَقَالَ اَعۡرِفُکَ حَقَّ الۡمَعۡرِفَۃِ اس
شقی نے جواب دیا کہ میں آپ کو بخوبی جانتا ہوں جو حق جاننے کا ہے اُمُّکَ فَاطِمَۃُ
الزَّھۡرَآءُ وَاَبُوۡکَ عَلِیُّ الۡمُرۡتَضٰی وَجَدُّکَ مُحَمَّدُ الۡمُصۡطَفٰی وَخَصۡمِیۡ الۡعَلِیُّ الۡاَعۡلٰی اَقۡتُلُکَ
وَلَا اُبَالِیۡ والدہ آپ کی فاطمہ زہرا ہیں اور باپ آپ کے علی مرتضٰی ہیں اور جد
آپ کے محمد مصطفٰے ہیں کہ دشمن میرا خدا ہے مگر میں ضرور آپ کو قتل کروں گا اور
کچھ پرواہ نہ کروں گا فَضَرَبَہٗ بِسَیۡفِہٖ اِثۡنَا عَشَرَ ضَرۡبَۃً ثُمَّ جَزَّ رَاۡسَہُ الشَّرِیۡفَ
سَلَامُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ افسوس ہزار افسوس اس ملعون نے اپنی تلوار سے ضربت لگائی بارہ

ضربتیں بعد اسکے سر اقدس اس مظلوم کا بدن اطہر سے جدا کیا آہ اس مصیبت کو حجت خدا بھی
فرماتے ہیں وَالشِّمْرُ جَالِسٌ عَلٰى صَدْرِكَ وَوَاضِعٌ سَيْفَهٗ عَلٰى
نَحْرِكَ قَابِضٌ عَلٰى شَيْبَتِكَ بِيَدِهٖ ذَابِحٌ لَكَ بِمُهَنَّدِهٖ اے جد مظلوم
شمر لعین آپ کے سینۂ اقدس پر بیٹھا تھا اور اپنی تلوار کو آپ کے حلق پر رکھے
ہوئے تھے اور اسکے ہاتھ میں آپ کی ریش اقدس و نورانی تھی اور اپنی تلوار آبدار سے
آپ کے گلوئے خشک کو ذبح کرتا تھا قَدْ سَكَنَتْ حَوَاسُّكَ وَخَفِيَتْ اَنْفَاسُكَ
وَرُفِعَ عَلَى الْقَنَاةِ رَاْسُكَ آہ اسوقت ساکن ہو گئے حواس آپکے اور سانس آپ کی
خفی و نرم ہو گئی اور دم رک گیا اور سر انور آپ کا نیزہ پر بلند کیا گیا آہ مومنین جب نظر جناب
زینب کی اس سر خاک و خون آلودہ پر پڑی تو زار زار روتی تھیں اور دل پر درد سے فریاد
کرتی تھیں بِاَبِیْ مَنْ شَیْبَتُهٗ تُقْطَرُ بِالدِّمَاءِ فدا ہو باپ میرا اس مذبوح و مقتول پر جس کی
ریش اقدس سے خون ٹپکتا ہے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ **مجلس ۳۴** فِیْ عُیُوْنِ
اَخْبَارِ الرِّضَا عَلَیْهِ السَّلَامُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ فَضْلٍ اَنَّهٗ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ
السَّلَامُ عیون اخبار رضا علیہ السلام میں عبد اللہ بن فضل سے منقول ہے کہ کہا اس نے عرض کیا
میں نے خدمت میں جناب امام جعفر صادقؑ کے یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ کَیْفَ صَارَ یَوْمُ عَاشُوْرَاءَ
یَوْمَ مُصِیْبَةٍ وَغَمٍّ وَجَزَعٍ وَبُکَاءٍ دُوْنَ الْیَوْمِ الَّذِیْ قُبِضَ فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ یا ابن رسول اللہ
کیا سبب ہے کہ سب ایام مصیبت میں روز عاشورا روز مصیبت و غم اور گریہ و بکا اور ماتم و عزا ہوا
زیادہ تر اس روز سے کہ جس روز جناب رسول خدا نے انتقال فرمایا وَالْیَوْمِ الَّذِیْ مَاتَتْ فِیْهِ فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ
وَالْیَوْمِ الَّذِیْ قُتِلَ فِیْهِ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْیَوْمِ الَّذِیْ قُتِلَ فِیْهِ الْحَسَنُ بِالسَّمِّ اور اس روز سے کہ جس روز جناب سیدہ فاطمہ
زہرا علیہا السلام نے انتقال فرمایا اور اس روز سے کہ جس روز امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام شہید ہوئے اور
اس روز سے کہ جس دن جناب حسن مجتبیٰ زہر دغا سے شہید ہوئے کہ یہ سب ایام زیادہ تر سزاوار تھے واسطے بجا لانے
رسوم تعزیت و عزا کے فَقَالَ اِنَّ یَوْمَ قَتْلِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَعْظَمُ مُصِیْبَةً مِنْ سَائِرِ هٰذِهِ الْاَیَّامِ
وَذٰلِكَ اَنَّ اَصْحَابَ الْکِسَاءِ الَّذِیْنَ کَانُوْا اَکْرَمَ الْخَلْقِ عَلَی اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ کَانُوْا خَمْسَةً۔ آنحضرت نے
فرمایا کہ روز شہادت امام حسین علیہ السلام کا بزرگتر ہے ازروئے مصیبت کے ان سب ایام مصیبت سے اسلئے کہ اصحاب کسا
اور آل عبا جو خداوند عالم کے نزدیک بزرگتر ہیں خلائق سے وہ پنجتن ہیں فَلَمَّا مَضٰی عَنْهُمُ النَّبِیُّ بَقِیَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ
وَفَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ فَکَانَ فِیْهِمْ لِلنَّاسِ عَزَاءٌ وَسَلْوَةٌ جب نبی سے جناب رسالتمآب نے

انتقال فرمایا تو حضرت امیرالمومنینؑ اور جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا اور حسنین علیہم السلام باقی تھے اور بسبب انحضرات
کے تسلی و تعزیت خلائق کی تھی فَلَمَّا مَضَتْ فَاطِمَةُ کَانَ فِی اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ
عَلَیْهِمُ السَّلَامُ لِلنَّاسِ عَزَاءٌ وَّسَلْوَةٌ جب جناب سیدہ نے انتقال فرمایا تو حضرت امیرالمومنین اور
حسنین علیہم السلام باقی تھے اور تعزیت و تسلی خلائق کی بسبب ان حضرات کے تھی فَلَمَّا مَضٰی اَمِیْرُ
الْمُؤْمِنِیْنَ کَانَ لِلنَّاسِ فِی الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ عَزَاءٌ وَّسَلْوَةٌ جب حضرت امیرالمومنین
شہید ہوئے تو باعث تسلی و تشفی خلائق حسنین علیہما السلام باقی تھے فَلَمَّا مَضَی الْحَسَنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ
کَانَ لِلنَّاسِ فِی الْحُسَیْنِ عَزَاءٌ وَّسَلْوَةٌ جب امام حسن علیہ السلام نے رحلت فرمائی تو صرف خامس
آل عبا امام حسین علیہ السلام باعث تسلی و تشفی خلائق باقی تھے فَلَمَّا قُتِلَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَمْ
یَکُنْ بَقِیَ مِنْ اَصْحَابِ الْکِسَاءِ اَحَدٌ لِّلنَّاسِ فِیْهِ بَعْدَهٗ عَزَاءٌ وَّسَلْوَةٌ جب امام حسین علیہ السلام
ظلم و ستم اشقیائے کوفہ و شام سے صحرائے کربلا میں تشنہ لب شہید ہوئے تو خاتمہ ہوا اصحاب کسا کا اور
خمسہ نجباء سے کوئی باعث تسلی و تشفی خلائق باقی نہ رہا فَکَانَ ذِهَابُهٗ کَذِهَابِ جَمِیْعِهِمْ کَمَا کَانَ
بَقَاؤُهٗ کَبَقَاءِ جَمِیْعِهِمْ فَلِذٰلِکَ صَارَ یَوْمُهٗ اَعْظَمَ الْاَیَّامِ مُصِیْبَةً پس روز شہادت خامس
آل عبا گویا روز انتقال ان سب حضرات کا ہے جیسا کہ بقائے مظلوم کربلا سے بقا ان سب بزرگواروں
کی تھی اسیواسطے روز شہادت ان حضرت کا سخت ترین ایام مصیبت و عزا ہے اور امام زین العابدینؑ
فرماتے ہیں لَا یَوْمَ کَیَوْمِکَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ اے ابوعبداللہ الحسینؑ کوئی دن مصیبت میں آپ کے
روز شہادت سے برابری نہیں کر سکتا ہے واقعی مومنین کیسا سخت ترین ایام مصیبت و بلا تھا روز
عاشورا مظلوم کربلا اور ان کے اہلبیت پر کہ اعدا نے پانی تک بند کر دیا اور محاصرہ کرکے اصحاب و انصار
اور اقربا کو ان حضرت کے تشنہ لب شہید کیا یہاں تک کہ لاشہائے پارہ پارہ عون و محمد اور جناب قاسم
واحمد اور جعفر اور جناب علی اکبر شبیہ پیغمبر اور بنی ہاشم کی خاک و خون آلودہ ریگ گرم پر پڑی تھیں
پس جب حضرت عازم میدان قتال ہوئے تو اسوقت خیمہ میں کہرام بپا تھا اور اہلحرم زار زار روتے
تھے اور اس جناب کو روکتے تھے کیونکہ جو میدان قتال میں جاتا تھا وہ زندہ نہ آتا تھا اسوقت کے
حال میں ابومخنف وغیرہ نے روایت کی ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام حسینؑ اور جناب
عباسؑ نے ساتھ ہی راہ خدا میں جہاد کیا ہے اور دونوں بھائی ایک دوسرے کے بعد شہید ہوئے ہیں
چنانچہ جب ابوعلیق کو گرفتار کر کے سامنے مختار کے لائے تو مختار نے اس سے پوچھا کہ تو نے روز عاشورا
کربلا میں کیا کیا اس نے کہا میں لشکر نویس تھا مختار نے پوچھا کہ لشکر یزید کا کتنا تھا اس نے کہا

بتیس ۳۲ ہزار سوار اور بیالیس ۴۲ ہزار پیادے تھے یہ سُنکر مختارؒ نے پوچھا کہ لشکر امام حسین علیہ السلام میں کتنے جان نثار تھے اُسوقت ابوخلیق رونے لگا اور کہا لشکر میں اس جناب کے صرف بتیس سوار اور چالیس پیادے تھے واقعی حضرات یہ مقام رونے کا ہے غور کیجیے کہ دشمن تک رویا ہے کیونکہ مقابل ایک ایک بزرگوار کے ہزار ہزار اشخاص تھے الغرض مختارؒ نے کہا تجھے قسم ہے خدا کی سچ بیان کر کہ تیرا دل آنحضرت کے حال پر کس وقت زیادہ درد میں آیا ابوخلیق نے کہا اے مختارؒ جب تمام اصحاب و اقربا اور اولادِ امام حسینؑ کے قتل ہوئے اور سوائے آنحضرت کے اور جناب عباسؑ علمدار کے کوئی باقی نہ رہا تو اس وقت کا حال میں نہیں بھولتا ہوں کہ جب حضرت عباسؑ ارادہ میدان کرتے تھے تو امام حسینؑ روکتے تھے اور جب خود امام حسینؑ عزم میدان کرتے تھے تو بھائی اُن کے جناب عباسؑ روکتے تھے آخر دونوں بھائیوں نے ملکر عزم میدان کیا آہ مومنین یہ جگر خراش فقرہ اس روایت میں ہے خدا نہ کرے کہ کسی صاحب عزت کے الحجوم عالم غربت و مسافرت میں اپنے حامی و سرپرست سے جدا ہوں لکھا ہے کہ جب دونوں بھائی متفق ہوکر طرف میدان کے چلے تو اہلبیتؑ ان کے خیموں سے مضطرب ہوکر نکلے اور روک لیا اور دامن سے لپٹ گئے اور شور گریہ و بکا اور واغربتاہ کا بلند ہوا اور بچے بھی زار زار روتے تھے آہ اب کوئی حامی و سرپرست باقی نہ تھا آخرکار وہ دونوں بھائی اہلبیتؑ سے رخصت ہوکر رجز پڑھتے ہوئے لشکر ابن سعد پر حملہ آور ہوئے ایک بھائی نے میمنہ لشکر اور دوسرے نے میسرہ لشکر پر ایسا حملہ کیا کہ اس ہنگامہ کارزار میں وہ صحرا اسقدر غبار آلودہ ہوا کہ کوئی کسی کو نہ دیکھ سکتا تھا افسوس آخر کچھ لوگ درمیان میں دونوں بھائیوں کے حائل ہو گئے اور جناب عباسؑ کو امام حسینؑ سے جدا کیا اور دونوں ہاتھ قطع کئے اور ہر طرف سے گھیر کر تیر و نیزہ اور تلوار سے زخمی کر کے شہید کیا آہ جب حضرت اپنے بھائی کے سرہانے پہنچے تو اُس وقت رو کر فرماتے تھے وَا اَخَاہُ وَاعَبَّاسَاہُ اَلْآنَ اِنْکَسَرَ ظَہْرِیْ وَقَلَّتْ حِیْلَتِیْ اے بھائی عباسؑ اب تیرے مرنے سے کمر ہماری ٹوٹ گئی اور راہ چارہ و تدبیر بند ہو گئی ثُمَّ قَالَ جَزَاکَ اللّٰہُ عَنِّیْ خَیْرَ الْجَزَاءِ یَا اَخِیْ یَا اَبَا الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ بعد اسکے فرمایا اے بھائی اے ابوالفضل العباسؑ خدائے تعالیٰ ہماری جانب سے تم کو جزائے خیر عطا کرے کہ تم نے خوب وفاداری کی میری اس مصیبت و بلا میں ہائے افسوس اب میں بیکس و تنہا بے ناصر و مددگار رہ گیا ابوخلیق کہتا ہے کہ جب بعد ایک ساعت کے غبار فرو ہوا تو اسوقت میں نے سر اقدس امام حسینؑ کا بھی نیزہ پر بلند دیکھا یہ سُنکر مختارؒ اور رفقا انکے زار زار رونے لگے اور ہر طرف سے صدا وامظلوماہ کی بلند ہوئی کس زبان سے بیان کروں کہ جب

جناب عباسؑ شہید ہوئے اور مظلوم کربلا تنہا رہ گئے تو اعدا نے ہر طرف سے ہجوم کر کے درمیان
نیزوں کے گھیر لیا جیسا کہ حجت خدا زیارت ناحیہ میں فرماتے ہیں تَذُبُّ عَنْ نِسْوَتِكَ وَاَوْلَادِكَ
حَتّٰى نَكَسُوْكَ عَنْ جَوَادِكَ اے جدّ مظلوم دفع کرتے رہے آپ ان اشقیا کو اپنے اہلحرم اور اولاد سے یہاں
تک کہ ان اعدا نے آپ کو ذوالجناح سے منہ کے بل گرا دیا فَهَوَيْتَ اِلَى الْاَرْضِ جَرِيْحًا تَطَاُكَ
الْخُيُوْلُ بِحَوَافِرِهَا وَتَعْلُوْكَ الطُّغَاةُ بِبَوَاتِرِهَا پس آپ زخمی ہو کر زمین پر آئے کہ بے ادبی کرتے
تھے گھوڑے اپنے سموں سے اور وہ اشقیا تلواریں کھینچے ہوئے آپ کے قتل کرنے پر ٹوٹے پڑتے
تھے قَدْ رَشَحَ لِلْمَوْتِ جَبِيْنُكَ وَاخْتَلَفَتْ بِالْاِنْقِبَاضِ وَالْاِنْبِسَاطِ شِمَالُكَ وَيَمِيْنُكَ اے
جدّ مظلوم اس وقت آپ کی پیشانی انور پر عرق موت کا آ گیا تھا اور اس حالت میں کبھی آپ ہاتھ اور پاؤں
سمیٹ لیتے تھے اور کبھی پھیلا دیتے تھے اور کبھی آپ داہنے اور بائیں طرف کروٹ لیتے تھے اور کسی طرح
آپ کو اس ریگ گرم پر راحت نہ ملتی تھی ہائے افسوس کیونکر راحت ملتی کیونکہ بہنیں ان کی فریاد
وَاسَيِّدَاهُ وَامَظْلُوْمَاهُ کرتی تھیں اور بشدت روتی تھیں اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

مجلس ۳۵ قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ ذُكِرْنَا عِنْدَهُ فَبَكٰى لِمُصَابِنَا وَلِمَا اَصَابَنَا
مِنْ نُوَبِ الدَّهْرِ غَفَرَ اللّٰهُ ذُنُوْبَهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ بحار الانوار میں منقول ہے
کہ فرمایا حضرت صادق علیہ السلام نے جو مومن سنے ہمارے مصائب کو اور روئے ان جور و ستم پر جو گردش
زمانۂ غدار سے ہم اہلبیت رسول مختار کو پہنچے ہیں تو حق سبحانہ تعالیٰ تمام گناہ اس کے بخشے گا اگرچہ
گناہ اس کے مانند کف دریا کے ہوں سبحان اللہ یہ مرتبہ ہے رونے کا مصائب اہلبیت رسالت
پر اب مومنین کچھ مصائب آنحضرات کے بتوجہ سنئے تا حق سبحانہ تعالیٰ اجر و ثواب اس کا عطا فرمائے
فِي الْكَافِيْ وَغَيْرِهٖ عَنِ الْمُفَضَّلِ اَنَّهٗ قَالَ وَجَّهَ اَبُوْ جَعْفَرِ الْمَنْصُوْرُ اِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ
زَيْدٍ وَهُوَ وَالِيْهِ عَلَى الْحَرَمَيْنِ اَنْ اَحْرِقْ عَلٰى جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فِيْ
دَارِهٖ چنانچہ کافی وغیرہ میں مفضل سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ منصور دوانقی لعین نے ایک
مرتبہ حسین بن زید کو کہ اس شقی کی طرف سے حاکم مکہ و مدینہ تھا حکم دیا تھا کہ تو جعفر صادق
علیہ السلام کے گھر کو مع ان کے جلا دے فَاَلْقَى النَّارَ فِيْ دَارِ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَخَذَتِ النَّارُ فِي الْبَابِ وَالدِّهْلِيْزِ فَخَرَجَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ
السَّلَامُ يَتَخَطَّى النَّارَ وَيَمْشِيْ فِيْهَا وَيَقُوْلُ پس اس شقی نے خانہ جناب صادق علیہ السلام کو
جلا دیا اور آگ مشتعل ہوئی یہاں تک کہ در و دیوار کو گھیر لیا اور راہ آمد و رفت کی مسدود ہو گئی

پس حضرت صادق علیہ السلام آگ کو پامال کرتے ہوئے دولت سرا سے باہر تشریف لائے اور اس وقت یہ فرماتے تھے اَنَا بْنُ اَعْرَاقِ الثَّرٰی اَنَا بْنُ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلِ اللّٰهِ میں ہوں فرزند ان بزرگواروں کا جو بقائے زمین کی بنیاد ہیں اور میں ہوں فرزند حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ کا جن پر خدا نے آتش نمرود کو سرد کیا یعنی ہم اہلبیتِ رسالت پر آگ حرام ہے حضرات سنا آپ نے کہ جب اعدا نے خانۂ جناب صادق علیہ السلام میں آگ لگائی تو وہ شعلہ ور ہوئی اور راہ آمد و رفت کی مسدود ہوئی اور وہ جناب صحیح و سالم تھے آگ کو پامال کر کے بجھا دیا اگرچہ پانی بھی ممکن تھا مگر افسوس حال مظلومی و بیکسی پر امام زین العابدین علیہ السلام کے کہ وہ جناب شدت تپ میں روز عاشورا غش میں پڑے تھے اور تین روز کے پیاسے تھے پانی بھی ممکن نہ تھا کیونکہ بروایتے ساتویں محرم سے پانی بند تھا ہائے کیا مصیبت تھی اہلبیت رسالت پر بعد شہادت مظلوم کربلا امام حسین علیہ السلام کے جبکہ اعدا نے اسباب لوٹ لیا اور خیموں میں آگ لگائی اور وہ ہر طرف شعلہ ور ہوئی اور بچوں کے دامن جل رہے تھے اسوقت فریاد کرتے تھے آہ اس تلاطم عظیم میں کوئی انکی فریادرسی کرتا تھا بلکہ عوض فریادرسی کے اعدا نے اسیر و مقید کیا اور اہلحرم کی مقنعہ و چادریں چھین لیں اور مجمع عام میں بے پردہ کیا آہ اس مقام پر وہ در دولت بھی یاد آگیا جو اشقیائے امت نے جلا کر گرا دیا ؎ آن در کہ جبرئیل امیں بود خادمش ؛ اہل ستم بہ پہلوئے خیر النسا زدند ؛ وانگہ سرادقے کہ ملک محرمش نبود کنند از مدینہ و در کربلا زدند ؛ الغرض تاریخ واقدی اور اعثم کوفی میں منقول ہے کہ اسوقت اہلحرم مظلوم کربلا کے مدینہ اور نجف کی طرف متوجہ ہو کر فریاد کرتے تھے یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ یَا عَلِیَّ الْمُرْتَضٰی یَا فَاطِمَۃَ الزَّهْرَاءِ یَا حَسَنَ الْمُجْتَبٰی اُنْظُرُوْا اِلَیْنَا وَانْصُرُوْنَا اے فریادرس بیکساں یارسول اللہ اے علی مرتضےٰ اے فاطمۂ زہرا اے حسنؑ مجتبیٰ ہمارے حال تباہی کو دیکھئے اور ہماری نصرت کیجئے کہ ہم دستِ ظلم اعدا میں گرفتار ہیں آہ آخر اعدا ان ستم رسیدوں کو طرف کوفہ کے لے چلے یَرْوِی السَّیِّدُ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَمَّا سَارَ بْنُ سَعْدٍ بِالسَّبْیِ وَقَارَبُوا الْکُوْفَۃَ اِجْتَمَعَ اَهْلُهَا لِلنَّظَرِ اِلَیْهِنَّ چنانچہ سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ جب عمر سعد اہلبیت رسولخدا کو اسیر کر کے طرف کوفہ کے روانہ ہوا اور وہ لعین مع اسیروں کے متصل کوفہ کے پہنچا تو اہل کوفہ واسطے دیکھنے ان اسیروں کے اپنے گھروں سے باہر آئے اور تمام بازار کوفہ زن و مرد سے بھر گیا قَالَ فَاَشْرَفَتْ اِمْرَأَۃٌ مِّنَ الْکُوْفِیَّاتِ فَقَالَتْ مِنْ اَیِّ الْاُسَارٰی اَنْتُنَّ راوی کہتا ہے کہ

اسوقت ایک عورت جو زنان کوفہ سے تھی ان اسیروں سے پوچھنے لگی کہ تم کون ہو اور کہاں کے قیدی ہو کہ ایسے قیدی ہم نے کبھی نہیں دیکھے ہیں فَقُلْنَ نَحْنُ اُسَارٰی مِنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ آہ یہ سنکر اہلحرم نے جواب دیا کہ ہم اسیر اہلبیت رسولخدا ہیں کہ بعد شہادت امام حسینؑ کے اسیر ہو کر آئے ہیں فَنَزَلَتْ مِنْ سَطْحِہَا وَجَمَعَتْ مِلَاءً وَاُزُرًا وَمَقَانِعَ فَاَعْطَتْہُنَّ فَتَغَطَّیْنَ جب اس عورت کو یہ معلوم ہوا کہ یہ اسیر اہلبیت رسالت سے ہیں تو بیتابانہ کوٹھے سے اُتری اور گھر میں جو کچھ قسم چادر و نقاب اور مقنعہ سے تھا وہ سب اہلحرم کے لئے لائی اور بطور ہدیہ پیش کش کیا پس ان مخدرات عصمت نے اپنے منہ اور سروں کو نامحرموں سے چھپایا حضرات اب تصور کیجئے کہ آیا وہ چادریں سروں پر ان بیکسوں کے باقی رہیں یا نہیں آہ حجت خدا تو یوں فرماتے ہیں تَلْفَحُ وُجُوْہَہُمْ حَرُّ الْہَاجِرَاتِ افسوس منہ ان کے دوپہر کی دھوپ تیزی آفتاب سے جلتے تھے اَیْدِیْہِمْ مَغْلُوْلَۃٌ اِلَی الْاَعْنَاقِ ہاتھ ان ستم رسیدوں کے گردنوں سے باندھے تھے یُطَافُ بِہِمْ فِی الْاَسْوَاقِ آہ اعداء ان بیکسوں کو بازاروں میں پھرا لئے تھے الغرض جب وہ ستم رسیدہ سامنے ابن زیاد کے پہنچیں تو اس شقی نے اپنے ملازموں سے نام و نسب ہر ایک مخدومہ کا پوچھا قَالُوْا ہٰذِہٖ زَیْنَبُ وَہٰذِہٖ اُمُّ کُلْثُوْمٍ ان اشقیا نے کہا یہ جناب زینب و ام کلثوم دختران علی ابن ابیطالب ہیں وَہٰذِہٖ سُکَیْنَۃُ وَہٰذِہٖ فَاطِمَۃُ اور یہ سکینہ اور فاطمہ دختران حسینؑ بن علی ہیں آہ اسیطرح سب کا نام بیان کرتے تھے اور وہ مغرور مسرور ہوتا تھا اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۳۶

فِی الْکَافِیْ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اَنَّہٗ قَالَ مَا قَسَمَ اللّٰہُ لِلْعِبَادِ شَیْئًا اَفْضَلَ مِنَ الْعَقْلِ ۔ کافی میں جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے کہ فرمایا ان حضرت نے کہ حق سبحانہ تعالے نے نہیں تقسیم کیا اپنے بندوں کے لئے کسی چیز کو کہ جو عمدہ اور افضل ہو عقل سے وَقَالَ مُوْسَی بْنُ جَعْفَرٍ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ یَا ہِشَامُ اِنَّ لِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حُجَّتَیْنِ حُجَّۃً ظَاہِرَۃً وَحُجَّۃً بَاطِنَۃً اور بحار الانوار میں منقول ہے کہ فرمایا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ہشام سے اے ہشام بتحقیق کہ حق سبحانہ تعالیٰ کی بندوں پر دو حجتیں عظیم و بزرگ ہیں حجت ظاہری اور حجت باطنی فَاَمَّا الظَّاہِرَۃُ فَالرُّسُلُ وَالْاَنْبِیَاءُ وَالْاَئِمَّۃُ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ وَاَمَّا الْبَاطِنَۃُ فَالْعُقُوْلُ لیکن حجت ظاہری پس وہ انبیاء و رسول اور ائمہ ہدیٰ علیہم السلام ہیں اور حجت باطنی پس وہ عقول ہیں کیونکہ نور عقل حق کی طرف ہدایت کنندہ ہے پس حضرات عقل ایسی عمدہ اور نادر چیز ہے کہ پروردگار عالم نے موافق اس کے

انتظامات دین و دنیا کے فرمائے ہیں تا بندوں کی بخوبی سمجھ میں آوے نہ یہ کہ نعوذ باللہ حق سبحانہ تعالیٰ کو عقل کی احتیاج ہوئی ایسا نہیں ہے اس لئے کہ خدا کسی چیز کا محتاج نہیں ہے چونکہ عقل عمدہ چیز ہے اور ہر ذی حیات کو بقدر اس کی استعداد اور تحمل کے عطا ہوئی ہے جیسا کہ کافی میں جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ نوع انسان کو حق سبحانہ تعالےٰ نے عقل ایک اندازہ پر عطا نہیں فرمائی بلکہ باہم تفاوت بہت ہے کیونکہ ادنےٰ مرتبہ سے اعلےٰ مرتبہ تک اُنچاس درجہ ہیں حسب قابلیت و استعداد ہر ایک کو عقل عطا فرمائی ہے پس ہر شخص بقدر استعداد معلوم کر سکتا ہے کہ یہ حدیث جو مشہور اور متفق علیہ بین الفریقین ہے کہ امام حسین علیہ السلام جو مصائب عظیم اُٹھا کر شہید ہوئے ہیں تو محض واسطے رضائے خدا اور نجات اُمت کے شہید ہوئے ہیں شاید مقصود ہو کہ دین اسلام خداوند عالم کو بہت پسند تھا چنانچہ قرآن مجید میں فرماتا ہے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ تحقیق کہ دین حق نزدیک خدا کے اسلام ہے اور اسی کو باقی بھی رکھا اگرچہ بنا بر مشہور کے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اپنے بندوں پر بھیجے اور انہوں نے اسلام کو رونق دی اور خلائق کو ہدایت کی اور فرمان الٰہی کو انجام دیا مگر ان کا حکم ان کی حیات تک باقی رکھا. بخلاف حکم و طریقہ خاتم انبیا کے کہ تا قیامت باقی ہے جیسا کہ بحار الانوار میں جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا جناب رسولخدا نے حق سبحانہ تعالےٰ نے اسلام کو خلق کیا پس قرار دیا واسطے اسکے میدان اور نور اور قلعہ اور ناصر پس میدان اسلام کا قرآن مجید ہے کہ ہادی ہے سب مخلوقات کا اور نور اسلام کا حکمت ہے کہ اس سے اسلام اور صاحب اسلام منور ہوتا ہے اور قلعہ اسلام معروف ہے یعنی احسان کرنا یا امر بمعروف ہے کہ اُس سے اسلام محفوظ رہتا ہے اور شیاطین جن و انس اس میں خلل نہیں کر سکتے ہیں اور ناصر اسلام جناب رسولخدا اور آئمہ اثنا عشر علیہم السلام اور شیعیان مومنین اور صالحین ہیں کہ ان کی وجہ سے اسلام قائم ہے اور یہ عقلاً ظاہر ہے کہ جو چیز پسند ہوتی ہے تو انسان کو بھی گوارا نہیں ہوتا ہے کہ اس میں کوئی نقص رہ جائے نہ یہ کہ خالق کو گوارا ہو جسکی ذاتِ اقدس میں کسی طرح کا قبح نہیں ہے نہ فعل اس کا قبیح و عبث ہوتا ہے پھر کیونکر ہو سکتا تھا کہ وہ دین اسلام میں قباحتیں باقی رکھتا اور درست نہ فرماتا پس لازم ہوا کہ وہ امور کئے جائیں جن کے سبب سے دین اسلام درست ہو کر تا قیامت باقی رہے اور مورخین فریقین لکھتے ہیں چونکہ مرتبہ شہادت کا پیش خدا عظیم و بزرگ ہے چاہیئے تھا کہ اپنے حبیب جناب رسالتمآبؐ کو عطا فرماتا لیکن خداوند عالم جانتا تھا کہ اگر وہ جناب اشقیا کے ہاتھ سے ظاہر بظاہر شہید ہونگے تو دین اسلام میں

ضعف ہوگا بلکہ بعد چندروز کے جاتا رہتا اس لئے شہادت ظاہری اُن حضرت کی اس زمانہ میں گوارا نہ فرمائی اور واسطے بقائے دین اسلام کے زندہ اور سلامت رکھا بلکہ خدا نے اُن حضرت کو جناب حیدر کرار غیر فرار سا شجاع و بہادر صاحب ذوالفقار ناصر و مددگار عطا فرمایا جنکی جہد و کوشش سے دین اسلام کی ترقی اور خوب رونق ہوئی پس خدا نے شہادت ظاہری مجمع عام میں حضرت امیر المومنینؑ کامل کنندۂ دین مبین کی بھی اس زمانہ میں گوارا نہ فرمائی اسلئے کہ ایمان میں ضعف ہوتا علاوہ اس کے ان حضرت سے بھی تو بہت سے کام واسطے استحکام دین اسلام کے لینے تھے اگر وہ جناب اعلیٰ کی ہاتھ سے ظاہر بظاہر کسی معرکۂ جہاد میں شہید ہوتے تو وہ کام ناقص رہجاتے اسلئے آنحضرت کو بھی زندہ اور سلامت رکھا یہاں تک کہ بعد جناب رسولخداؐ کے اپنے بندوں پر امام اور حاکم کیا اور وہ جناب دین اسلام کے ناصر و مددگار رہے اور احکام الہٰی کو بخوبی انجام دیا اور عہد حکومت ثلثہ میں بھی جو مشکل در پیش آئی تو بجز اس معجز نما مشکلکشائے عالم کے کسی سے حل نہو سکی الغرض اسیطرح شہادت ظاہری جناب امام حسن علیہ السلام کی گوارا نہ فرمائی لیکن حق سبحانہ تعالیٰ نے ظاہر بظاہر مجمع عام میں بروز روشن شہادت امام حسین علیہ السلام کی ظاہری مسلمانوں کے ہاتھ سے کہ تیس ہزار اور بقولے بہتر ہزار اور بروایتے چھ لاکھ اشرار ستم شعار ساکنان کوفہ و شام تھے گوارا فرمائی اسلئے کہ دین اسلام درست ہوکر بطور حق قیامت تک باقی رہے پس مصلحت و مشیت اپنی خدا ہی بہتر جانتا ہے اور اسکے اُمور میں کسی کو دخل نہیں ہے واقعی مومنین بہت بڑی حقیت آنحضرت کی شہادت سے ثابت ہوئی کہ حق و باطل میں تمیز ہوئی اور دوست و دشمن میں فرق ہوا اسلئے کہ زمانہ رسالتمآبؐ میں ہر قسم کے مسلمان تھے بعضے اعجاز دیکھکر بدل و جان مسلمان ہوئے تھے بعض نے بخوف جان و مال اسلام قبول کیا تھا اور بعض نے بطمع دنیا زبانی اسلام ظاہری اختیار کیا تھا اور باطن میں اپنے کفر پر باقی تھے چنانچہ بعد جناب رسولخداؐ کے کفر و نفاق اور فسق و فجور ان کا ظاہر ہوا کہ قرآن مجید کو ترک کیا اور اہل بیت رسالت پر عوض طلب ہدایت کے دست ظلم و ستم دراز کیا آہ بعض کو قتل کیا اور بعض کو زہر دیا حالانکہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے مکرر وصیت فرمائی تھی کہ میں میان تمہارے دو چیزیں بزرگ و نفیس چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب اللہ اور دوسرے عترت و اہلبیت میرے جو ان دونوں سے تمسک کرے گا وہ گمراہی سے نجات پائے گا مگر اشقیائے اُمت نے اس ارشاد رسولؐ پر عمل نہ کیا پس شہادت امام حسین علیہ السلام

سے حق و باطل علیحدہ ہو گیا اور دین اسلام باقی رہا ورنہ بنی اُمیہ نے عام لوگوں کے دلوں میں بمکر و فریب ڈال دیا تھا کہ اوصیائے برحق بعد نبیؐ کے ہم لوگ ہیں اور شراب خواری اور قمار بازی وغیرہ منہیات کو بہت رواج دیا تھا جس کے سبب سے اسلام مضمحل ہو گیا تھا اور حلال و حرام کی تمیز نہ رہی تھی اور یزید نے حرم کعبہ میں گھوڑے باندھے تھے اور یہ سب اُمور محبت خدا امام حسینؑ کے خلاف تھے جنکی ریاست و امامت جانب خدا و رسولؐ سے عام تھی اب حضرات خیال کیجئے کہ ایسے محسن کے احسانات کا عوض کسی بشر سے ہو سکتا ہے کیونکہ ان حضرت نے واسطے بقائے دین اسلام کے جو عین رضا مندیٔ خدا تھی اور نجات اُمت کے لئے شوق شہادت سے جان و مال اور اولاد راہ خدا میں کیسی کشادہ پیشانی سے نذر کئے اور کیسے کیسے مصائب عظمیٰ پر صبر و تحمل فرمایا کہ صفت صبر کا بھی ظہور آنحضرت سے ہوا یہانتک کہ ملائکہ نے تعجب کیا آہ اشقیائے اُمت نے آنحضرت کو روضۂ رسولخدا سے جدا کیا اور مکہ میں بھی رہنے نہ دیا جو جائے پناہ ہے اور جانور کو بھی وہاں ستانا منع ہے اور مہمان بلا کر صحرائے کربلا میں ہر طرف سے گھیر لیا اور پانی تک بند کر دیا اور آنحضرت کے اصحاب و اقربا اور اولاد کو روز عاشورا تشنہ لب شہید کیا حالانکہ وہ جناب اس وقت بھی وعظ و نصیحت اور ہدایت فرماتے تھے جیسا کہ زیارت اربعین کے ان فقرات سے بھی ظاہر ہے وَبَذَلَ مُهْجَتَهُ فِيكَ لِيَسْتَنْقِذَ عِبَادَكَ مِنَ الْجَهَالَةِ وَحَيْرَةِ الضَّلَالَةِ یعنی الٰہا سلام میرا پہنچا اور رحمت اپنی نازل کر اُس رسول پر جس نے تیری راہ رضا میں قتل و ذبح ہونا اختیار کیا تا تیرے بندوں کو جہالت اور حیرت ضلالت سے بچائیں فَجَاهَدَهُمْ فِيكَ صَابِرًا مُحْتَسِبًا حَتَّى سُفِكَ فِي طَاعَتِكَ دَمُهُ وَاسْتُبِيحَ حَرِيمُهُ پس جہاد کیا اشقیائے تیری راہ میں بعد وعظ و نصیحت کے درحالیکہ وہ جناب صابر و شاکر تھے یہاں تک کہ خون ان کا تیری راہ اطاعت میں بہایا گیا اور اہل حرم ان کے لوٹے گئے اور اسیر کر کے پھرائے گئے قَالَ الشَّعْبِيُّ فَلَمَّا اصْطَفَّتِ الْعَسَاكِرُ لِقِتَالِهِ بَعْدَ مَا قُتِلَ حُمَاتُهُ وَأَنْصَارُهُ وَأَطْفَالُهُ بَقِيَ الْحُسَيْنُ فَرِيدًا وَحِيدًا مَعَ نِسَائِهِ وَعِيَالِهِ چنانچہ شعبی کہتا ہے کہ جب لشکر کوفہ و شام واسطے قتل فرزند خیر الانام کے روز عاشورا صف آرا ہوا اور لڑائی شروع ہوئی اور ہنگامہ کارزار گرم ہوا تو بعد شہادت اپنے اصحاب و اقربا اور انصار و اولاد کے امام حسین علیہ السلام یکہ و تنہا مع اپنے اہل حرم اور عیال کے باقی رہے وَهُوَ يَسْتَغِيثُ فَلَا يُغَاثُ وَيَسْتَجِيرُ فَلَا يُجَارُ وَيَطْلُبُ جُرْعَةً مِنَ الْمَاءِ لِيُطْفِيَ بِهَا حَرَّ الظَّمَاءِ

اور وہ مظلوم اس حالت تنہائی میں استغاثہ کرتے تھے کوئی فریاد رسی نکرتا تھا اور بنا بر اتمام حجت کے پناہ مانگتے تھے کوئی پناہ نہ دیتا تھا اور ایک جرعہ پانی کا طلب کرتے تھے تا حرارت تشنگی کو بجھائیں کوئی پانی نہ دیتا تھا بلکہ عوض پانی کے تیرباراں کرتے تھے وَيَقُولُ رَافِعًا رَأْسَهُ اِلَى السَّمَاءِ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَرٰى مَا يَصْنَعُ بِوَلَدِ حَبِيبِكَ وَنَبِيِّكَ اور وہ جناب اسوقت سر اپنا طرف آسمان کے بلند کرکے درگاہ الہی میں عرض کرتے تھے بار الہا تو دیکھتا ہے کہ یہ لوگ تیرے حبیب اور رسول کے فرزند سے کیا سلوک کرتے ہیں فَبَيْنَمَا هُوَ وَاقِفٌ يَسْتَغِيثُ اِلٰى رَبِّهٖ اِذْ جَاءَهٗ سِنَانُ بْنُ اَنَسٍ فَطَعَنَهٗ بِسِنَانِهٖ فَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ پس وہ جناب استادہ اپنے پروردگار سے استغاثہ اور مناجات کرتے تھے ناگاہ سنان ابن انس نے ایک نیزہ سینۂ اقدس پر مارا اسوقت وہ مظلوم فرماتے تھے بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَرَمَاهُ خَوْلِيُّ اللَّعِيْنُ بِسَهْمٍ مَسْمُوْمٍ فَوَقَعَ فِيْ لَبَّتِهٖ وَسَقَطَ عَنْ ظَهْرِ جَوَادِهٖ اِلَى الْاَرْضِ يَتَخَوَّرُ بِدَمِهٖ اسی حال میں خولی لعین نے ایک تیر زہر آلودہ مارا افسوس کہ وہ تیر ستم گلوئے خشک پر پڑا اور وہ جناب پشت زین سے منہ کے بل زمین پر تشریف لائے اور اپنے خون میں لوٹنے لگے فَجَاءَ الشِّمْرُ اللَّعِيْنُ فَاجْتَزَّ رَاْسَهُ الشَّرِيْفَ بِحُسَامِهٖ وَرَفَعَهٗ فَوْقَ قَنَاةٍ طَوِيْلَةٍ ہائے افسوس اس وقت شمر لعین آپہنچا اور سر اقدس کو بدن اطہر سے اپنی تلوار سے جدا کرکے نیزہ طویل پر بلند کیا دیکھو ہر طرف سے آواز قَدْ قُتِلَ الْحُسَيْنُ کی بلند ہوئی ثُمَّ اَقْبَلُوْا عَلٰى سَلْبِهٖ فَاَخَذَ قَمِيْصَهٗ اِسْحَاقُ الْحَضْرَمِيُّ وَاَخَذَ سَرَاوِيْلَهُ الْجَبْرُ بْنُ كَعْبٍ وَاَخَذَ عِمَامَتَهٗ اَخْنَسُ بْنُ مَرْثَدٍ وَاَخَذَ دِرْعَهٗ مَالِكُ بْنُ بَشِيْرٍ وَاَخَذَ نَعْلَيْهِ اَسْوَدُ بْنُ خَالِدٍ بعد اس کے جو اشقیا قریب حضرت کے تھے طرف لوٹنے پوشاک کے متوجہ ہوئے پس پیراہن ان حضرت کا اسحاق حضرمی نے اتار لیا اور زیر جامہ ابجر بن کعب تیمی نے لیا صرف وہ زیر جامہ باقی رہا جس کو کمر بند کیلئے جمال لعین نے دونوں ہاتھ جدا کئے اور عمامہ سر اقدس سے اخنس بن مرثد لیگیا اور زرہ مالک بن بشیر کندی نے اتار لی اور نعلین اسود بن خالد نے لے لیں وَاَخَذَ قَطِيْفَتَهُ الْخَزِّيَّةَ قَيْسُ بْنُ اَشْعَثَ وَاَخَذَ خَاتَمَهٗ بَجْدَلُ ابْنُ سُلَيْمٍ فَقَطَعَ اللَّعِيْنُ اِصْبَعَهُ الْمُنَوَّرَ اور چادر خز کی تھی قیس بن اشعث لیگیا اور انگشتری بجدل بن سلیم کلبی نے انگشت اطہر کو کاٹ کر اتار لی جبکہ بسبب زخموں کی ورم آگیا تھا وَاَحَاطَ الْقَوْمُ بِخِيَامِهٖ وَمَنَعُوْا حَرِيْمَهٗ وَنِسَاءَهٗ اور ان اشقیا نے اس مظلوم کے خیموں کو گھیر لیا اور سب اسباب لوٹ لیا اور طنابیں کاٹ کر آگ لگا دی اور اہل حرم و عورات ستم رسیدہ کو اسیر کیا جیسا کہ حجت خدا فرماتے ہیں وَسُبِيَ اَهْلُكَ كَالْعَبِيْدِ وَصُفِّدُوْا

فِي الحَدِيدِ فَوقَ اَقتَابِ المَطِيَّاتِ اے جدّ المبیت آپ کے مثل غلام و کنیزوں کے اسیر کئے گئے اور لوہے میں جکڑ دیئے گئے اور شتران بے زین و برہنہ پر سوار کئے گئے يُسَاقُونَ كَالاِمَاءِ المُستَبيَاتِ فِي البَرَارِي وَالفَلَوَاتِ آہ ان بیکسوں کو مثل کنیزوں کے اسیر کر کے جنگل اور زمین ناہموار اور صحرا میں لئے پھرے تَلفَحُ وُجُوهَهُم حَرُّ الهَاجِرَاتِ افسوس منہ انکے دوپہر کی دھوپ تیزی آفتاب سے جلتے تھے اَيدِيهِم مَغلُولَةٌ اِلَى الاَعنَاقِ يُطَافُ بِهِم فِي الاَسوَاقِ ہائے افسوس ہاتھ ان بیکسوں کے گردنوں سے باندھے تھے اور بازاروں میں پھراتے تھے افسوس یہ بھی اعدا کو کافی نہوا اور بکمال ظلم و ستم سامنے ابن زیاد اور یزید کے لے گئے اور وہ اشقیا ان ستم رسیدوں کو دیکھ کر مسرور ہوئے اَلَا لَعنَةُ اللهِ عَلَى القَومِ الظّٰلِمِينَ **مجلس ۳** قَالَ الرِّضَا عَلَيهِ السَّلَامُ مَن ذَكَرَ بِمُصَابِنَا فَبَكَى وَاَبكَى لَم تَبكِ عَينُهُ يَومَ تَبكِي العُيُونُ بحار الانوار میں منقول ہے فرمایا حضرت امام رضا علیہ السلام نے جو مومن ذکر کرے ہماری مصیبتوں کا پس روئے یا کسی کو رلائے تو نہ روئے گی آنکھ اسکی اس روز کہ جس روز تمام آنکھیں روتی ہوں گی وَمَن جَلَسَ مَجلِسًا يُحيٰى فِيهِ اَمرُنَا لَم يَمُت قَلبُهُ يَومَ تَمُوتُ القُلُوبُ اور جو مومن کہ شریک ہو اس مجلس میں جس میں زندہ کیا جائے امر ہمارا تو عوض میں اسکے نہ مردہ ہوگا دل اسکا اس روز کہ جس روز تمام دل مردہ ہوں گے اور کافی میں منقول ہے کہ جس مجلس میں ذکر حضرت محمدؐ و آل محمدؐ صلے اللہ علیہ و آلہ ہو تو ملائکہ رحمت اہل مجلس کو گھیر لیتے ہیں اور دوسری حدیث میں یہ ہے کہ جتنے شیعہ اس مجلس میں ہوں اتنے ہی ملائکہ بھی ہوتے ہیں اگر وہ شیعہ دعا کرتے ہیں تو ملائکہ آمین کہتے ہیں اگر کوئی حاجت رکھتے ہیں اور سوال کرتے ہیں تو ملائکہ سفارش اسکی کرتے ہیں اور تفسیر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اور حیات القلوب میں منقول ہے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ و آلہ مدینہ سے بقصد جنگ تبوک کے تشریف لے گئے تھے اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کو اپنا قائم مقام اور جانشین فرما کر مدینہ میں چھوڑا تھا تا منافقین اور اعدا اُن حضرت کے خوف سے شہر کو غارت نہ کریں جب منافقین نے یہ دیکھا تو کلام منافقانہ کرنے لگے اور جب جناب امیر المومنینؑ نے سُنا تو اُن حضرت کو ملال ہوا پس وہ جناب مدینہ سے روانہ ہوئے اور اطراف مدینہ میں جناب رسولخداؐ سے ملاقات ہوئی اُن حضرت نے دیکھکر فرمایا یا علیؑ کس سبب سے تم نے اپنے مقام سے حرکت کی اُس جناب نے عرض کیا کہ لوگوں سے کلام منافقانہ سنکر جناب ہو اسلوجہ سے حاضر ہوا تا آپ کی خدمت میں ظاہر کروں قَالَ يَا عَلِيُّ اَمَا تَرضٰى اَن تَكُونَ مِنِّي بِمَنزِلَةِ هَارُونَ مِن مُوسٰى اِلَّا اَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعدِي جناب رسولخدا نے فرمایا اے علیؑ آیا تم راضی نہیں ہوا اس

بات پر کہ ہو تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے موسیٰؑ سے مگر یہ کہ بعد میرے نبی نہیں ہے یہ سنکر امیرالمومنینؑ نے مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی جب منافقین نے سُنا کہ وہ جناب پھر مدینہ کی طرف تشریف لاتے ہیں تو اُنھوں نے باہم مشورہ کرکے ان حضرت کے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا اور اثنائے راہ میں ایک گڑھا عمیق اور طویل کھودا جس کا طول پچاس گز کا تھا اور اُسپر خس وخاشاک رکھکر خاک سے چھپا دیا اور اسکے اطراف میں سنگ گراں رکھے تھے اس غرض سے کہ جب حضرت اُسپر سے گزریں گے تو ضرور اسمیں گریں گے اسوقت یہ پتھر ان پر ماریں گے یہاں تک کہ ہلاک ہوجائینگے حضرات کیسا مشابہ ہے یہ حال جناب مسلمؑ کے حال سے جب ان کی حرب وضرب سے اشقیائے کوفہ عاجز ہوئے تو باہم مشورہ کرکے ایک گڑھا عمیق اثنائے راہ میں کھودا اور اُس پر خس وخاشاک رکھکر خاک سے چھپا دیا اور مکر وفریب لڑتے ہوئے اُس مظلوم غریب الوطن کو قریب اسکے لائے یہاں تک کہ وہ جناب اس گڑھے میں گر پڑے پس گرتے ہی جناب مسلمؑ کے ایک شقی نے پس پشت سے ایک نیزہ مارا کہ اسکے صدمہ سے وہ مظلوم زمین پر گر پڑے پس اسیر کرکے طرف دارالامارہ کوفہ کے لے چلے آہ زخمی کو بہت پیاس ہوتی ہے جب وہ مظلوم قریب دروازہ کے پہنچے تو اس وقت تشنگی نے اُنپر غلبہ کیا اور اس جگہ ایک ظرف میں پانی رکھا تھا اسکو دیکھکر فرمایا اِسْقُوْنِیْ مَاءً فَاِنِّیْ عَطْشَانٌ مجھے تھوڑا سا پانی پلادو کہ میں بہت پیاسا ہوں پس پشت دیوار سے لگا کے کھڑے ہوئے اور ایک شخص نے کاسہ چوبی میں پانی حاضر کیا جناب مسلمؑ چاہتے تھے کہ پییں دفعۃً خون دہن مجروح سے جسپر تلوار پڑی تھی کاسہ میں گرا اور وہ خون سے مملو ہو گیا پس وہ کاسہ اس شخص کو واپس دیا اور فرمایا الحمد للہ اگر یہ پانی میری قسمت میں ہوتا تو میں پیتا لیکن معلوم ہوا کہ آبِ دنیا اب میرے مقدر میں نہیں ہے پس اعدا اس مظلوم کو ابن زیاد کے سامنے لائے اور کہا کہ امیر کو سلام کرو جناب مسلمؑ نے فرمایا وائے ہو تم پر قسم بخدا میرا کوئی امیر و سردار سوائے امام حسینؑ کے نہیں ہے یہ سنکر ابن زیاد غضبناک ہوا اور کہا اے مسلمؑ تم سلام کرو یا نہ کرو میں تم کو ضرور قتل کروں گا پس حکم سے اُس لعین کے جناب مسلمؑ کو بالائے قصر لے گئے اسوقت وہ جناب ذکر خدا میں مشغول تھے کہ اسی اثنا میں اعدا نے سر کے بل کوٹھے سے نیچے گرادیا جسکے صدمہ سے تمام اعضا شکستہ ہوئے افسوس ابھی ایک رمق جان باقی تھی کہ ایک لعین نے سر انور بدن اطہر سے جدا کیا اور ابن زیاد ملعون نے سر اقدس اس مظلوم کا بطریق ہدیہ یزید لعین حاکم شام کے پاس روانہ کیا اور پائے اطہر کو ریسمان ستم سے باندھکر لاش مقدس کو کوچہ و بازار کوفہ میں کھچوایا

آخر قوم مذحج نے بعد کشت و خون کے لاش جناب مسلمؑ اور ہانی ابن عروہ کی لے کر بعد کئی دن کے قریب جامع مسجد کوفہ کے دفن کردی الغرض جب امیر المومنین علیہ السلام اس گڑھے کے قریب پہنچے اور چاہا کہ اس پر سے گذریں تو اسپ وفادار نے ان حضرت کے بخواست سر اپنا بلند کیا کہ منہ اس کا گوش ہمایوں ان حضرت تک پہنچا اور بقدرت خدا وہ راہوار گویا ہوا اور بزبان فصیح عرض کیا یا امیر المومنینؑ منافقوں نے گڑھا کھودا ہے اور چاہتے ہیں کہ آپ کو اس میں گرا کے ہلاک کریں پس آپ اس طرف سے تشریف نہ لے جائیں یہ سُنکر ان حضرت نے فرمایا اے اسپ وفادار تو نے میری خیر خواہی کی خدا تجھکو جزائے خیر عطا فرمائے خود حافظ حقیقی ہماری حفاظت کرے گا پس یا حافظ کہکر گھوڑے کو مہمیز کیا یہاں تک کہ اس گڑھے کے کنارہ تک پہنچے اسوقت گھوڑا ٹھہر گیا حضرت نے فرمایا بحکم خدا روانہ ہو حق سبحانہٗ تعالیٰ تیرے بارے میں امر عجیب ظاہر کرے گا اور تو بسلامت گذرے گا اور ہرگز ضرر نہ پہنچے گا یہہ ارشاد سُنکر وہ راہوار مع شہسوار کے اس خس و خاشاک پر سے بسلامت گذر گیا اس وقت عرض کی یا امیر المومنینؑ درگاہ عالی میں کیا مرتبہ آپ کا عالی ہے کہ میں اس خالی مقام سے آپ کو باسانی لے آیا حضرت نے فرمایا تجھ کو خدا جزائے خیر عطا کرے حضرات ظاہر ہے کہ حیوانات تک امام زمان کو پہچانتے تھے اور ان سے امور عجیبہ ظاہر ہوتے تھے چنانچہ بروایت ابو مخنف وغیرہ جب جناب امام حسین علیہ السلام دوسری تاریخ ماہ محرم کو وارد صحرائے کربلا ہوئے تو ان حضرت کا اسپ باوفا ٹھہر گیا از بسکہ یہی مقام شہادت تھا تو حضرت نے چاہا کہ لوگوں پر بخوبی ظاہر ہوجاوے ہر چند ان حضرت نے اس مرکب کو مہمیز کیا لیکن آگے نہ بڑھا اب وفاداری اس کی سنئے کہ روز عاشورا شدت تشنگی میں جب مع شہسوار کے نہر فرات میں پہنچا تو پانی نہ پیا اور منتظر رہا کہ جب فرزند رسولؐ پانی پئیں گے تو میں بھی پیونگا اسی اثنا میں ایک دشمن خدا نے آواز دی کہ یا حسینؑ آپ پانی پیتے ہیں حالانکہ خیمے آپ کے تاراج ہوتے ہیں تو بخیال حفاظت ناموس وہ جناب تشنہ لب نہر سے باہر تشریف لائے اور بروایتے ایک شقی نے دہن اطہر پر تیر مارا تاکہ وہ مظلوم پانی نہ پی سکیں اور چلو خون سے بھر گیا پس حضرت نے وہ پھینک دیا اور نہر سے باہر آئے افسوس راکب و مرکب دونوں پیاسے رہے اور جب مظلوم کربلا یکہ و تنہا رہ گئے اور کارزار میں زخمی ہوئے تو اسوقت کے حال میں مقبل علیہ الرحمہ کہتے ہیں ؎

روایت است کہ چوں تنگ شد دراں میدان — فتاد از حرکت ذوالجناح از جولاں
نہ سید شہدا بر قتال طاقت داشت — نہ ذوالجناح دگر تاب استقامت داشت

روایت است کہ بر پیکرِ شہ ذیجود	ہزار و نہ صد و پنجاہ و یک جراحت بود

اب خیال کیجیے کہ جس مظلوم کے جسم انور پر زخمہائے تیر و نیزہ اور تلوار و پتھر اس کثرت سے لگے ہوں اور خون مثل فوارہ کے جاری ہو تو اسکے ضعف و ناتوانی کا کیا حال ہوگا چنانچہ جب ذوالجناح کو بفراست معلوم ہوا کہ راکب دوش رسولخدا طرف زمین کے مائل ہیں تو وہ باوفا جھکا ہے

پیادہ گشت دراں حال سبطِ پیغمبرؐ	کشود قائمۂ ذوالفقار را ز کمر
فگند اسلحۂ حرب را بہ خانۂ زیں	نشست سرورِ لب تشنگان بروئے زمیں
خطاب کرد سوئے ذوالجناح کے توسن	ببیں بحالت من درمیانۂ دشمن
نمی شود دگرم قسمتِ سواریٔ تو	رسید بار بمنزل ز جہد باریٔ تو

لیکن اے اسپ وفادار اب وصیت آخری میری تجھ سے یہ ہے :۔

کنوں سلاح مرا در فلاں جزیرہ رساں	بآں جزیرہ کہ جدم رسولؐ دادہ نشاں

مگر اے باوفا جب تو وہاں سے واپس آئیگا تو مجھے خاک و خون میں غلطاں اور شہید پائے گا پس تجھے اجازت ہے کہ پیشانی اپنی خون آلودہ کرکے سرخرو میرے اہلبیتؑ کے پاس حاضر ہونا اور سلام میرا میرے فرزند بیمار کو پہنچانا اور جب تجھے اہلبیت میرے خون سے آلودہ اور تیروں سے فگار دیکھیں گے تو زار زار روئیں گے اور خیمے سے باہر نکل آئینگے پس تو اہلحرم کو گریہ و زاری اور نالہ و فریاد کرنے سے منع کرنا جب مظلوم کربلا ذوالجناح سے یہ فرما چکے تو اس وقت اس جناب کو طاقت بیٹھنے کی بھی نہ تھی پس وہ اسپ باوفا باعجاز سید الشہدا فوراً روانہ ہوا افسوس اسی اثنا میں شمر لعین نے فرزندِ ساقیٔ کوثر کو پیاسا شہید کیا اور ہر طرف سے آواز قَدْ قُتِلَ الْحُسَیْنُؑ کی بلند ہوئی اور اعدا فکر غارت خیام کر رہے تھے۔

کہ گرد تیرہ از روئے دشت پیدا شد	نشست گرد وازاں ذوالجناح پیدا شد
چہ ذوالجناح سراسیمہ باد و چشم پر آب	کشادہ بال بروئے زمیں برنگ عقاب
بدیں طریق تگا پو کناں زراہ رسید	صفِ سپاہ شکست و بقتلگاہ رسید

الغرض جب وہ اسپ باوفا قتل گاہ میں پہنچا تو لاشہائے شہدا میں لاش اطہر سید الشہدا کو تلاش کرتا تھا جب لاش پارہ پارہ مظلوم کربلا کو پایا تو بو سونگھتا تھا کبھی پائے اقدس پر منہ ملتا تھا اور روتا تھا اور اپنی پیشانی خون سے رنگین کرکے فریاد کرتا ہوا طرف خیمہ گاہ کے فوراً روانہ ہوا افسوس جب ذوالجناح خون آلودہ تیروں

سے فگار زین جھکا ہوا در خیمہ پر پہنچا تو یہ حال دیکھ کر اہل حرم اور بچے زار زار رونے لگے اور فریاد کرنے لگے اور ہر طرف سے صدا وَاسَیِّدَاہُ وَامَظْلُومَاہُ کی بلند ہوئی اور خیمے سے نکلکر بیتابانہ طرف قتلگاہ کے روانہ ہوئے دیکھا کہ سر انور نیزہ پر بلند کیا ہے اُسوقت جناب زینبؑ دل پر درد سے فریاد کرتی تھیں بِاَبِیْ مَنْ شَیْبَتُہٗ تَقْطُرُ بِالدِّمَاءِ فدا ہو باپ میرا اس مذبوح پر جس کی ریش اقدس سے خون ٹپکتا ہے اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۳۸

فِی الْبِحَارِ اَنَّہٗ دَخَلَ اَعْرَابِیٌّ فِی الْمَدِیْنَۃِ فَسَأَلَ عَنْ اَکْرَمِ النَّاسِ بِھَا فَدُلَّ عَلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَوَجَدَہٗ مُصَلِّیًا فَوَقَفَ بِاِزَائِہٖ وَاَنْشَاءَ بحار الانوار میں منقول ہے کہ ایک اعرابی داخل مدینہ ہوا اور اہل شہر سے پوچھا یہاں سخی ترین مردم کون ہے انہوں نے کہا کہ امام حسین علیہ السلام سخی ترین مردم اور جواد و کریم ہیں پس وہ اعرابی داخل مسجد نبیؐ ہوا اور امام حسین علیہ السلام کو مشغول نماز پایا اسوقت وہ مرد عرب سامنے آنحضرت کے کھڑا ہوا اور چند شعر مشتمل اپنی حاجت پر اور مدح میں اس جناب کے پڑھے کہ وہ اشعار مشہور و معروف ہیں فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ یَا قَنْبَرُ ھَلْ بَقِیَ مِنْ مَالِ الْحِجَازِ شَیْءٌ قَالَ نَعَمْ اَرْبَعَۃُ اٰلَافِ دِیْنَارٍ فَقَالَ ھَاتِھَا جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے قنبرؓ آیا مال حجاز سے کچھ باقی ہے قنبرؓ نے عرض کیا ہاں اے سید و آقا میرے چار ہزار دینار ہیں حضرت نے فرمایا لے آؤ فَلَمَّا اَحْضَرَھَا اَخَذَھَا مِنْہُ وَنَزَعَ بُرْدَتَہٗ وَلَفَّ الدَّنَانِیْرَ فِیْھَا وَقَامَ خَلْفَ الْبَابِ وَاَخْرَجَ یَدَہٗ مِنْ شُقُوْقِہٖ حَیَاءً مِّنَ الْاَعْرَابِیِّ وَاَنْشَاءَ یَقُوْلُ جب قنبرؓ نے وہ سب دینار حاضر کئے تو حضرت نے اس سے لیکر دوش اقدس سے ردا اپنی اتاری اور ان اشرفیوں کو اس میں باندھا اور عقب در کھڑے ہوئے اور بسبب حیا کے شقوق در سے دست حق پرست باہر نکالا اور سامنا اس سائل کا نہ کیا اور چند شعر مشتمل عذر خواہی اور تہیدستی پر اسکے جواب میں ارشاد فرمائے فَاَخَذَھَا الْاَعْرَابِیُّ وَبَکٰی فَقَالَ لَعَلَّکَ اسْتَقْلَلْتَ مَا اَعْطَیْنَاکَ پس اُس مرد عرب نے وہ مال لے لیا اور زار زار رونے لگا حضرت نے فرمایا اے بھائی کیا یہ عطیہ جو تجھ کو دیا ہے تیری حاجت سے کم ہے فَقَالَ لَا یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ بَلْ اَبْکِیْ عَلٰی اَنَّہٗ کَیْفَ یَاْکُلُ التُّرَابُ جُوْدَکَ اس سائل نے عرض کیا کہ یابن رسول اللہ میں کمی مال پر نہیں روتا ہوں یہ میری حاجت سے زیادہ ہے بلکہ میں اس بات پر روتا ہوں کہ جن ہاتھوں سے یہ بخشش و عطا اور سخاوت ہوتی ہے وہ ایک دن زیر خاک پنہاں ہوں گے آہ وہ اعرابی یہ نہ جانتا تھا کہ ان ہاتھوں پر کیا کیا ظلم و ستم گذرے گا آہ افسوس ان ہاتھوں پر روز عاشورا علی اصغرؑ شیر خوار کو سامنے اعدا کے لائے اور اس کریم کو ان

لعینوں سے پانی مانگنا پڑا آہ عوض پانی کے وہ بچہ حرملہ کے تیرِ ستم سے شہید ہوا اور ایک لعین نے ایک انگشتری کے لئے انگشت اطہر کو جدا کیا جس پر بسبب زخموں کے ورم آ گیا تھا اور وہ ہاتھ کئی روز تک ریگ گرم پر پڑے رہے جو ایک ساربان نمک حرام نے ایک کمر بند کے لئے جدا کئے تھے چنانچہ بحار الانوار اور محرق القلوب میں جمال ملعون سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں جمال تھا امام حسین علیہ السلام کا جب سے حضرت نے مدینہ منورہ سے طرف عراق کے کوچ فرمایا تھا اور جب حضرت مہیائے طہارت و وضو ہوتے تھے تو لباس میرے سپرد فرماتے تھے میں دیکھتا تھا کہ اس میں ایک کمر بند ایسا خوب و پُر تکلف تھا کہ ضیا و چمک سے اس کی آنکھیں خیرگی کرتی تھیں مجھے آرزو تھی کہ وہ مجھے مل جائے غرضکہ جب وہ جناب وارد صحرائے کربلا ہوئے اور روز عاشورا مع اصحاب و اقربا دست ظلم اشقیائے کوفہ و شام سے شہید ہوئے تو میں ایک مقام میں چھپ رہا تھا فَلَمَّا جَنَّ اللَّيْلُ خَرَجْتُ مِنْ مَكَانِي فَرَأَيْتُ مِنْ تِلْكَ الْمَعْرَكَةِ نُوْرًا لَا ظُلْمَةَ وَلَا نَهَارًا اِلَّا لَيْلًا پس جب رات ہوئی کہ وہ گیارھویں شب محرم کی تھی تو میں اپنے مقام سے نکلا جب مقتل شہدا میں پہنچا دیکھا کہ تمام میدان نورانی ہے اور وفور نور سے شب مثل روز روشن ہے اور لاشہائے شہدا زمین پر خاک و خون آلودہ ہیں جمال کہتا ہے کہ مجھے اس وقت وہ کمر بند یاد آیا میں نے کہا کہ اس وقت لاش اقدس حضرت کی تلاش کروں اور اس کمر بند کو لے لوں آخر قریب اُن حضرت کے آیا اور دیکھا کہ تن بے سر آغشتہ بخون پڑا ہے اور نور اُسکا تاباں ہے پہچانا میں نے کہ یہی جسد اطہر اُس مظلوم کا ہے اور وہ کمر بند اسی طرح زیر جامہ بندھا ہے اس شقی نے ہاتھ اپنا بڑھایا دیکھا کہ حضرت نے بہت سی گرہیں لگائی ہیں پس وہ لعین گرہیں کھولنے لگا حضرت نے باعجاز دست راست اپنا بڑھا کے اُن گرہوں پر رکھ دیا جمال کہتا ہے کہ میں نے بہت زور کیا لیکن فرزند ید اللہ کا ہاتھ نہ ہٹا سکا آخر وہ ملعون وہاں سے اُٹھ کر کوئی چیز تلاش کرنے لگا یہاں تک کہ ایک ٹکڑا تلوار کا میدان سے اُٹھا لیا آہ اب کس زبان سے بیان کروں کہ اُس لعین نے کس ستم سے دست حق پرست بند دست سے جدا کیا پھر حضرت نے دست چپ اپنا بڑھا کے ان گرہوں پر رکھ دیا اس ملعون نے وہ بھی مثل دست راست کے قطع کیا آہ اس ظلم و ستم سے زمین و آسمان کانپنے لگے اور ایک شور گریہ و زاری کا اس میدان میں بلند ہوا جمال کہتا ہے کہ جب یہ شور برپا ہوا تو میں بدحواس ہو گیا اور وہ کمر بند بھی نہ لے سکا پس میں نے اپنے تئیں لاشہائے شہدا میں

گرا دیا ناگاہ معلوم کیا میں نے کہ تین مرد مقدس مع ایک معظمہ کے تشریف لائے اور گرد اُن کے جنت سی خلقت ہے کہ زمین کربلا پُر ہو گئی ہے اور ایک بزرگوار ان میں سے پکارے یَا اِبْنَاہُ یَا حُسَیْنُ اے فرزند اے پارۂ جگر اے حسینؑ فدا ہو تجھپر جد تیرا اور پدر و مادر و برادر تیرے ناگاہ سید الشہداء بقدرت خدا اور باعجاز رسول خدا اُٹھ بیٹھے اور سر انور جسم اطہر سے مل گیا اور جواب دیا لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ یَا جَدَّاہُ اے جد بزرگوار میں حاضر ہوں پس مظلوم کربلا نے اپنے نانا جناب رسولخدا اور اپنے باپ علی مرتضیٰ اور اپنی ماں فاطمہ زہرا اور اپنے بھائی حسن مجتبیٰ علیہم السلام کو سلام کیا بعد اس کے مظلوم کربلا بشدت رونے لگے اور عرض کی اے جد بزرگوار اس اُمت جفاکار نے مردوں کو ہمارے قتل کیا اور اطفال خورد سال کو ذبح کیا اور عورتوں کو اسیر و مقید کیا اور کچھ لحاظ و پاس آپ کی قرابت کا ہمارے بارے میں نہ کیا یہ سُنکر وہ چاروں بزرگوار گرد امام حسینؑ کے رونے لگے اور خون اُس شہید راہ خدا کا لے کے اپنے آنکھوں اور سینہ پر ملتے تھے چنانچہ انوار نعمانیہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ اس وقت جناب سیدہ یہ نوحہ جگرخراش کرتی تھیں اور رو کر فرماتی تھیں ؎

اَلَا یَا نُورَ عَیْنِی یَا حُسَیْنَا	فَمَنْ قَطَعَ الْیَسَارَ مَعَ الْیَمِیْنَا

اے نور نظر اے پارۂ جگر اے حسینؑ میرے تیرے دونوں ہاتھ کس بیرحم نے جدا کئے آہ اُس وقت سب انبیا و اوصیا اور ملائکہ بشدت روتے تھے اور آواز وَاحُسَیْنَاہُ وَامَظْلُومَاہُ کی بلند تھی یہانتک کہ صبح طالع ہوئی اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۳۹

اَسَفًا لَہٗ عِنْدَ الشَّرِیْعَۃِ یَشْتَکِیْ ۔ ظَمَاءً وَّوَالِدُہٗ وَلِیُّ الْکَوْثَرِ ۔ افسوس ہے حال پر اس مظلوم و پیاسے کے جو کنارۂ نہر فرات پر شکایت اپنی تشنگی کی کرتا تھا حالانکہ پدر بزرگوار ان کے ساقی کوثر ہیں حضرات تصور کیجیے کہ وہ کس قیامت کی پیاس تھی کہ روایت میں ہے حَتّٰی یَحُوْلُ الْعَطْشُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ السَّمَآءِ کَالدُّخَانِ جبرئیل نے حضرت آدمؑ کو خبر دی ہے کہ پیاس مثل دخان کے درمیان اس تشنہ لب اور آسمان کے حائل ہو جائے گی یعنی زمانہ نظر میں تیرہ و تاریک ہوگا واقعی مومنین جتنے اسباب تشنگی کے ہیں روز عاشورا جمع تھے یہ مصیبت بھی مخصوص اس مظلوم کے لئے ہے چنانچہ تمدّن وغیرہ میں چند سبب لکھے ہیں اوّل گرسنگی ہے اور حضرت امام حسین علیہ السلام نویں محرم کو روزہ دار تھے اور شب و روز عاشورا بوجہ رنج و الم جسمانی اور روحانی اور نایابی آب و طعام کے بھوکے پیاسے رہے پس فاقہ شکنی یا افطاری اُس جام آب سے ہوئی جو اپنے جد امجد کے ہاتھ سے وقتِ

شہادت پایا دوم غشی ہے کہ آنحضرت کو روز عاشورا چار مرتبہ غش آیا جب شاہزادہ قاسم رخصت ہوگئے
اور مصیبت پر جناب علی اکبرؑ اور جناب عباسؑ کے اور جب خود وہ مظلوم ذوالجناح سے زخمی ہو کر
گرے لیکن یہ غشی امام کی مثل اور لوگوں کی غشی کے نہیں ہے جو خدا سے غافل ہو جائیں سوم حرکت
و محنت ہے اور وہ جناب در خیمہ سے مقتل تک اکثر تشریف لے گئے اور لاش ہائے شہدا کو اٹھا لائے
خصوصاً جب خود معرکۂ کارزار میں مرکب کو جولاں دیا تو کیسی حرکت ہوئی تھی چہارم حزن و اندوہ ہے
کہ ان حضرت کو ہر لحظہ رنج پر رنج اور غم تازہ ہوتا تھا ایک طرف آواز پیاسوں کی سنکر اندوہناک
ہوتے تھے اور روتے تھے اور ایک طرف لاشہائے پارہ پارہ جوانان ہاشمی کو خاک و خون میں آلودہ
دیکھ کر رنجیدہ ہوتے تھے پنجم غلبۂ گرد و غبار ہے کہ وقت کارزار کے تمام میدان کربلا غبار آلودہ
ہوتا تھا ششم تحمل اشیائے حرب کا ہے مانند سلاح وغیرہ کے ہفتم ہوائے گرم ہے کہ روز
عاشورا حرارت آفتاب کی درجۂ اعلیٰ پر تھی اور بادِ سموم چلتی تھی علاوہ اس کے گرد خیموں کے
خندق میں آگ روشن تھی تاکہ اعدا پس پشت و اطراف سے نہ آسکیں ہشتم غضب و غصہ
ہے کہ اس صاحب عظمت و جبروت کو دین اسلام کے ضائع ہونے پر غصہ ہوتا تھا اور اعدا
کے طعن اور کلمات ناشائستہ اور حرکاتِ ناپسندیدہ سے ہر دم صدمہ تازہ ہوتا تھا نہم منع آب
ہے جیسا کہ مریض کو جس چیز سے منع کرتے ہیں اسی کی طرف وہ زیادہ رغبت کرتا ہے افسوس ہے
مظلوم کربلا نے اس شدتِ تشنگی میں گھوڑا نہر فرات میں ڈالا تھا یکایک اُن چار ہزار تیراندازوں نے ہجوم
کیا جو کنارہ پر معین تھے اور ہر طرف سے تیرباران کیا اور پانی پینے سے مانع ہوئے اور ایک
شقی کے تیر ستم دہن اقدس پر مارا اور خون جاری ہوا اور ایک شقی نے آواز دی کہ یا حسینؑ
آپ پانی پیتے ہیں اور خیمے آپ کے تاراج ہوتے ہیں اسی وقت حضرت بخیال حفاظت ناموس
تشنہ لب نہر سے باہر تشریف لائے دہم اسباب عطش سے خوف ہے یہ ظاہر ہے کہ اُن
حضرت کو شہادت اصحاب و اقربا اور اولاد اور ہتک حرمت اور اسیری اہلبیت امانت جناب
رسولخدا اور اہل حرم اور بچوں کے ضایع ہونے کا اندیشہ تھا اور ان کے حال اسیری کو خیال
کرکے روتے تھے کیونکہ لاکھوں اعدا میں گھر گئے تھے یازدہم جریان خون ہے بدن سے اور جسقدر
خون زخموں سے بہتا ہے پیاس زیادہ اور تازہ ہوتی جاتی ہے اور مظلوم کربلا کے بدن انور
سے بعض زخموں سے تو خون مثل پرنالہ کے جاری تھا چنانچہ جب سنان بن انس نے نیزہ سینۂ
اقدس پر مارا تو فوارۂ خون جاری ہوا اس وقت فرماتے تھے بسم اللہ و باللہ و علیٰ ملۃ رسول اللہ

اور جب وہ تیر جو قلب اقدس پر پڑا اور پس پشت سے نکلا تو خون مانند پرنالہ کے جاری ہوا کیونکہ قلب میں ایک رگ ہے اور نام اس کا وتین ہے جب وہ قطع ہو جائے تو پھر زندگی دشوار ہے آہ اس مصیبت کو حجت خدا زیارت میں فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی الْمَقْطُوْعِ الْوَتِیْنِ سلام ہو اُس فرزند رسول پر جس کی رگ دل کاٹی گئی دوازدہم بیداری ہے اور مظلوم کربلا تمام شب عاشورا عبادت خدا میں مشغول تھے اور کبھی اہل حرم اور اطفال کو تسلی و دلاسا دیتے تھے اور وصیت فرماتے تھے۔ سیزدہم جراحت ہے اور اُس مظلوم کے جسم اقدس پر جو زخم لگتا تھا باعث تشنگی تازہ کا ہوتا تھا اور کثرت زخمہائے کاری سے اس قدر پیاس تھی کہ اگر وہ پیاس تمام عالم پر قسمت کی جاتی تو وہ ہلاک ہو جاتے چنانچہ کثرت زخموں کی اس درجہ تھی کہ ایک روایت میں ہے حَتّٰی صَارَ جِلْدُہٗ کَجِلْدِ الْقُنْفُذِ یہاں تک کہ کثرت تیر و نیزہ سے بدن اطہر مشابہ بدن ساہی کے ہو گیا تھا اور دوسری روایت میں ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں جب پدر مظلوم میرے رخصت آخری کو بالین پر میرے تشریف لائے تو میں سمجھا کہ کوئی طائر سفید آیا ہے اس مقام پر صاحب مجالس المتقین لکھتے ہیں کہ اس قدر تیر جسم شریف میں پیوست تھے گویا شوق لقائے الٰہی میں بال و پر نکل آئے تھے اور جناب سید الشہداؑ باوجود غیرت و حمیت اور صبر و شکر اور تحمل کے شدت تشنگی سے ایسے بیتاب تھے کہ بنابر اتمام حجت کے ابن سعد سے پانی طلب کیا اور فرمایا اِسْقُوْنِیْ شَرْبَۃً مِّنَ الْمَاءِ فَقَدْ نَشِفَتْ کَبِدِیْ مِنَ الظَّمَاءِ مجھے تھوڑا سا پانی پلا دو کہ جگر میرا شدت تشنگی سے کباب ہو گیا اس لعین نے جواب دیا لَا تَذُوْقُ ذٰلِکَ سبیل یہ تجھ سے ہو گا کہ میں آپ کو پانی دوں آہ وقت آخر شمر لعین سے فرمایا اِسْقِنِیْ جُرْعَۃً مِّنَ الْمَاءِ مجھے پیاس بھر پانی پلا دے اور کبھی فرماتے تھے یا شمر اِسْقِنِیْ قَطْرَۃً مِّنَ الْمَاءِ اے شمر مجھے ایک قطرہ پانی کا پلا دے کہ میں پیاسا ہوں آہ اسوقت یہ حال تھا یَلُوْکُ لِسَانَہٗ مِنْ شِدَّۃِ الْعَطَشِ اپنی زبان خشک کو شدت تشنگی سے چباتے تھے حضرات اب کس زبان سے بیان کروں کہ شمر لعین نے اپنے پائے نجس سے کیا بے ادبی کی اور بطور طعن کے کہا یَا ابْنَ اَبِیْ تُرَابٍ اَلَسْتَ تَزْعَمُ اَنَّ اَبَاکَ عَلٰی حَوْضِ النَّبِیِّ یَسْقِیْ مَنْ اَحَبَّہٗ اے فرزند ابو تراب کیا گمان نہیں کرتے ہیں آپ کہ پدر بزرگوار آپ کے حوض کوثر سے اپنے دوستوں کو سیراب کریں گے فَاصْبِرْ حَتّٰی تَاْخُذَ الْمَاءَ مِنْ یَدِہٖ پس صبر کیجئے کہ تا ساقی کوثر آپ کو اپنے ہاتھ سے پانی پلائیں آہ غرض اس شقی کی یہ تھی کہ ہم آپ کو ایک قطرہ بھی پانی کا نہ دینگے بلکہ پیاسا ہی ذبح کریں گے اب مقام غور ہے کہ آیا ایسا زخمی اور تشنہ لب جس کی رگ دل تک قطع ہوئی ہو وہ کسی سنگینی کا متحمل ہو سکتا ہے

آہ اس مصیبت کو معصوم فرماتے ہیں وَالشِّمْرُ جَالِسٌ عَلٰی صَدْرِكَ وَوَاضِعٌ سَيْفَهٗ عَلٰی نَحْرِكَ
اے جدِ مظلوم شمر لعین آپ کے سینۂ اقدس پر بیٹھا تھا اور تلوار اپنی آپ کے مقام نحر پر رکھے ہوئے
تھا افسوس آخر اس تشنہ لبی میں اس مظلوم کو شہید کیا حضرات جس جانور کو ذبح کرتے ہیں اس کو
نحر کا حکم نہیں ہے اور جس کو نحر کرتے ہیں اسکو ذبح کرنے کا حکم نہیں ہے اور ذبح یا نحر انسان تو
نہیں کیا جاتا ہے مگر افسوس ہزار افسوس فرزند رسولؐ ذبح بھی کیا گیا اور نحر بھی کیا گیا چنانچہ
اس مصیبت کو حجت خدا فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی الْمَنْحُوْرِ فِی الْوَرٰی سلام ہو اس مظلوم پر
جو خلق اللہ میں نحر کیا گیا اَلسَّلَامُ عَلَی الْمَذْبُوْحِ مِنَ الْقَفَا سلام ہو اس تشنہ لب پر جو پس
گردن سے ذبح کیا گیا افسوس یہ بھی اعدا کو کافی نہ ہوا بلکہ جمال عدو و سنان نے سر انور نیزہ پر بلند کیا اور
شہر بشہر پھرایا اور لاش اطہر کو پامال سم اسپاں کیا اور بے کفن و دفن چھوڑ کر چلے گئے اور خاک صحرا
اڑ اڑ کر بدن اقدس پر جمتی جاتی تھی آخر بعد کئی روز کے اہل غاضریہ و نینوی نے یا اسد نے لاشہائے
شہدا کو دفن کیا جیسا کہ حجت خدا فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ تَوَلّٰی دَفْنَهٗ اَهْلُ الْقُرٰی سلام ہو اس
غریب الوطن بے یار و یاور پر جسے اہل قریہ نے دفن کیا حضرات تصور کیجئے کہ کیونکر دفن کیا آیا کفن بھی دیا گیا یا
نہیں شہید کا کفن تو لباس اس کا ہے اور اعدا نے وہ لوٹ لیا تھا کوئی عمامہ لے گیا کوئی کرتہ
لے گیا کسی نے عبا اتار لی کوئی زیر جامہ لے گیا صرف وہ زیر جامہ باقی تھا جس کے کمربند کے لئے
جمال لعین نے ہاتھ جدا کئے چنانچہ اس مصیبت کو بھی حجت خدا فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی الْمَدْفُوْنِيْنَ
بِلَا اَكْفَانٍ سلام ہو ان شہدائے راہ خدا پر جو بے کفن کے دفن ہوئے آہ یہ حال تو لاشہائے شہدا کا تھا
اور اہل حرم اور بچوں کو اعدا نے اسیر کیا اور طوق و زنجیروں میں جکڑ دیا اور اسباب لوٹ لیا اور خیموں کو
جلا دیا اور مجمع عام میں بے پردہ کیا جیسا کہ حجت خدا فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی النِّسْوَةِ الْبَارِزَاتِ
سلام ہو ان مخدرات عصمت پر جو کربلا میں بے پردہ کی گئیں اور خیموں سے بظلم و ستم نکالی گئیں و
سُبِيَ اَهْلُكَ كَالْعَبِيْدِ وَصُفِّدُوْا فِی الْحَدِيْدِ فَوْقَ اَقْتَابِ الْمَطِيَّاتِ اے جد مظلوم امت
آپ کے مثل غلام و کنیزوں کے اسیر کئے گئے اور لوہے میں جکڑ دیئے گئے اور شتران بے فرش و
پر سوار کئے گئے افسوس ہزار افسوس اسطرح طرف کوفہ کے لے چلے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ
الظّٰلِمِيْنَ

مجلس ۴ فِیْ جَامِعِ الْاَخْبَارِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ
اللّٰهُ تَعَالٰی اِنِّیْ وَضَعْتُ خَمْسَةً اَشْيَاءَ فِیْ خَمْسَةٍ وَالنَّاسُ يَطْلُبُوْنَ فِیْ خَمْسَةٍ اُخْرٰی
فَمَتٰی يَجِدُوْنَ جامع الاخبار وغیرہ میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے

فرمایا آن حضرت نے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں میں قرار دیا اور خلائق سوا ان کے اور پانچ چیزوں میں طلب کرتے ہیں پس وہ کہاں پائیں گے اِنّیْ وَضَعْتُ الْعِزَّ فِیْ طَاعَتِیْ وَالنَّاسُ یَطْلُبُوْنَ فِیْ اَبْوَابِ السَّلَاطِیْنِ فَمَتٰی یَجِدُوْنَ ہم نے عزت کو اپنی طاعت میں قرار دیا اور لوگ بادشاہوں کے دروازوں سے طلب کرتے ہیں پس وہ کس طرح سے پائیں گے وَوَضَعْتُ الْعِلْمَ وَالْحِکْمَۃَ فِی الْجُوْعِ وَالنَّاسُ یَطْلُبُوْنَ فِی الشِّبْعِ فَمَتٰی یَجِدُوْنَ اور علم و حکمت کو ہم نے گرسنگی میں قرار دیا اور لوگ سیری میں طلب کرتے ہیں پس وہ کہاں پائیں گے وَوَضَعْتُ الرَّاحَۃَ فِی الْجَنَّۃِ وَالنَّاسُ یَطْلُبُوْنَ فِی الدُّنْیَا فَمَتٰی یَجِدُوْنَ اور راحت و آرام کو ہم نے جنت میں قرار دیا اور لوگ دُنیائے فانی میں طلب کرتے ہیں پس وہ کہاں پائیں گے وَوَضَعْتُ الْغِنٰی فِی الْقَنَاعَۃِ وَالنَّاسُ یَطْلُبُوْنَ فِی الْمَالِ فَمَتٰی یَجِدُوْنَ اور تونگری کو ہم نے قناعت میں گردانا اور لوگ مالِ دُنیا میں طلب کرتے ہیں پس وہ کہاں پائیں گے وَوَضَعْتُ رِضَائِیْ فِیْ مُخَالَفَۃِ الْھَوٰی وَالنَّاسُ یَطْلُبُوْنَ فِیْ مُوَافَقَۃِ الْھَوٰی فَمَتٰی یَجِدُوْنَ اور اپنی رضا کو ہم نے مخالفت خواہش نفسانی میں قرار دیا اور لوگ موافقت خواہش نفسانی میں طلب کرتے ہیں پس وہ کیونکر پائیں گے اور دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت داؤدؑ کو وحی الٰہی ہوئی کہ اے داؤدؑ ہم نے سات چیزوں کو سات چیزوں میں قرار دیا ہے لوگ بغیر ان کے اور سات چیزوں میں طلب کرتے ہیں پس وہ کہاں پائینگے ہم نے دوستی اپنی مخالفت نفس میں قرار دی لوگ خواہش نفس میں طلب کرتے ہیں اور عزت قیام شب میں رکھی لوگ درہائے سلاطین سے طلب کرتے ہیں اور راحت بہشت میں رکھی لوگ دُنیا میں چاہتے ہیں اور رفعت تواضع میں رکھی لوگ تکبر میں چاہتے ہیں اور تونگری قناعت میں رکھی لوگ مال دُنیا میں چاہتے ہیں اور اجابت دعا لقمۂ حلال و پاک میں رکھی لوگ لقمۂ حرام میں چاہتے ہیں اور مغفرت رنج والم میں رکھی لوگ راحت و آرام میں چاہتے ہیں پس وہ کہاں پائیں گے پس حضرات جو وعظ و نصیحت کے احادیث و اخبار ہیں وہ ان دلوں میں اثر کر جاتے ہیں کہ جن میں مادہ اور لیاقت قبولیت ہے مثل شعاع آفتاب کے کہ ہر کوہ و سنگ جہاں پر پڑتی ہے لیکن کوہ بدخشاں کے پتھر لعل بن جاتے ہیں اسی طرح احادیث و اخبار وعظ و نصیحت کے سنکر وہی شخص متاثر ہوتا ہے کہ جس میں مادۂ قبول ہو ورنہ اسکے دل میں نصیحت جگہ نہیں پاتی ہے فوراً نکل جاتی ہے ؎

نطفۂ پاک بباید کہ شود قابل فیض ؎ ورنہ ہر سنگ و گلے لؤلؤ و مرجاں نشود ؎ اور حضرات آئمہ

معصومین علیہم السلام کا ابرِ کرم اور بارانِ رحمت تو ہر جگہ پہنچتا ہے مگر مادہ قبولیت و لیاقت ہونا
چاہیئے جیسا کہ قول مشہور ہے کَمَآءِ الْمُزْنِ فِی الْاَصْدَافِ لُؤْلُؤًا ٭ وَفِیْ فَمِّ الْاَفَاعِیْ
کَانَ سَمًّا ٭ آبِ نیسان صدف میں گوہرِ آبدار بن جاتا ہے اور دہن مار میں زہرِ ناگوار بنجاتا ہے
اسی مطلب کو شاعر کہتا ہے ؎ باراں کہ در لطافتِ طبعش خلاف نیست ٭ در باغ لالہ روید و در
شورہ بوم خس ٭ چنانچہ حیات القلوب وغیرہ میں منقول ہے کہ جناب رسالت صلے اللہ علیہ و
آلہٖ ابوجہل کو وعظ و نصیحت فرماتے تھے چونکہ اس ملعون کو مادہ قبولیت و لیاقت نہ تھا تو وہ وعظ
و نصیحت اس کے دل میں جگہ نہ پاتی تھی اسی طرح جناب امام حسین علیہ السلام بھی صحرائے کربلا
میں اس حالت تشنگی اور بیکسی میں اشقیائے کوفہ و شام کو وعظ و نصیحت فرماتے تھے اور چاہتے تھے
کہ اب بھی وہ لوگ راہ راست پر آویں اور آخرت میں ضائع و ہلاک اور مستحق نار نہوں لیکن وہ اشقیا
عوض اسکے جوابات نامناسب دیتے تھے کہ قلب اقدس آنحضرت کا محزون و مغموم بلکہ مجروح
ہوتا تھا جیسا کہ قول مشہور ہے ؎ جَرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا الْتِيَامٌ ٭ وَلَا يَلْتَامُ مَا
جَرَحَ اللِّسَانُ زخم نیزوں کے علاج پذیر ہو سکتے ہیں مگر زخم و طعن زبان کا التیام نہیں
ہو سکتا ہے آہ مومنین زخم تیر و نیزہ اور تلوار و خنجر کیا کم تھے جو وہ اشقیا قلب اقدس مظلوم
کربلا کو زخم زبان سے بھی مجروح کرتے تھے باوجود اسکے وہ جناب بعد شہادت اصحاب و اقربا
کے بھی وعظ و نصیحت اور ہدایت فرماتے تھے جیسا کہ زیارت اربعین کے ان فقرات سے ظاہر
وَبَذَلَ مُهْجَتَهُ فِيكَ لِيَسْتَنْقِذَ عِبَادَكَ مِنَ الْجَهَالَةِ وَحَيْرَةِ الضَّلَالَةِ بارالٰہا سلام میرا پہنچا
اور رحمت اپنی نازل کر اس فرزند رسول پر جس نے تیری راہ رضا میں قتل و ذبح ہونا اختیار کیا تا تیری بندگی
جہالت اور حیرت ضلالت سے بچائیں نَجَاهَدَهُمْ فِيكَ صَابِرًا مُحْتَسِبًا حَتّٰى سُفِكَ فِي
طَاعَتِكَ دَمُهُ وَاسْتُبِيحَ حَرِيمُهُ پس جہاد کیا اشقیا سے تیری راہ میں بعد وعظ و نصیحت کے درحالیکہ وہ
صابر و شاکر تھے یہاں تک کہ خون ان کا تیری راہ طاعت میں بہایا گیا اور اہل حرم انکے لوٹے گئے اور اسیر
کر کے پھرائے گئے فِي بِحَارِ الْاَنْوَارِ عَنْ هِلَالِ بْنِ نَافِعٍ اَنَّهُ قَالَ اِنِّي كُنْتُ وَاقِفًا مَعَ اَصْحَابِ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ
اِذْ صَرَخَ صَارِخٌ اَبْشِرْ اَيُّهَا الْاَمِيرُ فَهٰذَا شِمْرٌ قَدْ قَتَلَ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ چنانچہ بحار الانوار میں ہلال
بن نافع سے منقول ہے کہ کہا اس نے روز عاشورا عمر سعد مجمع میں اپنے رفقا و اصحاب کے کھڑا تھا اور
میں بھی اس مجمع میں موجود تھا کہ ناگاہ ایک شخص نے آواز دی کہ اے امیر بشارت ہو تجھے
کہ شمر ملعون نے امام حسینؑ کو قتل کیا فَلَمَّا سَمِعْتُ ذٰلِكَ خَرَجْتُ مِنْهُمْ وَوَقَفْتُ عَلَیْ

الحسین علیہ السلام وھو یجود بنفسہ پس سنتے ہی اس خبر کے میں اس مجمع رفقا سے باہر نکلا اور
بالیں سرِ اقدس امام حسین علیہ السلام کے جا پہنچا دیکھا میں نے کہ ابھی ایک رمق حیات سے ان حضرت میں باقی
ہے لیکن جان بلب ہیں آہ مومنین اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ شمر لعین نے اسوقت ایسا ظلم و ستم کیا ہے
کہ اس شخص کو حضرت کی شہادت کا یقین ہو گیا تھا فواللہ ما رأیت مضمخا بدمہ احسن منہ ولا
انور وجھا عنہ ولقد شغلنی نور وجھہ وجمالہ عن الفکر فی قتلہ غرضکہ ہلال کہتا ہے قسم بخدا میں
نے آج تک کوئی مجروح آلودہ بخاک وخون اس حسن و جمال کا نہیں دیکھا کہ جیسا اسوقت امام حسین کو دیکھا
چنانچہ فکر حضرت کے مقتول ہونے کی بھی میرے ذہن سے بوجہ محویت نور جمال کے جاتی رہی فاستسقی
الماء فسمعت رجلا یقول لہ یا حسین لا تذوق الماء حتی ترد الحامیۃ فتشرب من حمیمہا اسی اثنا میں اس
مظلوم نے اس حالتِ تشنگی میں پانی طلب کیا اور باواز ضعیف العطش العطش فرماتے تھے پس سنا میں نے
کہ شمر لعین نے بے ادبانہ جواب دیا کہ یا حسین ہرگز ایک قطرہ پانی کا آپ کو نہ ملے گا بلکہ قریب ہے کہ آب گرم سے
٥ پیاس اپنی بجھاؤ گے فسمعت الحسین علیہ السلام انہ یقول ایھا الملعون بل ارد علی جدی
رسول اللہ واسکن معہ فی دارہ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر واشرب من ماء
غیر آسن واشکوا الیہ ما فعلتم بی پس سنا میں نے کہ اسوقت امام حسین علیہ السلام نے اس ملعون سے
فرمایا اے شقی وائے ہو تجھ پر جہنم تم اشقیا کے رہنے کے لئے معین ہے اور عنقریب میں خدمت میں اپنے
جد بزرگوار جناب رسالتمآب کے پہنچکر تب اپنے پروردگار کے مقیم ہونگا اور وہاں آب کوثر و سلسبیل سے
جو نہایت سرد و شیریں ہے سیراب ہونگا اور شکوہ اس ظلم و ستم بیحد کا جو تم نے مجھ مظلوم پر کیا ہے
اپنے جد امجد سے کروں گا قال فغضبوا باجمعھم حتی کان اللہ لم یجعل فی قلب احد منھم من
الرحمۃ شیئا فقتلوہ وھو یکلمھم فتعجبت من قلۃ رحمھم ہلال کہتا ہے کہ یہ سنکر وہ اعداء غضبناک
ہوئے اور سب نے وہ شقاوت اور بیرحمی اختیار کی کہ گویا حقیقت میں خدا نے ایک ذرہ بھی رحم و مہر ان کے
دل میں نہیں ڈالا تھا پس حضرت ان سے کلمات ہدایت کے ارشاد فرما رہے تھے کہ ان بیرحموں نے حضرت
کو پیاسا قتل کیا اور میں بیرحمی ان کی دیکھکر متحیر کھڑا رہگیا ثم اقبلوا علی سلبہ فاخذ قمیصہ اسحق بن
حویۃ الحضرمی لعنہ اللہ فوجد فیہ مائۃ وعشرۃ ثلمۃ ما بین رمیۃ وطعنۃ وضربۃ بعد
اسکے وہ سب ملعون جو قریب تھے متوجہ طرف لوٹنے لباس آنحضرت کے ہوئے پس کرتہ اسحق بن حویہ حضرمی لعین نے ان
کے اتار لیا دیکھا کہ وہ پیراہن زخمہائے تیر اور نیزہ و شمشیر سے مثل غربال کے مشبک ہے آہ جب اس پیراہن کے سوراخ
شمار کئے گئے تو وہ ایک سو دس زخم کاری تیر اور نیزہ و شمشیر کے تھے واخذ سراویلہ ابجر بن کعب

بِنِ التَّمِیْمِیُّ لَعَنَہُ اللّٰہُ وَاَخَذَ عِمَامَتَہٗ اَخْنَسُ بْنُ مَرْثَدٍ لَعَنَہُ اللّٰہُ وَاَخَذَ دِرْعَہٗ مَالِکُ بْنُ بَشِیْرِ الْکِنْدِیُّ لَعَنَہُ اللّٰہُ وَاَخَذَ نَعْلَیْہِ اَسْوَدُ بْنُ خَالِدٍ لَعَنَہُ اللّٰہُ اور زیر جامہ حضرت کا الجبر بن کعب تیمی ملعون نے لیا اور عمامہ اقدس اخنس بن مرثد لعین نے لیا اور زرہ مالک بن بشیر کندی بجانے اُتار لی اور نعلین اسود بن خالد ملعون نے لیں وَاَخَذَ خَاتَمَہٗ بَجْدَلُ بْنُ سُلَیْمٍ الْکَلْبِیُّ نَقَطَعَ الْمَلْعُوْنُ اِصْبَعَہُ الْمُنَوَّرَۃَ وَاَخَذَ قَطِیْفَتَہُ الْخَزِّیَّۃَ قَیْسُ بْنُ اَشْعَثَ لَعَنَہُ اللّٰہُ اور بحدل بن سلیم کلبی نے چاہا کہ انگشتری انگشتِ اطہر سے اُتار لے چونکہ تمام اُنگلیاں حضرت کی بسبب زخموں کے ورم کرآئی تھیں اس لئے نکلنا اس انگشتری کا دشوار ہوا آہ پس اُس شقی نے انگشتِ اطہر کو کاٹ کر وہ انگوٹھی نکال لی اور ردا حضرت کی کہ خز کی تھی قیس بن اشعث بر حم لے گیا وَتَرَکُوْہُ عُرْیَانًا مُتَشَحِّطًا بِالدِّمَاءِ مُلْقًی عَلَی الرَّمْضَاءِ بِلَا غُسْلٍ وَلَا کَفَنٍ اور اعدا نے لاش اقدس مظلوم کربلا کو غلطاں بخاک و خون بے غسل و کفن اس ریگستان گرم پر برہنہ بے لباس کے چھوڑ دیا ہائے افسوس صرف وہ زیر جامہ باقی رہا جسکے کمربند کے لیے بجمال لعین نے دست اقدس قطع کیئے آہ یہ حال تو لاش اطہر کا تھا اور اہلبیت آنحضرت کے بعد غارت خیام اور لُٹنے اسباب کے طوق و زنجیروں میں جکڑ کے اسیر کیئے گئے چنانچہ محبت خدا فرماتے ہیں وَسُبِیَ اَھْلُکَ کَالْعَبِیْدِ وَصُفِّدُوْا فِی الْحَدِیْدِ فَوْقَ اَقْتَابِ الْمَطِیَّاتِ اے جد مظلوم اہلبیت آپکے مانند غلام و کنیزوں کے اسیر کیئے گئے اور لوہے میں جکڑ دیئے گئے اور شترانِ بے فرش و برہنہ پر سوار کئے گئے اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۱۴

قَالَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ اِنَّ صَدَقَۃَ السِّرِّ تُطْفِیُ غَضَبَ الرَّبِّ فرمایا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے بہ تحقیق کہ پوشیدہ خیرات کرنا آتش غضب الٰہی کو بجھا دیتا ہے وَقَالَ الْبَاقِرُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْبِرُّ وَالصَّدَقَۃُ یَنْفِیَانِ الْفَقْرَ وَیَزِیْدَانِ فِی الْعُمُرِ وَیَدْفَعَانِ عَنْ صَاحِبِہِمَا سَبْعِیْنَ مِیْتَۃَ سُوْءٍ اور من لا یحضر میں منقول ہے فرمایا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ نیکی کرنا اور صدقہ دینا فقر و احتیاج کو دُور کرتا ہے اور عمر کو دراز کرتا ہے اور ستر قسم کی بُری موت صدقہ دینے والے سے دُور ہوتی ہے اور منقول ہے کہ پانچ چیزیں پانچ چیزوں کو کھاتی ہیں غم عمر کو اور کذب رزق کو اور غیبت طاعت کو اور توبہ گناہ کو اور صدقہ بلا کو اور کافی وغیرہ میں منقول ہے کہ جس طرح دُعا قضائے مبرم کو دُور کرتی ہے اور بلائے نازل کو دفع کرتی ہے اسیطرح تصدق بھی قضائے مبرم اور بلائے نازل کو دُور کرتا ہے چنانچہ حضرت عیسیٰ کا گذر ہوا ایک قوم پر کہ وہ عروس کے ہمراہ جاتے تھے حضرت عیسیٰ نے پوچھا یہ کون ہے لوگوں نے

عرض کیا کہ یہ فلاں شخص کی دختر ہے اسکی شادی ہوئی ہے اب شوہر کے یہاں لئے جاتے ہیں آنحضرت نے فرمایا آج اس عروس کو بسرور لئے جاتے ہو کل اسپر گریہ وزاری کروگے ایک شخص نے اس قوم میں سے عرض کیا کہ کیوں کل روئیں گے فرمایا یہ عروس شب کو انتقال کرے گی پس مومنین نے تو اس ارشاد کی تصدیق کی اور منافقین نے کہا کہ صبح قریب ہے دیکھ لیں گے جب صبح ہوئی تو اس دولھن کو زندہ پایا اسوقت لوگ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ وہ عورت بسلامت ہے قال عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ یہ سنکر حضرت عیسٰے علیہ السلام نے فرمایا حق سبحانہ تعالیٰ قادر ہے جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے بعد اسکے فرمایا یا ایّھا النّاس آؤ ہمراہ میرے تا اس عروس کے یہاں چلیں اور اُس سے حقیقت حال دریافت کریں کہ کونسا عمل خیر اس سے واقع ہوا جو باعث دفع بلا کا ہوا ہے پس وہ جناب مع اصحاب خانہ عروس پر تشریف لائے اور دق الباب کیا اس وقت شوہر اُس عروس کا باہر نکلا حضرت نے اُس سے فرمایا کہ تو اپنی زوجہ سے میرے اندر آنے کی اجازت لے تا اُس سے کچھ دریافت کروں حسب ارشاد وہ فوراً اندر گیا اور یہ حال بیان کیا اس عورت نے اپنے سر پر ردا اور منہ پر نقاب ڈالی اور حضرت اندر تشریف فرما ہوئے اور اس سے پوچھا کہ شب کو تجھ سے کونسا عمل خیر واقع ہوا ہے اُس نے عرض کی کہ کوئی عمل تازہ تو نہیں ہوا ہے مگر جو میرا معمول تھا وہی ہوا کہ ہر شب جمعہ کو ایک فقیر میرے دروازہ پر آیا کرتا تھا اور میں اسکو کچھ دیا کرتی تھی اور شب گزشتہ کہ شب جمعہ اور شب عروسی میری تھی میں ایک حجرہ میں علیحدہ بیٹھی تھی اور عزیز واقربا میرے کاروبار شادی میں مصروف تھے پس فقیر نے ہرچند سوال کیا مگر کسی نے اسکو جواب نہ دیا جب میں نے اسکی آواز سُنی تو سب سے مخفی ہوکر کھڑی ہوئی اور موافق معمول کے اسکو خیرات دی یہ سنکر حضرت عیسٰے علیہ السلام نے فرمایا کہ تو اپنی جگہ سے کھڑی ہو جب وہ کھڑی ہوئی تو اس کے لباس سے ایک مار سیاہ گرا کہ وہ اپنی دُم کو دانتوں سے چبا رہا تھا پس حضرت نے فرمایا اس صدقہ کی برکت سے جو تو نے شب کو دیا تھا یہ بلا تجھ سے دور ہوئی اور شعیب بن عبدالرحمٰن خزاعی نے امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام اور پدر مظلوم میرے امام حسینؑ ہر قسم کا کھانا اپنی پشت اقدس پر اٹھاتے تھے اور فقرا ومساکین اور بیوہ زنوں اور یتیموں کے گھروں پر پہنچاتے تھے اور رات کو مخفی خیرات کرلیتے تھے اور محتاجوں میں تقسیم کرتے پھرتے تھے یہ حال تھا یتیم پروری اور مسکین نوازی کا آہ مومنین اب کیا حاجت بیان ہے افسوس بعد شہادت امام حسینؑ کے انکے ایتام کو بعوض خبرگیری آب وطعام اور تسلی وتشفی کے اشقیائے کوفہ وشام نے کیا کیا ظلم و

ستم کیے آہ کوئی فرزند بیمار کا عمامہ لے گیا اور کوئی فرش ادیم تک لے گیا کسی نے سکینہ خاتون کے گوشوارے اور چادر لے گیا اور کوئی دختران رسولؐ کے سروں سے مقنعہ و چادریں لے گیا اسپر یہ ستم تھا کہ شمر لعین تازیانے مارتا تھا کوئی اسباب لوٹتا تھا کوئی خیمہ جلاتا تھا افسوس اُس تلاطم عظیم میں وہ سب ستم رسیدہ فریاد کرتی تھیں اور کوئی فریادرسی نہ کرتا تھا یہاں تک کہ طوق و زنجیروں میں اسیر کیا چنانچہ حجت خدا فرماتے ہیں وَسُبِيَ اَهْلُكَ كَالْعَبِيْدِ وَصُفِّدُوْا فِي الْحَدِيْدِ فَوْقَ اَقْتَابِ الْمَطِيَّاتِ اے جد مظلوم اہلبیت آپ کے مانند غلام و کنیزوں کے اسیر کیے گئے اور لوہے میں جکڑے گئے اور شتران بے فرش و برہنہ پر سوار کیے گئے افسوس آخر اسیطرح طرف کوفہ کے لے چلے جب داخل کوفہ ہوئے تو تمام زن و مرد واسطے دیکھنے ان اسیروں کے باہر آ گئے چنانچہ بحار الانوار میں مسلم گچکار سے منقول ہے وہ کہتا ہے کہ جب اہلبیت اطہار قریب عورات اہل کوفہ کے پہنچے تو ان سے وہ حال زار اہل حرم اور بچوں کا جو محملوں پر تھے نہ دیکھا گیا اور رونے لگیں اور ان پر خرما اور روٹیاں اور اخروٹ بطور تصدق کے پھینکنے لگیں اُسوقت جناب اُم کلثومؑ نے آواز دی وَقَالَتْ يَا اَهْلَ الْكُوْفَةِ اِنَّ الصَّدَقَةَ عَلَيْنَا حَرَامٌ اور فرمایا اے اہل کوفہ تحقیق کہ خدا نے صدقہ ہم اہلبیت رسالت پر حرام کیا ہے پس اُس مظلومہ نے بچوں کے منہ اور ہاتھوں سے لیکر وہ خرما وغیرہ زمین پر پھینک دیے آہ اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بچے نہایت بھوکے تھے اور کیونکر یہ حال نہوتا کہ ساتویں محرم سے اعدا نے پانی تک بند کیا تھا ہائے افسوس امام حسینؑ پر کیا کیا ظلم و ستم ہوئے کہ حال اسیری میں بھی کوئی آب و طعام سے خبرگیری نہ کرتا تھا حالانکہ دستور عالم ہے کہ اسیروں کے لیے آب و طعام مقرر ہوتا ہے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

مجلس ۴۲

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ منتخب میں منقول ہے فرمایا جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ حسنؑ و حسینؑ دونو فرزند میرے سردار ہیں جوانان اہل جنت کے اور ایک حدیث میں یہ ہے فرمایا جناب رسولخدا نے وَهُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا وَقُرَّةُ عَيْنِي یعنے اور حسنینؑ میرے ریحان بوستان زندگانی اور باعث خنکی ہر دو چشم ہیں سبحان اللہ کس قدر الفت و محبت تھی آنحضرت کو اپنے ان دونوں فرزندوں کی کہ ان کا گرد و غبار آلودہ ہونا کس قدر ناگوار تھا چنانچہ مجالس المتقین میں منقول ہے کہ ایک روز جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ مدینہ منورہ میں مسجد سے باہر تشریف لائے اُسوقت حسنین علیہم السلام ہمراہ آنحضرت کے تھے کہ یکایک ہوائے تند چلی اور گرد و غبار شدید سے گیسوے مشکین ان صاحبزادوں کے آلودہ ہوئے جب نظر جناب رسولخدا کی اپنے فرزندوں کے گیسوؤں پر پڑی اور

خاک آلودہ دیکھا تو محزون و مغموم ہوئے اور حجرۂ طاہرہ جناب سیدہؑ میں تشریف لائے اور فرمایا اے
پارۂ جگر پانی اور طاس لے آؤ کہ ان دونوں نورِ نظر کے گیسو دھو ڈالوں کہ گرد و غبار ہونا ان کا نہیں دیکھ
سکتا ہوں حسب الارشاد جناب سیدہؑ نے پانی اور طاس حاضر کیا ناگاہ جبرئیلؑ جانب ربِّ جلیل سے
نازل ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ حق سبحانہ تعالےٰ بعد تحفۂ سلام کے فرماتا ہے کہ اے حبیب ہمارے
جیسا کہ تم کو گیسوئے حسنینؑ کو گرد و غبار آلودہ دیکھنا ناگوار ہے مجھکو بھی گوارا نہیں ہے پس سزاوار نہیں ہے
کہ گیسو انکے آبِ دنیا سے دھوئے جائیں بعد اسکے جبرئیلؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں جانب خدا سے
مامور ہوا ہوں واسطے دھونے گیسوئے حسنؑ و حسینؑ کے آبِ سلسبیل سے یہ سنکر حضرت نے فرمایا جو کچھ
تم کو حکم خدا ہے بجا لاؤ اسوقت جبرئیل نے طرف آسمان کے پرواز کی اور فوراً ایک ابریق اور طاس مع
آبِ سلسبیل کے لے کر حاضر ہوئے پس جناب رسولخدا نے اپنے فرزند حسن مجتبےٰ علیہ السلام کو اپنے قریب
طلب فرمایا اور عمامہ اُن کے سرِ اقدس سے اُتارا اور گیسوؤں کے دو حصے کئے نصف اپنے دست اقدس
میں لئے اور نصف جناب سیدہؑ کو دیئے اور جبرئیل ابریق سے پانی ڈالتے جاتے تھے یہاں تک کہ
وہ جناب اور جناب سیدہؑ ان گیسوؤں کے دھونے سے فارغ ہوئے پس جناب رسولخدا متوجہ ہوئے
طرف دوسرے فرزند کے وقال اِلَیَّ اِلَیَّ یَا بُنَیَّ یَا حُسَیْنُ اور فرمایا اے فرزند اے حسینؑ میرے پاس آؤ جب
خامس آل عبا قریب آنحضرت کے آئے تو جناب رسولخدا نے عمامہ انکے سرِ انور سے اُتارا اور گیسو اپنے فرزند دلبند کے
کھولکر اسیطرح اپنے دست اقدس میں لئے اور جبرئیل آبِ سلسبیل ڈالتے جاتے تھے اور حضرت اور جناب سیدہؑ
ان گیسوؤں کو دھوتے تھے اور گرد و غبار صاف کرتے تھے اسی اثنا میں نظر جناب رسولخدا کی جبرئیل
کے منہ پر پڑی کہ وہ گیسوئے حسینؑ کو بحسرت دیکھتے ہیں اور بے اختیار انکے رخساروں پر آنسو جاری ہیں
یہ دیکھکر جناب رسولخدا نے فرمایا اے اخی جبرئیل کیا سبب ہے کہ حسنؑ کے گیسوؤں کے دھوتے وقت تم مسرور تھے
اور حسینؑ کے گیسوؤں کے دھونے کے وقت تم محزون و مغموم اور گریاں ہو گئے جبرئیل نے عرض کی یا رسول اللہ اسوقت مجھے
یاد آگیا وہ حال جو آپکے نورِ عین حسینؑ اور ان کے گیسوؤں پر ہونے والا ہے یا رسول اللہ آج ان گیسوؤں کو حق سبحانہ تعالےٰ
اور آپ رسولخدا اور میں حامل وحی الٰہی غبار آلودہ نہ دیکھ سکے نہ یہ گوارا ہوا کہ آبِ دنیا سے دھوئے جائیں
افسوس ایک روز ایسا آنے والا ہے کہ یہ سرِ انور حسینؑ کا تلوار آبدار سے بظلم و ستم جدا کیا جائے گا اور نوک
نیزہ پر بلند کیا جائے گا اور یہ گیسو خونِ گلوئے بریدہ حسینؑ سے آغشتہ ہونگے اور گرد و غبار صحرائے کربلا سے
آلودہ ہونگے آہ مومنین اب کیا حاجت بیان ہے کہ بعد شہادت امام حسینؑ کے سرِ اقدس آنحضرت کا نیزۂ
طویل پر بلند کیا گیا اور بازار کوفہ میں پھرایا گیا اسوقت سورۂ کہف کی تلاوت کرتا تھا اور ہوا کے تند میں گرد و

غبار آلودہ ہوا اور ریش نورانی کو لہو سے داہنے بائیں طرف حرکت ہوتی تھی آخر سامنے ابن زیاد کے رکھا گیا اور وہ لعین لب و دندان انور پر چھڑی سے بے ادبی کرتا تھا بعد اسکے تنور خانۂ خولی میں رکھا گیا اور خاک خاکستر سے وہاں بھی وہ گیسوئے مشکین آلودہ ہوئے اور اسی حال سے اُس سر اقدس کو جناب سیدہ اور خدیجہ کبریٰ آغوش میں لیکر فریاد وَاحُسَيْنَاهُ وَاقُرَّةَ عَيْنَاهُ وَامَظْلُوْمَاهُ کرتی تھیں اور زار زار روتی تھیں چنانچہ مقتل ابو مخنف وغیرہ میں زن خولی سے منقول ہے وہ کہتی ہے کہ خولی نے سر اقدس مظلوم کربلا کا دربار ابن زیاد سے لاکر تنور میں رکھا اور خود سو رہا اور مجھے شب کو بسبب رنج و غم کے نیند نہ آئی ناگاہ سُنا میں نے کہ وہ سر انور تلاوت قرآن مجید کی کرتا ہے یہ اعجاز دیکھکر میں بشدت روئی اِذْ سَمِعْتُ صَوْتَ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ وَهِيَ تَبْكِيْ وَتُقَبِّلُ ثَنَايَا الْحُسَيْنِ ناگاہ میں نے آواز جناب سیدہ فاطمہ زہرا کی سُنی کہ وہ مخدومہ رو رہی ہیں اور لب و دندان حسین مظلوم کے بوسے لیتی ہیں اور فرماتی ہیں وَاحُسَيْنَاهُ وَابْنَاهُ وَامَظْلُوْمَاهُ وَامَقْتُوْلَاهُ اے حسین میرے اے فرزند میرے اے مظلوم و مقتول افسوس ہے تم کو ظالموں نے تشنہ لب ذبح کیا یہ بین سُنکر میں بہت روئی اور غش کھا کر زمین پر گر پڑی جب مجھے غش سے افاقہ ہوا تو دیکھا میں نے کہ سر انور تنور میں رکھا ہے اور نور اُس سے ساطع ہے اور جناب سیدہ وہاں نہیں ہیں جب صبح ہوئی تو خولی اُس سر انور کو لیکر ابن زیاد کے پاس چلا گیا آہ یہ مقام تصوّر ہے کہ جو سر انور آغوش رسول خدا اور فاطمہ زہرا میں پلا ہو جسکے گیسوئے مشکین کا خدا اور مقربان خدا کو گرد و غبار آلودہ ہونا گوارا نہوا اور جناب رسول خدا اور فاطمہ زہرا اور جبرئیل آب سلسبیل سے دھوتے ہوں افسوس وہ سر اطہر تنور خانۂ خولی میں رکھا جائے اور وہ گیسو خاک آلودہ ہوں ہائے افسوس وہ سر اقدس نیزہ پر رکھکر بازاروں میں پھرایا جاوے آہ جن لب و دندان انور کے جناب رسول خدا بوسے لیتے تھے اُن پر ابن زیاد چھڑی لگاتا تھا سہ اَتَى الرَّسُوْلُ وَثَغْرٌ كَانَ يَرْشُفُهٗ • بِيَدِهٖ بِقَضِيْبِ كَفِّ مَخْمُوْرٍ • کہاں ہیں جناب رسول خدا تا دیکھیں اُن لب و دندان انور کو جنکے بوسے لیا کرتے تھے افسوس اُن پر ایسا ظالم شرابخوار چھڑی لگاتا تھا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۞

مجلس ۳۴ فِي الْبِحَارِ اَنَّهٗ لَمَّا اَخْبَرَ النَّبِيُّ اِبْنَتَهٗ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءَ بِقَتْلِ وَلَدِهَا الْحُسَيْنِ وَمَا يَجْرِيْ عَلَيْهِ مِنَ الْمِحَنِ بحار الانوار وغیرہ میں منقول ہے کہ جب جناب رسالتمآب نے اپنی پارۂ جگر فاطمہ زہرا کو قتل فرزند دلبند امام حسین علیہ السلام کی خبر دی اور مطلع کیا اُن مصائب پر جو اُس مظلوم پر گزرنے والے تھے فَبَكَتْ فَاطِمَةُ بُكَآءً شَدِيْدًا وَقَالَتْ يَآ اَبَتَاهُ مَتٰى يَكُوْنُ ذٰلِكَ قَالَ فِيْ زَمَانٍ خَالٍ مِّنِّيْ وَمِنْكِ وَمِنْ عَلِيٍّ وَمِنْ حَسَنٍ یہ سنکر جناب سیدہ بہت روئیں اور عرض کی کہ اے پدر بزرگوار یہ مصائب بےشمار کس زمانے میں میرے نور عین حسین پر گزریں گے حضرات افسوس ہے مظلومی امام حسین علیہ السلام پر کہ فرمایا جناب رسول خدا نے کہ

پارہ جگر جس زمانہ میں فرزند تیرا حسینؑ قتل ہوگا اور یہ مصائب آسپر گذریں گے وہ زمانہ خالی ہوگا مجھ سے و
تجھ سے اور علیؑ اور حسنؑ سے یعنی ہم میں سے کوئی نہوگا نہ میں ہونگا نہ تو ہوگی نہ علیؑ و حسنؑ ہونگے قالت یا
اَبَتَاهُ فَمَنْ يَبْكِيْ عَلَيْهِ وَمَنْ يَلْتَزِمُ بِاِقَامَةِ الْعَزَاءِ جناب سیدہ نے عرض کی کہ اے پدر بزرگوار جب
ایسے زمانہ اور عالم غربت میں میرا فرزند دلبند حسینؑ شہید ہوگا تو کون روئے گا اسکی مصیبت پر اور کون
مجلس ماتم و عزا برپا کرے گا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ نِسَاءُ اُمَّتِيْ يَبْكِيْنَ عَلٰى نِسَاءِ
اَهْلِ بَيْتِيْ وَرِجَالُهُمْ يَبْكُوْنَ عَلٰى رِجَالِ اَهْلِ بَيْتِيْ فرمایا جناب رسولخدا نے اے نور نظر تو اس
امر کی فکر نہ کر آگاہ ہو کہ عورتیں میری امت کی میری عورات اہلبیت کے حال پر روئیں گی اور مرد میری
امت کے میرے مردان اہلبیت کے حال پر روئیں گے وَيُجَدِّدُوْنَ الْعَزَاءَ جِيْلًا بَعْدَ جِيْلٍ فِيْ
كُلِّ سَنَةٍ اور ہر سال تازہ کرے گی عزاداری کو تیرے فرزند کی ایک قوم بعد ایک قوم کے فَاِذَا كَانَ يَوْمُ
الْقِيَامَةِ تَشْفَعِيْنَ اَنْتِ لِلنِّسَاءِ وَاَنَا اَشْفَعُ لِلرِّجَالِ وَكُلُّ مَنْ بَكٰى عَلٰى مَصَائِبِ الْحُسَيْنِ اَخَذْنَا
بِيَدِهٖ وَاَدْخَلْنَاهُ الْجَنَّةَ پس جب روز قیامت آئے گا تم اے فاطمہ شفاعت عورات کی کرنا او
میں شفاعت مردوں کی کروں گا اور جو مومن کہ مصائب حسینؑ مظلوم پر روئے تو ہم ہاتھ اس کا پکڑ کے
داخل جنت کرینگے سبحان اللہ جس مومن باکی کا ہاتھ شافع روز جزا کے ہاتھ میں ہوگا تو اسکو عقبات آخرت
سے کیا وحشت ہے پس مومنین جسطرح کہ جناب رسولخدا نے فرمایا تھا بعد شہادت مظلوم کربلا کے وہ
اب تک بظہور آیا کیونکر نہو کہ مخبر صادق نے خبر دی ہے امید قوی ہے کہ یہ سلسلہ عزاداری جناب سید الشہدا
تا ظہور قائم آل محمد انشاء اللہ منقطع نہوگا پس حضرات خوشا حال آپ کا کہ آپ ہمیشہ بدل و جان گریہ وزاری
اور عزاداری سردار انس و جان میں مشغول و مصروف رہتے ہیں اور شاد و مسرور کرتے ہیں ارواح مقد
حضرات آئمہ ہدیٰ کو کیونکہ حدیث میں وارد ہے کہ افضل اعمال بعد نماز کے مسرور کرنا مومن کا ہے چہ
جائیکہ کوئی عمل نیک ایسا ہو کہ جس سے جناب رسولخدا اور فاطمہ زہرا اور آئمہ ہدیٰ علیہم السلام شاد و
مسرور ہوں تو کیونکر حق سبحانہ تعالیٰ بھی راضی و خوشنود نہوگا اسلئے کہ خوشنودی انحضرات کی تو
عین خوشنودی خدا ہے چنانچہ قرآن مجید میں فرماتا ہے وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ اور رضامندی خدا
سے کوئی عمل اور کوئی ثواب زیادہ اور بہتر نہیں ہے اور تصور تو کیجئے کہ خود جناب سید الشہدا مظلوم کربلا نے
محض واسطے رضامندی و خوشنودی خدا کے جان و مال اور اولاد سب بارگاہ الٰہی میں نذر کردیئے اور کس کشادہ
پیشانی سے تین دن کی بھوک و پیاس میں جان اپنی راہ خدا میں دی اور خلعت شہادت کو روز عاشورا
حاصل کیا ۔

فِدَاً لَکَ رُوحِی یَا حُسَیْنُ وَعِتْرَتِی ⁂ وَاَنْتَ عَفِیْرٌ فِی التُّرَابِ جَدِیْلُ
وَجِسْمُکَ عُرْیَانٌ طَرِیْحٌ عَلَی الثَّرٰی ⁂ عَلَیْکَ خُیُوْلُ الظَّالِمِیْنَ تَجُوْلُ

فدا ہو جان اور اولاد ہماری آپ پر اے حسینؑ مظلوم کہ آپ خاک آلودہ زمین کربلا پر اپنے خون میں لوٹ رہے تھے کہ امت جفا کار نے آپ کو شدت تشنگی میں مثل گوسفند قربانی ذبح کیا اور جسم اطہر آپ کا جو آغوش جناب رسول خدا اور فاطمہ زہراؑ میں پلا تھا اور حریر حلہ ہائے جنت آراستہ ہوتے تھے وہ ریگ گرم پر بے لباس بخاک و خون غلطان تمازت آفتاب میں پڑا تھا آہ اعدا نے ردا اور عمامہ اور پیراہن تک اتار لیا صرف وہ زیر جامہ چھوڑ دیا تھا جس کے کمر بند کے لیے جمال لعین نے دونوں ہاتھ قطع کئے اور وہ اشقیا بکمال مسرور بقصد پامالی اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے پھرتے تھے چنانچہ حجت خدا زیارت ناحیہ مقدسہ میں فرماتے ہیں فَهَوَيْتَ اِلَی الْاَرْضِ جَرِيْحًا تَطَاُكَ الْخُيُوْلُ بِحَوَافِرِهَا وَتَعْلُوْكَ الطُّغَاةُ بِبَوَاتِرِهَا اے جد مظلوم پس آپ زخمی ہو کر ذوالجناح سے زمین پر آئے اور وہ اعدا تلواریں لے کر ہر طرف سے ٹوٹے پڑتے تھے اور بدن اقدس آپ کا پامال سم اسپاں کئے ڈالتے تھے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۴ قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُلُّ عَيْنٍ بَاكِيَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا عَيْنٌ بَكَتْ عَلَى الْحُسَيْنِ فَاِنَّهَا ضَاحِكَةٌ مُسْتَبْشِرَةٌ بِنَعِيْمِ الْجَنَّةِ بحار الانوار میں منقول ہے فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ روز قیامت کو ہول قیامت سے ہر آنکھ روتی ہوگی مگر جو آنکھ روئی ہوگی مصائب پر میرے جد مظلوم امام حسینؑ کے پس وہ مسرور و خندان ہوگی بسبب نعمائے جنت کے پس حضرات گریہ و بکا کیجئے مصائب پر اُس مظلوم کے جو عالم غربت و مسافرت میں مع اہل و عیال اور اطفال خورد سال کے نرغہ اعدا میں گھر گئے تھے اور راہ چارہ و تدبیر کی مسدود تھیں اور برابر فوجیں کوفہ سے کربلا میں آمادہ قتل ہو کر چلی آتی تھیں یہانتک کہ شمر لعین بھی مع لشکر کے پہنچا تو اسی وقت مظلوم کربلا پر شدت ہونے لگی فی اللہوف وغیرہ ثُمَّ اِنَّ عُمَرَ بْنَ سَعْدٍ نَادٰی یَا خَیْلَ اللّٰهِ ارْکَبِیْ وَبِالنَّصْرِ فَابْشِرِیْ فَرَکِبَتِ الْفُرْسَانُ وَقَصَدُوا الْحُسَیْنَ وَھُوَ جَالِسٌ فِیْ ظِلِّ خَیْمَتِهٖ وَیُصْلِحُ سَیْفَهٗ چنانچہ لہوف وغیرہ میں منقول ہے کہ آخر روز نویں محرم کو عمر سعد نے اپنے لشکر کو آواز دی اے لشکر خدا سوار ہو اور سامان فتح و نصرت کے مسرور ہو آہ مومنین یہ کیا ستم ہے کہ فرزند رسول حجت خدا کے قتل پر تو آمادہ ہوں اور اپنے تئیں خیل اللہ کہیں پس یہ سنکر لشکر اعدا گھوڑے پر سوار ہو کر طرف امام حسینؑ کے آیا اس وقت حضرت زیر سایہ ایک خیمہ کے کرسی پر جلوہ افروز تھے اور ذوالفقار کو صاف کرتے تھے اِذْ خَطَرَ النُّعَاسُ عَلٰی رُکْبَتِهٖ فَسَمِعَتْ اُخْتُهٗ صَیْحَاتِ الْعَسْکَرِ فَاَقْبَلَتْ نَحْوَهٗ وَقَالَتْ یَا اَخِیْ اَمَا تَسْمَعُ الْاَصْوَاتَ وَقَدْ قَرُبَ مِنَّا الْعَسْکَرُ اتفاقاً حضرت سر اطہر اپنا زانوئے اقدس پر رکھ لیا کہ ناگاہ جناب زینبؑ نے شور و غوغا لشکر مخالف کا سنا اور بیتاب ہو کر اپنے برادر

مظلوم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ اے بھائی میرے کیا آپ نے شور لشکر کا نہیں سنا ہے
کہ اعدائے دین قریب آپ کے بقصد جنگ آ پہنچے ہیں فَرَفَعَ رَاْسَہٗ وَھُوَ بَاکِی الْعَیْنَیْنِ مُنْکَسِرُ
الْقَلْبِ فَقَالَ یَا اُخْتَاہُ اَلْاٰنَ نِمْتُ قَلِیْلاً فَرَاَیْتُ جَدِّیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ یہ آواز سنکر حضرت نے
سر اقدس زانوئے اطہر سے اٹھایا اور اسوقت اشک چشم انور سے جاری تھے اور نہایت محزون
تھے فرمایا کہ اے بہن ابھی آنکھ میری لگ گئی تھی دیکھا میں نے کہ نانا میرے جناب رسولخدا تشریف
لائے ہیں وَیَقُوْلُ لِیْ یَا حُسَیْنُ اَنْتَ تَرُوْحُ اِلَیْنَا غَدًا بَعْدَ الزَّوَالِ اور مجھ سے یہ فرماتے
ہیں کہ اے حسین کل تم بعد زوال کے ہمارے پاس آؤ گے فَلَمَّا سَمِعَتْ زَیْنَبُ ذٰلِکَ لَطَمَتْ
خَدَّیْھَا وَشَقَّتْ جَیْبَھَا وَنَادَتْ بِاَعْلٰی صَوْتِھَا وَا اَخِیْ وَا مُؤَمِّلِیْ لَیْتَنِیْ اَکُوْنُ لَکَ الْفِدَاءُ
آہ مومنین عورات کا دل نازک ہوتا ہے خصوصاً جو مسافرت میں ہو جب یہ کلام حسرت اپنے بھائی
جناب زینب نے سنا منہ اپنا پیٹ لیا اور گریبان چاک کیا اور بآواز بلند رو کر عرض کی کہ ہائے اے
بھائی میرے ہائے حامی و سرپرست میرے ہائے مقصود دل میرے افسوس ہے کہ اس بہن ستم
دیدہ نے یہ خبر سنی اور پہلے اس سے نہ مرگئی کاش کہ میں آپ پر سے فدا ہوتی اور یہ آفت و بلا ٹل
جاتی فَقَامَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَقَبَّلَ رَاْسَھَا وَقَالَ لَھَا یَا اُخْتَاہُ اُسْکُتِیْ عَنِ الْبُکَاءِ
وَاصْبِرِیْ بِمَا اَمْکَنَکِ فَاِنَّہٗ اَمْرٌ مُمْکِنٌ جب امام حسین علیہ السلام نے حال اپنی بہن کا متغیر
پایا اور یہ بین جگرخراش سنے تو بیقرار ہو کر کھڑے ہو گئے اور سران معظمہ کا اپنے سینہ سے لگا کر
بہت دلاسا دیا اور فرمایا کہ اے بہن اب رونا اپنا موقوف کرو کہ اعدا سنکر شماتت کرینگے اور جب
تک کہ ممکن ہو صبر اختیار کرو اے بہن اگر ابھی سے تم حال اپنا غیر کرو گی تو آگے کیا نوبت تمہاری ہو گی
ابھی تو وقت رونے کا آگے آتا ہے فَنَادٰی بِاَخِیْہِ الْعَبَّاسِ وَقَالَ لَہٗ یَا اَخِیْ اِرْکَبْ وَقُلْ
لَھُمْ لَا تَعْجَلُوْا وَاَمْھِلُوْنِیْ ھٰذِہِ الْعَشِیَّۃَ فَاِذَا اَصْبَحْنَا اِمَّا بَایَعْنَا اَوْ حَارَبْنَا
پس جب حضرت نے دیکھا کہ لشکر اعدا قریب آپہنچا ہے تو اسوقت جناب عباس برادر حق شناس کو
اپنے پاس طلب کیا اور فرمایا کہ اے بھائی تم سوار ہو کر سامنے ان کے جاؤ اور ان سے کہو کہ اسقدر
تعجیل جنگ میں نہ کرو آج کی شب ہمیں مہلت دو صبح کو یا تو ہم بیعت کرینگے یا تم سے لڑینگے فَقَالَ
لَھُمُ الْعَبَّاسُ مَا قَالَ لَہُ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ لِلشِّمْرِ مَا تَرٰی فِیْ ذٰلِکَ
فَاِنَّ الرَّاْیَ رَاْیُکَ پس حضرت عباس مقابل لشکر اعدا کے کھڑے ہوئے اور جو کچھ کہ امام حسین نے فرمایا تھا وہ
سب ان اشقیا سے بیان کیا اسوقت عمر سعد ملعون نے شمر لعین سے کہا کہ اس امر میں کیا مناسب ہے جو تیری رائے ہو ویسی کریں

آہ یہ سُنکر وہ شقی مہلت دینے پر راضی نہوا فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْحَجَّاجِ یَا ابْنَ سَعْدٍ سُبْحَانَ اللّٰہِ لَوْ کَانَ
هٰؤُلَاءِ مِنَ التُّرْكِ وَالدَّيْلَمِ وَسَأَلُوْكُمْ ذَالِكَ لَاَجَبْتُمْ لَهُمْ وَالْحُسَيْنُ بْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ
يَسْأَلُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُجِيْبُوْنَهٗ اُسوقت عمر بن حجاج نے یہ سُنکر کہا کہ سبحان اللہ اے عمر سعد اگر یہ
لوگ کفارِ ترک و دیلم سے ہوتے اور تم سے طالب مہلت ہوتے تو مجھے یقین ہے کہ تم اُن کو مہلت دیتے
اور حسینؑ فرزند رسولِ خدا مہلت ایک شب کی طلب کریں اور تمہیں اس میں تامل ہو یہ سُنکر محمد بن اشعث نے
آواز دی کہ اے قوم مہلت دینے میں حسینؑ کے آج کی شب مضائقہ نہیں ہے اب مہلت دو اور صبح کو
لڑ لینا اس لئے کہ وہ کسی طرح بیعت پر راضی نہوں گے فَرَضُوْا بِهٖ وَاَجَابُوْهُ وَبَعَثَ عُمَرُ بْنُ
سَعْدٍ عَلَى الْمَشْرَعَةِ الَّتِیْ تَلِی الْحُسَيْنَ اَرْبَعَةَ اٰلَافِ فَارِسٍ وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ عُمَرَ بْنَ الْحَجَّاجِ
التَّمِيْمِیَّ فَحَالُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْمَآءِ یہ سُنکر وہ سب مہلت دینے پر راضی ہوئے اور اُسیوقت عمر سعد
شقی نے عمر بن حجاج تمیمی کو مع چار ہزار سوار زرہ پوش کے کنارۂ نہر پر معین کیا جسکے قریب امام حسینؑ
تھے اور وہ اشقیا حائل ہوئے درمیان حضرت اور پانی کے تاکہ پانی لے جانے سے منع کریں وَقِيْلَ اِنَّهُمْ
نَزَلُوْا عَلَى الْمَشْرَعَةِ قَبْلَ قَتْلِهٖ بِثَلَاثَةِ اَيَّامٍ وَمَنَعُوْهُ مِنَ الْمَآءِ اور یہ روایت ہے وہ تیرانداز
تین روز قبل شہادت آنحضرتؑ کے کنارۂ نہر پر واسطے ممانعت پانی لینے آنحضرت کے مقرر ہوئے تھے پس ساتویں
محرم سے دسویں تک پانی امام حسینؑ اور اصحاب و اقربا اور اولاد پر آنحضرت کے بند رہا اور شدت تشنگی سے بچے
فریاد العطش العطش کرتے تھے ؎ از آب ہم مضائقہ کردند کوفیاں ٭ خوش داشتند حرمتِ مہمان کربلا
بودند دام و دد ہمہ سیراب و میکند ٭ خاتم ز قحطِ آب سلیمان کربلا ٭ زاں تشنگاں ہنوز بعیوق میرسد ٭ آواز
العطش ز بیابان کربلا ٭ الغرض جب روز عاشورا نوبت بجنگ کارزار پہنچی اور اصحاب و اقربا اور اولاد اُن
حضرت کی جہاد کر کے سب کے سب شہید ہوئے اور وہ جناب میدان کارزار میں زخمی یکہ و تنہا رہگئے اور شدتِ
تشنگی سے جاں بلب تھے اور فریاد و استغاثہ کرتے تھے اور فرماتے تھے اِسْقُوْنِیْ شَرْبَةً مِّنَ الْمَآءِ فَقَدْ تَفَتَّتَتْ
كَبِدِیْ مِنَ الظَّمَاءِ اے قوم نا انصاف مجھے تھوڑا سا پانی پلا دو کہ جگر میرا شدتِ تشنگی سے کباب ہے اور کبھی
فرماتے تھے اِسْقُوْنِیْ جُرْعَةً مِّنَ الْمَآءِ مجھے ایک جُرعہ پانی کا پلا دو اور کبھی فرماتے تھے اِسْقُوْنِیْ قَطْرَةً مِّنَ
الْمَآءِ مجھے ایک ہی قطرہ پانی کا پلا دو تا حلق خشک اپنا تر کروں آہ کس طرح سے اس حجت خدا نے اتمام حجت
فرمائی اور پانی طلب کیا مگر ان سنگدلوں نے جواب دیا یَا حُسَيْنُ لَوْ كَانَ وَجْهُ الْاَرْضِ كُلُّهٗ مَآءً مَا اَعْطَيْنَاكَ
قَطْرَةً اے حسینؑ اگر تمامی روئے زمین پانی ہو اور وہ سب ہمارے قبضہ میں ہو تو بھی ہم ایک قطرہ آپکو نہ دینگے آہ مومنین وقت
آخر چشمہائے انور میں حلقے پڑ گئے تھے اور لبہائے اطہر خشک و پژمردہ تھے وَيَلُوْكُ لِسَانَهٗ مِنْ شِدَّةِ الْعَطَشِ

اور زبان اقدس شدت تشنگی سے چباتے تھے اور آہستہ العطش العطش فرماتے تھے فرقہ شمر لعنہ اللہ بر جلہ افسوس اب کس زبان سے بیان کروں کہ شمر لعین نے اپنے چلے نجس سے کیا بے ادبی کی وَقَالَ یَابْنَ اَبِیْ تُرَابٍ اَلَسْتَ تَزْعَمُ اَنَّ اَبَاكَ عَلٰی حَوْضِ النَّبِیِّ یَسْقِیْ مَنْ اَحَبَّهٗ اور بطور طعن کے کہا اے فرزند ابوتراب کیا گمان نہیں کرتے ہیں آپ کہ پدر بزرگوار آپ کے حوض کوثر سے اپنے دوستوں کو سیراب کرینگے فَاصْبِرْ حَتّٰی یَاْخُذَ الْمَاءَ مِنْ یَدِہٖ پس صبر کیجیے تا ساقی کوثر آپ کو اپنے ہاتھ سے پانی پلائیں آہ غرض اس شقی کی یہ تھی کہ ہم آپ کو پانی نہ دیں گے بلکہ پیاسا ہی قتل کرینگے افسوس اگر اس شقی کو پانی دینا منظور نہ تھا تو کاش کہ یہ کلمہ بطور طعن کے نہ کہتا تصور کیجیے کہ اس وقت اُن حضرت کو کیا صدمہ ہوا ہوگا آسفًا لَہٗ عِنْدَ الشَّرِیْعَۃِ یَشْتَکِیْ ظَمَاءً وَّ رَدُّ اللّٰہِ وَرْدُ الْکَوْثَرِ افسوس ہے حال پر اُس مظلوم و تشنہ لب کے جو کنارہ نہر فرات پر شکایت اپنی تشنگی کی کرتا تھا حالانکہ پدر بزرگوار ان کے ساقی کوثر ہیں اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۴۵ فی البحار عن علی بن الحسین علیہما السلام اَنَّهٗ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا فِیْ تِلْکَ الْعَشِیَّۃِ الَّتِیْ قُتِلَ اَبِیْ فِیْ صُبْحِهَا وَعِنْدِیْ عَمَّتِیْ زَیْنَبُ تُمَرِّضُنِیْ بحار الانوار وغیرہ میں امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ فرمایا اُنحضرت نے جب شب عاشورا یعنے وہ شب مصیبت آئی کہ جسکی صبح کو پدر بزرگوار میرے شہید ہوئے تو میں بیمار اپنے خیمے میں بستر بیماری پر بیٹھا تھا اور میرے پاس پھوپھی میری جناب زینب واسطے خبرگیری اور تیمارداری کے تھیں اِذِ اعْتَزَلَ اَبِی الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْ خِبَاءٍ لَهٗ وَعِنْدَهٗ جُوْنٌ مَوْلٰی اَبِیْ ذَرٍّ نِ الْغِفَارِیِّ رحمہ اللہ اسی اثنا میں پدر مظلوم میرے امام حسین علیہ السلام سب سے علیحدہ ہو کر اپنے خیمے میں تشریف لے گئے اور اسوقت جون غلام ابوذر غفاریؓ کا سامنے حاضر تھا وَهُوَ یُعَالِجُ سَیْفَهٗ وَیُصْلِحُهٗ وَاَبِیْ یَقُوْلُ اور جون حضرت کی تلوار صاف کرتا تھا اور پدر بزرگوار میرے یہ کلمات حسرت بے اعتباری دنیا فرماتے تھے یَا دَهْرُ اُفٍّ لَّكَ مِنْ خَلِیْلٍ ۔ کَمْ لَكَ بِالْاِشْرَاقِ وَالْاَصِیْلِ ۔ مِنْ طَالِبٍ وَّصَاحِبٍ قَتِیْلٍ ۔ وَالدَّهْرُ لَا یَقْنَعُ بِالْبَدِیْلِ ۔ اے زمانہ غدار ولے ہو تجھ پر کہ تیری بیوفائی سے کیسے کیسے دوست نیک اور متقی و پرہیزگار صبح و شام انواع واقسام کے مصائب میں مبتلا ہو کر اس دار فنا سے طرف دار بقا کے انتقال کر گئے اور تو وہ بیمروت ہے کہ جس کے تو درپے قتل کے ہوتا ہے تو اسے بدون اسکے کچھ چارہ و تدبیر نہیں نظر آتی ہے اور تو ہرگز بدل و عوض پر اسکے راضی نہیں ہوتا ہے وَاِنَّمَا الْاَمْرُ اِلَی الْجَلِیْلِ ۔ وَکُلُّ حَیٍّ سَالِکٌ سَبِیْلِیْ اور رجوع ہر امر کی طرف رب جلیل کے ہے اور ہر ذیحیات کو آخر یہی راہ در پیش ہے جس راہ پر میں چلا جاتا ہوں فَاَعَادَهَا مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلٰثًا حَتّٰی فَهِمْتُهَا وَعَرَفْتُ مَا اَرَادَ فَخَنَقَتْنِی الْعَبْرَۃُ

بیمار کربلا فرماتے ہیں کہ دو تین مرتبہ حضرت نے انہیں کلمات کو ارشاد کیا یہانتک کہ میں بخوبی مطلع ہوا اور جو کچھ کہ حضرت کو مقصود تھا اسے سمجھ کر میں اس قدر رویا کہ بسبب کثرت گریہ و بکا کے گلوگرفتہ ہوگیا فَرَدَدْتُهَا وَلَزِمْتُ السُّكُوْتَ وَعَلِمْتُ اَنَّ الْبَلَآءَ قَدْ نَزَلَ پس میں نے ضبط کیا اور چپ ہو رہا اور مجھے یقین ہوگیا کہ اب بلائے عظیم ہم اہلبیت رسالت پر نازل ہوا چاہتی ہے وَاَمَّا عَمَّتِيْ زَيْنَبُ بِنْتُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا سَمِعَتْ مَا سَمِعْتُ وَهِيَ امْرَأَةٌ وَّمِنْ شَاْنِ النِّسَاءِ الرِّقَّةُ وَالْجَزَعُ فَلَمْ تَمْلِكْ نَفْسَهَا لیکن پھوپھی میری جناب زینب دختر امیر المومنین علیہ السلام نے جب وہ کلام جو میں نے حضرت سے سنا تھا چونکہ وہ معظمہ صنف عورات سے تھیں اور شان عورات سے رقت قلب اور اضطراب ہے سنتے ہی ان کلمات کے تاب نہ لاسکیں اِلٰى اَنْ وَثَبَتْ تَجُرُّ ذَيْلَهَا وَاِنَّهَا لَحَاسِرَةٌ حَتّٰى انْتَهَتْ اِلٰى اَخِيْهَا پس اسی حالت اضطراب میں کھڑی ہوگئیں اور شدت غم و الم میں طرف حضرت کے روانہ ہوئیں اور اسوقت یہ حال تھا کہ چادر زمین پر لٹکتی جاتی تھی اور سر کھلا ہوا تھا یہاں تک کہ روتی ہوئی اپنے برادر مظلوم کے پاس پہنچیں فَبَكَتْ وَقَالَتْ وَاثُكْلَاهُ لَيْتَ الْمَوْتَ اَعْدَمَنِيَ الْحَيٰوةَ اَلْيَوْمَ مَاتَتْ اُمِّيْ فَاطِمَةُ الزَّهْرَآءُ وَجَدِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَبِيْ عَلِيُّ نِ الْمُرْتَضٰى ام پس دیکھتے ہی اپنے بھائی کے بشدت رونے لگیں اور فرمایا کہ ہائے افسوس کاش یہ بہن ستم رسیدہ پہلے اس سے مرجاتی کہ اپنے بھائی کو اس مصیبت میں مبتلا نہ دیکھتی ہائے افسوس گویا آج ہی میرے نانا رسول خدا اور بابا علی مرتضی اور ماں میری فاطمہ زہرا نے انتقال کیا يَا خَلِيْفَةَ الْمَاضِيْنَ وَيَا ثِمَالَ الْبَاقِيْنَ اَيَّ شَيْءٍ اَصْنَعُ فِيْكَ اے جانشین بزرگان اے حامی بیکسان اے سرپرست باقیماندگان اس بہن ستم رسیدہ کو کچھ نہیں بن آتا ہے آہ کیا تدبیر کروں کہ جس سے آپ بچ جائیں اور آپ پر سے یہ بلا ٹل جائے فَنَظَرَ اِلَيْهَا الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَتَرَقْرَقَتْ عَيْنَاهُ بِالدُّمُوْعِ وَقَالَ لَهَا يَا اُخْتَاهُ لَوْ تُرِكَ الْقَطَا لَنَامَ پس امام حسین علیہ السلام نے بنگاہ حسرت و یاس طرف اپنی بہن کے دیکھا اور اشک چشم انور میں بھر آئے اور فرمایا کہ اے بہن میں بھی تو ایسی بلا میں مبتلا ہوا ہوں کہ کوئی چارہ و تدبیر مجھ سے بن نہیں آتی ہے اور جیسے قطا جانور خوف سے صیاد کے شب کو آرام نہیں کرتا ہے اسیطرح میں بھی عدو سے مطمئن نہیں ہوں یعنی اگر کچھ تدبیر ہو سکتی تو میں کیوں اپنے تئیں معرض ہلاکت میں ڈالتا اور تم سب اہلبیت کو اس صحرائے کربلا میں چھوڑ جاتا فَبَكَتْ زَيْنَبُ بُكَاءً شَدِيْدًا فَلَطَمَتْ وَجْهَهَا وَشَقَّتْ جَيْبَهَا وَخَرَّتْ مَغْشِيَّةً عَلَى الْاَرْضِ آہ یہ سنکر حضرت زینب بشدت روئیں اور منہ اپنا پیٹ لیا اور گریبان چاک کیا اور غش کھا کر زمین پر گر پڑیں فَقَامَ اِلَيْهَا الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ لَهَا يَا اُخْتَاهُ اتَّقِي اللّٰهَ وَتَعَزَّيْ بِعَزَاءِ اللّٰهِ وَاعْلَمِيْ

اَنَّ اَھْلَ الْاَرْضِ یَمُوْتُوْنَ وَاَھْلَ السَّمَآءِ لَا یَبْقَوْنَ اُسوقت امام حسین علیہ السلام اپنی بہن کا یہ حال دیکھکر کھڑے ہو گئے اور بالین سر اُس مظلومہ کے تشریف لائے اور فرمایا کہ اے بہن تم دختر صابرین سے ہو سلسلۂ صبر کو ہاتھ سے نہ دو اور راضی برضائے خدا رہو اور یہ بہ یقین جانو کہ سب اہل زمین مر گے اور کوئی اہل آسمان سے باقی نہ رہیگا وَکُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ یَا اُخْتَاہُ جَدِّیْ وَاَبِیْ وَاَخِیْ خَیْرٌ مِّنِّیْ وَلِکُلِّ مُسْلِمٍ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ اور ہر چیز سوائے ذات خدا کے فانی ہے اے بہن غور و فکر کرو جب جد امجد میرے جناب رسولخدا اور پدر عالیمقدار میرے علی مرتضٰے اور برادر بزرگوار میرے حسن مجتبٰی علیہم السلام جو مجھ سے افضل و بہتر تھے راہی جنت ہوئے اور کوئی اُن میں سے باقی نہ رہا تو میں کیونکر باقی رہونگا پس ہر مسلم کو اقتدا و پیروی ساتھ رسول خدا کے لازم ہے یَا اُخْتَاہُ یَحِقُّ عَلَیْکِ اِصْبِرِیْ وَلَا تَخْمِشِیْ عَلَیَّ وَجْھَکِ وَلَا تَشُقِّیْ عَلَیَّ جَیْبَکِ اے بہن تم پر ہے تمہیں میرے حق کی جو تم پر ہے کہ تم میری مفارقت اور مصیبت میں صبر کرو جیسا کہ تم نے مصائب سابقہ پر صبر کیا ہے اور ہرگز مُنہ اپنا نہ پیٹو اور بال اپنے نہ نوچو اور گریبان اپنا چاک نہ کرو ثُمَّ جَآءَ بِھَا حَتّٰی اَجْلَسَھَا عِنْدِیْ فِیْ مَحَلِّ خَیْمَتِہٖ وَصَلّٰی کُلَّ لَیْلَتِہٖ وَاسْتَغْفَرَ وَکَذَالِکَ اَصْحَابُہٗ یُصَلُّوْنَ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰہَ بیمار کربلا فرماتے ہیں کہ بعد اسکے حضرت اُس معظمہ کو سمجھا کر میرے پاس لاکر بٹھا گئے اور تمام شب حضرت اور آپ کے اصحاب نے اُس جناب کے نماز اور تلاوت قرآن مجید اور دعا و استغفار بسر کی حضرات احوال رنج و غم سے اس شب کے کیا بیان کروں کہ مسافران صحرائے کربلا پر کیا مصیبت گذری آہ کبھی مظلوم کربلا اپنے اہلبیت کو تسلی و دلاسا دیتے تھے کبھی انکی غربت و بیکسی اور تشنہ لبی پر روتے تھے اور انکے حال اسیری کو یاد کرتے تھے آہ کبھی اپنے فرزند بیمار کو وصیت فرماتے تھے اور زار زار روتے تھے وَاَمَّا نِسَآءُہٗ وَاَخَوَاتُہٗ یَبْکِیْنَ وَیَنُحْنَ وَاَحْسَرَتَاہُ مِنْ لَیْلَۃٍ فِیْ یَوْمِھَا تَنْتَشِرُ نُجُوْمُ السَّمٰوٰتِ الْعُلٰی عَلَی الْاَرْضِ الْمَارِقِیَّۃِ بِالْاَجْسَادِ الْعَارِیَۃِ چنانچہ محرق القلوب وغیرہ میں منقول ہے کہ بیبیاں اور بیٹیاں اور بہنیں اُس مظلوم کی کس بیتابی و بیقراری سے نوحہ و بین کرتی تھیں اور یہ کہکر روتی تھیں کہ ہائے افسوس آج وہ شب ہے کہ جسکی صبح کو ستارہ ہائے آسمان شرافت و بزرگی زمین کربلا پر تمازت آفتاب میں بے لباس کے پڑے ہونگے وَا اَسَفَاہُ مِنْ لَیْلَۃٍ فِیْ صُبْحِھَا یُقْتَلُ قُرَّۃُ عَیْنِ الرَّسُوْلِ وَتُسْبٰی بَنَاتُ فَاطِمَۃَ الْبَتُوْلِ ہائے افسوس یہ شب وہ شب قیامت ہے کہ جسکی صبح کو نور چشم رسولخدا اور دلبند علی مرتضٰی بالب تشنہ مثل گوسفند قربانی زمین خاضریہ اور ماریہ پر قتل ہونگے اور دختران بتول عذرا فاطمہ زہرا اسیر و مقید ہونگی آہ جو اندیشہ کہ ان بیکسونکو تھا وہی ہوا افسوس ہزار افسوس مظلوم کربلا مع اصحاب و اقربا کے شہید ہوئے اور لباس لوٹا گیا اور سر انور نیزہ پر بلند کیا گیا اور دختران فاطمہ زہرا

اسیر و بے پردہ ہوئیں چنانچہ معصوم فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی النِّسْوَۃِ الْبَارِزَاتِ سلام ہو اُن مخدرات عصمت پر جو کربلا میں بے پردہ کی گئیں اور خیموں سے بظلم و ستم نکالی گئیں یُسَاقُوْنَ کَالْاِمَاءِ الْمُسْبِیَاتِ فِی الْبَرَارِیْ وَالْفَلَوَاتِ آہ اُن ستم رسیدوں کو مثل کنیزوں کے اسیر کر کے اعدا جنگل اور زمین ناہموار و صحراؤں لئے پھرے تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمْ حَرُّ الْهَاجِرَاتِ اُن کے منہ اور رخسارے دوپہر کی دھوپ تیزی آفتاب سے جلتے تھے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ

مجلس ۴۶

قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ سَقَى الْمَاءَ فِيْ مَوْضِعٍ يُوْجَدُ فِيْهِ الْمَاءُ كَانَ كَمَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً کافی میں منقول ہے کہ فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے جس شخص نے کسی پیاسے کو پانی پلایا ہو ایسی جگہ کہ جہاں پانی میسر آتا ہو تو حق سبحانہ تعالیٰ اسے ثواب عطا کرے گا برابر اس شخص کے جس نے ایک بندہ راہ خدا میں آزاد کیا ہو وَمَنْ سَقَى الْمَاءَ فِيْ مَوْضِعٍ لَا يُوْجَدُ فِيْهِ الْمَاءُ كَانَ كَمَنْ اَحْيَا نَفْسًا وَمَنْ اَحْيَا نَفْسًا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا اور جس کسی نے کسی پیاسے کو پانی پلایا ہو ایسی جگہ کہ جہاں پانی میسر نہ آتا ہو تو اس شخص نے گویا زندہ کیا ایک بندہ خدا کو اور جس نے ایک بندۂ خدا کو زندہ کیا یعنی جان اسکی بچائی پس اُس شخص نے گویا تمام بندگان خدا کو زندہ کیا سبحان اللہ یہ مرتبہ ہے پیاسے کو پانی پلانے کا فِی الْبِحَارِ وَغَيْرِهٖ عَنْ لُوْطِ بْنِ قَيْسٍ اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ مَعَ مَنْ غَزٰى مَعَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ صِفِّيْنَ وَقَدْ اَخَذَ اَبُوْ اَيُّوْبَ الْاَعْوَرُ السُّلَمِيُّ الْمَاءَ چنانچہ بحار الانوار وغیرہ میں لوط بن قیس سے منقول ہے کہ کہا اس نے میں ساتھ ان مجاہدوں کے تھا جو ہمراہ رکاب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی محاربہ صفین میں تھے اور ابو ایوب اعور سلمی نے لب دریا کو روک لیا تھا اور ایسا بندوبست کیا تھا کہ حضرت کے اصحاب کو پانی دستیاب نہ ہوا پس وہ مجاہدین آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شکایت کی پیاس کی اور عرض کیا کہ یا امیر المومنین ابو ایوب نے اسطرح سے پانی روک لیا ہے کہ ہمکو میسر نہیں ہوتا اگر پانی نہ ملا تو ہم جنگ دکار زار کیونکر کرینگے کیونکہ مومنین اس لشکر اسلام اصحاب امیر المومنین پر تین روز سے تو پانی بند نہ تھا تھوڑی دیر جب پانی نہ ملا تو شدت تشنگی سے بیتاب ہو کر خدمت میں آنحضرت کی حاضر ہوئے اور یہ عذر پیش کیا مگر قربان ہو جان ہماری اصحاب امام حسین پر کہ ان وفاداروں نے تین شبانہ روز کی بھوک اور پیاس میں کبھی نصرت و مدد کی آنحضرت کی اور ایک دوسرے پر جان دینے میں سبقت کرتا تھا اور اپنے رنج و غم اور تشنگی کا کچھ خیال بھی نہ تھا نہ شکایت کرتے تھے چنانچہ محرق القلوب میں منقول ہے کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ صبح عاشورا سے کچھ دیر تک لشکر جانبین میں مبارز طلبی ہی اور اصحاب سید الشہدا سے ایک ایک دلیر میدان کارزار میں آیا اور بعد مقاتلہ اور مجاہدہ کے شہید ہوا اُسوقت اشقیا نے باہم مشورہ کیا کہ اگر ایک ایک دلیر پر ایک ایک

جماعت حملہ کرکے قتل کرے تو یہ لڑائی جلد ختم ہوگی پس اُن اشقیا نے ایسا ہی کیا یہانتک کہ سب اصحاب باوفا مظلوم کربلا کے درجۂ شہادت پر فائز ہوئے اور فرزند رسول پر فدا و نثار ہوگئے الغرض جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے لشکر کے سواروں کو حکم دیا کہ ابو ایوب کو مع لشکر کے لب دریا سے ہٹا دو اور کنارۂ نہر کو صاف کردو تا اہل اسلام کو پانی کی تکلیف نہو سبحان اللہ کس قدر پاس و لحاظ تھا اُن حضرت کو مسلمانوں کی پیاس کا کہ تھوڑی دیر پیاسا رہنا ان کا گوارا نہوا مگر وائے ہو اشقیائے کوفہ و شام پر باوجودیکہ وہ دعوے اسلام کرتے تھے آہ انہوں نے فرزند رسول خدا کو مہمان بلاکر صحرائے کربلا میں ہر طرف سے گھیر کے پانی بند کردیا اور راہ چارہ و تدبیر کی مسدود کردی یہانتک کہ شدت تشنگی سے بچے فریاد العطش کرتے تھے نہ

از آب ہم مضائقہ کردند کوفیاں * خوش داشتند حرمت مہمان کربلا * بودند دام و دد ہمہ سیراب و می مکید
خاتم ز قحط آب سلیمان کربلا * زاں تشنگاں ہنوز بعیوق می رسد * آواز العطش ز بیابان کربلا *

أَسَفًا لَهُ عِنْدَ الشَّرِيعَةِ يَشْتَكِي * ظَمَأً وَوَالِدُهُ وَلِيُّ الْكَوْثَرِ * ہائے افسوس حال پر اُس مظلوم کربلا تشنہ نینویٰ کے جو کنارۂ نہر فرات شکایت تشنگی کی کرتا تھا حالانکہ پدر بزرگوار ان کے ساقی کوثر ہیں الغرض موافق حکم امیرالمومنین علیہ السلام کے وہ سوار روانہ ہوئے اور جنگ و کارزار ہوئی مگر کنارہ دریا کا ہاتھ نہ آیا مایوس ہوکر واپس آئے اُسوقت حضرت متفکر تھے کہ اب کس کو بھیجوں پس یکایک جوش شجاعت آگیا شاہزادہ کونین جناب امام حسین علیہ السلام کو اس لئے کہ لشکر اسلام کی تشنہ لبی گوارا نہوئی اور خدمت میں اپنے پدر بزرگوار کے حاضر ہوکر عرض کی کہ اے پدر نامدار اگر مجھے اجازت ہو تو مسلمانوں کے لئے کوئی سبیل پانی کی کروں اور ابو ایوب کو لب دریائے فرات سے ہٹا دوں پس جب حضرت نے اپنے فرزند دلبند کو اس طرح سے آمادہ و مستعد جہاد دیکھا اور مسلمانوں کی پیاس بھی گوارا نہ تھی تو فرمایا اِمْضِ يَا وَلَدِي جا اے فرزند اور راہ خدا میں جہاد کر پس جوش شجاعت میں فرزند حیدر کرار مع دو سو سواران جرار طرف دریا کے روانہ ہوئے سبحان اللہ کیا شجاعت و بہادری حقتعالی نے فرزند شیر خدا کو عطا فرمائی تھی اور کیونکر نہو کہ فرزند ہیں حیدر صفدر اسد اللہ الغالب کے اور شیر بہا ہے دختر رسول خدا جناب سیدہ کا ان سے حرب و ضرب سہل و آسان نہیں ہے راوی کہتا ہے کہ باوجود لشکر کثیر اور جم غفیر کے کہ دو لاکھ شریر تھے ابو ایوب نے تھوڑی دیر مقابلہ کیا آخر کار تاب مقاومت نہ لاسکا اُسیوقت فرار کر گیا اور کنارہ دریا کا پاک و صاف ہوا اُسوقت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ خیمہ ہمارا یہیں لب دریا نصب کرو اور اپنے رفقا کو ارشاد کیا کہ تم یہاں اُترو اور خاطر جمعی سے بیٹھو اور خود مظفر و منصور خدمت میں اپنے پدر بزرگوار کے حاضر ہوکر عرض کیا کہ اے پدر نامدار بفضل خدا لب دریا صاف ہوا اور وہاں

اپنا خیمہ نصب کر دیا ہے یہ سنکر سب اہل اسلام مسرور ہوئے اسلئے کہ پانی کی تکلیف سے راحت پائی اور فرزند ساقی کوثر کی برکت سے یہ کار نمایاں ظہور میں آیا فبکٰے امیر المومنین علیہ السلام فقیل لہ ما یبکیک یا امیر المومنین وھذا اول فتح ببرکۃ الحسین علیہ السلام اسوقت جناب امیر المومنین کچھ یاد کر کے رونے لگے بعض اصحاب نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ یا امیر المومنین آپ کیوں روتے ہیں حالانکہ یہ مقام خوشی کا ہے کہ پہلے پہل آپ کے فرزند حسین کی برکت سے حق سبحانہ تعالےٰ نے فتح و ظفر عطا فرمائی ہے فقال علیہ السلام ذکرت انہ سیقتل عطشاناً بطف کربلا یہ سنکر ان حضرت نے فرمایا کہ اسوقت مجھے اور ایک روز یاد آگیا آہ قریب ہے کہ یہ فرزند میرا حسین صحرائے کربلا میں پیاسا کنارہ نہر فرات پر قتل و ذبح کیا جائے گا کیوں مومنین جناب امیر المومنین علیہ السلام روز شہادت و تشنہ لبی امام حسین علیہ السلام کو یاد کر کے روتے تھے ہائے افسوس کہاں تھے روز عاشورا وہ جناب کہ جب تمام اصحاب و اقربا مظلوم کربلا کے تشنہ لب درجہ شہادت پر فائز ہو چکے اور طفل شیرخوار علی اصغر کو ہاتھوں پر لے کر سامنے لشکر اعدا کے لائے اور باواز بلند فرمایا اے قوم ناانصاف تم نے سب میرے اصحاب و اقربا کو آج پیاسا شہید کیا اور یہ بچہ شیرخوار شدت تشنگی سے جان بلب ہے اسکو ایک جرعہ پانی کا پلا دو افسوس اُس حاجت روائے عالم نے ایسے وقت میں اُمت جفا کار سے ایک جرعہ پانی کا مانگا مگر کسی بیرحم نے نہ دیا پس اگر اُسوقت ساقی کوثر جناب علی ابن ابیطالب ہوتے تو کیا یہ حال دیکھ سکتے چنانچہ مقتل ابو مخنف وغیرہ میں منقول ہے کہ اسوقت مظلومی امام حسین علیہ السلام اور تشنہ لبی و بیتابی علی اصغر شیرخوار کی دیکھکر شاہزادہ علی اکبر بیتاب ہوئے اور حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ اے پدر بزرگوار اگر مجھے اجازت ہو تو موکلان نہر فرات کو ہٹا کر اپنے بھائی شیرخوار کے لئے پانی حاضر کروں آہ اُسوقت علی اصغر کا پیاس سے ایسا حال تھا کہ حضرت نے اپنے فرزند نوجوان علی اکبر شبیہہ پیغمبر کو اجازت دی اور فرمایا امض یا ولدی جا اے فرزند تھوڑا سا پانی اس شیرخوار کے لئے لے آؤ پس جناب علی اکبر سوار ہوئے اور ایک ظرف ہاتھ میں لیکر روانہ نہر فرات ہوئے اور مثل شیر غضبناک کے اشقیا پر حملہ کیا اور موکلان آب فرات کو بضرب شمشیر آبدار ہٹا کر وہ ظرف آب بھر کر خدمت میں اپنے پدر بزرگوار کی حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے پدر نامدار یہ پانی حاضر ہے میرے بھائی علی اصغر کو پلائیے اور اگر کچھ بچ رہے تو تھوڑا میری زرہ پر چھڑک دیجئے کہ قسم بخدا میں بھی بہت پیاسا ہوں یہ سنکر حضرت بشدت روئے پس مظلوم کربلا نے وہ پانی لیکر چاہا کہ اُس شیرخوار کو پلائیں اور وہ بچہ بھی پانی کی طرف جھکا ناگاہ حرملہ لعین نے ایک تیر سہ پہلو چلہ کمان میں جوڑ کے مارا آہ وہ تیر ستم حلق نازنین پر اس شیرخوار کے لگا اور پیاسا ہی شہید ہوا اور حضرت

یہ دیکھکر بشدت روئے اور درگاہ الٰہی میں عرض کی کہ بار الٰہا یہ بچہ شیر خوار نزدیک تیرے بچہ ناقۂ صالح سے کم نہو گا پس اُس طفل مذبوح کو جو اپنے خون میں رنگین تھا خیمہ میں پہنچایا اور بروایتے دفن کیا اور خود اہلبیتؑ سے رخصت ہو کر آمادۂ میدان کارزار ہوئے اسوقت جناب علی اکبرؑ نے عرض کی کہ اے پدر نامدار یہ حال تو اب مجھ سے نہیں دیکھا جاتا ہے مجھے بھی اجازتِ جہاد دیجئے تا آپ کی نصرت و مدد کروں اور جان اپنی آپ پر فدا کروں آہ مومنین اسوقت امام حسین علیہ السلام کے قلب اقدس پر کیا صدمہ ہوا ہو گا جبکہ پارۂ جگر ان حضرت کا شبیہ پیغمبر باصرار اجازت میدان کارزار طلب کرتا تھا اور وداع و رخصت آخری ہوتا تھا غرضکہ جب اُن حضرت نے اپنے فرزند نوجوان کو اجازتِ میدان دی تو وہ شاہزادہ حرابگاہ میں آکر مشغول جہاد ہوا اور اس شدت تشنگی میں میمنہ اور میسرہ اور کبھی قلب لشکر اعدا پر حملہ کیا اور جوشِ شجاعت میں لاشہائے کفار سے انبار لگا دیا آخر کاران اشقیا نے ہر طرف سے گھیر کے تیر باراں کیا اور نیزہ و تلوار سے مجروح کیا افسوس اسی اثنا میں منقذ بن مرّہ لعین نے ایک تلوار سر پر لگائی جس کے صدمہ سے وہ شاہزادہ زمین پر گر پڑا اُس وقت آواز دی یَا اَبَتَاہُ اَدْرِکْنِیْ اے پدر نامدار میری خبر لیجئے کہ ان اشقیا نے مجھے شہید کیا پس مظلوم کربلا طرف مقتل کے روانہ ہوئے جب لاش پر اس نوجوان کی پہنچے تو دیکھا کہ تمام بدن اس فرزند کا زخموں سے چور چور خاک و خون میں غلطاں ہے اس وقت سر اپنے فرزند کا آغوش میں لیکر زار زار روتے تھے یَا بُنَیَّ عَلَی الدُّنْیَا بَعْدَکَ الْعَفَا اے فرزند اب بعد تیرے خاک ہے اس دُنیا پر پس اُنحضرت نے لاش علی اکبرؑ کو لاشہائے شہدا میں اُٹھا کر رکھدیا اور بشدت روئے سہ فریاد از غریبی و بے یاری حسینؑ ؎ وزنالہائے دمبدم و زاری حسینؑ ؎ راوی کہتا ہے کہ اُسوقت درِ خیمہ پر شور گریہ و بکا بلند ہوا اور اہلحرم زار زار روئے اور جناب زینبؑ بیتاب ہو کر باہر نکل آئیں اور نالہ و فریاد کرنے لگیں پس حضرت نے اُن کو تسلی و دلاسا دیا کیوں مومنین اس وقت تو امام حسین علیہ السلام نے اہلحرم کو تسلی و دلاسا دیا مگر افسوس ہزار افسوس کہ بعد شہادت ان حضرت کے کوئی ان ستم رسیدوں کا دلاسا دینے والا نہ تھا بلکہ عوض دلاسے کے اعدا نے مقنع و چادریں چھین لیں اور اسباب لوٹ لیا اور خیموں میں آگ لگائی اور علی بن الحسینؑ بیمار کربلا کو طوق و زنجیر میں جکڑ دیا اور مع اہلحرم کے اسیر و مقید کیا چنانچہ حجت خدا فرماتے ہیں وَسُبِیَ اَھْلُکَ کَالْعَبِیْدِ وَصُفِّدُوْا فِی الْحَدِیْدِ اے جد مظلوم اہلبیت آپ کے مثل غلام اور کنیزوں کے اسیر و مقید کئے گئے اور زنجیر ہائے آہنی میں جکڑ دیئے گئے

مجلس ۴۷

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ قَالَ الصَّادِقُ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَنْ ذُکِرَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَخَرَجَ مِنْ عَیْنَیْهِ دَمْعٌ وَلَوْ بِقَدَرِ جَنَاحِ الذُّبَابَةِ کَانَ ثَوَابُهٗ عَلَی اللّٰهِ وَلَمْ یَرْضَ لَهٗ بِدُوْنَ الْجَنَّةِ فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ جو مومن ذکر کرے یا سُنے مصائب کو میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کے پس اس کی آنکھوں سے آنسو نکلے اگرچہ بقدر پر مگس کے ہو تو اجر و ثواب اس کا خدا پر ہے اور حق تعالےٰ بدون اسکے داخل جنت کرنے کے راضی نہو گا سبحان اللہ یہ مرتبہ ہے اُس آنسو کا ہے جو مصائب پر مظلوم کربلا کے آنکھوں سے نکلے اب تصور کیجئے کہ وہ جناب روز عاشورا کیسے مصائب عظیم میں مبتلا تھے فِی اللُّهُوْفِ وَالْبِحَارِ اَنَّهٗ تَقَدَّمَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ عَلٰی نَاقَتِهٖ وَقِیْلَ عَلٰی فَرَسِهٖ حَتّٰی وَقَفَ بِاِزَاءِ الْقَوْمِ فَجَعَلَ یَنْظُرُ اِلٰی صُفُوْفِهِمْ کَاَنَّهُمُ السَّیْلُ مِنْ کَثْرَةِ الرَّجَالَةِ وَالْخَیْلِ وَرَاٰی ابْنَ سَعْدٍ وَهُوَ وَاقِفٌ فِیْ صَنَادِیْدِ الْکُوْفَةِ چنانچہ لہوف اور بحار الانوار وغیرہ میں منقول ہے کہ جب صبح عاشورا لشکر جانبین آراستہ ہوا تو اُسوقت جناب امام حسین علیہ السلام اپنے ناقہ اور بقولے ذوالجناح پر سوار ہو کے آگے بڑھکر سامنے اعدا کے مع چند اصحاب کے کھڑے ہوئے اور ان کے صفوف لشکر کی طرف نگاہ کی دیکھا کہ تمام صحرائے کربلا کثرت پیادہ و سوار سے مملو ہے اور کثرت صفوف سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا دریائے عظیم موج زن ہے اور خود عمر سعد لعین مجمع امرا و رؤسائے کوفہ و شام میں آگے لشکر کے کھڑا ہے فَنَادَی الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ بِاَعْلٰی صَوْتِهٖ یَا اَهْلَ الْعِرَاقِ کُلُّکُمْ تَسْمَعُوْنَ فَاسْمَعُوْا قَوْلِیْ وَلَا تَعْجَلُوْا حَتّٰی اَعِظَکُمْ بِمَا یَحِقُّ لَکُمْ عَلَیَّ اس وقت امام حسین علیہ السلام نے باواز بلند فرمایا کہ اے اہل عراق تم سب متوجہ ہو کر سُنو کلام میرا اور لڑائی میں تعجیل نہ کرو تاکہ میں بطور وعظ و نصائح کے بیان کروں وہ کلام کہ جس کا سمجھانا تم سب کو مجھ پر لازم ہے آہ اُسوقت ایک جماعت اشقیا نے حلقہ کر کے حضرت کو گھیر لیا اور وہ سب بیحیا شور و غل مچاتے تھے اور کلام فرزند رسول کا نہ سُنتے تھے اور استہزا کرتے تھے آخر آپس میں ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگا اور کہا سُن لو کہ یہ کیا کہتے ہیں جب وہ خاموش ہوا تو بعد اس کے حضرت نے خطبہ بلیغ و فصیح شروع کیا جس کے چند فقرے یہ ہیں فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ الدُّنْیَا فَجَعَلَهَا دَارَ فَنَاءٍ وَّزَوَالٍ مُتَصَرِّفَةً بِاَهْلِهَا حَالًا بَعْدَ حَالٍ فَالْمَغْرُوْرُ مَنْ غَرَّتْهُ وَالشَّقِیُّ مَنْ فَتَنَتْهُ پس فرمایا کہ لائق حمد و ثنا ہے وہ خداوند جلیل جس نے خلق کیا اس دُنیا کو اور گردانا اُسے گھر فنا و زوال کا اور اُسے ایسا متصرف کیا ساتھ تغیرات احوال اہل دُنیا کے کہ کسی کو ایک حال پر نہیں رکھتی ہے فریب خوردہ ہے وہ شخص

جسکو دنیا نے فریب دیا اور شقی ہے وہ شخص جس کو اس نے اپنا فریفتہ کیا فَلَا تَغُرَّنَّكُمْ هٰذِهِ
الدُّنْيَا فَاِنَّهَا تَقْطَعُ رَجَاءَ مَنْ رَكَنَ اِلَيْهَا وَتُخَيِّبُ طَمَعَ مَنْ طَمِعَ فِيْهَا پس مغرور مت
ہو تم اور فریب دنیا میں نہ آؤ اسلئے کہ وہ قطع امید کرتی ہے اس شخص کی کہ جس نے اس پر تکیہ کیا اور
ناامید ہوتا ہے وہ شخص جو اس بے وفا سے متوقع بخیر ہوا وَاَرَاكُمْ قَدِ اجْتَمَعْتُمْ عَلٰى اَمْرٍ قَدْ
اَسْخَطْتُمُ اللّٰهَ فِيْهِ عَلَيْكُمْ وَاَعْرَضَ بِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ عَنْكُمْ وَاَحَلَّ بِكُمْ نِقْمَتَهُ وَ
جَنَّبَكُمْ رَحْمَتَهُ فَنِعْمَ الرَّبُّ رَبُّنَا وَبِئْسَ الْعَبِيْدُ اَنْتُمْ اَقْرَرْتُمْ بِالطَّاعَةِ وَ
اٰمَنْتُمْ بِالرَّسُوْلِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ اِنَّكُمْ زَحَفْتُمْ اِلٰى ذُرِّيَّتِهٖ وَعِتْرَتِهٖ تُرِيْدُوْنَ
قَتْلَهُمْ اور اے اہل عراق میں دیکھتا ہوں کہ تم سب جمع ہوئے ہو ایسے امر پر کہ جس کے ارتکاب سے
تم خداوند قہار کو غضب میں لائے ہو اور حق سبحانہ تعالے نے روئے رحمت اپنا تمہاری طرف سے
پھیر لیا ہے اور نازل کیا تم پر بسبب اس امر قبیح کے عذاب اپنا اور باز رکھا تم کو اپنی رحمت سے
پس کیا خوب پروردگار ہے ہمارا اور کیا برے بندے ہو تم کہ پہلے تو اقرار کیا بوحدانیت خدا اور
ایمان لائے تم برسالت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ کے بعد اسکے تم نے روگردانی کی انکی عترت و
ذریت کی اور ان کے قتل کا ارادہ رکھتے ہو پس جب حضرت نے اس قوم بےحیا کو اپنے عناد پر مُصر
پایا تو اسوقت فرمایا لَقَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْكُمُ الشَّيْطَانُ فَاَنْسَاكُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ فَتَبًّا لَكُمْ
وَلِمَا تُرِيْدُوْنَ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ هٰؤُلَاءِ قَوْمٌ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ فَبُعْدًا
لِلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ تحقیق کہ شیطان تم سب پر ایسا غالب ہوا ہے کہ ذکر خدا تمہارے دلوں سے
بالکلیہ بھلا دیا پس وائے ہو تم پر اور تمہارے ارادۂ فاسدہ پر یہ فرما کر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ
زبان اقدس پر جاری کیا بعد اسکے فرمایا یہ وہ گروہ ہے کہ کافر و مرتد ہو گئے بعد ایمان لانے کے اور
بہت بعید ہیں راہ راست سے وہ لوگ جو ظالم و جابر ہیں فَقَالَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ وَيْلَكُمْ
كَلِّمُوْهُ فَاِنَّهُ ابْنُ اَبِيْهِ وَاللّٰهِ لَوْ وَقَفَ فِيْكُمْ هٰكَذَا يَوْمًا جَدِيْدًا لَمَا انْقَطَعَ
كَلَامُهُ وَلَمَا حُصِرَ فَكَلِّمُوْهُ اسی اثنا میں عمر بن سعد لعین نے اپنے لشکر کو آواز دی کہ وائے ہو تم پر ان
سے ہم کلام ہو کیا تم واقف نہیں ہو کہ یہ حسینؑ فرزند علی مرتضی ہیں قسم بخدا یہ وہ فصیح و بلیغ ہیں کہ اگر کل
تک اسیطرح تمہارے سامنے کسی مطلب کو بیان کریں تو ہرگز سلسلہ کلام انکا قطع نہو گا پس انہیں بند کرو اور جواب
دو فَتَقَدَّمَ شِمْرٌ الْمَلْعُوْنُ وَقَالَ يَا حُسَيْنُ مَا هٰذَا الَّذِيْ تَقُوْلُ اَفْهِمْنَا حَتّٰى نَفْهَمَ پس شمر لعین
یہ سنکر صفوف لشکر سے نکلکر سامنے حضرت کے آیا اور بے ادبانہ کہا کہ یا حسینؑ مطلب تمہارا اس

بیان سے کیا ہے ہمیں سمجھا دیجئے تا ہم سمجھ لیں آہ یہ سنکر حضرت نے عنوان کلام کو بدلا فَقَالَ
عَلَیْہِ السَّلَامُ اَقُوْلُ اِتَّقُوا اللّٰہَ رَبَّکُمْ وَلَا تَقْتُلُوْنِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَحِلُّ لَکُمْ قَتْلِیْ وَلَا انْتِہَاکُ حُرْمَتِیْ
فَاِنِّی ابْنُ بِنْتِ نَبِیِّکُمْ وَجَدَّتِیْ خَدِیْجَۃُ زَوْجَۃُ نَبِیِّکُمْ پس حضرت نے فرمایا کہ میں یہ
کہتا ہوں کہ خوف کرو تم غضب خداوند تمہارے سے کہ وہ پروردگار تمہارا ہے اور میرے قتل سے باز رہو
کہ قتل میرا کسی طرح تمہیں حلال نہیں ہے اور ہتک حرمت میری تمہیں جائز نہیں ہے کیونکہ میں
فرزند ہوں تمہارے نبی کی بیٹی کا اور جدّہ ماجدہ میری خدیجہ کبریٰ زوجہ رسولِ خدا ہیں آپ و بدر واسطے
اُسوقت حضرت نے فرمایا اے گروہ نا انصاف کیا تم واقف ہو کہ میں نواسا ہوں تمہارے پیغمبرؐ کا
اور باپ میرے علی مرتضیٰ کامل کنندۂ دین رسولِ خدا ہیں پس مجھے جواب دو کہ تم سب کس لئے
آمادہ میرے قتل و آبروریزی پر ہوا ہوں میں نے کسی کا مال لیا ہے یا کسی سنّت و شریعت نبویؐ کو
بدل ڈالا ہے یا کسی طریقہ دینیہ کو تغیر دیا ہے کہ جس کے عوض میں مجھے واجب القتل جانتے ہو آیا
میں نے کسی حرام چیز کو حلال جانا ہے یا معاذ اللہ میں نے حرام گردانا ہے اُس چیز کو جو نزدیک خدا
و رسولؐ کے حلال و مباح تھی فَقَالَ اَوَلَمْ یَبْلُغْکُمْ قَوْلُ نَبِیِّکُمْ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ
اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَاِنْ صَدَّقْتُمُوْنِیْ بِمَا اَقُوْلُ وَھُوَ الْحَقُّ وَاللّٰہِ مَا تَعَمَّدْتُ کِذْبًا مُنْذُ عَلِمْتُ اَنَّ اللّٰہَ
یَمْقُتُ عَلَیْہِ اَھْلَہٗ بعد اسکے فرمایا آیا تم تک یہ حدیث نہیں پہنچی ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا ہے
کہ یہ دونوں فرزند میرے حسنؑ و حسینؑ سردار ہیں جوانان اہل جنّت کے پس اگر تم سب اس قول میں
مجھکو سچا جانتے ہو تو تم نے تصدیق کی حق کی قسم بخدا کہ جب سے یعنی روزِ اول سے مجھے یہ یقین
معلوم ہوا ہے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ غضبناک ہے اس شخص پر جو دروغ گو ہے میں نے کبھی قول
دروغ زبان پر جاری نہیں کیا ہے وَاِنْ کَذَّبْتُمُوْنِیْ فَاِنَّ فِیْکُمْ مَنْ لَّوْ سَاَلْتُمُوْہُ عَنْ ذٰلِکَ اَخْبَرَکُمْ
اور اگر تم مجھے اس قول میں صادق نہیں جانتے ہو پس دریافت کرو تم اُن لوگوں سے جو
تم میں ابھی موجود ہیں اور جنہوں نے خود سُنا ہے اس حدیث کو زبان اقدس رسولِ خدا سے
پس اگر تم اُن سے سوال کروگے تو وہ تم کو آگاہ کر دیں گے اور میں اُن کے نام بتاتا ہوں
فَاسْئَلُوْا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ الْاَنْصَارِیْ وَاَبَا سَعِیْدِ الْخُدْرِیْ وَزَیْدَ بْنَ اَرْقَمَ
وَاَنَسَ بْنَ مَالِکٍ وَسَہْلَ بْنَ سَعْدِ السَّاعِدِیْ یُخْبِرُوْکُمْ عَنْہُ پس تم تحقیق کرو اسکی
جابر ابن عبد اللہ انصاریؓ اور ابو سعید خدری اور زید بن ارقم اور انس بن مالک اور سہل
بن سعد ساعدی سے کہ یہ سب خبر اس کی تم کو دیں گے اور میرے قول کی تصدیق کریں گے

فَاِنَّهُمْ سَمِعُوْا هٰذِهِ الْمَقَالَةَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِیْ وَلِاَخِیْ اَمَا فِیْ هٰذَا حَاجِزٌ لَكُمْ عَنْ سَفْكِ دَمِیْ اس لئے کہ ان سب اصحاب نے اپنے کانوں سے اس حدیث کو میرے اور میرے بھائی کے حق میں جناب رسولخدا سے مکرر سُنا ہے پس جب یہ حدیث صحیح ہے اور میں بقر مودہ مخبر صادق کے سردار جوانانِ اہل جنت ہوں تو نہایت تعجب ہے کہ یہ شرافت و فضیلت میری تمہیں مانع نہیں ہوتی ہے میری خونریزی ناحق سے لیکن ازراہِ بغض و عناد کے سب نے جواب دیا کہ یا حسین ہم سب کے نزدیک شرافت آپ کی حسبًا اور نسبًا مثل آفتاب نصف النہار کے ثابت و روشن ہے اور بیان اس کا آپ کو مفید نہیں ہے اس لئے کہ ہم کسی طرح آپ کے قتل سے باز نہ رہیں گے اور جس ذلت سے آپ کے باپ نے ہمارے بزرگوں کو جنگ اُحد اور بدر و حنین میں قتل کیا ہے اسی طرح آج ہم آپ کو قتل کریں گے آہ کس کس طرح سے حضرت نے سمجھایا افسوس وہ سنگدل اپنے ظلم و ستم سے باز نہ آئے آخر اس مظلوم کو ہر طرف سے گھیر لیا اور راہ چارہ و تدبیر کی بند کردی اور پانی تک بند کر دیا جس کے سبب سے بچے شدتِ تشنگی سے فریاد العطش العطش کرتے تھے ~~

از آب ہم مضائقہ کردند کوفیاں	خوش داشتند حرمتِ مہمانِ کربلا
بودند دام و دد ہمہ سیراب و می مکید	خاتم ز قحطِ آب سلیمانِ کربلا
زاں تشنگاں ہنوز بعیوق میرسد	آواز العطش ز بیابانِ کربلا

اس وقت حضرت فرماتے تھے یَا قَوْمُ هٰذَا مَاءُ الْفُرَاتِ یَلُوْحُ كَاَنَّهٗ بُطُوْنُ الْحَیَّاتِ یَشْرَبُهُ الْیَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی وَالْكِلَابُ وَالْخَنَازِیْرُ اے قوم نا انصاف یہ آب فرات مثل شکم مار کے چمکتا اور لہرا رہا ہے کہ اس پانی کو یہود و نصاریٰ اور کلاب و خنازیر تک پیتے ہیں وَاٰلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ یَمُوْتُوْنَ عَطَشًا اور ذریت و عترت رسولخدا کی شدتِ تشنگی سے ہلاک ہوتی ہے آہ مومنین عوض پانی کے ان اشقیا نے جواب دیا یَا حُسَیْنُ لَوْ كَانَ وَجْهُ الْاَرْضِ كُلُّهٗ مَاءً مَا اَعْطَیْنَاكَ قَطْرَةً اے حسین اگر تمامی روئے زمین پانی ہو اور وہ سب ہمارے قبضہ میں ہو تو بھی ہم آپ کو ایک قطرہ نہ دینگے بلکہ پیاسا ہی قتل کرینگے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۴۹

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗؤُهٗ جَهَنَّمُ خدا سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے جو شخص کسی مومن کو عمدًا قتل کرے پس جزا اس کی جہنم ہے وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ قَتْلُ الْمُؤْمِنِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی مِنْ زَوَالِ الدُّنْیَا اور جامع الاخبار اور کافی میں منقول ہے کہ فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ نے

قتل مومن نزدیک حق سبحانہٗ تعالےٰ کے بزرگتر ہے فنا ہونے دُنیا سے پس حضرات اگر وہ مومن ہمراہ
نبی یا وصی کے جہاد راہ خدا میں قتل ہو تو اجر و ثواب اُس کا خدا پر ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَغُدْوَۃٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ رَوْحَۃٌ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا
چنانچہ فرمایا جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے قسم ہے اُس پروردگار کی جس کے قبضۂ قدرت میں
جان میری ہے ہر آئینہ ایک صبح یا شام جہاد راہ خدا میں بہتر ہے دنیا وما فیہا سے اور فرمایا آنحضرت
نے کہ کوئی قطرہ نزدیک خدا کے دوست تر نہیں ہے اُس قطرۂ خون سے جو راہ خدا میں گرایا جاوے
پس حضرات کیا مرتبہ ہوگا ان اصحاب و انصار جناب رسولخدا کا جو معارک جہاد میں جہد و کوشش
اور نہایت جانفشانی نصرت میں آنحضرت کی کرتے تھے یہاں تک کہ درجۂ شہادت پر فائز ہوتے تھے
منجملہ ان شہدائے راہ خدا کے حضرت حمزہ سید الشہداء ہیں چنانچہ اکسیر العبادات وغیرہ میں منقول ہے
کہ جب جنگ اُحد میں پندرھویں ماہ شوال کو حضرت حمزہ رضؓ شہید ہوئے اور یہ خبر انکی بہن صفیہ نے
سُنی تو بے اختیار کوہ اُحد کی طرف روانہ ہوئیں جو مدینہ سے بفاصلۂ تین چار میل کے واقع ہے
جب دُور سے جناب رسالتمآبؐ نے صفیہؓ کو آتے دیکھا تو حضرت امیر المومنینؑ سے فرمایا کہ یا علیؑ
جلد لاش حمزہؓ کو چھپا دو پس اُن حضرت نے فوراً چادر ان کی لاش پر ڈال دی بلکہ چادر بقدر
ایک بالشت کے کم ہوئی تھی اور پاؤں کھلے رہگئے تھے تو اُن کو حضرت نے گھانس سے چھپا دیا
تا نظر بہن کی اپنے برادر مجروح کی لاش پر نہ پڑے اور بقولے خود جناب رسولخدا نے لاش حمزہؓ
کو اپنی ردا سے چھپایا یہ اہتمام کیا اُن حضرت نے لیکن مومنین اب کیا حاجت بیان ہے تصور کیجئے
کہ روز عاشورا صحرائے کربلا میں کوئی بھی لاش پارہ پارہ امام حسین علیہ السلام کا چادر سے چھپانے
والا تھا جب بہن آنحضرت کی زینبؑ خاتون فریاد و اویلاہ و اخاہ کرتی ہوئیں خیمہ سے نکلکر لاش
برادر مظلوم پر پہنچیں تو عجب ظلم و ستم دیکھا آہ دیکھا کہ لاش پارہ پارہ خاک و خون میں آلودہ
ریگ گرم پر پڑی ہے اور لباس بھی جسم اطہر سے اُتار لے گئے ہیں اور ایک لعین نے ایک انگشتری
کے لئے انگشت اطہر کو جدا کیا ہے جس پر بسبب زخموں کے ورم آگیا تھا تو یہ حال دیکھ کر فریاد
کرتی تھیں اور زار زار روتی تھیں اور کہتی تھیں بِاَبِیْ مَنْ عَسْکَرُہٗ فِیْ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ نَھْبًا
بِاَبِیْ مَنْ فُسْطَاطُہٗ مُقَطَّعُ الْعُرٰی فدا ہو باپ میرا اُس شہید راہ خدا پر
جس کا لشکر بروز دوشنبہ لوٹا گیا فدا ہو باپ میرا اُس بیکس و تنہا پر جسکے خیمے کا ٹکر گرا دیئے
گئے بِاَبِیْ مَنْ لَا ھُوَ غَائِبٌ فَیُرْتَجٰی وَلَا جَرِیْحٌ فَیُدَاوٰی فدا ہو باپ میرا

اُس غریب الوطن و مسافر پر جس کے آنے کی اُمید باقی نہ رہی فدا ہو باپ میرا ایسے زخمی پر جس کا علاج اب نہیں ہو سکتا ہے بِاَبِی الْمَهْمُوْمُ حَتّٰی قَضٰی بِاَبِی الْعَطْشَانُ حَتّٰی مَضٰی فدا ہو باپ میرا اس صابر و شاکر پر جو رنج پر رنج شہادت و مفارقت اصحاب و اقربا اور اولاد کے اُٹھا کر دُنیا سے رحلت کر گیا فدا ہو باپ میرا اس تشنہ لب پر جس کو وقت آخر بھی پانی نہ ملا اور پیاسا ہی راہی جنت ہوا بِاَبِی مَنْ شَیْبَتُهٗ تَقْطُرُ بِالدِّمَاءِ قربان ہو باپ میرا اس مقتول و مذبوح پر جس کی ریش اقدس سے خون ٹپکتا ہے الغرض معارج النبوۃ میں منقول ہے کہ صفیہ کے ساتھ ایک دختر حضرت حمزہ رض کی تھیں کہ نام اس کا فاطمہ تھا جب اس یتیمہ نے لاش اپنے باپ کی دیکھی تو بیتاب ہو کر اپنے تئیں گرا دیا اور لاش پدر سے لپٹ کے زار زار روتی تھیں اور بین جگر خراش کرتی تھیں پس جناب رسولِ خدا اور علی مرتضیٰ علیہما السلام نے بکمال یتیم نوازی تسلی و دلاسا دے کر طرف مدینہ کے پھیر دیا یا رسول اللہ کہاں تھے آپ بروز عاشورا جب سکینہ خاتون یتیمہ امام حسین لاش پارہ پارہ پدر مظلوم سے لپٹ کر زار زار روتی تھیں اور بین جگر خراش کرتی تھیں تو عوض تسلی و دلاسے کے شمر لعین تازیانے مارتا تھا یہاں تک کہ بکمال ظلم و ستم لاش پدر سے جُدا کیا اور بے خوف جی بھر کے رونے بھی نہ دیا آہ آخر بکمال ظلم و ستم بیمار کربلا اور اہل حرم کو اسیر کر کے طرف کوفہ و شام کے لے چلے جیسا کہ شاعر کہتا ہے ؎ دیگر پسر نداشت چرا داشت آنکہ بود بیمار و خستہ دل بدو صد غم و رنج مبتلا

ماند او بکربلا نے پدر نہ بشام رفت	با عز و احتشام نہ با ذلت و عنا
تنہا نہ بازنان حرم نام شان چہ بود	زینب سکینہ فاطمہ کلثوم بے نوا
بر تن لباس داشت بلے گرد رہگذر	بر سر عمامہ داشت بلے چوب اشقیا
از زینت زناں چہ بجا ماندہ بد دو چیز	طوق ستم بگردن و خلخال غم بہ پا

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

مجلس ۹۴

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ زُيِّنَ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ بِكُلِّ زِيْنَةٍ امالی میں منقول ہے فرمایا جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ و آلہ نے کہ جب روز قیامت ہوگا تو عرش الٰہی زینت کیا جائیگا ساتھ ہر زینت کے ثُمَّ يُؤْتٰى بِمِنْبَرَيْنِ مِنْ نُوْرٍ طُوْلُهُمَا مِائَةُ مِيْلٍ ثُمَّ يُؤْتٰى بِالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَيَقُوْمُ الْحَسَنُ عَلٰى اَحَدِهِمَا وَالْحُسَيْنُ عَلَى الْاُخْرٰى پس دو منبر نور کے آئیں گے کہ طول ان کا سو میل کا ہوگا ایک منبر داہنی طرف اور دوسرا بائیں طرف عرش کے رکھا جائیگا بعد اسکے حسنین علیہما السلام تشریف لائیں گے اور ایک

منبر پر امام حسن علیہ السلام اور دوسرے منبر پر امام حسین علیہ السلام تشریف لے جائینگے فَیُزَیِّنُ الرَّبُّ تَعَالٰی بِھِمَا عَرْشَہٗ کَمَا یُزَیِّنُ الْمَرْأَۃُ بِقُرْطَیْھَا پس حق سبحانہ تعالیٰ ان دونوں دُرِّ بحرِ امامت و ولایت سے اپنے عرش اعلیٰ کو مزین فرمائے گا جس طرح سے کہ عورت اپنے تئیں گوشوارون سے مزین کرتی ہے وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اور فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ حسنؑ و حسینؑ دونوں سردار ہیں جوانان اہل جنت کے سبحان اللہ یہ مرتبہ ہے حسنین علیہما السلام کا مگر وائے ہو اشقیائے اُمت پر کہ انہوں نے ایک شاہزادے کو زہر دے کر شہید کیا اور دوسرے کو تشنہ لب ذبح کیا اور ان کے اہلبیت کو اسیر و مقید کر کے لے چلے فِی الْبِحَارِ وَغَیْرِہٖ ثُمَّ اَخْرَجُوا النِّسَاءَ مِنَ الْخَیْمَۃِ وَشَعَلُوْا فِیْھَا النَّارَ چنانچہ بحار الانوار وغیرہ میں منقول ہے کہ بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کے اعدا نے اہل حرم کو اُس جناب کے خیمہ سے باہر نکالا اور خیموں میں آگ لگا دی فَخَرَجْنَ حَوَاسِرًا مُسَلَّبَاتٍ حَافِیَاتٍ بَاکِیَاتٍ یَمْشِیْنَ سَبَایَا فِیْ اَسْرِ الذِّلَّۃِ پس وہ سب ستم رسیدہ کس حالت سے خیموں سے باہر نکلیں کہ سر و پا برہنہ روتی اور فریاد کرتی تھیں اور اعدا انکو اسیر کر کے لئے جاتے تھے وَقُلْنَ بِحَقِّ اللّٰہِ اِلَّا مَا مَرَرْتُمْ بِنَا عَلٰی مَصْرَعِ الْحُسَیْنِ اور ان مصیبت زدوں نے اعدا سے کہا کہ تم کو قسم ہے خدا کی ہمیں اُس طرف سے لے چلو جہاں ہمارے سید مظلوم امام حسینؑ شہید ہوئے ہیں تا ہم زیارت آخری آنحضرت کی کر لیں وَفِیْ رِوَایَۃٍ عَبَرُوْھُمْ عِنَادًا عَلٰی مَصْرَعِ الشُّھَدَاءِ اور بروایتے اعدا ان کو ازروئے عناد کے اسیر کر کے مقتل شہدا کی طرف سے لے چلے تا کہ اپنے عزیز و اقربا کو زخموں سے چور چور خاک و خون میں آلودہ ریگ گرم پر پڑے ہوئے دیکھ کر رنج والم انکا زیادہ ہو فَلَمَّا نَظَرْنَ النِّسْوَۃُ اِلَی الْقَتْلٰی صِحْنَ وَضَرَبْنَ وُجُوْھَھُنَّ آہ جب ان مخدرات عصمت نے لاشہائے پارہ پارہ اقربا کو قتلگاہ میں بے سروں کے خاک و خون میں غلطاں دیکھا تو فریاد کرنے لگیں اور اپنے منہ پر طمانچے لگائے اور زار زار رونے لگیں قَالَ فَوَاللّٰہِ لَا اَنْسٰی زَیْنَبَ بِنْتَ عَلِیٍّ وَھِیَ تَنْدُبُ الْحُسَیْنَ وَتُنَادِیْ بِصَوْتٍ حَزِیْنٍ وَقَلْبٍ کَئِیْبٍ حمید کہتا ہے قسم بخدا نہیں بھولتا مجھے وہ حال زینب خاتون دختر علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا کہ وہ مظلومہ کس طرح نوحہ و بین کرتی تھیں لاش پر اپنے بھائی امام حسین علیہ السلام کے اور باواز حزین و دردناک مدینہ کی طرف متوجہ ہو کر دل پر درد سے فریاد کرتی تھیں وَا مُحَمَّدَاہْ صَلّٰی عَلَیْکَ مَلٰٓئِکَۃُ السَّمَاءِ وَھٰذَا حُسَیْنٌ مُرَمَّلٌ بِالدِّمَاءِ مُقَطَّعُ الْاَعْضَاءِ

اے نانا رسولخدا آپ پر تو ملائکۂ آسمان نے نماز پڑھی اور یہ فرزند آپ کا حسینؑ مظلوم خاک و خون میں آلودہ ریگ گرم پر پڑا ہے اور اعضائے نورانی ان کے پارہ پارہ کئے گئے ہیں وَ بَنَاتُكَ سَبَايَا اِلَى اللّٰهِ الْمُشْتَكٰى وَاِلٰى مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰى وَاِلٰى عَلِىِّنِ الْمُرْتَضٰى وَاِلٰى حَمْزَةَ سَيِّدِ الشُّهَدَآءِ اور بیٹیاں آپ کی اسیر کی گئیں پس طرف خدا اور نانا رسولخدا اور بابا علی مرتضٰے اور حمزہ سید الشہداء کے فریاد و شکایت ہے وَا مُحَمَّدَاهْ هٰذَا حُسَيْنٌ بِالْعَرَآءِ يَسْفِىْ عَلَيْهِ الصَّبَا قَتِيْلُ اَوْلَادِ الْبَغَايَا يَا حُزْنَاهْ يَا كَرْبَاهْ اَلْيَوْمَ مَاتَ جَدِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ہائے اے نانا رسولخدا یہ فرزند آپ کا حسینؑ مظلوم صحرا میں پڑا ہے اور خاک اس کے جسم اطہر پر اڑ اڑ کر پڑتی ہے اور اولاد حرام نے اس مظلوم کو قتل کیا ہے افسوس آج ہی گویا میرے نانا رسولخدا نے دنیا سے رحلت کی يَا اَصْحَابَ مُحَمَّدَاهْ هٰؤُلَآءِ ذُرِّيَّةُ الْمُصْطَفٰى يُسَاقُوْنَ سَوْقَ السَّبَايَا اے اصحاب رسولخدا یہ ذریت و عترت نبیؐ کی اسیر ہو کے مجمع عام میں پھرائی جاتی ہے اور بروایتے وہ مظلومہ یوں فریاد کرتی تھیں وَا مُحَمَّدَاهْ بَنَاتُكَ سَبَايَا وَ ذُرِّيَّتُكَ مُقَتَّلَةٌ تَسْفِىْ عَلَيْهِمْ رِيْحُ الصَّبَا اے نانا رسولخدا بیٹیاں آپ کی اسیر ہوئیں اور ذریت و عترت آپ کی قتل کی گئی اور خاک صحرا ان پر اڑ اڑ کے پڑتی ہے وَهٰذَا الْحُسَيْنُ مَجْذُوْذُ الرَّاْسِ مِنَ الْقَفَا مَسْلُوْبُ الْعِمَامَةِ وَالرِّدَا اور یہ فرزند آپ کا حسینؑ مظلوم ہے جس کا سر اقدس اعدا نے پس گردن سے جدا کیا اور عمامہ اور ردا تک اتار لے گئے قَالَ فَاَبْكَتْ وَاللّٰهِ كُلَّ عَدُوٍّ وَّصَدِيْقٍ راوی کہتا ہے قسم بخدا کہ اس مخدومہ کے نوحہ و بین جگر خراش سے ہر دوست و دشمن روتا تھا ثُمَّ اِنَّ سَكِيْنَةَ اِعْتَنَقَتْ جَسَدَ الْحُسَيْنِ فَاجْتَمَعَتْ عِدَّةٌ مِّنَ الْاَعْرَابِ حَتّٰى جَرُّوْهَا عَنْهُ بعد اسکے سکینہ خاتونؑ نے سر سے اپنے باپ امام حسین علیہ السلام کے لپٹ کر زار زار رونے لگیں پس چند اعراب سنگدل جمع ہوئے کہ سر گروہ ان کا شمر لعین تھا ہائے افسوس ان اشقیا نے اس یتیمہ کو بہ ظلم و ستم کھینچ کر لاش پدر سے جدا کیا اور بخوف جی بھر کے رونے بھی نہ دیا اور طرف کوفہ کے لے چلے چنانچہ مسلم گچکار سے منقول ہے وہ کہتا ہے کہ جب میں قصر دار الامارہ کوفہ سے اتر کر محلہ کناسہ میں آیا تو وہاں کھڑا تھا اور تمام زن و مرد کوفہ کے منتظر پہنچنے سرہائے شہدا اور اسیروں کے تھے ناگاہ چالیس اونٹ پر محملہائے پردہ لبستہ کہ ان میں عورات و اطفال سوار تھے سامنے سے نمودار ہوئے اور دیکھا میں نے کہ ایک شتر بے زرش و بے کجاوہ پر امام زین العابدینؑ بیمار کربلا سوار ہیں اور گلوئے انور میں ایک طوق آہنی ایسا بھاری اور تنگ پڑا ہے کہ رگہائے گردن سے خون جاری ہے اور

وہ جناب اُسوقت رو رہے ہیں اسی اثنا میں ایک شورِ عظیم بلند ہوا کہ ایک بہت سے سر نیزوں پر رکھے ہوئے نمودار ہوئے مُقَدَّمُهُمْ رَأْسُ الْحُسَيْنِ وَهُوَ رَأْسٌ زُهَرِيٌّ قَمَرِيٌّ أَشْبَهُ الْخَلْقِ بِرَسُولِ اللهِ آہ آہ آگے اُن سروں کے سرِ انور امام حسین علیہ السلام کا ہے اور وہ سرِ اقدس مثل زہرہ اور چاند کے تاباں ہے اور مشابہ ہے صورت میں جناب رسولخدا سے اور ریش اقدس مخضب ہے اور چہرہ پُر نور مانند ماہ کامل کے درخشاں ہے وَالرِّيحُ تَلْعَبُ بِهَا يَمِينًا وَ شِمَالًا وَ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ اور ہوا سے اُس ریش اقدس کو داہنے اور بائیں طرف حرکت ہوتی تھی اور وہ سرِ انور سورۂ کہف کی تلاوت کرتا تھا آہ جب جناب زینبؑ نے سرِ انور اپنے بھائی کا نیزہ پر دیکھا تو بیتاب ہو گئیں فَنَطَحَتْ جَبِيْنَهَا بِمُقَدَّمِ الْمَحْمِلِ افسوس اُس ستم رسیدہ نے پیشانی اپنی چوب محمل پر اس زور سے ماری کہ وہ شق ہوئی اور نقاب کے نیچے خون مانند سیل کے جاری ہوا اور زار زار رونے لگیں اور یہ بین جگر خراش کرتی تھیں ؎ يَا هِلَالًا لَمَّا اسْتَتَمَّ كَمَالًا غَالَهُ خَسْفُهُ فَأَبْدَى غُرُوبًا ۔ اے چاند فلک امامت کے جو ابھی ماہِ کامل نہ ہوا تھا کہ دفعتًا اسے گہن لگ گیا اور ہماری نظر سے غروب ہوا ۔ اَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

مجلس ۵۱

قَالَ اللهُ تَعَالٰى وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۔ حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے جس وقت جانوران وحشی محشور ہوں تفسیر مجمع البیان میں اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ حشر کرے گا وحوش کا تا کہ پہنچائے حیوانات کو وہ چیزیں جس کے وہ مستحق ہیں یعنے جو رنج والم انہیں دُنیا میں پہنچے ہیں ان کا عوض ملے اور انتقام لے وحوش کا یعنے وحوش سے پس جب ان کو عوض اس چیز کا ملجائیگا جس کے وہ مستحق تھے تو بعد اسکے اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ جنکو عوض ملے گا وہ ہمیشہ صاحبِ نعمت رہینگے اور مجالس المتقین وغیرہ میں منقول ہے کہ جب خلائق اوّلین وآخرین عرصۂ محشر میں جمع ہونگے تو تمام پیغمبر منبر ہائے نور پر جلوہ افروز ہوں گے اور گرد اُن کے اُمت ان کی جمع ہوگی اور اقسام حیوانات اور وحوش محشور ہونگے اور علم عدل الٰہی واسطے دادرسی مظلوموں کے قائم ہوگا یہاں تک کہ حیوانات بے شاخ نے جو اذیت وتکلیف حیواناتِ شاخدار سے پائی ہے بحکم خدا بدلہ لیں گے ایک جانب سے ضعفا فقیر کی جمع ہونگی جو بے گناہ اور بے سبب مقتول یا پَر و بال شکستہ ہوئے ہیں اور دوسری جانب سے صفوف اسپاں ہوں گی کہ جن پر دنیا میں ظلم وستم ہوا ہے اور سر خیل انکا ذوالجناح ہوگا پس جب روز قیامت ہوگا تو وہ اسپ باوفا سید الشہداء مظلوم کربلا کا عرصۂ محشر میں

آوے گا اسطرح سے کہ خون آلودہ زخم تیر و نیزوں سے فگار زین جھکا ہوا درگاہ پروردگار میں فریاد کرتا
کہ بار الہا اِن ظالموں سے میرا عوض لے آہ کس طرح فریاد کرے گا جسطرح سے فریاد کرتا ہوا روز عاشورا
بعد شہادت مظلوم کربلا غریب نینوی در خیمہ پر آیا تھا افسوس وہ وقت اہلبیت رسالت کے لئے
گویا نمونہ محشر تھا جیسا کہ حجت خدا فرماتے ہیں واسرع فرسك شاردا الی خیامك قاصدا
محمحما باكيا اے جد مظلوم آپ کا اسپ وفادار بہت جلد آپ کے خیمہ گاہ کی طرف باواز بلند
ہمہمہ کرتا اور روتا ہوا آیا کہ مقصود اس سے اہلبیت رسالت کو مطلع کرنا تھا فلما رأين النساء
جوادك مخزيا ونظرن سرجك عليه ملويا برزن من الخدور ناشرات
الشعور پس جب اُن مخدرات عصمت نے آپ کے ذوالجناح کو دیکھا کہ زین خالی ہے سوار
سے اور ایک طرف کو جھکا ہوا ہے تو یہ حال دیکھکر مو پریشان خیموں سے نکل آئیں وروی
محمد بن ابی طالب فلما نظر اخوات الحسين عليه السلام وبناته واهله الى
الفرس ليس عليه احد رفعن اصواتهن بالبكاء والعويل اور محمد بن ابو طالب نے
یوں روایت کی ہے کہ جب خواہران امام حسین علیہ السلام اور دختران واہلحرم نے ان حضرت کے
ذوالجناح کی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ وہ اسپ وفادار بے سوار کے آیا ہے اُس وقت اُن ستم
رسیدوں نے آواز گریہ و بکا بلند کی اور زار زار رونا شروع کیا آہ مومنین خدا نہ کرے کہ کسی
صاحب عزت و غیرت کے اہلحرم عالم غربت و مسافرت میں اپنے حامی و سرپرست سے جدا
ہوں تصور کیجئے کہ اسوقت اہلبیت مظلوم کربلا کا کیا حال ہوگا ووضعت ام كلثوم يدها
على ام راسها ونادت وامحمداه واجداه وانبياه واابا القاسماه واعلياه
واحسناه واجعفراه واحمزتاه اور جناب ام کلثوم نے اسوقت دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ
لیا اور طرف مدینہ اور نجف کے متوجہ ہوکر فریاد کرنے لگیں کہ اے نانا رسول خدا اور اے بابا علی مرتضی
اور اے بھائی حسن مجتبی اور اے چچا جعفر طیار اور اے حمزہ سید الشہدا هذا حسين بالعراء
بكربلا مجذوذ الراس من القفا مسلوب العمامة والرداء حتى غشي
عليها ہائے افسوس یہ فرزند آپ کا حسین مظلوم ریگ گرم صحرائے کربلا پر پڑا ہے اس
طرح سے کہ سر اقدس بدن اطہر سے جدا کیا گیا اور ردا اور عمامہ تک اعدا لے گئے
ہیہات آہ یہ بین جگر خراش کرتے کرتے اس مظلومہ پر غشی طاری ہوئی وفی المنتخب واذا ما لي
فخرجت زينب من الخباء ومعها الاطفال والنساء ولطمت خدها ونادت وااخاه واسيداه

وَاَلقَتْ نَفسَہَا عَلَی الاَرضِ اور منتخب اور امالی میں منقول ہے کہ جب ذوالجناح در خیمہ پر آیا بیبیاں جناب زینب اور ساتھ ان کے سب بچے اور عورات ستم رسیدہ بیتابانہ در خیمہ پر آئیں اور اس مظلوم نے سر اپنا پیٹ لیا اور فریاد وَا اَخَاہُ وَا سَیِّدَاہُ کی بلند کی اور زار زار روئیں اور غش کھا کر زمین پر گر پڑیں وَاَمَّا سُکَینَۃُ بِنتُ الحُسَینِ اَلقَتْ نَفسَہَا عَلٰی حَوَافِرِ فَرَسِ اَبِیہَا وَبَکَت وَتَنُوحُ وَاَبَتَاہُ مَن لِلاَرَامِلِ وَالیَتَامٰی وَاسَیِّدَاہُ مَن لِی بَعدَکَ اَرجُوہُ لیکن سکینہ خاتون یتیمہ امام حسین سموں سے ذوالجناح کے لپٹی ہوئی زار زار روتی تھیں اور یہ نوحہ و بین کرتی تھیں کہ اے بابا اب کون ان بیوؤں اور یتیموں کی حمایت و سرپرستی کرے گا اے سید ہمارے اب بعد آپ کے کون ہم کو شرِ اعدا سے بچائے گا فَدَخَلَ القَومُ فِی الخِیَامِ وَیَنزَعُونَ المَلَاحِفَ عَن ظُہُورِ اٰلِ الرَّسُولِ اسی اثنا میں اشقیائے کوفہ و شام داخل خیام ہوئے اور آل رسول کے پشت و شانوں سے چادریں لینے لگے وَیَسلُبُونَ المَقَانِعَ عَن رُؤُسِ بَنَاتِ البَتُولِ اور سروں سے دختران جناب سیدہ کے مقنعہ اور نقاب لوٹنے لگے وَھُنَّ یَلُذْنَ بَعضُہَا بِبَعضٍ اس وقت حال ان ستم رسیدوں کا شرم و حیا سے یہ تھا کہ ایک دوسرے کے پیچھے چھپتی تھیں اور پناہ لیتی تھیں اور فریاد کرتی تھیں افسوس عوض فریادرسی کے شمر لعین تازیانے مارتا تھا آہ آخر اعدا نے اسیر و مقید کیا اور طرف کوفہ کے لے چلے یہاں تک کہ سامنے ابن زیاد کے لے گئے اور وہ لعین حال زار اہلبیت اطہار کا دیکھ کر مسرور ہوا اور ہر ایک کا نام و نسب دریافت کرتا تھا آہ اس وقت بیمار کربلا کے دل پر کیا صدمہ ہوا ہوگا اَلَا لَعنَۃُ اللّٰہِ عَلَی القَومِ الظّٰلِمِینَ

مجلس ۱۵

فِی البِحَارِ اَنَّ عَلِیًّا عَلَیہِ السَّلَامُ اِستَقرَضَ مِن یَہُودِیٍّ شَعِیرًا فَاستَرہَنَہُ شَیئًا فَدَفَعَ اِلَیہِ مُلَاءَۃَ فَاطِمَۃَ عَلَیہَا السَّلَامُ رَہنًا وَکَانَت مِنَ الصُّوفِ بحار الانوار میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام نے ایک یہودی سے کچھ جو بطور قرض کے طلب فرمائے اس نے عرض کیا کہ کوئی چیز گرو کر دیجئے تو میں جو حاضر کروں یہ سنکر حضرت دولت سرا میں تشریف لائے چونکہ مال دنیا سے وہاں کچھ نہ تھا لاچار چادر جناب سیدہ کی کہ اون کی تھی اس یہودی کے پاس رہن رکھی فَاَدخَلَہَا الیَہُودِیُّ اِلٰی دَارِہٖ وَوَضَعَہَا فِی بَیتٍ فَلَمَّا کَانَتِ اللَّیلَۃُ دَخَلَت زَوجَتُہٗ البَیتَ الَّذِی فِیہِ المُلَاءَۃُ بِشُغلٍ فَرَاَت نُورًا سَاطِعًا فِی البَیتِ اَضَاءَ بِہٖ کُلُّہٗ اس یہودی نے اس چادر کو لیکر ایک حجرہ میں اپنے گھر کے رکھا جب رات ہوئی تو اسوقت زوجہ اسکی حجرہ میں کسی ضرورت

سے داخل ہوئی جہاں وہ چادر تھی پس دیکھا اس لئے کہ ایک ایسا نور ساطع و بلند ہے کہ اسکی ضو اور روشنی سے تمام گھر منور ہے فَانْصَرَفَتْ اِلٰی زَوْجِهَا فَاَخْبَرَتْهُ بِاَنَّهَا رَأَتْ فِیْ ذٰلِكَ الْبَیْتِ ضَوْءً عَظِیْمًا فَتَعَجَّبَ الْیَهُوْدِیُّ زَوْجُهَا وَقَدْ نَسِیَ اَنَّ فِیْ بَیْتِهٖ مُلَاءَةَ فَاطِمَةَ عَلَیْهَا السَّلَامُ یہ دیکھکر وہ اپنے شوہر کے پاس آئی اور اسکو خبر دی اس روشنی سے جو حجرہ میں دیکھی تھی پس وہ یہودی شوہر اس کا متعجب ہوا اس لئے کہ وہ فراموش کر گیا تھا کہ اس حجرہ میں چادر جناب سیدہ کی ہے فَنَهَضَ مُسْرِعًا وَدَخَلَ الْبَیْتَ فَاِذَا ضِیَاءُ الْمُلَاءَةِ یَنْتَشِرُ شُعَاعُهَا كَاَنَّهٗ یَشْتَعِلُ مِنْ بَدْرٍ مُنِیْرٍ یَلْمَعُ مِنْ قَرِیْبٍ یہ سنکر فوراً اٹھا اور داخل حجرہ ہوا اور دیکھا کہ ایک شعاع اور روشنی قریب اس چادر کے مانند ماہ کامل کے تاباں ہے فَتَعَجَّبَ مِنْ ذٰلِكَ فَاَنْعَمَ النَّظَرَ فِیْ مَوْضِعِ الْمُلَاءَةِ فَعَلِمَ اَنَّ ذٰلِكَ النُّوْرَ مِنْ مُلَاءَةِ فَاطِمَةَ عَلَیْهَا السَّلَامُ یہ کرامت دیکھکر وہ یہودی متعجب ہوا اور بغور اس چادر کے مقام کو دیکھا اور معلوم کیا کہ یہ نور جو ساطع و درخشاں ہے چادر جناب سیدہ کا ہے فَخَرَجَ الْیَهُوْدِیُّ یَعْدُوْا اِلٰی اَقْرِبَائِهٖ فَاجْتَمَعَ ثَمَانُوْنَ مِنَ الْیَهُوْدِ فَرَاَوْا ذٰلِكَ فَاَسْلَمُوْا كُلُّهُمْ پس وہ یہودی باہر آیا اور اپنے قوم و قبیلہ کے لوگوں کو بلایا اور اسّی یہود جمع ہوئے اور یہ کرامت ظاہرہ مشاہدہ کرکے سب مشرف باسلام ہوئے حضرات سنا آپ نے کہ یہود تو چادر جناب فاطمہ زہرا کی برکت و شرف دیکھکر مسلمان ہوں مگر وائے ہو اشقیائے کوفہ و شام پر جو مدعی اسلام تھے افسوس انہوں نے روز عاشورا بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کے دختران جناب سیدہ کی سروں سے مقنعہ اور چادریں چھین لیں کسی نے چادر جناب زینبؑ کی لی اور کسی نے چادر جناب ام کلثومؑ کی لی اور کوئی چادر فاطمہؑ اور سکینہؑ کی لے گیا اور گوشوارے اتار لئے کوئی بیمار کربلا کا عمامہ اور فرش اور یم تک لے گیا اور طنابیں خیموں کی کاٹ کر آگ لگا دی آہ اس ظالم عظیم میں اہل حرم اور بچے فریاد کرتے تھے اور کوئی ان کی فریاد رسی نہ کرتا تھا بلکہ عوض فریاد رسی کے شمر لعین تازیانے مارتا تھا پس اس وقت جناب زینبؑ متوجہ ہوئیں طرف مدینہ منورہ کے اور زار زار روتی تھیں اور فریاد کرتی تھیں جیسا کہ شاعر بزبان حال اس مظلومہ کے کہتا ہے

یَا جَدَّنَا هٰذَا الْحُسَیْنُ مُعَفَّرٌ ۔ عَلَی التُّرَابِ مُجَدَّلٌ وَذُو الْوَرِیْدِ مِنْ یُقْطَعُ

اے نانا ہمارے یہ پارہ جگر آپ کا حسینؑ مظلوم خاک و خون آلودہ گلو بریدہ زمین گرم برکس مظلومی سے پڑا ہے وَجُثْمَانُهٗ تَحْتَ الْخُیُوْلِ وَرَاْسُهٗ ۔ عِنَادًا بِاَطْرَافٍ

الاَسِنَّةِ یُرْفَعُ ۔ اور جسم اطہر آپ کے فرزند کا پامال سم اسپاں ہے اور سر انور آپ کے دلبند کا نوک نیزہ پر بکمال عداوت بلند کیا گیا ہے اَیَا جَدَّنَا لَوْ تَنْظُرُ اِلٰی رِجَالِنَا ۔ کِبَارًا وَ اَطْفَالًا عَلَی الثَّدْیِ یُرْضَعُ ۔ ہائے اے نانا رسول خدا فریاد ہے کہ ان ظالموں نے ہمارے مردان اہلبیت سے کسی چھوٹے اور بڑے کو باقی نہیں رکھا ہے بلکہ سب کو قتل کیا یہاں تک کہ ہمارے اطفال شیر خوار کو بھی تشنہ لب شہید کیا اَیَا جَدَّنَا لَوْ تَنْظُرُ اِلَی النِّسَآءِ مِنَّا ۔ خُمَّاسًا اَوْ لَوْ ثَوْبًا وَ لَمْ یَبْقَ سِتْرٌ ثُمَّ اے نانا ہمارے فریاد ہے کہ اعدا نے ہم عورات ستم رسیدہ کا کوئی حامی و سرپرست باقی نہ رکھا نہ ہمارے سروں پر کوئی چادر اور برقع باقی رکھا ہے کہ منہ اپنا نامحرموں سے چھپائیں اَیَا جَدَّنَا شِمْرٌ یُجَرِّدُنَا عَنَّا ۔ وَ یَضْرِبُنَا ضَرْبَ الْاِمَآءِ وَ یُوْجِعُ ۔ اے نانا ہمارے فریاد ہے کہ شمر لعین ہماری نقاب و چادریں سروں سے کھینچ لیتا ہے علاوہ اسکے یہ ظلم و ستم کرتا ہے کہ ہم کو مثل کنیزوں کے تازیانے مارتا ہے افسوس ہزار افسوس آخر ان ستم رسیدوں کو اسیر کیا اور طوق و زنجیر میں جکڑ دیا جیسا کہ حجت خدا فرماتے ہیں وَ سُبِیَ اَهْلُکَ کَالْعَبِیْدِ وَ صُفِّدُوْا فِی الْحَدِیْدِ اے جد مظلوم اہلبیت آپ کے مانند غلام و کنیزوں کے اسیر کئے گئے اور لوہے میں جکڑ دیئے گئے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۱۵

یَا مَعْشَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِعْلَمُوْا اِنَّ لِلْمَیِّتِ لَابُدَّ مِنْ سِتَّةِ اَشْیَآءِ الْغُسْلُ وَ الْقُطْنُ وَ الْکَافُوْرُ وَ الْاَکْفَانُ وَ النَّعْشُ وَ الْقَبْرُ آگاہ ہوا اے گروہ مومنین عزاداران فرزند سید المرسلین واسطے میت کے چھ چیزیں ضرور ہیں غسل اور پنبہ اور کافور اور پارچہ ہائے کفن اور جنازہ اور قبر وَ لَمْ یَکُنْ لِمَوْلَانَا الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ شَیْءٌ مِّنْ هٰذِهِ الْاَشْیَآءِ لیکن افسوس ہے کہ کوئی چیز ان اشیا میں سے ہمارے آقا مظلوم کربلا جناب امام حسین علیہ السلام کو میسر نہ ہوئی جیسا کہ ان فقرات زیارت منجو سے ظاہر ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنْ دَمُهٗ غُسْلُهٗ وَ شَیْبَتُهٗ قُطْنُهٗ وَ التُّرَابُ کَافُوْرُهٗ ۔ سلام ہو آپ پر اے مظلوم کربلا کہ جس کا غسل اسکے خون بدن سے ہوا اور ریش سفید بجائے پنبہ کے ہوئی اور خاک صحرا بجائے کافور کے ہوئی وَ نَسِیْجُ الرِّیَاحِ اَکْفَانُهٗ وَ قَنَاةُ الْخَطِّیِّ نَعْشُهٗ وَ فِیْ قُلُوْبِ مُحِبِّیْهِ قَبْرُهٗ اور بعوض پارچہ ہائے کفن کے ریگ گرم صحرا ہوئی جو ہوا سے اڑ اڑ کے اس مظلوم کی لاش بے سر پر جمتی جاتی تھی اور بجائے جنازہ کے سر اقدس نوک نیزہ پر رہا اور شہر بشہر پھرایا گیا اور دل میں مومنین کے قبر اس شہید راہ خدا کی ہوئی آہ بعد شہادت ان حضرت کے اعدا نے لباس تک لوٹ لیا کوئی عمامہ لے گیا کوئی کرتہ لے گیا کسی نے عبا اتار لی اور

کوئی متوجہ طرف دفن کے نہوا اور لاش اطہر بے دفن کے خاک و خون آلودہ ریگ گرم پر تین دن
تک پڑی رہی آخر اہل غاضریہ و نینوی بنی اسد نے دفن کیا جیسا کہ حجت خدا فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ
عَلٰی مَنْ تَوَلّٰی دَفْنَهٗ اَهْلُ الْقُرٰی سلام ہو اس غریب الوطن و مسافر پر جسے اہل قریہ و
دیہات نے دفن کیا مومنین خیال کیجئے کہ کس طرح دفن کیا کیونکہ کفن شہید کا لباس اس کا ہے
اس مصیبت کو کل حجت خدا فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی الْمَدْفُوْنِیْنَ بِلَا اَکْفَانٍ سلام
ہو ان شہیدان راہ خدا پر جو بے کفن کے دفن ہوئے آہ لباس تو اعدا نے لوٹ لیا تھا بلکہ ایک نگین
سلیمانی انگشتری کے لئے انگشت اطہر کو قطع کیا تھا جبکہ بسبب زخموں کے ورم آگیا تھا اور جمال
ملعون نے ایک کمر بند کے لئے دونوں ہاتھ جدا کئے تھے یہ حال تھا لاش انور کا کہ اَمَّا الرَّاْسُ
الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَلَمْ یُدْفَنْ مَعَ جَسَدِهٖ فَاِنَّهٗ اَضْحٰی بِلَا بَلْ کَانَ مَرْفُوْعًا عَلَی
الرِّمَاحِ تَصْهَرُهُ الشَّمْسُ وَ تَسْفِیْ عَلَیْهِ الرِّیَاحُ لیکن سر اقدس امام حسین علیہ السلام کا
ساتھ جسم اطہر کے دفن نہوا بلکہ اشقیائے کوفہ و شام نے بدن انور سے جدا کرکے نوک نیزہ پر بلند کیا
اور شہر بشہر دھوپ اور ہوائے تند میں پھرایا جس سے ریش اقدس کو داہنے اور بائیں جانب
حرکت ہوتی تھی وَ وَضْعُهٗ تَارَةً فِی التَّنُّوْرِ وَ صَلْبُهٗ اُخْرٰی عَلٰی اَبْوَابِ الدُّوْرِ وَ
تَعْلِیْقُهٗ تَارَةً عَلٰی غُصُوْنِ الْاَشْجَارِ وَ رَمْیُهٗ اُخْرٰی بِالْمَدَرِ وَ الْاَحْجَارِ آہ کبھی سر
مطہر کو جو آغوش جناب رسول خدا اور فاطمہ زہرا میں پلا تھا جس کے گیسوے مشکین آب سلسبیل
سے جبرئیل اور رسول خدا اور فاطمہ زہرا دھوتے تھے اور گرد آلودہ ہونا گوارا نہ تھا تنور خانہ خولی
میں رکھا کبھی دروازہ ہائے بلند پر لٹکایا اور کبھی شاخہائے درخت پر معلق کیا اور کبھی کلوخ و
سنگ سے زخمی کیا وَ وَضْعُهٗ تَارَةً فِی الطَّسْتِ بَیْنَ یَدَیْ یَزِیْدَ لَعَنَهُ اللّٰهُ اور
کبھی طاس طلا میں رکھکر بطور ہدیہ سامنے یزید لعین کے رکھا گیا اور وہ ملعون لب و دندان انور
پر چھڑی سے بے ادبی کرتا تھا جیسا کہ حجت خدا فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی الثَّغْرِ الْمَقْرُوْعِ
بِالْقَضِیْبِ سلام ہو ان لب و دندان انور پر جن پر چھڑی لگائی گئی آہ یہ ظلم و ستم دیکھکر
ابو برزہ اسلمی بیتاب ہوا اور آواز دی کہ اے یزید اٹھا لے چھڑی کو ان لب و دندان انور سے قسم
بخدا میں نے بچشم خود مکرر جناب رسول خدا کو دیکھا کہ اس مقام کے بوسے لیا کرتے تھے جہاں تو چھڑی
رکھے ہے یہ سنکر یزید غضبناک ہوا اور اس کو برا کہا اور وہاں سے نکلوا دیا اور وہ لعین اپنے عناد
پر مصر رہا آہ یہ دیکھ کر جناب زینب بیقرار ہو گئیں اور سر اقدس اپنے بھائی کا

اُٹھا کر اپنے سینہ سے لگایا اور لب و دندان انور کے بوسے لیتی تھیں اور زار زار روتی تھیں اور بین جگر خراش کرتی تھیں جیسا کہ شاعر بزبان حال اُس مظلومہ کے کہتا ہے۔ بِنَفْسِیْ شِفَاهًا ذَابِلَاتٍ مِنَ الظَّمَا ❊ وَلَمْ تَحْظَ مِنْ مَاءِ الْفُرَاتِ بِقَطْرَةٍ ❊ فدا ہوں میں ان لب ہائے خشک پر جو شدتِ تشنگی سے مثل برگِ گل کے پژمردہ ہیں اور ایک قطرۂ آب فرات سے ان لبوں تک نہ پہنچا۔ بِنَفْسِیْ عُیُوْنًا غَائِرَاتٍ سَوَاهِرًا ❊ اِلَى الْمَاءِ مِنْهَا نَظْرَةٌ بَعْدَ نَظْرَةٍ ❊ فدا ہوں میں ان چشم ہائے انور پر جن میں بسبب نایابی آب کے حلقے پڑ گئے ہیں جو راتوں کو عبادت خدا میں بیدار رہیں اور وقت آخر بحسرت و یاس آب فرات کو مکرر دیکھا کیں اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ❊

مجلس ۵۳

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى كٓهٰيٰعٓصٓ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں منقول ہے قَالَ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ دَخَلْتُ عَلٰى سَیِّدِیْ وَمَوْلَایَ حَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ فَسَأَلْتُهٗ عَنْ تَاْوِیْلِ كٓهٰيٰعٓصٓ فَاَشَارَ اِلَى الْقَائِمِ عَلَیْهِ السَّلَامُ سعد بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حاضر ہوا میں خدمت میں اپنے سید و آقا حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی پس میں نے آنحضرت سے سوال کیا تاویل کہیعص سے یہ سنکر آنحضرت نے اشارہ فرمایا طرف اپنے فرزند حضرت قائم علیہ السلام کے وَقَالَ سَلْهُ عَنْ تَاْوِیْلِهٖ فَسَأَلْتُهٗ قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ هٰذِهِ الْحُرُوْفُ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَیْبِ اِطَّلَعَ اللّٰهُ عَلَیْهَا عَبْدَهٗ زَكَرِیَّا ثُمَّ قَصَّهَا عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ اور فرمایا سوال کر ان سے اسکی تاویل ہے پس میں نے ان سے سوال کیا تو ان حضرت نے فرمایا کہ یہ حروف مقطعات اخبار و اسرار غیب سے ہیں حق سبحانہ تعالٰی نے حضرت زکریا کو ان اسرار پر آگاہ کیا بعد اس کے اپنے حبیب محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ و آلہ کو اس سے مطلع فرمایا اسلئے کہ حضرت زکریا نے درگاہ الٰہی میں عرض کیا تھا کہ اسمائے مقدسہ خمسہ نجبا اصحاب کسا مجھے تعلیم فرما پس دعا ان کی قبول ہوئی اور وہ اسمائے مقدسہ انکو تعلیم فرمائے فَكَانَ زَكَرِیَّا اِذَا ذَكَرَ مُحَمَّدًا وَعَلِیًّا وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنَ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ سُرِّیَ عَنْهُ هَمُّهٗ وَانْجَلٰى كَرْبُهٗ وَاِذَا ذَكَرَ الْحُسَیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ خَنَقَتْهُ الْعَبْرَةُ وَوَقَعَتْ عَلَیْهِ الْبَهْرَةُ پس جب حضرت زکریا اسماء حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ و آلہ اور علی مرتضٰی اور فاطمہ زہرا اور حسن مجتبٰی علیہم السلام کا ذکر کرتے تھے تو نہایت مسرور ہوتے تھے اور رنج و غم انکا دور ہوتا تھا اور جب اسم اقدس امام حسین علیہ السلام کا لیتے تھے تو گریہ گلو گیر ہوتا تھا اور متحیر ہوتے تھے پس ایک دن درگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ

بارالہا جب میں خمسہ نجبا سے نام چار بزرگواروں کا لیتا ہوں تو رنج و غم میرا دور ہوتا ہے اور مسرور ہوتا ہوں اِذَا ذَکَرْتُ الْحُسَیْنَ تَدْمَعُ عَیْنِیْ وَتَحْتَرِقُ قَلْبِیْ اور جب خامس آل عبا امام حسین علیہ السلام کا نام لیتا ہوں تو بے اختیار اشک حسرت میری آنکھوں سے جاری ہوتے ہیں اور دل میرا رنج و غم سے جلتا ہے سبب اس کا کیا ہے اسوقت حق سبحانہ تعالےٰ نے اپنے پیغمبر زکریا کو مصائب امام حسین علیہ السلام سے آگاہ کیا وَقَالَ کٓھٰیٰعٓصٓ فَالْکَافُ اِسْمُ کَرْبَلَاءَ وَالْھَاءُ ھَلَاکُ الْعِتْرَةِ الطَّاھِرَةِ وَالْیَاءُ یَزِیْدُ وَھُوَ ظَالِمُ الْحُسَیْنِ وَالْعَیْنُ عَطْشُہٗ وَالصَّادُ صَبْرُہٗ اور فرمایا کٓھٰیٰعٓصٓ پس مراد کاف سے صحرائے کربلا اور ہا سے ہلاکت عترت طاہرہ ہے اور یا سے یزید لعین جو ظالم ہے امام حسین علیہ السلام مظلوم کربلا کا اور عین سے پیاس امام حسینؑ کی اور صاد سے صبر ان کا مراد ہے جب حضرت زکریاؑ نے یہ مصائب خامس آل عبا کے سُنے تو اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کوئی شخص ہمارے پاس نہ آئے اور خود تین دن تک مسجد سے باہر نہ نکلے اور مشغول گریہ و بکا رہے وَکَانَ یَرْثِی الْحُسَیْنَ وَیَقُوْلُ اِلٰھِیْ اَتُفْجِعُ خَیْرَ خَلْقِکَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ بِوَلَدِہٖ اور حال پر امام حسین علیہ السلام کے روتے تھے اور درگاہ الٰہی میں عرض کرتے تھے کہ بارالہا بہترین مخلوقات خاتم انبیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ کو مصیبت میں ان کے فرزند حسینؑ کے درد میں لائے گا اَتُنْزِلُ بَلَاءَ ھٰذِہِ الرَّزِیَّةِ بِفِنَائِہٖ اَتُلْبِسُ عَلِیًّا وَفَاطِمَةَ ثِیَابَ ھٰذِہِ الْمُصِیْبَةِ کیا یہ مصیبت و بلا شہادت حسینؑ کی آنحضرت پر نازل کریگا کیا علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا علیہا السلام کو اس مصیبت کا لباس پہنائیگا فَقَالَ رَبِّ ھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَاءِ پس اسی حالت گریہ و بکا میں درگاہ الٰہی میں دعا کی کہ اے پروردگار میرے اپنے فضل و کرم سے مجھے بھی فرزند نیک و صالح عطا فرما کہ تو سمیع الدعا ہے ثُمَّ اَفْجِعْنِیْ بِہٖ کَمَا تُفْجِعُ مُحَمَّدًا حَبِیْبَکَ بِوَلَدِہٖ فَرَزَقَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی یَحْیٰی وَفَجَعَہٗ بِہٖ بعد اسکے مجھے اس کی مصیبت میں رُلا اور دل میرا درد میں جیسا کہ قلب اقدس تیرے حبیب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ کا اپنے فرزند کی مصیبت میں دردناک ہوگا پس دعا حضرت زکریاؑ کی درگاہ الٰہی میں مستجاب ہوئی اور حق سبحانہ تعالےٰ نے ان کو ایک فرزند نیک و صالح کہ نام انکا یحییٰ تھا عطا فرمایا یہانتک کہ بظلم و ستم شہید ہوئے اور حضرت زکریا انکے غم و الم میں دردناک ہوئے اور سر حضرت یحییٰؑ کا کاٹ کر بطور ہدیہ ایک جابر و شر بخوار کے سامنے لیگئے اور جناب امام حسینؑ فرماتے تھے کہ خواری اور بے اعتباری دنیا کیلئے یہ کافی ہے کہ سر یحییٰ پیغمبر کا ایک جابر کے سامنے گیا چنانچہ امام زین العابدین سے منقول ہے کہ فرمایا آنحضرت نے جب میرے پدر مظلوم مدینہ سے چلا چاروں طرف

عراق کے روانہ ہوئے تو اثنائے سفر میں اکثر ذکر حضرت یحییٰ کا فرماتے تھے شاید مقصود یہ ہو کہ جس طرح سر حضرت یحییٰ کا بطور ہدیہ ایک ظالم کے لیئے گیا تھا اسیطرح میرا سر بھی ایک ظالم کے سامنے بطور ہدیہ جائیگا مگر مومنین مصیبت امام حسین علیہ السلام کی بہت بڑی مصیبت ہے کہ حضرت یحییٰ پیغمبر کی مصیبت آنحضرت کی مصیبت کے برابر نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ جب حضرت یحییٰ شہید ہوئے تو تین دن کے بھوکے پیاسے نہ تھے نہ ریگستان گرم اور حرارت آفتاب میں تھے نہ کوئی اصحاب و اقربا اور اولاد سامنے قتل ہوا تھا نہ کوئی شیرخوار تشنہ لب ہاتھوں پر تیر ستم سے ذبح ہوا تھا نہ خود قبل شہادت کے زخموں سے چور چور تھے نہ اہل حرم اسیر ہوئے نہ خیمے تاراج ہوئے نہ کسی نے خیام میں آگ لگائی نہ بچے فریاد العطش العطش کرتے تھے جو مصیبت گذری ان کے نفس برگزیدہ کی بخلاف مظلوم کربلا امام حسین علیہ السلام کے کہ وہ جناب عالم غربت و مسافرت اور ریگستان گرم کربلا اور حرارت آفتاب میں تین دن کے بھوکے پیاسے زخموں سے چور چور تھے اور اصحاب و اقربا اور اولاد سامنے شہید ہوئے تھے اور ہاتھوں پر علی اصغر شیرخوار تیر ستم سے ذبح ہوا اور خیموں میں شور العطش بلند تھا اور وہ جناب یکہ و تنہا فریاد و استغاثہ کرتے تھے آہ عوض فریادرسی کے اعدا نے ہر طرف سے گھیر کے تیرباراں کیا کوئی نیزہ مارتا تھا کوئی تلوار لگاتا تھا اور کوئی سنگدل پتھر مارتا تھا یہاں تک کہ ذوالجناح سے منہ کے بل زمین پر تشریف لائے اور سر انور پس گردن سے جدا کیا اور نیزہ پر بلند کیا اور بعد شہادت کے لباس لوٹا گیا اور لاش اطہر پامال سم اسپاں ہوئی اور تین دن تک بے دفن پڑی رہی اور اہلبیت آنحضرت کے اسیر و مقید ہوئے اور زنجیروں میں جکڑے گئے اور اسباب لوٹ لیا اور اشقیائے کوفہ و شام نے خیموں میں آگ لگا دی حضرات تصور کیجیے کہ جب سر انور حضرت یحییٰ کا سامنے حاکم کے پہنچا تو ہمراہ اسکے کوئی خواہر و دختر ریسمان ستم سے بندھی ہوئی نہ تھی نہ وہ سر اطہر نیزہ پر بلند کیا گیا نہ تنور میں رکھا گیا نہ دروازہ پر نصب ہوا نہ درخت پر لٹکایا گیا نہ لب و دندان انور پر چھڑی لگائی گئی مگر افسوس ہے حال پر سر اقدس سید الشہدا مظلوم کربلا کے جو آغوش رسول خدا و فاطمہ زہرا میں پلا تھا جسکے گیسوئے مشکیں جبرئیل آب سلسبیل سے دھوتے تھے اور گرد و غبار صاف کرتے تھے ہائے افسوس وہ سر انور نیزہ پر بلند کیا گیا اور شہر بشہر پھرایا گیا کہ ہوا سے ریش اطہر کو داہنے اور بائیں طرف حرکت ہوتی تھی کبھی تنور میں رکھا گیا اور خاک آلودہ ہوا کبھی صندوق میں بند کیا گیا کبھی درخت پر لٹکایا گیا کبھی دروازہ پر نصب کیا گیا کبھی طاس طلا میں رکھکر زیر تخت یزید رکھا گیا آہ وہ لعین شراب پیتا تھا جو بچی تھی وہ عداوت سے زیر طاس کے پھینکتا جاتا تھا کہ معاذ اللہ تا سر اقدس کی تحقیر کرے اور سلائی سے خون لیکر اپنی آنکھوں

میں لگاتا تھا تا ٹھنڈی ہوں اور ہنستا تھا اور لب و دندان انور پر چھڑی لگاتا تھا اور کہتا تھا کہ اے ابو عبد اللہ
الحسینؑ لب و دندان آپکے کیا خوشنما ہیں آہ یہ ظلم و ستم دیکھکر خواہران و دختران امام حسینؑ زار زار روتی تھیں اور
یزید لعین اپنے ملازموں سے پوچھتا تھا یہ اسیر کون کون ہیں اور وہ اشقیا بیان کرتے تھے کہ یہ زینبؑ ہیں اور یہ ام کلثومؑ ہیں
اور یہ فاطمہؑ اور سکینہؑ ہیں افسوس کیسی بے حرمتی اہلبیت سید الشہداء کی کیگئی چنانچہ محبت خدا زار لکھتے ہیں اَلسَّلَامُ
عَلٰی مَنْ هُتِكَتْ حُرْمَتُهٗ سلام ہو اس صاحب عزت و غیرت پر جسکی ہتک حرمت کیگئی اَلَا لَعْنَةُ
اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۔ **مجلس ۵** فی البحار عن زرارۃ انه قال قال لی ابو عبد اللہ علیه السلام
یا زرارۃ ان السماء بکت علی الحسین اربعین صباحا بالدم ۔ بحار الانوار میں زرارہ سے منقول ہے کہ کہا مجھ سے
نے فرمایا مجھ سے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اے زرارہ تحقیق کہ آسمان رویا مصیبت پر جد مظلوم امام
حسین علیہ السلام کی چالیس روز تک بخون و ان الارض بکت اربعین صباحا بالسواد و ان الشمس
بکت علیه اربعین صباحا بالکسوف والحمرۃ ۔ اور زمین روئی اُس مظلوم پر چالیس روز سیاہی سے اور آفتاب
رویا ان حضرت پر چالیس روز تک ساتھ کسوف و سرخی کے یعنی چالیس دن تک آفتاب کو گہن رہا اور جب نکلتا تھا
تو نہایت سرخ نکلتا تھا و ان الجبال تقطعت و ان البحار تفجرت و ان الملائکۃ بکت اربعین
صباحا علی الحسین علیه السلام اور پہاڑ اس غم میں ٹکڑے ٹکڑے ہوئے اور دریا جوش و خروش میں آیا اور
ملائکہ روئے امام حسین علیہ السلام پر چالیس روز تک وما اختضبت امرأۃ منا بنی هاشم ولا ادهنت
ولا اکتحلت ولا رجلت حتی اتانا راس عبید اللہ بن زیاد فما زلنا فی عبرۃ بعدہ ۔ اور اے
زرارہ جس روز سے کہ جد مظلوم میرے شہید ہوئے تو اس روز سے کسی عورت نے عورات ہاشمیہ سے خضاب کیا نہ مہندی
لگائی نہ سر میں تیل ڈالا نہ بالوں میں کنگھی کی اور نہ آنکھوں میں سرمہ لگایا جبتک کہ سر ابن زیاد کا کٹ کر ہمارے پاس آیا
اے زرارہ ہم اہلبیت رسالت تو ہمیشہ روتے رہتے ہیں مصیبت میں اپنے جد مظلوم کے اور اکثر مومنین تصور کیجئے کہ شہادت
مظلوم کربلا کے بعد پانچ یا چھ برس کے زمانہ مختار میں ابراہیم بن مالک اشتر کے ہاتھ سے ابن زیاد لعین قتل ہوا ہے
اُسوقت تک بنی ہاشم کا یہ حال تھا جیسا کہ آپنے سنا اور ہم اہلبیت رسالت تو ہمیشہ رویا کرتے تھے چنانچہ امام
زین العابدین علیہ السلام چالیس برس تک روئے مصیبت میں اپنے پدر مظلوم امام حسین علیہ السلام کے جب غلام آپکے طعام لیکر
سامنے حاضر ہوتا تھا تو اسکو دیکھکر روتے تھے قُتِلَ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰہِ جَائِعًا قُتِلَ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰہِ عَطْشَانًا ہائے
ہائے افسوس فرزند رسولخدا بھوکا قتل ہوا ہائے فرزند رسولخدا پیاسا شہید ہوا اور نور الابصار وغیرہ
میں منقول ہے کہ ایک روز امام زین العابدین علیہ السلام مدینہ میں مع اصحاب بوقت چاشت غذا تناول
فرماتے تھے اسی اثنا میں سر ہائے نجس ابن زیاد لعین اور حصین نمیر اور عبد اللہ بن ایاس سلمی وغیرہ رؤسائے

شام کے ان حضرت کی خدمت میں کوفہ سے پہنچے جب نظر ان حضرت کی سر نجس پر ابن زیاد کے پڑی تو
سجدہ شکر بجا لائے بعد اسکے سر اقدس سجدہ سے اٹھا کر بشدت روئے بعض اصحاب نے عرض کیا یا ابن
رسول اللہ یہ وقت سرور کا ہے آپ کیوں روتے ہیں یہ سنکر حضرت نے فرمایا آہ مجھے یاد آگیا وہ روز کہ
جس روز اس لعین نے مجھے بظلم و ستم طوق و زنجیر میں مسلسل کر کے اپنے سامنے دربار عام دار الامارہ
کوفہ میں طلب کیا اور اعدا نے میری پھوپھیوں اور بہنوں اور اہل حرم کو سامنے اس شقی کے لا کر ٹھیرایا
اور یہ ملعون وقت چاشت غذا کھا رہا تھا اور عیش و خوشی اور شراب خواری میں مشغول تھا اور کسی عترت ما
تمک ہم اہلبیت رسالت کو بعداوت و شقاوت اپنے سامنے کھڑا رکھا اور کچھ اعتنا نہ کی حضرت فرماتے
ہیں کہ اس وقت ہم پر ایسی حالت طاری تھی کہ اس کا بیان نہیں ہو سکتا ہے پس میں نے درگاہ
الٰہی میں دعا کی کہ بارالٰہا جب تک کہ سر اس لعین کا بوقت چاشت میرے پاس نہ لا دیں مجھے دنیا سے
نہ اٹھانا الحمد للہ کہ دعا میری مستجاب ہوئی حضرات اب غور کیجیے کہ دربار ابن زیاد میں اہلبیت
رسالت کا کیا حال تھا ہمکو ذاکر کا کام صرف یاد دلانا کسی مصیبت کا ہے جیسا کہ مقتل ابو مخنف اور
محرق القلوب میں منقول ہے کہ اسوقت امام زین العابدین علیہ السلام طوق و زنجیر میں جکڑے ہوئے
سامنے ابن زیاد کے کھڑے تھے اور جناب زینبؑ بے مقنعہ و چادر اور بے نقاب با لباس کہنہ غم زدہ
مظلوم میں چاک گریبان مجمع عام میں سر جھکائے کھڑی تھیں اور کنیزیں اس مظلومہ کی گرد ان
کے حلقہ کئے تھیں اسوقت ابن زیاد نے زبان طعن دراز کی اور گفتگو سخت ہوئی یہانتک کہ وہ
لعین غضبناک ہوا اور چاہا کہ اس ستم رسیدہ کو قتل کرے آہ یہ ظلم و ستم دیکھکر سب عورات اور بچے
کانپنے لگے اور زار زار روئے اسوقت عمرو بن حریث نے کہا اے امیر یہ عورت ہے اور عورات مصیبت زدہ
سے مواخذہ کرنا اچھا نہیں ہے پس تجھے مناسب ہے کہ انکے قتل سے باز آ خصوصاً جو عورت غریب الوطن
ماتم عزیز و اقربا میں غم زدہ ہو یہ سنکر ابن زیاد قتل سے اس مظلومہ کے باز رہا اور بنابر دوسری روایت کے
یہ ظلم و ستم ابن زیاد کا دیکھکر مارے غیرت کے تمام عالم امام زین العابدین علیہ السلام کی نظر میں تیرہ و تاریک ہوا
اور ابن زیاد سے سخت گفتگو ہوئی یہانتک کہ اس لعین نے جلاد کو حکم دیا کہ اس بیمار کو قتل کرے جلاد نے
چاہا اسوقت جناب زینب دامن فرزند برادر سے لپٹ گئیں اور ملاعنان ابن زیاد نے بجبر و قہر چھڑا لیا اسوقت
وہ مظلومہ زار زار روتی تھیں اور کہتی تھیں اے پارہ جگر و نور نظر یا علی کہاں جاتے ہو ہم بیکسوں کی بعد تمہارے کون
حمایت و سرپرستی کریگا حضرت نے فرمایا اے پھوپھی یہ لوگ مجھے واسطے قتل کے لئے جاتے ہیں آپ صبر کریں
یہ سنکر جناب زینب بشدت روئیں اور آواز دی اے ابن زیاد کیا قتل سے میرے بھائی امام حسینؑ کے تو سیر نہیں ہوا

جو اس بیمار کے قتل کا حکم دیا ہے حالانکہ تو جانتا ہے کہ ہم غریب الوطن اور عورات مصیبت زدہ کا کوئی محرم باقی نہیں رہا ہے یہ سنکر ابن زیاد نے جلاد سے کہا کہ اس بیمار کو چھوڑ دو بعد اسکے حکم دیا کہ ان اسیروں کو قید خانہ میں لے جاؤ پس امام زین العابدینؑ کو مع اہلحرم کے قید کیا بعد اسکے سر انور امام حسینؑ کا نیزہ پر رکھکر بازار کوفہ میں پھرایا اسوقت وہ سر اقدس تلاوت سورۂ کہف کی کرتا تھا آخر تنور خانہ خولی میں رکھا گیا آہ مومنین یہ ظلم و ستم بھی اعدا کو کافی نہوا اور سر اقدس کو مع سرہائے شہدا اور اہلحرم کے بعد چند روز کے بکمال عداوت روانہ شام کیا یہاں تک کہ باب ساعات سے مجمع عام میں پھراتے ہوئے طرف دار الامارہ کے لئے جاتے تھے اور وہ سر انور مثل آفتاب کے درخشاں اور نیزہ پر تلاوت سورۂ کہف کی کرتا تھا راوی کہتا ہے اسی اثنا میں نظر میری طرف ایک بالا خانہ کے جا پڑی دیکھا میں نے کہ اسیر پانچ عورتیں بیٹھی ہیں ان میں سے ایک عورت خمیدہ پشت آمادۂ ظلم و ستم ہے پس جب سر انور برابر اس بالا خانہ کے پہنچا اور نظر اس ملعونہ کی اس سر اقدس پر پڑی تو کھڑی ہوئی اور ایک پتھر اٹھا کر اس زور سے طرف سر اقدس کے مارا کہ چہرۂ انور اس مظلوم کا زخمی ہو گیا آہ آخر سامنے یزید کے بطور ہدیہ پیش کیا اور وہ لعین لب و دندان انور پر چھڑی سے بے ادبی کرتا تھا جیسا کہ حجت خدا فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی الثَّغْرِ الْمَقْرُوْعِ بِالْقَضِیْبِ سلام ہو ان لب و دندان انور پر جن پر چھڑی لگائی گئی اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۵

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰی فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِیْنَ تفسیر میں اس آیۂ کریمہ کے تفسیر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا آنحضرت نے مراد اس سے وہ لوگ ہیں جنہوں نے دین خدا کو فروخت کر کے اسکے عوض میں کفر و ضلالت کے خریدار ہوئے ہیں پس وہ لوگ ایسے معاملہ سے آخرت میں کوئی نفع نہ پائینگے کیونکہ جنت کو فروخت کر کے دوزخ کو مول لیا ہے ایسے لوگوں کو اب طرف نیکی کے ہدایت نہو گی اور سبب نزول اس آیہ کریمہ کا یہ ہے کہ ایک روز ایک جماعت عرب خدمت جناب رسالتمآبؐ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ رزاق عالم منزہ ہے جسکو چاہتا ہے رزق بحساب عطا فرماتا ہے چنانچہ ایک مرد عرب بد وضع اور نہایت محتاج تھا اسی اثنا میں یک گروہ عرب نے سفر دریا واسطے تجارت کے کیا اور طرف چین کے روانہ ہوا اور وہ مرد محتاج بھی ہمراہ انکے روانہ ہوا اور انکی خدمت میں مشغول رہا تو اس گروہ نے عوض حق خدمت کے تھوڑا سا مال دنیا اسکو دیا اس مرد محتاج نے کچھ اشیا مول لئے اور واپس آ کر انکو بیع کیا اور نفع کثیر حاصل ہوا اب وہ مالدار اور اغنیائے مدینہ سے مشہور ہے اسوقت اور ایک گروہ عرب خدمت میں ان حضرت کی حاضر تھا یہ سنکر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک مرد عرب

بڑا صاحب مال و ثروت تھا اور انواع و اقسام کا اسباب و سامان دنیا مہیا تھا پس حرص و طمع غالب ہوئی
اور بخیال سفر دریا کے ایک کشتی کہنہ پر سوار ہوا اور محبت مال دنیا میں ایسا محو اس تھا کہ اس کشتی کی کہنگی
پر نظر نہ کر کے روانہ ہوا ناگاہ اثنائے دریا میں ہوائے مخالف چلی اور کشتی طوفان و تلاطم میں پڑی یہاں تک کہ
تمام مال و اسباب جو تجارت کے واسطے ہمراہ لیا تھا غرق ہوا اور خود زندہ اور سالم رہا اور ایک تختہ پر کنارہ تک پہنچا
اب وہ نظر حسرت و ندامت طرف دنیا کے کرتا ہے اور نہایت محتاج ہے اور مثل فقرا و مساکین کے دوڑتا ہے یہ حال
ان دونوں کا سنکر جناب رسول خدا نے فرمایا آیا تم لوگ چاہتے ہو کہ میں تم کو خبر دوں ان اشخاص سے کہ حال انکا
بہتر ہو شخص اول سے اور خبر دوں ان اشخاص سے کہ حال ان کا بدتر ہو شخص دوم سے سب نے عرض کیا ہاں
یا رسول اللہ ارشاد فرمائیے پس آنحضرت نے فرمایا جنکا حال بہتر ہے شخص اول سے وہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے
باعتقاد ثابت تصدیق کی ہماری نبوت و رسالت کی اور اقرار کیا ولایت و خلافت میرے ابن عم علی ابن ابی
طالب کا اور عبادت خدا میں ثابت قدم رہے اور اندر رستے اخلاص کے بندگی اور شکر الٰہی بجا لائے پس حق
سبحانہ تعالیٰ ایسے لوگوں کیلئے تمام خیر و نیکی دنیا و آخرت کی ظاہر کریگا اور قلب و زبان نیک کرامت فرمائیگا
کہ شکر خدا بجا لاکر احکام الٰہی پر راضی ہے اور صدمات و مکروہات اعدائے دین کا تحمل کیا ایسے لوگوں کو خدا نے
عظمت و بزرگی مانند بزرگی آسمان کے کرامت فرمائی اور آخرت میں انکو نعمات غیر متناہیہ اور فیوضات جنات
اور کرامات پر فائز کریگا پس تجارت میں ان لوگوں کے منافع کثیر ہے تجارت اس مرد اول سے لیکن جنکا حال بدتر ہے
شخص دوم سے وہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے میرے زمان حیات میں اظہار ایمان اور تصدیق رسالت کی اور میری اور میرے
وصی و جانشین کی محبت و دوستی رکھتے ہیں اور ہمارے دشمنوں سے اظہار دشمنی کرتے ہیں مگر بعد میرے اپنا عہد و پیمان
توڑ کر ہمارے اعدا سے دوستی کرینگے اور میرے ولی و دوست اور وصی و جانشین برحق سے عداوت کرینگے تو ایسے
لوگوں کا انجام بد ہے اور آخر کار شقاوت ہے اور اپنے تئیں عذابہائے بے انتہا میں مبتلا کرینگے پس ایسے
لوگوں کی تجارت میں زیان و نقصان اور ضرر کثیر ہے ضرر و نقصان اس مرد دوم سے بعد اسکے جناب رسالتمآب نے
فرمایا ایہا الناس میں وصیت کرتا ہوں تم سب کو واسطے اطاعت و پیروی اور خدمت گزاری اس شخص کے کہ جس کو
حق سبحانہ تعالیٰ نے افضل اور برگزیدہ کیا ہے تمام اہل آسمان و زمین سے بعد میرے اور وہ علی ابن ابیطالب سید
الاوصیا ہیں اور تم کو واجب و ضرور ہے کہ انکو دوست رکھو اور انکے دشمنوں سے دشمنی رکھو اور انکی رعایت کرو
اور حقوق انکے ادا کرو تحقیق کہ رعایت علی ابن ابیطالب کی افضل و بہتر ہے رعایت کرنے ان تاجروں سے جنہوں
نے رعایت کی مرد فقیر ہمسفر اپنے کی اور اسکو غنی و مالدار کر دیا سبحان اللہ یہ نفع ہے رعایت حقوق حضرت امیر
المومنین علیہ السلام کا اور ایسی تجارت سے خیر دنیا و آخرت دونوں حاصل ہوتے ہیں جیسا کہ تدبیر تاجر کو حاصل ہوا

جبکہ اس نے راہ شام میں بکمال دینداری کیسی رعایت کی عترت رسولخدا اور اولاد علی مرتضیٰ علیہما السلام کی
چنانچہ منتخب اور محرق القلوب میں منقول ہے کہ جب اہلبیت رسالت اسیر ہو کے مع سرہائے شہدا کے کوفہ
میں پہنچے اور بعد چند روز کے اعدا طرف شام کے لے چلے اور طے منازل کرتے ہوئے قریب شہر عسقلان کے
پہنچے تو وہاں کے حاکم کے حکم سے تمام شہر کی زینت اور آراستگی ہوئی اور ہر طرف سامان سرور کا مہیا
ہوا اور ہر کوچہ و بازار میں زن و مرد واسطے دیکھنے اسیروں کے جمع ہوئے اسی اثنا میں لشکر اعدا سرہائے شہدا
اور اسیروں کو لے کر داخل شہر ہوا اتفاقاً اسوقت ایک مرد تاجر کہ نام اس کا زُریر خزاعی تھا بقصدِ
تجارت بازار میں پہنچا دیکھا کہ اہل شہر مسرور باہم معانقہ کرتے ہیں اور ایک طرف کچھ سر نیزوں پر نصب ہیں
اور کچھ عورات اور بچے اونٹوں پر سوار ہیں تو زریر نے اہل شہر سے حال پوچھا آہ وہ تاجر نہ جانتا تھا کہ یہ
قافلہ لٹا ہوا اُس تاجر راہ خدا کا ہے جس نے راہ خدا میں جان و مال اور اولاد نذر کئے اور سردار اس قافلہ کا
سرتاج تاجران متاع آخرت ہے جس نے خلعت شہادت بیش بہا کو بعوض مال و اولاد کے جو زینت حیات
دنیا ہیں مع جان عزیز کے راہ خدا میں دیکر بکشادہ پیشانی بروز عاشورا مول لیا ہے الغرض لوگوں نے جواب دیا
کہ ایک شخص نے عراق میں یزید سے سرتابی کی تھی پس لشکر یزید نے انکو مع اصحاب و اقربا قتل کیا یہ انکے
سر ہیں اور یہ ان کے اہلبیت ہیں قَالَ زُرَیْرٌ مَا اسْمُهٗ وَمَا اسْمُ اَبِیْهِ وَاُمِّهٖ وَاَخِیْهِ زریر نے
کہا کہ نام ان کا اور ان کے ماں باپ اور بھائی کا کیا تھا قَالُوْا اسْمُهٗ حُسَیْنُ ابْنُ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ
وَاَخُوْهُ الْحَسَنُ الْمُجْتَبٰی وَاُمُّهٗ فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ بِنْتُ مُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰی لوگوں نے کہا کہ نام انکا حسین بن علی ابن ابیطالب
ہے اور ان کے بھائی حسن مجتبیٰ ہیں اور انکی ماں فاطمہ زہرا دختر رسولخدا ہیں آہ جب زریر نے یہ اسمائے
مقدسہ سُنے تو یقین ہوا کہ ہمارے آقا خامس آل عبا شہید ہوئے اپنا منہ پیٹ لیا اور زار زار رویا اور کہا
وائے ہو تم پر یہ خوشی و سرور قتل فرزند رسولؐ پر کرتے ہو کاش آسمان شق ہو کر زمین پر گر پڑتا پس زریر روتا
ہوا خدمت میں امام زین العابدینؑ کے حاضر ہوا اور سلام کیا حضرت نے بعد جواب سلام کے فرمایا اے سعادتمند
تو ہمارے حال پر روتا ہے حالانکہ اہل شہر مسرور ہیں پس تو کون ہے قَالَ زُرَیْرٌ یَا سَیِّدِیْ اَنَا رَجُلٌ
تَاجِرٌ غَرِیْبٌ زریر نے عرض کیا کہ اے سید و آقا میرے میں مرد تاجر مسافر ہوں اس شہر میں واسطے تجارت
کے آیا ہوں میں نے اہل شہر سے سبب اس خوشی و سرور کا پوچھا انہوں نے جواب دیا کہ ہم قتل ہونے پر
حسینؑ بن علیؑ کے مسرور ہیں پس زریر نے عرض کیا کہ اے آقا اگر کوئی حاجت ہو تو ارشاد فرمائیے حضرت نے
فرمایا اگر تجھ سے ہو سکے تو اس نیزہ دار کو جس کے نیزہ پر سر انور ہے کسیطرح راضی کر کے آگے بڑھا دے تا لوگ اسکی
طرف مشغول ہوں اور عورات ستم رسیدہ نظر نامحرموں سے محفوظ رہیں پس زریر نے پچاس مثقال طلا دیکر اس نیزہ دار کو

درمیان سے عورات کے آگے بڑھا دیا اور لوگ طرف دیکھنے سر اقدس کے مشغول ہوئے اور اہلحرم نظر نامحرموں سے فی الجملہ محفوظ رہے پس زریر نے پھر عرض کیا اے آقا میرے اور جو حکم ہوار شاد کیجئے حضرت نے فرمایا اے زریر اِن کَانَ فِی رَحلِكَ ثِیَابٌ زَائِدَۃٌ فَاتِنِی بِھَا لِلنِّسَاءِ اے زریر اگر تیرے اسباب میں کچھ کپڑا تیری حاجت سے زائد ہو تو میرے پاس لے آؤ تا میں ان عورات ستم رسیدہ پر تقسیم کر دوں یہ سنکر زریر نے ان بیکسوں کے لئے چند چادریں اور بیمار کربلا کے واسطے عمامہ اور کرتہ بطور ہدیہ کے حاضر کیا حضرت اپنے خیال کے پہنچ گیا وہ لباس اہلبیت رسالت کے پاس اعدا نے باقی رکھا یا نہیں کیونکہ یہ دیکھکر شمر لعین غضبناک ہوا اور اعدا نے اس کے حکم سے اسقدر زریر کو مجروح کیا کہ غش کھاکر زمین پر گرا اور اہل شہر نے بھی اسکو سنگسار کیا اور مردہ جانکر چھوڑ دیا اور اہلبیت رسالت کو بظلم و ستم آگے لے چلے آخر کار بازار دمشق میں لائے اور باب ساعات سے پھراتے ہوئے طرف دار الامارہ کے لیچلے اسوقت مجمع عام میں ایک لعین آگے پکارتا تھا اَلَا یَا اَھلَ الشَّامِ ھٰؤُلَآءِ الاُسَارٰی مِن اٰلِ مُحَمَّدٍ رَّسُولِ اللّٰہِ آگاہ ہو اے اہل شام یہ اسیر قیدی آل رسولخدا سے ہیں آہ اسوقت امام زین العابدینؑ کے قلب اقدس پر کیا صدمہ ہوا ہوگا چنانچہ آنحضرت سے جب کوئی سوال کرتا تھا کہ یا ابن رسول اللہ سخت ترین مصیبت آپ پر کہاں گذری ہے تو تین مرتبہ اَلشَّامَ اَلشَّامَ اَلشَّامَ فرماتے تھے اَلَا لَعنَۃُ اللّٰہِ عَلَی القَومِ الظّٰلِمِینَ

مجلس ۵۶

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَطِیعُوا اللّٰہَ وَاَطِیعُوا الرَّسُولَ وَاُولِی الاَمرِ مِنکُم خدائے سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے امت رسولخدا کو خطاب کر کے کہ اطاعت و بندگی کرو خدا کی اور اطاعت و فرمانبرداری کرو رسولخدا اور اولی الامر کی کہ ائمہ ہدیٰ ہیں وَ فِی البِحَارِ عَن اَمِیرِ المُؤمِنِینَ عَلِیِّ بنِ اَبِی طَالِبٍ عَلَیہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ فِی اٰخِرِ خُطبَتِہٖ اور بحار الانوار میں حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا ان حضرت نے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے قریب اپنی رحلت کے آخر خطبہ میں بطور وصیت کے فرمایا اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّی تَارِكٌ فِیکُمُ الثَّقَلَینِ وَاَمرَینِ مَا اِن تَمَسَّکتُم بِھِمَا کِتَابَ اللّٰہِ وَعِترَتِی اَھلَبَیتِی فَاِنَّ اللَّطِیفَ الخَبِیرَ قَد عَھِدَ اِلَیَّ اَنَّھُمَا لَن یَّفتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الحَوضَ کَھَاتَینِ اِصبَعَیَّ ایہا الناس بدرستیکہ میں رسولخدا ہوں اور تم میں سے جاتا ہوں اور چھوڑے جاتا ہوں درمیان تمہارے دو چیزیں نفیس و بزرگ اور دو امر عظیم کو اگر تم ان دونوں سے متمسک ہوگے تو ہرگز گمراہ نہوگے اور شاہراہ ہدایت پر باقی رہوگے اور وہ قرآن مجید ہے کہ ہر حال میں راہنما ہے اور عترت طاہرہ اہلبیت میرے کہ ہر عیب و نقص اور رجس سے طاہر و مطہر اور بتحقیق کہ خداوند لطیف و خبیر نے مجھسے وعدہ اور عہد فرمایا ہے کہ یہ دونوں یک دوسرے سے جدا نہونگے

یہاں تک کہ حوض کوثر پر پاس میرے وارد ہوں مانند میری ان دو انگشت کے کہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گی اور دونوں مرتبہ میں مساوی ہیں فَتَمَسَّکُوْا بِہِمَا لَا تَضِلُّوْا وَلَا تَقَدَّمُوْهُمْ فَتَهْلِكُوْا وَلَا تَخَلَّفُوْا فَتَفَرَّقُوْا وَلَا تُعَلِّمُوْهُمْ فَهُمْ اَعْلَمُ مِنْكُمْ ۔ ایہا الناس متمسک ہو ساتھ کتاب خدا اور میری عترت طاہرہ کے کہ گمراہ نہ ہوگے اور ان پر تقدم نہ کرو بلکہ ان کو مقدم جانو ورنہ گمراہ اور ہلاک ہو جاؤ گے اور ان کی مخالفت مت کرو کہ متفرق اور پریشان ہو جاؤ گے اور ان کو تعلیم نہ کرو بلکہ اپنے دین و مذہب کے احکام ان سے حاصل کرو اسلئے کہ وہ تمام مخلوقات سے اعلم و افضل ہیں حضرات تصور کیجئے کہ آیا بعد جناب رسولخدا کے اس حکم الٰہی اور وصیت رسالت پناہی پر عمل کیا گیا یا نہیں آہ اشقیائے امت نے قرآن مجید کو ترک کیا کہ اس پر عمل نہ کیا اور عترت و اہلبیت طاہرہ پر کیسے کیسے ظلم و ستم کئے افسوس بعض کو قتل کیا اور بعض کو زہر دیا اور ایسا آوارہ وطن کیا کہ ایک جگہ دفن بھی نہ ہوئے جیسا کہ شاعر کہتا ہے ؎ اَسَفًا عَلٰی بَیْتِ الرِّسَالَۃِ قَدْ خَلَا ۔ مِنْ ذِکْرِهِمْ وَمِنَ الصَّلٰوۃِ الْمُنْجِی ۔ مقام افسوس ہے کہ گھر جناب رسولخدا کا ذکر خدا اور قرآن پڑھنے والوں سے خالی ہو گیا اور مسجد نبی بھی نماز گزاروں سے خالی اور بے رونق ہوئی ؎ اَسَفًا عَلٰی اٰلِ الرَّسُوْلِ فَاِنَّهُمْ ۔ قُتِلُوْا وَبَعْضٌ بِالسُّمُوْمِ اسْتُشْهِدُوْا ۔ افسوس ہے اولاد رسولؐ پر کہ وہ خاصان خدا بکر و جفا قتل کئے گئے اور بعضے ان میں سے بزہر دغا شہید کئے گئے ؎ وَقُبُوْرُهُمْ شَتّٰی بِکُلِّ مَحَلَّۃٍ ۔ لَمْ یُؤْتِهِمْ لِلْیَوْمِ فِیْهَا مَرْقَدٌ ۔ اور قبریں انحضرات کی متفرق مقامات میں ہیں اور ایک دوسرے سے جدا دفن ہوئے اور ان کے گھروں میں وہ ظالم و جبار مقیم و قابض ہوئے جو بالطبع بوم شوم تھے ؎ فَبِاَرْضِ سَامَرَّا وَفِیْ بَغْدَادِ ذِیْ ۔ بَعْضٌ وَبَعْضٌ فِی الْغَرِیِّ مُلَحَّدٌ ۔ آہ بعضے نجف اشرف میں اور بعضے زمین بغداد میں اور زمین سامرہ میں دفن ہوئے ؎ قَبْرٌ بِطُوْسٍ وَالْبَقِیْعِ وَطَیْبَۃٍ ۔ وَبِکَرْبَلَا بَعْضُ الَّذِیْنَ اسْتُشْهِدُوْا ہائے افسوس کسی کی قبر زمین طوس میں اور کسی کی مزار بقیع اور مدینہ طیبہ میں بنی اور بعضے کربلا میں تشنہ لب شہید ہوکر اسی صحرا میں دفن ہوئے آہ وہ مظلوم کربلا غریب نینوی مقتول ظلم و جفا مسلوب العمامۃ والردا جناب سید الشہدا ہیں جن کی لاش اطہر بعد کئی روز کے دفن ہوئی اور سر اقدس نوک نیزہ پر رہا اور بازار کوفہ و شام میں پھرایا گیا یہاں تک کہ سامنے ابن زیاد اور یزید لعین کے بطور ہدیہ پیش کیا گیا اور وہ اشقیا لب و دندان انور پر چھڑی سے بے ادبی کرتے تھے جیسا کہ حجت خدا فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی الثَّغْرِ الْمَقْرُوْعِ بِالْقَضِیْبِ سلام ہو ان لب و دندان انور پر جن پر چھڑی لگائی گئی دیکھو انوار النعمانیۃ

وَغَیْرِہٖ وُضِعَ رَاْسُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ بَیْنَ یَدَیْ یَزِیْدَ اور انوار نعمانیہ اور محرق القلوب میں منقول ہے پس سر اقدس امام حسین علیہ السلام کا ایک طاس میں رکھ کر سامنے یزید لعین کے رکھا گیا فَرَاٰہُ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ فَلَمْ یَاْکُلْ رَاْسَ الطَّاقِ مُدَّۃَ عُمْرِہٖ حُزْنًا عَلَیْہِ آہ جب امام زین العابدین نے وہ سر انور زیر تخت یزید کے رکھا دیکھا تو مدت العمر اس حزن و ملال اور رنج و غم سے کلّہ گوسفند تناول نہ فرمایا اور ہمیشہ اپنے پدر مظلوم کی مصیبت یاد کر کے رویا کرتے تھے پس جب نظر جناب زینب کی سر اطہر پر اپنے بھائی کے پڑی اور اس حال سے زیر تخت یزید کے دیکھا تو گریبان اپنا چاک کیا اور ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور بشدت رونے لگیں وَہِیَ تُنَادِیْ وَا اَخَاہُ وَاحُسَیْنَاہُ وَاحَبِیْبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ یَا ابْنَ فَاطِمَۃَ الزَّہْرَاءِ سَیِّدَۃِ النِّسَاءِ یَا مُھْجَۃَ قَلْبَاہُ اور وہ مظلومہ فریاد کرنے لگیں ہائے اے بھائی میرے حسینؑ مظلوم اے حبیب رسولِ خدا اے فرزند علیؑ مرتضےٰ اے دلبند فاطمۂ زہرا سیدۂ نساء اے راحت دل میرے فدا ہوں میں اس سر انور پر آہ بھائی کل کی بات ہے کہ آپ کی جبرئیلؑ گہوارہ جنبانی کرتے تھے اور میکائیلؑ جھولے میں براحت و آرام سلاتے تھے تب نیند آتی تھی افسوس آج سر اقدس آپ کا اس حال سے سامنے یزید کے رکھا گیا ہے آہ مومنین وہ حال کیونکر بیان ہو مگر اتنا کافی ہے ؎ سر حسینؑ کجا مجلس شراب کجا ✤ ہجوم عام کجا آل بوتراب کجا ✤ اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ✤

مجلس ۵ فِی الْبِحَارِ عَنِ الْبَاقِرِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ تُقْبِلُ اِبْنَتِیْ فَاطِمَۃُ الزَّہْرَاءُ عَلٰی نَاقَۃٍ مِّنْ نُوْقِ الْجَنَّۃِ بحار الانوار میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ارشاد کیا ان حضرت نے فرمایا جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ و آلہ نے جب روز قیامت آئے گا تو اس روز بیٹی میری فاطمہ زہرا ایک ناقہ پر ناقہائے جنت سے سوار ہوں گی مُدَبَّجَۃُ الْجَنْبَیْنِ خِطَامُہَا مِنْ لُؤْلُؤٍ رَطْبٍ قَوَائِمُہَا مِنَ الزَّبَرْجَدِ الْاَخْضَرِ ذَنَبُہَا مِنَ الْمِسْکِ الْاَذْفَرِ عَیْنَاھَا یَاقُوْتَتَانِ حَمْرَاوَانِ پیشانی اس کی مزین ہو گی دیبائے جنت سے اور مہار اس کی گوہر آبدار سے ہو گی اور پاؤں اس کے زمرد سبز کے ہوں گے اور دم اسکی مشک خالص کی ہو گی اور آنکھیں اس کی یاقوت سرخ کی ہوں گی وَعَلَیْہَا قُبَّۃٌ مِّنْ نُوْرٍ یُرٰی ظَاہِرُہَا مِنْ بَاطِنِہَا وَبَاطِنُہَا مِنْ ظَاہِرِہَا دَاخِلُہَا عَفْوُ اللّٰہِ وَخَارِجُہَا رَحْمَۃُ اللّٰہِ اور اس پر ایک عماری نور کی ایسی شفاف ہو گی کہ اندر سے اسکے حال باہر کا اور باہر سے حال اندر کا معلوم ہو گا

اور اندر اس عماری کے بخشش خدا بھری ہو گی اور باہر سے اس کے رحمت خدا گھیرے ہو گی وَ عَلٰی
رَاْسِہَا تَاجٌ مِنْ نُوْرٍ لِلتَّاجِ سَبْعُوْنَ رُکْنًا کُلُّ رُکْنٍ مُرَصَّعٌ بِالدُّرِّ وَالْیَاقُوْتِ یُضِیْٓءُ
کَمَا یُضِیْٓءُ الْکَوْکَبُ الدُّرِّیُّ فِیْ اُفُقِ السَّمَآءِ عَنْ یَمِیْنِہَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ وَعَنْ
شِمَالِہَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ اور سر پر فاطمہ زہرا کے ایک تاج ہو گا نور کا اور اس تاج کے
ستر گوشے ہوں گے اور ہر گوشہ اس کا مرصع ہو گا درِ آبدار اور یاقوتِ سرخ سے اور ہر گوشہ اسکا اس
طرح سے روشن ہو گا جسطرح کوکب درخشاں بالائے آسمان تاباں ہوتا ہے اور جانب راست اس
ناقہ کے ستر ہزار فرشتے اور جانب چپ اسکے ستر ہزار فرشتے جلو میں فاطمہ زہرا کے ہونگے وَ جِبْرَئِیْلُ
اٰخِذٌ بِخِطَامِ النَّاقَۃِ وَیُنَادِیْ بِاَعْلٰی صَوْتِہٖ غُضُّوْا اَبْصَارَکُمْ وَنَکِّسُوْا رُؤُسَکُمْ حَتّٰی
تَجُوْزَ فَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ نِ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اور مہار اس ناقہ کی جبرئیل امین کے ہاتھ
میں ہو گی اور وہ باواز بلند ندا کریں گے کہ اے اہل محشر آنکھیں اپنی بند کر لو اور سروں کو اپنے جھکا
لو جب تک کہ فاطمہ زہراء بنت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ عرصۂ محشر سے گذر جائیں فَلَا یَبْقٰی
یَوْمَئِذٍ نَبِیٌّ وَلَا رَسُوْلٌ وَلَا صِدِّیْقٌ وَلَا شَہِیْدٌ اِلَّا غَضُّوا اَبْصَارَہُمْ حَتّٰی تَجُوْزَ فَاطِمَۃُ
الزَّہْرَآءُ پس اس روز کوئی نبی اور رسول اور صدیق اور شہید باقی نہ رہے گا جو آنکھیں اپنی بند
نہ کریں یہاں تک کہ جناب فاطمہ زہراء عرصۂ محشر سے گذر جائیں گی حضرات سنا آپ نے مرتبہ
جناب سیدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام کا کہ اس ناقہ جنت کے یمین و یسار ستر ستر ہزار فرشتے ہونگے
اور جبرئیل امین کے ہاتھ میں مہار اس ناقہ کی ہو گی اور ندا کرتے ہونگے کہ اے اہل محشر آنکھیں اپنی
بند کر لو کیوں مومنین اب کیا حاجت بیان ہے افسوس ہے حال پر جناب زینب و اُم کلثوم
دختران جناب سیدہ کے کہ وہ ستم رسیدہ روز روشن میں بازار شام میں شتران بے کجاوہ و عماری
پر سوار اور ہزاروں اشقیا شمشیر و نیزہ بدست ہر چہار طرف سے گھیرے ہوئے مجمع عام میں ندا کرتے
تھے اَلَا یَا اَہْلَ الشَّامِ ہٰٓؤُلَآءِ الْاُسَارٰی مِنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ آگاہ ہو اے اہل شام یہ اسیران آل
رسول خدا سے ہیں پس بازاروں میں پھراتے ہوئے دربار یزید میں لائے فِی الْمُنْتَخَبِ وَمَقْتَلِ اَبِیْ مِخْنَفٍ
عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ لَمَّا وَقَفْنَا عَلٰی یَزِیْدَ بْنِ مُعَاوِیَۃَ اَوْثَقُوْا بِحِبَالٍ
وَرَبَقُوْنَا مِثْلَ الْاَغْنَامِ چنانچہ منتخب اور مقتل ابو مخنف میں امام زین العابدین سے منقول ہے کہ فرمایا آنحضرت نے
جب ہم اہلبیت رسالت کو اشقیائے کوفہ و شام نے چاہا کہ سامنے یزید بن معاویہ کے لیجائیں تو اسوقت وہ اشقیا
مجھ رسیاں لیکر آئے اور ہم سب اولاد رسول کو مثل اغنام کے مستحکم باندھا وَ نَحْنُ اِثْنَا عَشَرَ نَفَرًا مِنْ اَہْلِبَیْتٍ

مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ اور ہم بارہ نفر اہلبیت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ سے تھے وَكَانَ الْحَبْلُ بِعُنُقِيْ وَعُنُقِ اُمِّ كُلْثُوْمٍ وَبِكَتِفِ زَيْنَبَ وَسَكِيْنَةَ وَفَاطِمَةَ وَالْبَنَاتِ وَسَاقُوْنَا آہ ایک ریسمان تم سے گلو میرا اور گلوئے ام کلثومؑ کا باندھا اور بازوئے زینب خاتون اور سکینہ اور فاطمہ اور رقیہ اور زینبؑ اور باقی سب دختران ستم رسیدہ کا باندھا اور اسی حال سے وہ اشقیا ہمیں لے چلے وَكُلَّمَا قَصَّرْنَا عَنِ الْمَشْيِ ضَرَبُوْنَا حَتّٰى اَوْقَفُوْنَا بَيْنَ يَدَيْ يَزِيْدَ وَهُوَ عَلٰى سَرِيْرِ مَمْلَكَتِهٖ اور اگر ہم میں سے کوئی بوجہ اذیت کے چلنے میں کمی کرتا تھا تو وہ اعدا ہمیں تازیانے مارتے تھے یہاں تک کہ ہمیں سامنے یزید لعین کے لے جاکر مجمع عام میں ٹھہرایا اسوقت وہ شقی تخت سلطنت پر بکمال تکبر و غرور بیٹھا تھا فَقُلْتُ لَهٗ يَا يَزِيْدُ اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ اُكَلِّمَكَ فَقَالَ يَزِيْدُ قُلْ وَلَا تَقُلْ هُجْرًا پس میں نے اس سے کہا اے یزید آیا مجھے اجازت ہے کہ میں تجھ سے کچھ کہوں یہ سنکر اس بے ادب نے جواب دیا کہو کیا کہتے ہو لیکن کوئی بات نامناسب نہ کہنا فَقُلْتُ يَا يَزِيْدُ اِنِّيْ وَقَفْتُ مَوْقِفًا لَا يَنْبَغِيْ لِمِثْلِيْ اَلْهُجْرُ فَمَا ظَنُّكَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ لَوْ يَرَانَا عَلٰى هٰذِهِ الصِّفَةِ میں نے کہا اے یزید میں اس حال سے تیرے سامنے اسیر و مقید کھڑا ہوں مجھے کب زیبا ہے کہ کلام نامناسب کہوں لیکن تجھ سے یہ پوچھتا ہوں کہ کیا گمان ہے تیرا کہ اگر رسولِ خدا ہمیں رسن بستہ اسطرح تیرے سامنے دیکھتے تو تیرے حق میں کیا فرماتے فَبَكٰى وَبَكَى الْحَاضِرُوْنَ یہ سنکر وہ مکار بظاہر رونے لگا اور جو لوگ گرد اسکے موجود تھے وہ بھی روئے اور کہا کہ یہ ریسمان کھول دو آہ مومنین اعدا نے وہ ریسمان ایسی مضبوط باندھی تھی کہ نہ کھل سکی فَقُطِعَتْ پس وہ کاٹی گئی بعد اسکے یزید نے حکم دیا ان کو زندان میں لیجا کر قید کرو پس اعدا نے ایسے قیدخانہ میں بند کیا جو دن کی دھوپ اور رات کی شبنم سے محفوظ نہ تھا اور نہایت تنگ تھا اور زمین بھی اسکی ہموار نہ تھی جسکے سبب سے اہلبیت رسالت کو نہایت تکلیف تھی چنانچہ انوار نعمانیہ میں منہال سے منقول ہے کہ کہا اس نے میں نے دمشق میں امام زین العابدینؑ کو دیکھا کہ نہایت ضعیف و ناتوان اور عصا پر تکیہ کئے کھڑے ہیں اور پائے اقدس گویا مانند نے کے خشک ہیں اور ان سے خون جاری ہے اور چہرہ انور زرد ہے یہ دیکھکر میں اسقدر رویا کہ گریہ گلوگیر ہوا اور عرض کیا كَيْفَ اَصْبَحْتَ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ؐ یا ابن رسول اللہ مزاج اقدس آپکا کیسا ہے اور کہاں کا ارادہ ہے پس فرمایا اے منہال کیا حال پوچھتا ہے اسکا جو مظلوم کہ یزید ابن معاویہ سے بیرحم کا اسیر ہوا اے منہال جس قید خانہ میں مقید ہیں وہ بے سقف اور نہایت تنگ ہے کہ حرارت آفتاب سے جلتے ہیں نہ ہوا کا اسمیں گذر ہے چونکہ میں بیمار ہوں تھوڑی دیر باہر چلا آتا ہوں اور یہاں خیال ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو کوئی بچہ گھبرا کے مر جائے پس جلد اسی محبس میں چلا جاتا ہوں راوی کہتا ہے اسی اثنا میں ایک معظمہ کی آواز آئی کہ وہ فرماتی ہیں اے نور نظر بابا علیؑ

تم کہاں ہو یہ سُن کے حضرت نے مجھ سے کلام ترک کیا اور روتے روتے قیدخانہ میں چلے گئے اور میں متحیر تھا کہ یہ مخدومہ کون ہیں پس معلوم کیا کہ وہ ستم رسیدہ جناب زینبؑ تھیں آہ اُس مظلومہ کو اتنی مفارقت اُس بیمار کی گوارا نہ تھی اسلئے کہ عالم مسافرت میں کوئی حامی و سرپرست اور محرم باقی نہ تھا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

مجلس ۵۸

فِی الْخَرَائِجِ اَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ اَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ رَجُلٌ ذُوْ حَيَاءٍ وَاَنَّهُ اِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ وَرَمَقُوْهُ بِاَبْصَارِهِمْ خَجِلَ وَانْقَطَعَ لَوْ اَذِنْتَ لَهُ خرائج میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ عمر بن عاص نے جو معاویہ کا وزیر تھا معاویہ سے کہا کہ حسن بن علی علیہما السلام صاحب حیا ہیں جب یہ منبر پر جائیں گے اور ہر شخص حاضرین مجلس سے ان پر چشمک زن ہو گا تو وہ شرمسار ہونگے اور کلام نہ کر سکینگے اگر تو اذن دے تو وہ منبر پر جائیں فَقَالَ مُعَاوِيَةُ اَبَا مُحَمَّدٍ لَوْ صَعِدْتَ الْمِنْبَرَ وَوَعَظْتَنَا معاویہ نے کہا کہ اے ابو محمدؑ اگر آپ منبر پر جا کے ہم لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمائے تو بہتر تھا فَقَامَ وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَنْ عَرَفَنِیْ فَقَدْ عَرَفَنِیْ وَمَنْ لَمْ يَعْرِفْنِیْ فَاَنَا الْحَسَنُ ابْنُ عَلِیٍّ وَابْنُ سَيِّدَةِ النِّسَاءِ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَنَا ابْنُ نَبِیِّ اللّٰهِ پس وہ حضرت کھڑے ہوئے اور منبر پر تشریف لے گئے اور حمد و ثنائے الٰہی بفصاحت و بلاغت بجالائے بعد اسکے فرمایا جو شخص مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے اور جو نہیں جانتا ہے وہ جانلے کہ میں حسن بن علیؑ بن ابیطالب اور فرزند فاطمہ زہرا سیدہ نسا بنت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ والہ کا ہوں کہ بڑا نواسا ہوں جناب رسولخدا کا اَنَا ابْنُ السِّرَاجِ الْمُنِيْرِ اَنَا ابْنُ الْبَشِيْرِ النَّذِيْرِ اَنَا ابْنُ مَنْ بُعِثَ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اَنَا ابْنُ مَنْ بُعِثَ اِلَى الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَنَا ابْنُ خَيْرِ خَلْقِ اللّٰهِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَنَا ابْنُ صَاحِبِ الْمُعْجِزَاتِ وَالدَّلَائِلِ میں ہوں چراغ روشن میں ہوں فرزند ان حضرت کا جو بشارت دینے ہیں نعمائے جنت سے اور خوف دلانے والے عذاب آخرت سے میں ہوں فرزند ان کا جو مبعوث ہوئے ہیں اور رحمت خدا ہیں واسطے عالمین کے میں ہوں فرزند ان کا جو بہترین خلق ہیں بعد رسولخدا کے میں ہوں فرزند اس کا جو صاحب فضائل و مناقب ہے میں ہوں فرزند اس کا جو صاحب معجزات و دلائل ہے اَنَا ابْنُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَا ابْنُ الْمَدْفُوْعِ عَنْ حَقِّهٖ اَنَا ابْنُ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ اَنَا ابْنُ مَكَّةَ وَمِنٰى اَنَا ابْنُ الْمَشْعَرِ وَالْعَرَفَاتِ اَنَا وَاحِدُ سَيِّدَیْ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ میں ہوں فرزند امیر المومنینؑ کا میں ہوں فرزند اسکا جو اپنے حق سے محروم رکھا گیا ہوں فرزند صاحب رکن و مقام کا میں ہوں فرزند صاحب مکہ و منیٰ کا میں ہوں فرزند صاحب مشعر و عرفات کا میں ہوں ایک دو سرداران جوانان اہل جنت سے فَاَعْتَاظَ

مُعَاوِيَةُ وَقَالَ خُذْ فِي نَعْتِ الرُّطَبِ وَدَعْ ذَا فَقَالَ الرِّيحُ يُنْفِخُهُ وَالْحَرُّ يُنْضِجُهُ وَبَرْدُ اللَّيْلِ يُطَيِّبُهُ یہ فضائل و مناقب سُنکر معاویہ غضبناک ہوا اور کہنے لگا کہ کچھ مدح و ثنا رطب کی بیان کرو اور ان باتوں کو چھوڑ دو پس آنحضرت نے فرمایا ہوا اسے بڑھاتی ہے اور حرارت آفتاب سے پکاتی ہے اور برودت شب اسے خوش مزہ کرتی ہے ثُمَّ عَادَ فَقَالَ اَنَا ابْنُ الشَّفِيعِ الْمُطَاعِ اَنَا ابْنُ مَنْ قَاتَلَ مَعَهُ الْمَلَائِكَةُ اَنَا ابْنُ مَنْ خَضَعَتْ لَهُ قُرَيْشٌ اَنَا ابْنُ اِمَامِ الْخَلْقِ وَابْنُ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ بعد اسکے پھر حضرت نے فرمایا کہ میں ہوں فرزند اس کا جو شفاعت کرنے والا خلق کا ہے اور عالم اُن کا مطیع ہے میں ہوں فرزند اس کا جس کے ہمراہ ملائکہ نے جہاد کیا میں ہوں فرزند اس کا جس کے سامنے قریش نے فروتنی کی میں ہوں فرزند اس کا جو امام خلق ہے میں ہوں فرزند حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ و آلہ کا فَخَشِيَ مُعَاوِيَةُ اَنْ يُفْتَتَنَ بِهِ النَّاسُ فَقَالَ يَا اَبَا مُحَمَّدٍ اِنْزِلْ فَقَدْ كَفٰى مَا جَرٰى فَنَزَلَ یہ سُنکر معاویہ کو خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو لوگ طرف ان کے مائل ہوں اور فتنہ برپا ہو اور کہا اے محمدؐ منبر سے اتر آیئے جو کچھ آپ نے بیان کیا وہ کافی ہے پس امام حسن علیہ السلام منبر سے بلاچاری اتر آئے حضرات کس قدر مشابہ ہے یہ حال حالِ امام زین العابدین علیہ السلام سے کہ اسیطرح دربار یزید بن معاویہ میں آنحضرت پر بھی ایسا ہی ستم گذرا ہے افسوس ورثۂ انبیا آل رسولؐ منبر سے بھی محروم کئے گئے فِي الْمَنَاقِبِ وَغَيْرِهِ ثُمَّ اَنَّ يَزِيْدَ اَمَرَ بِخَطِيْبٍ لِيُخْبِرَ النَّاسَ بِمَسَاوِي الْحُسَيْنِ وَاَبِيْهِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْطَالِبٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ چنانچہ مناقب قدیم وغیرہ میں منقول ہے کہ جب یزید لعین نام و نسب اسیروں کا دریافت کر چکا تو بعد اسکے اس ملعون نے خطیب کو حکم دیا کہ منبر پر جا کر حسینؑ اور ان کے باپ علی ابن ابیطالب کی مذمت و برائی بیان کر فَصَعِدَ الْخَطِيْبُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَاَكْثَرَ الْوَقِيْعَةَ فِي عَلِيٍّ وَالْحُسَيْنِ وَاَطْنَبَ فِي تَقْرِيْظِ مُعَاوِيَةَ وَيَزِيْدَ وَذَكَرَهُمَا بِكُلِّ جَمِيْلٍ پس خطیب منبر پر گیا اور شان امیر المومنین علی ابن ابیطالب اور امام حسین علیہما السلام میں کلمات نامناسب بیان کئے اور اپنے زعم باطل میں مناقب معاویہ اور یزید کے بیان کئے اور انکی تعریف کو طول دیا فَصَاحَ بِهِ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَقَالَ لَهُ وَيْلَكَ اَيُّهَا الْخَطِيْبُ لَقَدِ اشْتَرَيْتَ مَرْضَاةَ الْمَخْلُوْقِ بِسَخَطِ الْخَالِقِ پس امام زین العابدین علیہ السلام نے آواز دی اور فرمایا اے خطیب وائے ہو تجھ پر تو نے واسطے خوشی مخلوق کے غضب خالق کو مول لیا وَقَالَ لِيَزِيْدَ اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ اَصْعَدَ الْمِنْبَرَ وَاَتَكَلَّمَ بِكَلِمَاتٍ فِيْهَا رِضَى اللّٰهِ وَلِجَمِيْعِ جُلَسَائِكَ فِيْهِنَّ اَجْرٌ اور یزید سے فرمایا کہ آیا مجھے اجازت ہے کہ منبر پر جا کر ایسے کلمات بیان کروں

جو باعث خوشنودی خدا اور موجب اجر حاضرین کے ہوں آہ مومنین کیا انقلاب ہے کہ فرزند رسولؐ
حجت خدا منبر پر جانے کی اجازت یزید سے طلب کرے فَاَبَى الْمَلْعُوْنُ عَلَيْهِ فَقَالَ النَّاسُ يَا اَمِيْرُ
ائْذَنْ لَهٗ فَلَعَلَّنَا نَسْمَعُ مِنْهُ شَيْئًا اس لعین نے انکار کیا اسوقت رفقائے یزید نے کہا اے امیر تم
اجازت دے تاکہ ہم لوگ کچھ ان سے سنیں کہ ان کے کلام کے ہم مشتاق ہیں پس اصرار سے اہل شام کے
یزید خاموش رہا اور حضرت منبر پر تشریف لے گئے فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ حَتّٰى اَبْكٰى مِنْهَا الْعُيُوْنَ وَ
اَوْجَلَ مِنْهَا الْقُلُوْبَ پس حمد و ثنائے الٰہی اور نعت رسالت پناہی کے بعد ایسا خطبہ فصیح و بلیغ پڑھا
کہ بے اختیار چشم حضار سے اشک جاری ہوئے اور دل ہر ایک کا کانپنے لگا اور فصاحت سے قرب و
منزلت اور نعت و عظمت اور فضائل و مناقب اپنے آبائے کرام کے بیان فرمائے کہ آخری کلمات اس
خطبہ کے یہ ہیں ثُمَّ قَالَ مَنْ عَرَفَنِيْ فَقَدْ عَرَفَنِيْ وَمَنْ لَمْ يَعْرِفْنِيْ فَاَنَا اُنَبِّئُهٗ بعد اسکے فرمایا
ایہا الناس جو شخص مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے اور جو نہیں جانتا ہے اسکو میں آگاہ کرتا ہوں اَنَا ابْنُ
وَارِثِ الْمَشْعَرَيْنِ ذٰلِكَ جَدِّيْ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ اَبُو الْحَسَنَيْنِ میں ہوں فرزند ان کا جو وارث
مشعرین ہیں وہ جد بزرگوار میرے امیر المومنین علی بن ابیطالب باپ حسنینؑ کے ہیں اَنَا ابْنُ فَاطِمَةَ
الزَّهْرَآءِ سَيِّدَةِ النِّسَآءِ میں ہوں فرزند فاطمہ زہرا سیدہ نسا بنت رسول خدا کا اَنَا ابْنُ مَسْلُوْبِ
الْعِمَامَةِ وَالرِّدَآءِ اَنَا ابْنُ مَقْطُوْعِ الرَّاْسِ مِنَ الْقَفَا اَنَا ابْنُ مَنْ كَانَ ظَمْاٰنًا حَتّٰى مَضٰى میں ہوں
فرزند اس مظلوم کا جس کا عمامہ اور ردا اتار لیا گیا میں ہوں فرزند ان کا جن کا سر اقدس پس گردن
سے جدا کیا گیا میں ہوں فرزند اس تشنہ لب کا جو دنیا سے گذر گیا فَلَمْ يَزَلْ يَقُوْلُ اَنَا اَنَا حَتّٰى
ضَجَّ النَّاسُ بِالْبُكَآءِ وَالنَّحِيْبِ وَخَشِيَ يَزِيْدُ فَاَمَرَ الْمُؤَذِّنَ بِالْاَذَانِ پس وہ جناب اسیطرح
سے جور و ستم اعدا کے بیان فرما رہے تھے یہانتک کہ سب حضار مجلس بیتاب ہو کر زار زار رونے لگی
اور آواز گریہ و بکا بلند ہوئی اور یزید خوفناک ہوا اور موذن کو واسطے اذان کے حکم دیا تا لوگ طرف
اذان کے متوجہ ہوں اور حضرت منبر سے اتر آئیں پس جب موذن نے اللہ اکبر کہا تو امام زین العابدینؑ
علیہ السلام نے فرمایا حقا کوئی شئے خداوند عالم سے برتر و بزرگ نہیں ہے اور جب موذن نے کہا
اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو حضرت نے فرمایا اس کی گواہی دیتے ہیں موئے بدن میرے اور گوشت
و پوست اور استخوان میرے اور خون میرا کہ کوئی معبود بحق نہیں ہے سوائے خدا کے اور جب موذن نے
کہا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو حضرت منبر سے متوجہ ہوئے طرف یزید کے وَقَالَ لَهٗ يَا
يَزِيْدُ اَ مُحَمَّدٌ هٰذَا جَدِّيْ اَمْ جَدُّكَ اور فرمایا اس سے اے یزید آیا یہ حضرت محمد مصطفیٰ رسول خدا

میرے جد ہیں یا تیرے جد ہیں پس اگر گمان کرے تو کہ تیرے جد ہیں تو تو نے کلمۂ کفر کہا اور جو کہے تو کہ وہ جناب میرے جد ہیں فَلِمَ قَتَلْتَ عِتْرَتَهٗ وَسَبَيْتَ ذُرِّيَّتَهٗ پس کیوں قتل کیا ان کی عترت کو اور اسیر و مقید کیا ان کی ذریت کو یہ سنکر وہ لعین ساکت ہوا اور کچھ جواب نہ دے سکا اور وہاں سے اٹھکر داخل محل ہوا اور حکم دیا کہ ان اسیروں کو قید خانہ میں بھیجدو پس اہلبیت رسالت ایسے قید خانہ میں مقید ہوئے جو دن کی دھوپ اور رات کی شبنم سے محفوظ نہ تھا اور زمین بھی اس کی ہموار نہ تھی اور نہایت تنگ تھا جس کے سبب سے اہلبیت اطہار کو نہایت اذیت و تکلیف تھی یہانتک کہ چہرے اور رخسارے اُن کے متغیر ہو گئے تھے نہ کوئی آب و طعام سے خبرگیری کرتا تھا حالانکہ دستور عالم ہے کہ اسیروں کے لئے آب و طعام مقرر ہوتا ہے افسوس اسی قید خانہ میں ایک دختر یتیمہ نے مفارقت میں اپنے پدر مظلوم امام حسینؑ کے روتے روتے انتقال کیا آہ اسوقت اہلبیت رسالت زار زار روئے اور مصیبت ان کی تازہ ہوئی اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۔۔

مجلس ۵۹

رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ ترمذی نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ کہا اس نے فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ جنت میں داخل نہوگا وہ شخص جس کے دل میں بقدر ایک ذرہ بھی تکبر و غرور ہو اور ایک حدیث میں ہے کہ اصول کفر کے تین ہیں حرص اور استکبار اور حسد اور جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا اُنحضرت نے حق سبحانہ تعالیٰ متکبروں کو قیامت کے دن بصورت مور چہار کرے گا تا پامال ہوں جبتک کہ خدا حساب خلائق سے فارغ ہو اور فرمایا ان حضرت نے دوزخ میں ایک وادی ہے واسطے متکبرین کے کہ نام اس کا سقر ہے اور متکبروں کو زمین و آسمان نفرین کرتے ہیں پس حضرات کبریائی جناب صمدیت و بے نیازی ہی کو زیبا ہے سوا اسکے اپنے تئیں بزرگ جاننا اور تفخر و مباہات اظہار عظمت و بزرگی اور کمال کرنا کسی کو زیبا نہیں ہے کیونکہ انجام اس کا برا ہے نظیر اسکی حال شیطان رجیم اور اسکے اتباع کی ہے جیسا کہ معانی الاخبار وغیرہ میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا انحضرت نے نام شیطان کا حارث تھا جب اس نے نافرمانی کی خدا کی اور تکبر کیا تو وہ کافر ہوا اور نام اس کا ابلیس رکھا گیا اور اس لعین نے چھ لاکھ برس عبادت خدا کی ہے اور بوجہ تکبر کے آخر طوق لعنت میں گرفتار ہوا پس حضرات اس کے اتباع خاص اشقیائے امت ہیں جو بعد انتقال رسول اسلام کے کافر و مرتد ہوئے اور پیرو اور مطیع شیطان کے ہوئے اور حرص اور تکبر و غرور اور حسد اور کذب و تہمت اور غصب کو ہنر جانتے تھے منجملہ انکے یزید بن معاویہ ہے کہ وہ ملعون بکمال تکبر و غرور تخت حکومت

باطلہ پر بیٹھا تھا اور گرد اسکے تمام بنی اُمیّہ اور ساکنان شام جمع تھے اور اسی حال میں اہلبیت رسالت
کو اپنے سامنے طلب کیا پس ان ستم رسیدوں کو ایک ریسمان ستم میں باندھکر سامنے اس لعین کے ٹھہرایا
قَالَ الشَّعْبِیُّ ثُمَّ اَمَرَ اَنْ یُدْخَلَ عَلَیْہِ بِعَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ فَاُدْخِلَ وَالنِّسْوَۃُ مِنْ خَلْفِہٖ چنانچہ شعبی نے
روایت کی ہے کہ بعد اسکے یزید نے امام زین العابدین علیہ السلام کو نزدیک اپنے بلایا پس وہ جناب نزدیک
اس کے تشریف لائے اور اہل حرم پیچھے پیچھے ان حضرت کے تھے فَقَالَ یَزِیْدُ مَنْ اَنْتَ فَقَالَ لَہٗ یَا
یَزِیْدُ اَنْتَ اَعْرَفُ النَّاسِ بِیْ اَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ
پس یزید لعین نے بے ادبانہ پوچھا تم کون ہو اور نام تمہارا کیا ہے بیمار کربلا نے فرمایا اے یزید تو خوب
واقف ہے میں علی بن الحسین بن علی بن ابیطالب علیہما السلام ہوں قَالَ یَزِیْدُ اَلَیْسَ قَدْ قُتِلَ
عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ قَالَ ذَاکَ اَخِیْ عَلِیٌّ الْاَوْسَطُ یزید نے کہا کیا علی بن الحسین روز عاشورا قتل نہیں
ہوا حضرت نے فرمایا وہ بھائی میرا علی اوسط تھا جو روز عاشورا ہوا کہ کربلا میں شہید ہوا قَالَ یَزِیْدُ
وَاِلَی الْقَتْلِ اُرِیْدُکَ یَا عَلِیُّ ثُمَّ اَمَرَ بِقَتْلِہٖ فَاُخْرِجَ یہ سنکر یزید نے کہا اے علی تم بھی قتل
کیے جاؤ گے یہ کہکر اس شقی نے حکم قتل کا دیا پس جلاد ان حضرت کو واسطے قتل کرنے کے لے چلے
فَصَاحَتْ زَیْنَبُ اِلٰی اَیْنَ تُرَادُ بِکَ قَالَ اِلَی الْقَتْلِ آہ یہ مصیبت عظمیٰ دیکھکر جناب زینبؑ
پکاریں اے فرزند کہاں جاتے ہو بیمار کربلا نے فرمایا میں طرف قتل ہونے کے جاتا ہوں فَصَاحَتْ
زَیْنَبُ وَاُمُّ کُلْثُوْمٍ وَحَسْبُکَ یَا یَزِیْدُ مِنْ دِمَائِنَا نَاشَدْتُکَ اللّٰہَ اِنْ قَتَلْتَہٗ فَاقْتُلْنَا
فَاَمَرَ بِرَدِّہٖ یہ سنکر جناب زینبؑ و ام کلثومؑ نے فریاد کی اور طرف یزید کے خطاب کرکے فرمایا اے
یزید کیا تجھے قتل کرنا ہم اہلبیت رسالت کا کافی نہیں ہوا اور ابھی اولاد رسولؐ کی خونریزی سے سیر نہیں
ہوا کہ تو اس فرزند رسولؐ اور ہم بیکسوں کے حامی و سرپرست اور بیمار کے قتل پر بھی آمادہ ہے پس اے
یزید اگر تیرا یہی ارادہ ہے تو پہلے ہم سب کو قتل کر یہ سنکر وہ شقی اس ارادۂ فاسدہ سے باز رہا اور
حکم دیا کہ اس بیمار کو چھوڑ دو بعد اسکے اس مغرور نے بکمال تکبر کلمات طعن کے زبان نجس پر جاری
کیے اور بیمار کربلا نے بدلیل آیات قرآن اس کا متکبر ہونا ثابت کر دیا فَرَفَعَ یَزِیْدُ رَاْسَہٗ
اِلَیْہِ وَاَمَرَ بِضَرْبِ عُنُقِہٖ فَاُخْرِجَ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ یہ سنکر یزید لعین نے سر نجس اپنا
بلند کیا اور پھر حکم دیا کہ اس بیمار کا سر جدا کرد موافق حکم اس شقی کے سامنے سے اس کے جلاد
حضرت کو لے چلے فَصَاحَتْ بِہٖ اُمُّ کُلْثُوْمٍ اِلٰی اَیْنَ یَا حَبِیْبِیْ قَالَ لَہَا اِلَی السَّیْفِ یَا عَمَّۃُ ظلم و
ستم دیکھکر جناب ام کلثومؑ پکاریں اے فرزند کہاں جاتے ہو حضرت نے فرمایا اے پھوپھی یہ جلاد مجھے

واسطے قتل کرنے کے لئے جاتے ہیں فَصَاحَتْ وَاغَوْثَاهُ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَابْنَتَاهُ مَنْ لَا يَبْقٰى يَا
سُلَالَةَ نَبِيِّ الْهُدٰى يَا بَقِيَّةَ بْنِ عَلِيِّ الْمُرْتَضٰى پس اسوقت اس ستم رسیدہ نے باواز بلند فرمایا کہ
فریاد کرتی ہوں خدا سے کہ وہی فریاد رس مظلوماں ہے اے یادگار گزشتگان اے خلاصہ خاندان
رسولخدا اے بقیہ اولاد علی مرتضے و فاطمہ زہرا اے فرزند برادر ہم بیکسوں کو بے جرم کے کس پر چھوڑے
جاتے ہو قَالَ فَضَجَّ النَّاسُ بِالْبُكَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ يَا يَزِيْدُ رُدَّ الْغُلَامَ وَاِلَّا اَنْتَ
مَقْتُوْلٌ فَرَدَّهُ راوی کہتا ہے کہ یہ کلمات جگر خراش سنکر حضار مجلس میں شور گریہ وبکا کا بلند
ہوا پس اسوقت ایک شخص نے کہ قوم یزید سے تھا کہا کہ اے یزید اس طفل یتیم کے قتل سے باز آ ورنہ
تو ابھی قتل کیا جائیگا یہ سنکر وہ لعین خوفناک ہوا اور قتل سے امام زین العابدین علیہ السلام کے
باز رہا اور حکم دیا کہ ان اسیروں کو قیدخانہ میں مقید کرو پس یزید لعین نے ان ستم رسیدوں کو ایسے
قیدخانہ میں بھجوایا جو دن کی دھوپ اور رات کی شبنم سے محفوظ نہ تھا اور اہلبیت رسالت مدت
تک اسی قیدخانہ میں مقید رہے یہاں تک کہ پوست چہرہ ہائے انور کے اتر گئے تھے آہ مومنین
یہ حال تو اسیروں کا تھا اب حال سر اقدس سید الشہداء کا سنئے کہ جب شمر لعین بکمال تکبر وغرور
مسرور ہوکر مع سر انور کے سامنے یزید ملعون کے آیا اور بطور ہدیہ پیش کیا تو اسوقت شمر نے بنظم
ومباہات کہا طَعَنْتُهُ بِالرُّمْحِ حَتّٰى انْقَلَبَا ٭ ضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ كَانَتْ عَجَبًا ٭ اے امیر اپنا
نیزہ مارا میں نے حسینؑ کو گھوڑے سے الٹ دیا اور ایسی تلوار لگائی کہ سب کو تعجب ہوا آہ اب
کس زبان سے بیان ہو کہ یزید ملعون نے کیا بے ادبی کی جیسا کہ معصوم فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَى
الثَّغْرِ الْمَقْرُوْعِ بِالْقَضِيْبِ سلام ہو ان لب و دندان اور پر جن پر چھڑی لگائی گئی اَلَا
لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ مجلس ۶ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا
الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى حق سبحانہ تعالی قرآن مجید میں فرماتا ہے اے حبیب ہمارے کہدو اپنی امت سے کہ میں تم
سے اجر و عوض رسالت کا نہیں چاہتا ہوں سوائے مودت و محبت اپنے اقربا کے ثعلبی اور شیخ طوسی
علیہ الرحمہ مفسرین فریقین نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ کہا اس نے جب یہ آیہ نازل ہوا تو صحابہ
نے خدمت میں جناب رسالتمآب کے عرض کیا یا رسول اللہ وہ اقربا آپ کے کون ہیں جنکی مودت و محبت
ہم پر واجب ہے آنحضرت نے فرمایا وہ علی مرتضے اور فاطمہ زہرا علیہما السلام اور فرزندان کے ہیں
چنانچہ ثعلبی لکھتا ہے کہ وجوب مودت کو وجوب طاعت لازم ہے یہی وجہ ہے کہ جناب رسولخدا نے کمر اپنی
امت سے بتاکید وصیت فرمائی وَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ كِتَابَ اللّٰهِ

وَعِتْرَتِیْ اَهْلَبَیْتِیْ اور فرمایا ایہا الناس میں درمیان تمہارے دو چیزیں نفیس و بزرگ چھوڑے جاتا
ہوں ایک قرآن مجید اور دوسرے عترت طاہرہ اہلبیت میرے حضرات سنا آپ نے کیا جو رسالت کو بحکم خدا
مودت ہو آل رسول کی جن کی اطاعت و پیروی جانب خدا و رسول سے ہر مسلمان پر واجب ہے اور
سب یہ حکم سن چکے تھے اور جانتے تھے مگر وائے ہو اشقیائے امت پر جو دعوائے اسلام کرتے تھے
انہوں نے اہلبیت رسالت پر کیا کیا ظلم و ستم کئے یہاں تک کہ اشقیائے قوم و شام نے فرزند خیر الانام
کو شدت گرما میں مع اہل و عیال اور اطفال خورد سال کے آوارہ وطن کیا اور مدینہ منورہ اور روضہ
رسول سے جدا کیا اور مکہ معظمہ میں جو جائے پناہ ہے رہنے بھی نہ دیا اور بمکر و دغا مہمان بلا کر مع
اصحاب و اقربا اور اولاد کے روز عاشورا صحرائے کربلا میں تشنہ لب شہید کیا اور لاشہائے انور کو
ریگ گرم پر خاک و خون آلودہ بے لباس چھوڑ کر چلے گئے اور سرہائے مقدسہ کو نیزوں پر بلند کیا اور شہر
بشہر مع اہلبیت اطہار کے پھرایا یہاں تک کہ مجمع عام میں سامنے یزید لعین کے لے گئے فی انوار
النعمانیہ وغیرہ اَنَّ یَزِیْدَ لَعَنَهُ اللهُ اَقْبَلَ اِلَی الصَّبِیَّةِ الَّتِیْ تَسْتُرُ وَجْهَهَا بِزَنْدِهَا وَ
قَالَ مَنْ هٰذِهِ الْجَارِیَةُ قَالُوْا هٰذِهٖ سُکَیْنَةُ بِنْتُ الْحُسَیْنِ چنانچہ انوار نعمانیہ اور محرق القلوب
میں منقول ہے کہ جب اہلبیت رسالت اسیر ہوکر دربار یزید لعین میں پہنچے اور وہ ملعون ہر ایک کا نام
و نسب دریافت کر چکا بعد اسکے متوجہ ہوا اس یتیمہ کی طرف جو منہ اپنا اپنے ہاتھ سے ڈھانپے تھی
اور اپنے ملازموں سے پوچھا کہ یہ لڑکی کون ہے اور نام اسکا کیا ہے لوگوں نے کہا یہ سکینہ دختر حسین بن
علی ہے یہ سنکر یزید نے کہا اے لڑکی کیا تیرا ہی نام سکینہ ہے پس بے اختیار اشک اُس یتیمہ کے
رخساروں پر جاری ہوئے یزید نے کہا اے سکینہ سبب تیرے رونے کا کیا ہے جواب دیا کہ کیونکر
نہ روئے وہ ستم رسیدہ جو مجمع نامحرموں میں بے نقاب ہو اور کچھ قسم لباس سے اسکے پاس ایسا
نہو کہ تجھ سے اور تیرے رفقا سے منہ اور سر اپنا چھپائے یہ سنکر یزید نے کہا اے سکینہ کچھ حال اپنا
جو رنج و الم تم پر گذرا ہے بیان کرو اس یتیمہ نے فرمایا اے یزید جو مصیبت ہم پر گذری وہ بے انتہا ہے
ادنے یہ ہے کہ جس روز سے میرے باپ امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے اس دن سے میں نہیں
سوئی ہوں سبب یہ ہے کہ جب بعد شہادت میرے پدر بزرگوار کے تیرے ملازموں نے ہمیں اسیر کیا
اور چاہا کہ کربلا سے کوچ کریں تو اسوقت سب اہل حرم کو شتران بے محمل و بے پردہ پر سوار کیا اور مجھے ایک
شتر مجروح و لاغر پر بٹھایا جو نہایت ضعیف تھا پس وہ بسبب ضعف کے ہر جگہ ٹھوکریں کھاتا تھا اور
میں اس پر سے گر پڑتی تھی اور اگر بسبب خوف گر پڑنے کے پیادہ چلتے چلتے زمین پر گر پڑتی تھی تو شخص

زجر بن قیس جو سامنے تیرے کھڑا ہے مجھے تازیانے مارتا تھا اور میں فریاد کرتی تھی کوئی میری فریاد رسی نہ کرتا تھا کیوں مومنین اور وقت شاید شمر ظالم کی یہ شکایت بھی کی ہو چنانچہ کہ محرق القلوب میں منقول ہے کہ جب سکینہؑ خاتون لاش پدر مظلوم سے لپٹی ہوئی صحرائے کربلا میں روتی تھیں اور بین جگر خراش کرتی تھیں تو شمر لعین نے کس ظلم و ستم سے لاش پدر سے جدا کیا ع تَقبِّلُ جُثمانَ الحُسَینِ سُکَینَۃٌ وَشِمرٌ لَھَا بِالسَّوطِ ضَربٌ یَمنَعُ ∴ سکینہ خاتون لاش بے سر امام حسین علیہ السلام کے لپٹی ہوئی منہ اپنا گلوئے بریدہ پر رکھکر بوسے لیتی تھیں اور روتی تھیں پس رونا اس یتیمہ کا شمر لعین کو ناگوار ہوا اور بکمال غضب تازیانے مارتا تھا اور رونے سے منع کرتا تھا ع نَبُو لِھَا ضَربُ السِّیَاطِ فَتَلتَجِی ∴ یَعتَمِھَا مِن حَیثُ بِالضَّربِ تُوجَعُ ∴ آہ جب وہ مظلومہ ضرب تازیانوں سے متاذی ہوئیں تو روتی ہوئی دامن جناب زینبؑ سے لپٹ گئیں اور شکایت ظلم و ستم شمر کی کرنے لگیں وہ مظلومہ بیکسی پر اپنی بہت روئیں تَقُولُ لَہٗ یَا شِمرُ وَیحَکَ ∴ اِنَّھَا ھِیَ بِالتَّقبِیلِ تَرضٰی وَتَقنَعُ ∴ پس جناب زینبؑ نے اس لعین سے فرمایا اے شمر وائے ہو تجھ پر اس ستم رسیدہ پر کیوں اس قدر ظلم کرتا ہے اس یتیمہ نے تو فقط اکتفا کی ہے کہ لاش پدر کے بوسے لے رہی ہے اور تجھ سے خواہاں دلاسا اور تسلی نہیں ہے پس اتنی بات پر یہ ظلم و ستم کرتا ہے اور رونے سے منع کرتا ہے آہ اس بیرحم نے کچھ اعتنا نہ کی اور اس یتیمہ کو لاش پدر سے کھینچکر جدا کیا اور بخوف جی بھر کے رونے بھی نہ دیا اَلَا لَعنَۃُ اللّٰہِ عَلَی القَومِ الظّٰلِمِینَ ∴

مجلس ۱۶ لَا تَغرُبِی یَا شَمسُ حَتّٰی یَنتَھِی مَدحِی لِصِنوِ المُصطَفٰی وَلِنَجلِہٖ ∴ وَاثنِی عِنَانَکِ اِذ عَزَمتُ ثَنَائَہٗ ∴ اَنَسِیتِ یَومَکِ اِذ رُدِدتِ لِاَجلِہٖ ∴ وَاِن کَانَ لِلمَولٰی وُقُوفُکِ فَلیَکُن ∴ ھٰذَا الوُقُوفُ لِخَیلِہٖ وَلِرَجلِہٖ حضرات فضائل و مناقب ائمہ طاہرین کا کیا ذکر ہے وہ تو باعث ایجاد عالم ہیں آنحضرت کے شیعہ اور تابعین کو خدا نے ان کے طفیل سے بکثرت فضائل و مراتب عطا فرمائے ہیں چنانچہ علامہ حلی علیہ الرحمہ نے کشف الحق میں روایت کی ہے کہ ایک مرد زاہد و متقی لوگوں کو جمع کرکے وعظ کہتا تھا اس نے ایک دن اثنائے وعظ میں کچھ فضائل و مناقب حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے بیان کرنے شروع کئے یہاں تک کہ قریب تھا کہ آفتاب غروب ہو جائے اور افق سما کو تاریکی نے گھیر لیا تھا پس واعظ نے اس جوش مدح و ثنا میں آفتاب کی طرف مخاطب ہو کر برجستہ اشعار مذکورہ پڑھے جنکا ترجمہ یہ ہے کہ اے آفتاب ابھی تو غروب مت ہو جب تک کہ میری مدح و ثنا تمام نہو واسطے داماد اور وصی رسولخدا اور آل آنحضرت کے اور میں تیری عنان کو پھیرتا ہوں

کہ میں نے ان حضرت کی مدح و ثنا کا ارادہ کیا ہے کیا تو اپنے اُس دن کو فراموش کر گیا کہ جب
تو نے واسطے اس جناب کے کئی مرتبہ رجعت کی ہے اور اگر تو نے واسطے ہمارے سید و آقا کے
رجعت کی تھی پس اُس وقت تجھے چاہیے کہ اس آقا کے لشکر کے سوار و پیادوں کے لیے بھی ٹھہر جا
راوی کہتا ہے کہ ببرکت و اعجاز آنحضرت کے واسطے مداح کے آفتاب ٹھہر گیا اور افق سما روشن
ہوا یہاں تک کہ مداح فضائل و مناقب پڑھ چکا اُسوقت اس نے نماز پڑھی اور آفتاب نے
غروب کیا حضرات اسیطرح امام حسین علیہ السلام کے لیے آفتاب ٹھہرا جب روز عاشورا شیطان نے
درگاہِ الٰہی میں آنحضرت کے صبر و استقلال کا امتحان چاہا چنانچہ ملا آقا دربندی نے لکھا ہے کہ جب
آفتاب نے اثر حرارت اپنا صرف جناب سید الشہداء اور شیطان لعین پر ظاہر کیا تو ابلیس باوجودیکہ
ناری تھا تاب نہ لا سکا فوراً وہاں سے چلا گیا اور حضرت نے بند قبا کھولکر سینۂ اقدس طرف آفتاب
کے کیا اسی اثنا میں جبرئیل نے بروئے ہوا چاہا کہ اپنے پروں کا سایہ کرے حضرت نے یہ دیکھکر فرمایا
کہ جبرئیل ہٹ جاؤ یہ وقت امتحان ہے پس جب بعد شہادت اصحاب و اقربا اور اولاد کے تنہا
رہ گئے تو اپنے داہنے اور بائیں بحسرت و یاس نگاہ کی تو کسیکو اپنے انصار سے نہ پایا آہ ان کی لاشیں
پارہ پارہ خاک و خون میں آلودہ پڑی تھیں ؎ نہ عباس پیدا نہ قاسم نہ اکبر ؛ نہ فضل و نہ
احمد نہ عون و نہ جعفر ؛ نہ خدمت گزارے کہ ہر جانبش ؛ بوقت سواری بگیرد رکابش ؛ پس
مظلوم کربلا ان کی مفارقت پر بشدت رو دیے کیونکہ اُسوقت کوئی سوار کرنے والا نہ تھا اور غلام تک شہید
ہو چکے تھے اُسوقت بنابر روایت محرق القلوب کے جبرئیل نے آکر رکاب پکڑی اور امام حسین
سوار ہو کر میدان قتال میں سامنے لشکر اعدا کے تشریف لائے اور وہ جناب بعد کارزار کے زخمی ہو کر
ذوالجناح سے منہ کے بل زمین پر تشریف لائے اور خاک و خون آلودہ بقرار حرارت آفتاب میں
ریگ گرم پر پڑے رہے جیسا کہ آغاز و انجام میں آنحضرت کے جناب مفتی صاحب لکھتے ہیں ؏ دخول مہد جبرئیل
یوماً ؛ و اِدْ میکال تا غانم مہد یوماً ؛ ایک دن وہ تھا کہ جبرئیل گہوارہ جنبانی کرتے تھے اور میکائیل آنحضرت
کو راحت و آرام سلاتے تھے تب نیند آتی تھی ؛ و کوما نام فی الشمس لنہار ؛ و لم یات ذا سکون او قرار
اور ایک دن وہ تھا کہ تمازت آفتاب میں ریگ گرم پر بے فرش و بالش کے سوتے تھے کہ ذرا آنحضرت
کو آرام و قرار نہ تھا آہ کیا مقام افسوس ہے کہ اولاد و عترت رسول کو اشقیائے کوفہ و شام
تشنہ لب قتل کریں اور بعد اسکے لاشیں انکی بے لباس ریگ گرم پر حرارت آفتاب میں چھوڑ کر چلے جائیں
اور کوئی متوجہ طرف دفن کے نہو اور تین روز تک لاشیں خاک و خون آلودہ پڑی رہیں چنانچہ

اکسیر العبادات میں منقول ہے کہ جب بنی اسد اہل غاضریہ و نینوی بعد تین دن کے واسطے دفن شہدا کے آئے فَجَعَلُوا يَنْظُرُونَ الْجُثَثَ فِي الْمَعْرَكَةِ پس وہ مقتل میں لاشوں کو دیکھنے لگے فَلَمْ يَعْرِفُوا جُثَّةَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ بَيْنِ تِلْكَ الْجُثَثِ افسوس انہوں نے لاش اطہر امام حسین علیہ السلام کو ان لاشوں میں نہ پہچانا لِأَنَّهَا بِلَا رُؤُوسٍ وَقَدْ غَيَّرَتْهَا الشُّمُوسُ اسواسطے کہ وہ جسد ہائے نورانی سب بے سروں کے خاک وخون میں غلطاں ریگ گرم صحرا پر پڑے تھے اور بسبب تمازت آفتاب کے متغیر ہو گئے تھے اور اعدا نے لباس تک لوٹ لیا تھا آہ اب کونسی علامت ظاہری تھی جو بنی اسد کے اہل قریہ پہچان لیتے حضرات یہ تو حال لاشہائے شہدا کا تھا اور اہلبیت رسالت کو اسیر کرکے مع سرہائے شہدا شہر بشہر اور بازاروں میں پھرایا چنانچہ حجت خدا فرماتے ہیں يُسَاقُونَ كَالْإِمَاءِ الْمُسْتَبِيَاتِ فِي الْبَرَارِي وَالْفَلَوَاتِ ان ستم رسیدوں کو مانند کنیزوں کے اسیر کرکے اعدا جنگل اور زمین ناہموار و صحرا میں لئے پھرے تَلْفَحُ وُجُوهَهُمْ حَرُّ الْهَاجِرَاتِ آہ منہ اُن کے دوپہر کی دھوپ تیزی آفتاب سے جلتے تھے أَيْدِيهِمْ مَغْلُولَةٌ إِلَى الْأَعْنَاقِ يُطَافُ بِهِمْ فِي الْأَسْوَاقِ افسوس ہاتھ اُن سبکیا ہوں کے گردنوں سے باندھے تھے اسیطرح بازاروں میں پھراتے تھے آہ مومنین یہ مصیبت کس قدر عظیم ہے کہ دختران رسولخدا اس حال سے شام میں پہنچیں پس جب دمشق میں پہنچیں تو خوف تھا کہ دیکھئے یہاں کیا مصیبت درپیش ہو اور کس طرف سے اعدا ہمیں لے چلیں فِي الْمَقْتَلِ عَنْ سَهْلٍ أَنَّهُ قَالَ وَقَائِلٌ يَقُولُ الرَّأْسُ يَدْخُلُ مِنْ هٰذَا الْبَابِ فَوَقَفْتُ هُنَاكَ وَكُنْتُ أَسْمَعُ حَتَّى مَا لَغَفْتُ جَهُمْ چنانچہ مقتل ابو مخنف میں سہل بن سعد سے منقول ہے وہ کہتا ہے کہ میں بازار دمشق میں کھڑا تھا کہ ایک منادی ندا کرتا تھا کہ سراقدس اس دروازہ سے کہ وہ باب جیرون تھا داخل شہر ہوگا یہ سنکر میں اسی جگہ کھڑا رہا اور بسبب ان اشقیا کے فرح وسرور کے نہایت رنجیدہ دمحزون تھا وَإِذَا بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالنُّورُ يَسْطَعُ مِنْهُ كَنُورِ رَسُولِ اللّٰهِ فَلَطَمْتُ وَجْهِي وَعَلَا بُكَائِي وَنَحِيبِي یکایک سرانور امام حسین علیہ السلام کا سامنے سے نمودار ہوا کہ نور اس سے مانند نور چہرہ اقدس محمد مصطفےٰ کے ساطع و بلند تھا یہ دیکھکر میں نے اپنا منہ پیٹ لیا اور بے اختیار آواز گریہ وبکا میری بلند ہوئی و قُلْتُ وَاحُزْنَاهُ لِلْأَبْدَانِ السَّلِيبَةِ النَّازِحَةِ عَنِ الْأَوْطَانِ الْمَدْفُونَةِ بِلَا أَكْفَانٍ وَاحُزْنَاهُ عَلَى الْخَدِّ التَّرِيبِ وَالشَّيْبِ الْخَضِيبِ اور کہا میں نے افسوس ہے ان بدنہا طاہر پر جو عالم غربت میں بے لباس کئے گئے اور اپنے وطنوں سے جدا کئے گئے اور بغیر کفن کے دفن کئے گئے ہائے افسوس ان رخساروں پر جو خاک آلودہ ہوئے اور افسوس ہے اس ریش سفید و نورانی پر جو خون بدن سے خضاب ہوئی یا رسول اللہ

لَیْتَ عَیْنَکَ تَرٰی رَاسَ الْحُسَیْنِ فِیْ دِمَشْقَ یُطَافُ بِہٖ فِی الْاَسْوَاقِ یارسول اللہ کاش کہ
آپ بچشم خود دیکھتے اسوقت سر انور اپنے فرزند حسین مظلوم کا کہ کس طرح بازار دمشق میں پھرایا جاتا
ہے وَبَنَاتُکَ مُشْتَهَرَاتٌ عَلَی النِّیَاقِ مُشَقَّقَاتِ الذُّیُوْلِ وَالْاَزْیَاقِ یَنْظُرُ اِلَیْهِنَّ اَشْرَارُ
الْفُسَّاقِ اور نواسیاں آپ کی شتران بے کجاوہ پر چاک گریبان بالباس کہنہ سر عریان پھرائی جاتی ہیں
کہ اشرار فساق ان کو دیکھتے ہیں اَیْنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْطَالِبَ یَرَاکُمْ عَلٰی هٰذِہِ الْحَالَةِ ہائے افسوس
کہاں ہیں اسوقت علی بن ابیطالب علیہ السلام کہ وہ جناب سرہائے شہدا اور اسیروں کو اس حال سے
دیکھیں آہ آخر سر اقدس امام حسینؑ کا باب ساعات سے پھراتے ہوئے سامنے یزید کے بطور ہدیہ پیش
کیا گیا اور وہ لعین اسوقت نہایت مسرور تھا اور لب و دندان انور پر چھڑی سے بے ادبی کرتا تھا
جیسا کہ حجت خدا فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی الثَّغْرِ الْمَقْرُوْعِ بِالْقَضِیْبِ **مجلس ۶۲** قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ مَنْ ذَکَرَ فَضِیْلَةً مِنْ فَضَائِلِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبِ عَلَیْہِ السَّلَامُ مُقِرًّا
بِهَا غَفَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَاَخَّرَ کتاب روضہ میں منقول ہے فرمایا جناب
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ جو مومن ذکر کرے کسی فضیلت کا فضائل علی بن ابیطالب علیہ السلام
سے درآنحالیکہ مقر ہو اور اعتقاد رکھتا ہو اس فضیلت و شرف کا تو حق سبحانہ تعالیٰ گناہ گذشتہ اور
آئندہ اس مومن کے بخش دیگا اور خرائج میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا آنحضرت
نے کہ جب امیرالمومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام جنگ صفین سے فارغ ہو کر کنارہ پر
فرات کے تشریف لائے تو لب دریا کھڑے ہو کے فرمایا اَیُّهَا الْوَادِیْ
میں کون ہوں یہ سنکر دریا جوش و خروش میں آیا اور موج زن ہوا جو لوگ
اس وقت وہاں پر حاضر تھے انہوں نے سنا کہ فرات سے یہ آوازیں بلند ہوئیں
اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ وَاَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ
اللّٰہِ وَحُجَّةُ اللّٰہِ عَلٰی خَلْقِہٖ اور بحار الانوار میں منقول ہے کہ حضرت امیرالمومنین علی
بن ابیطالب علیہ السلام کسی جہاد میں تھے کہ وقت نماز کا قریب پہنچا اور پانی مہیا نہ ہوا کہ
وضو کریں اس وقت حضرت نے نگاہ طرف آسمان کے کی اور لوگ کھڑے دیکھ رہے تھے پس
جبرئیل و میکائیل فوراً نازل ہوئے جبرئیل کے ہاتھ میں ایک سطل یعنی طاس پانی سے بھرا ہوا تھا
اور میکائیل کے ہاتھ میں ایک رومال سندس بہشت کا تھا وہ دونوں لا کر آنحضرت کے پاس رکھ دئیے
حضرت نے اس پانی سے وضو کیا اور رومال سے چہرہ انور کو خشک کیا اسوقت جبرئیل و میکائیل

طرف آسمان کے گئے کیوں مومنین اب کیا حاجت بیان ہے آہ آنحضرت کی اولاد پر اشقیائے کوفہ وشام نے کربلا میں پانی کی ایسی ممانعت اور تنگی کی کہ وہ حضرات بجائے وضو کے تیمم کرتے تھے اور اہل حرم اور بچے شدت تشنگی سے فریاد العطش العطش کرتے تھے اور مظلوم واسطے اتمام حجت کے فرماتے تھے جیسا کہ شاعر بزبان حال آنحضرت کے کہتا ہے ؎

أيا ساكني شام ويا أهل كوفة	أهكذا أوصى النبي المكرم

اے اہل کوفہ وشام آیا جناب رسولخدا نے امت سے یہی وصیت فرمائی تھی کہ میری عترت وذریت سے بجائے مودت ومحبت کے ظلم وستم کرنا اور پانی تک بند کردینا ؎ اعاشتم تم ماء الفرات جحودکم ؎ وآل طه للصلوة تیمموا ؎ مقام حیرت ہے کہ راکب ومرکب تمہارے اس نہر فرات سے سیراب ہوں اور اولاد رسولخدا پانی آب سے بجائے وضو کے تیمم کریں ؎ یموت عطاشا اهل بیت محمد ؎ ویشرب هذا الماء ترک ودیلم ؎ ہائے کیا غضب ہے کہ اہلبیت رسولخدا شدت تشنگی سے جان بلب ہوں اور کفار ترک ودیلم اس نہر فرات سے سیراب ہوں ؎ ثلث لیال قد مضین علی الولا ؎ بأیامها والماء علینا محرم ؎ تین شبانروز اہلبیت رسالت پر پیہم گذر چکے ہیں کہ تم نے پانی ہم پر حرام کردیا ہے اور بچے اور اہل حرم ہمارے پیاس سے ہلاک ہوتے ہیں اور بروایتے حضرت اس وقت اس شدت تشنگی میں فرماتے تھے یا قوم هذا ماء الفرات یلوح کانه بطون الحیات اے قوم نا انصاف یہ آب فرات مثل شکم مار کے چمکتا اور لہرا رہا ہے تشربه الیهود والنصاریٰ والکلاب والخنازیر ؎ پیتے اس پانی کو یہود ونصاریٰ اور کلاب وخنازیر تک پیتے ہیں وآل رسول الله یموتون عطشا ؎ اور ذریت وعترت جناب رسولخدا کی بسبب شدت تشنگی کے ہلاک ہوتی ہے آہ مومنین عوض پانی کے ان اشقیا نے جواب دیا یا حسین لو کان وجه الارض کله ماء ما اعطیناک قطرة ؎ اے حسین اگر تمامی روئے زمین پانی ہو اور وہ سب ہمارے قبضہ میں ہو تو بھی ہم ایک قطرہ آپ کو نہ دینگے جبتک کہ بیعت یزید کی اختیار نہ کروگے یہ کہکر تلوار سونتے لگے پس بروایت مقتل ابومخنف اور محرق القلوب وغیرہ یہ کلام بیہودہ اور لفظ بیعت سنکر آنحضرت نے فرمایا استغفر الله ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم اے اشقیا کب ہوسکتا ہے کہ میں بخوف جان اس شرابخوار فاسق کی بیعت کرکے دین خدا ورسول کو برباد کروں ؎ ثم انتضی للحرب سبط محمد ؎ غضبا کمنقض الشهاب النیر ؎ بعد اس کے فرزند

رسولِ خدا دلبند علی مرتضیٰ نے ذوالفقار حیدر کرّار کو واسطے جہاد کے میان سے کھینچ لیا کہ ضوء و چمک سے اس کی نظر تمام لشکر کی خیرہ ہو گئی اور سب کو معلوم ہوا کہ بجلی آسمان سے گری یا شہاب ثاقب ٹوٹ کر گرا پس حضرت نے اُن پر حملہ کیا اور میمنہ اور میسرہ اور قلب لشکر سے ایک جماعت کثیرہ کو قتل کیا فَیُقَالُ مَنْ هٰذَا اَسِبْطُ الْمُصْطَفٰی فِیْ کَرْبَلَا اَمْ حَیْدَرٌ فِیْ خَیْبَرٍ پس بعضے اشقیا باہم کہتے جاتے تھے کہ آیا یہ نواسے رسولِ خدا کے کربلا میں باوجود شدت تشنگی کے قتل کر رہے ہیں یا معرکۂ خیبر میں حیدر صفدر جہاد کرتے ہیں فَلَمْ یَزَلْ یُقَاتِلُ حَتّٰی نَادَی الشِّمْرُ یَا قَوْمُ الرَّأْیُ عِنْدِیْ اَنْ تَتَفَرَّقُوْا عَلَیْهِ وَ عَلٰی اَنْ نَحْضُرَ بِالْفُرْسَانِ وَ نَرْمِیَهٗ بِالسِّهَامِ وَ الرِّمَاحِ مِنْ کُلِّ جَانِبٍ وَّ مَکَانٍ پس حضرت اسیطرح مشغول جہاد تھے یہانتک کہ شمر لعین نے گھبرا کے اپنے لشکر کو آواز دی اے قوم اب میرے نزدیک یہ مناسب ہے کہ ہم سب متفرق ہو کر ہر طرف سے سوار و پیادہ ہجوم کریں اور اس دلاور پر ہر جانب سے تیر و نیزہ اور تلوار چھر لگائیں تب اُن پر غالب ہونگے فَتَفَرَّقُوْا عَلَیْهِ فِرَقًا فِرْقَةٌ بِالنِّبَالِ وَ فِرْقَةٌ بِالرِّمَاحِ وَ فِرْقَةٌ بِالسُّیُوْفِ وَ فِرْقَةٌ بِالْحِجَارَةِ پس ترغیب سے شمر لعین کے وہ سب اشقیا متفرق ہو گئے اور ہر طرف سے ہجوم کیا ایک طرف سے تیر اندازوں نے اور ایک طرف سے نیزہ داروں نے اور ایک طرف سے شمشیر زنوں نے اور ایک طرف سے سنگ اندازوں نے اُس جناب کو گھیر لیا آہ اسی اثنا میں خولی لعین نے ایک تیر سہ پہلو قلب اقدس پر مارا اور سنان ابن انس نے نیزہ سینۂ اقدس پر لگایا جس سے خون مثل فوارہ کے جاری ہوا اُس وقت حضرت فرماتے تھے بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَ عَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اور زرعہ ابن شریک شامی نے تلوار شانۂ اطہر پر ماری اور ایک لعین قوم کندہ نے تلوار سر اقدس پر لگائی اور ابو ایوب غنوی نے ایک تیر گلوئے خشک پر مارا پس مظلوم کربلا بسبب زخمہائے کاری کے ذوالجناح سے زمین گرم پر ناتواں ہو کر تشریف لائے اور تین ساعت تک سر اقدس جھکائے ہوئے منہ کے بل غش میں پڑے رہے اسوقت کے حال میں حجت خدا فرماتے ہیں فَهَوَیْتَ اِلَی الْاَرْضِ جَرِیْحًا تَطَاُکَ الْخُیُوْلُ بِحَوَافِرِهَا وَ تَعْلُوْکَ الطُّغَاةُ بِبَوَاتِرِهَا اے جد مظلوم میں آپ زخموں سے ناتواں ہو کے زمین پر تشریف لائے اور گھوڑے اپنے سموں سے بے ادبی کرتے تھے اور اشقیا تلوار کھینچے ہوئے آپ کے قتل کرنے پر ٹوٹے پڑتے تھے قَدْ رَشَحَ لِلْمَوْتِ جَبِیْنُکَ وَ اخْتَلَفَتْ بِالْاِنْقِبَاضِ وَ الْاِنْبِسَاطِ شِمَالُکَ وَ یَمِیْنُکَ آہ اسوقت آپ کی پیشانی انور پر عرق موت کا آگیا تھا اور اس حالت کرب و اندوہ میں آپ دست و پائے اطہر سمیٹ لیتے تھے اور کبھی پھیلا دیتے تھے اور کبھی داہنے اور بائیں طرف کروٹ لیتے تھے اور کسی طرح اس ریگ گرم پر آپکو راحت نہ ملتی تھی تُدِیْرُ طَرْفًا خَفِیًّا اِلٰی رَحْلِکَ

وَبَنِیکَ وَقَدْ شُغِلْتَ بِنَفْسِکَ عَنْ وُلْدِکَ وَاَھَالِیکَ اُسوقت آپ گوشۂ چشم پھرا پھرا کے بہ نگاہ حسرت چشم نیم وا سے اپنی اولاد اور اہلحرم کی طرف دیکھتے تھے حالانکہ وہ وقت ایسا نازک تھا کہ آپ کا وقت اخیر تھا اور محل خیال اولاد واہلحرم کا نہ تھا وَاَسْرَعَ فَرَسُکَ شَارِدًا اِلٰی خِیَامِکَ قَاصِدًا مُحَمْحِمًا بَاکِیًا اسی حال میں جلد آپ کا اسپ باوفا آپ کے خیمہ گاہ کی طرف بآواز بلند روتا ہوا آیا کہ مقصود اس سے آپ کے اہلبیت کو مطلع کرنا تھا فَلَمَّا رَاَیْنَ النِّسَآءُ جَوَادَکَ مَخْزِیًّا وَنَظَرْنَ سَرْجَکَ عَلَیْهِ مَلْوِیًّا جب ان مخدرات عصمت نے آپ کے ذوالجناح کو دیکھا کہ زین خالی ہے سوار سے اور ایک طرف کو جھکا ہوا ہے بَرَزْنَ مِنَ الْخُدُوْرِ نَاشِرَاتِ الشُّعُوْرِ تو یہ حال دیکھکر وہ سب ستم رسیدہ مُو پریشان روتی ہوئی خیموں سے نکل آئیں افسوس آخر بعد شہادت امام حسینؑ کے اعدا نے ان بیکسوں کا اسباب لوٹ لیا اور مقنعہ وچادریں چھین لیں اور خیموں میں آگ لگائی اور اسیر کرکے طرف کوفہ وشام کے لے گئے جیسا کہ حجت خدا فرماتے ہیں یُسَاقُوْنَ کَالْاِمَاءِ الْمُسَبَّیَاتِ فِی الْبَرَارِیْ وَالْفَلَوَاتِ آہ مخدرات عصمت مانند کنیزوں کے اسیر ہوکر زمین ناہموار و صحرا میں پھرائی گئیں تَلْفَحُ وُجُوْھَهُنَّ حَرُّ الْھَاجِرَاتِ منہ ان کے دوپہر کی دھوپ تیز کی تاب سے جلتے تھے اَیْدِیْهِمْ مَغْلُوْلَةٌ اِلَی الْاَعْنَاقِ یُطَافُ بِهِمْ فِی الْاَسْوَاقِ ہاتھ ان کے گردنوں سے باندھے تھے اسیطرح بازاروں میں پھراتے تھے یہاں تک کہ مجمع عام میں سامنے یزید لعین کے رسن بستہ لے گئے چنانچہ امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں وَنَحْنُ اِثْنَا عَشَرَ نَفَرًا مِنْ اَھْلِ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اسوقت ہم بارہ نفر اہلبیت رسالت سے ایک ریسمان ستم میں بندھے ہوئے تھے حضرات تصور کیجئے کہ اسوقت وہ خاصان خدا کس حال سے تھے کہ یزید نے اپنے ملازموں سے کہا قَدْ اَتَیْتُمْ بِاِمَآءٍ اَیْنَ بَنَاتُ عَلِیٍّ وَفَاطِمَةَ تم لوگ چند کنیزیں لائے ہو دختران علیؑ وفاطمہؑ کہاں ہیں قَالُوْا یَا اَمِیْرُ ھٰذِهٖ زَیْنَبُ وَھٰذِهٖ اُمُّ کُلْثُوْمٍ وَھٰذِهٖ فَاطِمَةُ وَھٰذِهٖ سُکَیْنَةُ یہ سنکر ان اشقیا نے کہا اے یزید یہ زینبؑ وکلثومؑ دختران علی بن ابیطالب ہیں اور یہ فاطمہؑ اور سکینہؑ دختران حسین بن علیؑ ہیں ہائے افسوس کیسی بےحرمتی کیگئی اہلبیت امام حسینؑ کی اسی مصیبت کو بھی حجت خدا فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ ھُتِکَتْ حُرْمَتُهٗ سلام ہو اس صاحب عزت وغیرت پر جسکی ہتک حرمت کیگئی اَلَا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۶۳

فِی الْکَافِیْ عَنْ بَعْضِ الْاَصْحَابِ اَنَّهٗ قَالَ کَانَ قَوْمٌ اَتَوْا اَبَا جَعْفَرٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَوَافَقُوْا صَبِیًّا مَرِیْضًا فَرَاَوْا مِنْهُ اِھْتِمَامًا وَغَمًّا وَجَعَلَ لَا تَقِرُّ کافی میں بعض اصحاب سے منقول ہے کہ کہا انہوں نے ایک دفعہ ایک جماعت خدمت میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی حاضر ہوئی ان دنوں میں ایک فرزند آنحضرت کا بہت بیمار تھا اس وجہ سے اس قوم نے حضرت کو بہت محزون مغموم پایا اور دفعۃً جناب

بسبب اس رنج و ملال کے بیقرار تھے قَالَ فَقَالُوْا وَاللّٰهِ لَئِنْ اَصَابَهٗ شَیْءٌ اِنَّا لَنَتَخَوَّفُ اَنْ تَرٰی مِنْهُ مَا نُنْكِرُهٗ راوی کہتا ہے یہ حال دیکھکر اس قوم نے کہا قسم بخدا اگر اس صاحبزادہ پر کوئی سانحہ گذرا تو ہم کو خوف ہے حضرت کی جان کا واقعی مومنین اُلفت فرزند کی ایسی ہی ہوتی ہے پس تصور کیجیے کہ امام حسین علیہ السلام کے قلب اقدس پر کیا صدمہ ہوا ہوگا جدائی میں اپنے پارۂ جگر فاطمہؑ کے کہ بسبب بیماری کے انکو مدینہ میں چھوڑ گئے تھے اس روز سے وہ مریضہ بھی اپنے پدر مظلوم کو یاد کرکے رویا کرتی تھیں فِیْ اَكْسِیْرِ الْعِبَادَاتِ كَانَتْ لِمَوْلَانَا الْحُسَیْنِ بِنْتٌ تُسَمّٰی فَاطِمَةَ چنانچہ اکسیر العبادات میں منقول ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی ایک لڑکی تھیں کہ نام انکا فاطمہ تھا فَكَانَتْ حِیْنَ خُرُوْجِهٖ مِنَ الْمَدِیْنَةِ مَرِیْضَةً جَعَلَهَا عِنْدَ اُمِّ سَلَمَةَ اور جب حضرت مدینہ سے روانہ عراق ہوئے تھے تو وہ صاحبزادی بیمار تھیں اس وجہ سے اپنی جدۂ امجدہ ام سلمہؓ کے پاس چھوڑ گئے تھے وَكَانَتْ كُلَّ یَوْمٍ تَجِیْءُ خَلْفَ الْبَابِ لَعَلَّهَا تَجِدُ مَنْ كَانَ لَهُ اطِّلَاعٌ بِحَالِ وَالِدِهَا پس اس دن سے اُس صاحبزادی کا یہ معمول تھا کہ ہر روز دروازہ کے پیچھے آکر کھڑی رہتی تھیں کہ شاید کوئی شخص ایسا آوے جسکو آنحضرت کا حال معلوم ہو تو اس سے خبر دریافت کریں فَلَمَّا طَالَ زَمَانُ الْفِرَاقِ وَلَمْ یَصِلِ الْخَبَرُ مِنْ وَالِدِهَا اِشْتَغَلَتْ بِالْبُكَاءِ وَتَرَاكَمَتْ عَلَیْهَا الْاَحْزَانُ جب زمانہ بہت گذرا اور کچھ خبر ان کے پدر بزرگوار کی نہ آئی تو اس صاحبزادی کو حزن و ملال بہت لاحق ہوا اور گریہ و زاری کرنا شروع کیا حضرات ان کا یہ حال تھا فراق میں اپنے پدر شفیق کے اب تصور کیجیے کہ کیونکر اس صاحبزادی اور جناب ام سلمہؓ اور ام البنینؑ اور بنی ہاشم اہل مدینہ کو آنحضرت کے حال سے آگاہی ہوئی اس مقام پر پانچ مرتبہ مختلف طور سے خبر شہادت کا مدینہ میں مشہور ہونا لکھا ہے فِی الْبِحَارِ وَغَیْرِهٖ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا قَالَتْ فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ وَنَظَرْتُ اِلَیْهِمَا فَاِذَا صَارَتَا دَمًا عَبِیْطًا چنانچہ بحار الانوار وغیرہ میں جناب ام سلمہؓ سے منقول ہے وہ مخدومہ فرماتی ہیں کہ جب بعد نماز ظہر کے میں نے روز عاشورا ان دونوں شیشوں پر نگاہ کی جن میں خاک کربلا میرے پاس رکھی تھی تو دیکھا میں نے کہ ان سے خون تازہ جوش مارتا ہے فَلَطَمْتُ وَجْهِیْ وَعَلِمْتُ اَنَّ ابْنِیَ الْحُسَیْنَ قَدْ قُتِلَ فِیْ اَرْضِ كَرْبَلَا پس میں نے منہ اپنا پیٹ لیا اور جانا میں نے کہ فرزند میرا حسینؑ مظلوم اسوقت زمین کربلا پر شہید کیا گیا ہے وَلَمْ تَكُنْ فِیْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ حَجَرٌ وَلَا مَدَرٌ اِلَّا وُجِدَ تَحْتَهٗ دَمٌ عَبِیْطٌ اسوقت جو کوئی پتھر اور ڈھیلا زمین مدینہ سے اٹھاتا تھا تو نیچے اسکے خون تازہ پاتا تھا وَاَمْطَرَتِ السَّمَاءُ دَمًا وَانْكَسَفَتِ الشَّمْسُ وَبَدَتِ النُّجُوْمُ اور آسمان سے خون برسنے لگا اور آفتاب کو گہن لگ گیا اور تاریکی سے دن کو ستارے نظر آنے لگے فَلَمَّا جَنَّ اللَّیْلُ رَقَدْتُ مَضْجَعِیْ فَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَشْعَثَ اَغْبَرَ بَاكِیَ حَزِیْنَ الْقَلْبِ الخ جب رات

ہوئی اور میری آنکھ لگ گئی تو حالتِ خواب میں دیکھا میں نے جناب رسالتمآبؐ کو کہ وہ جناب محزون و
مغموم باحالِ پریشان گرد آلودہ ہیں اور چشم ہائے انور سے آنسو جاری ہیں فَقُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَالِیْ اَرَاکَ بَاکِیًا مَحْزُوْنًا یہ حال دیکھکر میں نے عرض کی کہ فدا ہوں ماں باپ میرے
آپ پر یا رسول اللہ کیا سبب ہے کہ میں آپ کو اسوقت روتے ہوئے محزون دیکھتی ہوں فَقَالَ لِیْ
یَا اُمَّ سَلَمَۃَ قَدْ قُتِلَ وَلَدِیْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ اَلْحُسَیْنُ مَعَ اَھْلِ بَیْتِہٖ فِیْ طَفِّ کَرْبَلَا۔ آنحضرت نے
مجھسے فرمایا اے ام سلمہؓ آج فرزند میرا نور نظر حسینؑ مع اپنے اقربا اور اولاد کے زمین کربلا پر قتل کیا
گیا قَالَتْ فَانْتَبَھْتُ بَاکِیَۃً حَزِیْنَۃً وہ مخدومہ فرماتی ہیں کہ یہ خواب دیکھکر میں روتی ہوئی
اور محزون بیدار ہوئی اور عورات ہاشمیہ کو خبر دی اور وہ سب زار زار رونے لگیں وَفِیْ الْبِحَارِ اَنَّہٗ
لَمَّا اُسْتُشْہِدَ الْحُسَیْنُ بَقِیَ فِیْ اَرْضِ کَرْبَلَاءَ طَرِیْحًا وَدَمُہٗ فِی الْاَرْضِ مَسْفُوْحًا اور بحار الانوار
میں بنابر دوسری روایت کے یوں منقول ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام روز عاشورہ شہید ہو چکے اور
خون ناحق آنحضرت کا زمین کربلا پر بہایا گیا اور لاش اطہر اس مظلوم کی ریگ گرم پر تمازت آفتاب میں پڑی
رہی تو کچھ طائر آئے اور خون میں آنحضرت کے لوٹنے لگے اور ان میں سے ایک طائر سفید طرف مدینہ منورہ
کے روانہ ہوا اور خون اسکے پروں سے ٹپکتا تھا وَدَارَ حَوْلَ قَبْرِ سَیِّدِنَا رَسُوْلِ اللّٰہِ یُعْلِنُ بِالصِّیَاحِ
اور گرد روضۂ رسولِ خدا کے پھرا اور آواز بفریاد و نالہ بلند کر کے یہ نوحہ کرتا تھا اَلَا قُتِلَ الْحُسَیْنُ بِکَرْبَلَا
اَلَا ذُبِحَ الْحُسَیْنُ بِکَرْبَلَا۔ یا رسول اللہ آگاہ ہو جئے کہ فرزند آپ کا حسینؑ مظلوم کربلا پر ناحق قتل کیا گیا
اور مثل گوسفند قربانی کے پس گردن سے پیاسا ذبح کیا گیا پس اور جانور اس کے قریب آکر جمع ہوئے اور
مظلوم کربلا پر نوحہ و بکا کرنے لگے جب اہل مدینہ نے یہ حال ان سے مشاہدہ کیا کہ یہ جانور نوحہ و بکا کرتے
ہیں اور ان کے پروں سے خون ٹپکتا ہے تو سب متحیر ہوئے اور انکو حقیقت حال معلوم نہوئی جب بعد
ایک مدت کے خبر شہادت مظلوم کربلا کی آئی تو اسوقت اہل مدینہ کو معلوم ہوا کہ وہ طائر رسول خدا کو انکے
فرزند حسینؑ مظلوم کی خبر شہادت دیتا تھا اور جس روز وہ طائر مدینہ میں آیا تھا اس روز ایک دختر یہودی کی
جو مشلول اور نابینا اور مجذوم تھی ایک باغ میں تنہا پڑی تھی اور وہ طائر تمام شب اسی باغ میں ایک درخت
پر نالہ و فریاد کرتا تھا اور نوحہ و بکا میں مشغول تھا چونکہ وہ دختر بھی دردرسیدہ تھی اور اس شب کو باپ اسکا وہاں
اسکا تو لوٹتی ہوئی نیچے اس درخت کے پہنچی اور رات بھر جاگا کی اور اس طائر کے ساتھ نالہ و فریاد کیا کی پس
بوقت سحر ایک قطرہ خون کا اسکی ایک آنکھ پر گرا وہ روشن ہو گئی پھر دوسرا قطرہ دوسری آنکھ پر گرا وہ بھی روشن
ہو گئی پس جو قطرہ خون کا پروں سے اس جانور کے اسپر گرتا تھا تو وہ اپنے بدن پر ملتی تھی یہانتک کہ برکت اس

خون کے صحیح و سالم ہوئی جب صبح کو باپ اسکا آیا پوچھا کہ یہاں میری ایک لڑکی بیمار اور معذور تھی وہ کیا ہوئی اُس نے کہا قسم بخدا وہ میں ہی ہوں اور سب حال اپنا بیان کیا بلکہ اس درخت کے نیچے لیگئی جہاں وہ جانور تھا یہودی نے اس طائر سے سب حال دریافت کرکے اپنے قوم و قبیلہ کو آگاہ کیا اور یہ اعجاز دیکھکر وہ یہودی اور دختر اسکی مع پانچسو یہود کے مسلمان ہوا اور یہ کہنے لگا کہ اگر امام حسینؑ کا رتبہ پیش خدا بلند نہوتا تو خون آنحضرت کا دوا ہر مرض کی کیونکر ہوتی وَفِی الْبِحَارِ وَغَیْرِہٖ عَنِ الْبَاقِرِ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ قَالَ لَمَّا قُتِلَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ جَاءَ غُرَابٌ فَوَقَعَ فِیْ دَمِہٖ ثُمَّ تَمَرَّغَ ثُمَّ طَارَ اور بحار الانوار وغیرہ میں امام محمد باقر علیہ السلام سے اور آنحضرت نے اپنے پدر بزرگوار امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا اُس جناب نے جب روز عاشورا پدر مظلوم میرے امام حسین علیہ السلام تشنہ لب شہید ہوئے تو اسوقت ایک طائر آیا اور خون میں آنحضرت کے لوٹا بعد اسکے پرواز کرگیا فَوَقَعَ بِالْمَدِیْنَۃِ عَلٰی جِدَارِ فَاطِمَۃَ بِنْتِ الْحُسَیْنِ وَہِیَ الصُّغْرٰی پس وہ طائر مدینہ میں جاکر فاطمہ دختر امام حسین علیہ السلام کے مکان کی دیوار پر بیٹھا اور وہ یتیمہ صغیرہ تھیں فَرَفَعَتْ رَأْسَہَا فَنَظَرَتْ اِلَیْہِ فَبَکَتْ بُکَاءً شَدِیْدًا آہ اُس یتیمہ نے سر اپنا اُٹھاکر اس طائر کی طرف بحسرت دیکھا اور زار زار رونے لگیں وہ اس طائر کی طرف متوجہ ہوکر نوحہ کرتی تھیں یکایک اس نے خبر مرگ انکے باپ کی سنائی تو وہ یتیمہ بشدت روئیں قَالَ الْبَاقِرُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَنَعَتْہُ لِاَہْلِ الْمَدِیْنَۃِ فَقَالُوْا قَدْ جَاءَتْنَا بِسِحْرِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں جب اس یتیمہ نے خبر شہادت اپنے پدر مظلوم کی اہل مدینہ سے بیان کی تو انہوں نے کہا یہ سحر خاندان عبد المطلب کا قدیم ہے فَمَا کَانَ بِاَسْرَعَ اَنْ جَاءَہُمُ الْخَبَرُ بِقَتْلِ الْحُسَیْنِ پس بعد چند روز کے خبر شہادت امام حسین علیہ السلام کی ظاہر بظاہر مدینہ میں آئی اور صدق فاطمہ کا ظاہر ہوا وَفِی الْبِحَارِ اَنَّہٗ لَمَّا اُدْخِلَ رَأْسُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ مَجْلِسِ یَزِیْدَ مَعَ اَہْلِہٖ وَحَرَمِہٖ سُرَّ بِذٰلِکَ چنانچہ بحار الانوار میں منقول ہے کہ جب سر اقدس امام حسین علیہ السلام کا مع اہلبیت اور محرم آنحضرت کے مجمع عام میں سامنے یزید لعین کے پہنچا تو وہ شقی دیکھکر بہت مسرور ہوا وَکَتَبَ بِقَتْلِہٖ اِلٰی مَوَالِیْہِ اور اس لعین نے اور شہروں میں اپنے دوستوں اور حاکموں کو حضرت کی شہادت کی خبر دی اور ایک نامہ عبد الملک سلمی کو دیکر روانہ مدینہ کیا تاکہ وہاں کے حاکم کو خبر دے پس وہ قاصد طے منازل کرتا ہوا وارد مدینہ ہوکر سامنے حاکم کے گیا اس نے وہ خط پڑھا اور مسرور ہوکر عبد الملک سے کہا تو ہر گلی اور کوچہ مدینہ کے منادی کر اور اس خبر تازہ کو بآواز بلند بیان کر تاکہ بنی امیہ اور دوست انکے مسرور ہوں اور بنی ہاشم سنکر محزون و مغموم ہوں راوی کہتا ہے کہ میں بازاروں میں مدینہ کی گیا اور بآواز بلند کہا قُتِلَ الْحُسَیْنُ

بِكَرْبَلَاءِ وَشُهِّرُوا ۞ حَرَمَ النَّبِيِّ فِي سَائِرِ الْبُلْدَانِ ۞ آگاہ ہو اے اہل مدینہ رئیس تمہارا امام حسینؑ مع اصحاب و اقربا اور اولاد کے بحکم یزید صحرائے کربلا میں تشنہ لب قتل کیا گیا اور اہلبیت رسول خدا اسیر ہو کر شہر بشہر مجمع عام میں بے نقاب پھرائے گئے سَلَبُوا عِمَامَتَهُ بِنَزْعِ قَمِيصِهِ ۞ وَالرَّأْسُ مِنْهُ فَوْقَ حَدِّ سِنَانِ ۞ آہ اس مظلوم کے سر انور سے عمامہ اور بدن سے کرتہ اتارا اور لاش اطہر کو بے لباس خاک و خون آلودہ زخموں سے چور چور ریگ گرم پر چھوڑ دیا اور سر اقدس کو بدن انور سے جدا کر کے نوک نیزہ پر بلند کیا راوی کہتا ہے یہ خبر سنکر محلہ بنی ہاشم کے ہر گھر سے آواز گریہ و بکا کی بلند ہوئی اور روضہ رسولؐ میں آکر سب زن و مرد زار زار روتے تھے اور دختر بیمار مظلوم کربلا کی کس حسرت سے نوحہ و بین کرتی تھیں مگر حضرات وہ دن اہل مدینہ بنی ہاشم کا سخت ترین ایام مصیبت اور غم و الم تھا جس روز امام زین العابدین علیہ السلام مع اہلحرم کے قید خانہ شام سے رہائی پاکر وارد مدینہ ہوئے اور بیرون شہر مقام کیا اور بشیر بن جذلم سے فرمایا کہ تو مدینہ میں جاکر اہل شہر کو شہادت امام حسین علیہ السلام اور ہمارے آنے سے خبر دے فِي اللُّهُوفِ أَنَّهُ قَالَ بَشِيرُ بْنُ جَذْلَمٍ فَلَمَّا بَلَغْتُ مَسْجِدَ رَسُولِ اللهِ رَفَعْتُ صَوْتِي بِالْبُكَاءِ وَأَنْشَأْتُ أَقُولُ چنانچہ لہوف وغیرہ میں بشیر بن جذلم سے منقول ہے وہ کہتا ہے کہ حسب الحکم امام زین العابدین علیہ السلام کے میں سوار ہو کر داخل مدینہ ہوا پس جب مسجد رسول خدا تک پہنچا تو روتے ہوئے میں نے باواز بلند کہا سہ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ بِهَا قُتِلَ الْحُسَيْنُ فَأَدْمُعِي مِدْرَارٌ ۞ اے اہل مدینہ اب یہ شہر قابل سکونت کے نہیں ہے اسلئے کہ رئیس و مالک یہاں کا امام حسینؑ ظلم و ستم اشقیائے کوفہ و شام سے مع اصحاب و اقربا اور اولاد کے تشنہ لب شہید ہوئے الْجِسْمُ مِنْهُ بِكَرْبَلَاءَ مُضَرَّجٌ ۞ وَالرَّأْسُ مِنْهُ عَلَى الْقَنَاةِ يُدَارُ ۞ افسوس جسم انور اس مظلوم کا زمین کربلا پر خاک و خون آلودہ ریگ گرم صحرا پر بے لباس اور بے غسل و کفن کے کئی روز تک پڑا رہا اور سر اقدس ان کا بدن اطہر سے جدا کر کے نیزہ پر رکھکر شہر بشہر پھرایا گیا يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ هٰذَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ مَعَ عَمَّاتِهِ وَأَخَوَاتِهِ قَدْ نَزَلُوا بِفِنَائِكُمْ وَأَنَا رَسُولُهُ إِلَيْكُمْ اے اہل مدینہ یہ امام زین العابدینؑ مع اپنی پھپھیوں اور بہنوں کے قید خانہ شام سے رہائی پاکر قریب تمہارے اترے ہیں اور میں قاصد آنحضرت کا ہوں کہ تم سب کو ان کے واپس آنے کی خبر دیتا ہوں بشیر کہتا ہے کہ یہ سنکر تمام بنی ہاشم اور عورات مدینہ اپنے گھروں سے مو پریشان روتی ہوئی باہر نکل آئیں اور مثل عورت فرزند جوان مردہ کے زار زار روتی تھیں اور میں نے سنا کہ ایک دختر مریضہ نوحہ و بین جگر خراش کرتی تھی اور بشدت روتی تھی پس اس یتیمہ نے مجھے دروازہ پر بلا کر پس در سے فرمایا اے شخص تو نے خبر مرگ امام حسینؑ کی سنا کر حزن و ملال اور رنج و غم ہمارا تازہ کیا پس تو کون ہے اور نام تیرا کیا ہے

میں نے عرض کی کہ اے شاہزادی میں بشیر بن جذلم ہوں حکم امام زین العابدین سے لایا تھا اور وہ جناب قریب مدینہ بیرون شہر اترے ہیں اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

مجلس ۴۶

فِي الْبِحَارِ عَنْ اَبِي عُمَارَةَ الْمُنْشِدِ اَنَّهُ قَالَ مَا ذُكِرَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ عِنْدَ اَبِي عَبْدِ اللّٰهِ فِي يَوْمٍ قَطُّ فَرُئِيَ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُتَبَسِّمًا فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ اِلَى اللَّيْلِ بحار الانوار میں ابو عمارہ منشد سے منقول ہے کہ کہا اس نے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے امام حسین علیہ السلام کا ذکر آجائے اور پھر حضرت کو کوئی اس روز تا شب متبسم دیکھے بلکہ جب مظلوم کربلا کا نام حضرت صادق علیہ السلام کے آگے بیان ہوتا تھا تو تمام روز و شب وہ جناب محزون و مغموم رہتے تھے یہ صدمہ آنحضرت اقدس پر مدت العمر اپنے جد مظلوم کی شہادت کا رہا وَكَانَ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُوْلُ الْحُسَيْنُ عَبْرَةُ كُلِّ مُؤْمِنٍ اور جناب صادق علیہ السلام فرماتے تھے کہ جد مظلوم میرے امام حسین علیہ السلام سبب گریہ ہیں ہر مومن کے حضرات کیونکر سبب گریہ و بکا نہوں ہر مومن و مومنہ کے تصور تو کیجئے کہ آنحضرت پر کیا کیا مصائب گذرے ہیں افسوس اعدا نے تمام حقوق غصب کئے اور یزید شراب خوار کے لئے طالب بیعت ہوئے اور اپنے وطن مدینہ منورہ اور روضۂ رسول خدا سے جدا کیا اور مکہ معظمہ میں بھی جو جائے امن ہے پناہ نہ ملی اور مہمان بلا کر صحرائے کربلا میں محاصرہ کیا اور پانی تک بند کیا اور مع اصحاب و اقربا اور اولاد کے تشنہ لب شہید کیا اور لباس تک لوٹ لیا افسوس بعد شہادت کے بھی اعدا نے کوئی دقیقہ ظلم و ستم سے فروگذاشت نہ کیا آہ لاش اطہر کو پامال سم اسپاں کیا اور ریگ گرم پر چھوڑ گئے اور سر انور مع اہل حرم کے شہر بشہر پھرایا کبھی نیزہ پر بلند کیا کبھی تنور میں رکھا کبھی دروازہ پر نصب کیا کبھی درخت پر لٹکایا کبھی صندوق میں بند کیا کبھی طاس طلا میں زیر تخت رکھا گیا یہاں تک کہ مدت تک خزانہ یزید میں رہا چنانچہ منتخب اور محرق القلوب میں منقول ہے کہ جب امام زین العابدین علیہ السلام نے قید خانۂ شام سے رہائی پائی تو یزید سے فرمایا اے یزید سر اقدس میرے باپ کا مجھے دے کہ کربلا میں لے جا کر دفن کروں اور اگر یہ منظور نہ ہو تو اس سر انور کی زیارت آخری سے مشرف ہو کر آنحضرت سے رخصت ہو لوں فَقَالَ يَا عَلِيُّ اَمَّا وَجْهُ اَبِيْكَ فَلَنْ تَرَاهُ اَبَدًا یہ سنکر اس سنگدل نے جواب دیا کہ یا علی سر آپ کے باپ کا آپ کو ہرگز نہ ملے گا اور نہ دیدار اس کا میسر ہوگا یہ سنکر آنحضرت نے فرمایا اے یزید کیا تو گمان کرتا ہے کہ سر اقدس میرے باپ کا مجھ سے مخفی ہے اور میں نہیں دیکھ سکتا ہوں یا اس سے کلام نہیں کر سکتا ہوں اس وقت سر انور مظلوم کربلا کا ایک حجرہ میں طاس طلا پر رومال دیبا سے ڈھکا ہوا تھا پس بیمار کربلا اس سر مقدس کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کیا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ ناگاہ وہ رومال سر اقدس سے ایک کنارہ کی طرف گرا اور سر انور سے آواز آئی وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا عَلِيُّ يَا وَالِدَاهُ پس بیمار کربلا نے

عرض کیا کہ اے پدر بزرگوار آپ تو راہی جنت ہوئے اور میں یتیم و ناچار ہو گیا نفرین خدا ہو اُس پر جس نے درمیان
میرے اور آپ کے جدائی کر دی اے پدر مظلوم اب میں مدینہ جاتا ہوں اور آپ سے رخصت ہوتا ہوں یہ سلام
آخری میرا ہو آپ پر یہ سُنکر حاضرین دربار زار زار رونے لگے ثُمَّ اَمَرَ بِرَدِّهِمْ اِلٰی اَوْطَانِهِمْ
فَسَارَ الْقَاعِدُ مَعَهُمْ اِلٰی اَرْضِ کَرْبَلَاءَ یعنی اسکے یزید نے حکم دیا کہ ان کو اپنے وطن مدینہ منورہ میں پہنچا
دو پس راہبر نعمان بن بشیر کہ محب تھا ہمراہ ان کے ہوا اور بحفظ و احتیاط اس نے اُس قافلہ کو زمین کربلا
پہنچایا فَوَصَلُوْا اِلٰی مَصَارِعِ الشُّهَدَاءِ وَکَانَ ذٰلِکَ فِیْ عِشْرِیْنَ مِنْ صَفَرٍ یعنی وہ سب مقتل شہدا
میں آئے اور وہ بیسویں تاریخ ماہ صفر کی تھی وَ فِی اللُّهُوْفِ وَغَیْرِهٖ لَمَّا رَجَعَ نِسَاءُ الْحُسَیْنِ وَعِیَالُهٗ
مِنَ الشَّامِ وَبَلَغُوا الْعِرَاقَ اور لہوف اور منتخب میں یوں منقول ہے کہ جب اہلحرم اور عیال امام
حسین علیہ السلام نے قید خانہ شام سے رہائی پاکر مراجعت فرمائی اور طے منازل کرتے ہوئے ملک
عراق میں پہنچے قَالُوْا لِلدَّلِیْلِ مُرَّ بِنَا عَلٰی طَرِیْقِ کَرْبَلَاءَ فَوَصَلُوْا اِلٰی مَوْضِعِ الْمَصْرَعِ تو اس وقت
اس راہبر سے فرمایا کہ تو ہم کو کربلا کی راہ سے لے چل بموجب حکم کے اس نے اس مقام پر پہنچایا جہاں
انکے عزیز و اقربا شہید ہوئے تھے فَوَجَدُوْا هُنَاکَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِیَّ وَجَمَاعَةً
مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ فَتَلَاقَوْا فِیْ وَقْتٍ وَاحِدٍ فَاَخَذُوْا بِالنِّیَاحِ وَالْبُکَاءِ عَلَی الشُّهَدَاءِ وہاں جابر بن
عبداللہ انصاری صحابی رسولخدا اور ایک جماعت بنی ہاشم کو پایا کہ وہ سب مدینہ سے واسطے زیارت
قبر انور مظلوم کربلا کے آئے تھے پس ایک ہی وقت میں دونوں قافلے ملے اور شہدائے کربلا پر نوحہ و بکا
کرنے لگے اور زار زار روتے تھے آہ جب زینب خاتون نے قبر اپنے بھائی امام حسین کی دیکھی تو اپنے
کو اُس پر گرا دیا اور قبر سے لپٹ کر اس قدر روئیں کہ غش آگیا اور اسیطرح سب عورات ستم رسیدہ مثل اُس
عورت کے زار زار روتی تھیں جس کا جوان فرزند مرجائے پس یہ صدائے گریہ و بکا سُنکر عورات بنی اسد
اہل غاضریہ و نینوی کی جمع ہوئیں اور تین روز بروایتے سات روز تک ماتم و عزائے اُن شہدائے راہ خدا کا بپا رہا
آہ مومنین ان عورات نے کس کس عزیز کا پرسا دیا ہوگا کیونکہ اٹھارہ بنی ہاشم اور بقولی بائیس فرد وابستگان
بزرگوار حضرت جناب ابوطالب کے روز عاشورا تشنہ لب شہید ہوئے تھے اور ان میں علی اصغر شیر خوار کا بھی شمول ہے
پس جب سات روز گذرے تو موافق ارشاد سید سجاد کربلا کے قبور اقربا سے رخصت ہوئے وداع و رخصت ہو کر
فَانْفَصَلُوْا مِنْ کَرْبَلَاءَ طَالِبِیْنَ الْمَدِیْنَةَ بعد اسکے وہ قافلہ کربلا سے کوچ کر کے روانہ مدینہ ہوا قَالَ بَشِیْرُ
بْنُ جَذْلَمٍ فَلَمَّا قَرُبْنَا مِنَ الْمَدِیْنَةِ نَزَلَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ فَحَطَّ رَحْلَهٗ وَضَرَبَ فُسْطَاطَهٗ
وَاَنْزَلَ نِسَاءَهٗ چنانچہ بشیر بن جذلم کہتا ہے کہ جب ہم اہل قافلہ قریب مدینہ کے پہنچے تو اس وقت

عـــہ شاید ۶۱ ہجری باشد زیرا کہ بقول زمخشری بعد یکسال رہائی یافتہ اند ۱۲ ق

زین العابدین علیہ السلام نے وہاں قیام کیا اور خیمے بپا کئے اور اہل حرم کو اتارا فقال لی رحمہ
اللّٰہ اَبَاکَ لَقَدْ کَانَ شَاعِرًا فَھَلْ تَقْدِرُ عَلٰی شَیْءٍ مِنْہُ فَقُلْتُ بَلٰی پس مجھ سے فرمایا اے
بشیر خدا رحم کرے تیرے باپ پر کہ وہ مرد شاعر تھا آیا تجھے بھی فن شعر میں کچھ دخل ہے میں نے عرض کی
کہ ہاں اے سید و آقا میرے میں بھی شعر کہتا ہوں حضرت نے فرمایا تو مدینہ میں جا اور اہل شہر کو شہادت
امام حسین علیہ السلام سے آگاہ کر پس میں گھوڑے پر سوار ہو کر مسجد رسول خدا تک پہنچا اور وہاں آواز
بلند رو دیا اور کہا یَا اَھْلَ یَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَکُمْ بِھَا ، قُتِلَ الْحُسَیْنُ فَاَدْمُعِیْ مِدْرَارٌ اے
اہل مدینہ اب یہ شہر قابل سکونت کے نہیں ہے اسلئے کہ رئیس و مالک یہاں کے امام حسین ظلم و ستم
اشقیائے کوفہ و شام سے مع اصحاب و اقربا اور اولاد کے تشنہ لب شہید ہوئے اَلْجِسْمُ مِنْہُ بِکَرْبَلَاءَ
مُضَرَّجٌ ، وَالرَّاْسُ مِنْہُ عَلَی الْقَنَاۃِ یُدَارُ ، افسوس جسم انور اس مظلوم کا زمین کربلا پر خاک و
خون آلودہ ریگ گرم صحرا پر بے لباس اور بے غسل و کفن کے کئی روز تک پڑا رہا اور سر اقدس نکال
بدن اطہر سے جدا کر کے نیزہ پر رکھکر شہر بشہر پھرایا گیا یَا اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ ھٰذَا عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ مَعَ
عَمَّاتِہٖ وَ اَخَوَاتِہٖ قَدْ نَزَلَ بِفِنَائِکُمْ وَاَنَا رَسُوْلُہٗ اِلَیْکُمْ اے اہل مدینہ یہ امام زین العابدین علیہ السلام مع
اپنی پھپھیوں اور بہنوں کے قید خانہ شام سے رہائی پا کر قریب تمہارے اترے ہیں اور میں قاصد
آنحضرت کا ہوں کہ تم سب کو ان کے پاس آنے کی خبر دیتا ہوں بشیر کہتا ہے کہ یہ خبر سنکر تمام بنی ہاشم
عورات مدینہ اپنے گھروں سے مو پریشاں روتی ہوئی باہر نکل آئیں اور مثل عورت فرزند جوان مردہ کے
زار زار روتی تھیں اور سنا میں نے کہ ایک دختر مریضہ نوحہ و بین جگر خراش کرتی تھی اور بشدت روتی
تھی پس اس علیمہ نے مجھے دروازہ پر بلا کر بس مجھ سے فرمایا کہ اے شخص تو نے خبر مرگ امام حسین کی سنا
کر حزن و ملال اور رنج و غم ہمارا تازہ کیا پس تو کون ہے اور نام تیرا کیا ہے قُلْتُ یَا سَیِّدَتِیْ اَنَا بَشِیْرُ
بْنُ حَذْلَمٍ وَجَّھَنِیْ سَیِّدِیْ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ وَھُوَ نَازِلٌ قَرِیْبًا مِنَ الْمَدِیْنَۃِ میں نے عرض کیا اے سیدہ
میرا نام بشیر بن حذلم ہے مجھے اپنے سید و آقا امام زین العابدین نے بھیجا ہے اور حکم سے آنحضرت کے لاچار تھا
اور وہ جناب بیرون شہر قریب مدینہ کے اترے ہیں یہ سنکر تمام دختران عقیل بن ابیطالب اور عورات بنی ہاشم
روتی ہوئی اپنے گھروں سے باہر نکلیں اور مجھے اسی جگہ چھوڑ کر طرف بیابان کربلا کے اسیروں کے بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہو
اور چاہا کہ آنحضرت کی خدمت میں واپس آؤں لیکن کثرت اور ہجوم اہل شہر سے راہ نہ ملی اور پیادہ ہو کر بمشکل تمام
در خیمہ تک پہنچا اسوقت امام زین العابدین اندر خیمہ کے تھے پس وہ جناب باہر تشریف لائے اور ہاتھ میں رومال تھا
اس سے آنسو پونچھتے جاتے تھے اور حضرت کے ساتھ ایک خادم کرسی لئے تھا اسنے وہ کرسی بچھا دی اور جناب کربلا پر بیٹھے

اور زار زار روتے تھے اور سب مرد و زن آنحضرت کو روتے ہوئے دیکھکر بشدت رونے لگے اور ہر طرف سے
اہل مدینہ عزیز و اقربا اور احباب آتے تھے اور ماتم پرسی کرتے تھے اور روتے تھے اور کثرت گریہ و بکا سے اس
جگہ گویا قیامت برپا تھی پس بیمار کربلا نے ہاتھ اٹھا کر سب کو اشارہ سے حکم بہ سکوت فرمایا جب وہ سب
ساکت ہوئے تو حضرت نے خطبہ بلیغ و طویل پڑھا بعد اسکے فرمایا ایہا الناس شکر کرتے ہیں ہم خدا کا
ان مصائب عظمیٰ پر جن کے سبب سے تمام عالم محزون و مغموم ہے وہ یہ ہیں کہ امام و پیشوا ہمارا ابو عبداللہ الحسین علیہ السلام
کو اشقیائے امت نے مع اصحاب و اقربا اور اولاد کے پیاسا روز عاشورہ کنارہ فرات پر بیکس و تنہا پا کے صحرائے کربلا میں
ہر طرف سے گھیر کر شہید کیا اور لباس لوٹ لیا اور لاش اطہر کئی روز تک حرارت آفتاب میں ریگ گرم پر
خاک و خون آلودہ پڑی رہی اور آنحضرت کے اہل حرم کی مقنعہ اور چادریں چھین لیں اور اسباب لوٹ لیا اور
مجمع عام میں بے پردہ کیا اور سر اقدس کو اس جناب کے نیزۂ طویل پر رکھکر مع اہلبیت کے شہر بشہر پھرایا یہانتک کہ
ہم کو کوفہ و شام کی طرف قید کر کے لیگئے پس یہ وہ مصیبت عظمیٰ ہے کہ تمام آسمان و زمین اور ملائکہ اور جن و انس
اور دریا اور پہاڑ اس مصیبت پر روئے آہ اس بیان سے پھر صدائے گریہ و بکا بلند ہوئی بعد اسکے بیمار کربلا نے
قصد داخل ہونے مدینہ کا کیا اور تمام زن و مرد شہر کے ہمراہ اس قافلہ کے روتے ہوئے طرف روضۂ رسول
خدا کے چلے فی المقتل والمنتخب ان زینب بنت امیر المومنین علی علیہ السلام لما بلغت
المدینۃ حین رجعت من دمشق چنانچہ مقتل ابو مخنف اور منتخب میں منقول ہے کہ جب جناب
زینب دختر امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام دمشق سے پھر کے وارد مدینہ ہوئیں اخذت
بعضادتی باب المسجد ونادت یا جداہ انی ناعیۃ الیک اخی الحسین تو اس مخدومہ نے
دونوں بازو دروازہ مسجد رسول کے اپنے ہاتھوں میں لئے اور فریاد کی اے نانا رسول خدا میں آپ کو خبر مرگ
سنانے آئی ہوں اپنے بھائی حسین مظلوم کی افسوس اشقیائے امت نے آپ کے اس پارۂ جگر کو مع اصحاب و
اقربا اور اولاد کے تشنہ لب شہید کیا واقبلت ام کلثوم الی مسجد رسول اللہ باکیۃ العینین حزینۃ
القلب اور جناب ام کلثوم طرف مسجد رسول خدا کے متوجہ ہوئیں اسطرح سے کہ آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور
محزون و مغموم تھیں فقالت السلام علیک یا جداہ انی ناعیۃ الیک ولدک الحسین پس عرض کی
سلام ہو آپ پر اے نانا رسول خدا میں خبر مرگ سنانے آئی ہوں اور پرسا دینی ہوں آپ کو آپ کے فرزند مظلوم امام حسین کا
افسوس وہ نور نظر آپکا ظلم و ستم اشقیائے امت سے صحرائے کربلا میں مثل گوسفند قربانی کے تشنہ لب ذبح کیا گیا قال
نحو القبر حنینا عالیا وضجت الناس بالبکاء والنحیب راوی کہتا ہے کہ اسوقت قبر رسول سے آواز رونے کی
بلند ہوئی اور لوگ سنکر زار زار روتے تھے اور فریاد کرتے تھے ثم اقبل علی بن الحسین الی قبر جدہ

مَرِّغْ خَدَّیْہِ وَبَکٰی وَاَنْشَدَ یَقُوْلُ بعد اسکے امام زین العابدینؑ قبر انور پر اپنے جد امجد کی آئے اور اپنے
رخسارے قبر پر ملے اور زار زار روتے ہوئے عرض کرتے تھے ؎ اَنَا دَاعِیْکَ یَا جَدَّاہُ یَا خَیْرَ مُرْسَلٍ حُسَیْنُکَ
مَقْتُوْلٌ وَنَسْلُکَ ضَائِعٌ پکارتا ہوں میں اور فریاد کرتا ہوں آپ سے اے جد بزرگوار اے بہترین انبیا و مرسلین کہ آپ کا حسین
مظلوم مع اقربا اور اولاد کے پیاسا قتل کیا گیا اور نسل اور ذریت آپ کی ضائع و برباد ہوئی اَنَا جِئْتُکَ مَحْزُوْنًا
عَلَیْکَ مُوَجَّلًا ؎ اَسِیْرًا وَمَالِیْ حَامٍ وَمُدَافِعٌ پکارتا ہوں آپکو کہ محزون و مغموم ہوں میں آپ
کی اس مصیبت تازہ پر اور میں وہ مظلوم ہوں کہ خوفناک اسیر ہوا کہ اکثر حکم میرے قتل کا ہوتا تھا اور وہاں سوا خدا
کوئی میرا حامی و مددگار نہ تھا سُبِیْنَا کَمَا تُسْبَی الْاِمَاءُ وَمَسَّنَا ؎ مِنَ الضُّرِّ مَا لَا تَحْمِلُہٗ
الْاَضَالِعُ ؎ ہم اہلبیت آپ کے مانند غلام و کنیز کے اسیر ہوئے اور اسطرح کی تکلیف ہم کو پہنچی کہ دانا
لوگ بھی تحمل اسکا نہیں کرسکتے ہیں اَیَا جَدُّ یَا جَدَّاہُ بَعْدَکَ اُظْہِرَتْ ؎ اُمَیَّۃُ فِیْنَا مُنْکَرَہَا
وَالشَّنَائِعُ ؎ اے جد بزرگوار فریاد ہے کہ بعد آپکے بنی امیہ نے اپنے کینہ دیرینہ اور نفاق کو ظاہر کردیا اور
ہم کو آزار و تکلیف بے انتہا پہنچائی اور وہ جو چاہا ہم سے بدی اور ظلم و ستم پیش آئے اور کچھ لحاظ و پاس آپ کا ہمارے
بارہ میں نہ کیا قَالَ ثُمَّ اِنَّ عَلِیَّ بْنَ الْحُسَیْنِ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ قَبْرِ جَدِّہٖ رَسُوْلِ اللّٰہِ راوی کہتا ہے
کہ بعد اسکے امام زین العابدین علیہ السلام روضۂ اقدس سے اپنے جد امجد رسولخداؐ کے باہر آئے وَدَخَلَ عَلٰی عَمِّہٖ
مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِیَّۃِ وَاَخْبَرَہٗ بِقَتْلِ اَبِیْہِ فَبَکٰی حَتّٰی غُشِیَ عَلَیْہِ اور اپنے چچا محمد حنفیہؓ کے پاس تشریف لائے
اور ان کو اپنے پدر مظلوم کی شہادت کی خبر دی اسوقت وہ اسقدر روئے کہ روتے روتے غش آگیا فَلَمَّا اَفَاقَ
مِنْ غَشْوَتِہٖ قَالَ بِالْعَزَاءِ یَعِزُّ عَلَیَّ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ جب غش سے محمد حنفیہؓ کو افاقہ ہوا تو کہتے تھے کہ
افسوس اے ابو عبد اللہ الحسینؑ قسم بخدا مجھ پر مصیبت آپ کی بہت دشوار ہے کَیْفَ طَلَبْتُمْ نَاصِرًا فَلَمْ
تُنْصَرُوْا وَمُعِیْنًا فَلَمْ تُعَانُوْا اَلَا اِنَّہٗ مِنْکُمْ کَا حَیْثُ آہ کسطرح آپ امت جفا کار سے طالب
نصرت ہوئے اور کسی نے آپکی نصرت نہ کی اور بنا بر اتمام حجت کے استغاثہ و فریاد کی آپ نے اور کسی نے آپ کی فریاد
رسی نہ کی اب میں آپ کی مصیبت میں نوحہ و بکا کرونگا جب تک کہ زندہ رہونگا حضرات سنا آپنے کہ محمد حنفیہ
کا کیا حال ہوا صرف خبر شہادت اپنے بھائی امام حسینؑ کی سنکر حالانکہ اپنی آنکھوں سے زخمی ہوکر گھوڑے سے گرتے
نہیں دیکھا اور نہ بدن اطہر کو بے سر اور ہاتھوں کے خاک و خون میں آلودہ دیکھا ہا افسوس کیا صدمہ ہوا ہوگا قلب
اقدس پر امام حسینؑ کے جب آنحضرت نے سامنے اعدا روز عاشورا انکے بھائی جناب عباسؑ کے ہاتھ جدا اور بدن اطہر کو زخم نیزہ
اور تلوار سے مثل غربال کے دیکھا اور سر انور گرز آہنی سے شق کیا اور ظلم و ستم گھوڑے سے لب فرات ریگ گرم صحرا پر گرا دیا اس
وقت تنہائی و بیکسی میں مظلوم کربلا روتے تھے اور فرماتے تھے وَا اَخَاہُ وَا عَبَّاسَاہُ اَلْاٰنَ اِنْکَسَرَ ظَہْرِیْ وَقَلَّتْ

حیف ہے اے بھائی عباسؑ اب تمہارے مرنے سے کمر ہماری ٹوٹ گئی اور راہ چارہ و تدبیر کی بند ہو گئی ثُمَّ
قَالَ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنِّي خَيْرَ الْجَزَاءِ يَا أَخِي يَا أَبَا الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ بعد اسکے فرمایا اے بھائی اے
ابوالفضل العباسؑ خدا تعالیٰ ہماری جانب سے تم کو جزائے خیر عطا کرے کہ تم نے خوب وفاداری اور نصرت کی میری
اس مصیبت و بلا میں افسوس کہ اب میں بیکس و تنہا بے ناصر و مددگار رہ گیا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ
الظّٰلِمِيْنَ

مجلس ۶۵ قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَفَسُ الْمَهْمُوْمِ لَنَا الْمُغْتَمِّ لِظُلْمِنَا
تَسْبِيْحٌ وَهَمُّهُ لِأَمْرِنَا عِبَادَةٌ وَكِتْمَانُهُ لِسِرِّنَا جِهَادٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَجِبُ أَنْ يُكْتَبَ
هٰذَا بِالذَّهَبِ مجالس مفجعہ میں منقول ہے کہ فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے آہ پر درد کھینچنا
مومن کا ان جور و ستم پر جو ہاتھ سے اعدائے دین کے ہم اہلبیت طاہرین پر گذرے ہیں ثواب تسبیح خدا
کا رکھتا ہے اور مغموم و محزون ہونا مصائب پر عبادت خدا ہے اور اسرار کو ہمارے مخفی کرنا اعدا سے جہاد
ہے راہ خدا میں اور لازم و ضرور ہے کہ یہ حدیث آب زر سے لکھی جائے یعنی محافظت اسکی کی جائے سبحان اللہ یہ قدر
ہے آہ سرد کھینچنے اور مغموم و محزون ہونے کا مصائب اہلبیت رسالت پر اب تصور کیجئے کہ ان خاصان خدا
پر بعد شہادت مظلوم کربلا کے کیا کیا مصائب گذرے افسوس اعدا نے خیموں کو جلا دیا اور اسباب لوٹ لیا اور
نسوان طاہرات کی مقنعہ اور چادریں چھین لیں اور شتران بےکجاوہ پر سوار کر کے کوفہ و شام میں پھرایا اور مدت
تک قید خانہ شام میں مقید رہے آخر بروایت علامہ زمخشری بعد ایک سال کے ان ستم رسیدوں نے رہائی
پائی اور طے منازل کرتے ہوئے وارد مدینہ ہوئے فِي الْمُنْتَخَبِ وَالْمَقْتَلِ فَلَمَّا دَخَلُوْا رَوْضَةَ رَسُوْلِ
اللّٰهِ چنانچہ منتخب اور مقتل ابو مخنف اور محرق القلوب وغیرہ میں منقول ہے کہ جب اہلبیت رسالت مدینہ میں
روضہ رسول خدا میں داخل ہوئے اَخَذَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِعِضَادَتَيِ
الْبَابِ اسوقت جناب زینب دختر امیرالمومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے دونوں بازو دروازہ کے پکڑ لئے
وَنَادَتْ يَا جَدَّاهُ اِنِّيْ نَاعِيَةٌ بِاَخِي الْحُسَيْنِ اور فریاد کی کہ اے نانا رسول خدا میں اپنے بھائی امام حسینؑ کی خبر مرگ
سنانے آئی ہوں آہ وہ پارہ جگر آپ کا صحرائے کربلا میں پیاسا شہید ہوا ایں اس خبر سے قبر جناب رسول خدا کانپنے لگی اسی
اثنا میں ام البنین مادر جناب عباسؑ اور دختر بعضہ امام حسینؑ اور دختران عقیلؑ اور جعفر طیارؑ اور عورات ہاشمیین
روتی ہوئی وہاں پہنچیں اور وہ موجود تھیں جناب زینبؑ و ام کلثومؑ کے سنکر زار زار روئیں اور کثرت گریہ و بکا سے وہ دن
مثل اس روز کے ہوا کہ جس روز جناب رسول خدا اور فاطمہ زہرا نے انتقال فرمایا تھا آہ وہ وقت عجب مصیبت کا
ہوگا جب دختر بیمار مظلوم کربلا کی ان ستم رسیدوں سے ملکر پوچھتی ہوگی کہاں ہیں بابا بزرگوار میرے امام حسینؑ اور کہاں ہیں
بھائی میرے علی اکبرؑ اور علی اصغرؑ اور کہاں ہیں بھائی تیرے قاسمؑ اور عبد اللہ کہاں ہیں میرے چچا عباسؑ اور عون و جعفر کہاں ہیں

مومنین انجمن کس حسرت و یاس سے جواب دیتے ہونگے کہ اے نور نظر وہ سب جوانان ہاشمی روز عاشورا
صحرائے کربلا میں تشنہ لب مثل گوسفندان قربانی کے ذبح ہوئے اور لاشیں انکی بے لباس کئی روز تک
خاک و خون آلودہ ریگ گرم پر پڑی رہیں اور سر ان کے بدنوں سے جدا کر کے شہر بشہر پھرائے گئے آہ اب حال جناب
صغرا اور سکینہ خاتون کس زبان سے بیان کروں کہ ایک یتیمہ تو درد جدائی و بیماری میں مبتلا تھیں اور دوسری مصیبت رنج
والم اسیری اور محنت سفر اٹھائے تھیں پس جب نظر ایک بہن کی دوسری بہن پر پڑی تو دونوں ستم دیدہ گلے
ملکر اس قدر روئیں کہ روضہ میں تزلزل ہوا آخرکار جناب ام سلمہؓ نے گرد و غبار سر دل سے اور آنسو انکی آنکھوں
سے پونچھے اور بکمال تسلی و دلاسا وہاں سے طرف گھر کے لے گئیں چنانچہ اُس وقت گریہ و بکا سے عورات
ہاشمیہ کے کہرام برپا تھا اور ہر در و دیوار سے آواز رونے کی آتی تھی پس وہ سب مخدرات عصمت بحسرت و یاس
داخل مدینہ ہوئیں اور مقامات اپنے عزیز و اقربا کے خالی دیکھکر اس قدر روئیں کہ غش آگیا آہ کیونکر یہ حال نہ
ہوتا کہ وہ گھر سنسان ہو گئے تھے اور یزید لعین نے بکمال عداوت منہدم کرا دیا تھا پس جبتک وہ ستم رسیدہ زندہ
رہیں ماتم امام حسین علیہ السلام میں روتی رہیں اور کسی مظلومہ نے سر میں کنگھی کی نہ تیل ڈالا نہ مہندی لگائی شب
و روز رویا یہاں تک کہ رات و دن اسی غم میں روتے روتے دنیا سے رحلت کی چنانچہ مجالس عجمہ اور تاریخ کامل میں
حال جناب رباب مادر علی اصغر شیر خوار اور سکینہ خاتون کا یوں منقول ہے کہ بعد شہادت امام حسینؑ کے ایک
سال تک زندہ رہیں جب وہ مخدومہ مدینہ میں پہنچیں تو اسی دن سے کبھی سایہ میں نہ بیٹھیں اور جبتک زندہ رہیں
شب و روز ماتم مظلوم کربلا میں روتی رہیں جب کوئی عرض کرتا تھا کہ اے مخدومہ آپ سایہ میں کیوں نہیں بیٹھتی ہیں
دن کی دھوپ اور رات کی شبنم سے خوف ہلاکت کا ہے تو فرماتی تھیں کہ تو ہی انصاف کر کہ کیونکر میں سایہ میں بیٹھوں
حالانکہ میں نے اپنی آنکھوں سے اپنے سید و آقا مظلوم کی لاش اطہر کو خاک و خون آلودہ ریگ گرم کربلا پر تمازت آفتاب
میں دیکھا ہے یعنی یہ مروت سے بعید ہے کہ میں سایہ میں صبر کروں آہ آخر روتے روتے بیمار ہو کے شدت رنج و غم سے اس غم
رسیدہ نے دنیا سے رحلت کی آہ اسیطرح جناب لیلےٰ مادر علی اکبر زار زار روتی تھیں اور نوحہ و بین جگر خراش کرتی
تھیں یہانتک کہ روتے روتے انتقال کر گئیں اور حال جناب ام البنینؓ مادر حضرت عباسؑ کا یوں منقول ہے کہ
بعد اس مصیبت عظمیٰ کے ایسی ناتوان ہو گئیں تھیں کہ بسبب درد سر کے سر پر ایک رومال باندھا رہتا تھا
اور آنکھوں سے ہر وقت آنسو جاری تھے اور بیت الاحزان مزار بقیع میں جا کر جو جناب امیر المومنینؑ
نے بعد جناب رسولخدا صلعم کے جناب سیدہ کے لئے بنوایا تھا نوحہ و بین جگر خراش کرتی تھیں
اور واحسیناہ واعباساہ واجعفراہ کہکر روتی تھیں اور اہل مدینہ مزار بقیع میں
جمع ہو کر بین اس مخدومہ کے سنکر روتے تھے بلکہ مروان لعین حاکم مدینہ باوجود سنگدلی کے بین اس

ستم رسیدہ کے سنتا تھا اور روتا تھا پس جبتک کہ وہ معظمہ زندہ رہیں اسی طرح رویا کیں یہاںتک کہ محزون و مغموم دنیا سے رحلت کر گئیں آور مقتل ابو مخنف اور منتخب وغیرہ میں حال جناب زینبؑ کا یوں منقول ہے وَهِيَ مَعَ ذَالِكَ لَا تَجِفُّ لَهَا عَبْرَةٌ وَلَا تَفْتُرُ مِنَ الْبُكَاءِ وَالنَّحِيْبِ وَدُمُوعُهَا جَارِيَةٌ عَلٰى خَدَّيْهَا باوجود ناتوانی کے اس مظلومہ کا یہ حال تھا کہ کبھی آنسو خشک نہوئے اور گریہ وزاری انکی کم نہوئی اور آنسو دونوں رخساروں پر جاری تھے وَكُلَّمَا نَظَرَتْ اِلٰى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ تَجَدَّدَ حُزْنُهَا وَزَادَ وَجْدُهَا اور جب امام زین العابدین علیہ السلام کو دیکھتی تھیں تو رنج وغم ان کا تازہ ہوتا تھا اور قلق و صدمہ بڑھتا تھا اور کسی طرح تسکین نہوتی تھی آہ اُسوقت صورت اپنے بھائی امام حسینؑ اور جناب عباسؑ اور شاہزادہ علی اکبرؑ اور قاسمؑ اور عون و محمد کی آنکھوں میں پھرتی ہوگی جنکی مصیبت میں یہ نوحہ جگر خراش پڑھتی تھیں اور بشدت روتی تھیں ~ مَضَاجِعُ فِتْيَةٍ عَبَدُوْا فَنَامُوْا ۞ هُجُوْدًا فِي الْفَدَافِدِ وَالشِّعَابِ ۞ زمین کربلا ایسے چند نوجوانوں کی خوابگاہ ہے کہ جنھوں نے شب تار اور ریگستان اور کوہسار میں عبادت خدا کی بعد اسکے راہِ خدا میں جہاد کیا اور تھک کے سو رہے اور آرام کیا ~ لَئِنْ وَارَتْهُمْ اَطْبَاقُ اَرْضٍ ۞ كَمَا اَغْمَدْتَ سَيْفًا فِيْ قِرَابٍ ۞ اگرچہ ان کے بدنہائے نورانی کو طبقات زمین نے پنہان کیا ہے مگر انکی وہی مثال ہے کہ جسطرح تلوار نیام میں رکھی جائے کہ شرف و خاصیت اسکی نہیں جاتی ہے یہی حال شہدائے راہ خدا کا ہے کہ قتیل خداوند زندہ ہیں ~ اَيُخْلَ بِالْفُرَاتِ عَلَى الْحُسَيْنِ ۞ وَقَدْ اَضْحٰى مُبَاحًا لِلْكِلَابِ ۞ آیا بخل کیا گیا آب فرات سے حسینؑ مظلوم پر حالانکہ وہ پانی جانوران درندہ اور کلاب و خنازیر پر مباح تھا ~ بَنَاتُ مُحَمَّدٍ اَضْحَتْ سَبَايَا ۞ يُسَقْنَ مَعَ الْاُسَارٰى وَالنِّهَابِ ۞ افسوس دختران رسول خدا اور بتول عذرا بعد شہادت اپنے اقربا کے اسیر کی گئیں اور اسباب و مقنعہ و چادریں انکی لوٹکر شہر بشہر پھرائی گئیں اور مجمع عام میں بے پردہ لیگئیں ~ مُغَبَّرَةُ الذُّيُوْلِ مُكَشَّفَاتٍ ۞ كَسَبْيِ الرُّوْمِ دَامِيَةُ الْكِعَابِ ۞ حال ان ستم رسیدوں کا یہ تھا کہ مثل اسیران ترک و روم کے گرد و غبار آلودہ بے نقاب تھیں اور پاؤں انکے پیادہ روی سے زخمی ہو گئے تھے آخر کو وہ مخدومہ شب و روز عبادت خدا اور گریہ و بکا میں مشغول رہیں تا بحدیکہ یہانتک کہ روتے روتے مدینہ میں دنیا سے رحلت فرمائی چنانچہ اکسیر العبادات میں منقول ہے کہ جناب زینب مدینہ میں پہنچکر اپنے برادر مظلوم امام حسین علیہ السلام کی مصیبت یادکر کے رات و دن رویا کرتی تھیں آخر اسی رنج والم میں روتے روتے دنیا سے رحلت کر گئیں اور وہیں دفن ہوئیں الا لعنۃ اللہ علی القوم الظّٰلمین

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ وَالْعَافِيَةِ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

قطعہ تاریخ

ختم تالیفِ دُرّ المصائب حصہ اول از نتیجۂ فکر رسا و ذہن صفا شاعر شیرین مقال تاریخ گوئے عدیم المثال جناب سید صادق حسین صاحب المتخلص بہ **صداقت** ارشد تلامذۂ عالیجناب فیضمآب جناب سید غضنفر علی خانصاحب المتخلص بہ حکیم لکھنوی

مولوی قاسم علی صاحب محدث کانِ علم	صاحب نہر المصائب خجستہ بیان و خوش خصال
کرد او دُرّ المصائب نسخۂ تازہ رقم	بحر شد در کوزہ بند از فضل ربّ ذو الجلال
سید ہند اہل سخن آواز از ہر چار سو	بے عدیل و بے نظیر و بے جواب و بے مثال
نیست مانندش کتابے در زبان اہل ہند	ہست مضمونش قوی و معتبر بے قیل و قال
مصرع تاریخ برجستہ **صداقت** شد رقم	بحر رنج و درد و شیون سکۂ حزن و ملال

تمت

سنہ ۱۳۱۲ھ

جلد دوم دُرّ المصائب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للّٰہ الّذی جعل النّدبۃ والبکاء علی الحسین ذخرًا و وسیلۃ للمؤمنین لدخول الجنّتین والصّلوٰۃ والسّلام علی سیّد الکونین محمّدٍ واٰلہ البررۃ المصطفین ولعنۃ اللّٰہ علی قتلۃ ذرّیتہ وعترتہ فی الدّارین **امّا بعد** مخفی نرہے کہ یہ حصہ دوم دُرّ المصائب کا ہے جو شامل ہے چند مجالس مختصرہ پر اور بطور ماحصل روایات کے کتب معتبرہ مستندہ ونقلین سے اخذ ہے وباللّٰہ التوفیق وبہٖ نستعین **مجلس ۱** قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی حق سبحانہٗ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ حبیب ہمارا اپنی خواہش نفسانی سے کلام نہیں کرتا ہے اور جو کہتا ہے وہ بوحی ربانی کہتا ہے پس جس بزرگوار کی خود پروردگار نے مدح و ثنا فرمائی ہے انکا یہ

یہ ارشاد ہے قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ خَلِیْفَتَیْنِ کِتَابَ اللّٰہِ حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ مَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَعِتْرَتِیْ اَھْلَبَیْتِیْ وَاِنَّھُمَا لَنْ یَّتَفَرَّقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ چنانچہ تفسیر دُرِّ منثور اور محرق القلوب وغیرہ میں منقول ہے کہ قریب رحلت بطور وصیت کے فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے بتحقیق کہ میں چھوڑے جاتا ہوں درمیان تمہارے دو خلیفہ ایک کتاب اللہ یعنی قرآن مجید کہ وہ رسن مستحکم و دراز ہے درمیان آسمان و زمین کے دوسرے عترت طاہرہ اہلبیت میرے جو مفسر اسکے اور واقف اسرار ہیں اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہوں گے یہاں تک کہ دونوں حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گے ثُمَّ قَالَ اَلَا وَاِنِّیْ لَآ اَسْئَلُکُمْ فِیْ ذٰلِکَ اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی پھر آنحضرت نے روتے ہوئے فرمایا ایہا الناس آگاہ ہو کہ میں تبلیغ رسالت پر اجر و عوض تم سے نہیں چاہتا ہوں مگر محبت و دوستی میرے اہلبیت کی پس تم کو واجب و لازم ہے کہ ان کے خیال کے کفیل رہنا اور ان کی اطاعت سے دست بردار نہ ہونا راوی کہتا ہے کہ بعد اس ارشاد کے جبتک وہ جناب زندہ رہے نہایت محزون و مغموم رہے اور دمبدم اثر زہر کا زائد ہوتا تھا اور ضعف بڑھتا تھا اور تپ شدید ہوتی تھی آخر کار دوسری تاریخ ربیع الاول بقولے اٹھائیسویں صفر کو رحلت فرمائی فی البحار وغیرہ لَمَّا تَغَیَّرَ حَالُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ بَکَتْ فَاطِمَۃُ عَلَیْھَا السَّلَامُ بُکَآءً شَدِیْدًا وَاَخَذَتْ رَاْسَہٗ فِیْ حِجْرِھَا چنانچہ بحار الانوار وغیرہ میں منقول ہے کہ جب حال جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ کا بشدت مرض سے متغیر ہوا تو یہ دیکھکر جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام بشدت رونے لگیں اور سر اقدس اپنے بابا کا اٹھا کر آغوش میں لیا حضرت نے فرمایا اے فاطمہ اس قدر بیتاب ہو کہ تو سب اہلبیت سے پہلے مجھ سے آکر ملیگی بعد اسکے فرمایا کہ اے پارۂ جگر میرے دونوں فرزند حسنین کو جلد بلاؤ کہ میں ان سے وداع و رخصت ہو لوں جناب سیدہ نے حسنین کو بلایا جب قریب اپنے نانا کے پہنچے اور نظر آنحضرت کی ان پر پڑی تو دونوں ہاتھ پھیلا کر اپنے سینۂ اقدس سے لگا لیا اور پیار کرتے تھے اور خوشبو انکی سونگھتے تھے اور ان کے حال پر بشدت روتے تھے یہانتک کہ آنحضرت کو غش آگیا یہ دیکھکر حسنین زار زار رونے لگے پس جناب امیر المومنین نے چاہا کہ حسنین کو سینۂ اقدس آنحضرت سے دیکر علیحدہ کریں یکایک حضرت نے دونوں چشم انور کھولدیں اور فرمایا یا علی ابھی میرے فرزندوں کو میرے سینہ سے جدا نہ کرو یہانتک کہ میں انکی بو سونگھ لوں اور یہ بھی میری بو سونگھ لیں کیونکہ یہ وہ وقت

وداع وہ رخصت ہے کہ بعد اسکے دارِ دنیا میں پھر ملاقات نہو گی یہ فرما کر غش آگیا ناگاہ ایک شخص نے پس در سے آواز دی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَنَا رَجُلٌ غَرِیْبٌ جِئْتُ رَسُوْلًا اِلَیْکَ فَاْذَنْ لِیْ حَتّٰی اَدْخُلَ عَلَیْکَ سلام ہو آپ پر یا نبی اللہ میں ایک مرد مسافر ہوں اور پیام لیکر آپ کی خدمت میں آیا ہوں پس مجھے اجازت دیجئے کہ اندر آپ کے پاس حاضر ہوں یہ سنکر جناب سیدہ نے فرمایا اے بندۂ خدا اس وقت جناب رسولخدا شدتِ مرض سے غش میں ہیں مناسب یہ ہے کہ اب تو پھر جا یہ سنکر وہ تھوڑی دیر چپ ہو رہا اور دروازہ سے نہ ہٹا پھر طالب اذن ہوا جناب سیدہ نے وہی جواب دیا بعد اسکے اُس شخص نے عرض کیا اے سیدہ میری مجھے بدون اندر حاضر ہوئے چارہ ہی نہیں ہے اسی اثنا میں حضرت نے آنکھیں کھولدیں اور فرمایا اے پارۂ جگر اے فاطمہ کیا سبب ہے کہ میں تم کو خوفناک پاتا ہوں جناب سیدہ نے عرض کیا اے بابا ایک اعرابی دیر سے دروازہ پر اذن حضوری طلب کرتا ہے اور ہر چند میں نے عذر کیا مگر وہ عذر میرا قبول نہیں کرتا ہے یہ سنکر جناب رسولخدا نے فرمایا اے نورِ نظر کیا تم نے اسکو نہیں پہچانا وَھُوَ قَاطِعُ اللَّذَّاتِ وَمُفَرِّقُ الْجَمَاعَاتِ وَھُوَ مَلَکُ الْمَوْتِ وہ قطع کرنے والا لذات کا اور متفرق کرنے والا اجماع کا اور یتیم کرنے والا اطفال کا اور بیوہ کرنے والا عورات کا ملک الموت ہے یہ تمہارے دروازہ کا ادب اور تحفظ کرتا ہے جو بے اجازت کے داخل نہیں ہوتا ورنہ اسکو نہ کوئی اندر آنے سے منع کر سکتا ہے نہ باہر جانے سے روک سکتا ہے پس حضرت نے اسکو اجازت دی حضرات مقام غور ہے کہ ایسا ملک مقرب تو بدون اجازت کے اس گھر میں داخل نہو اور بعد جناب رسولخدا کے اشقیائے اُمت بے تحاشا اُس دولتسرا میں دروازہ جلاکر داخل ہوئے ہائے افسوس جناب سیدہ کو ضرب دروازہ و تازیانے سے مجروح کیا اور حضرت امیر المومنین کو کس ظلم و ستم سے رسن بستہ واسطے بیعت کے مسجد کی طرف لیچلے اور کچھ پاس و لحاظ اور ادب آل رسول کا نہ کیا الغرض ملک الموت با اجازت آنحضرت گھر میں داخل ہوا اور سلام کرکے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حق سبحانہ تعالیٰ آپ کو بعد تحفۂ سلام کے فرماتا ہے اور آپ کو اختیار دیا ہے کہ اگر آپ کو ملاقات منظور ہو تو سب جنتیں آراستہ ہوں اور حور و غلمان اور جنت و رضوان مشتاق ہیں ورنہ جبتک جی چاہے آپ دنیا میں رہیں یہ حکم الٰہی سنکر فرمایا کہ اے عزرائیل میں مشتاق لقاء الٰہی ہوں لیکن تھوڑی مہلت دیجئے کہ میرے بھائی جبرئیل خبر لیکر آئیں اس نے عرض کیا کہ بسر و چشم میں تابع فرمان ہوں اسی اثنا میں جبرئیل نازل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ حقتعالیٰ آپ کا مشتاق ہے اور فرماتا ہے وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی اے حبیب ہمارے قریب ہے کہ پروردگار تمہارا تم کو اس قدر نعمتیں جنت کی عطا کرے کہ تم راضی و خوشنود ہو پس یہ بشارت سنکر مسرور ہوئے اور فرمایا اے ملک الموت جو حکم خدا

تم کو ہوا ہے وہ بجا لاؤ اسوقت جبرئیلؑ داہنی طرف اور اسرافیلؑ بائیں طرف آنحضرتؐ کے رونے لگے اور ملک
الموت سامنے واسطے قبض کرنے روح اقدس کے بیٹھکر رونے تھے اسوقت ہاتھ امیر المومنین علی ابن ابیطالب
علیہ السلام کا زیر رخسارہ انور جناب رسولخدا کے تھا کہ دفعۃً روح اطہر نے انتقال کیا پس جناب امیر المومنینؑ
نالہ و فریاد کرنے لگے وَا مُحَمَّدَاہ یا رسول اللہ اب بعد آپکے میں یکہ و تنہا رہگیا اور جناب سیدہ نے
ایک آہ سرد کھینچی اور غش کھا کر زمین پر گر پڑیں اور سب اہلبیت گرد لاش اطہر کے بشدت روتے تھے مومنین دستور
عالم ہے کہ وقت احتضار کے عزیز و اقربا اور اولاد محتضر کے پاس جمع ہوتے ہیں کوئی پانی ٹپکاتا ہے کوئی ہاتھ
پاؤں سیدھے کرتا ہے کوئی رو بقبلہ کرتا ہے کوئی آنکھیں بند کرتا ہے اور تحت الحنک باندھتا ہے آہ کیا حاجت
بیان ہے افسوس ہے حال پر جناب امام حسینؑ کے جو یکہ و تنہا روز عاشورا ریگ گرم صحرائے کربلا پر زخموں سے چور چور
منہ کے بل پڑے تھے اور رخسارہ انور خاک آلودہ تھا اور شمر لعین تلوار کھینچے ہوئے مرتکب بے ادبی تھا ہائے
افسوس اسوقت کوئی عزیز و اقربا اور اولاد سے پاس نہ تھا جو پانی ٹپکاتا اور ہاتھ پاؤں سیدھے کرتا اور آنکھیں
بند کرتا اور تحت الحنک باندھتا آہ آنکے بعضے عزیز و اقربا اور اولاد خاک و خون آلودہ میدان میں پڑے تھے
اور بعضے کشاکش مصیبت عظمےٰ میں مبتلا تھے کہ ہزاروں اشقیا شمشیرہائے خون آلودہ کھینچے ہوئے بے محابا داخل
خیام ہوئے اور اسباب لوٹ لیا اور طنابیں خیموں کی کاٹ کے آگ لگادی اور اہل حرم کی نقاب و چادریں تک چھین
لیں اور وہ سب ستم رسیدہ فریاد کرتی تھیں کوئی انکی فریاد رسی نہ کرتا تھا اور امام زین العابدینؑ بیمار کربلا غش
میں پڑے تھے اور اعدا ان کے بھی درپے قتل تھے الغرض جب جناب رسولخدا نے انتقال فرمایا تو جناب امیر المومنینؑ
نے ہاتھ اپنا روئے اقدس پر پھیرا اور چشم ہائے انور کو بند کیا اور بعد اسکے اپنے ہاتھ سے غسل و کفن دیا اور حنوط
کافور جنت سے کیا اور ہمراہ ملائکہ سماوات اور جماعت بنی ہاشم اور چند مہاجر و انصار کے نماز جنازہ
پڑھکے دفن کیا آہ مومنین کیسا پُردرد ہے حال مظلومی و بیکسی امام حسینؑ کا کہ بنی امیہ نے بکمال ظلم و ستم صحرائے
کربلا میں شہید کیا اور کوئی متوجہ تجہیز و تکفین کا نہوا اور لاش پارہ پارہ کئی روز تک ریگ گرم پر پڑی رہی
اور سر انور نیزہ پر رکھکر شہر بشہر لئے پھرے ہائے افسوس وہ سر انور جسکے گیسوئے مشکیں آب سلسبیل سے
جناب رسولخدا اور فاطمہ زہرا اور جبرئیل امین دھوتے تھے اور گرد و غبار صاف کرتے تھے وہ تنور خانہ خولی میں
رکھا گیا اور خاکستر سے آلودہ ہوا کبھی در دروازہ پر آویزاں کیا گیا کبھی درخت پر لٹکایا گیا کبھی صندوق میں رکھا
گیا آہ کبھی طاس طلا میں زیر تخت یزید کے رکھا گیا اور وہ لعین لب و دندان انور پر چھڑی سے بے ادبی کرتا
تھا یہ دیکھکر ابو بردہ اسلمی بیتاب ہوا اور آواز دی کہ اے یزید اٹھالے چھڑی کو ان لب و دندان انور سے قسم ہے
خدا کی میں نے بچشم خود دیکھا ہے جناب رسولخدا کو کہ اس مقام کے بوسے لیتے تھے جہاں تو چھڑی رکھتا ہے اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی

مجلس ۲

قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّہِیْنًا حق سبحانہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے تحقیق کہ جو لوگ رنجیدہ کرتے ہیں خدا اور اسکے رسول کو ان کو نفرین کی ہے خدا نے دنیا و آخرت میں اور ان کے واسطے عذاب بزرگ اور سخت و ذلیل کنندہ کو مہیا کیا ہے وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ مَنْ اٰذٰی عَلِیًّا فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ وَمَنْ اٰذَی اللّٰہَ فَقَدْ کَفَرَ اور فرمایا جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے جو شخص ایذا دے علی کو تحقیق کہ اس نے ایذا دی مجھکو اور جس نے ایذا دی مجھکو تحقیق کہ اس نے ایذا دی خدا کو اور جس نے ایذا دی خدا کو تحقیق وہ کافر ہوا ثُمَّ قَالَ اَیُّہَا النَّاسُ مَنْ اٰذٰی عَلِیًّا بَعَثَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَہُوْدِیًّا اَوْ نَصْرَانِیًّا بعد اسکے فرمایا ایہا الناس جو ایذا دے علی ابن ابی طالب کو تو حق سبحانہ تعالیٰ اسے بروز قیامت یہودی یا نصاریٰ محشور کرے گا اور فخر رازی نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسولخدا نے عَلِیٌّ خَیْرُ الْبَشَرِ مَنْ اَبٰی فَقَدْ کَفَرَ علی ابن ابی طالب بہترین بشر ہیں جو انکار کرے تحقیق کہ وہ کافر ہے وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اِنَّ فَاطِمَۃَ بِضْعَۃٌ مِّنِّیْ مَنْ اٰذَاہَا فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ وَمَنْ اٰذَی اللّٰہَ فَقَدْ کَفَرَ اور فرمایا جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ فاطمہ زہرا پارہ جگر ہے میری جس نے فاطمہ کو ایذا دی تحقیق کہ اس نے مجھ کو ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے خدا کو ایذا دی اور جس نے خدا کو ایذا دی پس وہ کافر ہوا اور فرمایا آنحضرت نے کہ جس سے فاطمہ زہرا بیزار ہے اس سے میں بیزار ہوں اور جس سے میں بیزار ہوں اس سے خدا بیزار ہے پس حضرت وائے ہو ان اشقیا پر جنھوں نے بعد جناب رسولخدا کے ان بزرگواروں پر طرح طرح کے ظلم وستم کیے اور کچھ حکم خدا اور رسول کا پاس ولحاظ اور خیال بھی نہ کیا اور درپے اذیت و آزار ہوگئے چنانچہ فرمایا جناب امیرالمومنین نے نَزَلَ بِیْ مِنْ وَّفَاتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ مَا لَمْ اَکُنْ اَظُنُّ اِنَّ الْجِبَالَ لَوْ حَمَلَتْہُ مَا کَانَتْ تَنْہَضُ بِہٖ وفات جناب رسولخدا سے مجھپر ایسے صدمے نازل ہوئے کہ گمان نہیں رکھتا ہوں میں کہ اگر پہاڑوں پر بار ان کا رکھا جائے تو وہ متحمل اسکے ہو سکیں اور جناب سیدہ بعد اپنے پدر بزرگوار کی ان مصیبتوں کو یاد کرکے نوحہ و بین کرتی تھیں اور فرماتی تھیں

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّہَا	صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا

آہ مجھپر ایسی مصیبتیں پڑی ہیں کہ اگر وہ مصیبتیں دنوں پر پڑتیں تو وہ مثل شبہائے تار کے تیرہ و تاریک ہو جاتے

لہ ہر کہ خلاف رضائے حکیم حاذق و صانع عالم کند ہمیں اذیت و ستانیدن اذیت عقلی است خصوصاً فی وہ روحانی نیز گرفتنی تو از ہم و جسمانیات حرمت ۱۲ ق

واقعی پر شیان بعد جناب رسول خدا کے وہ معصومہ اس مدت قلیل پچھتر روز کے عرصہ میں کیسے کیسے مصائب عظیمہ میں مبتلا رہیں اور بسبب درد پہلوئے شکستہ اور مفارقت وجدائی میں اپنے پدر نامدار کے شب و روز روتے رہنے سے بیمار ہوئیں تاریخ جمادی الاولی بقول تیسری جمادی الثانیہ کو دنیا سے رحلت کر گئیں فی محرق القلوب وغیرہ فلما ثقلت حالہا جلس امیر المومنین عندہا واخذ راسہا فی حجرہ ثم اغمی علیہا فعظم ذالک علیہ چنانچہ محرق القلوب وغیرہ میں منقول ہے کہ جب حال اس معصومہ کا متغیر ہوا تو جناب امیر المومنین ان کے سرہانے بیٹھ گئے اور سر اطہر ان کا اپنی آغوش میں رکھ لیا اسی اثنا میں جناب سیدہ کو غش آگیا یہ دیکھ کر حضرت بیتاب ہو گئے رونے لگے اور جبا دوش اطہر سے اور عمامہ سر اقدس سے اتار کے آواز بلند فرمایا اے فاطمہ زہرا مجھ سے کچھ کلام کرو یہ سنکر جناب سیدہ نے آنکھیں کھولدیں اور حضرت کے چہرہ انور کی طرف نظر کی دیکھا کہ وہ جناب روتے ہیں اسوقت عرض کی کہ اے ابو الحسن اب چند وصیتیں میری جو ہیں سن لیجئے وہ یہ ہیں کہ اگر کچھ قصور مجھ سے ہوا ہو تو بحل کریں حضرت نے فرمایا اے فاطمہ زہرا تم خدا شناس اور دختر رسول خدا ہو کبھی تم سے خلاف میری رضامندی کے کوئی امر سرزد نہیں ہوا ہے بعد اسکے عرض کیا کہ اگر حسنین سے کوئی امر ناگوار طبع ہو تو اس سے درگذر کر کے انکے حال پر مہربان رہئیگا اور بعد میرے میری قبر کو فاتحہ خوانی سے محروم نہ رکھئے گا کیونکہ میں کبھی تنہا نہیں رہی اور آپ سے جدا نہیں ہوئی اور اب مکان وحشت و تنہائی میں جاتی ہوں اور جب حکم الٰہی میرے بارے میں جاری ہو تو مجھے شب ہی کو دفن کیجئے گا اور میرے ظالموں کو میرے جنازہ پر آنے نہ دیجئیگا یہ سنکر جناب امیر المومنین رونے لگے اور فرمایا اے فاطمہ زہرا جب تم خدمت میں اپنے پدر بزرگوار کے پہنچو تو میری طرف سے بعد سلام کے عرض کرنا جو کچھ کہ بعد آنحضرت کے امت جفاکار کے ہاتھ سے مجھپر گذرا ہے اسی اثنا میں جناب حسنین روتے ہوئے داخل دولتسرا ہوئے انکی آواز سنکر جناب امیر المومنین حجرہ سے باہر تشریف لائے اور فرمایا اے نور چشمو ں میرے سبب تمہارے رونے کا کیا ہے حسنین نے عرض کیا کہ اے پدر بزرگوار جب ہم روضہ رسول خدا پر گئے تو ہم نے آواز اپنے نانا کی سنی کہ فرماتے ہیں اے فرزندو میرے تم گھر میں واپس جاؤ اور اپنی ماں سے رخصت ہو لو کہ وہ دنیا سے رحلت کرتی ہیں پس ہم اسلئے آئے ہیں تاکہ اپنی ماں سے رخصت ہو لیں یہ کہکے بیتابانہ داخل حجرہ ہوئے اور اپنی مادر گرامی کو دیکھا کہ غش میں ہیں یہ دیکھ کر روتے روتے اپنے تئیں اس معصومہ کے قدموں پر گرا دیا اور اپنا منہ ملتے تھے اور کہتے تھے کہ اے مادر مہربان ہم سے کچھ باتیں کیجئے قریب ہے کہ اس غم میں جان ہماری نکل جائے جب جناب سیدہ نے آواز حسنین کی سنی تو آنکھیں کھولدیں اور دونوں ہاتھ پھیلا کر اپنے فرزندوں کو سینہ سے لگا لیا پس حضرت نے بکمال مہربانی اور تسلی و دلاسا دیکر سینہ جناب سیدہ سے علیحدہ کیا اور اپنے ساتھ روضہ رسول خدا پر

لیجئے چنانچہ اسما بنت عمیس کہتی ہیں کہ بعد اسکے جناب سیدہؑ نے مجھے طلب کیا اور فرمایا کہ دروازہ حجرہ کا بند کرو اور ایک ساعت تک میرے پاس نہ آنا بعد اسکے مجھے پکارنا اگر میں نے جواب دیا تو بہتر ورنہ جاننا کہ میں نے دنیا سے رحلت کی پس بعد ایک ساعت کے میں نے آواز دی مگر کچھ جواب نہ سنا اسوقت میں حجرہ میں داخل ہوئی اور ردا چہرۂ انور جناب سیدہ سے اٹھائی تو دیکھا کہ وہ معصومہ دنیا سے رحلت کر گئیں پس اس وقت میں زار زار رونے لگی اسی اثنا میں حسنینؑ واپس آکر داخل حجرہ ہوئے اور مجھ سے پوچھا کہ ہماری مادر کا کیا حال ہے یہ سنکر مجھے تاب ضبط نہ رہی میں نے عرض کی کہ اے شاہزادو میرے والدہ آپ کی آپ کے نانا کے پاس پہنچیں اور دنیا سے رحلت کی ہے یہ سنکر حسنینؑ نے عمامے اپنے سروں سے پھینکدیئے اور روتے ہوئے طرف مسجد رسولؐ کے روانہ ہوئے اور اپنے پدر بزرگوار کو اس مصیبت عظمیٰ سے مطلع کیا آہ آنحضرت کو یہ سنکر غش آگیا بعد اسکے اٹھتے ہوئے مع بنی ہاشم کے خانۂ جناب سیدہ میں داخل ہوئے اور شور گریہ و بکا زن و مرد بنی ہاشم کا بلند ہوا اور کسی طرح جوشش رقت کا کم نہوتا تھا پس جب رات تاریک ہوئی تو جناب امیر المومنینؑ نے ان معصومہ کو غسل دیا اور کفن دیکر تابوت میں رکھا اور اپنے فرزند سے فرمایا کہ اے حسنؑ ابوذرؓ کو بلاؤ جب ابوذرؓ حاضر ہوئے تو ایک طرف خود حضرت نے اور دوسری طرف سے ابوذرؓ نے تابوت کو اٹھا کر اس جگہ رکھا جہاں حضرت نے مع چند اصحاب و اقربا کے نماز جنازہ پڑھی اور بحار الانوار وغیرہ میں منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ فرماتے ہیں میں نے اس معصومہ کو غسل دیا ان کے پیراہن میں اور لباس ان کے بدن سے جدا نہ کیا اور بعد غسل کے میں نے حنوط کیا اس کافور جنت سے جو حنوط رسول خدا سے باقی رہا تھا اور اس معصومہ کو میں نے کفن پہنایا پس جب بند کفن باندھنے کا ارادہ کیا تو میں نے آواز دی یا زینبؑ و یا ام کلثومؑ و یا حسنؑ و یا حسینؑ چلو اپنی والدہ کی زیارت آخری کر لو کہ بعد اسکے سوائے جنت کے ملاقات نہوگی اسوقت حسنینؑ بھی بشدت روتے ہوئے میری طرف متوجہ ہوئے اور کہتے تھے کہ افسوس یہ آتش حسرت و جدائی جد امجد اور مادر گرامی کی کبھی نہ بجھیگی اور اپنی والدہ سے کہا اے مادر مہربان جسوقت آپ ہمارے نانا کے پاس پہنچیں تو ہماری طرف سے بعد سلام کے عرض کیجئیگا کہ ہم بعد آپ کے دار دنیا میں یتیم ہو گئے حضرت فرماتے ہیں کہ قسم بخدا اسوقت نعش معصومہ نے طرف حسنینؑ کے میل کیا اور باواز ضعیف آہ سرد کی اور دونوں ہاتھ پھیلا کر حسنینؑ کو سینہ سے لگا لیا ناگاہ آواز غیب جانب آسمان سے آئی کہ اے ابوالحسن حسنینؑ کو سینہ فاطمہ سے جدا کرو کہ انہوں نے فرشتہا آسمان کو رلایا ہے اور رسول خدا دیدار فاطمہ کے مشتاق ہیں یہ سنکر میں نے بکمال تسلی و تشفی سینۂ فاطمہ زہراؑ سے حسنینؑ کو جدا کیا حضرات اب کیا حال جب بیان ہے افسوس ہے کہ بیکسی و مظلومی پر سکینہ خاتون دختر امام حسینؑ کے کہ وہ ستم رسیدہ روز عاشور لاش پدر سے لپٹ کر زار زار

روتی تھیں اور بین جگرخراش کرتی تھیں اور رونا اس یتیمہ کا شمر لعین کو ناگوار ہوا اور لاش پدر سے کھینچکر جدا کیا آہ عوض تشفی و تسلی کے تازیانے مارتا تھا اور وہ مظلومہ فریاد کرتی تھیں کوئی فریاد رسی نکرتا تھا الغرض جناب امیرالمومنین نعش جناب سیدہ کو روضۂ رسولخدا پر لیگئے اور عرض کی یارسول اللہ سلام میرا اور سلام آپ کی پارۂ جگر کا ہو آپ پر جو روضہ اقدس میں آپکے حاضر ہے بتحقیق کہ امانت آپ کی مجھسے لے لیگئی پس جب ارادہ دفن کا کیا تو ایک جگہ سے آواز آئی کہ یہاں لاؤ کہ خاک اس معصومہ کی اسی جگہ کی ہے جب اس طرف دیکھا تو ایک قبر تیار ملی پس تابوت اس جگہ لے آئے اور اس معصومہ کو دفن کیا اور حضرت کنارۂ قبر پر بیٹھے اور فرمایا اے زمین تجھے سپرد کرتا ہوں میں یہ امانت اپنی یعنی دختر رسولخدا کو پس حضرت طرف دولتسرا کے روتے ہوئے تشریف لائے اور صبح کو اکثر مہاجرین و انصار بنا برسم تعزیت کے حاضر ہوئے اور تسلی اور دلاسا دیتے تھے آہ مومنین اس مقام پر یاد آگیا حال مظلومی و بیکسی امام زین العابدین علیہ السلام کا روز عاشورا بعد شہادت ان کے پدر مظلوم کے کہ اشقیائے کوفہ و شام نے عوض تعزیت ماتم پرسی کے فرش اور کمبل تک لوٹ لیا اور خیموں میں آگ لگائی اور طوق و زنجیر میں جکڑا اور اتنی مہلت نہ دی کہ اپنے پدر مظلوم کی لاش بے سر کو دفن کرتے بلکہ مع اہل حرم کے طرف کوفہ کے شتران برہنہ پر سوار کرکے لے گئے اور بجائے تسلی و تشفی کے تازیانے مارتے تھے اور رونے سے منع کرتے تھے جیسا کہ جناب مفتی صاحب علیہ الرحمہ لکھتے ہیں؎

لعیناں پس از کشتن شمع دیں — پشیماں نہ گشتند از جور و کیں
نیامد پئے تعزیت ہیچ کس — بدیں قتل و غارت نہ کردند بس
زدند آتش ظلم اندر خیام — گرفتند زیور ز آلِ کرام
نمودند بے چادر و بے ردا — سرِ زینب و اُمِ کلثوم را
بدیں گونہ بردند تا شام حیف — ازیں ظلم و زیں ہتک اسلام حیف
ہمہ دختران رسول خدا — جگر تفتہ دل خستہ سر بے ردا
دراں زمرہ سجاد ہم دستگیر — یتیم و ضعیف و علیل و اسیر
سرِ شاہ بر نیزہ ہمراہ شاں — بلند و درخشندہ چوں آہِ شاں
دراں شاہ زیر سرِ نیزہ بود — قیامت شدہ مہر بر نیزہ بود
چگویم کہ اندست قوم یزید — چہا بر سرِ آل یٰسیں رسید
زجورے کہ زاں جملہ افواج رفت — گلستانِ زہرا بتاراج رفت

نیامد کسے تا بیارد بجا | عزاپرسیٔ تشنۂ کربلا

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

مجلس ۳

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ زَيِّنُوْا مَجَالِسَكُمْ بِذِكْرِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ فَاِنَّ ذِكْرَهٗ ذِكْرِيْ وَذِكْرِيْ ذِكْرُ اللّٰهِ وَذِكْرُ اللّٰهِ عِبَادَةٌ ترجمہ فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ زینت دو اپنی مجلسوں کو ساتھ ذکر علی بن ابیطالب علیہ السلام کے اس لئے کہ ذکر علی کا میرا ذکر ہے اور ذکر میرا ذکر خدا کا ہے اور ذکر خدا کا عبادت ہے اور حدیث میں وارد ہے کہ جس جگہ ذکر حضرت محمد وآل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ ہوتا ہے وہاں ملائکہ رحمت نازل ہوتے ہیں اور شیاطین دور ہوتے ہیں فِیْ کَشْفِ الْغُمَّةِ اَنَّهٗ سُئِلَ النَّبِيُّ بِاَيِّ لُغَةٍ خَاطَبَكَ رَبُّكَ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ فَقَالَ خَاطَبَنِيْ بِلُغَةِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْطَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ چنانچہ کشف الغمۃ وغیرہ میں منقول ہے کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں سوال کیا گیا کہ شب معراج کس لغت وزبان سے حق سبحانہ تعالے نے آپ سے کلام کیا تھا پس حضرت نے فرمایا جناب باری نے مجھ سے علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی زبان میں باتیں کی تھیں فَاُلْهِمْتُ اَنْ قُلْتُ يَا رَبِّ اَنْتَ خَاطَبْتَنِيْ اَمْ عَلِيٌّ فَقَالَ يَا اَحْمَدُ اَنَا شَيْءٌ لَيْسَ كَالْاَشْيَاءِ وَلَا اُقَاسُ بِالنَّاسِ وَلَا ۱۲ اُوْصَفُ بِالْاَشْيَاءِ پس میں نے بالہام عرض کیا کہ اے معبود میرے آیا تو مجھ سے کلام کرتا ہے یا علی ہے اسوقت جانب رب العزت سے ارشاد ہوا کہ اے احمدؐ میں مانند اور چیزوں کے نہیں ہوں اور نہ لوگوں کے ساتھ قیاس ہوسکتا ہوں اور نہ مشابہ اور موصوف ہوسکتا ہوں ان چیزوں کے ساتھ جو مخلوق ہیں خَلَقْتُكَ مِنْ نُوْرِيْ وَخَلَقْتُ عَلِيًّا مِنْ نُوْرِكَ فَاطَّلَعْتُ عَلٰى سَرَائِرِ قَلْبِكَ فَلَمْ اَجِدْ اِلٰى قَلْبِكَ اَحَبَّ مِنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْطَالِبٍ فَخَاطَبْتُكَ بِلِسَانِهٖ كَيْ يَطْمَئِنَّ قَلْبُكَ اے حبیب ہمارے میں نے تم کو اپنے نور سے پیدا کیا اور علی کو تمہارے نور سے خلق کیا پس میں تمہارے اسرار دل پر مطلع ہوا اور مخلوقات میں سے میں نے تمہارے دل میں کوئی دوست تر علی ابن ابیطالب سے نہ پایا پس میں نے تم سے اُن کی زبان اور لب ولہجہ میں باتیں کیں تاکہ دل تمہارا مطمئن ہوا اور لطف مزید حاصل ہو اور منقول ہے کہ جب جناب رسولخدا زمین پر تشریف لائے تو چاہا کہ حالات معراج کو جناب امیر المومنینؑ سے بیان فرمائیں مگر آنحضرت نے حسب الارشاد خود سب حالات سموات اور عرش کے اس طرح سے بیان کئے کہ گویا ہمراہ آنحضرت کے تھے کیونکہ سب حجاب سامنے سے ہٹا دیئے گئے تھے اب کیا حاجت بیان ہے افسوس ایسے برگزیدہ باری اور مخزن اسرار الٰہی کو بحالت روزہ ونماز مسجد کوفہ میں انیسویں شب ماہ رمضان کو ابن ملجم ملعون نے شمشیر زہر آلود

سر اقدس پر لگائی جس کے صدمہ سے سر انور شق ہوا اور ریش اطہر خون آلودہ ہوئی چنانچہ بحار الانوار وغیرہ میں منقول ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ مسجد کوفہ میں موافق دستور ہر شب کے مشغول نماز تھے اور رکوع اور سجود کو موافق اپنی عادت کے بحضور دل طول دیتے تھے اسوقت ہوائے تند ایسی چلی کہ مسجد کی سب قندیلیں بجھ گئیں فقال لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ هٰذَا اَثَرٌ مِنْ اٰثَارِ قَتْلِی یہ دیکھکر حضرت نے فرمایا لا الہ الا اللہ یہ ایک علامت ہے میرے قتل کی علامتوں سے جب ابن ملجم کو معلوم ہوا کہ حضرت مشغول بہ نماز ہیں تو جلد اٹھا اور مقابل اس ستون کے کہ جس کے محاذی حضرت نماز پڑھ رہے تھے کھڑا ہوا اور اس لعین نے اتنی مہلت دی کہ حضرت رکعت اول کا رکوع اور سجدہ اول بجالائے اور سر اقدس سجدہ اول سے اٹھایا افسوس اسوقت ابن ملجم نے وہ تلوار زہر آلودہ کھینچکر اس زور سے ماری کہ سر انور آنحضرت کا وسط سر سے پیشانی تک شق ہوا پس صدمہ سے اس ضربت کے سنبھالا نہ گیا اور زمین پر منہ کے بل جھک گئے اسوقت فرماتے تھے بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اور خون سر اقدس سے جاری تھا اور حضرت خون اپنا چہرہ انور اور ریش اطہر پر ملتے تھے اور خاک کو زخم پر ڈالتے تھے آہ اس مقام پر اور دو بزرگوار یاد آگئے جن کے سر انور پر ضربت شدید حالت تشنگی میں لگی ہے وہ قمر بنی ہاشم جناب عباسؑ علمدار لشکر اور شبیہ پیغمبر جناب علی اکبرؑ ہیں چنانچہ ابو مخنف لکھتا ہے کہ روز عاشورا اعدا نے جناب عباسؑ کے دونوں ہاتھ جدا کئے اور گرز آہنی سے سر انور شق کیا اور گھوڑے سے زمین گرم کربلا پر منہ کے بل مع علم کے گرا دیا اس وقت آواز دی یَا اَخَاهُ اَدْرِكْنِی یہ سنکر امام حسینؑ روتے تھے اور فرماتے تھے وَا اَخَاهُ وَا عَبَّاسَاهُ اَلْاٰنَ اِنْكَسَرَ ظَهْرِی ہائے اے بھائی عباسؑ اب تمہارے مرنے سے کمر میری ٹوٹ گئی اور جناب علی اکبرؑ کے حال میں لکھا ہے کہ وہ جوان رعنا لشکر اعدا سے مشغول جہاد تھے افسوس اسی اثنا میں ایک لعین نے سر اطہر پر تلوار ماری کہ صدمے سے اس ضربت کے وہ شبیہ پیغمبرؐ غش کھاکر زمین پر گرے اسوقت امام حسینؑ روتے تھے اور فرماتے تھے قَدِ اسْتَرَحْتَ مِنْ كَرْبِ الدُّنْيَا وَهَمِّهَا اے نور نظر تم نے تو رنج والم دنیا سے راحت پائی وَبَقِیَ اَبُوْكَ وَحِيْدًا فَرِيْدًا بَيْنَ الْاَعْدَاءِ اور باپ تیرا یکہ و تنہا نرغہ اعدا میں باقی رہگیا یَا بُنَیَّ عَلَی الدُّنْيَا بَعْدَكَ الْعَفَا اے فرزند اب بعد تیرے خاک ہے اس دنیا پر الغرض جب حضرت امیر المومنینؑ خاک و خون آلودہ ہوئے تو اسوقت دروازہ ہائے مسجد میں ہل گئے اور ملائکہ آسمان رونے لگے اور آندھی سیاہ چلی اور جبرئیلؑ نے درمیان آسمان و زمین کے باواز بلند ندا کی جو شخص کہ بیدار تھا اس نے سنا تَهَدَّمَتْ وَاللّٰهِ اَرْكَانُ الْهُدٰى وَانْطَمَسَتْ وَاللّٰهِ نُجُوْمُ السَّمَاءِ وَاَعْلَامُ التُّقٰى قسم بخدا ستون ہدایت کے منہدم ہوئے اور ستارے آسمان کے منکشف ہوئے اور نشان

پرہیزگاری اور پناہ کے ختم ہوئے وَانْفَصَمَتْ وَاللّٰهِ الْعُرْوَةُ الْوُثْقٰی قُتِلَ عَلِیٌّ الْمُرْتَضٰی اور قسم
بخدا ریسمان مضبوط ایمان کی ٹوٹ گئی اور برگزیدہ خدا جناب علیؑ مرتضیٰ قتل ہوئے آہ جب یہ آواز جناب
ام کلثومؑ نے سنی تو منہ اپنا پیٹ لیا اور گریبان چاک کیا اور صدائے وَا اَبَتَاہُ وَا عَلِیَّاہُ بلند کی وَنَادَتْ
یَا حَسَنُ یَا حُسَیْنُ وَا حَسْرَتَاہُ لَقَدْ قُتِلَ اَبُوْکُمَا اور اپنے بھائیوں کو آواز دی کہ اے حسنؑ اور حسینؑ
افسوس بابا تمہارے شہید ہوئے یہ سنکر جناب حسنینؑ بیتاب ہوکر روتے ہوئے طرف مسجد کے روانہ ہوئے
جب داخل مسجد ہوئے تو اپنے پدر بزرگوار کو خاک و خون آلودہ دیکھ کے سر انور اپنے بابا کا زانو پہ رکھکر
رونے لگے اُسوقت حضرت نے فرمایا اے نور چشمو میرے صبر کرو آج تم میرے حال پر روتے ہو اور بعد
میرے اے حسنؑ تم کو زہر دینگے اور تمہارے بھائی حسینؑ کو مہمان بلا کر صحرائے کربلا میں تشنہ لب ذبح
کریں گے یہ سنکر حاضرین مسجد زار زار رونے لگے پس حسب الارشاد حضرت کے امام حسن علیہ السلام نے
نماز صبح بجماعت پڑھائی اور خود حضرت نے اشارہ سے نماز ادا کی بعد اسکے حسنینؑ مع جماعت
شیعہ حضرت امیر المومنینؑ کو وہاں سے بنرمی و آہستگی اٹھا کے طرف دولتسرا کے لے چلے تا کہ حضرت
کو دکان سے اذیت و تکلیف نہو آہ اس مقام پر یاد آگئی مظلومی و بیکسی امام حسینؑ کی کہ جب وہ جناب
روز عاشورا زخمی ہوکر ذوالجناح سے منہ کے بل زمین پر تشریف لائے اور لشکر اعدا سے آواز قَدْ قُتِلَ
الْحُسَیْنُ کی بلند ہوئی تو اُسوقت فرزند بیمار آنحضرت کے علیؑ بن حسینؑ غش میں پڑے تھے اور اولاد و
اقربا سب شہید ہوچکے تھے اور کوئی ایسا نہ تھا جو مقتل سے بنرمی اٹھا کر خیمہ گاہ تک لاتا یا سر انور زانو پر
رکھکر خاک و خون صاف کرتا بلکہ بعوض اسکے شمر لعین نے بکمال بیرحمی طرف نشیب کے کھینچا افسوس ہزار افسوس
اس شقی نے وہ ظلم و ستم کیا کہ جسکے سبب سے زمین کربلا کو تزلزل ہوا اور آندھی سیاہ چلنے لگی اور
جبرئیل پکارے اَلَا قُتِلَ الْحُسَیْنُ بِکَرْبَلَا آگاہ ہو اے اہل آسمان و زمین کہ امام حسینؑ علیہ السلام زمین
کربلا پر تشنہ لب شہید ہوگئے آہ جب یہ آواز اہل حرم نے سنی تو نالہ و فریاد کرتی ہوئی اور زار زار روتی
ہوئی خیمہ سے باہر نکلیں دیکھا کہ سر انور نیزہ پر بلند ہے اور خون ٹپکتا ہے یہ دیکھکر جناب زینبؑ فریاد کرتی
تھیں بِاَبِیْ مَنْ شَیْبَتُہٗ تَقْطُرُ بِالدِّمَاءِ فدا ہو باپ میرا اس مظلوم و تشنہ لب پر جسکی ریش
اقدس سے خون ٹپکتا ہے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۵ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ
الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا حاصل ترجمہ یہ ہے حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں
ارشاد فرماتا ہے پاک و منزہ ہے وہ خالق جو ازروئے کرامت کے اپنے بندۂ خاص کو ایک شب تھوڑے زمانہ میں مسجد الحرام

طرف مسجد اقصےٰ کے لے گیا وہ مسجد کہ ہم نے اس کے اطراف کو برکت دی تاکہ ہم اس بندہ برگزیدہ کو
صنایع و بدایع اور مخلوقات آسمانی اور قدرتیں اپنی دکھائیں چنانچہ تفسیر صافی اور منہج الصادقین وغیرہ
میں منقول ہے کہ معراج جسمانی جناب رسالت پناہی بارھویں سال بعثت سے بحالتِ بیداری تاریخ
ستائیسویں ماہ رجب بقولے سترھویں ماہ رمضان شب سہ شنبہ کو ہوئی ہے اور اس بارے میں احادیث و
روایات کتب فریقین میں بکثرت ہیں اور حاصل بعض روایات کا یہ ہے کہ فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ
علیہ وآلہ نے جبرئیل بحکم رب جلیل آب کوثر اور آب زمزم مخلوط کرکے لائے میں نے اس سے غسل اور وضو کیا
بعد اسکے میں باہر آیا اور دیکھا کہ ایک فرشتہ براق مرکب بہشتی کی لگام ہاتھ میں لئے ہے اور ساز و زین
بہشتی سے مزین ہے اور اسکے دو پر مثل طاؤس کے ہیں پس اسکو میرے سامنے لاکر کہا کہ یا رسول اللہ آپ
سوار ہوں پس میں اسپر سوار ہوا اور براق پہلے قدم بقدم چلا بعد اسکے پرواز کی اور جبرئیل جانب راست
تھے یہاں تک کہ بیک چشم زدن مسجد اقصےٰ تک پہنچے اور وہاں بحکم خدا ارواح انبیا جمع تھیں تاکہ
مجھپر سلام کریں اسوقت جبرئیل نے مجھے مقدم کیا اور میں نے دو رکعت نماز مع انبیا و ملائکہ بالامت و
جماعت پڑھی بعد اسکے جبرئیل میرا ہاتھ پکڑ کے پاس اس سنگ گراں کے لائے کہ جسپر زینہ نورانی معراج کا
رکھا تھا ایک پایہ اس کا یاقوت سے تھا دوسرا پایہ زمرد سے تھا بعد اسکے مجھے اُس زینہ سے اوپر آسمان
پر لے گئے وہاں صنایع اور بدایع الٰہی کو دیکھا اور جبرئیل نے ہر چیز کا حال مجھ سے بیان کیا بعد اسکے انبیا
سے میں نے ملاقات کی اسیطرح سے ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک جاتا تھا اور ہر جگہ مخلوقات آسمانی اور قدرت
سبحانی کو دیکھتا تھا یہانتک کہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا اور وہ نور الٰہی سے درخشاں تھا اور اسکی ہزار در
شاخوں پر ہزاروں فرشتے تھے جسوقت میں اس جگہ پہنچا تو جبرئیل ٹھہر گئے اور مجھ سے کہا کہ اب آپ تشریف لیجائیں
میرا مقام یہیں تک ہے اور آگے تجاوز نہیں کر سکتا ہوں پس جبرئیل نے فرشتہ حجاب الذہب کے سپرد کیا اور وہ خود باہر حجاب
کے کھڑا رہا اور اس فرشتہ نے فرشتہ حجاب گوہر تک پہنچایا اسیطرح اکثر حجاب کہ درمیان ہر حجاب کے پانچسو برس کی
راہ تھی میں نے براق پر طے کئے بعد اسکے براق پرواز و رفتار سے باز رہا اور اس مقام میں ایسا نور تھا کہ میری آنکھیں
خیرگی کرنے لگیں بعد اسکے رفرف پر سوار ہوا اور اس نے مجھے عرش تک پہنچایا جب نظر میری عرش پر پڑی تو جو چیزیں
کہ میں نے قبل اسکے دیکھیں تھیں بسبب عظمت و بلندی عرش کے وہ سب نگاہ میں حقیر معلوم ہونے لگیں اور حضرت امیرالمومنین
نے حضرت سید المرسلین سے روایت کی ہے فرمایا آنحضرت نے جب میں معراج کو آسمان پر گیا تو میں نے ستر ہزار حجاب
طے کئے اور ایک حجاب کی مسافت دوسرے حجاب تک مقدار میں ستر ہزار فاصلہ مشرق و مغرب کے تھی یہانتک کہ
حجاب قدرت تک پہنچا پھر خدا نے مجھے مسند عرش پر پہنچایا اور ہزار مرتبہ جانب رب العزت سے خطاب آیا اُدن

مجھ سے نزدیک ہو اور ہر مرتبہ مجھے ترقی تازہ بہم پہنچتی تھی یہاں تک کہ میں نے قدم سریر ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی پر رکھا کہ قریب ہو کے جھکا اور میں خلوت فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى سے مشرف ہوا کہ تفاوت بقدر دو کمان کے یا کمتر اس سے تھا اور بشرف سننے فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى مشغول ہوا بعد اسکے عرش سے ایک قطرہ میری زبان پر آیا اسوقت ایسا ذائقہ معلوم ہوا کہ شیرینی میں ہرگز ایسی لذت نہیں ہوتی ہے اور حق سبحانہ تعالےٰ نے مجھے علوم واخبار اولین وآخرین سے آگاہ کیا اور زبان میری کشادہ ہوئی اور میں گویا ہوا حضرات اس مقام پر غور کیجئے کہ آسمانوں میں براق اور رفرف نے اپنے سوار کو مقام قاب قوسین او ادنیٰ تک پہنچایا اور کربلا میں ذوالجناح نے اپنے سوار راکب دوش رسولخدا کو مقام امن میں پہنچایا تاکہ زمین پر گرنے کی اذیت و تکلیف نہ ہو جبکہ وہ مظلوم بسبب زخمہائے کاری کے ناتوان ہو کے مائل طرف زمین کے ہوئے اور بسبب کمال غیرت کے کسی مرتبہ زمین سے اُٹھتے تاکہ دشمن شماتت نکریں الغرض حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے ید قدرت سے درمیان دوش اقدس رسولخدا کے مہر نبوت ثبت فرمائی اور جب آسمان کے پردے اٹھا دیئے گئے تو نبی و وصی باہم ہمکلام ہوئے اور ملائکہ زمین کی طرف متوجہ ہو کر حضرت علیؑ ابن ابیطالب کی زیارت کرنے لگے؛ سبحان اللہ کیا مرتبہ ہے ہمارے آقا اور مولا حضرت امیر المومنینؑ یعسوب الدین کا کہ جس جگہ ید قدرت سے مہر نبوت ثبت ہوئی اس جگہ بحکم نبیؐ قدم اقدس رکھے اور معراج دوش اطہر رسولخدا تک ہوئی

چونکہ ید کتف نبیؐ بالا تر از عرش بریں	زاں سبب شد جائے پایت یا امیر المومنینؑ

دوسرا شاعر کہتا ہے

در شب اسریٰ ز روئے رحمتِ یزدانِ پاک	دست قدرت را بدوش سیدِ بطحا نہاد
عزتِ شاہ ولایت را ببیں قدر و شرف	کز رہِ تمکیں بجائے دست قدرت پا نہاد

چنانچہ نہج الحق وغیرہ میں منقول ہے کہ جب بروز فتح مکہ معظمہ کہ وہ بیسویں تاریخ ماہ رمضان سنہ ۸ھ کی تھی اور روز نوروز تھا جناب رسولخدا طواف خانہ کعبہ سے فارغ ہوئے تو بتوں کو توڑنا شروع کیا جو گرد خانہ کعبہ کے کفار قریش نے جست اور رانگ اور رنج سے مستحکم کر کے نصب کر دیئے تھے حضرت انکو نوک نیزہ سے گراتے تھے اور فرماتے تھے جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ حق آیا اور باطل مفقود ہوا اور وہ بت باوجود اس استحکام کے بمجرد اشارہ آنحضرت کے منہ کے بل زمین پر گرتے تھے اور حضرت نوک نیزہ ان کی آنکھوں میں چبھوتے تھے تاکہ کفار جانیں کہ ان اصنام سے کوئی نفع وضرر متصور نہیں ہے اور بعضے بت بلندی پر نصب تھے پس حضرت امیر المومنینؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ میرے دوش پر کھڑے ہو کر بتوں کو توڑیں یہ سنکر آنحضرت نے فرمایا یا علی تم بار نبوت نہیں اٹھا سکتے ہو تم میرے دوش پر قدم رکھکر یہ اجر و ثواب بھی حاصل کرو پس

حسب الحکم آنحضرت کے جناب امیرالمومنینؑ نے قدم اطہر دوش اقدس جناب رسولخدا پر رکھے اور کھڑے ہو کر
بتوں کو گراتے تھے اور برابر توڑتے تھے اسوقت جناب رسولخدا نے فرمایا کہ یا علیؑ اسوقت تم اپنے تئیں
کیونکر پاتے ہو آنحضرت سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں دیکھتا ہوں کہ سب حجاب سموات کے اُٹھے ہیں اور سر
میرا عرش الٰہی تک پہنچا ہے اور جس چیز کو چاہوں ہاتھ بڑھا کر اُٹھا لوں یہ سنکر آنحضرت نے فرمایا یا علیؑ
خوشا حال تمہارا کہ تم خانۂ کعبہ کو اصنام سے پاک و صاف کرتے ہو اور خوشا حال ہمارا کہ میں بار امامت و ولایت کو
اُٹھائے ہوئے ہوں پس جب حضرت امیرالمومنینؑ اصنام کو توڑ کے دوش اقدس جناب رسولخدا سے اُترے تو
بکمال ادب مقام میزاب میں خاضع اور متبسم ہوئے جناب رسولخدا نے سبب تبسم کا پوچھا جناب امیرالمومنینؑ نے
عرض کیا یا رسول اللہ میں اتنی بلندی سے کودا اور مجھے کچھ صدمہ نہ پہنچا آنحضرت نے فرمایا یا علیؑ جب
سید المرسلینؐ تم کو اُٹھائے اور جبرئیل امینؑ اُتارے تو کیونکر صدمہ پہنچتا حضرات سنا آپ نے تتمہ معراج جسمانی
جناب رسولخدا کا آہ اب کیا حاجت بیان ہے اس مقام پر یاد آ گیا معراج جسمانی انکے فرزند مظلوم کا جو
تیروں پر معلق رہا پس اُس لاش مجروح کو ملائکہ فوراً آسمان پر لیگئے اور اعلا علیین میں ماتم عظیم بپا ہوا بعد اسکے
اس لاش خاک و خون آلودہ کو زمین پر واپس لائے جنکے سر پُر نور کا معراج نوک نیزہ تک ہوا اور اسپر اس
طرح سے تلاوت قرآن مجید کرتا تھا گویا کلیم اللہ کوہ طور پر مناجات کرتے تھے آہ جو سر اقدس حالت حیات
اور تشنگی میں بہ جور و جفا ستم ہائے کربلا میں بدن اطہر سے جدا کیا گیا اور خاک و خون آلودہ نوک نیزۂ طویل پر
بلند کیا گیا جسکی ریش اقدس سے خون ٹپکتا تھا اور ہوائے تند سے داہنے اور بائیں اس ریش مخضب کو حرکت
ہوتی تھی وَالرَّاسُ مُنْتَصَبٌ وَزَیْنَبُ عِنْدَہٗ ؎ وَدُمُوْعُہَا تَجْرِیْ عَلَی الْوَجَنَاتِ ؎ ہائے افسوس
سر اقدس امام حسینؑ کا نیزہ پر نصب کیا گیا تھا اور زینبؑ خاتون بہن آنحضرت کی قریب اسکے زار زار روتی
تھیں اور آنسوؤں کے رخساروں پر جاری تھے اور فریاد کرتی تھیں بِاَبِیْ مَنْ شَیْبَتُہٗ تَقْطُرُ بِالدِّمَاءِ
فدا ہو باپ میرا اس مذبوح پر جسکی ریش اقدس سے خون ٹپکتا ہے آہ اعدا نے اس ظلم و ستم پر اکتفا نہ
کی بلکہ اس سر انور کو نیزہ پر رکھکر بازار کوفہ میں لیے پھرے اسوقت وہ سر انور سورۂ کہف کی تلاوت کرتا تھا
جب نظر جناب زینبؑ کی اس سر اطہر پر پڑی تو بیتاب ہوئیں اور سر اپنا چوب محمل پر اس زور سے مارا کہ پیشانی
شق ہوئی اور خون زیر مقنعہ جاری ہوا اسوقت یہ نوحہ و بین جگر خراش کرتی تھیں یَا ہِلَالًا لَمَّا اسْتَتَمَّ
کَمَالًا ؎ غَالَہٗ خَسْفُہٗ فَاَبْدَیٰ غُرُوْبًا ؎ ہائے چاند فلک امامت کے جو ابھی ماہ کامل نہ ہوا تھا کہ دفعتاً اسے گہن
لگ گیا اور ہماری نظر سے غروب کر گیا آخر کار وہ سر اقدس دربار عام میں سامنے ابن زیاد لعین کے رکھا گیا
اور وہ ملعون مسرور ہو کر لب و دندان انور پر چھڑی سے بے ادبی کرنے لگا یہ دیکھکر زید بن ارقم بیتاب ہوا اور

کہا اے ابن زیاد اُٹھالے چھڑی کو ان لب و دندان انور پر سے قسم بخدا میں نے بچشم خود دیکھا ہے جناب رسُولِ خدا کو کہ اس مقام کے بوسے لیا کرتے تھے جہاں پر تو چھڑی رکھے ہو بعد اس کے وہ سرانور تنور خانہ خولی میں رکھا گیا افسوس یہ بھی اعدا کو کافی نہوا بلکہ وہ سراقدس کوفہ اور شام میں کبھی درخت پر آویزاں کیا گیا کبھی دروازہ قصر پر لٹکایا گیا کبھی طاس طلامیں رکھکر تخت یزید کے رکھا گیا اور وہ ملعون مجمع عام میں شراب پیتا تھا جو بچتی تھی وہ بکمال عداوت نیچے پھینکتا تھا اور اسکے ہاتھ میں چوب خیزران تھی اس سے لب و دندان انور پر بے ادبی کرتا تھا یہ ظلم و ستم دیکھکر ابو برزہ اسلمی بیتاب ہوا اور آواز دی کہ اے یزید اُٹھالے اس چھڑی کو لب و دندان حسینؑ بن علیؑ سے قسم بخدا میں نے جناب رسولِ خدا کو دیکھا ہے کہ اس مقام کے بوسے لیا کرتے تھے الغرض وہ سرانور خانۂ یزید میں رہا اور اہلبیت رسالت ایسے قیدخانہ میں مقید تھے جو دن کی دھوپ اور رات کی شبنم سے محفوظ نہ تھا اور بسبب کمال تکلیف کے چہروں کے پوست متغیر ہو گئے تھے الا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۔۔

مجلس ۵ قَالَ اللّٰهُ الْمَلِكُ الْمَنَّانُ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے انہیں دو دریاؤں سے باہر آئیں گے لولو اور مرجان چنانچہ تفسیر منہج الصادقین وغیرہ میں منقول ہے کہ اس آیہ میں مراد مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ سے حضرت امیر المومنینؑ اور جناب سیدہ علیہما السلام ہیں اور لولو اور مرجان جو ان سے پیدا ہوئے وہ دُرِ بحرِ ولایت و امامت گوشوارۂ عرش معلّیٰ نورِ نظر حضرت علی مرتضیٰ پارۂ جگر جناب فاطمہ زہرا علیہما السلام شاہزادہ کونین جناب حسنینؑ علیہما السلام ہیں جن کے بارہ میں جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ یہ فرزند میرے حسنؑ اور حسینؑ سردار ہیں جوانان اہل جنت کے اور نیز کہتے تھے وَهُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ اللّٰهِ الدُّنْيَا وَقُرَّتَا عَيْنَيَّ اور وہ دونوں دلبند میرے ریحان بوستان زندگانی اور باعث خنکی ہر دو چشم ہیں سبحان اللہ پیش خدا کیا مرتبہ ہے جناب حسنینؑ کا اور جناب رسولِ خدا کو ان کی کیسی الفت و محبت تھی مگر وائے ہو اشقیائے اُمت پر کہ انہوں نے ان شاہزادوں کو بعد جناب رسولِ خدا کے کیسی اذیت و تکلیف جسمانی اور روحانی دی یہاں تک کہ ایک شاہزادہ کو زہر دیکر شہید کیا اور دوسرے شاہزادہ کو تشنہ لب ذبح کیا چنانچہ بحار الانوار اور محرق القلوب وغیرہ میں منقول ہے کہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر نے اثر کیا اور اعضائے بدن میں ورم آگیا اور رنگ چہرۂ انور کا زرد ہوا اور دم رکنے لگا تو اُسوقت حضرت امام حسین علیہ السلام قریب اپنے بھائی کے آئے اور انکی حالت دیکھکر رونے لگے اور منہ پر منہ رکھکے پیشانی اقدس کے بوسے لینے لگے اور عرض کیا کہ اے بھائی اسوقت آپ حال اپنا کس طرح پاتے ہیں آنحضرت نے فرمایا کہ آج آخر روز زندگانی دنیا سے ہے

اور اول روز سفر آخرت کا ہے اور فرمایا اے بھائی افسوس ہے تمہاری مظلومی و غریب الوطنی پر آہ
بنی امیہ تم کو صحرائے کربلا میں تشنہ لب قتل کریں گے یہ فرما کر بشدت روئے اور حرم سرا میں کہرام بپا ہوا بعد
اسکے امام حسنؑ نے سب تبرکات انبیا اور اسم اعظم جو حضرت امیر المومنینؑ نے ان کے سپرد فرمائے تھے اپنے
بھائی امام حسینؑ کے سپرد کئے اور وصیت فرمائی کہ اے بھائی بعد میرے انتقال کے تم مجھے غسل دینا اور حنوط
کرنا اور کفن دینا اور نماز جنازہ پڑھنا اور روضۂ انور پر جد امجد کے لے جا کر پہلو میں آنحضرتؐ کے دفن کرنا
اور اگر کوئی مانع ہو تو مجھے مزار بقیع میں دفن کرنا پس دونوں بھائی گلے مل کے بہت روئے اور آپس میں وداع
ہوئے بعد اسکے امام حسن علیہ السلام نے کلمۂ شہادتین زبان اقدس پر جاری کیا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ
اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ یہ فرما کر آنکھیں بند کر لیں اور دنیا سے رحلت کی اسوقت
شور گریہ و بکا حرم سرا میں بلند ہوا پس امام حسین علیہ السلام نے سب کو تسلی و دلاسا دیا اور حسب
وصیت تجہیز و تکفین کیا اور نماز جنازہ پڑھی اور جنازہ اٹھا کر طرف روضہ رسولخدا کے لے چلے اسی اثنا
میں اشقیائے امت زن و مرد جمع ہوئے اور روضۂ رسولؐ میں دفن کرنے سے مانع ہوئے اور بنی امیہ نے
جنازہ پر تیرباران کیا یہانتک کہ کفن سے امام حسنؑ کے ستر تیر نکلے اسوقت بنی ہاشم نے چاہا کہ ان اشقیا کو
قتل کریں مگر امام حسینؑ مانع ہوئے لاچار جنازہ مزار بقیع میں لیگئے اور وہاں دفن کیا اور جناب امام حسینؑ کی حال میں منقول
ہے کہ جب بعد شہادت اپنے اصحاب و اقربا اور اولاد کے روز عاشورا یکہ و تنہا رہ گئے اور ہنگامہ کارزار میں مجروح
ہوئے تو اشقیائے کوفہ و شام اور بنی امیہ نے ہر طرف سے گھیر کے تیرباران کیا اور نیزے اور پتھر اور تلواروں سے زخمی کیا ہائے
افسوس اسی اثنا میں خولی لعین نے ایک تیر سہ پہلو زہر آلودہ قلب اقدس پر ایسا مارا کہ وہ تیر ستم دل میں در آیا پس
حضرت نے اسے نکال کر پھینک دیا آہ نکلتے ہی اس تیر کے خون مثل پرنالہ کے جاری ہوا اور اس خون کو حضرت چہرۂ انور
اور ریش اقدس پر ملتے تھے اور فرماتے تھے هٰكَذَا اَلْقٰى جَدِّىْ رَسُوْلَ اللهِ اسیطرح آج خون آلود
اپنے نانا رسولخدا سے ملاقات کرونگا افسوس ہزار افسوس اسی اثنا میں سنان ابن انس نے ایک ایسا نیزہ
سینۂ اقدس پر مارا کہ پشت اطہر سے نکل گیا آہ جب اس لعین نے نیزہ اپنا کھینچ لیا تو ساتھ ہی اسکے امام
حسینؑ منہ کے بل ذوالجناح سے زمین گرم پر تشریف لائے اور اپنے خون میں لوٹتے تھے چنانچہ اس
مصیبت عظمیٰ کو حجت خدا زیارت ناحیہ مقدسہ میں فرماتے ہیں فَهَوَيْتَ اِلَى الْاَرْضِ جَرِيْحًا
تَطَاُكَ الْخُيُوْلُ بِحَوَافِرِهَا وَتَعْلُوْكَ الطُّغَاةُ بِبَوَاتِرِهَا اے جد مظلوم پس آپ زمین
پر آئے کہ بے ادبی کرتے تھے گھوڑے اپنے سموں سے اور اشقیا آپ کے قتل کرنے پر ٹوٹے پڑتے
تھے قَدْ رَشَحَ لِلْمَوْتِ جَبِيْنُكَ وَاخْتَلَفَتْ بِالْاِنْقِبَاضِ وَالْاِنْبِسَاطِ شِمَالُكَ وَيَمِيْنُكَ

کہ آپ کی پیشانی انور پر عرق موت کا آگیا تھا اور اس حالت میں کبھی آپ ہاتھ پاؤں سمیٹ لیتے تھے اور کبھی پھیلا دیتے تھے اور کبھی آپ داہنے اور بائیں طرف کروٹ لیتے تھے تُدِیرُ طَرْفاً خَفِیّاً اِلٰی رَحْلِکَ وَبَیْتِکَ وَقَدْ شُغِلْتَ بِنَفْسِکَ عَنْ وُلْدِکَ وَاَھَالِیْکَ اسوقت بھی بنگاہ حسرت گوشہ چشم بھرا بھرا کے چشم نیم وا سے اپنے اہلبیتؑ اور خیمہ گاہ کی طرف دیکھتے تھے حالانکہ وہ وقت ایسا نازک تھا کہ آپ کو وقت آخر تھا اور محل خیال و پاس اولاد و اہلحرم کا نہ تھا وَاَسْرَعَ فَرَسُکَ شَارِداً اِلٰی خِیَامِکَ قَاصِداً مُحَمْحِماً باکیا اور اسی حال میں آپ کا اسپ با وفا جلد دوڑتا ہوا آپ کے خیمہ گاہ کی طرف آواز دیتا اور روتا ہوا آیا کہ مقصود اس سے اہلبیت کو مطلع کرنا تھا فَلَمَّا رَاَیْنَ النِّسَاءُ جَوَادَکَ مَخْزِیّاً وَنَظَرْنَ سَرْجَکَ عَلَیْہِ مَلْوِیّاً بَرَزْنَ مِنَ الْخُدُوْرِ نَاشِرَاتِ الشُّعُوْرِ پس جب عورات ستم رسیدہ نے آپ کے ذوالجناح کو دیکھا کہ خالی زین ہے سوار سے اور زین اسپ ایک طرف کو جھکا ہوا ہے تو یہ دیکھکر خیموں سے مو پریشان نکل آئیں عَلَی الْخُدُوْدِ لَاطِمَاتٍ بِالْوُجُوْہِ سَافِرَاتٍ وَبِالْعَوِیْلِ دَاعِیَاتٍ وَبَعْدَ الْعِزِّ مُذَلَّلَاتٍ وَاِلٰی مَصْرَعِکَ مُبَادِرَاتٍ اسطرح سے کہ اپنے رخساروں پر طمانچے مارتی ہوئی منہ کھلے واویلاہ کہتی ہوئی بعد عزت کے ذلیل بیتابانہ جلد آپ کے مقتل میں پہنچیں ہائے افسوس وہاں عجب ظلم وستم دیکھا وَالشِّمْرُ جَالِسٌ عَلٰی صَدْرِکَ وَوَاضِعٌ سَیْفَہٗ عَلٰی نَحْرِکَ قَابِضٌ عَلٰی شَیْبَتِکَ بِیَدِہٖ ذَابِحٌ لَکَ بِمُھَنَّدِہٖ شمر لعین آپ کے سینہ اقدس پر بیٹھا ہے اور اپنی تلوار کو آپ کے مقام نحر پر رکھے ہوئے تھا اور اسکے ہاتھ میں آپ کی ریش مقدس تھی اور اپنی تیغ آبدار سے آپ کے گلوئے خشک کو ذبح کرتا تھا قَدْ سَکَنَتْ حَوَاسُّکَ وَخَفِیَتْ اَنْفَاسُکَ وَرُفِعَ عَلَی الْقَنَاۃِ رَاْسُکَ آہ اسوقت حواس آپ کے ساکن ہو گئے اور سانس آپ کی خفی و نرم ہو گئی اور دم رک گیا یہاں تک کہ سر انور آپ کا نیزہ پر بلند کیا گیا جب نظر جناب زینبؑ کی اس سر اقدس پر پڑی تو بشدت روئیں اور فریاد کرتی تھیں بِاَبِیْ مَنْ شَیْبَتُہٗ تَقْطُرُ بِالدِّمَاءِ فدا ہو باپ میرا اس مذبوح و مقتول پر جس کی ریش اقدس سے خون ٹپکتا ہے اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۶

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے نہ کہو ان کے تئیں جو راہ خدا میں قتل کئے جاتے ہیں کہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتے ہو اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتاً بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ اور نہ گمان کرو تم لوگ ان لوگوں کے بارہ میں جو راہ خدا میں شہید ہوئے ہیں کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اور نزدیک اپنے پروردگار کی نعمتوں میں تنعم ہوتے ہیں اور بحار الانوار وغیرہ میں

منقول ہے کہ فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اِعْلَمُوْا اَنَّ الْحُسَیْنَ عِنْدَ رَبِّہٖ یُرْزَقُ مِنْ حَیْثُ یَشَآءُ دَآئِمًا یَنْظُرُ اِلٰی مَوْضِعِ عَسْکَرِہٖ وَمَصْرَعِہٖ وَمَنْ حَلَّ فِیْہِ مِنَ الشُّہَدَآءِ وَاِلَی النَّاسِ یہ یقین جانو کہ جد مظلوم میرے سید الشہدا جناب امام حسین علیہ السلام نزدیک اپنے پروردگار کے نعمتہائے جنت سے رزق پاتے ہیں جہاں سے چاہتے ہیں اور ہمیشہ دیکھتے ہیں طرف لشکرگاہ اور قتلگاہ اور جائے قبر اپنی اور مدفن شہدا کے جو ہمراہ آنحضرت کے شہید ہوئے ہیں پس حضرات ظاہر ہے شہدائے راہ خدا پیش خدا زندہ ہیں اور یہ شرف خاص اولیاء اللہ کے لئے ہے کہ جس طرح حالت حیات میں وعظ و نصائح اور احکام الٰہی کو بیان فرماتے تھے اسی طرح حالت ممات میں بھی وعظ و نصائح فرماتے ہیں اور ہدایت و رہنمائی اور امر و نہی سے دست بردار نہیں ہیں جیسا کہ تحفۃ الحسینیہ وغیرہ میں منقول ہے کہ روایات کثیرہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ سر اقدس امام حسین علیہ السلام نے چند مقام پر گمراہوں کو وعظ و نصیحت فرمائی اور بزبان فصیح و بلیغ کلام کیا اور اکثر مقام پر تلاوت قرآن مجید کی فرمائی اول جب ایک لعین نے سر اقدس کو اپنے گھوڑے کے شکار بند میں باندھا اور سوار ہوا تو اسوقت سر انور سے آواز آئی فَرَّقْتَ بَیْنَ رَاْسِیْ وَجَسَدِیْ فَرَّقَ اللّٰہُ بَیْنَ لَحْمِکَ وَعَظْمِکَ تو نے میرے سر اور بدن میں جدائی کی خدا تیرے گوشت و استخوان میں جدائی کرے دوم خانہ خولی میں جب سر انور زیر طاس خاک پر رکھا تھا اسوقت تلاوت قرآن مجید کرتا تھا اور تتق نور اس سے ساطع تھا پس خولی لعین نے وہ سر انور بخوف اپنی زوجہ کے کہ وہ دوستدار خاندان رسالت تھی تنور میں رکھا اور وہ سر پرنور خاکستر سے آلودہ ہوا سوم جبکہ اس سر مقدس کو بازار صرافان کوفہ میں درخت پر لٹکایا اسوقت سر انور سے آواز کھنکھارنے کی آئی بعد اسکے سورۂ کہف کی تلاوت شروع کی یہانتک کہ اس آیہ کی تلاوت فرمائی اِنَّہُمْ فِتْیَۃٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّہِمْ وَزِدْنٰہُمْ ہُدًی اور جب اعدا نے دوسری جگہ درخت پر لٹکایا تو اسوقت اس آیہ کی تلاوت فرمائی وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ آہ مومنین اس مقام پر ذاکر متحیر ہے کہ وہ سر مقدس کسطرح درخت پر لٹکایا گیا آیا ریسمان سے باندھا تھا یا اور کسی طرح شاخ درخت سے گرہ دی تھی اور سبب کھنکھارنے کا کیا تھا شاید یہ وجہ ہو کہ لب و دندان انور خاکستر سے آلودہ تھے پس اس خاکستر کو دور کر کے تلاوت فرمائی ہو چہارم جب اس سر انور کو نیزہ پر بلند کر کے بازاروں میں پھرایا تو اسوقت اس آیہ کی تلاوت کی فَسَیَکْفِیْکَہُمُ اللّٰہُ وَہُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ پنجم جب سر اقدس مقابل غرفہ زید بن ارقم کے پہنچا تو اسوقت اس آیہ کی تلاوت فرمائی اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْکَہْفِ وَالرَّقِیْمِ کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا اسوقت زید نے کہا یا ابن رسول اللہ آپ کا شہید ہونا اور سر انور کا نیزہ پر رکھا جانا قصہ اصحاب کہف سے عجیب تر ہے ششم جبکہ وہ سر اطہر دربار ابن زیاد میں تھا تو قصر کی دیواروں

خون جاری ہوا اور اس لعین کے قصر سے شعلۂ آتشیں بلند ہوا اسوقت ابن زیاد فرار کرنے لگا ناگاہ سر
اقدس سے آواز آئی کہ کہاں بھاگتا ہے یہ آگ ابھی دنیا میں تجھ تک نہ پہنچے گی اور عنقریب نار دنیا و آخرت میں
تو مبتلا ہوگا منقول ہے کہ راہِ شام میں ایک منزل پر جب اعدا نے وہ سر پُر نور بخوف شبخون کے حجرۂ راہب میں رکھا
تو اس دیرانی نے معجزات اس سر مقدس سے دیکھکر صندوق سے نکالکر سجادہ پر رکھا اور اسم اقدس
اور نسب باصرار پوچھا تو سر انور سے آواز آئی یَا هٰذَا اَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفٰى اَنَا ابْنُ عَلِيٍّ
الْمُرْتَضٰى اے شخص میں نواسا ہوں حضرت محمد مصطفےٰ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کا اور بیٹا ہوں جناب علی
مرتضیٰ سید الاوصیا علیہ السلام کا مجھے ان اشقیا نے بجرم و خطا زمین کربلا پر تشنہ لب قتل کیا پس سکوت
فرمائی یہ سنکر وہ راہب بشدت رویا اور مع اپنے رفقا کے مسلمان ہوا آہ مومنین نصاریٰ نے تو یہ اعجاز دیکھکر رونا
اور مسلمان ہوا اور اشقیائے کوفہ و شام نے باوجود ادعا اسلام کے فرزند خیر الانام کو مہمان بلا کر بمکر و دغا روز
عاشور صحرائے کربلا میں مع اصحاب و اقربا کے تشنہ لب شہید کیا اور سر اقدس کو شہر بشہر لئے پھرے ختم جب
اعدا اس سر اقدس کو لئے ہوئے وارد شام ہوگئے تو ایک شخص برآمدہ پر تلاوت قرآن مجید کرتا تھا یہانتک کہ اس
آیت تک پہنچا اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا اسوقت سر اقدس سے
آواز آئی اَعْجَبُ مِنْ اَصْحَابِ الْكَهْفِ قَتْلِيْ وَحَمْلِيْ اے شخص قصہ اصحاب کہف سے عجب تر میرا قتل ہونا
اور نیزہ پر سر میرا بلند کرنا ہے یہ سنکر وہ متحیر ہوکے رونے لگا اور کہنے لگا کہ یہ سر انور کسی برگزیدہ باری کا ہے اسلئے
کہ بعد موت کے کلام کرتا ہے نہم جب سر انور نے ایک شب کو اپنی دختر صغیرہ کی بیقراری اور گریہ و زاری قید خانۂ شام
میں سنی تو بیتاب ہوکر خانۂ یزید میں ہوا پر بلند ہوکر رویا اور درگاہ خدا میں عرض کیا اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَوْلَادُنَا
اَكْبَادُنَا وَهٰؤُلَاءِ عِيَالُنَا وَنِسَاؤُنَا بار الٰہا یہ سب اولاد پارہ جگر ہمارے ہیں اور یہ سب عیال و اہل حرم ہمارے
ہیں بعد اسکے وہ سر انور طرف یزید لعین کی متوجہ ہوا اور فرمایا میں نے تجھسے کونسی برائی کی تھی جو تو نے مجھے ناحق قتل کرایا اور
میرے اہل حرم و بچوں کو بظلم و ستم قید کیا ہے بعد اسکے درگاہ الٰہی میں دعا کی کہ خداوندا داد میری یزید سے لے یہ سنکر یزید کانپنے
لگا دہم جب یزید نادم ہوا اور اسیروں کو قید سے رہا کیا تو امام زین العابدین علیہ السلام کو بلا کر عرض کیا کہ آپ کی جو
حاجت ہو بیان کیجئے آنحضرت نے فرمایا اے یزید مجھے کوئی حاجت تیری طرف نہیں ہے لیکن اتنا چاہتا ہوں کہ اپنے پدر
بزرگوار کے سر اقدس کی زیارت آخری کروں اور کربلا میں لیجا کر دفن کروں فقال یَا عَلِيُّ اَمَّا وَجْهُ اَبِيْكَ فَلَنْ تَرَاهُ
اَبَدًا یزید نے جواب دیا کہ یا علی منہ آپکے باپ کا آپ کو ہرگز نہ ملیگا اور نہ دیدار اسکا میسر ہوگا یہ سنکر آنحضرت نے فرمایا اے
یزید کیا تو گمان کرتا ہے کہ سر اقدس میرے باپ کا مجھ سے مخفی ہے اور میں نہیں دیکھ سکتا ہوں اسوقت سر اطہر امام حسین
علیہ السلام کا ایک حجرہ میں طاس طلا پر رومال دیبا سے ڈھکا ہوا تھا پس حضرت سید الساجدین متوجہ ہوئے

اس سر مقدس کی طرف اور عرض کیا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ ناگاہ وہ رومال سر اقدس سے ایک کنارہ کی طرف گرا اور آواز آئی وَعَلَیْکَ السَّلَامُ یَا عَلِیُّ یَا وَلَدَاہُ پس امام زین العابدین علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے بابا آپ تو راہی جنت ہوئے اور میں یتیم و ناچار ہو گیا نفرین خدا ہو اس پر جس نے درمیان میرے اور آپکے جدائی کر دی اے بابا اب میں آپکی خاک پاک کر مدینہ جاتا ہوں اور آپ سے رخصت ہوتا ہوں یہ سلام آخری میرا ہو آپ پر یہ سنکر حاضرین بشدت رونے لگے حضرات دستور عالم ہے کہ جب کسی سے کسیکو عداوت ہو تو بعد موت کے پھر وہ باقی نہیں رہتی ہے مگر کیسی عداوت تھی یزید کو امام حسین علیہ السلام سے کہ بعد قتل کرنے کے بھی وہ آتش حسد و کینہ نہ بجھی اور سر اقدس آنحضرت کا نہ دیا اور اپنے خزانہ میں اپنی زندگی تک مقید رکھا اور مشہور یوں ہے کہ جناب سید الساجدین سرہائے شہدا شام سے اپنے ہمراہ لائے اور کربلا میں بااعجاز زیر زمین بدنہائے انور سے ملحق کر دیا اور سر اقدس امام حسین کے دفن میں اختلاف ہے بعضے لکھتے ہیں کہ کربلا میں دفن ہوا اور بعضے لکھتے ہیں کہ نجف اشرف میں بالین سر اطہر اپنے پدر بزرگوار کے دفن ہوا اور بعضے لکھتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں قریب اپنی والدہ جناب سیدہ کے دفن ہوا اور تہذیب الاحکام میں یوں منقول ہے کہ بعد مرنے یزید کے جب خزانہ اس کا دمشق میں لٹا تو ایک شخص نے ایک دست بقچہ پایا کہ اس میں سر بستہ پٹاری تھی اسکو گمان ہوا کہ اسمیں کوئی قیمتی چیز قسم جواہرات سے ہے پس وہ اسکو لیگیا اور سیر دور ہو کر راہ میں کھولا تو اس میں ایک سر پر نور پارچہ ریشمی سے لپٹا ہوا پایا اس پر لکھا تھا ھٰذَا رَاسُ الْحُسَیْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ یہ سر اطہر امام حسین فرزند رسولخدا کا ہے پس اس شخص نے اس جگہ نوک شمشیر سے ایک گڑھا کھودا اور وہاں اس سر اقدس کو دفن کیا ہائے افسوس کیا مصیبت گذری اس سر اقدس پر ہمارے آقائے مظلوم کے جسکی حد و انتہا نہیں ہے آہ جس سر اقدس کے گیسوئے مشکین جناب رسولخدا اور جناب سیدہ و جبرئیل سا ملک مقرب آب سلسبیل سے دھو میں اور گرد و غبار صاف کریں وہ خاک و خون میں آلودہ ہوا اور کبھی خاکستر سے آلودہ ہوا وہ کبھی درخت پر کبھی دروازہ قصر پر لٹکایا جاوے اور کبھی نیزہ پر بلند کر کے شہر بشہر پھرایا جاوے کبھی طاس طلا میں رکھ کر سامنے یزید کے بطور ہدیہ پیش کیا جاوے اور وہ لعین خوش ہو کر لب و دندان انور پر چھڑی سے بے ادبی کرتا تھا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۷

فِی الْبِحَارِ عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ جَدِّیَ الْحُسَیْنُ اَنَا قَتِیْلُ الْعَبْرَةِ لَا یَذْکُرُنِیْ مُؤْمِنٌ اِلَّا اسْتَعْبَرَ ؕ بحار الانوار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا آنحضرت نے کہ میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں وہ کشتۂ گریہ و بکا ہوں نہ ذکر میرا کریگا مومن مگر یہ کہ آنسو آنکھوں میں بھر لاویگا واقعی حضرات کیسا پر درد ہے حال اس مظلوم کا کہ جب کسی مومن کے سامنے ذکر ہوتا ہے تو وہ بیتاب ہو کر رونے

خصوصاً حال ان کے اہلبیت کا جو بکمال ظلم و ستم بعد شہادت اپنے عزیز و اقربا کے اسیر و مقید ہوئے اس مقام پر یہ مضمون عبداللہ ابن عباسؓ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ جب جناب رسولخدا نے بعد فتح خیبر کے چاہا کہ وہاں سے مراجعت فرمائیں تو ارشاد کیا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ صفیہ بہن بادشاہ خیبر کی اسیروں میں آئی ہے اسکو اسیروں سے علیحدہ پردے میں بعزت و احترام لے جائیں پس یہ ارشاد سنکر بعض اصحاب نے اسکو ہیودہ میں بٹھایا یہ احترام کیا جناب رسولخدا نے حالانکہ وہ اہل اسلام سے نہ تھی نہ کسی نے چادر لی تھی نہ ریسمان سے بندھی تھی جیسا کہ شاعر کہتا ہے

صفیہ کہ از قوم کفار بود	نہ اولاد اصحاب و انصار بود
چنیں احترامے کہ کردش رسول	کہ تا او بخاطر نہ گردد ملول
نہ اورا دمے با اسیراں گزاشت	کہ با زمرۂ سروراں نام داشت
مگر دختران رسول خدا	بہ عاشور در عرصۂ کربلا
نہ برقع نہ چادر بسر داشتند	دو زیاد رسن در نظر داشتند
اذیت رساں قوم کفار بود	بیک ریسماں آل اطہار بود

کہ اسی حال سے اعدا نے کوفہ و شام میں پھرایا بعد اسکے ایک مدت تک ایسے قیدخانہ میں مقید ہوئے جو دن کی دھوپ اور رات کی شبنم سے محفوظ نہ تھا جسکے سبب سے ایسی اذیت و تکلیف ہوئی کہ چہروں کے پوست متغیر ہو گئے تھے اور اس مدت قید میں کوئی آب و طعام سے کبھی خبرگیراں نہ تھا اور بعد تحمل ان مصائب کے آخر کار رہائی پائی چنانچہ منتخب اور محرق القلوب وغیرہ میں منقول ہے کہ جب یزید لعین نادم ہوا تو اس نے امام زین العابدین علیہ السلام کو بلا کر کہا کہ آپ کو جو حاجت ہو وہ بیان کیجئے آنحضرت نے فرمایا مجھے کوئی حاجت دنیا تیری طرف نہیں ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ سر اقدس میرے باپ کا مجھے دیدے تاکہ کربلا میں لیجا کر دفن کروں اور اگر یہ منظور نہو تو زیارت آخری سے مشرف ہو کر رخصت ہوں فَقَالَ يَا عَلِيُّ اَمَّا وَجْهُ الْاَرْضِ فَلَنْ تَرَاهُ اَبَدًا یزید نے جواب دیا کہ یا علیؑ سر آپ کے باپ کا آپ کو ہرگز نہ ملیگا اور نہ اس کا دیدار میسر ہوگا یہ سنکر آنحضرت نے فرمایا اے یزید کیا تو گمان کرتا ہے کہ سر اقدس میرے باپ کا مجھ سے مخفی ہے اور میں نہیں دیکھ سکتا ہوں اسوقت سر اقدس امام حسینؑ کا ایک حجرہ میں طاس طلا میں رومال دیبا سے ڈھکا ہوا تھا پس حضرت متوجہ ہوئے اس سر مقدس کی طرف اور عرض کیا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ ناگاہ وہ رومال سر اقدس سے ایک کنارہ کی طرف گرا اور آواز آئی وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا عَلِيُّ يَا وَلَدَاهُ پس بیمار کربلا نے عرض کیا کہ اے بابا آپ تو راہی جنت ہوئے اور میں یتیم و ناچار ہو گیا نفرین خدا ہو اس پر جس نے درمیان میرے اور آپ کے جدائی کر دی اے بابا اب

رہائی پاکر مدینہ جاتا ہوں اور آپ سے رخصت ہوتا ہوں یہ سلام آخری میرا ہو آپ پر یہ سنکر حاضرین
دربار زار زار رونے لگے اور بروایتے اہلحرم نے یزید کو کہلا بھیجا کہ اے یزید جس روز سے ہمارے سید مظلوم
شہید ہوئے ہیں اس دن سے ہمیں جی بھر کے رونا بخوف ممکن نہوا اگر تو اجازت دے تو ہم پہلے مجلس ماتم و عزا بپا
کریں یہ سنکر یزید نے کہا کہ اے اہلبیت رسالت اب کوئی مانع نہیں ہے اور ایک مکان واسطے عزاداری
کے خالی کردیا جب یہ خبر شہر دمشق میں مشہور ہوئی تو تمام عورات قریشیہ و ہاشمیہ جو وہاں رہتی تھیں
لباس ماتمی پہنکر روتی ہوئی شریک مجلس عزا ہوئیں اسوقت اہلحرم نے یزید کے پاس کہلا بھیجا کہ ای یزید
واسطے خدا و رسول کے تو ہم ہمارے عزیزو اقربا کے ہمارے پاس بھجوا دے تاکہ ہم زیارت آخری کرلیں اور
ان سے رخصت ہولیں کیونکہ اب دنیا میں کہاں ملیں گے پس یزید نے سر اقدس امام حسین کا مع ان کے
سرہائے اقربا کے ان ستم رسیدوں کے پاس بھیج دیئے جب ان بیکسوں نے سرہائے اقربا کو دیکھا تو اپنے رخساروں
پر طمانچے مارے اور گریبان چاک کئے اور زار زار روئے پس جناب لیلےٰ نے سر اپنے پارۂ جگر علی اکبرؑ کا اور
مادر جناب قاسم نے سر اپنے فرزند کا اور جناب ام کلثومؑ نے سر اپنے بھائی جناب عباسؑ کا اپنی اپنی آغوش میں
لیا اور بشدت روئیں اور جب جناب زینبؑ نے سر اقدس اپنے بھائی جناب امام حسین علیہ السلام کا دیکھا تو غش
کھا کر زمین پر گر پڑیں جب غش سے افاقہ ہوا تو سر اقدس کو لیکر اپنے سینہ سے لگا یا اور دہن پر دہن رکھ کر بوسے
لئے اور بحسرت و یاس دیکھتی تھیں اور نوحہ و بین جگر خراش کرتی تھیں یہانتک کہ اس مجلس عزا میں شور
گریہ و بکا بلند ہوا اور جوش رقت کم نہوتا تھا آخر یزید نے اسیران کربلا کو تسلی و دلاسا دیا اور بعد سات روز کے رخصت
کیا اور وہ منازل طے کرتے ہوئے قریب مدینہ منورہ کے پہنچکر باہر شہر کے مقام کیا چنانچہ بحار الانوار میں
منقول ہے کہ جب وہ قافلہ طرف شہر کے چلا اور نظر جناب ام کلثومؑ کی مکانات مدینہ پر پڑی تو اسوقت یہ
نوحہ جگر خراش بصوزش دل سے پڑھنے لگیں ؎ مَدِیْنَۃَ جَدِّنَا لَا تَقْبَلِیْنَا ✤ فَبِالْحَسَرَاتِ وَالْاَحْزَانِ
جِئْنَا اے شہر ہمارے نانا کے ہماری آمد کو قبول مت کر اسلئے کہ آج ہم بحسرت و یاس اور محزون
مغموم آئے ہیں خَرَجْنَا مِنْکِ بِالْاَهْلِیْنَ جَمْعًا ✤ رَجَعْنَا لَا رِجَالَ وَلَا بَنِیْنَا ✤ آہ ایکدن وہ تھا کہ ہم تجھ
سے مع سب عزیز و اقربا کے رخصت ہو کر گئے تھے اور آج اسطرح واپس آئے ہیں کہ کوئی ہمارے مردان اہلبیت
اور اولاد سے ہمارے ساتھ نہیں ہے وَکُنَّا فِی الْخُرُوْجِ بِجَمْعِ شَمْلٍ ✤ رَجَعْنَا حَاسِرِیْنَ مُسَلَّبِیْنَا
اور ہم وقت روانگی کے باجمعیت و سامان تھے اب ہم بے نقاب اور لٹے ہوئے واپس آئے ہیں وَ نَحْنُ اَنَّ
رِجَالَنَا بِالطَّفِّ صَرْعیٰ ✤ بِلَا رُؤُسٍ وَ قَدْ ذَبَحُوا الْبَنِیْنَا ✤ اور ہمارے مردان اہلبیت صحرائے
کربلا میں بے سر خاک و خون میں غلطاں کئے گئے اور بچے تک ہمارے ذبح ہوئے وَ مَوْلٰنَا الْحُسَیْنُ

لَنَا اَنِیْسٌ ۞ رَجَعْنَا وَالْحُسَیْنُ بِهٖ رَهِیْنَا ۞ اور امام حسین علیہ السلام سے آقا جو ہمارے حال پر مہربان
وشفیق تھے وہ ہم سے چھوٹ گئے اور اب ہم بیکس تنہا پھر کر آئے ہیں ؎ اَلَا اَخْبِرْ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَنَّا ۞
بِاَنَّا قَدْ فُجِعْنَا فِیْ اَخِیْنَا ۞ آگاہ ہو اے مدینہ ہمارے نانا رسولخدا کو ہمارے لٹنے کی خبر کر کہ نواسیاں آپ کی
اپنے بھائی کے غم میں نالہ و فریاد کرتی ہیں ؎ وَقَدْ ذَبَحُوا الْحُسَیْنَ وَلَمْ یُرَاعُوْا ۞ جَنَابَكَ یَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ فِیْنَا ۞ اور یا رسول اللہ امت جفاکار نے آپ کے فرزند حسین مظلوم کو پس گردن سے ذبح کیا اور کچھ
رعایت آپ کی ہمارے بارے میں نہ کی ؎ وَرَهْطُكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَضْحَوْا ۞ عُرَاةً بِالطُّفُوْفِ مُسَلَّبِیْنَا
اور یا رسول اللہ اعدا نے آپ کی نواسیوں کو روز روشن میں عریاں بے نقاب شہر بشہر اور جنگل و بیابانوں میں
پھرایا ؎ فَلَوْ اَنْظَرْتَ عُیُوْنَكَ لِلْاُسَارٰی ۞ عَلٰی اَقْتَابِ الْجِمَالِ مُحَمَّلِیْنَا ۞ پس کاش کہ آپ چشم خود
اسیروں کو دیکھتے کہ کس مظلومی سے ہم سب شتران بے فرش و بے پردہ پر سوار تھے ؎ رَسُوْلَ اللّٰهِ بَعْدَ الصَّوْنِ
صَارَتْ ۞ عُیُوْنُ النَّاسِ نَاظِرَةً اِلَیْنَا ۞ یا رسول اللہ بعد اس عزت و آبرو اور پردہ داری کے جو
ہم کو حاصل تھی ہمارا یہ حال ہوا کہ مجمع عام میں پھرائے جاتے تھے اور لوگ ہماری طرف دیکھتے تھے بعد اسکے وہ ستم
رسیدہ روتی ہوئی متوجہ ہوئیں طرف روضۂ جناب سیدہ اپنی مادر گرامی کے اور عرض کی ؎ اَفَاطِمُ لَوْ
نَظَرْتِ اِلَی الْحَیَارٰی ۞ وَلَوْ اَبْصَرْتِ زَیْنَ الْعَابِدِیْنَا ۞ اے فاطمہ زہرا کاش کہ آپ دیکھتیں طرف
دختران ستم رسیدہ اور فرزند بیمار و ناتوان امام زین العابدینؑ کے کہ کس مظلومی و بیکسی سے ہر کوچہ و گلی میں
پھرائے جاتے تھے ؎ اَفَاطِمُ لَوْ نَظَرْتِ اِلَی السَّبَایَا ۞ بَنَاتُكِ فِی الْبِلَادِ مُشَتَّتِیْنَا ۞ اے فاطمہ زہرا اگر آپ
دیکھتیں اپنی بیٹیوں کو کہ کس طرح اسیر ہو کے پریشان حال شہروں میں پھرائی جاتی تھیں ؎ وَزَیْنَبُ
اَخْرَجُوْهَا مِنْ خِبَاهَا ۞ وَفَاطِمُ وَالِهٌ تُبْدِی الْاَنِیْنَا ۞ اور زینب خاتون کو اعدا نے بکمال
ستم خیمہ سے باہر نکالا اور فاطمہ کبرا حیران اور نالہ و فریاد کرتی تھیں ؎ سُكَیْنَةُ تَشْتَكِیْ فِیْ حَرِّ وَجْدٍ
تُنَادِی الْغَوْثَ رَبَّ الْعَالَمِیْنَا ۞ آہ سکینہ خاتون شدت حرارت و تشنگی کی شکایت و زیادہ اپنے فریادرس
پروردگار سے کرتی تھیں ہائے افسوس ان ستم رسیدوں پر بعد شہادت امام حسینؑ کے کیسے کیسے مصائب گذرے

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۞

مجلس قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ عَاهَدَنِیْ رَبِّیْ اَنْ لَا یَقْبَلَ اِیْمَانَ عَبْدٍ اِلَّا بِمَحَبَّةِ
اَهْلِ بَیْتِیْ ۞ فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے کہ معاہدہ کیا ہے مجھ سے پروردگار نے یہ کہ قبول نکرے گا ایمان
کسی بندہ کا مگر محبت و مودت میرے اہلبیت سے ؎ وَقَالَ مَنْ اَكْرَمَ اَوْلَادِیْ فَقَدْ اَكْرَمَنِیْ وَمَنْ اَهَانَ اَوْلَادِیْ
فَقَدْ اَهَانَنِیْ ۞ اور فرمایا آنحضرت نے جو شخص تعظیم و اکرام کرے میری اولاد کا تحقیق کہ اس نے میرا اکرام کیا اور جو شخص

اہانت کرے میری اولاد کی اس نے میری اہانت کی حضرات سنا آپ نے کیا مرتبہ ہے اہلبیت و اولاد رسول کا گوارا ہوئے ہو بنی امیّہ اور اشقیائے بنی عباسیہ پر کہ انہوں نے کوئی دقیقہ ظلم و ستم اور اہانت آلِ رسول کا فروگذاشت نہ کیا اور ہمیشہ ان کے درپے اذیت و تکلیف کے رہے یہاں تک کہ آوارہ وطن کرکے بعض کو قتل کیا اور بعض کو زہر دیا چنانچہ تحفۃ الحسینیہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ پانچ بزرگوار آئمہ اطہار سے بظلم و ستم اعدا کے مدینہ منورہ سے آوارہ وطن ہوئے اوّل حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں کہ ولید بن عتبہ نے بحکم یزید لعین کے بیعت طلب کی پس حضرت نے انکار کیا اسوقت مروان لعین آمادہ قتل ہوا لیکن حضرت بسلامت دولتسرا میں واپس تشریف لائے آخر بناچاری طرف مکہ معظمہ کے جو جائے پناہ ہے مع اہل و عیال و اطفال ۶۰ سال کے فصل گرما میں روانہ ہوئے اور وہاں کئی مہینے تک قیام کیا مگر اعدا نے وہاں بھی پہنچے تھا اور در پے قتل ہوئے اور نہ حج آخری کے تمام کرنے کی مہلت دی یہاں تک کہ آٹھویں ذالحجہ کو طرف عراق کے روانہ ہوئے اور جنگل و بیابان اور کوہستان کو طے کرکے وارد زمین کربلا ہوگئے اور ہزاروں اشقیائے کوفہ و شام نے ہر طرف سے جمع ہوکر پہلے ان حضرت پر پانی بند کیا اور محاصرہ کیا اور روز بروز شدت کی آخر روز عاشور لڑائی ہوئی اور آنحضرت کو مع اصحاب و اقربا اور اولاد کے تشنہ لب شہید کیا اور اسباب لوٹ لیا اور خیموں میں آگ لگائی اور آنحضرت کے اہلبیت کو اسیر کرکے مع سرہائے شہدا کے طرف کوفہ و شام کے لے گئے اور بدن ہائے اطہر کو خاک و خون آلودہ ریگ گرم صحرائے کربلا پر چھوڑ گئے اور کوئی متوجہ طرف نماز جنازہ اور دفن کے بھی نہ ہوا دوم حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہیں کہ مسجد نبی سے بحکم ہاروں رشید لعین کے حالت نماز میں باہر کھینچ کر نکالے گئے اور روانہ بصرہ و بغداد کئے گئے اور وہاں سات برس تک بطوق و زنجیر مقید رہے اور شب و روز عبادت خدا اور سجدہ خالق میں مشغول رہتے تھے اور ناتوانی سے یہ حال تھا کہ دور سے مثل چادر سفید افتادہ کے معلوم ہوتے تھے آخر کار زہر دغا سے شہید ہوئے اسوقت آہنگر کو بلاکر طوق و زنجیر کاٹکر نکالی گئی اور بعد غسل و کفن اور نماز جنازہ کے بغداد و مقابر قریش میں دفن ہوئے سوم حضرت امام علی رضا علیہ السلام ہیں کہ بحکم ماموں رشید ملعون کے مدینہ منورہ و روضہ رسول سے جدا کئے گئے اور طرف خراسان کے لے جائے گئے آخر زہر دغا سے شہید کیا اور طوس میں دفن ہوئے چہارم حضرت امام محمد تقی علیہ السلام ہیں کہ بحکم معتصم عباسی کے اپنے وطن مدینہ منورہ سے جدا کئے گئے اور طرف بغداد کے لائے گئے اور اعدا ہمیشہ درپے اذیت و تکلیف رہے آخر زہر دیکر شہید کیا اور لاش اطہر تین دن تک حرارت آفتاب میں خاک پر پڑی رہی جب اس لاش سے معجزات بکثرت ظاہر ہوئے تو معتصم ملعون نے حکم دفن کا دیا پس ایک جماعت شیعہ نے آنحضرت کو بغداد مقابر قریش میں دفن کیا پنجم حضرت امام علی نقی علیہ السلام ہیں کہ بحکم متوکل عباسی کے مدینہ منورہ اور روضہ رسول خدا سے طرف سامرہ کے طلب ہوگئے جب حضرت وہاں

پہنچے تو متوکل لعین نے ایک مکان ذلیل میں اُتارا اور ہمیشہ درپئے اذیت و تکلیف و اہانت کے رہا چنانچہ سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک دن متوکل مع اپنے وزیر کے شدت گرما میں سوار ہوا اور حکم دیا کہ سب علماء و فضلاء اور سادات و شرفاء اور اُمرا جو شہر میں موجود ہیں سب میرے ہمراہ پیادہ پا رہیں اسیطرح آنحضرت کو بھی ہمراہ لیا اور حرارت آفتاب میں پیادہ پا صحرائے سامرہ میں دوڑایا جس سے نہایت اذیت و تکلیف ہوئی اور جسم اقدس سے عرق جاری تھا راوی کہتا ہے کہ اسوقت حضرت نے فرمایا کہ اس وقت سوار ہونے کی غرض متوکل کی سوائے میری اہانت کے اور کچھ نہیں ہے آخر بعد چند روز کے آنحضرت کو بھی معتز لعین نے زہر دیکر شہید کیا اور اسی شہر سامرہ میں مدفون ہوئے آہ اس مقام پر یاد آگئی مظلومی و بیکسی امام زین العابدین علیہ السلام کی جب بعد شہادت اپنے پدر مظلوم کے روز عاشورا صبح آپ کے کربلا میں طوق و زنجیر میں جکڑ کے اعدا اسیر کر کے طرف کوفہ کے لے چلے تو بسبب بیماری اور ناتوانی کے ہر قدم پر پشت ناقہ سے گرے پڑتے تھے اور شدت گرما سے عرق جاری تھا اور لاشہائے اقربا کو زخموں سے چور چور خاک و خون آلودہ ریگ گرم پر دیکھکر بشدت روتے تھے اور فریاد کرتے تھے اور کوئی فریادرسی نہ کرتا تھا افسوس ہزار افسوس عوض اسکے شمر لعین تازیانہ سے اذیت و تکلیف دیتا تھا آہ اعدا نے اتنی فرصت نہ دی کہ ان لاشوں پر نماز جنازہ پڑھکے دفن کرتے آخر اہل غاضریہ یعنی بنی اسد مقتل شہدا میں جمع ہوئے اور چاہا کہ پہلے لاش اقدس امام حسین علیہ السلام کو دفن کریں اور بعد اسکے اور شہدا کو دفن کریں فی المدینۃ المعاجز وغیرہا فَجَعَلُوا یَنْظُرُونَ الْجُثَثَ فِی الْمَعْرَکَۃِ فَلَمْ یَعْرِفُوا جُثَّۃَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ مِنْ بَیْنِ تِلْکَ الْجُثَثِ لِاَنَّہَا بِلَا رُءُوْسٍ وَقَدْ غَیَّرَتْہَا الشُّمُوْسُ چنانچہ مدینۃ المعاجز میں منقول ہے کہ بنی اسد ان جسدہائے طاہرہ کو مقتل میں دیکھنے لگے اور ان لاشوں میں لاش اطہر امام حسین علیہ السلام کو تلاش کرتے تھے اور پہچانتے نہ تھے کہ کونسی لاش ہے اسواسطے کہ وہ لاشہائے طاہرہ بے سروں کے خاک و خون آلودہ ریگ گرم صحرا پر پڑی تھیں اور تمازت آفتاب سے متغیر ہو گئی تھیں اور اعدا نے لباس تک لوٹ لیا تھا اب کس علامت سے پہچان لیتے پس بنی اسد اسی حیرت میں تھے کہ یکایک ایک سوار جانب کوفہ سے نمودار ہوا اور ان کی طرف متوجہ ہوا یہاں تک کہ اُن کے قریب پہنچا اور کہا تم یہاں کس لئے آئے ہو بنی اسد نے جواب دیا کہ ہم لاش اقدس امام حسین علیہ السلام اور ان کی اولاد و اقربا کے دفن کرنے کو آئے ہیں مگر ابھی تک ہم کو لاش اطہر ان حضرت کی نہیں ملی یہ سنکر وہ سوار بشدت رونے لگا بعد اسکے بنی اسد سے کہا کہ میں تم کو اس مظلوم کی لاش بتاؤنگا پس گھوڑے سے اُتر کے لاشہائے شہدا کو تلاش کرنے لگا یکایک نظر ان کی لاش پارہ پارہ امام حسین علیہ السلام پر پڑی پس اس لاش اطہر کو اپنی

آغوش میں لیا اور بشدت روتے تھے اور کہتے تھے کہ اے بابا آپ کے قتل ہونے سے بنی اُمیّہ شاد و مسرور ہوئے اور ہمارا رنج و غم دراز ہوا اور بعد آپ کے ہم مصائب پر آپکے رویا کرینگے بعد اسکے اُس جائے نشیب سے جہاں پر لاش اقدس تھی چند قدم آگے چلے اور وہاں سے کچھ مٹی ہٹائی اور ایک قبر اور لحد تیار نکلی پس اس لاش انور پر نماز جنازہ پڑھ کے اُس قبر میں اپنے ہاتھ سے دفن کیا جہاں نشان ابتک موجود ہے بعد اسکے سب شہدا کا نام و نشان بتاتے تھے اور بنی اسد ان کو جمع کرتے جاتے تھے اور ایک گڑھا عمیق کھود کر ان سب شہدا کو اسمیں دفن کیا جسے گنج شہدا کہتے ہیں اور حبیب بن مظاہرؓ کو ان کے بنی اعمام نے علیحدہ دفن کیا اور وہ سوار بیمار متوجہ ہوا طرف لاش اطہر جناب عباسؑ کے اور اسپر جھک گئے اور آہ پُر درد کھینچ کر نالہ و فریاد کیا کہ اے چچا کاش آپ حال اہل حرم اور دختران ستم رسیدہ کا دیکھ لیتے کہ وہ کس طرح صدائے وَاعَطَشَاہُ وَاغُرْبَتَاہُ بلند کرتی تھیں پس بنی اسد کو حکم دیا کہ ایک قبر کھودیں جب قبر تیار ہوئی تو اس میں اس لاش پارہ پارہ کو کنارہ نہر فرات پر دفن کیا بعد اسکے وہ سوار آگے آگے ہوا اور بنی اسد پیچھے پیچھے اسکے جاتے تھے یہانتک کہ لاش حرؓ پر پہنچے تو اس سوار نے دیکھکر کہا اے حرؓ توبہ تیری درگاہ خدا میں قبول ہوئی اور سعادت تیری زیادہ ہوئی اسلئے کہ تو نے فرزند رسولؐ پر جان اپنی فدا کی پس اُس لاش کو اسی جگہ دفن کرکے وہ بیمار سوار ہوئے اور بنی اسد دامن سے لپٹ گئے اور عرض کیا کہ آپ کون بزرگوار ہیں اور نام آپ کا کیا ہے فرمایا میں علیؑ بن الحسینؑ ہوں اپنے پدر مظلوم اور سب شہدا کے دفن کو آیا تھا اب کوفہ قیدخانہ ابن زیاد کی طرف جاتا ہوں پس وہ جناب رخصت ہوکر روانہ ہوئے اور بنی اسد روتے ہوئے اپنی قوم و قبیلہ کی طرف واپس آئے آہ مومنین لاشہائے پارہ پارہ تو اُن شہدا کے بعد کئی روز کے دفن ہوئیں مگر افسوس ہے کہ سرہائے مقدسہ ان کے بدنوں سے جدا رہے اور لعدا نیزوں پر شہر بشہر لئے پھرے اور مع اہل حرم کے بازار کوفہ و شام میں پھرایا آخر سامنے یزید لعین کے دربار عام میں رسن بستہ لائے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

مجلس ۹ قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ زَيْنَ الْعَابِدِيْنَ عَلَيْهِ بَكٰى عَلٰى اَبِيْهِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً صَائِمًا نَهَارُهٗ قَائِمًا لَيْلُهٗ لہوف میں سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے فرمایا انحضرت نے کہ میرے جد بزرگوار امام زین العابدین علیہ السلام اپنے پدر مظلوم کے غم و الم میں چالیس برس روئے اسطرح سے کہ دن کو روزہ رکھتے تھے اور رات کو نمازیں پڑھا کرتے تھے پس جب وقت افطار کا آتا تھا اور غلام انحضرت کا کھانا اور پانی سامنے لاتا تھا اور عرض کرتا تھا کہ اے آقا میرے کچھ نوش کیجئے تو اسوقت بیتاب ہوکر فرماتے تھے قُتِلَ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ جَائِعًا قُتِلَ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَطْشَانًا ہائے افسوس فرزند رسولِ خدا بھوکا قتل ہوا آہ فرزند رسولِ خدا پیاسا قتل ہوا اور بار بار یہ فرماتے تھے اور زار زار روتے تھے یہانتک کہ وہ کھانا آنسوؤں سے تر ہو جاتا تھا بعد اسکے اس پانی کو بھی آنسوؤں سے ممزوج فرماتے تھے یہی حال انحضرت کا

تمام عمر رہا یہانتک کہ دنیا سے رحلت فرمائی اور تحفۃ الحسینیہ وغیرہ میں نعمان بن منذر سے روایت کی ہے
وہ کہتا ہے کہ میں تین برس بعد شہادت جناب امام حسین علیہ السلام کے مدینہ منورہ میں واسطے زیارت
روضۂ اقدس جناب رسولخدا کے گیا جب داخل مسجد نبوی ہوا تو دیکھا میں نے کہ امام زین العابدین علیہ السلام
روضۂ انور کو ہاتھ سے پکڑے ہوئے فریاد کر رہے ہیں کہ اے جد بزرگوار اشقیائے امت نے گرد ہمارے ہجوم کیا اور
ہتک حرمت کی اور راہ چارہ کی بند کی اور ہماری امید کو قطع کیا آہ ہمارے مردان اہلبیت کو قتل کیا اور اطفال کو تشنہ
لب ذبح کیا اور ہماری عورات کو اسیر و مقید کر کے شہر بشہر پھرایا اور آپ کی قرابت کی کچھ رعایت نہ کی اعدا بان
طعن و بدگوئی دراز کی اور تازیانہ سے اذیت پہنچاتے تھے یہ کہکر با واز بلند رونے لگے اور فرماتے تھے کہ
افسوس اعدا نے اس بزرگوار کو ناحق تشنہ لب قتل کیا جو اہلبیت نبوت و رسالت سے تھے جن کے گھر میں
وحی خدا اور قرآن مجید نازل ہوا جنکی محبت و اطاعت عین ایمان ہے جو مثل و نظیر انبیا روئے زمین پر رکھتا
تھا افسوس ایسے سبط رسول و دلبند بتول کا سر اقدس نیزہ پر بلند کیا گیا اور اہلبیت ان کے اسیر و مقید ہو کر
شہر بشہر پھرائے گئے یہ کہہ کے آنحضرت نے صیحہ کیا اور غش کر گئے فَاجْتَمَعَ عَلَيْهِ اَصْحَابُهٗ وَغِلْمَانُهٗ
فَاَخَذُوْهُ وَاَذْهَبُوْهُ دَارَهٗ وَكُنْتُ مَعَهُمْ پس اصحاب و غلام آنحضرت کے گرد ان کے جمع ہوئے اور اٹھا کر
دولتسرا پر لے گئے راوی کہتا ہے کہ میں بھی ان کے ساتھ تھا جب آنحضرت کو حجرے میں رکھا تو غش سے
افاقہ ہوا اسوقت میں نے دونوں بازوئے اقدس پر بوسہ دیا اور عرض کیا یابن رسول اللہ سب سے زیادہ مصائب
آپ پر کہاں گذرے فرمایا اَلشَّامُ اَلشَّامُ اَلشَّامُ یہ سنکر میں نے عرض کیا وہ کیسی مصیبتیں تھیں قَالَ نَعَلُوْا
بِنَا سَبْعَةَ اَفْعَالٍ لَمْ يَسْتَعْمِلُوْهَا بِاَسْرِهَا اِلٰى اَنْ اَدْرَكْنَا اِلَى الشَّامِ آنحضرت نے فرمایا کہ بنی امیہ نے
ایسی سات مصیبتیں ہم اہلبیت رسالت پر وارد کیں کہ روز اسیری سے داخلۂ شام تک مثل ان مصیبتوں
کے ہم پر نازل نہیں ہوئیں اول یہ کہ اعدا گرد ہمارے حلقہ کئے تلواریں کھینچے نیزے علم کئے تھے اور نوک نیزہ
سے اذیت و تکلیف دیتے تھے اور ہجوم عام میں ہم کو کھڑا کر کے گرد ہمارے لوگ ہم کو اسیر و مقید دیکھکر
ہنستے تھے اور خوش ہو کر دف و نقارے بجاتے تھے دوم یہ کہ سرہائے شہدا کو نیزوں پر بلند کیا سروں کے کھا
تھا اور سر اقدس جناب امام حسین علیہ السلام اور جناب عباس کا مقابل کجاوہ جناب زینب و ام کلثوم کی اور
سر علی اکبر و قاسم کا مقابل کجاوہ فاطمۂ کبریٰ اور سکینہ کے رکھا تھا اسیطرح سر اور شہدائے بنی ہاشم کے مقابل کجاو
ہائے اہلحرم کے رکھے تھے تاکہ ہر وقت انکو دیکھکر صدمۂ تازہ ہو اور نظر لوگوں کی برابر پڑے علاوہ اس کے یظلم و ستم
تھا کہ ان سروں کو جو نیزوں پر تھے بکمال عداوت نکالن دیتے تھے اور آگے آگے منادی ندا کرتا تھا اَلَا يَا اَهْلَ
الشَّامِ هٰؤُلَاءِ الْاُسَارٰى مِنْ اٰلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ آگاہ ہوا اے اہل شام یہ قیدی آل رسول سے ہیں اور سر انور

سید الشہدا کا سامنے دشمن کے بطور ہدیہ رکھا گیا اور وہ لعین تحقیر اور چھڑی سے بے ادبی کرتا تھا سوم یہ کہ شامی خاکستر گرم ہمارے سروں پر پھینکتے تھے جسکے سبب سے ہم کو کمال اذیت ہوئی چہارم یہ کہ ہم اسیروں کو شہر دمشق میں صبح سے شام تک پھرایا اور ایسی جگہ لائے جہاں مجمع عام تھا اور دف و نقارے جہاں بجائے جاتے تھے پنجم یہ کہ جب ہم کو اونٹوں پر سے اُتارا تو ہم اہلبیت رسالت کو ایک ریسمان ستم سے باندھکر گھروں پر یہود و نصاریٰ کے پھرایا اور ان سے بنی اُمیہ بطور اغوا کہتے تھے کہ یہ اسیر اس خاندان سے ہیں جنہوں نے تمہارے آبا و اجداد کو قتل کر کے دین تمہارا باطل کردیا ہے پس آج تم بھی ان سے عوض لو یہ سنکر اُنہوں نے سنگ اور خاک پھینکنی شروع کی اور اہلحرم کو اذیت پہنچائی ششم یہ کہ ہم آل رسولؐ کو اس بازار میں لے گئے جہاں کنیز و غلام بکتے تھے اور بنی اُمیہ نے چاہا کہ وہی بے ادبی ہم سے کریں لیکن یہ امر ان کو میسر نہوا آہ یہ کیسی عداوت و دشمنی تھی بنی امیہ کو آل رسولؐ سے کہ ایسے مقام ذلیل میں لائے جہاں اسیر ترک و دیلم کے لائے جاتے تھے تصور کیجئے کہ اسوقت بیمار کربلا کے دل پر کیا صدمہ ہوا ہوگا جب ہی تو فرماتے تھے ع اُقَادُ ذَلِیْلاً فِیْ دِمَشْقَ کَاَنَّنِیْ ٭ مِنَ الزِّنْجِ عَبْدٌ غَابَ عَنْہُ نَصِیْرُہٗ یعنی مجھے اعدا اس ذلت سے اسیر کرکے دمشق میں لائے کہ جسطرح کوئی غلام زنگی کو قید کرکے لاتا ہے اور غلام بھی وہ غلام کہ جس کا آقا مرگیا ہو اور کوئی ناصر و مددگار اس کا نہو ہفتم یہ کہ بنی اُمیہ نے ہم کو ایسے مکان کہنہ میں قید کیا تھا جو بے سقف تھا اور زمین بھی ناہموار تھی اور شب کو سردی اور دن کو تمازت آفتاب سے کمال اذیت و تکلیف ہوتی تھی اور شدت جاری بھوک و پیاس کا کسی کو خیال تھا اور ہم ہر شب کو صبح تک خوف قتل سے مضطرب رہتے تھے کیونکہ یزید ہر وقت اسی فکر و تردد میں رہتا تھا اور چاہتا تھا کہ آل رسولؐ سے کسی کو زندہ نہ رکھے آہ مومنین ہوا ایسی چیز جو عام ہے اور ہر ذیحیات کو اسکی ضرورت رہتی ہے اور بدون اسکے زندگی دشوار ہے وہ کمل نے عمداً بند کی تھی چنانچہ انوار نعمانیہ وغیرہ میں منہال سے روایت کی ہے کہ کہا اس نے کہ میں نے شہر دمشق میں باہر قیدخانہ کے امام زین العابدین علیہ السلام کو دیکھا کہ عصا ٹیکے کھڑے ہیں اور دونوں پاؤں گویا مانند نے کے خشک ہیں اور ہر ساق پا سے خون جاری ہے اور چہرۂ انور زرد ہے یہ دیکھکر میں اس قدر رویا کہ گلو گرفتہ ہو اپس میں نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ مزاج اقدس آپکا کیسا ہے فرمایا اے منہال کیا حال پوچھتا ہے اُس مظلوم کا جو یزید بن معاویہ ایسے بیرحم کا قیدی ہو اور جسکی بہنیں اور پھوپھیاں مقید ہوں اور نہ کبھی سیر ہوکر کھانا نہ ملا ہو نہ کبھی ردا اور چادر میسر ہوتی ہو جس سے وہ سر چھپائیں اور اے منہال جب یزید سا ظالم ہمیں اپنے سامنے طلب کرتا ہے تو اُسوقت ہم کو اپنے قتل ہونے کا گمان ہوتا ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ یہ سنکر میں نے عرض کیا کہ آقا میرے اسوقت کہاں کا ارادہ ہے فرمایا اے منہال جس قیدخانہ میں ہم مقید ہیں وہ بے سقف ہے

اور تمازت آفتاب جلائے دیتی ہے اور اسمیں کسی طرف سے ہوا کا بھی گذر نہیں ہے پس میں بیقرار ہو کر بسبب ضعف و ناتوانی کے تھوڑی دیر ٹھہر آتا ہوں تاکہ کچھ تسکین ہو اور بوجہ خوف گھبرانے اہل حرم کے پھر قیدخانہ میں جاتا ہوں منہال کہتا ہے کہ اسی اثنا میں ایک مخدومہ کی آواز آئی کہ بیقرار ہو کر پکارتی تھیں اے نورِ نظر اے میوۂ دل بھیّا اے علیؑ کہاں ہو یہ سنتے ہی حضرت نے مجھ سے کلام ترک کیا اور روتے ہوئے اس قیدخانہ میں تشریف لے گئے اور میں متحیر تھا کہ یہ کون مخدومہ ہے کہ اتنی جدائی بھی حضرت کی گوارا نہیں ہے پس میں نے معلوم کیا کہ وہ ستم رسیدہ جناب زینبؑ دختر امیر المومنینؑ تھیں الغرض بعد رہائی قید شام کے مدینۂ منورہ میں وہ جناب طاعت خدا اور گریہ و بکائے مصائب پدر مظلوم میں رات و دن مشغول رہتے تھے اور کچھ مومنین و محبین واسطے ماتم پرسی اور تعزیت اور دریافت کرنے مسائل کے حاضر خدمت ہوتے تھے اور یہ بھی بنی امیہ کو نہایت شاق تھا اور بکمال عداوت ایذا رسانی سے باز نہ آتے تھے اور ہمیشہ درپے قتل رہے اسلیئے کہ ان کو گمان تھا کہ عوض خون اپنے پدر مظلوم کا لیں گے آخر ہشام بن عبدالملک بروایتے ولید بن عبدالملک بن مروان لعین نے بکمال ظلم وستم زہر دیا جس کے صدمہ سے دنیا سے انتقال فرمایا چنانچہ بحار الانوار وغیرہ میں منقول ہے کہ جب امام زین العابدین علیہ السلام کو زہر نے اثر کیا اور آثار موت کے ظاہر ہوئے تو اسوقت اپنے فرزند امام محمد باقر علیہ السلام سے فرمایا کہ اے پارۂ جگر آج وہ شب ہے کہ میں اپنے پروردگار سے ملاقات کرونگا اور رنج والم دنیا سے نجات پاؤنگا اور تم سب اہلبیت کو میری جدائی سے حسرت اور قلق و رنج ہوگا پس اے فرزند تم سب کو لازم ہے کہ صبر و شکر کرنا اور مصائب و آفات دنیا پر تحمل کرنا تاکہ حق سبحانہ تعالیٰ تم کو اجر و ثواب اسکا عطا فرمائے بعد اسکے اہلبیت سے وداع و رخصت ہونے لگے اسوقت شور گریہ و بکا کا بلند ہوا گویا کہ نمونہ شب عاشور تھا اور اپنے فرزند سے وصیت فرمائی اور امانات انبیا و اوصیا کے سپرد کئے اور اسرار امامت و ولایت سے آگاہ کیا اور فرمایا اے فرزند تم بعد میرے حجت خدا ہو خلائق پر پس آمادہ لقائے الٰہی ہوں اور اپنے فرزند کو آغوش میں لیا اور فرمایا اے فرزند جب میں دنیا سے رحلت کروں تو تم مجھے غسل و کفن دیکر حنوط کرنا اور نماز جنازہ پڑھ کر دفن کرنا یہ فرما کر آنحضرت کو غش آگیا اور عرق موت کا مثل مروارید کے پیشانی انور پر جاری ہوا جب غش سے افاقہ ہوا تو سورہ انا فتحنا اور اذا وقعت الواقعہ کی تلاوت فرمائی اور روح اقدس نے طرف جنت کے انتقال فرمایا اسوقت شور گریہ و بکا اور صدائے واعلیاہ و امظلوماہ بلند ہوئی اور زن و مرد اندر و باہر زار زار روتے تھے پس امام محمد باقر علیہ السلام نے سب کو تسلی و دلاسا دیا اور حسب وصیت اپنے پدر بزرگوار کو غسل و کفن دیا اور حنوط کیا اور نماز جنازہ پڑھ کے مزار بقیع میں پاس آنحضرت کے چچا امام حسن علیہ السلام کے دفن کیا مگر افسوس ہے مظلومی و بیکسی پر اس بزرگوار کی جسکو دار دنیا میں نہ غسل دیا گیا

نہ کفن ملا نہ حنوط کیا گیا نہ روز انتقال دفن میسر ہوا جیسا کہ ان فقرات زیارت منجملہ سے ظاہر ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَنْ دَمُهٗ غُسْلُهٗ وَشَیْبَتُهٗ قُطْنُهٗ وَالتُّرَابُ کَافُوْرُهٗ سلام ہو آپ پر اے مظلوم کربلا جس کا غسل اس کے خون بدن سے ہوا اور ریش سفید بجائے پنبہ کے ہوئی اور خاک صحرا بجائے کافور کے ہوئی وَنَسِیْجُ الرِّیَاحِ اَکْفَانُهٗ وَالْقَنَاةُ الْخَطِّیُّ نَعْشُهٗ فِیْ قُلُوْبِ مَنْ وَالَاهٗ قَبْرُهٗ اور بجائے کفن کے ریگ گرم صحرا ہوئی جو ہوا سے اڑ اڑ کے لاش اقدس پر جمتی جاتی تھی اور بجائے جنازہ کے سر انور نوک نیزہ پر رہا اور شہر بشہر پھرایا گیا اور دل میں مومنین کے قبر اس شہید راہ خدا کی ہوئی اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۱۱

رَوٰی عَلِیُّ بْنُ مُوْسٰی بْنِ بَابَوَیْهِ الْقُمِّیُّ وَغَیْرُهٗ اَنَّ جَمِیْعَ الْاَئِمَّةِ خَرَجُوْا مِنَ الدُّنْیَا عَلَی الشَّهَادَةِ علی بن موسیٰ بن بابویہ قمی علیہ الرحمہ وغیرہ نے روایت کی ہے تحقیق کہ سب حضرات آئمہ معصومین ذریت وعترت حضرت سید المرسلینؐ اس دار دنیا سے بعضے تلوار اور بعضے زہر سے شہید ہو کر راہی جنت ہوئے چنانچہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو کہ محراب عبادت میں مشغول نماز تھے انیسویں ماہ رمضان کو ابن ملجم نے سر اقدس پر اپنی تلوار زہر آلودہ سے ایسی ضربت لگائی کہ سر اقدس شق ہوا اور اثر زہر سے اعضائے انور میں ورم آگیا آخر اکیسویں ماہ رمضان کو رحلت فرمائی اور نجف اشرف میں دفن ہوئے اور امام حسن علیہ السلام کو انکی زوجہ جعدہ بنت اشعث بن قیس نے بحکم معاویہ زہر ستم سے شہید کیا اور جگر اطہر ٹکڑے ٹکڑے ہوا جسکے صدمے سے اٹھائیسویں بقولے انتیسویں تاریخ ماہ صفر بروایتے پانچویں یا ساتویں ربیع الاول کو رحلت فرمائی اور مدینہ منورہ مزار بقیع میں دفن ہوئے اور امام حسین علیہ السلام کو ابن زیاد لعین نے بحکم یزید بن معاویہ ایک لاکھ اشقیا کوفہ و شام روانہ کر کے دسویں تاریخ محرم کو مع اصحاب واقربا اور اولاد کے تشنہ لب تیر و نیزہ و تلوار سے شہید کیا اور لاش اطہر آنحضرت کی بعد کئی روز کے صحرائے کربلا میں دفن ہوئی اور سر انور مع اہل حرم کے طرف کوفہ و شام کے روانہ کیا گیا اور امام زین العابدین علیہ السلام کو ولید لعین بقولے ہشام بن عبد الملک بن مروان لعین نے زہر دیکر شہید کیا جس کے صدمہ سے اٹھارھویں تاریخ محرم کی اور بقولے بائیسویں تاریخ بقولے پچیسویں محرم کو انتقال فرمایا اور مدینہ منورہ مزار بقیع میں پاس اپنے چچا امام حسن علیہ السلام کے دفن ہوئے اور امام محمد باقر علیہ السلام کو ابراہیم بن ولید بروایتے ہشام بن عبد الملک لعین نے ساتویں ذی الحجہ بقولے ساتویں ماہ ربیع الاول کو زہر دغا سے شہید کیا چنانچہ خرائج اور بصائر الدرجات وغیرہ میں جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا آنحضرت نے ہشام بن عبد الملک نے بمکر و دغا میرے پدر بزرگوار کی خدمت میں ایک خلعت نفیس طلائی اور زین گھوڑہ کا زہر سے تعبیہ کر کے زید کے ہمراہ بھیجا پس میرے پدر بزرگوار نے اس سے فرمایا کہ میں جانتا ہوں اس درخت کو بھی جس سے اس زین کی

لکڑی تراشی گئی ہے اور اس میں کیا چیز ہے مگر تقدیر الٰہی سے کسی کو چارہ نہیں ہے آہ وہ جناب اس زین
پر بجبر سوار کئے گئے پس فوراً زہر نے اثر کیا اور اعضائے انور میں ورم آگیا جب زین سے اُترے تو آنحضرت کا
حال متغیر ہوا اُسوقت ان کپڑوں کو جن سے احرام باندھتے تھے منگوا کر وصیت فرمائی کہ ان سے میرا کفن کرنا بس تین روز
علیل رہے اور چوتھے دن انتقال فرمایا جناب صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جس روز میرے پدر مسموم نے انتقال
فرمایا اس دن مجھ سے وصیت فرمائی کہ اے فرزند مجھے خود غسل و کفن دینا اور حنوط کرکے نماز جنازہ پڑھکے
دفن کرنا پس حسب وصیت آنحضرت نے اپنے پدر مظلوم کو تجہیز و تکفین کیا اور مع جماعت شیعہ کے نماز جنازہ
پڑھ کے مزار بقیع میں دفن کیا اور بشدت روئے اور امام جعفر صادق علیہ السلام کو منصور دوانقی لعین نے
پندرھویں ماہ رجب کو زہر دغا سے شہید کیا چنانچہ جلاء العیون وغیرہ میں منقول ہے کہ جب آنحضرت کو
زہر نے اثر کیا اور آثار موت کے ظاہر ہوئے تو اپنے فرزند امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو تجہیز و تکفین کی وصیت فرمائی
اور امانات بزرگوں کے سپرد کئے اور اسرار امامت کے تعلیم فرماکر رحلت کی اسوقت شور گریہ و بکا حرم سے بلند
ہوا پس امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے سب کو تسلی و دلاسا دے کر حسب وصیت اپنے پدر مسموم غسل و کفن دیکر
مع جماعت شیعہ نماز جنازہ پڑھکے مزار بقیع میں دفن کیا اور زار زار روئے اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو
ہارون رشید لعین نے تیئیسویں بقولے چوبیسویں تاریخ یا پچیسویں ماہ رجب کو زہر دیکر شہید کیا اور سات
برس کے بعد زنجیر ہائے آہنی کاٹکر نکالی گئیں اور بغداد مقابر قریش میں دفن ہوئے اور امام علی رضا
علیہ السلام کو مامون رشید لعین نے سترھویں تاریخ ماہ صفر بقولے غرہ یا ساتویں ماہ رمضان کو زہر دیکر شہید
کیا اور خراسان شہر طوس میں دفن ہوئے اور امام محمد تقی علیہ السلام کو معتصم لعین نے گیارھویں تاریخ ذیقعد و بقولے
اُنتیس ماہ ذیقعد بقولے چھٹی ذالحجہ کو زہر دیکر شہید کیا اور لاش قدس کئی دن تک دفن پڑی رہی آخر بغداد مقابر
قریش میں اپنے جد بزرگوار کے پاس دفن ہوئے اور امام علی نقی علیہ السلام کو معتز لعین نے بیسویں تاریخ جمادی الثانی
بقولے تیسری رجب کو زہر دغا سے شہید کیا اور سُر من رائے میں اپنے مکان کے حجرۂ خاص میں دفن ہوئے اور
امام حسن عسکری علیہ السلام کو معتمد لعین نے آٹھویں تاریخ ربیع الاول کو زہر دغا سے شہید کیا چنانچہ کافی وغیرہ میں منقول
ہے کہ جب آنحضرت نے رحلت فرمائی اور یہ خبر سر من رائے میں مشہور ہوئی تو ایک شور عظیم بپا ہوا اور صدائے نوحہ و
بکا بلند ہوئی اور لوگ ایک آواز ہو کر بشدت رونے لگے یہ سنکر معتمد لعین نے اپنے ملازموں کو بھیجا اور وہ اشقیا فوراً حضرت
کے دولتسرا پر آئے اور حجرے میں تلاشی لی اور دروازوں کو مقفل کرکے مہر کردی اور انکے فرزند حضرت صاحب الامر
کو تلاش کرنے لگے تاکہ قتل کریں لیکن انکا نشان نہ پایا بعد اسکے لوگ حضرت کی تجہیز و تکفین میں مصروف ہوئے اور
سب بازار شہر کے بند ہوئے اور سب بنی ہاشم اور امراء و وزراء جنازہ کے ہمراہ ہوگئے پس جب غسل و کفن سے فارغ

ہوئے تو معتمد لعین نے ابو عیسیٰ بن متوکل کو کہلا بھیجا کہ تو جنازہ پر نماز پڑھنا جب جنازہ نماز کے واسطے زمین پر رکھا
گیا تو ابو عیسیٰ نے یہ مکر کیا کہ رفع بدنامی معتمد حاکم وقت کے لئے حضرت کے روئے انور سے گوشہ کفن کو اٹھا کر سب بنی ہاشم
وغیرہ کو جو وہاں حاضر تھے دکھا کر کہنے لگا کہ دیکھو یہ حسن بن علی علیہما السلام ہیں اور اپنی قضا سے فرش خواب پر
رحلت کی ہے اور کسی نے کچھ آسیب و ضرر نہیں پہنچایا ہے آہ جب بنی ہاشم نے بغور دیکھا تو بشارت رونے لگے
کیونکہ آثار زہر کے چہرۂ انور سے ظاہر تھے اسوقت روئے انور کفن سے چھپا دیا بعد اسکے جنازہ صحن سے اٹھا کے
حجرۂ خاص میں لے گئے جہاں آنحضرت کے پدر بزرگوار دفن ہیں اسی جگہ دفن کیا راوی کہتا ہے کہ جب جنازہ صحن میں
واسطے نماز کے رکھا گیا تو جعفر بھائی آنحضرت کے مع جماعت شیعہ آمادہ ہوئے اور چاہا کہ نماز جنازہ پڑھیں یکایک
ایک صاحبزادہ کمسن باحسن وجمال حجرہ سے باہر تشریف لایا اور جعفر کو پیچھے ہٹا کر فرمایا اے چچا میں اپنے پدر بزرگوار کی نماز
جنازہ پڑھنے کا آپ سے زیادہ مستحق ہوں بس سب سے آگے کھڑے ہو کر اس صاحبزادہ نے نماز جنازہ پڑھی اور نظر سے غائب
ہو گئے اور حضرت صاحب العصر علیہ السلام متوکل لعین کے خوف سے غائب رہے اسواسطے کہ وہ شقی اپنے زمانے میں ہمیشہ آمادہ اور
درپے آنحضرت کے قتل کا رہتا تھا اور حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے نور کو اسکے شر سے محفوظ رکھا اگرچہ کفار و اشرار نے
بہت چاہا کہ اس نور درخشندہ کو مٹائیں جیسا کہ کربلا میں ابن سعد نے اور کوفہ میں ابن زیاد نے اور دمشق میں یزید لعین
نے مکرر واسطے قتل کرنے امام زین العابدین علیہ السلام کے حکم دیا مگر خدا نے اپنے نور کو ان کے شر سے محفوظ رکھا تاکہ
نسل رسول سے زمانہ خالی نہ ہو اور عالم برہم نہ ہو جائے چنانچہ جب بیمار کربلا کو طوق و زنجیر میں جکڑ کے اسیر و مقید کیا
اور طرف کوفہ و شام لے گئے یہانتک کہ دمشق میں پہنچے اور مع الحرم کے بازاروں میں پھراتے ہوئے مجمع عام میں
سامنے یزید شراب خوار کے رسن بستہ ٹھہرایا اور وہ لعین دیکھکر نہایت مسرور ہوا تو بکمال تکبر کلمات طعن کے زبان
نجس پر جاری کئے اور شان میں حضرت کے آبا و اجداد کے برا کہا یہ سنکر بیمار کربلا نے فرمایا اے یزید نبوت امامت
جانب خدا سے ہمارے اجداد کو تھی یا تیرے اجداد کو اور روز جنگ بدر و احد اور خیبر اور سب غزوات میں
علم اسلام کا ہمارے جد کے ہاتھ میں تھا یا تیرے جد کے اور جبرئیل وحی لے کر ہمارے گھر میں نازل ہوتے
تھے یا تیرے گھر میں اور آیۂ تطہیر ہمارے حق میں نازل ہوا ہے یا تیرے حق میں اور لزوم مودۃ ذوی القربیٰ ہمارے بارہ میں
یا تیرے بارہ میں اور لباس و طعام جنت اور میوے ہمارے گھر میں آئے یا تیرے گھر میں پس اے یزید اگر تو تصور کرے کہ کیسے
امور کا مرتکب ہوا ہے اور فرزند رسول اور دلبند بتول سے کیسا سلوک کیا ہے تو ہر آئینہ تو طرف پہاڑوں کے
نکل جائیگا اور خاکستر پر بیٹھ کے شور و فغاں کرے گا ہا افسوس یہ سنکر یزید غضبناک ہوا اور جلاد کو حکم دیا کہ اس بیمار کو
قتل کر اسوقت اہل حرم رونے لگے اور بچے کانپنے لگے اور آنحضرت سے فریاد کرتے ہوئے لپٹ گئے پس انکی بیتابی دیکھکر
حاضرین دربار بھی رونے لگے اس وقت یزید کو خوف ہوا اور جلاد کو حکم دیا کہ اس بیمار کو چھوڑ دو

اور بنا بر دوسری روایت کے جناب زینبؑ و اُم کلثومؑ نے بیتاب ہو کر فریاد کی اور فرمایا اے یزید کیا تو ابھی قتلِ سادات سے سیر نہیں ہوا جو اس بیمار اور ہم بیکسوں کے محرم کو قتل کرتا ہے اور نوحہ و بین جگر خراش کرنے لگیں یہ سنکر سب حاضرین دربار بشدت رونے لگے اسوقت ایک شامی نے کہ قوم یزید سے تھا آواز دی کہ اے یزید اس بیمار کے قتل سے باز آ ورنہ تو بھی قتل کیا جائیگا یہ سنکر یزید نے جلّاد کو حکم دیا کہ اس بیمار کو چھوڑ دو پس وہ جلّاد قتل سے ان حضرت کے باز رہا اس وقت یزید اندر چلا گیا اور اسیروں کو قیدخانہ میں بھیج دیا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

مجلس ۱۱

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے میں نے نہیں پیدا کیا جن و انس کو مگر اسلئے کہ وہ میری عبادت کریں اور دوسرے مقام میں فرماتا ہے وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ہم نے عبث نہیں پیدا کیا آسمانوں اور زمینوں کو اور جو کچھ کہ ان کے درمیان ہے اور علامہ مجلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حق سبحانہ تعالیٰ کا کوئی فعل عبث نہیں ہے نہ فعل عبث کو پسند کرتا ہے اُس نے اپنے تفضل سے انسان کو اپنی تمامی مخلوقات سے اشرف کیا اور عقل و ادراک عطا کیا تاکہ معرفت اپنے خالق کی حاصل کر کے اسکی عبادت کریں اور کمال معرفت خدا کیلئے علم شرط ہے اور عالم باعمل کا درگاہ خدا میں بڑا مرتبہ ہے اور خالق اپنے بندوں کی عبادت کا محتاج نہیں ہے بلکہ نفع اس کا بندوں کے لئے ہے کہ اجر و ثواب اور مراتب و مدارج عالیہ اُخرویہ پر فائز ہوتے ہیں اور جو بندہ جس قدر سعی و کوشش معرفت و عبادت الٰہی میں کرتا ہے اور معصیت سے پرہیز کرتا ہے تو اس قدر اسکی ترقی مدارج ہوتی ہے اور دوست خدا ہوتا ہے اور رحمت الٰہی سے قریب ہوتا ہے اور جس قدر غفلت و سستی اور معصیت کرتا ہے اسی قدر اس کو تنزل ہوتا ہے اور رحمت خدا سے دور ہوتا ہے اور شیطان اس پر غالب ہوتا ہے حضرات واقعی مثال اسکی دنیا میں بھی ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص کسی امیر و رئیس کی طرف سے کسی کام پر مامور ہوتا ہے تو وہ شخص اگر نہایت امانت و دیانت اور مستعدی و ہوشیاری سے کام کرے اور خیانت و غفلت اور سستی نکرے اور اوقات معینہ پر حاضر رہے اور خلاف مرضی اسکے کوئی کام نہ کرے تو اس کی بتدریج ترقی مراتب و مدارج اور زیادتی مواجب ہوتی ہے اور مقرب و محبوب اسکا ہوتا ہے جسکی وجہ سے کچھ اختیارات خاص بھی دیئے جاتے ہیں اور اگر خلاف اسکے کرے تو برعکس ویسا ہی اسکے ساتھ سلوک ہوتا ہے اب خیال کرنا چاہیئے کہ عبادت کے انواع و اقسام ہیں جو فروع دین کہلاتے ہیں اوّل نماز یومیہ جسکے پانچ وقت بحکم خدا معین ہیں دوم روزہ ماہ رمضان سوم حج خانہ کعبہ چہارم زکوٰۃ پنجم خمس ششم جہاد پس جب یہ مکلف پر باوجود شرائط کے واجب ہوئے اور حکم خدا و رسولؐ اور امامؑ پر عمل نہ کیا اور غفلت و سستی اور بخل کیا تو اسکا کیا درجہ ہوگا اسیطرح مستحبات اور حسنات کے بھی انواع و اقسام ہیں جنکے بجا لانے سے مراتب و مدارج عالیہ حاصل ہوتے ہیں اور گناہ

عفو ہوتے ہیں مثل نمازہائے نوافل شبانہ روز اور دیگر نمازہائے مستحبی اور روزہ ہائے ماہ رجب و
شعبان اور ایام متبرکہ اور طواف ہائے سنتی اور اطعام بیوہ و ایتام اور خبرگیری غربا و مساکین اور قضائے
حاجت مومنین اور تلاوت قرآن مجید اور ادعیۂ ماثورہ اور عیادت بیمار اور تشییع جنازہ وغیرہ افعال حسنہ
اور زیارت مشاہد مقدسہ آئمہ ہدیٰ اور ذکر فضائل و مصائب آنحضرت کا اور گریہ کرنا ان کے مصائب پر
خصوصاً خامس آل عبا مظلوم کربلا پر کہ اجر و ثواب بے انتہا بلکہ وسیلۂ اعظم نجات آخرت کا ہے جیسا کہ فرمایا جناب
صادق علیہ السلام نے نَفَسُ الْمَهْمُومِ لَنَا الْمُغْتَمِّ لِظُلْمِنَا تَسْبِيحٌ وَهَمُّهُ لِأَمْرِنَا عِبَادَةٌ آہ پر درد کھینچنا مومن
کا ان جور و ستم پر جو دست ظلم اعدا سے ہم اہلبیت رسالت پر گذرے ہیں ثواب تسبیح خدا کا رکھتا ہے اور مغموم و
محزون ہونا ہمارے مصائب پر عبادت خدا ہے اور فرمایا آنحضرت نے إِنَّ الْبُكَاءَ عَلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَحُطُّ
الذُّنُوبَ الْعِظَامَ تحقیق کہ رونا مصیبت پر میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کے گناہان بزرگ کو محو کرتا ہے اور فرمایا
آنحضرت نے مَنْ بَكَى عَلَى الْحُسَيْنِ أَوْ أَبْكَى أَوْ تَبَاكَى فَلَهُ الْجَنَّةُ جو مومن روئے یا کسی کو رلائے یا صورت ہی رونے
والے کی بنائے پس وہ سب داخل جنت ہونگے اور فرمایا حضرت صادق علیہ السلام نے مَنْ ذَكَرَ مَصَائِبَنَا
وَبَكَى لِأَجْلِنَا اِسْتَحْيَى اللّٰهُ أَنْ يُعَذِّبَهُ بِالنَّارِ جو مومن ذکر ہمارے مصائب کا کرے اور ہمارے مصائب
سنکر روئے تو حق سبحانہ تعالیٰ کو حیا آتی ہے یہ کہ اسکو نار جہنم سے عذاب کرے اور خود جناب امام حسین علیہ
السلام نے فرمایا ہے أَنَا قَتِيلُ الْعَبْرَةِ لَا يَذْكُرُنِي مُؤْمِنٌ إِلَّا اسْتَعْبَرَ میں وہ کشتہ گریہ و بکا
ہوں کہ نہ ذکر میرا کرے گا مومن بگریہ کہ آنسو آنکھوں میں بھر لائے گا اور علامہ مجلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں
کہ شاید مراد آنحضرت کی یہ ہو کہ میں وہ کشتہ گریہ و بکا ہوں کہ اعدا نے مجھے رُلا رُلا کر قتل کریں گے واقعی مومنین
عجب روز مصیبت تھا ان حضرت پر روز عاشورا کہ ہر ایک اصحاب باوفا اور عزیز و اقربا کی لاش
میدان کارزار سے اٹھا لاتے تھے اور ان کی تشنہ لبی اور جدائی پر بشدت روتے تھے چنانچہ تحفۃ
الحسینیہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام مصیبت میں جناب قاسم فرزند امام حسن علیہ السلام
کی پانچ مقام پر بشدت روئے اول جب اس شاہزادہ نے ارادہ میدان کارزار کا کیا اسوقت تک حد بلوغ کو بھی
پہنچے تھے اور چہرہ انور مانند آفتاب کے درخشاں تھا جب اپنے چچا کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور نظر حضرت کی
اُس شاہزادہ پر پڑی تو دیکھا کہ آمادۂ جہاد ہے اور فرمایا اے فرزند کیا اپنے پاؤں سے طرف موت کے جاتے ہو
آہ اسوقت اپنے دونوں ہاتھ اسکی گردن میں ڈالدیئے اور گلے لگایا وَجَعَلَا يَتَبَاكِيَانِ حَتَّى غُشِيَ عَلَيْهِمَا اور دونوں
بزرگوار بشدت رونے لگے یہاں تک کہ دونوں کو غش آگیا دوم جب اس شاہزادہ نے تعویذ بازو کھولکر پڑھا کہ وہ
وصیت نامہ ان کے پدر مسموم امام حسن علیہ السلام کا تھا اس میں لکھا تھا کہ اے نور چشم اے قاسم

جب اپنے چچا مظلوم کو صحرائے کربلا میں روزِ عاشور از غۂ اعدا اور مصائبِ عظیم میں مبتلا دیکھا تو انکی نصرت و جاں نثاری میں کوتاہی نہ کرنا اور جان اپنی ان پر فدا کرنا تاکہ تو سعادتِ ابدی پر فائز ہو پس وہ وصیت نامہ حضرت کی خدمت میں پیش کیا آہ جب نظر حضرت کی اپنے بھائی کے خط پر پڑی تو فریاد و واغاہ بلند کی اور صدائے وَا وَیۡلَاہ وَا ثُبُوۡرَاہ دل پر درد سے کرتے تھے وَبَکٰی بُکَآءً شَدِیۡدًا اور اس فرزند کی طرف دیکھکر بشدت روئے سوم جب اس شاہزادہ نے ازرق شامی پہلوان نامی کو مع اس کے چار فرزندوں کے قتل کیا اور ہنگامہ کارزار میں کار نمایاں کرکے بہت پیاسے ہوئے تو اسوقت اپنے چچا کی خدمت میں آئے اور قریب پہنچکر بپاس ادب گھوڑے سے اترکے پیادہ پا ہوئے اور رکاب کو بوسہ دیا اور عرض کیا یَا عَمّ اَلۡعَطَش اَلۡعَطَش اے چچا پیاسا ہوں پیاسا ہوں آہ پانی کہاں تھا یہ سنکر حضرت بشدت روئے اور فرمایا اے فرزند قریب ہے کہ تو اپنے جدِّ امجد کے ہاتھ سے آبِ کوثر سے سیراب ہوگا اور لباس سندس اور استبرق جنت پہنے گا پس اس شاہزادے کے منہ میں ایک انگشتری دی جناب قاسمؑ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسے گویا ایک چشمہ جاری پایا جس سے مجھے پھر طاقت جہاد کی ہوئی چہارم جب وہ شاہزادہ ہنگامہ کارزار میں زخمی ہوکے گھوڑے سے زمین پر گرا اور آواز دی یَا عَمَّاہُ اَدۡرِکۡنِیۡ اے چچا میری خبر لیجئے پس حضرت فوراً اس شاہزادہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اسکے قاتل پر حملہ کرکے ایک ضربت لگائی اس نے اس ضربت کو ہاتھ پر روکا اور وہ ہاتھ اس شقی کا کٹ گیا اسوقت اپنی قوم کو پکارا پس اسکے بچانے کے واسطے اشقیا نے ہجوم کیا اور جنگ مغلوبہ ہوئی اور حضرت نے اس قاتل کو قتل کیا اور اسکے رفقا کو مار کر ہٹا دیا آہ جب گرد و غبار رفو ہوا تو دیکھا کہ وہ فرزند زخموں سے چور چور خاک و خون آلودہ ریگ گرم پر ایڑیاں رگڑتا ہے یہ دیکھکر حضرت بشدت روئے اور جناب قاسمؑ کو اپنے سینہ سے لگا لیا اور اٹھا کر طرف خیمہ کے لیگئے اسوقت پاؤں اس شاہزادہ کے زمین پر گھسٹتے جاتے تھے اور ایک رمق جان باقی تھی پس اس حالت آخر میں آنکھیں کھولدیں اور نگاہ حسرت و یاس دیکھا کہ حضرت اپنی آغوش میں لئے ہوئے رو رہے ہیں پنجم جب حضرت نے لاش اس فرزند کی لاکر خیمہ میں رکھی تو سب عورات ستم رسیدہ نے گرد اسکے حلقہ کیا اور گریبان چاک کئے اور صدائے گریہ و بکا بلند ہوئی اور مادر ستم رسیدہ اور خواہر غمدیدہ جناب قاسمؑ کی زار زار روتی تھیں اور نوحہ و بین اور صدائے وَا وَیۡلَاہ وَا ثُبُوۡرَاہ وَا قَاسِمَاہ دل پر درد سے کرتی تھیں پس انکی بیتابی اور بیقراری دیکھکر حضرت نے بشدت رُلا اور سب کو تسلی و دلاسا دیا راوی کہتا ہے کہ اسوقت کوئی مخدومہ خیمہ سے باہر نہیں نکلی کیونکہ خود حضرت امام حسینؑ اور جناب عباسؑ اور علی اکبرؑ موجود اور زندہ تھے مگر جب جناب علی اکبرؑ شبیہ پیغمبرؐ ہنگامہ کارزار میں زخمی ہوکر گھوڑے سے زمین پر گرے اور یہ خبر جناب زینبؑ کو پہنچی تو بیتاب ہوکر خیمہ سے باہر نکلیں وَتُنَادِیۡ بِاَعۡلٰی

وَالثُّبُورِ وَتَقُولُ یَا حَبِیبَاہُ وَثَمَرَۃَ فُؤَادَاہُ یَا قُرَّۃَ عَیْنَاہُ لَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ ھٰذَا اور فریاد واویلاہ
واثبوراہ کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ اے پیارے میرے اے میوہ دل میر اور اے خنکی چشم میرے کاش کہ میں قبل
تیرے مرنے کے مرجاتی اور یہ مصیبت نہ دیکھتی پس حضرت نے اس تلاطم عظیم میں اپنی بہن کو تسلی و دلاسا دیکر خیمہ
میں پہنچا دیا یہ اہتمام پردہ داری جناب زینب کا تھا آہ اب وہ وقت یاد کیجیے کہ جب آندھی سیاہ چلنے لگی
اور جناب زینب فریاد و آہ و زاری کرتی ہوئیں خیمہ سے بیتاب ہو کر باہر نکلیں اور قریب اپنے بھائی امام حسین کے پہنچیں تو
دیکھا کہ قاتل خنجر بکف سینۂ اقدس پر بیٹھا ہے اس سے بنالہ و زاری فرمایا کہ اے شمر اتنی مہلت دے تا کہ اپنے بھائی کو رو رو
بقبلہ کر کے دیدار آخری کر لوں جب اس حال میں حضرت نے اپنی بہن کی آواز سنی تو انکی طرف متوجہ ہو کر بآواز
حزیں فرمایا یَا اُخْتَاہُ اِرْجِعِیْ اِلَی الْخِیَامِ وَلَا تُشْمِتِیْ بِیَ الْاَعْدَاءَ وَعَلَیْكِ بِالصَّبْرِ وَتَسْلِیَۃِ
الْاَیْتَامِ اے بہن خیموں کی طرف پھر جاؤ تا کہ دشمن مجھے شماتت نہ کریں اور تم پر صبر و دلاسا دینا ایتام کا
لازم ہے پس وہ مظلومہ موافق ارشاد اپنے بھائی امام زماں کے خیموں کی طرف واپس آئیں آہ اسی اثنا میں
دیکھا کہ آفتاب کو گہن لگا اور تمام صحرا تیرہ و تاریک ہو گیا اسوقت فریاد کرنے لگیں کہ ہائے افسوس اعدا
نے میرے بھائی کو قتل کیا اور میں بیکس و ناچار ہو گئی اور اہل حرم اور بچے فریاد کرنے لگے اور شور گریہ و بکا
بلند ہوا آہ اسی تلاطم عظیم اور ماتم کی میں مقتل کی طرف آئے دیکھا کہ سر انور نوک نیزہ پر بلند ہے و
ریش اقدس سے خون ٹپکتا ہے اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۱۲

فِی الدُّرُوْسِ اَنَّ
الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وُلِدَ بِالْمَدِیْنَۃِ اٰخِرَ شَھْرِ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ سَنَۃَ ثَلَاثٍ مِنَ
الْھِجْرَۃِ دروس میں شیخ مفید علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ شاہزادہ کونین جناب امام حسین علیہ السلام
آخر ربیع الاول سنہ ۳ھ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور بروایت مشہور تیسری ماہ شعبان بقولی پانچویں
ماہ شعبان کو ولادت باسعادت آنحضرت کی ہوئی کہ کَانَ مُدَّۃُ حَمْلِہٖ سِتَّۃَ اَشْھُرٍ وَلَمْ یُوْلَدْ
لِسِتَّۃٍ سِوَاہُ وَعِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ وَقِیْلَ یَحْیَی بْنُ زَکَرِیَّا اور مدت حمل آنحضرت کی چھ مہینے تھی اور
کوئی مولود سوائے امام حسین بن علی اور عیسیٰ ابن مریم اور بروایتے یحیٰی بن زکریا علیہم السلام کے ایسا پیدا
نہیں ہوا ہے کہ مدت حمل اسکی چھ مہینے ہو اور زندہ رہا ہو اور تحفۃ الحسینیہ وغیرہ میں لکھا
ہے کہ حضرت یحیٰی پیغمبر علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام میں پانچ مناسبتیں اور
مشابہتیں تھیں جیسا کہ جناب مفسر قرآن میں مکرر ذکر حضرت یحیٰی کا فرماتے تھے
اول یہ کہ حضرت یحیٰی کی مدت حمل چھ مہینے کی تھی اور حضرت کی بھی چھ مہینے کی تھی دوم یہ کہ
تنداں حضرت یحیٰی کا آسمان پر لیگئے تا کہ ملائکہ زیارت کریں اور حضرت کا بھی لیگئے سوم یہ کہ حضرت

یحییٰ جس جگہ جاتے تھے وہ جگہ منور ہوتی تھی اسی طرح حضرت کے چہرۂ اقدس کے نور سے ہر جگہ روشن ہوتی تھی بلکہ بعد شہادت کے بھی سرِ اقدس نیزہ پر مثل ماہ کامل کے درخشاں تھا اور تنِ نور ساطع و لامع تھا چہارم یہ کہ سر خون آلودہ حضرت یحییٰؑ نے طاس طلا میں کلام کیا اور بادشاہ جابر کو نہی از منکر کی اور فرمایا اے ستمگار اپنی دختر سے نکاح کرنا حرام ہے ایسے فعل سے باز آ اسی طرح سر انور امام حسین علیہ السلام کا اس شب کو جب اپنی دختر صغیرہ کی بیقراری اور آواز گریہ و بکا قید خانہ شام سے سنی تو بیتاب ہو کر خانۂ یزید میں بر سرِ بلند ہو کر رویا اور بآواز حزیں درگاہِ خدا میں عرض کیا اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَآءِ اَوْلَادُنَا اَحِبَّاءُنَا وَھٰؤُلَآءِ عِیَالُنَا وَنِسَآءُنَا بار الٰہا یہ سب اولاد پارۂ جگر ہم اولاد رسولؐ کے ہیں اور یہ سب عیال اور عورات ستم رسیدہ ہمارے ہیں بعد اسکے وہ سر اقدس طرف یزید کے متوجہ ہوا اور فرمایا اے لعین میں نے تیرے حق میں کونسی برائی کی تھی جو تو نے مجھ پر ظلم و ستم کیا اور میرے اہلبیت کو قید کیا ہے پس درگاہِ الٰہی میں عرض کیا کہ خداوندا داد میری یزید سے لے اسوقت یزید کانپنے لگا اسی طرح اس سر انور نے جا بجا کلام کیا اور ظالموں کو نہی از منکر فرمائی پنجم یہ کہ قتل حضرت یحییٰؑ سے آسمان سے خون برسا اسیطرح قتل حضرت سے بھی آسمان سے خون برسا اور سرخی آسمان پر ظاہر ہوئی اور تا قیامت باقی رہے گی اور یہ سرخی تین جہت سے روز عاشورا ظاہر ہوئی اول جب حلق نازنین علی اصغر شیرخوار پر تیر سہ پہلو لگا اور خون جاری ہوا تو وہ خون حضرت نے طرف آسمان کے ہوا پر پھینکا دوم جب تیر سہ پہلو زہر آلودہ حضرت کے قلب اقدس پر لگا اور خون مثل پرنالہ کے جاری ہوا تو وہ خون بھی حضرت نے چلو میں لے کر طرف آسمان کے پھینکا سوم جب حضرت خنجر آبدار سے ذبح ہوئے اور خون گلوئے خشک سے جاری ہوا تو حق سبحانہ تعالےٰ نے اس خون کو جو بمنزلہ ہدیہ اور نذر بارگاہ کے تھا قبول کیا اور ملائکہ کو حکم ہوا کہ اسے شیشوں میں خزانہ غیب میں بحفاظت رکھو تاکہ روز قیامت کو اس تشنہ لب اور مجروح اور سردار شہداء سے تمام شہدائے راہ رضا پر مباہات کروں پس ملائکہ نے وہ خون بحفاظت رکھا جیسا کہ جوہری کہتا ہے۔

رستخیز آشنا واندر ند فلک ۔ حق تعالےٰ گفت با خیلِ ملک
کہ بدشت کربلا تازاں شوند ۔ تا بہ قربانگاہِ جاں بازاں شوند
خون او را ہیچ نگذارید ہیں ۔ کہ چکد یک قطرہ بر روئے زمیں
گرد آرید و بدارید استوار ۔ در خزانۂ غیب تا روز شمار
تا کہ بنمائیم بہ تیغے اے قتیل ۔ ہم با سماعیل فرزند خلیلؑ
تا کہ بنمائیم بہ خیل اولیا ۔ عاشقانِ بارگاہِ کبریا

الغرض جب سر انور نے حضرت یحییٰؑ کے کلام کیا تو یہ اعجاز دیکھکر اس بادشاہ جابر نے حکم دفن کا دیا مگر واے ہو یزید شر اِلخوار پر وہ لعین کیسا جابر و ظالم تھا کہ اس سر اقدس کو عوض دفن کے دروازہ قصر پر لٹکایا کبھی طاس طلا میں زیر تخت رکھا اور لب و دندان انور پر چھڑی سے بے ادبی کرتا تھا اسوقت اہلبیت رسالت رسن بستہ سامنے کھڑے تھے جب یہ ظلم و ستم اور بے ادبی یزید لعین کی جناب زینبؑ نے دیکھی تو دل پر درد سے ایک آہ کی اور فریاد کرنے لگیں وَا اَخَاہُ وَا حُسَیْنَاہُ یَا مُھْجَۃَ قَلْبَاہُ اے بھائی اے حسینؑ اے راحت دل میرے کل کی بات ہے کہ جبرئیلؑ و میکائیلؑ آپ کی گہوارہ جنبانی کرتے تھے تب نیند آتی تھی افسوس سر انور آپ کا اس حال سے زیر تخت رکھا ہے اور یہ ستم ہوتا ہے بس بیتاب ہو کر اس سر اقدس کو اُٹھا کر اپنے سینہ سے لگایا اور لب و دندان انور کے بوسے لیتی تھیں اور بشدت روتی تھیں اور نوحہ و بین جگر خراش کرتی تھیں جیسا کہ شاعر کہتا ہے بِنَفْسِیْ شِفَاھًا ذَابِلَاتٍ مِّنَ الظَّمَا ٭ وَلَمْ تَحْظَ مِنْ مَّآءِ الْفُرَاتِ بِقَطْرَۃٍ ٭ فدا ہوں ان لب ہائے خشک پر جو شدت تشنگی سے مثل برگ گل کے پژمردہ ہیں اور ایک قطرہ آب فرات سے نہ ملا بِنَفْسِیْ عُیُوْنًا غَائِرَاتٍ سَوَاھِرًا ٭ اِلَی الْمَآءِ مِنْھَا نَظْرَۃٌ بَعْدَ نَظْرَۃٍ ٭ فدا ہوں میں ان آنکھوں پر جن میں نایابی آب سے حلقے پڑ گئے تھے جو عبادت خدا میں راتوں کو بیدار رہیں اور وقت آخر آب فرات کی طرف مکرر بحسرت دیکھا کیں پس نوحہ و بین سے اُس مظلومہ کے سب حاضرین دربار رونے لگے اسوقت یزید نے حکم دیا کہ ان اسیروں کو قید خانہ میں لیجا کر مقید کرو آہ یہ سُن کر ملازمان یزید ان ستم رسیدوں کو طرف ایسے قید خانہ کے لیگئے جو بے سقف تھا اور زمین بھی ہموار نہ تھی اور ہوا کا بھی اس میں گذر نہ تھا پس اہلبیت رسالت کو مقید کیا اور مدت تک اسی مکان تنگ میں قید رہے یہاں تک کہ ایک دختر یتیمہ نے روتے روتے انتقال کیا اَلَا لَعْنَۃُ اللہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۱۳

قَالَ اللہُ تَعَالٰی حِکَایَۃً عَنْ یُوْسُفَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللہُ لَکُمْ وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اِذْھَبُوْا بِقَمِیْصِیْ ھٰذَا فَاَلْقُوْہُ عَلٰی وَجْہِ اَبِیْ یَاْتِ بَصِیْرًا وَاْتُوْنِیْ بِاَھْلِکُمْ اَجْمَعِیْنَ کہ حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں اپنے پیغمبر حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ کو بطور خبر کے اپنے حبیب جناب رسولخدا سے فرماتا ہے کہ حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ میں سرزنش اور توبیخ اسکی تمہیں نہیں کرتا ہوں جو کچھ کہ تم نے ابتک میرے ساتھ کیا ہے اور خدا تمہاری خطاؤں کو بخش دیگا اور میں بھی تمہارے لیئے درگاہ الٰہی میں طلب مغفرت کروں گا کہ وہ ارحم الراحمین ہے تم یہ پیراہن میرا لے جاؤ اور اُس کو میرے پدر بزرگوار کے منہ پر ڈال دو تاکہ آنکھیں ان کی بینا و روشن ہوں اور پھر اپنے سب اہل و عیال کو میرے پاس لے آؤ اور تحفۃ الحسینیہ وغیرہ میں یوں لکھا ہے کہ

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود بادشاہ جبار نے آگ میں ڈالنا چاہا تو اسوقت جبرئیل بحکم رب جلیل ایک پیراہن بہشتی لیکر نازل ہوئے اور فوراً پہنا دیا تاکہ اس آتش شعلہ ور سے محفوظ رہیں پس وہ پیراہن میراث میں حضرت اسمٰعیل کو اور ان سے حضرت یعقوب کو ملا اور آنحضرت نے اپنے فرزند حضرت یوسف کے بازو پر باندھا جب برادران یوسف ان کو طرف صحرا کے لے گئے اور وہی پیراہن مصر میں حضرت یوسف نے اپنے ایک بھائی کو دیا اور فرمایا باہر شہر کے اسکو کھولنا تاکہ بو اسکی دماغ میں میرے پدر بزرگوار کے پہنچے اور قریب انکے پہنچکر ان کے منہ پر ڈال دینا تاکہ آنکھیں ان کی روشن ہوں پس وہ پیراہن لیکر روانہ ہوا تو چند منزل سے بوئے پیراہن حضرت یوسف کی مشام حضرت یعقوب میں پہنچی جب قریب پہنچا تو وہ پیراہن چہرۂ اقدس پر ڈالدیا فوراً آنکھیں انکی روشن ہوگئیں جیساکہ قرآن مجید میں ہے فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا پس اسیطرح وہ پیراہن تبرکات انبیا میں بعد ایک دوسرے کے خاتم انبیا حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ تک پہنچا اور آنحضرت نے اپنی پارۂ جگر جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کے سپرد کیا اگرچہ اہلبیت رسالت کے لئے کرحلہ ہائے جنت نازل ہوئے ہیں مگر اس مقام پر یہ مضمون جگرخراش لکھا ہے کہ جناب سیدہ نے وہ پیراہن اپنی نور نظر جناب زینب کے حوالہ کیا اور فرمایا کہ اے پارۂ جگر جب بھائی تیرا حسین مظلوم صحرائے کربلا میں بروز عاشورا یہ جامہ طلب کرکے پہنے گا تو جاننا کہ آخر زندگانی اسکی ہے اور ایک ساعت سے زیادہ تیرا مہمان نہیں ہے پس جب وہ جامہ اس مظلوم نے روز عاشورا ایک ساعت قبل اپنی شہادت کے طلب فرمایا تو جناب زینب نے بیتاب ہو کر ایک صیحہ کیا اور غش کھاکر زمین پر گر پڑیں جب جناب امام حسین علیہ السلام اپنی بہن کے حال سے مطلع ہوئے تو قریب ان کے تشریف لائے اور سر ان کا اٹھاکر اپنے دامن سے خاک صاف کی اور اس قدر روئے کہ آنسو منہ پر اس ستم رسیدہ کے گرے اور آنکھیں کھولدیں اور گریبان اپنا چاک کرکے بشدت رونے لگیں اور عرض کی اے بھائی کیا آپ آمادہ مرگ ہوگئے یہ بہنیں اور اہلحرم آپکے اس صحرائے پربلا اور مسافرت وتنہائی اور مجمع نامحرموں میں کیا کرینگی انکی کون حمایت وسرپرستی کریگا کیونکہ ہر طرف اشقیا نے محاصرہ کرلیا ہے آہ حضرت ان کی مظلومی وبیکسی پر بشدت روئے اور فرمایا اے بہن راضی برضائے الٰہی رہو اور صبر کرو جو مشیت خدا ہے وہ ضرور ہوگا لَوْ تُرِكَ الْقَطَا لَنَامَ اگر قطا جانور خوف صیاد سے مطمئن ہوتا تو وہ آرام کرتا یعنی اسی طرح میں بھی اس قوم ستمگار سے مطمئن نہیں ہوں یہ سنکر جناب زینب نے کہا کہ اے بھائی اس کلام سے دل میرا جل رہا ہے ہائے افسوس آپ پر راہ چارہ وتدبیر کی ایسی بند ہوگئی ہے کہ آپ اپنی مرگ پر آمادہ ہیں اور بجز شہادت کے کچھ چارہ نہیں ہے پس وہ ستم رسیدہ بشدت روئیں آخر حضرت نے سب

ف اور ہولی کہ آتش روشن کنند بروی ہماں آتش نمرود است کہ روز خوشحالی کفار ہندوستان است ۔ ١٢ ق

اہلبیت کو تسلی و دلاسا دیا اور وداع رخصت آخری ہو کے میدان قتال میں مشغول جہاد ہوئے اور بیس ہزار اشقیا کو قتل
کیا اور خود بھی نہایت مجروح ہوئے یکایک زمین کربلا کو تزلزل ہوا اسوقت جناب زینبؑ نے ایک صیحہ کیا اور غش کھا کر زمین
پر گر پڑیں یہ دیکھکر جناب سید الساجدینؑ بیمار کربلا بکمال ناتوانی سرہانے اس مخدومہ کے تشریف لائے اور مستعد
رونے کے ہوئے آنسو ان کے منہ پر اس ستم دیدہ کے گرے اور آنکھیں کھولدیں اور بحسرت و یاس اس بیمار کی طرف دیکھنے
لگیں قَالَ یَا عَمَّتَاہُ اَنْتِ عَارِفَۃٌ کَامِلَۃٌ وَالْجَزَعُ مِنْ عَادَۃِ الْجَاھِلِیْنَ آنحضرت نے فرمایا اے پھوپھی آپ تو
عارفہ کاملہ ہیں اور جزع و فزع کرنا جاہلوں کی عادت ہے پس صبر و شکر کیجئے اس مخدومہ نے کہا اے فرزند اسوقت
مجھے اپنی ماں جناب سیدہ کی وصیت یاد آگئی اور اسکے آثار بھی ظاہر ہیں جس سے میں مضطرب بیقرار ہوں بیمار
کربلا نے فرمایا وہ کیا ہے اس ستم دیدہ نے کہا کہ میری ماں نے مجھسے فرمایا تھا اے زینب جب کہ بھائی تیرا روز عاشورا پہونچے
کربلا میں روانہ میدان قتال ہو اور زمین کربلا کو زلزلہ ہو تو اسوقت جاننا کہ بھائی تیرا حسینؑ مظلوم زخمی ہو کر گھوڑے
زمین پر گر پڑا اور جسوقت دیکھنا کہ آندھی سرخ و زرد اور سیاہ چلنے لگے تو اسوقت جاننا کہ اسکے سینہ نازنین پر
بیٹھا ہے اور جسوقت دیکھنا کہ آفتاب کو گہن لگا اور تمام صحرا تیرہ و تاریک ہو گیا ہے تو اسوقت جاننا کہ
بھائی تیرا پیاسا شہید ہو گیا یہ سنکر بیمار کربلا نے فرمایا کہ مجھے جلد در خیمہ پر لے چلو جب در خیمہ پر لائے تو میدان کی
طرف دیکھ کر رونے لگے اور فرمایا اے پھوپھی میرے بابا کے گھوڑے کا زین ایک طرف کو جھکا ہوا ہے
اور وہ بے سوار کے دوڑتا ہے اور ایک سفید پوش سر اپنا کھولے ہوئے روتا ہے اور صدا جبرئیل کی آتی ہے آہ اسی
اثنا میں ... لگے اور جناب زینبؑ نے دیکھا تو بیتاب ہو کر خیمہ سے فریاد کرتی ہوئی باہر نکلیں اور قریب اپنے
بھائی کے پہنچ کر دیکھا کہ قاتل سینۂ اقدس پر خنجر بکف بیٹھا ہے اسی حال میں بلند آواز سے فرمایا اے شمر اتنی مہلت دے
تاکہ میں اپنے بھائی کو ذرا دیکھ لوں کہ ابھی دیدار آخری کر لوں اللہ اکبر کس قدر امام حسینؑ کو پاس و لحاظ اور خیال تھا
پردہ داری جناب زینبؑ کا اور کیسے غیور تھے کہ جب آنحضرت نے اس حالت آخر میں اپنی بہن کی آواز سنی تو
ان کی طرف متوجہ ہوئے اور با آواز حزیں فرمایا یَا اُخْتَاہُ اِرْجِعِیْ اِلَی الْخِیَامِ وَلَا تُشْمِتِیْ بِیَ الْاَعْدَآءَ وَ
عَلَیْکِ بِالصَّبْرِ وَالتَّسْلِیَۃِ لِلْاَیْتَامِ اے بہن خیموں کی طرف پھر جاؤ تاکہ دشمن مجھے شماتت نہ کریں اور تم پر
صبر و دلاسا دینا ایتام کا لازم ہے پس وہ مظلومہ موافق حکم اپنے بھائی امام زماں کے خیموں کی طرف واپس
آئیں افسوس ہزار افسوس اسی اثنا میں آفتاب کو گہن لگا اور تمام صحرائے کربلا تیرہ و تار یک ہو گیا یہ
دیکھکر جناب زینبؑ فریاد کرنے لگیں کہ ہائے افسوس اعدا نے میرے بھائی کو قتل کیا اور میں بیکس و ناچار
ہو گئی اور اہل حرم اور بچے فریاد کرنے لگے اور شور گریہ و بکا بلند ہوا اور اس تاریکی اور تلاطم عظیم میں
طرف مقتل کے آئے اور جب جناب زینبؑ مقتل میں پہنچیں تو دیکھا کہ سر انور نیزہ پر بلند کیا ہے اس

وقت دل پُر درد سے فرمایا کرتی تھیں بِاَبِیْ مَنْ شَیْبَتُہٗ تَقْطُرُ بِالدِّمَآءِ فدا ہو باپ میرا اس مذبوح و مقتول
پر جسکی ریش اقدس سے خون ٹپکتا ہے آہ اسی اثنا میں اعدا شمشیر ہائے خون آلودہ علم کئے ہوئے بے محابا خیموں
میں در آئے اور اسباب لوٹ لیا اور طنابیں کاٹ کر خیموں کو جلا دیا اور اہلحرم کے نقاب اور چادریں چھین لیں اور
مجمع عام میں بے پردہ کیا اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ

مجلس ۱۴

فِی الْبِحَارِ عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ جَدِّیْ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَا قَتِیْلُ الْعَبْرَۃِ لَا یَذْکُرُنِیْ مُؤْمِنٌ اِلَّا اسْتَعْبَرَ
بحار الانوار میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا انحضرت نے کہ میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام نے
فرمایا ہے کہ میں وہ کشتہ گریہ و بکا ہوں نہ میرا ذکر کریگا مومن مگر یہ کہ آنسو آنکھوں میں بھر لائیگا یا شاید مراد ان
حضرت کی یہ ہو کہ مجھے اعدا رلا رلا کر قتل کرینگے واقعی مومنین وہ جناب تشنہ لبی اور غریب الوطنی اہلحرم اور
اطفال کی اور انکی مظلومی و اسیری کو یاد کر کے روتے تھے کبھی اپنے اصحاب اقربا اور اولاد کی جدائی پر روتے تھے
اور انکی لاشہائے خون آلودہ کو اٹھا لاتے تھے اور لاکھوں اشقیائے کوفہ و شام صحرائے کربلا میں گھیرے ہوئے تھے اور
پانی تک بند کر دیا تھا اور راہ چارہ و تدبیر کی مسدود کر دی تھی چنانچہ تحفۃ الحسینیہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ جناب
امام حسین علیہ السلام کو روز عاشورا مصیبت میں تین بزرگواروں کی ایسا صدمہ قلب اقدس پر پہنچا کہ غش
آگیا مگر یہ غشی امام و حجت خدا کی مثل اور لوگوں کے نہیں ہے جو خدا سے غافل ہو جائیں اول وقت وداع
و رخصت اپنے برادر زادہ جناب قاسمؑ کے دوم مصیبت میں اپنے فرزند نوجوان جناب علی اکبرؑ کے سوم مصیبت
میں اپنے برادر حق شناس جناب عباسؑ کے چنانچہ مصیبت میں اپنے بھائی کے چار مقام میں بشدت روئے
اول جب جناب عباسؑ نے ارادہ میدان کا کیا اور وداع رخصت کے واسطے انحضرت کی خدمت میں
حاضر ہوئے تو اس وقت وہ جناب اس قدر روئے کہ ریش اقدس آنسوؤں سے تر ہو گئی دوم
جب جناب عباسؑ نے پیام انحضرت کا اشقیا کو پہنچایا اور وعظ و نصیحت فرمائی اور واپس
ہو کے جواب ناسزا ان کا حضرت سے عرض کیا اور کہا کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ اب ہم کسی طرح
جلنے نہ دیں گے نہ پانی دیں گے جب تک کہ بیعت یزید کی قبول نہ کریں گے فَبَکٰی الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ
السَّلَامُ وَرَمٰی رَاْسَہٗ اِلَی الْاَرْضِ وَبَکٰی حَتّٰی بَلَّ اَزْیَاقَہٗ پس امام حسین علیہ السلام
سر اپنا جھکا کر روئے یہاں تک کہ گریبان آنسوؤں سے تر ہوا سوم جب حضرت
نے اس ہنگامہ کارزار میں آواز یا اخاہ ادرکنی سنی تو فوراً اپنے بھائی کی طرف متوجہ
ہوئے اور جو اشقیا گرد ان کے ہجوم کئے ہوئے تھے ان کو مار کر ہٹا دیا اور سرہانے اپنے بھائی کے
پہنچ کر دیکھا کہ تمام بدن مجروح اور ہاتھ کٹے ہوئے اور سر انور شق ہوا ہے اور خاک و خون

آلودہ زمین گرم پر پڑے ہیں اس وقت نالہ و فریاد وا اخاہ وا عباساہ بلند کی اور بشدت روتے تھے
اے بھائی جدائی تمہاری مجھ پر بہت دشوار ہے اور چاہا کہ اٹھا کر طرف خیمہ گاہ کے لے جائیں اسوقت جناب
عباسؑ نے بکمال ناتوانی عرض کیا کہ اے بھائی قسم ہے آپ کو اپنے نانا رسولخدا کی کہ مجھے یہیں رہنے دیجئے۔
حضرت نے فرمایا کس لئے عرض کیا کہ مجھے حیا آتی ہے آپ کی بیٹی سکینہ سے افسوس ان سے وعدہ پانی کا
کر آیا تھا اور وہاں تک نہ پہنچا سکا آہ یہ کہکر جناب عباسؑ نے انتقال کیا چہارم جب حضرت لاش پر اپنے بھائی
کے نوحہ کرتے تھے اور ایسا صدمہ تھا کہ پشت اطہر تھام کے اَلْآنَ اِنْكَسَرَ ظَهْرِیْ زبان اطہر پر جاری ہوا کہ
اے بھائی تمہارے مرنے سے کمر ہماری ٹوٹ گئی بس وہ مظلوم اس لاش سے لپٹ کے بشدت روئے اور
مصیبت میں اپنے فرزند نوجوان کی چھ مقام میں بشدت روئے اول جب جناب علی اکبرؑ بعزم میدان حاضر خدمت
اپنے پدر بزرگوار کے ہوئے تو حضرت نے بحسرت و یاس ان کے چہرہ کی طرف نگاہ کی اور بشدت روئے اور
انگشت شہادت کو طرف آسمان کے بلند کر کے درگاہ الٰہی میں عرض کیا اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ
فَقَدْ بَرَزَ اِلَيْهِمْ غُلَامٌ اَشْبَهُ النَّاسِ خَلْقًا وَّخُلُقًا وَّمَنْطِقًا بِرَسُوْلِكَ وَكُنَّا اِذَا اشْتَقْنَا بِنَبِيِّكَ
نَظَرْنَا اِلٰى وَجْهِهٖ بارالہا تو شاہد رہنا اس قوم جفاکار پر تحقیق کہ طرف ان کے جاتا ہے وہ فرزند میرا جو بہت
مشابہ ہے خلق اور صورت اور طرز کلام میں تیرے رسول سے اور جس وقت ہم مشتاق زیارت تیرے نبی کے
ہوتے تھے تو چہرۂ نورانی اس کا دیکھ لیتے تھے دوم جب اس شاہزادہ نے اپنی والدہ جناب لیلیٰ کے بارہ
میں آنحضرت سے وصیت کی اور عرض کیا کہ اے بابا ماں میری اہلبیت و عترت رسالت سے نہیں ہے اور کوئی
اسکے قوم و قبیلہ سے یہاں ایسا نہیں ہے جو اسکی حمایت و سرپرستی کرے اور بعد میرے مضطرب و حیران
ہونگی پس آپ ان کی دلجوئی کیجئے گا آہ مقدمہ ناموس کا ہے یہ سنکر حضرت نے ایک صیحہ کیا اور بشدت روئے
کیونکہ وہ جناب جانتے تھے کہ اس ستم رسیدہ پر کیا کیا مصائب گذرنے والے ہیں سوم جب وہ شاہزادہ معرکہ
کارزار سے زخمی اور تشنہ لب ہو کر حضرت کی خدمت میں واپس آیا اور عرض کیا یَا اَبَةِ الْعَطَشُ قَدْ قَتَلَنِیْ وَثِقْلُ
الْحَدِیْدِ اَجْهَدَنِیْ فَهَلْ اِلٰى شَرْبَةٍ مِّنَ الْمَآءِ سَبِیْلٌ اَتَقَوّٰى بِهَا عَلَى الْاَعْدَآءِ اے بابا پیاس نے مجھے مار ڈالی
ہے اور گرانی سلاح اس تیزی آفتاب میں مجھے تعب میں لاتی ہے آیا تھوڑا سا پانی ہو سکتا ہے کہ ان اعدا کے دور
کرنے پر مجھے طاقت ہو جاوے آہ یہ سنکر حضرت رونے لگے اور فرمایا اے فرزند بہت دشوار ہے تیرے جد امجد رسولخدا
اور علی مرتضیٰ اور مجھ پر کہ تو پکارے اور تیری فریاد رسی نہو سکے اسوقت حضرت نے بکمال ترحم فرمایا یَا بُنَیَّ هَاتِ لِسَانَكَ
اے فرزند اپنی زبان تو لاؤ پس حضرت نے زبان اس پارۂ جگر کی اپنے دہن خشک میں لیکر چوسی فَقَالَ یَا اَبَةِ
اَنْتَ اَشَدُّ عَطَشًا مِّنِّیْ جناب علی اکبرؑ نے عرض کیا کہ اے بابا آپ تو مجھ سے بھی زیادہ پیاسے ہیں

حضرت نے انگشتری اپنی منہ میں اس فرزند کے دی اور فرمایا اے نور نظر جہاد راہ خدا میں کوشش کرکے ان اعدا کو حرم رسولؐ سے دور کر مجھے امید ہے کہ ثواب کی مرتبہ اپنے جد امجد کے ہاتھ سے ایسا سیراب ہوگا کہ پھر پیاسا نہ ہوگا چہارم جب جناب علی اکبرؑ زخمی ہوکر زمین پر تشریف لائے تو بکمال شجاعت بیٹھ گئے اور خیمہ کی طرف متوجہ ہوکر آواز دی اور عرض کیا یَا اَبَتَاہُ عَلَیْکَ مِنِّی السَّلَامُ اے بابا میرا سلام آخری ہو آپ پر اسوقت اس نوجوان نے ایک صیحہ کیا جب وہ آواز حضرت نے سنی تو بیتاب ہوکر اس فرزند کی طرف روانہ ہوئے اور اعدا پر حملہ کرکے ان کو متفرق کردیا بعد اس کے سرہانے اپنے فرزند کے پہنچے تو دیکھا کہ وہ جوان رعنا زخمی خاک وخون آلودہ ہاتھ پاؤں اپنے زمین پر مارتا ہے حضرات مقام غور ہے کہ جس باپ کا ایسا فرزند جوان رعنا شبیہ رسولِ خدا باین مظلومی و تشنہ لبی قتل ہو تو اسکے دل پر کیا صدمہ ہوگا آہ یہ دیکھکر حضرت بیتاب ہوئے اور دل پُر درد سے ایک صیحہ کیا اور بشدت روئے پس جب وہ آواز خیموں میں عورات ستم رسیدہ نے سنی تو بے قرار ہوکر باہر نکل آئیں اور صدائے نالہ و فریاد بلند کی جب آواز ان کی حضرت نے سنی تو فوراً در خیمہ کی طرف متوجہ ہوئے وَقَالَ اُسْکُتْنَ فَاِنَّ الْبُکَاءَ اَمَامَکُنَّ اور فرمایا ابھی خاموش رہو تمہارے رونے کا وقت آگے آتا ہے پنجم جب بالین پر اس فرزند کے بیٹھکر حضرت نے اپنا منہ منہ پر اس نور نظر کے رکھا اور سر مجروح ان کا اپنی آغوش میں اٹھاکر خاک وخون صاف کرنے لگے اور فرماتے تھے قَتَلَ اللّٰہُ قَوْمًا قَتَلُوْکَ خدا قتل کرے اس قوم کو جس نے تم کو قتل کیا اور کس قدر جرأت کی ان اشقیا نے خدا اور ہتک حرمت رسولؐ پر بعد اس کے بشدت روئے وَقَالَ یَا بُنَیَّ عَلَی الدُّنْیَا بَعْدَکَ الْعَفَا اور فرمایا اے فرزند بعد تمہارے خاک ہے اس دنیا پر اَمَّا اَنْتَ یَا وَلَدِیْ فَقَدِ اسْتَرَحْتَ مِنْ هَمِّ الدُّنْیَا وَغَمِّهَا وَصِرْتَ اِلٰی رَوْحٍ وَّرَیْحَانٍ لیکن اے بیٹا تم تو ہم و غم دنیا سے راحت پائی اور طرف گلشن جنت کے چلے گئے وَبَقِیَ اَبُوْکَ لِهَمِّهَا وَغَمِّهَا وَمَا اَسْرَعَ لُحُوْقَهٗ بِکَ اے بابا تیرا یکہ و تنہا اس نرغہ اعدا میں ہم و غم دنیا کے واسطے باقی رہگیا اور بہت جلد باپ تیرا بھی تجھ سے آکر ملحق ہوگا ششم جب حضرت بعد شہادت اپنے فرزند نوجوان شبیہ پیغمبرؐ کے روتے ہوئے داخل خیمہ ہوئے تو اسوقت جناب سکینہ نے عرض کیا یَا اَبَتَاہُ مَالِیْ اَرَاکَ تَنْعٰی نَفْسَکَ وَتُدِیْرُ طَرْفَکَ اَیْنَ اَخِیْ عَلِیٌّ قَالَ قَتَلَهُ اللِّئَامُ اے بابا آپکا یہ کیا حال ہے میں دیکھتی ہوں کہ آپ جان دیا چاہتے ہیں اور آپ گوشۂ چشم سے ادھر ادھر اکسکو دیکھتے ہیں میرے بھائی علی اکبرؑ کہاں ہیں آہ یہ سنکر حضرت بیتاب ہوئے اور فرمایا اے سکینہ تیرے بھائی کو اشقیا نے قتل کیا اس وقت وہ ستمدیدہ فریاد وَا اَخَاہُ وَا عَلِیَّاہُ کرنے لگی اور چاہا کہ خیمہ سے باہر نکلے پس حضرت نے فرمایا یا سَکِیْنَةُ اِتَّقِی اللّٰہَ وَاسْتَعْمِلِی الصَّبْرَ قَالَتْ یَا اَبَتَاہُ کَیْفَ تَصْبِرُ مَنْ قُتِلَ اَخُوْهَا وَشُرِّدَ اَبُوْهَا ہر

خدا سے ڈرو اور اس مصیبت پر صبر کرو آہ اُس ستم دیدہ نے عرض کیا کہ اے بابا کیونکر صبر کرے وہ بہن جس کا ایسا نوجوان بھائی قتل ہو اور جسکے باپ کی جمعیت پراگندہ ہوئی ہو اور آوارہ وطن ہو یہ سنکر حضرت نے آیۂ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کو زبان اقدس پر جاری کیا اور بشدت روئے پس جب بعد شہادت شاہزادہ جناب علی اکبر اور علی اصغر کے امام حسین علیہ السلام آمادۂ شہادت ہو کر اپنے اہلبیت سے وداع و رخصت آخری ہونے لگے اور خیمہ میں شور گریہ و بکا بلند ہوا تو اُسوقت سکینہ خاتون بشدت رونے لگیں اور عرض کیا یَا اَبَتَاہُ قَدِ اسْتَسْلَمْتَ لِلْمَوْتِ اے بابا کیا آپنے بھی مرگ کو گوارا فرمایا فَبَکَی الْحُسَیْنُ وَقَالَ لَہَا کَیْفَ لَا یَسْتَسْلِمُ لِلْمَوْتِ مَنْ لَا نَاصِرَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ پس امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اے پارہ جگر کیونکر اپنی مرگ کو گوارا نہ کرے وہ مظلوم جس کا کوئی ناصر و مددگار باقی نہو یہ سنکر وہ ستم دیدہ بشدت رونے لگیں اسوقت اس پارہ جگر کو حضرت نے اپنے سینہ سے لگایا اور آنسو انکے پونچھتے تھے اور فرماتے تھے سَیَطُوْلُ بَعْدِیْ یَا سُکَیْنَۃُ فَاعْلَمِیْ ۔ مِنْکِ الْبُکَاءُ اِذَا الْحِمَامُ دَہَانِیْ ۔ آگاہ ہو اے سکینہ قریب ہے کہ بعد میرے رونا تیرا طولانی ہوگا جبکہ میں رحلت کرونگا اور خون میرا بہایا جائیگا لَا تُحْرِقِیْ قَلْبِیْ بِدَمْعِکِ حَسْرَۃً ۔ مَا دَامَ مِنِّی الرُّوْحُ فِیْ جُسْمَانِیْ ۔ پس جب تک کہ میں زندہ ہوں اپنے اشک حسرت تو نہ بہا کہ تیرے رونے سے دل میرا جلتا ہے فَاِذَا قُتِلْتُ فَاَنْتِ اَوْلٰی بِالَّذِیْ ۔ تَاْتِیْنَہٗ یَا خَیْرَۃَ النِّسْوَانِ ۔ پس جب میں قتل ہونگا تب اے بہترین نسوان اے سکینہ تو سزاوار تر ہے واسطے گریہ و زاری اور ماتم و عزا بجا لانے کے تو ناز پروردہ میری ہے آہ بعد اسکے عجب نمائش کی جس سے دل بیتاب ہوتا ہے گویا طرز رونے کا بتایا اِبْکِیْ وَنُوْحِیْ یَا قَتِیْلًا قَدْ مَضٰی ۔ عَجْلًا عَلٰی شَطِّ الْفُرَاتِ عَطْشَانًا ۔ اے سکینہ بعد میرے تم یہ کہکر رونا کہ ہائے اے شہید راہ خدا کیسا جلد کنار نہر فرات کے پیاسا ہی گذر گیا افسوس بعد شہادت بھی گلو بریدہ ہے فرمایا شِیْعَتِیْ مَا اِنْ شَرِبْتُمْ مَاءَ عَذْبٍ فَاذْکُرُوْنِیْ ۔ اَوْ سَمِعْتُمْ بِغَرِیْبٍ اَوْ شَہِیْدٍ فَانْدُبُوْنِیْ ۔ اے شیعو میرے جب تم آب سرد و شیریں پیو تو اُسوقت مجھ تشنہ لب کی پیاس کو ضرور یاد کر لینا اور جب سنو تم کہ کوئی غریب و مسافر مبتلائے بلا ہوا یا کوئی بیجرم و گناہ شہید ہوا تو تم میری غربت و بیکسی پر رونا اور اس مظلومی سے میرا شہید ہونا یاد کر لینا آہ مومنین یہ کیسی پیاس تھی کہ جسکے ذکر کی تاکید فرمائی ہے اب غور کیجئے کہ کیا جناب سکینہ بعد اپنے پدر [illegible] اور رسم عزا بجا کرنے بھی پائیں یا نہیں ہائے افسوس عدائے اسیر و مقید کیا اور اونٹوں پر سوار کرکے طرف کوفہ و شام کے لے چلے چنانچہ بہار کربلا فرماتے ہیں اِنْ دَمَعَتْ مِنْ اَحَدِنَا عَیْنٌ قُرِعَ رَاْسُہٗ بِالرُّمْحِ اگر ہم اہلبیت سے کوئی روتا تھا تو ظالم اسکے سر پر نیزے مارتے تھے اور رونے نہ دیتے تھے اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۱۵ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ فَلَمَّا رَجَعْتُ مِنَ السَّمَآءِ لَقِیَنِیْ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقَالَ مَا صَنَعْتَ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ **تفسیر صافی** وغیرہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے جب میں معراج سے واپس آیا تو حضرت موسے علیہ السلام سے اثنائے راہ میں ملاقات ہوئی انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ اے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ آپ نے کیا کیا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ قَالَ رَبِّیْ فَرَضْتُ عَلٰی کُلِّ نَبِیٍّ کَانَ قَبْلَکَ خَمْسِیْنَ صَلٰوۃً وَ فَرَضْتُهَا عَلَیْکَ وَعَلٰی اُمَّتِکَ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے مجھ سے فرمایا کہ ہم نے ہر نبی پر جو قبل تمہارے تھے پچاس وقت کی نمازیں واجب کی تھیں اور وہی پچاس نمازیں ہم نے تم پر اور تمہاری امت پر بھی واجب کیں فَقَالَ مُوْسٰی یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اُمَّتَکَ اٰخِرُ الْاُمَمِ وَاَضْعَفُهَا وَاِنَّ رَبَّکَ لَا یُرِیْدُ عَلَیْکَ شَیْئًا وَاِنَّ اُمَّتَکَ لَا تَسْتَطِیْعُ اَنْ یَّقُوْمُوْا بِهَا فَارْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ وَاسْئَلْهُ التَّخْفِیْفَ یہ سنکر حضرت موسیٰ نے کہا یا نبی اللہ تحقیق کہ امت آپ کی آخر امتوں کی ہے اور ان سے بہت ضعیف و ناتوان ہے اور پروردگار آپ کا آپ پر کچھ اعتراض نہ کریگا اور امت آپ کی اس قدر تحمل و طاقت نہیں رکھتی ہے کہ پچاس نماز یومیہ پر قائم رہے گی پس آپ درگاہ خدا میں پھر جائیے اور تخفیف کے لئے سوال کیجئے پس میں اپنے پروردگار کی طرف پھرا یہانتک کہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ کر سجدہ میں گیا فَقُلْتُ یَا رَبِّ فَرَضْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی اُمَّتِیْ خَمْسِیْنَ صَلٰوۃً وَلَا اُطِیْقُ ذٰلِکَ وَلَا اُمَّتِیْ فَخَفِّفْ عَنِّیْ فَخَفَّفَ عَشْرًا یعنی میں نے عرض کیا کہ اے معبود میرے تو نے واجب کی مجھ پر اور میری امت پر پچاس وقت کی نمازیں حالانکہ میں اور امت میری طاقت اسکی نہیں رکھتی ہے پس دس نمازیں مجھ سے تخفیف کیں اسوقت میں نے طرف حضرت موسیٰ کے مراجعت کی اور ان کو میں نے اسکی خبر دی انہوں نے مجھ سے کہا کہ پھر جائیے کہ اسکی بھی طاقت نہیں ہے اسوقت میں درگاہ الٰہی میں گیا اور دس وقت کی نمازیں مجھ سے کم کیں بجا لا کے میں نے طرف حضرت موسیٰ کے مراجعت کی اور ان کو اس تخفیف سے مطلع کیا انہوں نے کہا پھر جائیے اور میں پھر طرف درگاہ خدا کے پھرا اور ہر مرتبہ سجدہ میں گیا یہانتک کہ کم کرتے ہوئے دس وقت کی نمازیں باقی رہیں پھر میں نے طرف حضرت موسیٰ کے مراجعت کی اور ان کو اس کی خبر دی انہوں نے کہا اسکی بھی طاقت نہیں ہے اسوقت پھر میں جانب بارگاہ الٰہی کے گیا اس نے اپنی رحمت کاملہ سے اور پانچ وقت کی نمازیں کم کیں اور حضرت موسیٰ کے پاس آ کر میں نے ان کو خبر دی انہوں نے کہا اسکی بھی طاقت نہیں ہے فَقُلْتُ قَدِ اسْتَحْیَیْتُ مِنْ رَبِّیْ وَلٰکِنْ اَصْبِرُ عَلَیْهَا فَنَادٰی مُنَادٍ کَمَا صَبَرْتَ عَلَیْهَا فَهٰذِهِ الْخَمْسُ بِخَمْسِیْنَ کُلُّ صَلٰوۃٍ بِعَشْرٍ

میں نے ان سے کہا کہ اب مجھے اپنے پروردگار سے سوال ایسی تخفیف پر کرنے سے حیا آتی ہے لیکن میں اسی پر صبر کرتا ہوں اسوقت جانب رب العزت سے ایک منادی نے آواز دی کہ جیسے تم نے اسپر صبر کیا ہم نے بھی بعوض ان پانچ نمازوں کے پچاس نمازوں کا اجر و ثواب عطا کیا کہ ہر نماز برابر دس نمازوں کے ہے وَمَنْ هَمَّ مِنْ اُمَّتِكَ بِحَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا فَعَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهٗ عَشْرًا وَاِنْ لَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهٗ وَاحِدَةً اور جو مومن تمہاری امت سے ارادہ ایک حسنہ و نیکی کا کرے اور اسکو بعمل لاوے تو دس حسنہ لکھونگا اور اگر اسکو بجا نہ لاوے تو ایک حسنہ اسکے نامۂ اعمال میں لکھونگا وَمَنْ هَمَّ مِنْ اُمَّتِكَ بِسَيِّئَةٍ فَعَمِلَهَا كُتِبَتْ عَلَيْهِ وَاحِدَةٌ وَاِنْ لَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ اَكْتُبْ عَلَيْهِ شَيْئًا اور جو شخص تمہاری امت سے قصد ایک گناہ کا کرے اور اسکو بعمل لاوے تو ایک ہی برائی لکھونگا اور اگر اسکو بجا نہ لاوے تو اسپر کچھ نہ لکھونگا فَقَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ جَزَى اللّٰهُ تَعَالٰى مُوْسٰى عَنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ خَيْرًا یہ کہکر حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ حضرت موسیٰ کو اس امت مرحومہ کی طرف سے جزائے خیر عطا کرے حضرات واقعی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اصرار سے تخفیف ہوئی اور جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے خود پہلے بلحاظ ادب تخفیف کا سوال نہ کیا اور شاید حق سبحانہ تعالیٰ کو بھی اظہار کمال قرب منزلت اپنے حبیب کا منظور ہو اسلئے کہ وہ جانتا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے التماس و اصرار سے حبیب ہمارا تخفیف نماز کا سوال کریگا اسوقت ان کے سوال کو قبول کروں گا باوجود اس تخفیف کے اجر و ثواب وہی پچاس نمازوں کا عطا فرمایا اور اپنے لطف و کرم سے بمجرد ارادہ فعل حسنہ لکھتا ہے اور بعد بعمل لانے کے مثل اسکے دس گنا اجر و ثواب لکھتا ہے اور فعل بد بمجرد ارادہ نہیں لکھتا ہے اور بعد بعمل لانے کے ایک ہی گناہ لکھتا ہے اور نماز مقبولہ خود حفاظت کرتی ہے اور معصیت سے بچاتی ہے اسکو جو بنہج شرعی بطور اہلبیت رسالت کے بعمل لاوے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ بتحقیق کہ نماز بدی اور برائیوں سے باز رکھتی ہے پس جو با شرائط ادا کرے تو درجۂ قبول تک پہنچتی ہے اور نماز کی قبولیت سے کل اعمال قبول ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے اَلصَّلٰوةُ عَمُوْدُ الدِّيْنِ اِنْ قُبِلَتْ قُبِلَ مَا سِوَاهَا وَاِنْ رُدَّتْ رُدَّ مَا سِوَاهَا نماز عمود دین ہے اگر قبول کی جاتی ہے تو اسکے سوا اور اعمال حسنہ بھی قبول کئے جاتے ہیں اور اگر نماز درجۂ قبول سے پھیر دی جاتی ہے تو اور اعمال بھی پھیر دیئے جاتے ہیں اور نماز کے بارہ میں فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے اَلصَّلٰوةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِ نماز معراج مومن کی ہے اور نماز رکن دین اور رونق اسلام اور علامت مومن ہے اور روز محشر پہلے نماز کی پرسش ہوگی بس حضرات مکلف کو کسی حالت میں نماز معاف نہیں ہے یہانتک کہ اگر سفر میں ہو تو قصر کرے اور اگر بیمار ہو تو بیٹھکر پڑھے اور اگر یہ ممکن نہو لیٹ کے پڑھے اور اگر رکوع و سجود کرنا ممکن نہو تو اشارہ سے پڑھے یا غرق ہوتا ہو یا مشغول

جہاد ہو تو اشارہ سے پڑھے اور وقعتِ اسلام اور محبت دین اور تعمیل حکم خدا و رسول یہ ہے کہ جنگِ صفین
میں دن کو لڑائی ہوتی تھی اور رات کو موقوف رہتی تھی اور ایک روز لڑائی میں طول ہوا یہانتک کہ شبانہ روز
حرب و ضرب لشکر جانبین میں رہی اور ہر طرف سے تیر و نیزے چلتے تھے اور حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب
اس لیلۃ الہریر کو بھی درمیان صفوف کے مصلے پر نماز کیلئے نوافل پڑھنے لگے پس اس ہنگامہ کارزار میں
بعض اصحاب نے عرض کیا کہ اے آقا یہ کونسا محل نماز کا ہے فرمایا کہ نماز ہی کے قائم ہونے کے لئے تو لڑائی
ہے پس حضرت نے معمولی نمازیں پڑھیں اور اعدا ہر طرف سے تیرباراں کرتے رہے اسیطرح جنگ نہروان
میں ہر طرف سے تلوار چل رہی تھی اور اس ہنگامہ کارزار میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام بار بار طرف
آفتاب کے دیکھتے تھے اسوقت ابن عباسؓ نے عرض کیا کہ اے آقا و سید میرے آپ کیوں اپنے وقت
میں طرف آفتاب کے دیکھتے ہیں آنحضرت نے فرمایا کہ زوال آفتاب کو دیکھتا ہوں تاکہ نماز ادا کروں اس نے
عرض کیا یا امیر المومنین یہ کونسا موقع نماز کا ہے فرمایا کہ نماز ہی کے واسطے تو لڑائی ہے آہ اس مقام پر
ایک اور بزرگوار کی نماز یاد آگئی جو کربلا میں بعد زوال آفتاب روز عاشورا ہنگامہ کارزار میں ادا ہوئی
اور ہزاروں اشقیا ہر طرف سے تیرباراں کرتے تھے اور نیزے مارتے تھے فَصَلَّى الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
مَعَ مَنْ بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِهِ صَلٰوةَ الْخَوْفِ یعنی وہ نماز جناب امام حسین علیہ السلام نے مع بقیہ اصحاب کے
بطور نماز خوف کے پڑھی حضرات سنا آپ نے کہ یہ نماز ظہر خاص طور سے ادا فرمائی بطور نماز خوف کے
اور نماز اس مظلوم کی قصر تھی اور بعض اصحاب باوفا کو پوری قصر بھی ممکن نہوئی کیونکہ اثنائے
نماز میں شہادت پائی آب تصور کیجئے کہ نماز عصر آنحضرت نے کس طرح سے ادا فرمائی اسوقت تو
ریگ گرم پر خاک و خون آلودہ زخموں سے چور چور پڑے تھے اور اصحاب و اقربا سب درجۂ شہادت
پر فائز ہو چکے تھے اور ہزاروں اشقیا گرد تلواریں کھینچے ہوئے آمادۂ قتل تھے اسی اثنا میں عمر سعد لعین نے آواز دی کہ اے
شمر اب کیا انتظار ہے جلد اس زخمی کا سر جدا کر یہ سنکر وہ ملعون آمادہ ذبح ہوا اور سینۂ اطہر اور پہلو کو ایسی اذیت دی کہ حضرت
نے آنکھیں کھولدیں اور منظر حسرت و یاس سے قاتل کو دیکھا قَالَ یَا ھٰذَا اِنْ اَرَدْتَ قَتْلِیْ فَاَمْهِلْنِیْ حَتّٰی اُصَلِّیَ
فَتَنَحّٰی عَنْهُ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَسَجَدَ فَاَسْرَعَ الْمَلْعُوْنُ اِلَيْهِ فرمایا اے شخص اگر تجھے قتل کرنا منظور ہے تو مجھے
مہلت دے کہ نماز آخری بجا لاؤں اور سجدہ شکر کروں یہ سنکر وہ شمر علیحدہ ہو گیا اور حضرت نے رو بقبلہ ہو کے
ایما و اشارہ سے وہ نماز پڑھی اور سجدہ شکر کیا آہ ابھی سجدہ سے فارغ ہوئے تھے کہ وہ دشمن خدا آمادۂ ذبح
ہوا اور سر انور جدا کر کے نیزہ پر بلند کیا فَتَزَلْزَلَتِ الْاَفْلَاكُ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ وَكَادَتِ السَّمَآءُ تَنْقَضُّ وَالْاَرْضُ
تَنْقَلِعُ ۔ پس اس مصیبت میں سب آسمان ہر طرف سے کانپنے لگے کہ قریب تھا شق ہو کر گر پڑیں اور زمین

الٹ جائے ؎ وَتَدُجُّ اَمْلَاكُ السَّمَآءِ رَنَّةً ؛ وَطُيُوْرُ الْفَلَا وَالْوَحْشُ وَالْجِنُّ اَجْمَعُ ؛
اور ملائکہ آسمان رونے لگے اور جانوران صحرا چرند و پرند اور جنات سب کے سب نوحہ وزاری کرنے لگے گویا
آثار قیامت کے ظاہر ہوئے اور آندھی چلنے لگی ؎ وَجِئْنَ كَرِيْمَاتُ الْبَتُوْلِ حَوَاسِرًا ؛ وَلَمْ يَبْقَ جَيْبٌ
لَمْ يُشَقَّ وَبُرْقُعٌ ؛ اور یہ دیکھ کر دختران جناب فاطمہ زہرا سر عریان گریبان چاک کرکے روتی ہوئیں مقتل
شہدا میں پہنچیں اور صدائے واحسیناہ وامظلوماہ کی بلند کی ؎ تُقَبِّلُ جُثْمَانَ الْحُسَيْنِ سُكَيْنَةٌ ؛ وَيُوْشِمُ
لَهَا بِالسَّوْطِ شِمْرٌ بِالْمَنْعِ ؛ آہ سکینہ خاتون جسم اطہر امام حسین علیہ السلام سے لپٹ کر گلوئے بریدہ کے
بوسے لیتی تھیں اور بشدت روتی تھیں پس رونا اس یتیمہ کا شمر لعین کو ناگوار ہوا اور تازیانہ سے اذیت
دیتا تھا اور رونے سے منع کرتا تھا فَيُؤْلِمُهَا ضَرْبُ السِّيَاطِ فَتَلْتَجِيْ ؛ بِعَمَّتِهَا مِنْ حَيْثُ بِالضَّرْبِ تُوْجَعُ
آہ جب وہ یتیمہ ضرب تازیانوں سے متاذی ہوئیں تو اپنی پھوپھی جناب زینب سے فریاد کرنے لگیں ؎ تَقُوْلُ
لَهُ يَا شِمْرُ وَيْحَكَ خَلِّهَا ؛ اِذَا هِيَ بِالتَّقْبِيْلِ تَرْضٰى وَتَقْنَعُ ؛ اس مظلومہ نے اس لعین سے فرمایا اے
شمر وائے ہو تجھ پر اس یتیمہ کو چھوڑ دے کیوں یہ ظلم و ستم کرتا ہے اس نے تو صرف اکتفا کی ہے کہ اپنے باپ کے
گلوئے بریدہ کے بوسے لیتی ہے اور تجھ سے تو خواہان تسلی و دلاسا نہیں ہے آہ اس شقی نے کچھ
اعتنا نہ کی اور یتیمہ کو لاشہ امام حسین علیہ السلام سے کھینچ کر جدا کیا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

مجلس ۱۶ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ والدین کے
ساتھ نیکی کرو ایسی نیکی کہ جس کے وہ لائق ہیں یعنی ان کی رعایت و حرمت رکھو کہ عمدہ شرائط دین سے ہے
اور ان سے برافت و شفقت پیش آؤ اور دعائے خیر کرو اور انفاق جمیل مرعی رکھو کہ انکا راضی رکھنا
طاعت ہے اور اپنے سے ناراض رکھنا معصیت ہے اور حلیۃ المتقین وغیرہ میں منقول ہے کہ ایک شخص خدمت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کچھ وصیت کیجئے یہ سنکر آنحضرت
نے فرمایا میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ خدا کا کوئی شریک قرار نہ دینا ہر چند کہ تجھے آگ میں جلائیں اور
والدین کی اطاعت کرو اور ان کے ساتھ نیکی کرو زندہ ہوں یا مردہ دوسری حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے
آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ حق پدر کا فرزند پر کیا ہے فرمایا اس کا نام لیکر نہ پکارے اور اسکے
آگے نہ چلے اور قبل اسکے کہ وہ بیٹھے یہ نہ بیٹھے اور وہ کام نہ کرے کہ لوگ اسکے باپ کو برا کہیں اور فرمایا حضرت
امام جعفر صادق نے فرمایا کہ بہتر ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرے خواہ زندہ ہوں یا مردہ اور فرمایا آنحضرت
نے کہ بعد انتقال اپنے والدین کے ان کے لئے نماز پڑھو اور روزہ رکھو اور حج کرو کہ ثواب اس کا انکو ملیگا اور
اسکو بھی ملیگا بسبب اسکے کہ انکے ساتھ نیکی کی ہے پس حضرات اگر کسی کے والدین کے ذمہ حقوق خدا و

رسول اور آئمہ طاہرین کے ہوں یا حقوق ناس ہوں مثل نماز اور روزہ اور حج اور خمس وزکوۃ اور دین اور امانت وغیرہ کے تو اسکو ادا کرنا لازم ہے جیسا کہ سفینۃ النجات وغیرہ میں منقول ہے کہ فرمایا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ فرزند نسبت اپنے والدین کے انکی حیات میں نیکو کار ہوتا ہے مگر بعد ان کے فرض اور واجب دینی و دنیوی انکا ادا نہیں کرتا نہ خدا سے ان کے لئے طلب آمرزش کرتا ہے تو اسوقت وہ عاق والدین لکھا جاتا ہے جبکی بخشش شب قدر کو بھی نہیں ہوتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ان کی حیات میں عاق والدین ہوتا ہے اور بعد ان کی ممات کے ان کا فرض اور واجب دینی و دنیوی ادا کرتا ہے اور خدا سے ان کے لئے طلب آمرزش کرتا ہے تو اسوقت درگاہ رب العزت میں نسبت بوالدین نیکو کار لکھا جاتا ہے اور فرمایا جناب رسولخدا نے کہ اپنے اموات پر ترحم کرو ساتھ دینے تصدقات کے اور اگر وہ ممکن نہو تو دو رکعت نماز پڑھو اور اس نماز کا ثواب ان کو بخشدو تو حق سبحانہ تعالیٰ اسیوقت ہزار فرشتے اسکی قبر کی طرف بھیجتا ہے کہ ہر فرشتہ کے ساتھ ایک حلہ حلہہائے جنت سے ہوگا اور وہ اسے پہنا ئینگے اور قبر اسکی وسیع کرینگے جس قدر منظور الہی ہو اور وہ قیامت تک اسیطرح رہیگی اور نماز پڑھنے والے کو حقسبحانہ تعالیٰ بعدد ان چیزوں کے جنپر آفتاب چمکے حسنات عطا کریگا اور حقوق والدین اور اقربا سے ادا ہو گا پس مناسب ہے کہ فرزند والدین کے لئے دو رکعت نماز پڑھے رکعت اول میں بعد سورہ حمد کے دس مرتبہ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ اور رکعت دوم میں بعد سورہ حمد کے دس مرتبہ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اور جب سلام سے فارغ ہو تو دس مرتبہ کہے رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا اور بعض روایت میں ہے کہ جو کوئی کسی میت کے نام کچھ راہ خدا میں اپنے برادر ایمانی کو دے مثل طعام و لباس اور درہم وغیرہ کے اگرچہ نیم خرما ہو تو حقسبحانہ تعالیٰ جبرئیل کو حکم فرماتا ہے کہ ستر ہزار ملائکہ اپنے ہمراہ لیکر اس میت کی قبر کے پاس جاؤ اور ہر ایک فرشتہ کے ہاتھ میں ایک طبق مملو نعمتہائے الہی سے ہوگا اور ہر فرشتہ اس میت سے کہیگا السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللهِ رحمت خدا نازل ہو تم پر لے دوست خدا یہ ہدیہ ہے فلاں مومن کا پس اسوقت قبر اسکی منور ہوگی اور وہ ہدیہ لیکر خوش و مسرور ہوگا اور اسیطرح ارواح مومنین کا وادی السلام میں رہنا اور باہم کلام کرنا اور وقت زوال آفتاب اور ایام متبرکہ میں حسب مراتب اپنے کے اپنے اعزائے زندہ کے مکان پر مع فرشتہ کی آنا اور انکو اعمال خیر میں دیکھکر مسرور ہونا اور نعمتہائے الہی سے وزنی پانا احادیث و روایات میں بکثرت وارد ہے مگر مقصود بیان اجمالی بے ثباتی دنیا کا ہے جو ناپائدار اور بے اعتبار ہے اسمیں کسیکو ثبات و قرار نہیں ہے ہر ذیحیات کو تلخی موت کا چکھنے والا ضرور ہے اور موت کے نزدیک بچہ اور جوان اور پیر برابر ہے جبکی جس وقت اجل آئیگی ایکساعت آگے

ہیں جیسے زندگی بازہم بظاہر اسباب بچہ کو امید جوانی کی اور جوان کو گمان پیری کا ہوتا ہے اور پیر کو یاس تمنی کی
کیونکہ پیری کے بعد دنیا میں کوئی درجہ باقی نہیں رہتا ہے اور اعضا بھی ناتواں ہوتے ہیں پس دار دنیا مقام
مفارقت وجدائی اور محل حزن وغم ہے ہر حال میں صابر وشاکر رہنا چاہیئے خیال کیجئے کہ کیسے کیسے
عزیز واقربا اور احباب برادران ایمانی اس جہان فانی سے طرف عالم جاودانی کے انتقال کرتے جاتے ہیں جنکی جدائی
سے رنج والم بے پایاں ہوتا ہے پس بوقت مصائب حسرت آمیز اور نوائب درد انگیز ذکر مصائب ذریت وعترت
جناب رسول مختار کا موجب تسلی وتشفی خاطر سوگوار اور باعث سکون دل بیقرار کے ہوتا ہے کیونکہ جب ایسے
خاصان خدا دار دنیا میں آلام ومصائب عظیم میں مبتلا ہو کر رحلت کر گئے تو اور دنکو کیا محل کلام اور جائے دم زدن
ہے شاید یہی وجہ ہو کہ فاتحہ خوانی اموات مومنین ومومنات میں بعد تلاوت قرآن مجید کے مجلس عزائے جناب
سید الشہدا مظلوم کربلا بپا کی جاتی ہے تاکہ جو آنسو رخساروں پر جاری ہو وہ اس مظلوم اور غریب الوطن کے
مصائب پر آنکھوں سے نکلے کہ اجر وثواب بے انتہا ہے جنکی بعد رحلت کے فاتحہ خوانی ممکن نہوئی کیونکہ وارث انکے
بعضے ذبح ہوئے اور بعضے طوق وزنجیر میں جکڑ دیئے گئے تھے اور اتنی فرصت ومہلت نہ ملی کہ رسم عزاداری
بپا کرتے اور رونا اس تشنہ لب پر تو وسیلہ اعظم نجات آخرت کا ہے علاوہ اسکے حدیث ثقلین پر عمل ہوتا ہے
کہ تلاوت کتاب اللہ اور ذکر عترت طاہرہ اہلبیت رسولخدا کا ہوتا ہے بلکہ تعمیل حکم امام کی ہوتی ہے جیسا کہ
امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا یَا ابْنَ شَبِیبٍ إِنْ كُنْتَ بَاكِيًا لِشَيْءٍ فَابْكِ لِلْحُسَيْنِ فَإِنَّهُ ذُبِحَ كَمَا يُذْبَحُ الْكَبْشُ اے
ابن شبیب اگر تجھے کوئی ایسی مصیبت درپیش آئے جس پر تجھے رونا آئے پس رو تو مصیبت پر میرے جد مظلوم
امام حسینؑ کی تحقیق کہ وہ مظلوم ذبح کئے گئے اس طرح جسطرح گوسفند کو ذبح کرتے ہیں اب متحیر ہوں کہ کونسی
مصیبت اس مظلوم کی بیان کروں آیا یہ بیان کروں کہ اس فرزند رسولخدا دلبند علی مرتضےٰ اور جگر گوشہ فاطمہ زہرا
اور محبت خدا سے یزید شرابخوار کیلئے طالب بیعت ہوئے اور اشقیائے کوفہ وشام نے مدینہ منورہ اور روضہ رسول سے فصل
کر ماہ میں مع اہل وعیال اور اطفال خورد سال کے آوارہ وطن کیا اور بمکر ودغا مہمان بلا کر صحرائے کربلا میں ہر طرف
سے گھیر لیا اور پانی تک بند کیا یا یہ بیان کروں کہ کنارے نہر فرات کے روز عاشورا اصحاب اقربا اور انکے
کو اس مظلوم کی تشنہ لب شہید کیا یہانتک کہ فرزند نوجوان شبیہ پیغمبر جناب علی اکبرؑ کے سر انور کو شق کیا اور خنجر سے
برادر حق شناس جناب عباسؑ کے دونوں ہاتھ جدا کئے اور عمود آہن گرز آہنی سے شق کیا اور سر علم کو بھی
گرم برگرا دیا اور خود وہ مظلوم بیکس وتنہا درمیان لاکھوں خونخواروں کے رہگئے اور کوئی ناصر ومددگار نہ تھا جو
سواری کے رکاب تھامتا پس جبرئیل نے آکر رکاب تھامی اور حضرت سوار ہو کر میدان کارزار میں سامنے لشکر اعدا کے تشریف
لائے اور جہاد کیا اور تیس ہزار نابکار کو قتل کیا بعد اسکے ذوالفقار کو علم کر کے چاہا کہ پھر حملہ کریں اس وقت

جانب آسمان سے آواز آتی کہ اے حسینؑ کیا قتل کرنے آئے ہو یا ہماری ملاقات کو یہ سنکر آنحضرت نے ذوالفقار
کو روک لیا اور نیام میں کر لیا آہ یہ دیکھکر اعدا نے ہر چہار طرف سے ہجوم کر کے تیرباراں کیا اور نیزہ اور پتھر اور تلواروں سے زخمی
کیا اسی اثنا میں سنان ابن انس لعین نے سینۂ اقدس پر نیزہ مارا اور خون مثل پرنالہ کے جاری ہوا اسوقت فرماتے تھے
بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم ہائے افسوس جب وہ مظلوم بسبب زخمہائے کاری کے ذوالجناح سے
زمین پر تشریف لائے اور داہنا رخسارہ خاک آلودہ ہو تو اعدا قتل کرنے پر ٹوٹے پڑتے تھے آخر شمر لعین
نے وہ ستم کیا جس سے زمین کانپنے لگی اور صحرائے کربلا تیرہ و تاریک ہو گیا اور سر انور نیزہ پر بلند کیا اور لاش
اطہر خاک و خون آلودہ ریگ گرم پر پڑی رہی اور لباس لوٹ لیا کوئی عمامہ لیگیا کوئی کرتہ لیگیا کسی نے
عبا اُتار لی صرف وہ زیر جامہ باقی رہا جس کے کمربند کے لئے جمال لعین نے دونوں ہاتھ جدا کئے اور ایک
لعین نے انگشت اطہر کاٹ کر انگوٹھی اُتار لی جسپر بسبب زخموں کے ورم آگیا تھا حضرات دستور عالم ہے کہ
فاتحہ خوانی میں عزیز و اقربا اور احباب زن و مرد جمع ہو کر صاحب عزا کو ماتم پرسا دیتے ہیں اور تسلی و دلاسا
دیکر بغرض ہدیۂ ثواب روح گذشتہ کے سورۂ فاتحہ پڑھتے ہیں اور اسکا اجر و ثواب میت و رفاری دو نو کو
ملتا ہے اور اقل تعزیت یہ ہے کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کہتے ہیں آہ اب کیا حاجت بیان ہے افسوس ہے حال
پر امام زین العابدینؑ بیمار کربلا کے کہ بعد شہادت انکے پدر مظلوم کے اشقیائے کوفہ و شام نے عوض ماتم پرسی کے
عمامہ اور ردا اُتار لی اور فرش ادیم بھی کھینچ لیا اور تازیانہ سے اذیت و تکلیف دی آہ اسپر بھی اعدا نے
اکتفا نہ کی بعد اسکے خیموں میں آگ لگائی اور اسباب لوٹ لیا اور اہل حرم کی ردا اور چادریں تک چھین لیں
اور اسیر و مقید کر کے طرف کوفہ و شام کے لے گئے اور بازاروں میں لئے پھرے یہاں تک کہ سامنے یزید
لعین کے مجمع عام میں ٹھہرایا چنانچہ جناب سید الساجدینؑ بیمار کربلا فرماتے ہیں کہ اسوقت ہم بارہ نفر اہلبیت
رسالت سے ایک ریسمان ستم میں بندھے ہوئے تھے ہائے افسوس اسی اثنا میں شمر لعین نے سر انور امام
حسین علیہ السلام کا ایک طاس طلا میں رکھکر بطور ہدیہ پیش کیا اور یزید لعین دیکھکر بہت خوش ہوا اور لب
دندان انور پر چھڑی سے بے ادبی کرنے لگا یہ دیکھکر ابو برزہ اسلمی بیتاب ہوا اور آواز دی کہ اے یزید اٹھا
لے چھڑی کو ان لب و دندان انور پر سے قسم بخدا میں نے بچشم خود دیکھا ہے جناب رسولخدا کو کہ انکا دہن مبارک
کے بوسے لیا کرتے تھے جہاں تو چھڑی رکھتا ہے بعد اسکے یزید متوجہ ہوا طرف اسیروں کے جو بسبب
اذیت و تکلیف سفر اور گرد و غبار راہ کے ایسی حالت میں تھے کہ انکو دیکھکر یزید نے اپنے ملازموں سے کہا
قَدْ اَتَیْتُمْ بِاِمَاءٍ اَیْنَ بَنَاتُ عَلِیٍّ وَفَاطِمَۃَ تم لوگ چند کنیزیں لیکر آئے ہو دختران علیؑ و فاطمہؑ کہاں
ہیں قَالُوْا یَا اَمِیْرُ ھٰذِہٖ زَیْنَبُ وَھٰذِہٖ اُمِّ کُلْثُوْمِ بَنَاتُ عَلِیٍّ ہائے افسوس ان اشقیا نے

پھر ایک ستمدیدہ کی طرف اشارہ کرکے جواب دیا کہ اے امیر یہ زینبؑ اور یہ اُم کلثومؑ دختران علیؑ و فاطمہؑ ہیں کہ ھذا فَاطِمَۃُ وَھٰذِہٖ سُکَیْنَۃُ بَنَاتُ الْحُسَیْنِ اور یہ فاطمہ کبریٰ اور یہ سکینہ دختران حسینؑ ہیں آہ مومنین مقدمہ ناموس کا بے تصور کیجئے کہ اسوقت قلب اقدس سید الصابرین بیمار کربلا اسیر رنج و بلا پر کیا صدمہ ہوا ہوگا یہی تو سبب ہے کہ جب کسی نے پوچھا یا ابن رسول اللہ آپ پر سب سے زیادہ مصائب کہاں گذرے تو آنحضرتؑ نے تین مرتبہ

اَلشَّامُ اَلشَّامُ اَلشَّامُ فرمایا اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۱۷

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَقِفُوْھُمْ اِنَّھُمْ مَسْئُوْلُوْنَ تفسیر منہج الصادقین وغیرہ میں منقول ہے حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ جب خلائق بروز قیامت موقف میں کھڑے کیے جائینگے اور طرف صراط آخرت کے لے جائینگے تو حکم خدا ہوگا ٹھہراؤ کفار و فساق کو تحقیق کہ وہ سوال کیے جائینگے اور ابو سعید خدری نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ ہم عہد جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ میں اس آیہ کو اس طرح پڑھتے تھے وَقِفُوْھُمْ اِنَّھُمْ مَسْئُوْلُوْنَ فِیْ وِلَایَۃِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ پس جب زمانہ عثمان کا ہوا تو اس نے لفظ ولایت کو مع اسم مقدس علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے اس آیہ سے نکالڈالا لیکن مومنین حق پوشیدہ نہیں رہتا وہ ضرور ظاہر ہوتا ہے چنانچہ مناقب ابن مردویہ وغیرہ میں ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیہ نازل ہوا تو جناب رسولخدا نے اصحاب کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا اِنَّھُمْ مَسْئُوْلُوْنَ یُسْئَلُوْنَ عَنِ الْاِقْرَارِ عَنْ وِلَایَۃِ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْطَالِبٍ بتحقیق کہ خلائق سوال کیے جائینگے اُن سے پوچھا جائیگا اقرار ولایت و امامت حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے کہ اعظم ارکان دین ہے پس حضرات دوستوں نے تو تقیہ بسبب خوف جان کے فضائل و مناقب آنحضرتؑ کے مخفی رکھے اور دشمنوں نے بوجہ کمال عداوت و عناد کے پوشیدہ کیے باوجود قرآن مجید اور کتب فریقین میں اس کثرت سے ہیں کہ احاطہ ان کا کسی سے نہیں ہوسکتا ہے اور جو فضائل و مناقب اور علم و حکمت اور معجزات مراتب اور شرف و بزرگی حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے حبیب جناب سید المرسلینؐ رحمۃ للعالمین کو عطا فرمائے فیضان ان کا آنحضرتؐ کے طفیل سے طرف حضرت سید الوصیین امیر المومنینؑ اور ان کی اولاد طاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین کے ہوا جو بحکم خدا بعد ایک دوسرے کے حجج اللہ اور امام اور ہادی خلائق ہے اور بمفاد حدیث ثقلین کبھی ان سے زمانہ خالی رہا ہے اور نہ خالی رہیگا جنکی عصمت و طہارت اور اعلمیت و افضلیت اور سخاوت و شجاعت اور صاحب اعجاز ہونا ثابت ہے اور جنکی نص ولایت و امامت پر آیات قرآنی و احادیث و اخبار نبوی شاہد عدل ہیں جو ناصر اسلام اور مفسرین احکام الٰہی ہیں جنکو خدا نے اپنے نور سے خلق کیا اور اپنے نامون سے ان کے اسماء مقدسہ کو مشتق کیا جنکے واسطے سے دعا قبول ہوتی ہے جنکی تسبیح و تہلیل سنکر ملائکہ نے تعلیم پائی اور فرشتے انکی خدمتگذاری کا فخر کرتے ہیں جن کی اطاعت تمامی مخلوقات پر واجب ہے جو مخزن علوم

الٰہی ہیں پس معرفت امام زماں کی ہر فرد بشر پر واجب لازم ہے بمفاد حدیث مَنْ مَاتَ وَلَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ مَاتَ مِیْتَةً جَاهِلِیَّةً جو شخص تمام عمر اپنے امام زمانہ کو نہ پہچانے تو موت اسکی مثل موت کافر کے ہوگی حضرات اگرچہ اہل خلاف نے بکمال تعصب اور مغالطہ دہی عوام کے واسطے اور امام و پیشوا اپنے خود تجویز و پسند کئے ہیں جو سراسر قول نبیؐ کے خلاف ہیں اور تعداد میں بھی زائد ہیں کیونکہ آنحضرتؐ نے بنا بر روایت مسلم و حمیدی فرمایا ہے یَکُوْنُ مِنْ بَعْدِیْ اِثْنَا عَشَرَ خَلِیْفَةً کُلُّهُمْ مِنْ قُرَیْشٍ بعد میرے بارہ خلیفہ میرے ہونگے کہ وہ سب قریش سے ہونگے اور بنا بر روایت صاحب مودۃ القربیٰ وغیرہ وَهُمْ مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ وہ سب خلفا بنی ہاشم سے ہونگے پس امام کا افضل و اعلم ہونا تمام امت سے اور معصوم اور ہاشمی اور صاحب اعجاز ہونا لازم ہے اور جو ان صفات سے بے بہرہ ہو وہ امام کیونکر ہو سکتا ہے اور جناب رسولخداؐ نے امام حسین علیہ السلام کی طرف اشارہ کرکے فرمایا ہے اِبْنِیْ هٰذَا اِمَامٌ اِبْنُ اِمَامٍ اَخُوْ اِمَامٍ اَبُو الْاَئِمَّةِ التِّسْعَةِ تَاسِعُهُمْ قَائِمُهُمْ یہ فرزند دلبند میرا امام اور فرزند امام اور برادر امام اور باپ ہے نو اماموں کا اور نواں ان میں سے قائم آل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ ہے اور بعض احادیث و روایات صحیحہ اور اکثر کتب زیارت و ادعیہ وغیرہ میں حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے حضرت صاحب العصر والزمان تک ان کے اسماء مقدسہ معین و مقرر ہیں اور ہر مومن جانتا ہے بیان کی کیا حاجت ہے علاوہ برین حدیث لوح میں تو ان کے القاب و اسمائے مقدسہ بتصریح ہیں اور بعد ایک دوسرے کے وصی و جانشین اپنا موافق حکم خدا اور رسولؐ کے فرمایا ہے الحاصل حق سبحانہ تعالےٰ نے تو خود اس امر کا تصفیہ قرآن مجید میں فرمایا ہے یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ روز قیامت ہم ہر گروہ کو ان کے امام و پیشوا کے ساتھ پکاریں گے اور اس کے ساتھ حشر کریں گے اور جناب رسولخداؐ نے فرمایا اَلْمَرْءُ یُحْشَرُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ انسان محشور ہوگا اس کے ساتھ جس کو دوست رکھتا ہو اور ہم امامیہ اثنا عشری آنحضرتؐ کے محب و موالی اور شیعہ و پیرو ہیں پس انشاء اللہ تعالیٰ بامام مبین امام مبین کے ساتھ محشور ہونگے جو جانب خدا اور رسولؐ نے معین و مقرر ہیں اور لنگر آسمان و زمین ہیں جن کے وجود ذیجود سے خلائق منتفع ہوتی ہیں جیسا کہ حضرت صاحب الزمان خلیفۃ الرحمانؑ کے حال میں منہج الیقین وغیرہ میں منقول ہے کہ ان حضرت کی برکت و طفیل سے طرح طرح کی بلائیں دور ہوتی ہیں اور عاصیوں پر عذاب نازل نہیں ہوتا ہے اور زمین پر باران برستا ہے اور دانہ روئیدہ ہوتا ہے اور زمین پر برکتیں نازل ہوتی ہیں اور خلائق رزق پاتے ہیں اور نعمتہائے دنیا سے متنعم ہوتے ہیں اور دنیا و مافیہا باقی ہے اور آسمان و زمین ثابت ہیں اور باوجود اس کے کچھ نافہم کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے منکرین اور سائر مشرکین کیوں نعمتہائے دنیا پاتے ہیں ان کے جواب میں یہ دو مثالیں کافی ہیں اول یہ کہ اگر کوئی شخص کسی عزیز اور دوست کی ضیافت و دعوت کرے اور مکان آراستہ میں طرح طرح کی

نعمتیں دستر خوان پر چنے اور اسکو بکمال اہتمام اور عزت و حرمت کھلائے تو مقصود میزبان کا تو وہی مہمان ہے اور باقیماندہ سے خادم و غلام اور نائی اور دھوبی بلکہ خاکروب تک منتفع ہوتے ہیں جیسے شادی وغیرہ میں ہر ملک کا دستور ہے دوم اگر کوئی شخص باغ و چمن عمدہ آراستہ کرے جس سے اسکو نفع ظاہری و باطنی منظور ہو اور وہ اسکو سینچے تو غرض اس مالک باغ کی تو صرف میوہ اور گل ہے اور ان کے سبب سے خار و خس بھی سیراب ہوتے ہیں پس ظاہر ہے کہ فِعْلُ الْحَكِيمِ لَا يَخْلُوا عَنِ الْحِكْمَةِ کام حکیم کا حکمت سے خالی نہیں ہوتا ہے یہ جو حکیم مطلق اور صانع عالم نے آسمان بے ستون کو خلق کیا ہے اور اسکو کواکب و انجم سیارہ اور ستاروں سے بقدر ضرورت خلائق کے مزین و درخشاں کیا جس سے فوائد بیشمار متصور ہیں اور زمین کو سرسبز اور پر فضا پیدا کیا اور انہار و اشجار وغیرہ سے آراستہ کیا اور بنی آدم کو عقل و ادراک اور نطق اور مادۂ قابلیت و لیاقت سے آراستہ کر کے بزرگی عطا کی ہے اور انکے لئے حیوانات و نباتات اور جمادات کو مسخر کیا ہے جن سے منافع کثیر مترتب ہوتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ حاصل ترجمہ یہ ہے کہ آیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ خدا نے نازل کیا آسمان سے آب باراں کو پس داخل کیا اس پانی کو زمین کے چشموں میں پھر روئیدہ کیا اس پانی سے طرح طرح کی زراعت کو بعد اسکے خشک کیا پس دیکھو اسکو کہ کیا زرد کیا بعد شادابی کے بعد اسکے خدا نے اسکو شکافتہ اور ریزہ ریزہ کر دیا بتحقیق کہ یہ سب واسطے ذکر کرنے صاحبان عقل سلیم کے ہے جنہوں نے قدرت و صنعت صانع بے عدیل میں تفکر و تدبر اور معرفت حاصل کی ہے حضرات یہ اہتمام اور عزت و حرمت اس برگزیدہ باری کے واسطے کیا ہے جسکو اپنے نور اقدس سے خلق کیا اور خلعت نبوت و رسالت سے سرفراز کیا جنکے بارے میں خود فرماتا ہے کہ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ اے حبیب ہمارے اگر تم نہ ہوتے تو ہرگز نہ پیدا کرتے ہم آسمانوں کو الغرض حضرت محمد و آل محمد صلے اللہ علیہ و آلہ نور واحد اور سبب ایجاد عالم اور بقا دنیا اور حجج اللہ اور ہادی خلائق ہیں پس شکر اس تفضل و لطف باری اور اکمال نعمت کا ہر فرد بشر پر لازم ہے مگر وائے ہو اشقیائے کوفہ و شام پر کہ انہوں نے عوض شکر اور طلب ہدایت کے مکر و فریب کیا ان حضرات خصوصاً جناب امام حسین علیہ السلام سے کہ ہزاروں عرضیاں بھیجکر بطور مہمان کے طرف کوفہ کے طلب کیا اور لکھا یا ابن رسول اللہ ہمارا کوئی امام و پیشوا سوائے آپ کے نہیں ہے اور لاکھ تلواریں آپکی نصرت و مدد کے لئے مہیا و آمادہ ہیں جب حضرت تشریف لائے تو ان اشقیا نے پوچھا کہ آپکے اس طرف آنے کا کیا سبب ہے اور کیا ارادہ ہے حضرت نے وہ نامے پیش کئے جو اہل کوفہ نے بنا بر طلب کے ارسال کئے تھے

پس ان اشقیا نے ان خطوط سے انکار کیا اور کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ یہ نامے کس نے لکھے اور کس نے آپ کی خدمت میں روانہ کئے آہ عوض نصرت و مدد کے دست ظلم و ستم دراز کیا اور درپے قتل ہوئے اور پہلے قتل آل رسول کی یہ تدبیر کی کہ پانی ایسی چیز جسکے بغیر زندگی دشوار ہے آنحضرت اور انکے اہلبیت پر بند کی جسکے سبب سے خیموں میں فریاد العطش العطش بلند ہوئی آخر روز عاشورا صحرائے کربلا میں لڑائی شروع ہوئی اور ہنگامہ کارزار گرم ہوا اور اصحاب و انصار فرزند رسول مختار کے درجہ شہادت پر فائز ہوئے اور نوبت اقربا اور اولاد کی آئی یہاں تک کہ عون و محمد اور جناب قاسم و عبد اللہ اور جناب عباس و علی اکبر شہید ہوئے اور ہاتھوں پر فرزند شیرخوار علی اصغر تیر ستم کھا کر رحلت کر گیا اور مظلوم کربلا لاکھوں اشقیا میں تنہا رہ گئے آخر آنحضرت کو ہر طرف سے گھیر کے تیرباراں کیا اور نیزہ و تلوار اور پتھر سے زخمی کر کے گھوڑے سے زمین پر گرا دیا اور اس تشنہ لب کو خنجر آبدار سے شہید کیا اور لباس لوٹ لیا اور لاش اطہر خاک و خون میں آلودہ ریگ گرم پر پڑی رہی اور کوئی متوجہ طرف نماز جنازہ اور دفن کے نہ ہوا اور اسباب لوٹ لیا اور ان کے خیموں میں آگ لگائی ہائے افسوس وارث ان لاشوں کے بیمار کربلا طوق و زنجیر میں مقید ہوئے اور اتنی مہلت نہ ملی کہ ان شہدائے راہ خدا کو دفن کرتے چنانچہ بحار الانوار وغیرہ میں امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا آنحضرت نے جب اشقیائے کوفہ و شام میرے پدر مظلوم کو شہید کر چکے اور تاراجی خیام سے بھی فراغت پا چکے تو ہم اہلبیت رسالت کو اسیر کر کے طرف کوفہ کی لے چلے اسوقت نظر میری اپنے پدر بزرگوار اور برادران نامدار پر پڑی دیکھا میں نے لاشہائے انور ان کے ریگ گرم پر پڑے ہیں اور کسی نے ان کو دفن نہیں کیا اور وہ سب شہدا اس مظلومی اور بیکسی سے پڑے ہیں کہ کوئی انکے قریب بھی نہیں آتا ہے گویا کہ وہ معاذ اللہ اولاد ترک و دیلم سے ہیں یہ دیکھ کر مجھے اسقدر رنج و غم ہوا اور دل تنگی کرنے لگا کہ قریب تھا روح میری نکل جائے یہ دیکھ کر میری پھوپھی جناب زینب نے کہا یَا خَلِیْفَۃَ الْمَاضِیْنَ وَیَا ثِمَالَ الْبَاقِیْنَ مَالِیْ اَرَاکَ تَجُوْدُ بِنَفْسِکَ اے جانشین بزرگان و رحامی و سرپرست باقیماندگان یہ کیا حال ہے تمہارا میں دیکھتی ہوں قریب ہے کہ جان تمہاری بدن سے نکل جائے میں نے کہا اے پھوپھی کیونکر یہ حال میرا نہ ہو میں دیکھتا ہوں کہ لاش اقدس اپنے پدر مظلوم کی مع اقربا اور اولاد کے مثل گوسفندان قربانی خاک و خون آلودہ ریگ گرم پر پڑی ہے اور کوئی ایسا نظر نہیں آتا ہے جو آج ان شہدا کو دفن کرے آہ بے دین اعدا نے اپنے کشتوں کو دفن کیا اور فرزند رسول حجت خدا کی لاش اور کو صحرائے کربلا میں بے دفن چھوڑ کر چلے گئے اور ہوا سے ریگ صحرا اڑ اڑ کر انکی لاش اطہر پر جمتی جاتی تھی ہائے افسوس اہل کوفہ نے امام و پیشوا کو مہمان بلایا تھا تاکہ اقتدا اور پیروی انکی کر کے ہدایت پائیں مگر عوض اسکے سر انور نوک نیزہ پر رکھ کے

بازار کوفہ و شام میں پھرایا اور ہوا سے ریش مخضب کو داہنی اور بائیں طرف حرکت ہوتی تھی آہ کبھی تنور میں رکھا کبھی
درخت پر آویزاں کیا کبھی صندوق میں بند کیا کبھی دروازہ پر لٹکایا کبھی طاس طلا میں زیر تخت یزید رکھا ہائے افسوس وہ
لعین شراب پیتا تھا جو بچتی تھی وہ بکمال عداوت نیچے پھینکتا تھا اور اسکے ہاتھ میں چھڑی تھی اس سے لب و دندان انور
سے بے ادبی کرتا تھا یہ ظلم و ستم دیکھکر ابو بردہ اسلمی بیتاب ہوا اور آواز دی کہ اے یزید اٹھالے چھڑی کو ان لب و
دندان انور سے قسم بخدا میں نے بچشم خود دیکھا ہے جناب رسولخدا کو کہ اس مقام کے بوسے لیا کرتے تھے جہاں تو
چھڑی رکھے ہے آہ اس مصیبت کو حجت خدا بھی زیارت ناحیہ مقدسہ میں فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی الثَّغرِ
المَقرُوعِ بِالقَضِیبِ سلام ہو ان لب دندان انور پر جو چھڑی سے کھولے گئے آہ مومنین اسوقت امام
زین العابدین علیہ السلام اور اہلحرم کا کیا حال ہوا ہوگا جو مجمع عام میں سامنے یزید کے رسن بستہ کھڑے تھے
ہائے افسوس جو بزرگوار فرزند رسول مختار اور امام و پیشوا اور ہادی خلائق اور سبب بقائے عالم ہو وہ
اسوقت یزید خونخوار سے اجازت طلب کرے اور فرمائے اے یزید اگر تو اجازت دے تو میں تجھ سے کچھ
کلام کروں یزید نے کہا کہو مگر کچھ نامناسب بات نہ کہنا بیمار کربلا نے فرمایا جو اس حال سے سامنے تیرے
رسن بستہ اسیر و مقید ہو اسکو کب زیبا ہے کہ کلام نامناسب کہے مگر میں تجھ سے یہ پوچھتا ہوں کہ کیا گمان ہے
تیرا اگر جناب رسولخدا ہم کو اس حال سے سامنے تیرے دیکھتے تو تیرے حق میں کیا فرماتے یہ سنکر اس لعین نے حکم دیا
کہ رسیاں ان کے کھولدو آہ رسیاں ایسی مضبوط اعدا نے باندھی تھیں کہ کھل نہ سکیں آخر کاٹی گئیں بعد
اسکے اہلبیت رسالت کو ایسے قید خانہ میں بھجوایا جو دن کی دھوپ اور رات کی شبنم سے محفوظ نہ تھا
اور ایسی اذیت و تکلیف تھی کہ پوست چہروں کے متغیر ہو گئے تھے ہائے افسوس جن کے وجود سے
خلائق نعمتہائے دنیا سے متنعم ہوں ان کے قتل کا حکم یزید بار بار دے اور انکی اس مدت قید میں کسی نے
آب و طعام کی خبرگیری نہ کی بلکہ بنی امیہ چاہتے تھے کہ آل رسول بھوک اور پیاس سے ہلاک ہو جاویں اور زمانہ
ان سے خالی ہو اور یہی کوشش بنی عباسیہ کو بھی رہی اور حضرت صاحب العصرؑ کی جستجو اور بہت تلاش کی تا قتل کریں
مگر ہرگز وہ شقیا اس امر محال پر قادر نہ ہوئے آہ کیسی عداوت تھی ان اشقیا کو عترت رسول سے کہ متوکل لعین نے
نشان قبر انور سید الشہدا کا بھی مٹانا چاہا تھا اور پانی جاری کیا مگر وہ گرد قبر اطہر کے استادہ اور حیران رہا
اسلئے حیر کہتے ہیں مقام معظم کو حائر بھی کہتے ہیں اَلَا لَعنَۃُ اللّٰہِ عَلَی القَومِ الظّٰلِمِینَ مجلس ۱۸ قَالَ الصَّادِقُ
عَلَیهِ السَّلَامُ مَوضِعُ قَبرِ الحُسَینِ عَلَیهِ السَّلَامُ مُنذُ یَومِ دُفِنَ فِیهِ رَوضَةٌ مِن رِیَاضِ الجَنَّةِ
فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ جائے قبر سرور مظلوم امام حسین علیہ السلام کی ایک روضہ ہے باغ جنت سے روز
کہ وہ جناب اس میں دفن ہوئے وَقَالَ عَلَیهِ السَّلَامُ مَا بَینَ قَبرِ الحُسَینِ عَلَیهِ السَّلَامُ اِلَی السَّمَاءِ مُختَلِفُ المَلَائِکَةِ

اور فرمایا آنحضرت نے کہ قبر انور امام حسین علیہ السلام سے آسمان تک آمد و رفت ملائکہ ہے کَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلسَّجْدَۃُ عَلٰی طِیْنِ قَبْرِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ یُنَوِّرُ اِلَی الْاَرْضِیْنَ السَّبْعَۃِ اور فرمایا اُن حضرت نے کہ سجدہ کرنا خاک قبر انور پر جناب امام حسین علیہ السلام کی ساتوں طبقات زمین تک منوّر و روشن کرتا ہے کَقَالَ اَلسُّجُوْدُ عَلٰی تُرْبَۃِ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ یَخْرِقُ الْحُجُبَ السَّبْعَ اور فرمایا آنحضرت نے کہ سجود کرنا تربت جناب ابو عبد اللہ الحسین علیہ السلام پر ساتوں پردہ ہائے آسمان سے گذر کے عالم بالا تک صعود کرتا ہے اور درجۂ قبول تک پہنچتا ہے واقعی فضیلت و شرف ارض مقدس کربلا بے انتہا ہے منجملہ اسکے تحفۃ الحسینیہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے خاک تربت حضرت امام حسین علیہ السلام میں ایسی دس خاصیتیں و فضیلتیں قرار دی ہیں کہ جو کسی نبی اور وصی نبی کی خاک قبر میں نہیں ہیں اوّل یہ کہ اس خاک پاک پر سجدے باعث قبولیت نماز ہوتے ہیں دوم یہ کہ تسبیح اُس خاک پاک کی جو ہاتھ میں صرف حرکت دی جائے بدون کسی ذکر کے تو سات تسبیح بقولے بیس تسبیح کا ثواب ہے، اور اگر ساتھ ذکر خدا کے ہو تو بعوض حرکت ہر دانہ کے ستّر تسبیح کا ثواب ہے کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا جیسا کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ فرماتا ہے یاد کرو خدا کو بذکر کثیر حدیث میں وارد ہے کہ ذکر کثیر جو قرآن مجید میں خدا ارشاد فرماتا ہے وہ تسبیح جناب فاطمہ زہرا ہے پس جو مومن بعد ہر نماز واجب کے اسپر مداومت کرے تو اس نے خدا کو بہت یاد کیا اور حدیث میں وارد ہے کہ تسبیح جناب سیدہ کا پڑھنا بعد ہر نماز کے بہتر ہے اس سے کہ ہر روز ہزار رکعت نماز مستحب پڑھے اور فرمایا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ عبادت الٰہی نہیں کی گئی ہے ساتھ کسی چیز کے تمجید و تعظیم سے کہ بہتر ہو تسبیح جناب فاطمہ زہرا سے اور اگر اس سے بہتر کوئی چیز ہوتی تو جناب رسول خدا اُسے جناب سیدہ کو عطا فرماتے اور طریقہ اس تسبیح کا یوں فرمایا ہے کہ چونتیس مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ تینتیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے بعد اسکے سنت ہے کہ ایک مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے چنانچہ فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ جو مومن بعد نماز واجب کے تسبیح جناب فاطمہ زہرا پڑھے بعد اسکے ایک مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے تو خداوند کریم اسکو بخش دیتا ہے اور سنت ہے کہ ڈورا اس کا نیلا ہو سوم یہ کہ اگر کوئی بچہ کا اس خاک پاک سے اُٹھایا جاوے تو مثل اکسیر کے جو مس کو طلائے خالص کرتی ہے اس بچہ کو طلائے حقیقی کرتی ہے یعنی اسکے دل میں ولایت و محبت آل رسول ڈالتی ہے جو کہ شرط قبولیت کل عبادات اور سبب نجات آخرت ہے، اور جسے دولت ولا حاصل ہے اس سے زیادہ کوئی غنی تر نہیں ہے چہارم یہ کہ وہ خاک تربت میّت کو ستر کرتی ہے اور عذاب قبر سے بچاتی ہے پنجم یہ کہ وہ خاک تربت ہر مرض اور درد لا علاج بلکہ مرض عصیان کی دوائے اکبر اور باعث شفا ہے سوائے مرض موت کے اور یہ شرف خاص اسکو خدا نے عطا فرمایا کہ بوقت ضرورت

بقدر دانہ نخود کے کھانا جائز ہے ورنہ اور خاک کا کھانا حرام ہے ششم یہ کہ مثل ادعیۂ ماثورہ اور حرز و تعویذ کے تاثیر ہے پس جو مومن و مومنہ وہ خاک تربت مثل تسبیح و سجدگاہ یا صرہ کے اپنے پاس رکھے تو اسکو ہر آفات اور بلیات اور مکروہات سے حفاظت کرتی ہے ہفتم یہ کہ اگر کوئی اس خاک تربت کو اپنے مال و متاع میں رکھے تو دزد اور راہزن سے محفوظ رکھتی ہے ہشتم یہ کہ سفر دریا میں جب کوئی تلاطم و طوفان میں مبتلا ہو اور کوئی صورت رہائی کی نہو تو تھوڑی خاک تربت امواج دریا پر بآداب مقررہ ڈالدے تو انشاء اللہ تعالیٰ بشرط اعتقاد اسکے وسیلہ سے نجات ہوگی نہم یہ کہ وہ خاک تربت دار دنیا میں تحفہ اور ہدیہ اہل بہشت اور حوران جنت کی ہے اور دار آخرت میں سبب ضیا و روشنی ہے کیونکہ دار آخرت بہشت بریں میں آفتاب ماہتاب اور کوئی ستارہ نہیں ہے جو باعث اسکی روشنی کا ہو اور حق سبحانہ تعالیٰ بروز قیامت خاک کربلائے معلی کو درجات بہشت پر نصب اور بلند کریگا اور وہ خاک پاک تمامی اہل جنت کو ایسی منور و روشن دکھائی دے گی جیسے آفتاب عالم کو درخشاں و تاباں کرتا ہے پس اگر کوئی چاہے کہ اس خاک کی طرف نظر کرے تو نہ کر سکے گا اسلئے کہ جس طرح آفتاب سے آنکھیں خیرگی کرتی ہیں اسیطرح اس خاک کو بھی اچھی طرح نہ دیکھ سکے گا دہم یہ کہ وہ جائے تربت جائے امن و پناہ ہے واسطے شیعوں اور زائروں کے حالت حیات و ممات میں اور زمین کربلا میں دفن ہونا باعث دخول جنت ہے بغیر حساب کے یہی وجہ ہے کہ اس اشرف بقاع زمین کی آرزو میں مُلا حزیں کہتے ہیں ؎

بار الہا بپسندی کہ گل من در ہند		خشت دیوار صنم خانۂ کفار شود
کربلا مدفن من ساز کہ تا تربت من		سجدہ گاہ ملک و سبحۂ ابرار شود

حضرات یہ شرف و بزرگی اس ارض مقدس کی بسبب علو درجات جناب امام حسین علیہ السلام کے ہے جس پر خون آنحضرت کا مع اصحاب و اقربا اور اولاد کے بہایا گیا اور ان کے اہلبیت خصوصاً خواہران ستم رسیدہ پر کیسے کیسے ظلم و ستم گذرے ہیں جن کی کوئی حد و انتہا نہیں ہے اور خود نام کربلا ایسا پُر درد ہے جس کے زبان پر جاری کرنے یا سننے سے دل محزون و مغموم ہوتا ہے چنانچہ تحفۃ الحسینیہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ جناب زینب ایسی صابرہ تھیں کہ کربلا میں اپنے فرزندوں کی جدائی و غم میں خیمہ سے باہر نہ نکلیں لیکن مصیبت میں اپنے بھائی کے دس مرتبہ مضطرب و حیران خیمہ سے باہر نکلیں اور ایسا صدمہ قلب اطہر پر پہنچا کہ بیقرار ہوگئیں اول جب امام حسین علیہ السلام بعد طے مراحل اور قطع منازل کے وارد زمین کربلا ہوئے تو ایک خیمہ میں تشریف فرما تھے اور ذوالفقار کو صاف کرتے تھے اور بے ثباتی دنیا میں فرماتے تھے

یا دَهرُ اُفٍّ لَکَ مِن خَلِیلِ ۔ کَم لَکَ بِالاِشرَاقِ وَالاَصِیلِ یہ سنکر وہ مظلومہ دشت مصائب جو قریب
وقت عصر نویں تاریخ محرم کو عمر سعد بترغیب شمر ملعون کے آمادہ جنگ ہوکر خیمہائے اقدس کی طرف بڑھا
اسوقت حضرت کی آنکھ لگ گئی تھی اور جناب زینب بیقرار ہوکر سرہانے اپنے بھائی کے آئیں اور فرمایا
اَخِی اَمَا تَسمَعُ هٰذِهِ الاَصوَاتِ قَدِ اقتَرَبَ مِنَّا العَسکَرُ اور عرض کیا کہ اے بھائی کیا آپ یہ آوازیں نہیں سنتے
میں تحقیق لشکر اعدا ہمارے قریب آپہنچا ہے فَرَفَعَ الحُسَینُ عَلَیهِ السَّلَامُ رَأسَهٗ یہ سنکر امام حسین علیہ السلام نے
سر اقدس زانو سے اٹھا لیا اور جناب عباس سے فرمایا کہ اے بھائی تم جاکر آج کی شب کی مہلت طلب کرو
پس جناب عباس ملاعین کے پاس تشریف لے گئے اور بدشواری ایک شب کی مہلت لی سوم جب شب عاشور حضرت
علی ایک خیمہ میں تشریف رکھتے تھے اور جون غلام ابوذر غفاری تلوار حضرت کی صاف کرتا تھا اور حضرت بے
اعتباری دنیا میں فرماتے تھے ؎ یَا دَهرُ اُفٍّ لَکَ مِن خَلِیلِ ۔ کَم لَکَ بِالاِشرَاقِ وَالاَصِیلِ اے زمانہ غدار
والے ہو تجھ پر کہ تیری بیوفائی سے کیسے کیسے دوستان خدا اور متقی و پرہیزگار طرح طرح کے مصائب میں مبتلا ہو
کر انتقال کرگئے یہ سنکر جناب زینب بیتاب ہوگئیں اور روتی ہوئی اپنے بھائی کے پاس آئیں اور فریاد کرنے
لگیں کہ کاش میں قبل اسکے مرجاتی اور یہ مصیبت نہ دیکھتی اور کہتی تھیں کہ اے جانشین بزرگان اور اے
حامی و سرپرست باقیماندگان آج روز انتقال میرے نانا اور ماں باپ اور بھائی کا تازہ ہوا ہے ہائے افسوس
کیا تدبیر کروں کہ یہ آفت و بلا آپ پر سے ٹل جائے کیونکہ اس مخدومہ کو یقین ہوا تھا کہ حضرت آمادہ شہادت
ہیں یہ سنکر حضرت نے بنگاہ حسرت و یاس اس ستم رسیدہ کی طرف دیکھا اور روتے ہوئے فرمایا اے بہن یہی رضائے
الٰہی ہے اور صبر و شکر کرو خدا اجر اس کا عطا فرمائے گا چہارم وقت ادا کرنے نماز ظہر روز عاشور کے جب حضرات
ستم رسیدہ و سرکیسہ خیمہ سے باہر نکلیں آہ یہ عجب وقت مصیبت تھا کہ حبیب بن مظاہر شہید ہو چکے تھے اور
حضرت کے چہرہ اقدس پر انکسار و شکستگی نمودار ہوتی تھی اور اعدا ایذ سے ظلم کئے ہوئے قریب آگئے تھے
اور شمر لعین آگ طلب کرتا تھا اور چاہتا تھا کہ خیموں کو جلا دے یہ دیکھکر زہیر بن قین نے عرض کیا
کہ یابن رسول اللہ یہ کیسا انکسار آپکے چہرہ اقدس پر ظاہر ہے کیا ہم حق پر نہیں ہیں حضرت نے فرمایا قسم
بخدا ہم سب دین حق اور اس راہ مستقیم پر ہیں جس سے خدا اور رسول راضی ہیں یہ سنکر زہیر نے
عرض کیا کہ پھر ہم کو قتل ہونے کی کیا پروا ہے اسوقت اس دیندار نے مع چند سوار کے لشکر اعدا پر حملہ
کیا اور خیمہ ہائے اہلحرم سے ہٹا دیا آخر زخمی ہوکر زہیر بھی شہید ہوگئے پنجم جب اشقیا آمادہ جنگ
ہوئے تو حضرت ناقہ پر سوار ہوکر سامنے لشکر کے کھڑے ہوئے اور وعظ و نصیحت فرمائی اور عذاب خدا سے
ڈرایا مگر ان سنگدلوں کو کچھ اثر نہوا اور روتے ہوئے طرف خیمہ کے مراجعت فرمائی یہ حال اپنے بھائی کا

دیکھکر جناب زینب بیتاب ہوکر در خیمہ سے باہر نکلیں اور زار زار رونے لگیں ششم جب جناب علی اکبر زخمی
ہوکر گھوڑے سے زمین پر تشریف لائے اور فریاد کی یا ابتاہ اور کہنے اے بابا میری خبر لیجئے تو فوراً حضرت اپنے
فرزند نوجوان کے سرہانے پہنچے دیکھا کہ وہ پارۂ جگر خاک و خون میں آلودہ زمین پر پڑا ہے اُسوقت دل پُر
درد سے ایک صیحہ کیا اور وہ آواز دردناک سنکر جناب زینب بیتاب ہوکر خیمہ سے باہر نکل آئیں اور فریاد
وَا ثَمَرَۃَ فُؤَادَاہ وَا عَلِیَّاہ کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ ہائے اے میوۂ دل میرے اے علی اکبر آخر
تم کو بھی اعدا نے قتل کیا پس حضرت نے دلاسا دیکر طرف خیمہ کے پھیر دیا ہفتم جب حضرت نہایت
مجروح ہوئے اور خون بدن اطہر سے جاری تھا اور سر انور شق ہوا تھا اور ناتوان ہوکر ایک ساعت تک
لڑائی سے توقف کیا اور در خیمہ پر تشریف لائے اور ایک پارچہ اہلحرم سے طلب کیا تاکہ زخم کو باندھیں اسی اثنا
میں لشکر اعدا سے ایک پتھر آکر پیشانی انور پر لگا اور مقام سجدہ سے خون جاری ہوا یہ دیکھکر جناب زینب بیتاب
ہوئیں اور در خیمہ پر نکل آئیں اور بشہادت روئیں ہشتم وقت روانگی عبد اللہ بن امام حسن علیہ السلام کے جناب زینب
بیقرار ہوکے خیمہ سے باہر نکلیں اور اس فرزند کو میدان کی طرف جانے سے روکتی تھیں مگر وہ بچہ جاکر پہلو میں
چچا امام حسین علیہ السلام کے کھڑا ہوا اور ضرب تلوار سے بچاتا تھا یہانتک کہ ایک ہاتھ اس بچہ کا کٹ گیا آخر
حرملہ لعین نے تیر ستم سے شہید کیا آہ اسوقت حضرت آلودہ بخاک و خون زمین پر پڑے تھے پس بکمال ناتوانی اس
فرزند کو اپنے پہلو میں لٹا دیا نہم جب حضرت زخموں سے چور چور خاک و خون میں آلودہ تین ساعت تک منہ کے
بل ریگ گرم پر پڑے تھے اور اتنی دیر تک جناب زینب نے آواز اپنے بھائی کی نہ سنی تو بیتاب ہوکر خیمہ سے
باہر نکل آئیں اور نالہ وَا اَخَاہُ وَا سَیِّدَاہ کرتی تھیں آہ جب دیکھا کہ اعدا ہجوم کئے ہوئے گرد حضرت کے
آمادۂ قتل ہیں تو عمر سعد کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا یَا عُمَرَ بْنَ سَعْدٍ اَیُقْتَلُ اَبُو عَبْدِ اللّٰہِ وَ اَنْتَ تَنْظُرُ اِلَیْہِ
اے عمر سعد آیا ابو عبد اللہ الحسین قتل کیا جائے اور تو انکی طرف دیکھ رہا ہے یہ سنکر وہ لعین منہ پھیر کے رونے لگا
اور کچھ جواب نہ دیا اسوقت وہ ستم رسیدہ نہایت مضطرب و بیقرار ہوئیں اور لشکر اشقیا کی طرف متوجہ
ہوکر فرمایا وَیْحَکُمْ اَمَا فِیْکُمْ مِنْ مُسْلِمٍ وائے ہو تم پر کیا تم میں کوئی مسلمان نہیں ہے جو میرے مظلوم و
مسافر پر رحم کرے پس حضرت نے اشارہ کیا اور آہستہ فرمایا کہ اے بہن طرف خیمہ کے پھر جاؤ تاکہ دشمن شماتت
نکریں دہم جب ذوالجناح زخم تیروں سے فگار پیشانی اپنی حضرت کے خون سے رنگین کرکے در خیمہ پر آیا اور
جناب زینب نے آواز اسکی پہچانی اور سکینہ خاتون سے فرمایا اے بیٹی تمہارے باپ کی سواری کا گھوڑا در خیمہ
پر آیا ہے آہ اسوقت کی مصیبت جگر خراش اور حالت بیتابی و بیقراری اہلحرم کو معصوم زیارت ناحیہ مقدسہ میں
فرماتے ہیں وَ اَسْرَعَ فَرَسُکَ شَارِدًا اِلٰی خِیَامِکَ قَاصِدًا مُحَمْحِمًا باکیا اے جد مظلوم اسپ باوفا آپ کا جلد

آپ کے خیموں کی طرف روانہ ہوا آیا کہ مقصود اس سے آپ کے اہلبیت کو مطلع کرنا تھا فَلَمَّا رَاَیْنَ النِّسَاءُ جَوَادَکَ مُخْزِیًا وَنَظَرْنَ سَرْجَکَ عَلَیْهِ مَلْوِیًّا پس عورات ستم رسیدہ نے آپ کے ذوالجناح کو دیکھا کہ زین خالی ہے اور ایک طرف کو جھکا ہوا ہے بَرَزْنَ مِنَ الْخُدُوْرِ نَاشِرَاتِ الشُّعُوْرِ یہ حال دیکھکر خیموں سے موپریشان وَاسْتَدَّ وَاٰخَاهُ وَامَظْلُوْمَاهُ کہتی ہوئیں نَاشِرَاتٍ عَلَی الْخُدُوْدِ لَاطِمَاتٍ بِالْوُجُوْهِ سَافِرَاتٍ وَبِالْعَوِیْلِ دَاعِیَاتٍ وَبَعْدَ الْعِزِّ مُذَلَّلَاتٍ وَاِلٰی مَصْرَعِکَ مُبَادِرَاتٍ ہائے افسوس اپنے رخساروں پر طمانچے مارتی ہوئیں بے مقنعہ و چادر وَاوَیْلَاهُ وَامُحَمَّدَاهُ کہتی ہوئیں بعد عزت کے ذلیل شتابانہ آپ کے مقتل میں پہنچیں افسوس صد ہزار افسوس اس وقت عجب ظلم و ستم دیکھا وَالشِّمْرُ جَالِسٌ عَلٰی صَدْرِکَ وَمُوْلِعٌ سَیْفَهٗ عَلٰی نَحْرِکَ قَابِضٌ عَلٰی شَیْبَتِکَ بِیَدِهٖ ذَابِحٌ لَکَ بِمُهَنَّدِهٖ آہ دیکھا کہ شمر لعین آپ کے سینۂ مجروح پر بیٹھا ہے اور اپنی تلوار آپ کے مقام نحر پر رکھے ہوئے اور آپ کی ریش مقدس اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے اپنی تیغ آبدار سے آپ کے گلوئے خشک کو ذبح کرتا تھا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۱۹

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ سَیَاْتِیْ زَمَانٌ عَلٰی اُمَّتِیْ یُحِبُّوْنَ خَمْسًا وَیَنْسَوْنَ خَمْسًا فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے قریب ہے کہ ایک زمانہ میری امت پر آنے والا ہے کہ اس زمانہ کے لوگ پانچ چیزوں کو دوست رکھیں گے اور پانچ چیزوں کو فراموش کرینگے یُحِبُّوْنَ الدُّنْیَا وَیَنْسَوْنَ الْاٰخِرَةَ وَیُحِبُّوْنَ الْمَالَ وَیَنْسَوْنَ الْحِسَابَ وَیُحِبُّوْنَ النَّفْسَ وَیَنْسَوْنَ الرَّبَّ دنیائے فانی کو دوست رکھیں گے آخرت جاودانی کو فراموش کرینگے اور مال دنیا کو دوست رکھیں گے حساب کو بھول جائینگے اور نفس امارہ کو دوست رکھیں گے اپنے پروردگار کو بھول جائیں گے وَیُحِبُّوْنَ النِّسَآءَ وَیَنْسَوْنَ الْحُوْرَ وَیُحِبُّوْنَ الْقُصُوْرَ وَیَنْسَوْنَ الْقُبُوْرَ زنان دنیا کو دوست رکھیں گے حوران جنت کو بھول جائینگے اور عمارات مستحکم و عالیشان کو دوست رکھینگے قبروں کو بھول جائیں گے چنانچہ ان چیزوں کا بیان اجمالاً بلکہ اشارۃً یہ ہے کما قال اللہ تعالیٰ کَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ جیسا کہ حق سبحانہ تعالےٰ فرماتا ہے ایسا نہیں ہے بلکہ تم لوگ دوست رکھتے ہو دنیا کو جس کا زوال بہت جلد ہونے والا ہے اور چھوڑ دیتے ہو کار آخرت کو جو باقی رہنے والا اور ابدی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ اَلدُّنْیَا جِیْفَةٌ وَطَالِبُهَا کِلَابٌ فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ دنیا مثل مردار کے ہے اور طالب اسکے مانند کلاب کے ہیں جو شب و روز اسکو چیتے اور باہم نزاع میں ہیں وَقَالَ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْکَافِرِ اور فرمایا آنحضرت نے کہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے یعنی دنیا جائے

لہ ذاکر با فہم را باید کہ از فقرات ایں حدیث ہر فقرہ را تکرار کند بعد ازاں متعلقات آں بخواند البتہ لطف مزید دارد و خالی از احتیاط ہم نخواہد بود ۱۲ ق

گذرگاہ مومن کے واسطے مقام رنج والم اور تکلیف ہے اور کافر کے واسطے جگہ راحت و آرام اور خوشی
کی ہے یہی وجہ ہے کہ خاصان خدا دنیا کی حقیقت اور وقعت بقدر پر پشہ کے بھی نہ جانتے تھے قال
امیر المؤمنین یا دُنیا یا دُنیا غُرّی غیری فانی طلّقتکِ ثلثا چنانچہ حضرت امیر المومنین وصی
و خلیفہ بلافصل سید المرسلین علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے دنیا سے فرمایا کہ اے دنیا اے دنیا میرے
غیر کو فریب دے تحقیق کہ میں نے تجھکو تین مرتبہ طلاق دیا و یقول اِنّ دُنیاکم عندی کعرق خنزیر بید
مجذوم اور بیقدری دُنیا میں فرماتے تھے ایہا الناس تحقیق کہ دنیا تمہاری میرے نزدیک مانند اس
استخوان خنزیر کے ہے جو مجذوم کے ہاتھ میں ہو حضرات جب دنیا کی یہ وقعت ہے تو عاقل کو کب زیبا ہے کہ
کار آخرت سے غافل ہے نہ یہ کہ نفع دنیوی کی ادنی چیز جو فانی ہے اسکے ملنے سے شاد و مسرور ہو اور اسکے
فراق و گم ہونے سے غمناک ہو اور نفع اخروی کی چیز جو جاودانی ہو مثل عبادات اور اعمال حسنہ کہ اسکے ضائع ہونے سے کچھ خیال اور افسوس بھی نہو اور گرد
آزار نفس ناطقہ کو زنگ معصیت سے آلودہ کرے پس ظاہر ہے کہ جاہل و غافل کی انتہائے نظر دار دُنیا ہی پر پڑتی ہے اور اسکو جائے امن و راحت اور آرام خیال
کرتا ہو اور اہل عقل اور صاحب نظر کی نظر دنیائے نفور کے دار آخرت بہشت برین پر پڑتی ہے جو جائے امن و راحت
اور آرام ابدی و سرمدی ہے جسکے بارے میں باری تعالی فرماتا ہے وللدار الآخرۃ خیر للذین
یتقون افلا تعقلون اور ہر آئینہ دار آخرت بہتر ہے واسطے ان لوگوں کے کہ پرہیزگاری کرتے ہیں آیا
تو اس بات کو نہیں سمجھ سکتے ہیں اور دار آخرت بہشت برین جسکی صفت میں منقول ہے کہ زمین اسکی
نقرہ خالص کی اور خاک ورس اور زعفران کی ہے اور خاک روبہ اس کا مشک ہے اور سنگریزے اسکے مروارید
و یاقوت ہیں اور تخت اس کے مروارید و یاقوت کے ہیں چنانچہ حق سبحانہ تعالے قرآن مجید میں فرماتا
ہے علی سُرُرٍ موضونۃ اہل جنت تخت و کرسیوں پر تکیہ کئے ہوئے ہوں گے کہ غلاف
ان کے بنے ہیں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ غلاف ان کرسیوں کے رشتہ ہائے
مروارید و یاقوت سے بنے ہیں اور ان پر حجلے مروارید و یاقوت کے نصب کئے ہیں جو ریشم سے سبک
تر اور حریر سے نرم اور منور ہیں اور ان حجلوں پر ایک دوسرے کے اوپر فرش ہائے نورانی بچھے
ہیں کہ بلندی اسکی بقدر ساٹھ غرفہ کے غرفہائے دنیا سے ہے جیسا کہ حق سبحانہ تعالے فرماتا ہے
و فُرُشٍ مرفوعۃ و علی الارائک ینظرون اور فرش ہائے بلند اور ارائک پر اہل جنت
بیٹھے ہونگے اور طرف جنت کے دیکھتے ہوں گے حضرت فرماتے ہیں کہ مراد ارائک سے وہ کرسیہائے
نور اور تخت ہائے جنت ہیں جن پہ حجلے ترتیب دیئے گئے ہیں اور مومنین ان پر تکیہ کئے ہوئے طرف باغ
ہائے بہشت اور انواع و اقسام نعمائے جنت کے نظر کرینگے بعد اسکے فرمایا کہ نہرہائے جنت بروئے زمین

جنت پر جاری ہوگی برف سے سفید و صاف تر شہد سے لذیذ و شیریں تر اور مسکہ سے نرم تر اور ہر ایک نہر کی گِل مشک کی ہوگی اور سنگریزے اسکے مروارید و یاقوت سے ہونگے اور جس طرف اہل جنت ارادہ کریں اُسی طرف وہ نہریں جاری ہونگی اور ادنیٰ وہاں کی نعمتوں سے یہ ہے کہ ہر ایک مومن تمام خلائق کی جن و انس سے ایک ہی روز میں ضیافت و دعوت کرے اور خلعت بخشے تو اس قدر کھانے اور پینے اور حلّے اور زیور وغیرہ کی چیزیں اسکے پاس موجود و حاضر ہونگی کہ سبکو کافی ہونگی اور کچھ ان نعمتوں سے کم نہوگا اور اقسام و انواع کے میوہ ہائے جنت میں سے جس قدر صرف میں آتے ہیں فوراً پھر پیدا ہوتے ہیں کسی طرح کم نہیں ہوتے جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ لَا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ اور جنت میں میوے بکثرت ہیں تمام ہونے والے نہیں اور نہ اہل جنت ان کے کھانے سے منع کئے جاتے ہیں حضرت فرماتے ہیں کہ درخت جنت کے بعض میوہ ہائے بزرگ کے ہیں اور مویز و انار بقدر ڈول بزرگ کے ہیں اور شاخیں انکی طلا سے اور پھل ان کے دُر اور مروارید سے ہیں اور مال کے بارے میں حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ بدرستیکہ مال اور اولاد تمہارے فتنہ و فساد ہیں پس حضرات اگر مال دنیا وجہ حلال سے حاصل ہو اور امور خیر میں صرف ہو تو اس کا حساب ہے اور وہ وبال و عقاب ہے جیسا کہ حضرت امیر المومنین نے فرمایا ہے اِنَّ الدُّنْيَا فِي حَلَالِهَا حِسَابٌ وَفِي حَرَامِهَا عِقَابٌ تحقیق کہ مال حلال دنیا کے حساب اور مال حرام میں عذاب ہے چنانچہ حضرت یوسف اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان جیسے پیغمبر جنہوں نے بعد الٰہی بادشاہی کی اور مال حلال کو کار نیک میں صرف کیا ان سے بھی حساب ہوگا تو اور لوگوں کا کیا ذکر ہے پس جو مالدار بوجہ بخل کے مثل فقرا کے بسر کرتے ہیں ان سے حساب غنیا ہی کا لیا جائیگا اور نفس امارہ کے بارہ میں حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ تحقیق کہ نفس طرف بدی کے امر کرنے والا ہے اسکی پیروی نہ چاہیئے اور رب جلیل اور صانع بے عدیل نے تمامی خلقت کو اپنی قدرت کاملہ سے عالم ارواح میں بیک لفظ کُن پیدا کیا اور کیسی قدرت نمائی کی کہ حضرت آدم کو اربعہ عناصر سے عالم دنیا میں بغیر ماں باپ کے حضرت عیسیٰ کو بن باپ کے پیدا کیا اور باقی اولاد آدم کو کس صنعت و حکمت سے خلعت ہستی عطا کیا چنانچہ قرآن مجید میں فرماتا ہے هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُونُوا شُيُوخًا حاصل ترجمہ یہ ہے کہ رب تمہارا وہ ہے جس نے تم کو خاک سے پیدا کیا بعد اسکے نطفے سے بعد اسکے خون منجمد سے بعد اسکے بچہ رحم مادر سے پیدا کیا تا آنکہ تم کو قوی اور جوان کیا بعد اسکے ضعیف و پیر کیا اور دوسرے مقام پر بعد عَلَقَةٍ کے فرمایا ہے ثُمَّ مِنْ مُضْغَةٍ مُخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِنُبَيِّنَ لَكُمْ وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ

ہمانشا ہو پس ٹکڑے گوشت تمامی یا غیر تمامی خلقت سے پیدا کیا تا بیان کریں ہم تمہارے لئے اور قرار دیں ہم درمیان رحم کے جو کچھ کہ ہم چاہیں زن یا مرد علاوہ اسکے عقل و جمال اور نطق وغیرہ سے آراستہ جیسا کہ شاعر کہتا ہے:۔

شعر

فراموشت نکرد ایزد دراں حال	کہ بودے نطفۂ مدفون و مدہوش
روانت داد و طبع و عقل و ادراک	جمال و نطق و رائے و فکرت و ہوش
دہ انگشتت مرتب کرد بر کف	دو بازویت مرتب ساخت بردوش
کنوں پنداری اے ناچیز ہمت	کہ خواہد کردنت روزی فراموش

اور زنان دنیا کا حال ظاہر ہے مگر حوران جنت جنکا وعدہ حق سبحانہ تعالیٰ نے پرہیزگاروں سے کیا ہے چنانچہ قرآن مجید میں فرماتا ہے وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ہم تزویج انکی حوران چشم کشادہ کرینگے واقعی حق سبحانہ تعالیٰ کی صفات ثبوتیہ سے سچا ہونا ہے ہرگز خلاف وعدہ نہیں کرتا ہے مقام غور ہے کہ اگر کوئی امیر و حاکم یا رئیس قوم کسی کو کچھ وعدہ کرے تو اسپر کیسا اعتماد اور سرور ہوتا ہے کہ ضرور ایفائے وعدہ کرے گا حالانکہ وہ معرض زوال و انتقال میں ہے ممکن ہے کہ وہ کسی وجہ سے وعدہ کے وفا کرنے پر قادر نہو بخلاف قادر لایزال کے کہ ذات اقدس اسکی زوال و انتقال اور عاجزی سے بری اور منزہ ہے وہ قادر و توانا یقیناً صادق ہے چنانچہ قرآن مجید میں فرماتا ہے اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ تحقیق کہ وعدہ خدا حق ہے پس وہ ضرور بالضرور تزویج متقین و صالحین کی حوران جنت سے کریگا جن کے بارے میں فرماتا ہے حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ حوریں خیموں میں پردہ نشین ہیں حضرات حوران جنت کے صفات اور حسن و جمال کا ذکر کتب فریقین میں وارد ہے ہر مسلم و مومن جانتا ہے ادنےٰ یہ ہے کہ اگر ان کا ایک موئے سر آسمان پر معلق کیا جائے تو اہل دنیا انکی ضیا اور نور کا تحمل نہ کر سکیں گے اور ہلاک ہو جائینگے اسیطرح انکے لباس کے نور کا تحمل بھی دشوار ہوگا اور بے ثباتی عمارات و مکانات دنیا ہر دانا پر بخوبی ظاہر ہے بیان کی کیا حاجت ہے کہ اہل دنیا اس قلیل عمر کے لئے کیسی عمارت عالیشان اور مستحکم بلکہ فی زمانا آہنی بناتے ہیں آخر بیچارے چھوڑ جاتے ہیں بقول شاعر:

شعر

ہر کہ آمد عمارت نو ساخت	رفت و منزل بدیگرے پرداخت

اور بسا ایسا ہوتا ہے کہ انکی مرمت بھی کوئی نہیں کرتا یہانتک کہ ویران ہو جاتے ہیں حالانکہ جانتے ہیں کہ مومنین و متقین اور صالحین اور عابدین سابقین نے باوجود درازی عمر کے سایہ میں درختوں وغیرہ کے بسر کی ہے

لیکن قبر صالح کے لئے ایک روضۂ جناں اور طالح کے واسطے حُفْرَۃٌ مِّنَ النِّیْرَانِ چنانچہ حضرت
امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں قُبُوْرُکُمْ جَنَّۃٌ قبریں تم شیعوں کی تمہارے لئے بمنزلۂ جنت
کے ہیں پس حضرات نظاہر قبر جائے ظلمت اور وحدت و وحشت ہے جیسا کہ منقول ہے کہ جائے قبر اپنے
صاحب کو ہر روز پانچ مرتبہ پکارتی ہے اَنَا بَیْتُ الْوَاحِدَۃِ میں خانۂ تنہائی ہوں اَنَا بَیْتُ
الْوَحْشَۃِ میں گھر وحشت و خوف کا ہوں اَنَا بَیْتُ الظُّلْمَۃِ میں گھر ظلمت و تاریکی کا ہوں اپنے
ساتھ چراغ لاؤ اور میں خانۂ خاکی ہوں اپنے ساتھ کچھ فرش لاؤ اور میں خانۂ مار و عقرب ہوں اپنے
ساتھ تریاق لاؤ اور میں خانۂ مفلسی ہوں اپنے ساتھ خزانہ لاؤ کہ وہ کلمۂ توحید ہے آہ مومنین ظاہر
بظاہر مشاہدہ میں قبر ایک جوف زمین جائے تاریک و سیاہ مسکن حشرات الارض ہے وہاں روشنی نور
ایمان اور اعمال خیر کی درکار ہے اور دفع زہر گزندوں کیلئے تریاق اعمال حسنہ کی ضرورت ہے اور التیام زخم
گزندوں کے واسطے مرہم کا فوری اشک کی حاجت ہے جو خوف خدا اور مصائب خاصان خدا پر
جاری ہو اور ایمان کامل کی اجزا ہیں مثل نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ و خمس و جہاد وغیرہ کے اور ہر ایک
جزو کے جداگانہ شرائط ہیں اور بدوں ادائے شرائط کے وہ عمل ناقص ہے اور بغیر ادائے کسی جزو کے
ایمان کامل نہیں ہو سکتا ہے اور بدوں ولائے حضرت محمد و آل محمد صلے اللہ علیہ و آلہ تو کوئی
عمل درجۂ قبول ہی تک نہیں پہنچتا ہے اور قبر میں بھی اقرار ولایت کا بھی سوال ہوگا اور قبر فشار کی
جگہ بھی ہے اور قبر جائے پرسش اعتقادات اور اعمال ہے پس ولا حضرات ائمہ ہدیٰ کی عمدہ حسنہ ہے اور
محبت و مودت اور متابعت و پیروی انکی واجب ہے اور گریہ و بکا کرنا مصائب پر آنحضرات
خصوصاً جناب سید الشہدا کے وسیلۂ اعظم نجات کا ہے اور وقت احتضار سے آخرت تک کل عقبات
میں مفید ہے پس جو دار دنیا میں ایسے عمل نیک و کار حسنہ سے بخل کرے یا شرم کرے تو اسکو بعد
موت کے سوائے حسرت و ندامت کے کچھ حاصل نہوگا اور نہ رونا ایسے مظلوم پر قساوت قلب سے ہے جو کثرت
تحصیل مال و دولت اور زیادہ کلام بیفائدہ سے ہوتا ہے اور فضائل رونے اور رلانے کے بہت ہیں چنانچہ حضرت
امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں مَنْ بَکٰی عَلَی الْحُسَیْنِ اَوْ اَبْکٰی اَوْ تَبَاکٰی فَلَہُ الْجَنَّۃُ پس جو مومن روئے
مصائب پر امام حسین علیہ السلام کے یا کسی کو رلائے یا صورت ہی رونے والوں کی بنائے تو واسطے اسکے جنت
ہے اور ملا احمد اردبیلی علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ ہر قطرہ اس آنسو کا جو مصیبت مظلوم کربلا میں
جاری ہوا ہو شعلہ ہائے آتش جہنم کو بجھائیگا سبحان اللہ یہ مرتبہ ہے اس آنسو کا جو مصائب فرزند سید
کائنات پر بسبب کثرت علو درجات کے آنکھوں سے مومنین و مومنات کے دار دنیا میں جاری ہوا ہو جسکا درد دل

دار دنیا میں نہ ماں ہے نہ باپ اب کیا حاجت بیان ہے تصور کیجئے کہ وہ جناب کیسے کیسے مصائب عظیمہ میں مبتلا ہوئے آہ اشقیائے کوفہ و شام نے آنحضرت کو اپنے وطن مدینہ منورہ اور روضہ رسول خدا سے فصل گرما میں مع اہل و عیال اور اطفال خورد سال کے جدا کیا اور مکہ معظمہ میں بھی جو جائے پناہ ہے رہنے نہ دیا اور درپے قتل ہوئے اور بمکر و دغا مہمان بلا کر صحرائے کربلا میں ہر طرف سے گھیر لیا اور پانی تک بند کیا اور شدت تشنگی سے بچے زیادہ العطش العطش کرتے تھے آخر روز عاشورا اصحاب و اقربا اور اولاد کو آنحضرت کے تشنہ لب شہید کیا اور وہ مظلوم یکہ و تنہا رہ گئے اور مفارقت اور تشنہ لبی پر ان شہدائے راہ خدا اور اہلبیت رسالت امانت رسولخدا کی بیکسی اور غریب الوطنی پر روتے تھے جیسا کہ وصال کہتا ہے:

چوں شد بساط آل نبیؐ در زمانہ طے — آمد بہار گلشن دیں را خزاں دے
یثرب بباد رفت بتعمیر ملک شام — بطحا خراب شد بہ تمنائے ملک رے
سرگشتہ بانوانِ حرم گرد شاہِ دیں — چوں دختران نعش بہ پیرامن جدے
آمد کنار مقتل و بر ہر کہ میگذشت — می شست ز آب دیدہ غبار از عذار وے
بنہاد رو بروئے برادر کہ یا اخاہ — در بر کشید تنگ بسر را کہ یا بنیّ
غمگیں مباش میرسمت اینک از قفا — دل شاد دار میرسمت این زماں زپے

بعد اسکے وہ مظلوم بنا بر اتمام حجت کے فریاد و استغاثہ کرنے لگے اور باواز بلند فرمایا ھَلْ مِنْ ذَابٍّ یَذُبُّ عَنْ حَرَمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ کیا ہے کوئی دفع کرنے والا کہ اس آفت و بلا کو حرم رسولخدا سے دور کرے آہ عوض فریادرسی کے اعدا نے تیر باراں کیا افسوس کوئی نیزہ لگاتا تھا اور کوئی پتھر مارتا تھا چنانچہ جناب مفتی صاحب لکھتے ہیں:

چناں زخمی ز تیر و سنگ گردید — چناں کز خون خود گلرنگ گردید
فغاں زاں سنگ کامد اندراں جنگ — کہ شد پیشانیش مجروح زاں سنگ
خدنگے بر حنک آمد دراں دم — کہ شد پُر خوں دہانِ شاہِ عالم
دراں صحرا کہ بودند اہل کیں جمع — ز بادِ جور گل گردید آں شمع
رواں گردید خنجر بر گلویش — ندید آں وقت پیغمبر گلویش
چہ گویم از گلوئے نازنینش — اذیت میدہد شمر لعینش
خدایا اے لعیں کم کن جفا را — مرنجاں بوسہ گاہِ مصطفےٰ را
بقا از بہر او تا ساعتے نیست — دراں حالت بہ خنجر حاجتے نیست
نمی بینی کہ موئے ناتواں ست — تہ خنجر دم نزع رواں ست

پس از قتل علی اکبر چہ خواہی — ازیں غم سخت تر خنجر چہ خواہی

چہ بے رحمی ست اے کافر خدارا — مدارا کن مدارا کن مدارا

جگر از تشنگی در التہاب ست — بزیر لب صدائے آب آب ست

بدہ مہلت کہ آرامے بگیرد — ز دست مرتضٰے جامے بگیرد

بہ دنیائے فنا کارے ندارد — بجز ذکر و دعا کارے ندارد

تو او را در چنیں تشنہ دہانی — بآب تیغ کردی میہمانی

مکانش پشت خیر المرسلین بود — ندا بش زیر پایت اے لعین بود

ز صدر سینہ آقا فرود آئے — فرود آ اے شقی زینجا فرود آئے

کہ از بار تو پیکاں ہائے ناوک — فرو رفت است در جسم مبارک

آہ اس پر بھی اعدا نے اکتفا نہ کی اور اس تشنہ لب اور زخمی کو حالِ حیات ہی میں شہید کیا

بجب عجلتے در جفا کردہ اند — کہ در زندگی سر جدا کردہ اند

در آں حال شد روز روشن سیاہ — عیاں گشت روز انہ پیروں بماہ

زمیں زیں مصیبت طپیدن گرفت — ہوائے سیاہی وزیدن گرفت

تلاطم در امواج دریا فتاد — تزلزل در ارکانِ دنیا فتاد

ولے قوم بد باطن سنگدل — نگشتند از فعل خود منفعل

تنش را فگندند بر ریگ گرم — ز روئے پیمبر نکردند شرم

بغارت ربودند از جسم شاہ — قبا و عبا و ردا و کلاہ

ہائے افسوس یہ ظلم و ستم بھی اشقیا کو کافی نہ ہوا بعد اس کے یہ جور و جفا کیا!!

زدند آتش ظلم اندر خیام — گرفتند زیور ز آل کرام

نمودند بے چادر و بے ردا — سر زینب و ام کلثوم را

بدیں گونہ بردند تا شام حیف — ازیں ظلم وزیں ہتکِ اسلام حیف

ہمہ دختران رسول خدا — جگر تفتہ دل خستہ سر بے ردا

ز دنبال زمرہ سجاد ہم دستگیر — یتیم و ضعیف و علیل و اسیر

سر شاہ بر نیزہ ہمراہ شاں — بلند و درخشندہ چوں آہ شاں

نہ آں شاہ را زیر سر نیزہ بود — قیامت شد و مہر بر نیزہ بود

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ مجلس ۲ فی البحار عن ابی جعفر علیہ السلام انہ قَالَ اَیُّمَا مُؤْمِنٍ دَمَعَتْ عَیْنَاہُ بِقَتْلِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ دَمْعَةً حَتّٰی تَسِیْلَ عَلٰی خَدِّہٖ بَوَّاہُ اللّٰہُ بِھَا فِی الْجَنَّةِ غُرَفًا تَسْکُنُھَا اَحْقَابًا بحار الانوار وغیرہ میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا آنحضرت نے جو مومن روئے مصیبت و شہادت پر میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کی اس قدر کہ آنکھوں سے اسکے آنسو نکلے اور رخسار سے پر جاری ہو تو بعوض اس کے حق سبحانہ تعالےٰ اس مومن کو غرفہائے جنت میں ہمیشہ مقیم و ساکن کرے گا وَقَالَ الصَّادِقُ عَلَیْہِ السَّلَامُ رَحِمَ اللّٰہُ شِیْعَتَنَا لَقَدْ شَارَکُوْنَا فِی الْمُصِیْبَةِ بِطُوْلِ الْحُزْنِ وَالْحَسْرَةِ عَلٰی مَصَائِبِ جَدِّیَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اور فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ حق سبحانہ تعالےٰ رحمت اپنی نازل کرے ہمارے شیعوں پر کہ وہ ہماری مصیبت میں شرکت ہماری کرتے ہیں بسبب طول دینے حزن و ملال اور حسرت واندوہ کے مصائب پر میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کے وَقَالَ مَنْ ذُکِرَ مَصَائِبُنَا فَبَکٰی لِاَجْلِنَا اِسْتَحْیَی اللّٰہُ اَنْ یُّعَذِّبَہٗ بِالنَّارِ اور فرمایا ان حضرت نے کہ جو مومن ذکر کرے مصائب کو ہم اہلبیت رسالت کے اور روئے بیچ غم ہمارے حق تعالےٰ کو بروز قیامت حیا آئے گی کہ اُسے نار جہنم سے عذاب کرے وَقَالَ مَنْ بَکٰی عَلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَوْ اَبْکٰی اَوْ تَبَاکٰی فَلَہُ الْجَنَّةُ اور فرمایا آنحضرت نے کہ جو کوئی روئے مصائب پر میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کے یا کسی کو رلائے یا صورت ہی رونے والے کی بنائے تو وہ داخل جنت ہوگا اور حدیث میں وارد ہے کہ جو مومن ذکر حسین مظلوم کا کرکے تو بین سنکر کہے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ پس یہ صلوات نظر میں فرشتہ آنحضرت تک پہنچاتا ہے تعجب کیا تاثیر ہے اسم مقدس میں اس مظلوم کے کہ بمجرد سننے کے دل مومنین کا مغموم و محزون ہوتا ہے اور آنسو آنکھوں میں بھر آتے ہیں کیونکر نہو خود وہ مظلوم فرماتے ہیں اَنَا قَتِیْلُ الْعَبَرَاتِ لَا یَذْکُرُنِیْ مُؤْمِنٌ اِلَّا اسْتَعْبَرَ میں وہ کشتۂ گریہ وزاری ہوں کہ نہ ذکر میرا کریگا مومن مگر یہ کہ اسکی آنکھوں میں آنسو بھر آئیں گے اور فوائد میں اسکے ملّا احمد اردبیلی لکھتے ہیں کہ وقت جانکنی اور قبر اور میدان حشر و نشر میں اور صراط و میزان عدل پر اور ہر عقبہ میں روز قیامت یہ رونا کام آئیگا اور ہر ایک قطرہ اس آنسو کا شعلہ ہائے آتش جہنم کو بجھائیگا جو مصیبت امام حسین علیہ السلام پر دار دنیا میں مومن و مومنہ کی آنکھوں سے جاری ہوا ہو اور آنسو رونے والوں کے ملائکہ جمع کرکے خازنان جنت کو دیتے ہیں پس وہ آب حیات سے ملا کے محفوظ رکھتے ہیں

سبحان اللہ کیا مرتبہ ہے رونے اور رُلانے کا اس مظلوم پر اب تصوّر کیجئے کہ کیسا روز مصیبت تھا روزِ
عاشورا امام حسین علیہ السلام پر کہ امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ لَا یَوْمَ کَیَوْمِکَ یَا
اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ اے ابو عبد اللہ الحسینؑ کوئی دن مصیبت کا آپ کے روز مصیبت سے زیادہ نہیں
گذرا ہے چنانچہ تحفۃ الحسینیہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ مصیبت و مظلومی جناب امام حسین علیہ السلام کی
ان کے اہلبیت پر بہت سخت گذری منجملہ اسکے آٹھ مقام میں سکینہ خاتون پر بہت سخت و دشوار
گذرے اور مضطرب و بیقرار ہو کر بشدت روئیں اول جب حضرت نے بوقت شب اپنے اصحاب
اقربا اور غلام اور ہمراہیوں کو طلب کر کے فرمایا اِنِّی اَذِنْتُ لَکُمْ فَانْطَلِقُوْا جَمِیْعًا فِیْ حِلٍّ لَیْسَ
عَلَیْکُمْ حَرَجٌ مِنِّیْ وَلَا ذِمَامٌ هٰذَا اللَّیْلُ قَدْ غَشِیَکُمْ فَاتَّخِذُوْهُ جُمَلًا بتحقیق کہ میں
تم سب کو اجازت دیتا ہوں پس تم سب چلے جاؤ تاکہ تم قتل ہونے سے بچو کہ کوئی تکلیف و حرج
میری جانب سے تم پر نہیں ہے اور میں نے تمہاری گردنوں سے بیعت نکال لی اب تم کو حلال
ہے کہ اس پردہ شب میں جس طرف راہ ملے نکل جاؤ کوئی تمہارا متعرض نہو گا کیونکہ اعدا کو میرا ہی
قتل کرنا مقصود ہے یہ سُنکر لوگ متفرق ہوئے اور تاریکی شب میں نکل گئے صرف وہ بزرگوار باقی
رہ گئے جن کے نصیب میں درجہ شہادت اور سعادت ابدی تھی یہ سُنکر سکینہ خاتون اپنے پدر
مظلوم کی غربت و بیکسی اور کمی انصار پر بشدت روئیں کیونکہ صحرائے کربلا میں لاکھوں اشقیا
گھیرے تھے اور پانی تک بند کیا تھا دوم جب حضرت بعد شہادت اپنے فرزند نوجوان شبیہ پیغمبرؐ
جناب علی اکبرؑ کے روتے ہوئے داخل خیمہ ہوئے تو ہر طرف بنظر حسرت و یاس دیکھتے تھے اس
وقت کی پریشانی و بیقراری اپنے پدر مظلوم کی دیکھکر وہ ستم رسیدہ مضطرب ہو کر بشدت روئیں اور عرض
کی کہ اے بابا آپ گوشہ چشم پھرا پھرا کے کس کو دیکھتے ہیں میرے بھائی علی اکبرؑ کہاں ہیں آہ حضرت نے
فرمایا اے سکینہ بھائی تیرا شہید ہوا یہ سُنکر وہ ستم رسیدہ زیادہ وا ویلاہ وا اخاہ کرنے لگیں سوم جب
حضرت پہلی مرتبہ اپنے اہل حرم سے وداع و رخصت ہوئے اور شور گریہ و بکا بلند ہوا تو سکینہ خاتون
مضطرب ہو کر بشدت روئیں اور عرض کیا یَا اَبَهْ رُدَّنَا اِلٰی حَرَمِ جَدِّنَا اے بابا ہم سب کو
ہمارے نانا کے روضہ پر پہنچا دیجئے آہ شاید مقصود یہ ہوگا کہ اگر حضرت مدینہ واپس جائینگے تو اس آفت و
بلا سے محفوظ رہیں گے چہارم جب حضرت اپنے اہل و عیال اور اہلبیت سے وداع و رخصت ہوئے
اور صدائے واویلاہ و واسیداہ و وامظلوماہ بلند ہوئی تو اسوقت سکینہ خاتون نے عرض کیا یَا اَبَهْ قَدِ اسْتَسْلَمْتَ
لِلْمَوْتِ اے بابا آپ نے اپنی مرگ کو گوارا کیا یہ سنکر حضرت نے فرمایا اے نور نظر کیونکر آمادہ مرگ نہو وہ شخص جس کا

کوئی ناصر و مددگار نہ ہو اور نرغۂ اعدا میں گھر گیا ہو آہ یہ سُنکر وہ ستم رسیدہ مظلومی و تنہائی پر اپنے بابا کی بشدت روئیں پس حضرت نے اپنی نورِ نظر کو تسلی و دلاسا دیا اور روانۂ میدان ہوئے شیخ جب ذوالجناح پیشانی اپنی خون سے حضرت کے رنگین کر کے تیروں سے فگار روتا ہوا در خیمہ پر آیا اور جناب زینب نے آواز اُسکی پہچانی اور سکینہ خاتون سے فرمایا کہ اے بیٹی در خیمہ سے تمہارے باپ کے گھوڑے کی آواز آتی ہے آہ مرسلین خدا کسی اُمیدوار کو نا اُمید نہ کرے اُسوقت وہ مظلومہ در خیمہ پر آئیں تو دیکھا کہ گھوڑا حضرت کا خالی ہے سوار سے اور زین اُسپر ایک طرف کو جھکا ہوا ہے اور خون آلودہ تیروں سے فگار کھڑا رو رہا ہے یہ دیکھکر وہ ستم دیدہ بشدت روئیں اور فریاد کرنے لگیں کہ ہائے افسوس بابا میرے شہید ہوئے اور میں یتیم و ناچار ہو گئی چنانچہ شاعر کہتا ہے

آہ از دمیکہ مرکب آل شاہ نوحہ گر	آمد بسوے خیام ز میدان کربلا
غلطید بر زمین و خبر داد از حسین	کے دختر یتیمہ سلطان کربلا
بشنید اہل بیت و سکینہ برہنہ سر	از دیدہ اشک ریز بدامان کربلا
برخاست آہ از سر تو سایہ پدر	از پا فتاد سرو گلستان کربلا
کاکل حسین شد ستمگر تمام گرد	شد نالہ ہا بلند ز ایوان کربلا

ششم جب اہلحرم روتے اور فریاد کرتے ہوئے طرف مقتل کے روانہ ہوئے اور سکینہ خاتون لاش پدر مظلوم سے لپٹ گئیں اور نوحہ و بین جگر خراش کرنے لگیں تو گلوئے بریدہ سے سُنا کہ بطور وصیت کے حضرت فرماتے ہیں شیعتی مَا اِن شَرِبتُم مَاءَ عَذبٍ فَاذکُرُونِی اَو سَمِعتُم بِغَرِیبٍ اَو شَہِیدٍ فَانْدُبُونِی اے شیعو اور دوستو میرے جب کبھی تم آبِ سرد و شیریں پیو تو اُسوقت تم مجھ تشنہ لب کی پیاس ضرور یاد کر لینا اور جب سنو تم کہ کوئی مسافر مبتلائے بلا ہوا کوئی بیجرم و گناہ شہید ہوا تو میری مصیبت پر نوحہ و بکا کرنا یہ سُنکر وہ ستم رسیدہ اور زیادہ بیتاب ہو گئیں اپنے پدر مقتول و مذبوح کی اس قدر روئیں کہ روتے روتے غش آ گیا پس جدا کرنا اُس یتیمہ کا شمر لعین کو ناگوار ہوا اور بظلم و ستم لاش پدر سے جدا کیا ہفتم جب اہلحرم اسیر ہوئے ریسمان ستم سے بندھے ہوئے دربارِ یزید میں کھڑے تھے اور اس لعین نے سکینہ خاتون سے حال رنج و محن راہ کا پوچھا تو وہ مظلومہ بشدت روئیں یہانتک کہ گریہ گلوگیر ہوا اور روتے ہوئے حال شہادت اپنے پدر مظلوم کا اور رنج و غم اور حال اسیری اپنا بیان کیا ہشتم جب سکینہ خاتون نے قیدخانۂ شام میں اپنی جدۂ ماجدہ جناب سیدہ کو خواب میں دیکھا تو اپنے پدر بزرگوار کی مصیبت و شہادت پر روئیں اور انہی عالم رویا میں مخدومہ کی خدمت میں

فریاد اور شکایت کرتی تھیں یَا اُمَّتَاہ اِشْتَبَاحُوا وَاللّٰہِ حَرِیْمَنَا یَا اُمَّتَاہ قَتَلُوا وَاللّٰہِ الْحُسَیْنَ اَبَانَا
اے جدۂ ماجدہ قسم بخدا اعدا نے ہمارے جزع و فزع اور رونے کو مباح کیا اور اعدا نے ہمارے پدر مظلوم
امام حسینؑ کو پیاسا قتل کیا یہ سنکر جناب سیدہ نے فرمایا کُفِّیْ صَوْتَکِ یَا سُکَیْنَۃُ فَقَدْ قَطَعْتِ نِیَاطَ
قَلْبِیْ اے سکینہ چپ رہو اور صبر کرو کہ تو نے اس کلام سے میری رگ دل کو پارہ پارہ کیا ھٰذَا قَمِیْصُ
اَبِیْکِ الْحُسَیْنِ لَا یُفَارِقُنِیْ حَتّٰی اَلْقَی اللّٰہَ تَعَالٰی یہ پیراہن تیرے بابا حسینؑ مظلوم کا ہے اسکو اپنے ساتھ
رکھونگی جب تک کہ حق سبحانہ تعالیٰ سے ملاقات کروں چنانچہ شاعر کہتا ہے کہ جب جناب فاطمہ زہرا
علیہا السلام بروز قیامت عرصۂ محشر میں تشریف لائیں گی تو سر برہنہ زیر عرش الٰہی بشدت روتی
ہوئی فریاد کریں گی تَقُوْلُ یَا عَدْلُ اُحْکُمْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ مَنْ تَعَدّٰی عَلٰی اِبْنِیْ بَعْدَ نَھْبٍ وَقَسْرٍ
اور عرض کرینگی کہ اے عادل و مالک میرے درمیان میں اور ان ظالموں کے حکم کر جنھوں نے میرے فرزند
دلبند پر جور و جفا کیا اور دست ظلم و ستم دراز کیا اَجَالُوْا عَلَیْہِ بِالصَّوَارِمِ وَالْقَنَا ٭ وَکَمْ جَالَ
فِیْھِمْ مِنْ سِنَانٍ وَشَفْرَۃٍ ٭ آہ ہر طرف سے گھیر کے تیر اور خنجر اور تلواروں سے زخمی کیا اور بعضے
وار نیزوں کے لگاتے تھے اور بعض نے خنجر آبدار سے تشنہ لب قتل و ذبح کیا اُسوقت شعلہا
آتش قاتلان امام حسین علیہ السلام کو گھیر لیں گے اور ان اشقیا سے سوال اس خون ناحق ریختہ کا
کیا جاوے گا اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ٭ مجلس ۱۲ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ
الَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں
فرماتا ہے اے حبیب ہمارے بشارت دو صابروں کو جب انکو کوئی مصیبت پہنچے تو کہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا
اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ تحقیق کہ ہم اسی خدا کے بندے ہیں اور اسی کی طرف ہماری بازگشت ہے پس بعد
نزول اس آیہ کریمہ کے وقت مصیبت جس نے زبان اطہر پر پہلے جاری کیا وہ جناب امیر المومنین علی
ابن ابیطالب علیہ السلام ہیں جب جبرئیل نے جناب رسولخدا سے خبر شہادت جعفر طیار آنحضرت
کے بھائی کی بیان کی وَفِی الْکَافِیْ عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ یَنْبَغِیْ لِصَاحِبِ الْمُصِیْبَۃِ
اَنْ یَّضَعَ رِدَائَہٗ حَتّٰی یَعْلَمَ النَّاسُ اَنَّہٗ صَاحِبُ الْمُصِیْبَۃِ اور کافی وغیرہ میں جناب امام
جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ واسطے صاحب مصیبت و عزا کے
سزاوار ہے یہ کہ ردا اپنی رکھے تاکہ لوگ جانیں کہ یہ صاحب عزا و مصیبت ہے اور اس سے تعزیت
کریں اور پرسا دیں وَقَالَ یَنْبَغِیْ لِصَاحِبِ الْمُصِیْبَۃِ اَنْ لَّا یَلْبَسَ رِدَاءً وَاَنْ یَّکُوْنَ فِیْ قَمِیْصٍ
حَتّٰی یُعْرَفَ اور دوسری حدیث میں ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ سزاوار ہے واسطے صاحب مصیبت و عزا کے

یہ کہ ردا نہ اوڑھے اور پیراہن میں رہے تاکہ لوگ جانیں کہ یہی صاحب مصیبت ہے اور بعض احادیث میں
وارد ہے کہ تعزیت و ماتم پرسا قبل دفن میت کے اور بعض میں ہے کہ بعد دفن کے اور بعض میں ہے کہ
قبل و بعد دفن کے صاحب مصیبت کو ماتم پُرسا دینا چاہئیے مگر افسوس ہے حال مظلومی پر امام زین العابدین
علیہ السلام کے کہ روز عاشورا صحرائے کربلا میں بعد شہادت اُن کے پدر مظلوم امام حسین علیہ السلام
کے کسی نے تعزیت و ماتم پرسا نہ دیا بلکہ عوض اسکے اشقیائے کوفہ و شام نے ردا اور عمامہ اُتار لیا اور
فرش اوس تک کھینچ لیا اور اسباب لوٹ لیا اور خیموں میں آگ لگا دی اور طوق و زنجیر میں جکڑ کے اسیر
و مقید کیا اور طرف کوفہ و شام کے مع اہلحرم کے لے چلے چنانچہ جناب مفتی صاحب علیہ الرحمہ لکھتے ہیں

زدند آتش ظلم اندر خیام	گرفتند زیور ز آل کرام
شوند بے چادر و بے ردا	سر زینب و اُم کلثوم را
بدین گونہ بُردند تا شام حیف	ازین ظلم وزین ہتک اسلام حیف
ہمہ دختران رسول خدا	جگر تفتہ دل خستہ سر بے ردا
در آن زمرہ سجاد ہم دستگیر	یتیم و ضعیف و علیل و اسیر

الغرض صاحب مصیبت کو سر و پا برہنہ رہنا اور غم و الم اور مصیبت میں اپنے باپ اور بھائی کے
گریبان چاک کرنا اور آستینوں کو کہنی تک گردانا اور بصورت مصیبت زدوں کی بنانا جائز ہے
خصوصاً مصیبت ابوالائمہ مظلوم کربلا غریب نینوی مقتول ظلم و جفا مسلوب العمامۃ والردا
حضرت امام حسین میں تو اجر و ثواب بے انتہا ہے جیسا کہ آداب زیارت عاشورا میں لکھا ہے اور
مومنین کے اعمال خیر اور افعال حسنہ کو حق سبحانہ تعالی اور رسول خدا اور آئمہ ہدیٰ ناظر ہیں جیسا کہ
قرآن مجید میں ہے فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ حضرات اب کیا بعید ہے کہ امام
زمان حجت خدا اس فعل حسنہ کے ناظر ہوں جس میں آپ بدل و جان مصروف ہیں کہ انکے جد
مظلوم امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر گریہ و بکا کرتے ہیں چونکہ اصل صاحب مصیبت اپنے جد مظلوم کے
جناب صاحب العصر ہیں پس آپ آنحضرت کو پرسا دیجئے اور روتے ہوئے عرض کیجئے کہ السلام علیک
یا حجۃ اللہ یا صاحب العصر عظم اللہ اجرک بمصاب جدک الحسین اے آپ خبر ہوں کہ کونسی مصیبت اس مظلوم
کی بیان کروں آیا یہ بیان کروں کہ اعدا نے روضہ رسول سے بکمال ظلم و ستم جدا کیا اور مع اہلحرم اور
اطفال کے شدت گرما میں آوارہ وطن کیا اور حرم خدا میں بھی جو جائے پناہ ہے رہنے نہ دیا اور در پئے
قتل ہوئے اور مہمان بلا کر صحرائے کربلا میں ہر طرف سے گھیر لیا اور پانی تک بند کیا اور شدت تشنگی

سے نچے زیا واعطش العطش کرتے تھے یا یہ بیان کروں کہ روز عاشورا اصحاب واقربا اور اولاد کو
اس مظلوم کی تیر و نیزہ و تلوار سے زخمی کر کے تشنہ لب قتل کیا یہانتک کہ شاہزادہ جناب قاسم و علی اکبر
شبیہ پیغمبر اور قمر بنی ہاشم جناب عباس سقائے اہلبیت علمدار لشکر شہید ہوئے اور ہاتھوں پر فرزند
شیر خوار علی اصغر تیر ستم سے ذبح ہوا اور حضرت انکی لاشوں کو اُٹھا لاتے تھے اور انکی مظلومی اور
تشنہ لبی پر روتے تھے یا یہ بیان کروں کہ اس یکہ و تنہا کو لاکھوں اشقیا نے ہر طرف سے گھیر لیا اور
تیر باران کیا کوئی نیزہ لگاتا تھا کوئی پتھر مارتا تھا کوئی تلوار لگاتا تھا یہانتک کہ تمام بدن انور
زخمی ہوا اور خون جاری ہوا آہ ہمارے آقا مظلوم کربلا پیشانی انور سے خون پونچھتے تھے جو ایک ظالم
کے پتھر سے مجروح اور شق ہو گئی تھی اور درگاہ الٰہی میں مناجات کرتے تھے فَاَتَاهُ سَهْمٌ
مُحَدَّدٌ مَسْمُوْمٌ لَهٗ ثَلٰثُ شُعَبٍ فَوَقَعَ السَّهْمُ فِيْ صَدْرِهٖ وَقِيْلَ عَلٰى قَلْبِهٖ ناگاہ ایک تیر سہ
پہلو زہر آلودہ لشکر اعدا سے آیا اور وہ تیر ستم سینۂ اقدس پر لگا اور بروایتے قلب انور پر لگا اور خون
مثل فوارہ کے جاری ہوا آہ اُسوقت حضرت فرماتے تھے بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
پس سر اقدس طرف آسمان کے بلند کر کے عرض کیا بار الٰہا تو شاہد رہنا کہ یہ اشقیا آج قتل کرتے ہیں
اس شخص کو کہ جس کے سوا روئے زمین پر کوئی نواسا تیرے رسول کا نہیں ہے پھر آ کر اس تیر سہ پہلو کو
پشت کی جانب سے نکالا کیونکہ سامنے سے نکلنا دشوار تھا آہ اُسوقت خون مثل پرنالہ کے جاری
ہوا اور وہ خون ہاتھ میں لیکر طرف آسمان کے پھینکا اور ایک چلو اپنے چہرۂ انور پر ملا تاکہ اسیطرح
اپنے نانا رسولخدا سے ملاقات کریں ہائے افسوس اُس تیر کے نکلتے ہی ضعیف و ناتوان ہو گئے اور ایک
لحظہ توقف کیا اسی اثنا میں سنان بن انس لعین نے ایک نیزہ سینۂ اقدس پر مارا جسکے صدمہ سے منہ کے
بَل زمین پر تشریف لائے اور تین ساعت تک اسی طرح گرم ریت پر پڑے رہے فَلَمَّا اَفَاقَ مِنْ غَشْوَتِهٖ
وَثَبَ لِيَقُوْمَ لِلْقِتَالِ فَلَمْ يَقْدِرْ عَلَيْهِ فَبَكٰى بُكَاءً عَالِيًا وَنَادٰى پس جب اس مظلوم کو غش
سے افاقہ ہوا تو بکمال شجاعت اُٹھ بیٹھے اور چاہا کہ کھڑے ہوں اور اعدا سے جہاد کریں وہ اُسوقت بسبب کمال ضعف
ناتوانی کے نہ اُٹھ سکے پس با آواز بلند رونے اور نالہ و فریاد کرنے لگے وَاجَدَّاهُ وَامُحَمَّدَاهُ وَاعَلِيَّاهُ وَاحَسَنَاهُ وَاحَمْزَتَاهُ
وَاجَعْفَرَاهُ وَاقِلَّةَ نَاصِرَاهُ بعد اسکے فرماتے تھے اُقْتَلُ مَظْلُوْمًا وَجَدِّيْ مُحَمَّدُنِ الْمُصْطَفٰى وَاُذْبَحُ عَطْشَانًا وَ
اَبِيْ عَلِيُّنِ الْمُرْتَضٰى وَاُتْرَكُ مَقْتُوْلًا وَاُمِّيْ فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ ہائے افسوس میں حالت مظلومی میں قتل کیا جاتا ہوں
حالانکہ نانا میرے رسولخدا ہیں اور پیاسا ذبح کیا جاتا ہوں حالانکہ بابا میرے علی مرتضیٰ ہیں اور اس بیکسی سے خاک گرم پر گرا دیا
گیا ہوں اور ماں میری فاطمہ زہرا ہیں اس مقام پر تحفۃ الحسینیہ میں لکھا ہے کہ قلب میں ایک رگ ہے اور نام اسکا

زمین ہے اگر وہ قطع ہو جاوے تو پھر زندگی مشکل ہے آہ اس مصیبت کو معصوم اپنے جد مظلوم کی زیارت میں فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی الْمَقْطُوْعِ الْوَتِیْنِ سلام ہو اُس فرزند رسول پر جس کی رگ دل کاٹی گئی ہائے افسوس اس ظلم وستم پر بھی اعدا نے اکتفا نہ کی اور ایسے زخمی اور تشنہ لب کو حالِ حیات ہی میں شہید کیا اور تھوڑی دیر کی زندگی بھی ناگوار ہوئی۔

چنانچہ جناب مفتی صاحب علیہ الرحمہ لکھتے ہیں

عجب عجلتے در جفا کردہ اند	کہ در زندگی سر جدا کردہ اند
دراں حال شد روز روشن سیاہ	عیاں گشت روزانہ پروین وماہ
زمین زین مصیبت طپیدن گرفت	ہوائے سیاہی وزیدن گرفت
تلاطم در امواج دریا فتاد	تزلزل در ارکان دنیا فتاد
ولے قوم بدباطن وسنگدل	نگشتند از فعل خود منفعل
تنش را فگندند بر ریگ گرم	ز روئے پیمبر نہ کردند شرم
بغارت ربودند از جسم شاہ	قبا و عبا و ردا و کلاہ

آہ کیسے سنگدل تھے وہ اشقیا کہ بعد قتل کرنے اُس مظلوم کے بھی کوئی دقیقہ ظلم وستم کا فروگذاشت نکیا

لعیناں پس از کشتنِ شمع دیں	پشیماں نگشتند از جور و کیں
نیامد بجز تعزیت ہیچ کس	برین قتل و غارت نکردند بس

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۲۲

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ ہر ذیحیات تلخی موت کا چکھنے والا ہے واقعی مومنین اگر انسان مدت دراز تک بھی اس دار دنیا میں بسر کرے تو آخر موت ہے اس سے کسی کو چارہ نہیں ہے اور موت کے نزدیک ہر صغیر و کبیر اور امیر و فقیر برابر ہے اور تصور کیجئے کہ وہ احباب و برادران ایمانی کہاں گئے جو ہم پہلو آپکے مجالس میں بیٹھتے تھے پس عاقل کو کار آخرت سے غافل نہ رہنا چاہیے نہ لذت و عیش دنیا پر اعتماد و بھروسہ کرنا چاہیے کیونکہ یہ فانی ہے کسی سے وفا نہیں کی ہے اور دنیا دار بے وفا اور بدترین جگہ ہے کہ جہاں لوگ نافرمانی خدا کی کرتے ہیں اسکی مثال لطیف منہج الیقین وغیرہ میں یوں لکھی ہے کہ کسی شخص کو ایک ریسمان سے باندھ کے کنوئیں میں لٹکا دیا ہے اُس نے تہ میں چاہ کے دیکھا کہ ایک اژدہا بزرگ منہ کھولے ہوئے متوجہ اس شخص کی طرف اور اسکے گرنے کا ہے اور اس چاہ پر دو موش ہیں ایک سفید اور دوسرا سیاہ وہ دونوں برابر اس ریسمان کے رشتوں کے

کاٹنے میں مشغول ہیں اور یہ شخص اس ریسمان سے بندھا اور لٹکا ہوا ہے اور وہ دونوں موش ریسمان کے کاٹنے سے کسی وقت غفلت و سستی نہیں کرتے ہیں اور یہ شخص جانتا ہے کہ جس وقت وہ ریسمان کو قطع کر چکیں گے تو میں کنوئیں میں گر پڑوں گا اور دہن میں اژدہے کے جاؤں گا باوجود اسکے جب اس شخص نے کنوئیں کی دیوار پر نظر کی تو دیکھا کہ تھوڑا سا شہد اس دیوار میں لگا ہے اور خاک دیوار ممزوج ہے اور اس شہد پر مگس اور زنبور بکثرت جمع ہیں پس وہ شخص ان سب آفات و بلیات سے دیدہ و دانستہ غافل ہو کر شہد کے چاٹنے میں مشغول ہوا اور ہمہ تن اس بات پر آمادہ و مستعد ہوا کہ مگس و زنبور کو دور کر کے تھوڑا سا شہد حاصل کر کے اس سے لذت اٹھاؤں پس مراد چاہ سے دنیا ہے اور ریسمان سے عمر انسان کی ہے جس سے وہ بندھا ہوا ہے اور اژدہا دہن کشادہ موت ہے اور دو موش سفید و سیاہ جو اس ریسمان کو قطع کرتے ہیں وہ دن اور رات ہیں کہ اسکی عمر کو ہر لحظہ کم کرتے جاتے ہیں اور شہد لذات دنیا ہیں اور خاک اس میں ملی ہے وہ آفات و بلیات اور کدورتہا دنیا ہیں اور مگس و زنبور اہل دنیا ہیں جو گرد اسکے جمع ہو کر ہجوم کئے ہیں واقعی حضرات یہی حال دنیا کا ہے چنانچہ جاہل و غافل کی انتہائے نظر دار دنیا ہی پر پڑتی ہے اور اسی کو جائے امن و راحت اور آرام جانتا ہے اور عاقل و عالم اور صاحب معرفت کی انتہائے نظر دار دنیا سے نفوذ کر کے دار آخرت یعنی بہشت بریں پر جا پڑتی ہے جو در حقیقت مقام امن و راحت اور آرام ابدی اور سرمدی ہے جس کا خدا نے مومنین و متقین سے وعدہ کیا ہے پس نور ایمان کی حفاظت و حراست واجب و لازم ہے مقام غور ہے کہ اغنیا کے پاس جو مال دنیائے فانی مثل طلا و نقرہ اور لعل و جواہر وغیرہ ہوتا ہے تو اسکو کس اہتمام اور استحکام سے زنجیر و قفل لگا کے صندوق میں بند کرتے ہیں اور مکان مضبوط و محفوظ میں بحفاظت تمام مخفی رکھتے ہیں اور گرد اسکے نگہبان معین و مقرر کرتے ہیں تاکہ کوئی غیر شخص دست رس نہ پاوے یا دزد وغیرہ نہ لے جاوے باوجود اس استحکام کے خود مالک مال کو اسکی فکر و تشویش میں نیند نہیں آتی ہے اور اگر اس مال یا آمدنی سال میں اتفاقاً کچھ خلل ہوا تو کس قدر رنج و غم اور صدمہ ہوتا ہے کہ خواب و خورد دشوار ہو جاتا ہے اسیطرح بدن انسان صندوق مقام محفوظ متاع بیش بہا نور ایمان کا ہے جسکے راہزن اور دزد و دشمن شیاطین جن و انس اور افواج شیطان یعنی جو معصیت و گناہ کو اسکی نگاہ میں مزین و آراستہ کر کے زیب دیکر وہ متاع بیش بہا لے جاتے ہیں جسکے گم ہونے سے اسکو افسوس بھی نہیں ہوتا ہے پس انسان کو چاہئے کہ اپنے دُرِ آبدار یعنی نفس ناطقہ کی صفائی و پاکیزگی ہر وقت مد نظر رکھے صندوق یعنی بدن کی زینت و آراستگی اور شکم پری میں ہے ورنہ حیوان

ناطق اور مطلق میں کیا فرق ہوگا اور ایمان کامل کے اجزا ہیں مثل نماز و روزہ اور حج و زکوٰۃ و خمس وغیرہ
کے پس اگر بعد تحقیق وجوب کے مکلف کسی جز کے بعمل لانے میں غفلت و سستی کرے تو ایمان کامل نہیں
ہو سکتا ہے پس انسان کو چاہیئے کہ تفکر ذکر و یاد خدا اور اسکے صنائع و بدائع میں کرے اور اسلاف کو یاد
کرے کہ کہاں گئے اور اپنے حالات میں غور و فکر کرے کہ آیا حالت میری نیک ہے یا بد ہے اور درمیان خدا
اور اپنے نفس کے کیا حالت ہے اور احکام رسولؐ و امامؑ پر عمل کرے اور انکی متابعت و پیروی کرے اور
خوف معاد کرے اور موت کو زیر نظر رکھے اور عقائد حقہ درست رکھے اور نور ایمان کو شیاطین جن و
انس سے حفاظت کرے اور تفکر اور حب جاہ و مال دنیا میں عمر عزیز کو ضائع نہ کرے مگر وائے ہو اشقیائے
کوفہ و شام پر جو ادعائے اسلام کرتے تھے وہ ایسے حبّ جاہ و مال دنیا میں معروف ہوئے کہ مطلق
پیروی رسولؐ و امامؑ کا خیال بھی نہ کیا اور نہ خوف معاد کیا اور موت کو بھی فراموش کر گئے جو یقینی اور
بدیہی ہے اور حکومت و ثروت چند روزہ پر بکمال تکبر و غرور اور حسد و کینہ درپئے قتل اولاد رسولؐ کے
ہوئے یہانتک کہ جناب امام حسین علیہ السلام کو آوارہ وطن کیا اور جہاں بلاکر ٹھہرائے کربلا میں ہر طرف سے
گھیر لیا اور پانی تک بند کیا اور راہ چارہ و تدبیر کی مسدود کر دی چنانچہ تحفۃ الحسینیہ وغیرہ میں لکھا ہے
کہ ابن زیاد لعین نے مسجد کوفہ میں قبائل عرب کو جمع کرکے منبر پر جاکر واسطے تحصیل جاہ و مال دنیا کے تاکید
اور طمع دلا کر دی انعام یزید کی اور باواز بلند کہا من منکم یاتینی براس الحسین فلہ الجائزۃ العظمیٰ یعنی کون شخص
تم میں ایسا ہے جو سر اقدس حسین بن علیؑ کا کاٹ کر میرے پاس لے آوے اور عوض میں اسکے انعام عظیم
و کثیر اسکو دیا جائیگا یہ سنکر کسی نے جواب نہ دیا بعد اسکے پھر پکار کر کہا من یاتینی براس الحسین فلہ
ما تمنّی من ملک الری عشر سنین یعنی کون شخص تم میں سے ایسا ہے جو سر انور حسین بن علیؑ کا کاٹ کر میرے
پاس لے آوے تو اسکے عوض میں دس برس تک حکومت ملک رے اسکو دیجائیگی یہ سنکر عمر سعد لعین سر دربار
کھڑا ہوا اور اس سگ دنیا نے اس امر کو اختیار کیا اور دوسرے دن لشکر لیکر روانہ کربلا ہوا بعد اسکے
ابن زیاد برابر لشکر کثیر کو روانہ کرتا رہا یہانتک کہ دوسری محرم سے نویں تاریخ تک میدان کربلا مملو
کیا اور روز بروز فرزند رسولؐ پر شدت کرنے لگے آخر کار روز عاشورا آمادہ جنگ ہو کر ہجوم کیا اسوقت
حضرت سوار ہوئے اور مع چند اصحاب کے سامنے لشکر اعدا کے کھڑے ہو کر وعظ و نصیحت فرمائی اور
خوف خدا سے ڈرایا اور اتمام حجت فرمائی اور اپنے حسب و نسب سے آگاہ کیا مگر وہ اشقیا اپنے
ظلم و ستم سے باز نہ رہے بعد اسکے فرمایا نِعمَ الرَّبُّ رَبُّنَا وَ بِئسَ العَبِیدُ اَنتُم اَقرَرتُم بِالطَّاعَۃِ
وَاٰمَنتُم بِالرَّسُولِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ اِنَّکُم زَحَفتُم اِلٰی ذُرِّیَّتِہٖ وَ عِترَتِہٖ تُرِیدُونَ قَتلَھُم کیا خوب

پروردگار تمہارا ہے اور تم اسکے کیسے بُرے بندے ہو کہ پہلے تم نے اقرار وحدانیت و طاعت خدا کا کیا اور رسالت پر جناب رسولخدا کی ایمان لائے بعد اس کے تم سب ایسے رُو گرداں ہو گئے کہ آنحضرت کی ذریت و عترت کے قتل کا ارادہ رکھتے ہو پس جب وہ اعدا راہ راست پر نہ آئے تو اسوقت فرمایا لَقَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْكُمُ الشَّيْطَانُ فَاَنْسَاكُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ فَتَبًّا لَكُمْ وَلِمَا تُرِيْدُوْنَ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ تحقیق کہ شیطان تم پر ایسا مسلط ہوا ہے کہ ذکر خدا تمہارے دلوں سے بھلا دیا پس وائے ہو تم پر اور تمہارے ارادۂ فاسدہ پر بدرستیکہ ہم اسی خدا کے بندے ہیں اور اسی کی طرف ہماری بازگشت ہے آہ مومنین کس کس طرح سے حضرت نے اتمام حجت فرمائی لیکن وہ سنگدل قتل سے باز نہ رہے آخرکار لڑائی شروع ہوئی اور ہنگامۂ کارزار گرم ہوا اور اصحاب و اقربائے امام حسین نے بکمال شجاعت اور استقلال و ثابت قدمی نصرت و مدد میں فرزند رسول کی وہ جانبازی اور تلوار کی کہ صفوف لشکر اعدا کو درہم و برہم کر دیا آخر ان اشقیا نے ہجوم کرکے تمام اصحاب و اقربا اور اولاد آنحضرت کے تشنہ لب شہید کیا اور وہ مظلوم یکہ و تنہا رہ گئے اور اپنے اہل حرم کے حال اسیری اور غربت و بیکسی کو یاد کرکے روتے تھے کبھی لاشہائے شہدا پر گریہ و بکا کرتے تھے ہائے فریاد از غریبی و بے یاری حسین فرزند زہرا ہائے و جدم و زاری حسین

پس حضرت اپنے اہلبیت سے رخصت وداع آخری ہوئے اسوقت شور گریہ و بکا حرم سرا میں بلند ہوا اور سامنے لشکر اعدا کے بنا بر اتمام حجت کے فریاد و استغاثہ کیا یہ رافت و رحمت تھی امت پر ورنہ عاجز نہ تھے اور نہ موت سے ڈرتے تھے بلکہ مقصد یہ تھا کہ یہ لوگ قتل فرزند رسول سے ضائع و ہلاک اور مستحق نار نہوں پس باواز بلند فرمایا اَمَا مِنْ نَاصِرٍ يَنْصُرُنَا اَمَا مِنْ مُغِيْثٍ يُغِيْثُنَا اَمَا مِنْ مُوَحِّدٍ يَخَافُ اللّٰهَ فِيْنَا آیا ہے کوئی نصرت کرنے والا کہ ہماری نصرت کرے آیا ہے کوئی فریادرس کہ ہماری فریاد کو پہنچے آیا ہے کوئی خدا پرست جو ہمارے بارے میں خوف خدا کرے آہ جب کسی نے جواب نہ دیا تو اس وقت فرمایا اَمَا مِنْ ذَابٍّ يَذُبُّ عَنْ حَرَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ آیا ہے کوئی دفع کرنے والا جو اس آفت و بلا کو حرم رسولخدا سے دور کرے ہائے افسوس ایسے مہربان اور شفیق امت کو عوض فریادرسی کے ان اشقیا نے تیروں سے کیا کوئی نیزوں کے وار لگاتا تھا کوئی سنگدل پتھر مارتا تھا کوئی تلواریں مارتا تھا یہاں تک کہ زخمی ہو کر ذوالجناح سے منہ کے بل بروئے زمین تشریف لائے اور رخسارہ انور خاک آلودہ ہوا جیسا کہ معصوم زیارت ناحیہ مقدسہ میں فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَى الْخَدِّ التَّرِيْبِ سلام ہو اس رخسارہ انور پر جو خاک آلودہ ہوا اَللّٰهُمَّ الْعَنْ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

مجلس ۲۳ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اُدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ حق سبحانہ تعالی قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ تم ہم سے دعا کرو تو میں تمہاری دعا کو قبول کروں اور تمہاری حاجتوں کو روا کر دونگا اور حدیث

یس وارد ہے کہ بہترین اوقاتِ دعا بعد ہر نماز یومیہ کے ہے سُبحان اللہ یہ تفضل و لطف باری بطفیل و برکت حضرت محمدؐ و آل محمد صلے اللہ علیہ و آلہ اور محبت و ولایت اور اطاعت حضرت امیر المومنین اور ان کی اولاد طاہرینؑ کی ہر مومن کے نسبت ہے آب تصور کیجئے کہ آنحضرت کا درگاہ خدا میں کیا مرتبہ و عظمت و جلالت اور رفعت و منزلت اور قرب الٰہی ہے عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهُ قَالَ اِنَّ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَنَسَ بْنَ مَالِكٍ سَائِرَانِ نَاتِيَا قَبْرَ خَدِيْجَةَ الْكُبْرٰى چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت نے ایک مرتبہ جدّ بزرگوار میرے امام حسین علیہ السلام اور انس بن مالک باہم چلے جاتے تھے اور قبر پر خدیجہ کبریٰؑ کی آئے فَبَكَى الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ قَالَ لَهُ اِذْهَبْ عَنِّيْ قَالَ فَلَمَّا طَالَ وُقُوْفُهٗ فِي الصَّلٰوةِ سَمِعْتُهٗ قَائِلًا پس جناب امام حسین علیہ السلام بشدت روئے بعد اسکے انس سے فرمایا مجھ سے علیحدہ ہو پس وہ ایک گوشہ میں جدا بیٹھا راوی کہتا ہے کہ جب حضرت کو نماز میں دیر ہوئی تو سنا میں نے کہ وہ جناب درگاہ الٰہی میں باواز حزیں دعا و مناجات کرتے تھے منجملہ اسکے چند شعر یہ ہیں ؎ يَا رَبِّ يَا رَبِّ اَنْتَ مَوْلَاهُ فَارْحَمْ عُبَيْدًا اِلَيْكَ مَلْجَاهُ اے پروردگار میرے تو میرا مالک و آقا ہے پس رحم کر تو اس بندہ حقیر پر جو تیری ہی جانب التجا لایا ہے ؎ يَا ذَا الْمَعَالِيْ عَلَيْكَ مُعْتَمَدِيْ طُوْبٰى لِمَنْ كُنْتَ اَنْتَ مَوْلَاهُ اے صاحب کبریائی و بزرگواری تو ہی میرا محل توکل و اعتماد ہے خوشا حال اس بندہ کا جسکا تجھ سا مالک و آقا ہو اِذَا اشْتَكٰى بَثَّهٗ وَغُصَّتَهٗ اَجَابَهُ اللّٰهُ ثُمَّ لَبَّاهُ جب بندہ اپنے رنج و غم کی شکایت کرتا ہے تو خداوند عالم اپنی بندہ نوازی اور فریاد رسی سے جواب دیتا ہے اور لبیک کہتا ہے فَنُوْدِيَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ اللّٰهِ الْمَلِكِ الْعَلَّامِ پس جب حضرت یہ عرض کر چکے تو جانب خدا سے آواز آئی لَبَّيْكَ عَبْدِيْ وَاَنْتَ فِيْ كَنَفِيْ وَكُلَّمَا قُلْتَ قَدْ عَلِمْنَاهُ اے بندے میرے میں حاضر و موجود ہوں اور تو میری پناہ میں ہے اور جو کچھ تو نے کہا اس سے ہم آگاہ ہوئے صَوْتُكَ تَشْتَاقُهٗ مَلَائِكَتِيْ فَحَسْبُكَ الصَّوْتُ قَدْ سَمِعْنَاهُ اے حسینؑ تمہاری آواز کے تو ملائکہ ہمارے مشتاق رہتے ہیں پس کافی ہے آواز تمہاری جو ہم نے سنی ہے ؎ دُعَاكَ عِنْدِيْ يَجُوْلُ فِيْ حُجُبٍ فَحَسْبُكَ السَّتْرُ قَدْ سَفَرْنَاهُ اے حبیب ہمارے دعا تیری گرد ہمارے حجاب ہائے قدرت کے پھر رہی ہے پس ہم نے سراپردہ ہائے قدرت تیرے سامنے سے اٹھا دیئے ہیں کیوں مومنین جس مقبول باری کی آواز حق سبحانہ تعالےٰ کو ایسی مرغوب و پسند ہو اور وقت دعا کے آواز دے کر اے حسینؑ تمہاری آواز کے تو ملائکہ ہمارے مشتاق رہتے ہیں ہائے افسوس روز عاشورا صحرائے کربلا میں ظاہری کلمہ گو کلام اس فرزند رسولؐ کا نہیں

اور ہجوم کرکے آمادۂ قتل ہوں چنانچہ تحفۃ الحسینیہ وغیرہ میں منقول ہے کہ جب صبح عاشورا لشکر اعدا صف آرا ہوا اور میمنہ اور میسرہ اور قلب لشکر درست ہو چکا تو اسوقت امام حسین علیہ السلام گھوڑے پر سوار ہو کر مع چند انصار کے بکمال ترحم سامنے اس قوم اشرار کے تشریف لے گئے تاکہ وعظ و نصیحت فرمائیں اور اتمام حجت کریں اسلئے کہ یہ لوگ آخرت میں ہلاک نہوں یہ دیکھکر ان اشقیا نے گرد حلقہ کیا اور آوازیں بلند کی اور شور و غوغا کرنے لگے تاکہ آواز آنحضرت کی نہ سنیں پس حضرت نے باواز بلند فرمایا کہ ایہا الناس خاموش رہو گاہ ان اشقیا نے انکار کیا اور استہزا کرنے لگے فَقَالَ الْحُسَیْنُ یَا اَهْلَ الْعِرَاقِ فَاسْمَعُوْا قَوْلِیْ وَاِنَّمَا اَدْعُوْکُمْ اِلٰی سَبِیْلِ الرَّشَادِ اسوقت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اے اہل عراق والے ہو تم یہ کلام میرا تو سن لو کہ میں کیا کہتا ہوں تحقیق کہ میں تم کو طرف راہ راست کے ہدایت کرتا ہوں اور راہ ضلالت و گمراہی کو چھوڑ دو ورنہ فردائے قیامت کو عذاب سخت میں گرفتار ہو گے پس ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگا اور آپس میں کہنے لگے سن لو کہ یہ کیا کہتے ہیں افسوس اس وقت مجمع عام میں شمر نے بے ادبانہ پکار کر کہا اے فرزند فاطمہ کیا کہتے ہو فَقَالَ اَقُوْلُ اتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّکُمْ وَلَا تَقْتُلُوْنِیْ حضرت نے فرمایا میں یہ کہتا ہوں کہ تم لوگ خوف خدا کرو اور اپنے پروردگار سے ڈرو اور میرے قتل سے باز رہو فَاِنَّهٗ لَا یَحِلُّ لَکُمْ قَتْلِیْ وَلَا انْتِهَاکُ حُرْمَتِیْ کیونکہ قتل میرا کسی طرح تمہیں حلال نہیں ہے اور ہتک حرمت میری تمہیں جائز نہیں ہے فَاِنِّیْ ابْنُ بِنْتِ نَبِیِّکُمْ وَجَدَّتِیْ خَدِیْجَةُ زَوْجَةُ نَبِیِّکُمْ اسلئے کہ میں فرزند ہوں تمہارے پیغمبر کی بیٹی فاطمہ زہرا کا اور نانی میری خدیجۃ کبریٰ زوجہ رسول خدا ہیں ان اشقیا نے جواب دیا یَا حُسَیْنُ نُقَاتِلُکَ بُغْضًا مِنَّا لِاَبِیْکَ بِمَا فَعَلَ بِاَشْیَاخِنَا یَوْمَ بَدْرٍ وَحُنَیْنٍ اے حسین ہم آپ کو قتل کرتے ہیں بسبب اس عداوت اور غصہ اور کینۂ دیرینہ کے جو ہم کو آپ کے باپ سے ہے کہ انہوں نے بروز جنگ بدر اور احد و حنین اور معارک صفین و نہروان میں ہمارے بزرگوں اور اقربا کو قتل کیا ہے فَلَمَّا رَاٰهُمُ الْحُسَیْنُ مُصِرِّیْنَ عَلٰی قَتْلِهٖ اَخَذَ الْمُصْحَفَ وَنَشَرَهٗ جب امام حسین علیہ السلام نے ان اعدا کو اپنے قتل پر مصر پایا تو قرآن مجید اپنے ہاتھ میں لیا اور اسکو کھولا وَنَادٰی بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ کِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ جَدِّیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اور آواز دی کہ درمیان ہمارے اور تمہارے یہ کتاب اللہ اور سنت ہمارے نانا رسول خدا کی ہے کیا تم کو کہ یہ حدیث جناب رسولخدا کی تم تک نہیں پہنچی اور تم نے نہیں سنا قول آنحضرت کا جو میرے اور میرے بھائی کے حق میں فرمایا ہے هٰذَانِ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ یہ دونوں فرزند میرے سردار ہیں جوانان اہل جنت کے یہ سنکر ان اشقیا نے انکار کیا کیونکہ مومنین جو بزرگوار مہربان اور شفیق امت اور ذی

خلق ہو اور بکمال ترحم وعظ و نصیحت کرے اور ثقلین یعنی کتاب اللہ اور عترت و ذریت رسولؐ ظاہر بظاہر دکھلائے جنکی اطاعت و پیروی اور محبت و مودت کا حکم جانب خدا و رسول سے تھا اور وہ چاہے کہ یہ لوگ عذاب آخرت میں مبتلا نہوں اسکو ایسا جواب بے ادبانہ دینا تو مناسب نہ تھا اور وہ ایسا کریم و رحیم ہو کہ اپنے قاتل کی بھی تکلیف گوارا نہو مثل شمر لعین کے جو جنگ نہروان میں اسیر ہو کر آیا تھا اور ریسمان سے بندھا ہوا ایک مقام پر مقید تھا اور پیاس سے زبان باہر نکل آئی تھی اتفاقاً اس طرف گذر امام حسینؑ کا ہوا فَقَالَ الشِّمْرُ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ اَلْعَطَشُ اَلْعَطَشُ اسوقت شمر نے عرض کیا اے ابو عبد اللہ الحسینؑ میں پیاسا ہوں باوجودیکہ حضرت اپنے جد امجد اور پدر بزرگوار سے اپنے قاتل کا نام و نشان سن چکے تھے اور خود جانتے تھے کہ یہ قاتل میرا ہے پس اس کا حال دیکھکر اس کریم ابن کریم کو رحم آگیا اور سیراب کر کے ریسمان کھولدی اور اپنے پدر بزرگوار حضرت امیر المومنینؑ سے اسکی سفارش کر کے جان بخشی فرمائی اور صبح عاشورا بھی حضرت نے اپنے قاتل شمر لعین کو قتل سے بچایا جب اس ناری نے کنارہ پر خندق کے آتش دوزخ کا ذکر کیا اسوقت مسلم بن عوسجہ غضبناک ہوئے اور چاہا کہ ایک تیر مار کے شمر ملعون کو واصل نار کریں کیونکہ وہ لعین ان کے تیر کے زد پر تھا پس حضرت نے منع کیا اور فرمایا لَا نَبْدَءُ اَبَا الْقِتَالِ ہم اپنی طرف سے ابتدا بجنگ و قتال نہ کرینگے جبتک کہ وہ لوگ سبقت نہ کریں حضرات شمر بن ذی الجوشن لعین کے حالات دیکھنے سے تعجب ہوتا ہے کہ یہ کیسا مرتد اور شریر تھا کیونکہ جتنے صفات ذمیمہ ہیں وہ سب اس میں جمع تھے مانند حسد و کینہ اور حرص و تکبر جو اصول کفر کے ہیں اور بغض و عناد اور شقاوت و شرارت اور فتنہ و فساد اور ظلم و ستم اور سنگدلی اور بیرحمی اور بے ادبی اور بیحیائی اور بدگوئی اور بخل وغیرہ کے کہ کیسے کیسے صدمات جسمانی اور روحانی امام حسین علیہ السلام کو پہنچائے ہیں اور کہاں کہاں احسان فراموشی کی ہے منجملہ ان کے نو مقام اجمالاً یہ ہیں اول جب کربلا سے نامہ ابن سعد کا کوفہ میں ابن زیاد لعین کے پاس پہنچا اور اس میں لکھا تھا کہ مجھ سے اور حسین بن علیؑ سے ملاقات ہوئی پس میں نے دریافت کیا کہ آپ کس لئے تشریف لائے ہیں فرمایا میں حسب الطلب اہل کوفہ کے یہاں آیا ہوں اب اگر میرا آنا تم سب کو ناگوار ہو تو میں واپس چلا جاؤں پس اس نامہ کو دیکھ کر ابن زیاد اپنے رفقا سے کہنے لگا کہ یہ نامہ عبرت خلق کے لئے کافی ہے اسوقت شمر لعین وہاں موجود تھا کہنے لگا اِنَّ الْحُسَیْنَ قَدْ نَزَلَ بِاَرْضِكَ وَصَارَ فِیْ قَبْضَتِكَ اِنْ خَرَجَ مِنْ بِلَادِكَ وَلَمْ یَضَعْ یَدَہٗ فِیْ یَدِكَ فَلَتَكُوْنَنَّ اَذَلَّ وَاَمِیْرُكَ عَلٰی وَہْنٍ اے ابن زیاد تحقیق کہ حسین بن علیؑ تیری سرحد حکومت میں آچکے ہیں اور تیرے قبضہ میں آگئے ہیں اب اگر تیرے ملک سے نکل جائیں گے اور

بیعت یزید کی نہ کرینگے تو ان کا غلبہ ثابت ہوگا اور تیری اور تیرے امیر کی سستی ظاہر ہوگی یہ سنکر ابن زیاد نے کہا اے شمر رائے تیری اس بارہ میں درست ہے پس اسیوقت ابن زیاد نے ابن سعد کو لکھا کہ حسینؑ بن علیؑ سے بیعت یزید کی لینا ورنہ سر ان کا کاٹ کر روانہ کرنا دوم جب شمر لعین مع لشکر کوفہ سے وارد کربلا ہوا تو اسیوقت ابن سعد نے بترغیب شمر کے حضرت پر شدت کی اور کنارۂ نہر فرات پر چار ہزار تیر انداز زرہ پوش مقرر کئے اور شدت تشنگی سے خیمہ گاہ میں فریاد العطش العطش بلند ہوئی یہ تدبیر ان اشقیا نے اولاد رسولؐ کے قتل کی کی کہ پانی ایسی چیز جو باعث حیات اور وافر اور بے قیمت ہے پہلے ہی سے بند کردی حالانکہ نہر فرات مہر جناب سیدہؑ میں تھی اور بنی فاطمہؑ کا حق اس میں زیادہ تھا سوم جب شمر لعین نے گرد خیام اہلبیت خیر الانام کے خندق میں آگ روشن دیکھی تو اس ناری نے پکار کر کہا یا حُسَیْنُ اَتَعَجَّلْتَ بِالنَّارِ قَبْلَ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ اس کا ترجمہ کس زبان سے بیان کروں لیکن حضرتؑ نے جواب دیا اے ملعون تو ہی سزاوار آتش دوزخ کا ہے چہارم جب ہنگامۂ کارزار گرم ہوا اور مبارزطلبی شروع ہوئی تو ایک ایک دلیر حضرتؑ کے اصحاب و اقربا سے بکثرت اشقیا کو قتل کرکے درجۂ شہادت پر فائز ہوتا تھا یہ دیکھکر شمر لعین نے بکمال شرارت اپنے لشکر کو آواز دی کہ ہر چہار طرف سے ہجوم کرکے انکو گھیر کے قتل کرو تاکہ جنگ و کارزار جلد ختم ہو جاوے پس ترغیب سے شمر لعین کے اعدا نے ہر طرف سے ہجوم کیا اور جنگ مغلوبہ ہوا کی یہانتک کہ سب اصحاب و اقربا حضرت کے شہید ہوئے پنجم جب اعدا نیزے علم کئے ہوئے قریب خیموں کے آگئے تو شمر ملعون اپنے لشکر سے آگ طلب کرنے لگا اور خیموں میں نیزے چبھوتا تھا اور بکمال عداوت چاہتا تھا کہ حضرت کی زندگی میں خیموں کو غارت کرکے آگ لگا دے ششم جب حضرت یکہ و تنہا بے ناصر و مددگار باقی رہے اور اعدا نے شدت کی یہانتک کہ چھ مہینے کا بچہ تیر ستم سے ہاتھوں پر پیاسا شہید ہوا تو اسوقت خود مشغول جہاد ہوئے اور لشکر اعدا پر حملہ کرکے تیس ہزار شقی کو قتل کیا اور باقیماندہ فرار ہوگئے اور کنارہ نہر کا صاف و پاک ہوا اسوقت ذوالجناح کو فرات میں ڈالدیا اور چاہا کہ پانی پئیں تو شمر ملعون جانتا تھا کہ حضرت بڑے غیور ہیں تو پکار کر کہا یا حُسَیْنُ اَدْرِكْ خَیْمَتَكَ اے حسینؑ اپنے خیموں کی خبر لیجئے کہ تاراج ہوتے ہیں پس حضرت بخیال ناموس نہر سے پیاسے باہر تشریف لائے اور متوجہ خیمہ گاہ ہوئے اور بروایتے حرملہ نے دہن اطہر پر تیر مارا اور خون جاری ہوا پس اس مکر و فریب اور ظلم سے پانی پینے سے مانع ہوئے ہفتم جب شمر لعین نے حضرت کو معرکہ جہاد میں باوجود تنہائی اور تشنہ لبی اور زخمی ہونے کے مطمئن اور مستقل اور ثابت قدم پایا تو اپنے لشکر کے چار فرقے کئے ایک فرقہ تیر اندازوں کا دوسرا فرقہ نیزہ بازوں کا تیسرا فرقہ سنگ اندازوں کا چوتھا فرقہ شمشیر زنوں کا اور ہر چہار

طرف سے ہجوم کر کے گھیر لیا اور تیر باران کیا کوئی نیزہ لگاتا تھا کوئی پتھر مارتا تھا کوئی تلوار لگاتا تھا
یہانتک کہ بدن اطہر مجروح ہوگیا اور خون جاری ہوا اور ناتوان ہوگئے ہشتم جب حضرت بسبب نیزہ
مارنے شمر اور بقولے سنان کے ذوالجناح سے زمین پر تشریف لائے چونکہ زخمی کو پیاس بہت ہوتی
ہے تو پانی طلب کیا اور فرمایا العطش العطش اے شمر پیاسا ہوں پیاسا ہوں ہائے افسوس اس شقی
نے عوض پانی کے جواب دیا یَا حُسَیْنُ لَا تَذُوْقُ الْمَآءَ حَتّٰی تَرِدَ الْحَامِیَةَ آہ اسکا ترجمہ کس
زبان سے بیان کروں کہ اس جہنمی نے کہاں کے آب گرم کے پینے کا ذکر کیا لیکن حضرت نے فرمایا تو
ہی نار جہنم کے لائق ہے اور ہم آل رسولؐ پر آگ حرام ہے نہم جب حضرت خاک و خون آلودہ ریگ
گرم پر زخموں سے چور چور غش میں پڑے تھے تو سنان شقی بارادہ ذبح قریب آئے مگر بسبب عظمت
وجلالت ان حضرت کے کسی کو جرأت ذبح کرنے کی نہ ہوئی اور واپس چلے گئے بعد ان کے شمر لعین
آگے بڑھا اُس وقت حضرت زبان خشک اپنی شدت تشنگی سے چوسلتے تھے اور پانی مانگتے تھے
فَرَفَسَهٗ شِمْرٌ بِرِجْلِهٖ وَقَالَ یَا ابْنَ اَبِیْ تُرَابٍ اَلَسْتَ تَزْعُمُ اَنَّ اَبَاكَ عَلٰی حَوْضِ النَّبِیِّ
یَسْقِیْ مَنْ اَحَبَّهٗ فَاصْبِرْ حَتّٰی تَاْخُذَ الْمَآءَ مِنْ یَدِهٖ آہ اب کس زبان سے بیان کروں کہ شمر لعین نے
پائے نجس سے کیا بے ادبی کی اور بطور طعن کے کہا اے فرزند ابوتراب کیا گمان نہیں کرتے ہیں آپ کہ
پدر بزرگوار آپ کے حوض کوثر سے اپنے دوستوں کو سیراب کرینگے پس صبر کیجئے تاکہ ساقی کوثر آپ کو اپنے
ہاتھ سے پانی پلائیں ہائے افسوس غرض اس شقی کی یہ تھی کہ ہم آپکو پانی نہ دینگے بلکہ پیاسا ہی ذبح
کرینگے چنانچہ خود شمر لعین کہتا ہے کہ جب میں قریب حسین بن علیؑ کے پہنچا تو میں نے انکو رو بقبلہ سجدہ میں پایا
اور وہ بتضرع و زاری اور بخضوع و خشوع آہستہ کچھ کہتے ہیں اور لبہا خشک ہلتے تھے مجھے گمان ہوا کہ شاید وہ بد دعا کر
رہے ہیں پس کان لگا کر سنا میں نے کہ درگاہ الٰہی میں عرض کرتے ہیں یَا سَیِّدِیْ وَمَوْلَایَ اِنَّ عَبْدَكَ هَلْ قَدْ وَفٰی عَلٰی
عَفْوِكَ وَاِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ اے مالک و آقا میرے اس بندہ نے تیرے فضل و کرم سے اپنے وعدہ کو
وفا کی اور تو وہ صادق الوعد ہے کہ کبھی اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا ہے فَنَادٰی مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ یَا حُسَیْنُ
نَحْنُ نُعْطِیْكَ شَفَاعَتَكَ حَتّٰی تَرْضٰی پس ایک منادی نے جانب آسمان سے آواز دی کہ اے حبیب
ہمارے اے حسینؑ ہم بروز قیامت تیرے شیعوں اور دوستوں کو اسقدر بخشینگے کہ تو راضی و خوشنود ہوگا
فَقَالَ الْحُسَیْنُ ... اَلْاٰنَ طَابَ لِیَ الْمَوْتُ پس یہ بشارت سنکر امام حسین علیہ السلام نے تین مرتبہ
کہا اب مجھے شہید ہونا راہ رضا میں نہایت پسند ہے آہ مومنین کیسا سنگدل اور بیرحم تھا شمر لعین
باوجود دیکھنے ایسے قرب و منزلت اور جلالت شان کے جو حضرت کو درگاہ الٰہی میں حاصل تھا اپنے

ارادۂ فاسدہ سے باز نہ آیا اور ایسے زخمی اور تشنہ لب کو حالت حیات ہی میں بظلم و ستم شہید کیا اور بے تقصیری دیر کی
زندگی بھی ناگوار ہوئی جیسا کہ حجت خدا زیارت ناحیۂ مقدسہ میں فرماتے ہیں وَالشِّمْرُ جَالِسٌ عَلٰی صَدْرِكَ وَمُوْلِغٌ
سَيْفَهٗ عَلٰی نَحْرِكَ اے جد مظلوم شمر لعین آپ کے سینۂ اقدس پر بیٹھا تھا اور اپنی تلوار کو آپ کے حلق انور پر رکھے
ہوئے تھا قَابِضٌ عَلٰی شَيْبَتِكَ بِيَدِهٖ ذَابِحٌ لَكَ بِمُهَنَّدِهٖ اور اسکے ہاتھ میں آپ کی ریش سفید نورانی
تھی اور اپنی شمشیر آبدار سے آپکے گلوئے خشک کو ذبح کرتا تھا قَدْ سَكَنَتْ حَوَاسُّكَ وَخَفِيَتْ اَنْفَاسُكَ
وَرُفِعَ عَلَى الْقَنَاةِ رَاْسُكَ تحقیق کہ اسوقت ساکن ہو گئے حواس آپکے اور سانس آپ کی خفی و نرم ہو گئی اور
دم رک گیا اور سر انور آپ کا نیزہ پر بلند کیا گیا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

مجلس ۲۴

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ
يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ بحار الانوار وغیرہ میں منقول ہے کہ جب ذکر حضرت ابو عبد اللہ الحسین علیہ السلام کا ہو تو چاہئے
کہ تین مرتبہ اسی طرح درود و سلام بھیجا جائے کہ آنحضرت تک پہنچتا ہے اور فطرس فرشتہ اسی خدمت پر
معین ہے آپ حضرات تصور کیجئے کہ کیا تاثیر ہے اسم اقدس میں امام حسین علیہ السلام کے کہ جب کسی نبی اور
وصی کی زبان پر جاری ہوا یا سُنا تو دل ان کا محزون و مغموم ہوا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور تاسی اور
پیروی ان کی آپ بھی تو کرتے ہیں کہ جب کوئی نام امام حسین علیہ السلام کا لیتا یا سنتا ہے تو آنحضرت کی
مظلومی و تشنہ لبی اور غربت و تنہائی یاد کرکے روتا ہے بلکہ جب نام کربلا سنتا ہے تو خیال ہوتا ہے
کہ کیا کیا ظلم و ستم مسافران دشت نینوا پر گذرے ہیں اور جب نام عاشورہ سنتا ہے تو قتل و ذبح مخدوم
اولاد رسول کا یاد آتا ہے مگر جب خنجر شمر کا ذکر آتا ہے تو دل مومنین کے بیتاب ہوتے ہیں اور زار زار
روتے ہیں اور کیونکر یہ حال نہ ہو خود امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ہے اَنَا قَتِيْلُ الْعَبْرَةِ لَا
يَذْكُرُنِيْ مُؤْمِنٌ اِلَّا اسْتَعْبَرَ یعنی میں وہ کشتۂ گریہ و زاری ہوں کہ ذکر میرا نہ کرے گا مومن مگر یہ کہ اس
کی آنکھوں میں آنسو بھر آئیں گے حضرات جو ظلم و ستم شمر اظلم نے جناب امام حسین پر کئے وہ اس
لعین کو کافی نہ ہوئے اور قتل اولاد رسول سے سیر نہ ہوا بلکہ بعد شہادت آنحضرت کے بھی کربلا سے کوفہ
اور کوفہ سے شام تک آنحضرت کے اہلبیت اور ایتام پر جو جور و جفا کئے اور ایسی اذیت و تکلیف دی کہ
اس کا بیان نہیں ہو سکتا ہے منجملہ اسکے چند مقام اجمالاً ہیں جیسا کہ تحفۃ الحسینیہ وغیرہ میں لکھا ہے
اول جب اعدا شمشیر ہائے خون آلودہ علم کئے ہوئے بے محابا داخل خیام اہلبیت خیر الانام ہوئے اور
اسباب لوٹ لیا اور اہل حرم کی چادریں تک چھین لیں تو اسوقت وہ مصیبت زدہ غم رسیدہ مدینہ کی طرف متوجہ
ہو کر فرمایا کرتی تھیں ؎ يَا جَدَّنَا شِمْرٌ يُجَرِّدُنَا عَنَّا ۔ وَيَقُصُّ بِالضَّرْبِ الْاِسْمَاءَ وَ يُوْجِعُ ۔ اے
نانا ہمارے فریاد ہے کہ شمر لعین ہمارے سروں سے نقاب اور چادریں کھینچے لیتا ہے اور ہم کو مثل کنیزوں کے

تازیانے مارتا ہے پس شمر لعین مع ایک جماعت اشرار کے اس مقام پر پہنچا جہاں امام زین العابدینؑ غش میں
پڑے تھے انہوں نے بیمار کربلا کو دیکھکر چاہا کہ قتل کریں حمید نے کہا یہ ایسا بیمار ہے کہ وہی بیماری ان کی ہلاکت
کو کافی ہے اور شمر کو مع رفقا کے وہاں سے ہٹا دیا دوم جب اعدا نے خیموں میں طنابیں کاٹ کر آگ لگا دی
اور عورات ستم رسیدہ اس تلاطم عظیم میں طرف مقتل شہدا کے آئیں اور گرد لاش اقدس مظلوم کربلا کے
گریہ و زاری اور بین جگرخراش کرتی تھیں تو سکینہؑ خاتون لاش پدر مظلوم سے لپٹ گئیں تَعتَنِقُ
جُثمانَ الحُسَینِ سُکَینَۃُ وَ شِمرٌ یَلہَا بِالسَّوطِ ضَربًا وَجِیعًا آہ سکینہؑ خاتون لاش بے سر اپنے
پدر مظلوم امام حسینؑ کے لپٹی ہوئیں گلوئے بریدہ کے بوسے لیتی تھیں اور زار زار روتی تھیں پس رونا
اس یتیمہ کا شمر لعین کو ناگوار ہوا اور بکمال غضب تازیانے مارتا تھا اور رونے سے منع کرتا تھا سوم جب
اعدا اسباب لوٹ چکے اور خیموں کو جلا چکے تو اہلبیتؑ رسالت اور اہل حرم کو اسیر و مقید کیا اور چاہا کہ شتران
برہنہ پر سوار کر کے طرف کوفہ کے روانہ ہوں اسوقت جناب زینبؑ نے سب عورات ستم رسیدہ و دختران
یتیمہ کو سوار کیا اور خود تنہا باقی رہیں اور کوئی محرم سوار کرنے والا نہ تھا اور روتے ہوئے فریاد وا اَخاہ
واحُسَیناہ واعَبّاساہ کی بلند کی یہ سنکر امام زین العابدینؑ باوجود شدت بیماری اور تپ کے بے اختیار
ہوکر کھڑے ہوئے اور بسبب ضعف و ناتوانی کے کانپتے تھے پس وہ جناب عصا ٹیک کے اپنی پھوپھی
کے قریب تشریف لائے اور زانوئے اقدس تہ کر کے فرمایا اے پھوپھی ناقہ پر سوار ہو جئے کہ آپ کی فریاد
نے میرے رگ دل کو توڑ ڈالا اور کرب و رنج میرا زیادہ ہوا پس بازو پکڑ کے چاہا کہ سوار کریں ہائے افسوس
اسوقت وہ جناب بسبب ضعف و ناتوانی کے کانپے اور زمین پر گر پڑے فَلَمّا رَاٰہُ الشِّمرُ لَعَنَہُ اللہُ
اَتیٰ اِلَیہِ وَبِیَدِہٖ سَوطٌ فَضَرَبَہٗ بِہٖ جب یہ حال شمر ملعون نے دیکھا تو غضبناک ہوکر قریب اس
بیمار کے آیا اور اس شقی کے ہاتھ میں تازیانہ تھا اُس سے حضرت کو ایسی اذیت و تکلیف دی کہ صدمہ سے
اسکے فریاد کرنے لگے وامُحَمَّداہ واعَلِیّاہ واحَسَناہ واحُسَیناہ یہ ظالم مجھپر ظلم و ستم کرتا ہے یہ حال
دیکھکر جناب زینبؑ بشدت رونے لگیں اور شمر سے فرمایا وائے ہو تجھپر نرمی اور رحم کر یتیم خاندان نبوت اور خلاصۂ
دودمان رسالت پر کہ یہ بیگناہ اور یہ بیمار سزاوار تاج خلافت رسولِ خدا ہے بعد اپنے پدر بزرگوار کے یعنی اے
شمر [illegible] خلافت زیبا ہے تازیانہ [illegible] ارے ظالم ذرا خوف خدا کر ذرا دنی کہتا ہے کہ آخر دفعہ
اگر اس مظلومہ کو ناقہ پر سوار کیا پس اسکے اعدا امام زین العابدینؑ کو ایک شتر لاغر و برہنہ پر سوار کیا اور وہ مظلوم ناتوانی سے
سنبھل نہ سکتے تھے پس ان اشقیا نے ابن سعد کو اس امر کی اطلاع کی یہ سنکر اس لعین نے حکم دیا کہ دونوں پاؤں اس بیمار غریب
کے ناقہ کے شکم سے باندھ دو ہائے افسوس ان اشقیا نے اسطرح سے باندھا اور اسی حالت سے طرف کوفہ کے لے چلے ملاؤ

اسکے اس مظلوم کے ہلاک کرنے کی شمر لعین نے یہ تدبیر کی کہ گلوئے نازک میں خار دار جنبرِ آہنی ڈالکر اسیر و مقید کیا چنانچہ روایت میں یہ مضمون جگر خراش وارد ہے وَاَوْدَاجُہٗ تَشْخُبُ دَمًا اوداج ان رگہائے گردن کو کہتے ہیں جنکے قطع ہونے سے ذبح صادق آتا ہے آہ ان رگ ہائے گردن سے طوق و زنجیر خاردار کی اذیت سے خون جاری تھا اور ناقہ پر نہایت اذیت و تکلیف تھی کیونکہ شتر کی رفتار میں تکان ہوتی ہے خصوصًا اگر وہ شتر لاغر اور مجروح ہو اور زمین پست و بلند ہو تو بہت تکلیف ہوتی ہے اور لوہا حرارت و تیزی آفتاب میں گرم ہوتا ہے تو ایسی حالت میں اس بیمار ناتوان کو کیا صدمہ ہوا ہوگا ہائے افسوس اسیطرح کوچہ و بازار کوفہ میں پھرایا بعد اسکے مع اہلحرم کے دربار ابن زیاد میں لائے اور وہ لعین دیکھکر نہایت مسرور ہوا اور بعد دریافت کرنے نام و نشان کے کلمات طعن کے زبان نجس پر جاری کئے آخر کار قیدخانہ میں مقید کیا اور بعد چند روز کے پانچسو اشرار شمر لعین کے ہمراہ کرکے اہلبیت اطہار کو مع سرہائے شہدا کے روانۂ شام کیا چہارم جب اشقیا مع اسیروں کے طے منازل کرتے ہوئے وارد عسقلان ہوئے تو اہل شہر نہایت خوش و مسرور ہوئے اور مثل عید کے باہم معانقہ کرتے تھے اور بازاروں کو مزین و آراستہ کیا تھا ہائے افسوس قتل فرزند رسولؐ کی خوشی کرتے تھے اور اعدا اسیروں کو پھراتے ہوئے لئے جاتے تھے اتفاقًا اس دن زریر خزاعی تاجر مرد مسافر وہاں پہنچا تھا جب اسکو معلوم ہوا کہ یہ خوشی قتل فرزند رسولؐ امام حسین علیہ السلام کی ہے اور یہ اسیر آنحضرت کے اہلبیت اور اہلحرم ہیں تو بہت رویا اور بسبب اپنی تنہائی کے کف افسوس ملتا تھا ناچار قریب اُس شتر کے آیا جسپر امام زین العابدین علیہ السلام سوار تھے اور سلام کیا چونکہ اہل شہر مسرور تھے اور کسی نے سلام نہیں کیا تھا پس حضرت نے جواب سلام دیکر پوچھا تو کون ہے اور کیوں روتا ہے اس نے عرض کیا اے آقا میں زریر خزاعی مرد مسافر ہوں اور آپکے حال زار پر روتا ہوں پس زریر نے عرض کیا کہ اگر کوئی حاجت ہو تو ارشاد فرمایئے حضرت نے فرمایا خدا تجھے جزائے خیر عطا کرے اگر تجھ سے ہوسکے تو اس نیزہ دار کو جسکے نیزہ پر سر انور ہے کسیطرح راضی کرکے آگے بڑھاؤ تاکہ لوگ اسکے دیکھنے کی طرف مشغول ہوں اور عورات ستم رسیدہ نظر سے نامحرموں کی محفوظ رہیں پس زریر نے پچاس مثقال طلا اس نیزہ دار کو دیکر عورتوں کے پاس سے آگے بڑھا دیا اور لوگ اس سر اقدس کے دیکھنے میں مشغول ہوئے جو مثل آفتاب کے درخشاں اور تلاوت قرآن کرتا تھا اور اہلحرم نظر سے نامحرموں کے فی الجملہ محفوظ رہے زریرؒ نے پھر عرض کی کہ اے آقا میرے اور جو حاجت ہو ارشاد کیجئے قَالَ یَا زَرِیْرُ اِنْ کَانَ فِیْ رَحْلِکَ ثِیَابٌ زَائِدَۃٌ فَاْتِنِیْ بِھَا لِلنِّسَآءِ حضرت نے فرمایا اے زریرؒ اگر تیرے اسباب میں کچھ کپڑا تیری حاجت سے زائد ہو تو میرے پاس لے آ تاکہ ان عورتوں کو دوں یہ سنکر زریرؒ نے ان ستم رسیدوں کے لئے چند چادریں اور حضرت کے واسطے عمامہ اور کرتہ بطور ہدیہ

پیش کش کیا اور عورتوں نے سر اپنے ڈھانپے فَلَمَّا رَاٰی الشِّمْرُ قَالَ اَحْضِرُوْہُ جب یہ حال شمر لعین نے
دیکھا تو غضبناک ہو کر اپنے رفقا سے کہا کہ اسے مارو پس موافق حکم اس شقی کے اعدا نے زریرؓ کو اس قدر
مارا اور ایسا مجروح کیا کہ غش کھا کے زمین پر گر پڑا اور اہل شہر نے بھی اسکو سنگسار کیا اور مردہ جانکر چھوڑ دیا
آہ مومنین اسوقت بیمار کربلا کے قلب اقدس پر کیا صدمہ ہوا ہوگا اب خیال کیجیے کہ آیا وہ چادریں ان ستم
رسیدوں کے پاس باقی رہیں یا نہیں کیونکہ شمر لعین کی بیحیائی سے بعید نہیں ہے کہ چھین نہ لیں ہوں
کیسی عداوت تھی اس شقی کو خاندان رسالت سے کہ ایسے سفر پُر خطر میں بھی ظلم و ستم سے دست بردار
نہوا اور برابر اذیت و آزار کے درپے رہتا تھا پنجم جب اشقیا مع سرہائے شہدا اور اسیروں کے قریب
دمشق کے پہنچے تو رات بھر بیرون شہر قیام کیا اور چاہا کہ بروز روشن اہلحرم کو سر عریان مجمع عام میں پھراتے
ہوئے داخل شہر ہوں یہ خبر سنکر دختران رسولخدا اور علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا علیہم السلام جناب زینب
و ام کلثوم نہایت مضطرب و بیقرار ہوئیں اور رنج و غم اور الم ان کا دوچند ہوا اور اپنی بیکسی اور مظلومی
پر بشدت روئیں آہ یہ وہ صاحبان عصمت و عزت ہیں جنکی ماں کا جنازہ شب کو اٹھا تھا تاکہ نظر نامحرم
کی نہ پڑے جو شاہزادیاں دو جہان کی ہیں اور جن کے گھر سے رواج پردہ داری کا عالم میں جاری ہوا
فَتَوَجَّہَتْ اُمُّ کُلْثُوْمٍ اِلَی الشِّمْرِ وَقَالَتْ لَہٗ یَا ھٰذَا لِیْ اِلَیْکَ حَاجَۃٌ وَاَنَا ابْنَۃُ فَاطِمَۃَ
الزَّھْرَآءِ پس جناب ام کلثوم متوجہ ہوئیں طرف شمر لعین کے اور اس سے فرمایا اے شخص میری تجھ سے
ایک حاجت ہے اور میں دختر فاطمہ زہرا ہوں اس شقی نے کہا تمہاری کیا حاجت ہے اور میں دختر فاطمہ زہرا
ہوں اس شقی نے کہا تمہاری کیا حاجت ہے فرمایا جب تو ہم اسیروں کو لیکر داخل شہر ہو تو ان راہوں
سے لے چلنا کہ جہاں مجمع دیکھنے والوں کا کم ہو اور جو نیزہ دار سر شہدا کے لیے ہیں ان سے کہدے کہ عورتوں
کے پاس سے آگے بڑھ جائیں تاکہ لوگ طرف دیکھنے سروں کے مشغول ہوں اور ہم عورتیں نامحرموں کی نظر سے
محفوظ رہیں کہ بسبب حیا و شرم کے ہمارا غیر حال ہے یہ سنکر وہ لعین خاموش ہو رہا اور کچھ جواب نہ دیا جب صبح ہوئی
تو بکمال شقاوت اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ سروں کو عورتوں کے درمیان رکھکر ان راہوں سے چلو کہ جس طرف مجمع لوگوں کا بہت ہو پس
وہ اشقیا اسیطرح سے ان اسیروں کو اونٹوں پر سوار کرکے دروازہ جیرون سے لے چلے اور مجمع عام اور بازاروں میں پھراتے ہوئے
باب ساعات تک پہنچے وہاں ہجوم عام تھا پس ان اسیران ستم رسیدہ کو متصل مسجد جامع کے اس مقام پر کہ جہاں اسیران ترک و
دیلم اور حبش و زنگبار ٹھہرائے جاتے تھے بعد اسکے ریسمان ستم سے باندھکر طرف دربار یزید کے پیادہ پا لے چلے اسوقت
شمر کے ہاتھ میں ایک سرا رسن کا تھا اور وہ شقی بکمال عداوت تکان دیتا تھا جسکے سبب سے اسیروں کو نہایت تکلیف
ہوتی تھی چنانچہ امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں لَمَّا وُفِدْنَا عَلٰی یَزِیْدَ بْنِ مُعَاوِیَۃَ اَتَوْا بِحِبَالٍ وَرَبَقُوْنَا مِثْلَ

الاغنام جب اعدا نے چاہا کہ ہم کو سامنے یزید بن معاویہ کے لیجائیں تو اسوقت وہ اشقیا کچھ رسیاں لیکر
آئے اور ہم سب کو مثل اغنام کے باندھا وَنَحْنُ اِثْنَا عَشَرَ نَفَرًا مِنْ اَهْلِبَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اور ہم بارہ
نفر اہلبیت و عترت رسولخدا سے تھے تشتم جب اعدا الجوم و عترت رسولخدا کو دارالامارہ میں لائے جہاں
ہجوم عام تھا اور سات سو امرا اور رؤسائے شام بنی امیہ کرسی نشین تھے تو شمر لعین نے بیمار کربلا کو مع الجوم کے یزید کے
سامنے ٹھہرایا اور سر انور امام حسین مظلوم کربلا کا بطور ہدیہ کے پیش کرکے بفخر و مباہات یہ اشعار پڑھنے لگا
اور طالب انعام ہوا اِمْلَاْ رِکَابِیْ فِضَّةً وَّذَهَبًا ۝ اِنِّیْ قَتَلْتُ السَّیِّدَ الْمُهَذَّبَا ۝ اے یزید بھر دے میرے
اسپ و شتر کو نقرہ و طلا سے تحقیق کہ اس نے سردار برگزیدہ کو قتل کیا ہے قَتَلْتُ خَیْرَ الْخَلْقِ اُمًّا وَّاَبًا
وَاَکْرَمَ الْخَلْقِ جَمِیْعًا حَسَبًا ۝ ذبح کیا ہے میں نے بہترین خلق کو از روئے ماں باپ کے اور بزرگترین خلق کو از
روئے حسب و نسب اور شرافت کے ۝ طَعَنْتُهٗ بِالرُّمْحِ حَتّٰی انْقَلَبَا ۝ ضَرَبْتُهٗ بِالسَّیْفِ کَانَتْ عَجَبًا ۝
شمر لعین کہتا ہے ایسا نیزہ مارا میں نے حسین کو کہ گھوڑے سے الٹ دیا اور ایسی تلوار لگائی کہ سب کو تعجب ہے
آہ مومنین تصور کیجئے کہ اسوقت بیمار کربلا کے دل محزون و مغموم پر کیا صدمہ ہوا ہوگا جب یزید نے مجمع عام میں مجھ سے
پوچھا کہ یہ اسیر کون کون ہیں اور وہ لعین ہر ایک کا نام و نسب بیان کرتا تھا کہ یہ زینب و ام کلثوم دختران علی ہیں
اور یہ سکینہ اور فاطمہ دختران حسین ہیں اَلَا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ مجلس ۲۶ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَغَدْوَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ رَوْحَةٌ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا
فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے قسم ہے اس پروردگار کی جسکے قبضۂ قدرت میں جان میری ہے ہر
ایک صبح یا شام جہاد راہ خدا میں بہتر ہے دنیا و مافیہا سے وَقَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیٌّ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَا اَنَا
اُحِبُّ فِی الدُّنْیَا ثَلٰثَةَ اَشْیَآءَ اَلصَّوْمُ فِی الصَّیْفِ وَالضَّرْبُ بِالسَّیْفِ وَاِکْرَامُ الضَّیْفِ
اور فرمایا جناب امیر المومنین یعسوب الدین علی بن ابیطالب علیہ السلام نے کہ میں دنیا میں تین چیزوں کو دوست
رکھتا ہوں اور نہایت پسند کرتا ہوں روزہ رکھنا فصل گرما میں اور جہاد کرنا تلوار سے اور اکرام و نوازش کرنا
مہمان کی واقعی امور مشکل کو پسند کرنا اور راہ خدا میں جانبازی کو دوست رکھنا خاصان خدا کا کام ہے چنانچہ
اکسیر العبادات وغیرہ میں منقول ہے کہ جب جنگ احد میں حضرت حمزہ رض جناب رسولخدا کے چچا اور
علمدار لشکر کے دونوں ہاتھ جدا ہوئے اور درجۂ شہادت پر فائز ہو گئے تو لشکر اسلام نے فرار کیا
اور جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ کو درمیان اعدا کے تنہا چھوڑ کر چلے گئے اور سوائے حیدر کرار غیر فرار
کے کوئی باقی نہ رہا اور اعدائے دین نے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ کی طرف حملہ کیا اور چاہتے
تھے کہ ان حضرت کو قتل کریں تاکہ نام اسلام کا بھی باقی نہ رہے اسوقت جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام

علم اسلام کا لئے ہوئے حملہ کر کے اُس قوم شریر کو قتل کرتے تھے اور جناب رسولخدا کے پاس سے
مار کر ہٹا دیتے تھے یہانتک کہ تلوار آنحضرت کی ٹوٹ گئی فَدَفَعَ اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ سَیْفَہٗ
ذُوالْفِقَارِ یعنی جناب رسولخدا نے اپنی ذوالفقار آبدار جناب حیدر کرار کو عنایت فرمائی اور خود ام جلد
کے ایک گوشہ کی طرف کھڑے رہے تاکہ جنگ و کارزار ایک جانب کو واقع ہو اور اسد اللہ الغالب
جناب علی بن ابیطالب علیہ السلام نے اس میدان قتال میں حملہ کر کے لشکر اعدا کو درہم و برہم کر دیا اور
لاشہائے کفار سے انبار لگا دیئے اور باقیماندہ فرار ہوئے اور جناب امیر المومنینؑ خود بھی زخمی ہوئے
اس وقت جناب رسولخدا نے طرف جبرئیلؑ کے نگاہ کی کہ درمیان آسمان و زمین کے ایک کرسی طلائی پر
بیٹھے ہوئے پکار رہے ہیں کہ لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ وَلَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارِ پس بعد اس فتح نمایاں کے
اہل اسلام حاضر خدمت خیر الانام میں ہوئے حضرات جس طرح جناب امیر المومنین علی ابن ابی
طالب علیہ السلام نے اپنے بھائی جناب سید المرسلینؐ کی معارک جہاد میں نصرت و مدد اور
جانفشانی کی ہے اسی طرح ان کے فرزند دلبند جناب عباسؑ علمدار لشکر نے بھی صحرائے کربلا
میں روز عاشورا بشدت قتال میں اپنے بھائی جناب امام حسین علیہ السلام کی نصرت و مدد
اور جانفشانی کی جن کے بارے میں منقول ہے اَنَّہٗ کَانَ فَارِسًا ھُمَامًا وَبَطَلًا
ضَرْغَامًا وَکَانَ جَسُوْرًا عَلَی الطَّعْنِ وَالضَّرْبِ فِیْ مَیْدَانِ الْکِفَاحِ وہ جناب بڑے
سوار اور شجاع و بہادر اور جری و دلاور تھے اور آداب حرب و ضرب سے میدان کارزار
کے بخوبی واقف تھے یہی وجہ ہے کہ جبتک جناب عباسؑ زندہ تھے اعدائے دین خوف و
دہشت اور اضطراب میں تھے اور قریب تھا کہ انکی جان نکل جائے کَانَ ھَیْبَۃُ الْعَبَّاسِ
وَسَطْوَتُہٗ قَدْ اَظْلَمَتْ قُلُوْبَھُمْ وَاَخْرَسَتْھَا وَاَعْمَتْ عُیُوْنَھُمْ لِاَنَّ الْعَبَّاسَ
قَدْ قَتَلَ مِنَ الْاَعْدَاءِ جَمَاعَۃً کَثِیْرَۃً اسلئے کہ جناب عباسؑ کی ہیبت و سطوت نے ان کے
دلوں کو تاریک کر رکھا تھا اور دل انکے جل رہے تھے اور تیز دستی نے اس جناب کی انکی آنکھوں کو اندھا کر رکھا
تھا اسواسطے کہ جناب عباسؑ نے بروز عاشورا معرکۂ جہاد میں بکثرت اشقیا کو قتل کیا اور جماعتوں کو درہم و برہم
کر دیا کَانَ الْعَبَّاسُ السَّقَّاءُ قَمَرُ بَنِیْ ھَاشِمٍ صَاحِبَ لِوَاءِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَھُوَ اَکْبَرُ الْاِخْوَانِ
اور جناب عباسؑ سقا قمر بنی ہاشم علمدار لشکر امام حسینؑ کے تھے اور اپنے ہم بطنی بھائیوں سے
بزرگ تھے کہ سن شریف انکا تینتیس برس کا تھا پس روز عاشورا بعد اصحاب کے جب انکے چاروں
بھائی اور جوانان بنی ہاشم شہید ہوئے یہان تک کہ جناب قاسمؑ بھی درجۂ شہادت پر فائز ہوئے

اور خیمہ سے آواز العطش کی بلند ہوئی اور بچے فریاد کرنے لگے تو یہ سنکر جناب عباسؑ جیساکہ بحار وغیرہ میں ہے فی البحار وغیرہ اِنَّ الْعَبَّاسَ لَمَّا رَاٰی وَحْدَتَہٗ اَتٰی اَخَاہُ بحمل الرَّایَۃِ وَقَالَ یَا اَخِیْ ھَلْ مِنْ رُخْصَۃٍ چنانچہ بحارالانوار وغیرہ میں منقول ہے کہ جب حضرت عباسؑ نے اپنے برادر مظلوم امام حسین علیہ السلام کی تنہائی دیکھی تو اس علمدار نے علم دوش اطہر پر رکھا اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اے بھائی کیا مجھے رخصت ہے فَبَکَی الْحُسَیْنُ بُکَاءً شَدِیْدًا یہ سنکر جناب امام حسینؑ بشدت روئے کیونکہ جو میدان قتال میں جاتا تھا وہ زندہ نہ آتا تھا اب ایسا بھائی غمخوار بھی آمادہ شہادت ہے اور مرنے جاتا ہے اور لشکر کا خاتمہ ہے پس حضرت نے فرمایا کہ اے بھائی جب تمہارا یہی ارادہ ہے تو ان بچوں کے واسطے تھوڑا سا پانی طلب کرو کہ پیاس سے ہلاک ہو رہے ہیں یہ سنکر جناب عباسؑ سوار ہو کر سامنے صفوف لشکر اعدا کے کھڑے ہوئے اور وعظ و نصیحت فرمائی اور خوف خدا سے ڈرایا اور فرمایا اے ابن سعد یہ سید و آقا ہمارے فرزند رسول مع جمیع اہل حرم اور بچوں کے باقی رہے ہیں اور شدت تشنگی سے قریب بہ ہلاکت ہیں ان کو تھوڑا سا پانی پلا دو کہ جگر ان کے جل رہے ہیں یہ سنکر شمر لعین اور شیث بن ربعی صف لشکر سے بڑھ کے جناب عباسؑ کی طرف آئے وَقَالَا قُلْ لِاَخِیْکَ لَوْ کَانَ وَجْہُ الْاَرْضِ کُلُّہٗ مَاءً مَا اَسْقَیْنَاکُمْ مِنْہُ قَطْرَۃً اِلَّا اَنْ تَدْخُلُوْا فِیْ بَیْعَۃِ یَزِیْدَ آہ ان اشقیا نے جواب دیا کہ اے عباسؑ اپنے بھائی سے کہدو کہ اگر تمام روئے زمین پانی ہو اور وہ ہمارے قبضہ میں ہو تو بھی ہم ایک قطرہ اس میں سے آپ کو نہ پلاویں گے جبتک کہ بیعت یزید کی مع اقربا اختیار نہ کرینگے سبحان اللہ کیا شجاع و بہادر تھے جناب عباسؑ کہ الفاظ بیعت سنکر متبسم ہوئے اور حضرت کی خدمت میں واپس آئے اور بپاس ادب گھوڑے سے اترے اور کلام بیہودہ انکا عرض کیا اور حضرت سر اقدس جھکا کر رونے لگے اسی اثنا میں اطفال کی آواز سنی کہ وہ شدت تشنگی سے فریاد العطش العطش کرتے تھے جناب عباسؑ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور نیزہ ہاتھ میں لیا اور مشکیزہ دوش پر رکھا اور واسطے پانی کے نہر فرات کی طرف روانہ ہوئے وہاں چار ہزار تیرانداز زرہ پوش کنارہ پر متعین تھے ان اشقیا نے سقائے اہلبیت کو دیکھکر تیرباران کیا جناب عباسؑ نے بھی حملہ کر کے اسوقت اسی نفر کو قتل کیا اور باقیماندوں کو مار کر کنارہ سے ہٹا دیا یہانتک کہ داخل فرات ہوئے اور شدت تشنگی میں چاہا کہ ایک چلو پانی کا پئیں اسیوقت پیاس امام حسینؑ اور انکے بچوں کی یاد آگئی اور پانی ہاتھ سے پھینکدیا اور مشکیزہ بھر کے داہنے شانے پر رکھا اور طرف خیمہ کے متوجہ ہوئے یہ دیکھکر اشقیا نے ہجوم کیا اور ہر چہار طرف سے گھیر لیا اور راہ خیمہ کی روک لی اور تیر و نیزہ اور تلواریں مارنے لگے اسوقت جناب عباسؑ نے رجز پڑھتے ہوئے حملہ کیا اور ان اشقیا کو قتل کرتے جاتے تھے باوجودیکہ خود بھی زخمی تھے مگر مشکیزہ کو

بچاتے تھے آہ اسی اثنا میں نوفل ازرق شامی نے داہنے ہاتھ پر ضربت شمشیر لگائی اور وہ ہاتھ فرزند امیرؑ
کا جدا ہوا پس جناب عباسؑ نے مشکیزہ کو بائیں شانہ پر رکھا افسوس نوفل لعین نے دوسری ضربت لگائی
اور بایاں ہاتھ بھی کہنی سے جدا ہوا آہ مومنین دونوں ہاتھ تو جدا ہوئے تھے اور خون جاری تھا اب علم
و مشکیزہ کو کیونکر بچائیں قربان جان ہماری وفاداری جناب عباسؑ پر پس فوراً مشکیزہ کو دندان انور سے
روکے رہے تاکہ یہ پانی پیاسوں تک پہنچائیں ناگاہ ایک تیر آکر مشکیزہ پر لگا اور پانی اسکا بہہ گیا ہزار افسوس
بعد اسکے دوسرا تیر کاری آکر سینۂ اقدس پر لگا جس کے صدمہ سے جھک گئے کیونکہ رگِ دل نازک ہوتی
ہے اسکے قطع ہونے سے زندگی دشوار ہے پس فریاد کی یَا اَخَاہُ اَدْرِکْنِیْ اے برادر مظلوم میری خبر لیجئے آہ
اسوقت جناب عباسؑ بیحال سر اقدس جھکائے تھے افسوس ہزار افسوس اسی اثنا میں ابن طفیل نے ایک
گرز آہنی مارا جسکے صدمہ سے سر انور شق ہوا اور منہ کے بل گھوڑہ سے زمین پر تشریف لائے اور خاک و خون
میں آلودہ ہوئے اور اعدا نیزے تانے ہوئے گرد اُن کے تھے پس امام حسینؑ نے حملہ کر کے انکو مار کر ہٹا دیا جب
حضرت نے اپنے بھائی کو اس حال سے دیکھا تو بشدت روئے اور کمر تھام کے فریاد کرنے لگے وَا اَخَاہُ
وَا عَبَّاسَاہُ اَلْآنَ اِنْکَسَرَ ظَہْرِیْ وَقَلَّتْ حِیْلَتِیْ اے بھائی عباسؑ اب تیرے مرنے سے کمر ہماری ٹوٹ
گئی اور راہ چارہ و تدبیر کی بند ہوگئی پس اپنے بھائی کی لاش کو طرف خیمہ کے لیگئے اور جدائی پر انکی بشدت
روئے اور اہل حرم اور بچے زار زار روتے تھے اور فریاد کرتے تھے اور بروایتے جب جناب امام حسینؑ اپنے
بھائی کے اٹھانے کے لئے جھکے تو جناب عباسؑ نے غش سے آنکھیں کھول دیں اور بکمال ناتوانی آہستہ
عرض کیا کہ اے بھائی آپ مجھے کہاں لیجائیگا حضرت نے فرمایا طرف خیمہ کے لیجاؤنگا جناب عباسؑ نے عرض کیا کہ آپکو قسم ہے آپکے
نانا جناب رسول خدا کی کہ آپ مجھے یہاں سے نہ اٹھائیں اور اسی جگہ رہنے دیں فَقَالَ لِمَا ذَا حضرت نے فرمایا کس لئے
قَالَ لِاَنِّیْ مُسْتَحْیٍ مِنْ اِبْنَتِکَ سُکَیْنَۃَ جناب عباسؑ نے عرض کیا کہ مجھے آپکی بیٹی سکینہ سے شرم آتی ہے آہ میں نے
ان سے وعدہ پانی کا کیا تھا افسوس ان تک پانی پہنچانا ممکن نہوا یہ فرما کر جناب عباسؑ نے رحلت کی اور روح انکی طرف
گلشن جنت کے پرواز کر گئی پس حضرت طرف خیمہ کی روتے ہوئے تشریف لیگئے اور جو اندیشہ جناب عباسؑ کو تھا وہی ہوا
جب جناب سکینہ نے اپنے پدر بزرگوار کو در خیمہ پر دیکھا تو لگام ذوالجناح کی پکڑ کے عرض کیا کہ اے بابا میرے چچا کو کیوں
دیر ہوئی مجھ سے تو وعدہ پانی کا کر گئے تھے اور وعدہ خلافی کی انہیں عادت نہ تھی کیا خود سیراب ہوئے اور ہم
پیاسوں کو بھول گئے یا اعدا سے مشغول جہاد ہیں آہ یہ سنکر امام حسینؑ بشدت روئے و قَالَ یَا بِنْتَاہُ اِنَّ عَمَّکِ الْعَبَّاسَ
قُتِلَ وَبَلَغَتْ رُوْحُہٗ اِلَی الْجِنَانِ اور فرمایا اے بیٹی چچا تیرے عباسؑ بھی شہید ہوگئے اور روح انکی راہی جنت ہوئی
یہ سنکر جناب زینب و ام کلثوم اور سب عورات ستم رسیدہ اور بچے بشدت روئے اور فریاد وَا اَخَاہُ وَا عَبَّاسَاہُ قائلہ

ناصرہ کی انہوں نے الا لعنۃ اللہ علی القوم الظلمین

مجلس ۲۶

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ حسین منی و انا من الحسین احب اللہ من احب حسینا و ابغض اللہ من ابغض حسینا ۔

منتخب وغیرہ میں منقول ہے فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں دوست رکھے خدا اسکو جو دوست رکھے میرے حسین کو اور دشمن رکھے خدا اسکو جو دشمن رکھے میرے حسین کو ۔ وروی الطبری عن طاوس الیمانی انہ قال ان الحسین علیہ السلام اذا جلس فی المکان المظلم یھتدی الیہ الناس ببیاض جبینہ و نحرہ فان رسول اللہ کان کثیرا ما یقبل جبینہ و نحرہ اور طبری نے طاوس یمانی سے روایت کی ہے کہا اس نے تحقیق کہ جب فرزند رسول الثقلین حضرت امام حسین علیہ السلام کسی مکان تاریک میں تشریف رکھتے تھے تو نور سے انکی پیشانی انور اور گلوئے اطہر کے وہ جگہ منور و روشن ہوجاتی تھی اور لوگ اس نور کے سبب سے مستفیض و مستنیر ہوتے تھے اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ اکثر ان کی پیشانی انور اور گلوئے اطہر کے بوسے دیتے تھے اور بکمال الفت و محبت پیار کرتے تھے اور اس ریحان رسالت کی خوشبو سونگھتے تھے جیسا کہ جناب مفتی صاحب علیہ الرحمہ لکھتے ہیں :-

دو جا لیش بوسہ گاہ مصطفےٰ بود		وزینجا ہر دو جا نور و صفا بود	
یکے پیشانی و دیگر گلویش		کہ می تابید نور از ہر دو رویش	
شب از نور جبین و گردن او		عیاں می گشت جائے بودن او	

حضرات یہ تو آغاز تھا اب انجام ان دو مقام کا کس زبان سے بیان کروں

فغاں کایں ہر دو جائے پاک و پرنور		بخون آغشتہ شد در روز عاشور	
جبیں زخمی ز تیر و سنگ گردید		عیاں گون خون خود گلرنگ گردید	
فغاں زاں سنگ کامد اندراں جنگ		کہ شد پیشانیش مجروح زاں سنگ	
خدنگے بر حنک آمد در اندم		کہ شد پر خوں دہان شاہ عالم	
دراں صحرا کہ بودند اہل کیں جمع		ز باد جور گل گردید آں شمع	
رواں گردید خنجر بر گلویش		ندید آں وقت پیغمبر گلویش	
چہ گویم از گلوئے نازنینش		اذیتہا رسید از شمر لعینش	
خدارا اے لعین کم کن جفارا		مرنجاں بوسہ گاہ مصطفےٰ را	
بقا از بہر او تا ساعتے نیست		درین حالت بہ خنجر حاجتے نیست	

غمی بینی کہ ہوئے ناتوان ست	نہ خنجر در م نزع روان ست
پس از قتل علی اکبر چہ خواہی	ازین غم سخت تر خنجر چہ خواہی
مکانش پشتِ خیر المرسلینؐ بود	نہ جایت زیر پایت اے لعین بود
ز صدر سینۂ آقا فرود آئے	فرود آ اے شقی زینجا فرود آئے
کہ از بار تو پیکاں ہائے ناوک	فرو رفت است در جسم پاک

اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ مجلس ۲۷ قَالَ الصَّادِقُ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ بَکٰی عَلَی الْحُسَیْنِ اَوْ اَبْکٰی اَوْ تَبَاکٰی فَلَہُ الْجَنَّۃُ۔ بحار الانوار میں منقول ہے فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ جو مومن روئے مصیبت پر میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کی یا کسی کو رلائے یا صورت رونیوالے کی بنائے تو وہ داخل جنت ہوگا وَقَالَ کُلُّ عَیْنٍ بَاکِیَۃٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِلَّا عَیْنٌ بَکَتْ عَلَی الْحُسَیْنِ فَاِنَّھَا ضَاحِکَۃٌ مُسْتَبْشِرَۃٌ بِنَعِیْمِ الْجَنَّۃِ اور فرمایا آنحضرت نے کہ ہر آنکھ روز قیامت کو ہول قیامت سے روتی ہوگی مگر جو آنکھ کہ دار دنیا میں روئی ہوگی مصیبت پر میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کی پس صاحب اس چشم کا اس روز فرخاک اور خنداں ہوگا بسبب نعمائے جنت کے اور آنحضرت نے فرمایا وَمَا یَقُوْمُ مُؤْمِنٌ مِنْ مَجْلِسِہٖ اِلَّا وَمَا بَقِیَ عَلَیْہِ ذَنْبٌ فَصَارَ کَیَوْمَ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ جو وقت رونے والا مجلس عزائے امام حسین علیہ السلام سے اٹھتا ہے تو کوئی گناہ اسپر باقی نہیں رہتا ہے پس گویا مانند اس دن کے صاف و پاک ہو جاتا ہے کہ جس دن شکم مادر سے پیدا ہوا سبحان اللہ یہ مرتبہ ہے رونے کا مصائب پر مظلوم کربلا کے منجملہ ان مصائب کے جدائی اقربا و احباب کی اور آوارہ وطنی ہے عَنِ الْبَاقِرِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ لَمَّا ھَمَّ الْحُسَیْنُ بِالشُّخُوْصِ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ اَقْبَلَتْ نِسَاءُ بَنِیْ ھَاشِمٍ وَعَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَاجْتَمَعْنَ لِلنِّیَاحَۃِ حَتّٰی مَشٰی فِیْھِنَّ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ چنانچہ بحار الانوار وغیرہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا آنحضرت نے جب میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام نے مدینہ منورہ سے مصمم قصد سفر کا کیا تو یہ سنکر تمام عورات بنی ہاشم اور عبد المطلب نوحہ و بین کرتی ہوئی جمع ہوئیں اور رونے لگیں یہاں تک کہ امام حسین علیہ السلام ان کی بیتابی دیکھ کر بنفس نفیس ان کے مجمع میں تشریف لائے اور ان کو رونے سے منع کیا اور تسلی اور دلاسا دیا اور امر بصبر و شکر فرمایا یہ سنکر وہ عورات ہاشمیہ اور زیادہ روئیں اور جزع کیا اور عرض کیا یا ابن رسول اللہ کیونکر آپ کی مفارقت پر صبر کریں اور کسکے لئے نوحہ و بکا اب اٹھا رکھیں قسم بخدا آج کا دن ہمارے لئے وہی دن مصیبت کا ہے کہ جس روز جناب رسولخداؐ اور علی مرتضیٰ اور فاطمہ

زہرا اور حسن مجتبیٰ علیہم السلام نے تو دنیا سے رحلت فرمائی تھی بلکہ یہ دن اُن دنوں سے زیادہ مصیبت کا ہے اسلئے کہ پنجتن پاک کا خاتمہ ہے اور مدینۂ رسولؐ ویران ہوتا ہے پس حضرت بکمال تسلی و تشفی ان عورات ہاشمیہ اور اُم سلمہؓ اور اُم البنینؓ سے رخصت ہوکر مع اہل و عیال اور عزیز و اقربا اور اطفال کے روانہ ہوا ہوئے اسوقت مدینۂ منورہ میں کہرام بپا ہوا حالانکہ حضرت اس دن تنہا اور تشنہ لب نہ تھے مگر افسوس جب وہ جناب صحرائے کربلا میں بروز عاشورا بعد شہادت اپنے اصحاب و اقربا اور اولاد کے اہلحرم اور بہنوں اور بیٹیوں سے رخصت آخری ہوکر آمادۂ شہادت ہوئے تو اُسوقت یکہ و تنہا اور پیاسے تھے اور خیمہ میں کہرام بپا تھا فِی مَقْتَلِ اَبِی مِخْنَفٍ وَغَیْرِہٖ ثُمَّ نَادٰی یَا زَیْنَبُ الْکُبْرٰی وَیَا زَیْنَبُ الصُّغْرٰی وَیَا سُکَیْنَۃُ وَیَا رُقَیَّۃُ وَیَا عَاتِکَۃُ وَیَا صَفِیَّۃُ عَلَیْکُنَّ مِنِّی السَّلَامُ فَھٰذَا اٰخِرُ الْاِجْتِمَاعِ وَقَدْ قَرُبَ مِنْکُمُ الْاِفْتِجَاعُ چنانچہ مقتل ابومخنف وغیرہ میں منقول ہے کہ بعد شہادت اپنے فرزند شیرخوار علی اصغرؑ کے جناب امام حسین علیہ السلام نے باآواز بلند فرمایا کہ اے بہن زینبؑ اور اے اُم کلثومؑ اور اے سکینہؑ اور اے رقیہؑ اے عاتکہ اے صفیہ تم سب کو میرا سلام آخری پہنچے اور یہ آخری ملاقات ہے اور اب تمہاری مصیبت و آفت کا وقت قریب آپہنچا ہے یہ سنکر جناب زینبؑ و اُم کلثومؑ بشدت روئیں اور عرض کی یَا اَخِیْ قَدِ اسْتَسْلَمْتَ لِلْمَوْتِ اے بھائی کیا آپ بھی آمادۂ مرگ ہوئے اور قتل ہونا گوارا کیا حضرت نے فرمایا اے بہن کیونکر مرگ کو گوارا نکرے وہ شخص کہ جس کا کوئی ناصر و مددگار باقی نہو یہ سنکر وہ ستم دیدہ زار زار روئیں اور فریاد وَا اَخَاہُ وَا مَظْلُوْمَاہُ کی کرنے لگیں اسوقت بروایت منتخب و محرق القلوب جناب سکینہ روتی ہوئی سامنے آئیں اور عرض کی کہ اے بابا آپ کہاں جاتے ہیں فرمایا میں اُس جگہ جاتا ہوں کہ جہاں سے کوئی واپس نہیں آتا ہے یہ سنکر وہ ستم رسیدہ زار زار رونے لگیں اور حضرت تسلی و دلاسا دیتے تھے اور در خیمہ پر کہرام بپا ہوا اور اہلحرم اور کنیزوں نے گرد حلقہ کیا اور روک لیا ہائے کیا وقت مصیبت ہے کہ ایسا سید و آقا مسافرت میں جدا ہوتا ہے اسی اثنا میں جناب رباب مادر علی اصغرؑ و سکینہ خاتون روتی ہوئیں حضرت کے قریب آئیں اور لگام ذوالجناح کی پکڑ کر بہت روئیں اور عرض کی کہ اے سید و آقا میرے آپ تو آمادۂ شہادت ہیں اور بعد آپ کے ان مصائب اور شدائد میں کون ہماری حمایت کریگا حضرت نے فرمایا صبر و شکر اور خدا پر توکل کرو وہی حافظ تم بیکسوں کا ہے یکایک جناب شہربانو مادر گرامی امام زین العابدینؑ اور عبد اللہ شیرخوار کی روتی ہوئی حضرت کے سامنے آئیں اور عرض کی کہ اے سید و مالک میرے آپ تو آمادۂ شہادت ہیں پس بعد آپ کے اس غریب الوطنی و مسافرت میں کون میری حمایت کریگا کیونکہ میں بادشاہ عجم کی بیٹی ہوں کوئی میری قوم و قبیلہ سے یہاں نہیں ہے اسلئے مجھے اپنی حرمت کا خیال ہے اور لاکھوں اشقیا ہجوم کئے ہیں یہ سنکر امام حسینؑ بشدت روئے اور فرمایا خدا

پر توکل کرو اور اپنی عزت و آبرو کا خوف نہ کرو خدا تم کو محفوظ رکھے گا اور حضرت نے اپنے فرزند بیمار امام زین العابدین علیہ السلام کو اپنے پاس بلایا اور تمام علوم اولین و آخرین تعلیم فرمائے اور علم امامت و اسرار ولایت پر مطلع کیا اور سب امانات انبیا و اوصیا کے سپرد کئے اور فرمایا اے فرزند اب وقت ہماری شہادت کا قریب آ پہنچا ہے پس تم بعد میرے امام اور ہادی خلق کے ہو اور ہر مصیبت و بلا میں صبر و شکر کرنا اور تحمل و پرہیزگاری کو اختیار کرنا اور مشیت خدا پر راضی رہنا اور اے فرزند جب تم اسیری سے رہائی پاؤ اور پھر مع اہل حرم کے وارد مدینہ ہو تو میرے دوستان وطن اور شیعوں کو سلام پہنچانا اور کہہ دینا اَنَّ اِمَامَکُمُ الْحُسَیْنَ قَدْ قُتِلَ عَطْشَانًا وَ ذُبِحَ اَطْفَالُہٗ ظَمْآنًا یعنی حسین مظلوم امام تمہارا پیاسا قتل کیا گیا اور اطفال شیرخوار ان کے تشنہ لب ذبح کئے گئے پس جب تم آب سرد و شیریں پینا تو میری اور میرے اطفال کی تشنہ لبی کو یاد کر لینا حضرات اب تصور کیجئے کہ اہل مدینہ خصوصاً بنی ہاشم نے جب خبر شہادت آنحضرت کی سنی ہوگی تو رو رو کے کیا حال ہوا ہوگا آہ جب امام زین العابدین علیہ السلام قید شام سے رہائی پا کر کربلا ہوتے ہوئے طے منازل کرتے ہوئے مع اپنی ماں بہنوں اور اہل حرم کے قریب مدینہ کے پہنچے اور بیرون شہر مقام فدک میں قیام کیا اور بشیر بن جذلم سے فرمایا کہ تو مدینہ میں جا کر اہل شہر کو شہادت امام حسینؑ سے آگاہ کر پس بشیر داخل مدینہ ہو کر مسجد رسول تک پہنچا اور وہاں روتا ہوا کہتا تھا یَا اَھْلَ یَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَکُمْ بِھَا ۔ قُتِلَ الْحُسَیْنُ فَادْمُعِیْ مِدْرَارٗ یعنی اے اہل مدینہ اب یہ شہر قابل سکونت کے نہیں رہا اسلئے کہ رئیس و مالک یہاں کے امام حسین علیہ السلام تشنہ لب شہید کئے گئے جس کی مصیبت میں آنسو میرے جاری ہیں اَلْجِسْمُ مِنْہُ بِکَرْبَلَاءَ مُضَرَّجٌ ۔ وَالرَّاْسُ مِنْہُ عَلَی الْقَنَاۃِ یُدَارُ ۔ افسوس جسم اطہر آنحضرت کا زمین کربلا پر خاک و خون آلودہ ریگ گرم پر پڑا رہا اور سر اقدس انکا نیزہ طویل پر رکھکر شہر بشہر پھرایا گیا اور اے اہل مدینہ فرزند بیمار آنحضرت کے مع پھوپھیوں اور بہنوں کے قریب تمہارے بیرون شہر اترے ہیں اور میں قاصد آنحضرت کا تم کو خبر دینے آیا ہوں یہ سنکر تمام بنی ہاشم اور عورات ستم رسیدہ اپنے گھروں سے مو پریشان اور روتی ہوئی باہر نکلیں اور طرف حضرت کے آئیں اور ہجوم سے اہل شہر کے کہرام بپا ہوا اور امام زین العابدین علیہ السلام کو پرسا دیتے تھے اور زار زار روتے تھے پس جب وہ قافلہ لٹا ہوا مع اہل شہر کے روضہ رسول خدا پر پہنچا اور فریاد کی تو اسوقت روضہ رسول میں زلزلہ ہوا یہ دیکھکر سب نے شور گریہ و بکا کا بلند کیا اور عورات ہاشمیہ جناب زینب و ام کلثوم سے ملکر زار زار روتی تھیں اور پرسا دیتی تھیں اب حال فاطمہ صغرےٰ اور سکینہ خاتون کا کس زبان سے بیان کروں جو ماتمکدہ وغیرہ میں منقول ہے کہ ایک یتیمہ تو درد جدائی اور بیماری میں مبتلا تھیں اور دوسری یتیمہ رنج و الم اسیری اور محنت سفر اٹھائے تھیں آہ جب نظر ایک بہن کی دوسری بہن پر پڑی تو دونوں ستم دیدہ گلے

مگر اسقدر روئیں کہ روضۂ رسولؐ میں تزلزل ہوا آخرکار جناب اُم سلمہؓ نے گرد و غبار سروں سے اور آنسو
اُنکی آنکھوں سے پونچھا اور بکمال تسلی و دلاسا وہاں سے طرف گھر کے لے گئیں اُسوقت گریہ و بُکا سے
عوراتِ ہاشمیہ کے کہرام بپا تھا اور ہر در و دیوار سے آواز رونے کی آتی تھی آہ جب جناب زینبؑ و اُم کلثومؑ
اور عوراتِ ستم رسیدہ خانۂ نبوت و امامت میں داخل ہوئیں تو مقامات اپنے سید مظلوم امام حسینؑ علیہ
السلام اور جناب عباسؑ اور علی اکبرؑ اور قاسمؑ اور بنی ہاشم کے خالی دیکھکر اس قدر روئیں کہ روتے
روتے غش آگیا اور وہ مکان یزید لعین نے بکمال عداوت منہدم کرائے تھے اور ویران و سنسان
ہوگئے تھے۔ الا لعنۃ اللہ علی القوم الظٰلمین۔

تمت بالخیر والعافیۃ

قطعہ تاریخ تالیف دُرّ المصائب حصہ دوم از نتائج رسا و ذہن صفا مقبول حضرتِ ایزد کونین جناب منشی سید ذوالحسنین صاحب مرحوم المتخلص بہ صداقت

جناب صاحب نہر المصائب و ینبوع
محب و شہیدی و مولوی و زائر و حاج
کتاب دُرِّ مصائب مجلد ثانی
نمود جمع احادیث معتبر از جہد
ز حُسن صحت و ترتیب او جہاں آگاہ
جگر خراش احادیث چاردہ معصوم
صداقت از پئے تاریخ ختم بنوشتم

کہ نام نامیش از قاسم و علی برجاست
کہ در زمانہ عدیم النظیر و بے ہمتاست
چناں نوشت کہ ہرگز نہ جائے چون و چراست
کتاب کافی و وافی برائے اہل عزاست
بروح مقبل و در عمل بری ز سہو و خطاست
علی الخصوص بہ احوال سید الشہداست
سوانح شہ بیگور و بیکفن پیداست

تمام شد

جلد سوم درّ المصائب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدک یا من ھو انیس الذاکرین و مفزع الملھوفین و نصلی علی محمد خاتم النبیین و علی سید الوصیین و آلہ الطیبین الطاہرین و لعنۃ اللہ علی اعدائھم اجمعین ابد الآبدین **امّا بعد** مخفی نرہے کہ یہ حصہ سوم درّ المصائب کا ہے جو شامل ہے چند مجالس مختصرہ پر اور بطور ماحصل روایات کے کتب معتبرہ فریقین سے ماخوذ ہے و باللہ التوفیق و بہٖ نستعین **مجلس** قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ منہج الرشاد وغیرہ میں منقول ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے بتحقیق کہ نماز مقبولہ مکلف کو گناہوں اور کارہائے بد سے باز رکھتی ہے پس اگر کوئی شخص کثرت گناہ اور کار بد کی اپنے میں ملاحظ کرے تو مشخص ہو جائیگا کہ نماز اسکی خالی نقص سے نہیں ہے اور ثواب نماز میں لکھا ہے کہ ایک نماز بہتر ہے بیس حج سے اور بنا بر دوسری حدیث کے ایک فریضہ افضل ہے ہزار حج سے اور ایک حج بہتر ہے اس گھر سے جو طلا و نقرہ سے پر ہو اور راہ خدا میں تصدق کیا جاوے اور نماز اعظم ارکان دین اور بڑی عبادت ہے جس کی صفات میں جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِ نماز معراج مومن کی ہے حضرات مقام غور ہے اگر کسی نماز میں اول سے آخر تک خیال دنیا اور روگردانی خدا ہے اور فکر معصیت ہو تو تنزل درک اسفل میں ہوگا نہ معراج، پس ہر نماز صحیح میں چاہیئے کہ ترقی مرتبہ قرب الٰہی میں حاصل ہو اسلئے کہ نماز بحیثیت مجموعی کئی عبادات پر شامل ہے ہر تکبیر عبادت قیام عبادت قرأت حمد و سورہ عبادت رکوع عبادت قنوت عبادت سجود عبادت تشہد عبادت سلام عبادت ذکر ان سب کا عبادت ہے پس نماز میزان اعمال اور معیار اعمال اور منشا قبول اعمال ہے اور نماز کے افعال عبادت اقوال عبادت اعمال عبادت ہے اور فرمایا آنحضرت نے اَلصَّلٰوۃُ عَمُوْدُ الدِّیْنِ اِنْ قُبِلَتْ قُبِلَ مَا سِوٰھَا وَاِنْ رُدَّتْ رُدَّ مَا سِوٰھَا نماز عمود دین ہے اگر قبول درگاہ الٰہی ہوئی تو اور عبادات بھی قبول ہونگی اور اگر نماز رد ہوئی

تو اور طاعات بھی رد ہونگی پس نماز میں بہ نسبت اور امور دین کے اہتمام زیادہ چاہیئے اور اس روسے یہ مراد نہیں ہے کہ اگر نماز قبول نہ ہوئی تو اعمال باطل ہیں کہ محتاج طرف قضا یا اعادہ کے ہوں یا تارک انکا کہلائے بلکہ اگر اور اعمال صحیح طور پر بعمل آئے ہوں تو کوئی ثمرہ ان پر مترتب نہوگا اسوجہ سے کہ شرط اجر و ثواب باقی اعمال کی قبول نماز ہے مثال اسکی یہ ہے کہ دین حق یعنی اسلام گویا بمنزلہ خیمہ کے ہے اور نماز وہ عمود و ستون اسکا ہے جس پر خیمہ قائم ہے پس اگر ستون ٹوٹے یا گرے تو خیمہ بھی گریگا اور طناب اور میخیں اور سطر پردے کیا مفید ہونگے پس شرط قبول نماز جیسا ہیں حضور قلب اور تفہیم اور تعظیم اور ہیبت اور خوف اور رجا اور حیا اور موانع قبول نماز کے بہت ہیں منجملہ ان کے عجب اور خود پسندی اور ناشزہ و نافرمان ہونا عورت کا اور نماز قضا کا مشغول الذمہ ہونا جبکہ غفلت کرے اور حبس کرنا اور جائز نہ جاننا حقوق واجبہ کا مثل زکوٰۃ و خمس اور فطرہ اور کفارہ اور رد مظالم وغیرہ کے اور حسد و تکبر اور غیبت کرنا اور مال حرام کھانا اور شراب پینا اور فرار کرنا غلام و کنیز کا اپنے آقا سے بلکہ مطلق فسق و فجور مانع قبول نماز ہیں اور فرمایا جناب رسولخدا نے

أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلوٰةُ وَأَوَّلُ مَا يُنْظَرُ فِيهِ مِنْ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ الصَّلوٰةُ

حاصل اسکا یہ ہے کہ پہلے جو چیز نامۂ اعمال میں بندہ کی دیکھی جائیگی وہ نماز ہے اگر وہ صحیح اور درست نہیں ہے تو باقی اعمال بنی آدم کی طرف نظر نہ کیجائیگی کہ میزان عدل میں ملاحظہ ہوں اور جناب رسولخدا اور حضرت ائمہ ہدیٰ علیہم السلام نے ہنگام وصیت میں فرمایا ہے مَنِ اسْتَخَفَّ بِالصَّلوٰةِ لَا تَنَالُهُ شَفَاعَتُنَا وَلَيْسَ مِنَّا جو شخص سبک رکھے نماز کو یعنی کوئی چیز نہ سمجھے یا ترک کرے یا مسائل اسکے درست نکرے تو شفاعت ہماری اسکو نہ پہنچیگی اور وہ ہمارے دوستوں سے بھی نہیں ہے پس مستحق شفاعت نہوگا اور تارک صلوٰۃ حوض کوثر پر بھی وارد نہوگا مثل کفار و فساق اور اشرار کے محروم رہیگا اور حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص کسی تارک صلوٰۃ کی ایک لقمہ یا ایک کپڑہ سے اعانت کرے تو گویا اس نے ستر پیغمبروں کو قتل کیا کہ اول ان کے جناب آدم ابوالبشر اور آخر انکے حضرت خاتم الانبیا سید البشر ہیں اور تاکید نماز کی بہت ہے پس اگر سفر میں ہو تو چار رکعتی کو قصر کرے اور اگر بیمار ہو اور طاقت کھڑے ہونیکی نہو تو بیٹھکر پڑھے اور اگر یہ تکلف بھی دشوار ہو تو لیٹ کے پڑھے اور اگر رکوع اور سجود ممکن نہو یا غرق ہوتا ہو یا ضیق وقت میں مشغول جہاد ہو تو ایما و اشارہ سے پڑھے بہر حال نماز وہ علامت ہے جو درمیان کفر و اسلام کے فارق ہے اور رونق اسلام اور وقعت نماز یہ ہے کہ ایک روز جنگ صفین میں ہر طرف سے تیر باران ہو رہا تھا اور نیزوں کے وار چلتے تھے اسی ہنگامۂ کارزار میں حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام بار بار طرف آسمان کے دیکھتے تھے یہ دیکھکے ابن عباسؓ نے عرض کیا کہ اے سید و آقا میرے آپ کیا دیکھتے ہیں فرمایا زوال آفتاب کو دیکھتا ہوں تاکہ نماز ظہر پڑھوں عرض کیا یہ موقع نماز کا ہے فرمایا نماز ہی کے قائم

قائم ہونے کے واسطے تو لڑائی ہے حضرات اب کیا حاجت بیان ہے اسیطرح آنحضرت کی فرزند حضرت امام حسین علیہ السلام نے بھی ہنگامۂ کارزار میں روزِ عاشورا نمازِ ظہر ادا فرمائی ہے حالانکہ وہ نہایت نازک وقت تھا اور اکثر اصحاب پیاسے شہید ہو چکے تھے اور ہر طرف سے تیر باراں ہو رہا تھا اور نیزوں کے وار چل رہے تھے اور ہنگامۂ کارزار گرم تھا اور اعدا قریب خیمہائے اہلحرم کے آگئے تھے اور بچے فریاد العطش العطش کرتے تھے اسی اثنا میں بقیہ اصحاب نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ تحقیق کہ وقت نمازِ ظہر کا داخل ہو چکا ہے اور یہ آخری نماز ہماری آپکے ساتھ ہے اور ہم اس بات کو بہت دوست رکھتے ہیں کہ یہ نماز بجماعت آپکے ساتھ ادا کرکے خدا سے ملاقات کریں پس امام حسین علیہ السلام نے خود اذان کہی جب اذان سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ لشکر کوفہ و شام لڑائی سے توقف نہیں کرتا ہے اسوقت باواز بلند فرمایا وَیْلَکَ یَا ابْنَ سَعْدٍ اَنَسِیْتَ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ وائے ہو تجھ پر اے ابن سعد کیا اسلام کے طریقوں کو تو نے بھلا دیا کیوں نہیں اتنی دیر لڑائی سے توقف کرتا ہے تاکہ ہم نماز پڑھ لیں اور تم لوگ بھی نماز پڑھو بعد اسکے پھر جنگ و کارزار میں مشغول ہوں آہ اس شقی نے کچھ جواب نہ دیا اور نہ فرزند رسول کو نماز کی مہلت دی فَصَلّٰی سَیِّدُنَا الْحُسَیْنُ وَاَصْحَابُہٗ فُرَادٰی بِالْاِیْمَآءِ پس امام حسین علیہ السلام اور آنحضرت کے اصحاب باوفا نے وہ نماز فرادی ایما و اشارہ سے ادا فرمائی اور تیر و نیزہ اور تلواروں میں عبادت خدا کی ادا کی اور شیخ جعفر نجفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے نماز ظہر خاص طور سے ادا فرمائی بطور نماز خوف کے اور نماز آنحضرت کی قصر تھی اور بعض اصحاب و انصار کو پوری قصر بھی ممکن نہ ہوئی کیونکہ اثنائے نماز ہی میں شہادت پائی اب تصور کیجئے کہ نماز عصر کیونکر آنحضرت نے ادا فرمائی اُسوقت تو یکہ و تنہا اور زخموں سے چور چور خاک و خون آلودہ ریگ گرم پر پڑے تھے اور ایک تیر ستم گلوئے انور میں پیوست تھا اور اعدا ہجوم کئے ہوئے آمادۂ قتل تھے آہ جب شمر لعین قریب آ پہنچا اور سینۂ اقدس اور پہلوئے اطہر کو ایسی اذیت دی کہ حضرت نے غش سے آنکھیں کھولدیں اور فرمایا اے شخص اگر تجھے میرا ذبح کرنا منظور ہے تو مجھے اتنی مہلت دے کہ میں نماز آخری ادا کروں پس وہ ستمگر علیحدہ ہوا اور حضرت نے رو بقبلہ ہو کے ایما و اشارہ سے نماز عصر ادا فرمائی افسوس ہزار افسوس ابھی سجدہ آخر میں تھے کہ شمر لعین نے سر اقدس کو گردن سے جدا کیا اسوقت آندھی سیاہ چلنے لگی اور جبرئیل پکارے قُتِلَ وَاللّٰہِ الْاِمَامُ اَخُو الْاِمَامِ الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قسم بخدا شہید ہوا وہ امام جو فرزند امام اور برادر ہے امام کا وہ مظلوم حسین بن علی بن ابیطالب علیہم السلام ہیں اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۲

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَغَدْوَۃٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ رَوْحَۃٌ خَیْرٌ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا جامع الاخبار وغیرہ میں منقول ہے کہ فرمایا جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے قسم ہے پروردگار کی جسکے قبضۂ قدرت میں جان میری ہے ہر آئینہ

ایک صبح یا شام جہاد راہ خدا میں بہتر ہے دنیا و مافیہا سے اور فرمایا آنحضرت نے کہ کوئی قطرہ نزدیک خدا کے دوست تر نہیں ہے اُس قطرۂ خون سے جو راہ خدا میں گرایا جاوے حضرات شہدائے راہ خدا کا بہت بڑا مرتبہ ہے جو ہمراہ نبی یا وصی نبی کے جہاد میں شہید ہوں اور خود جہاد عبادت اور اسمیں استقلال و ثابت قدمی عبادت ہے اور جناب رسولخدا نے جہاد میں چند اُمور کی ممانعت فرمائی ہے منجملہ اُن کے پانچ امر ہیں اول یہ کہ ان چار مہینوں میں یعنی ماہ رجب اور ذیقعد اور ذالحجہ اور محرم جو حرمت و تعظیم کے ہیں قتال و جدال نہ کرنا مگر واسطے ہوا اشقیائے کوفہ و شام پر جو مدعی اسلام تھے اُنہوں نے نہ پاس و لحاظ حکم رسول کا کیا نہ حرمت و تعظیم کی ماہ محرم کی بلکہ اولاد رسول کو اسی مہینے میں بظلم و ستم مثل گوسفند قربانی کے تشنہ لب ذبح کیا اور ان کے اصحاب و اقربا کو قتل کیا اور ان کے اہلبیت کا اسباب لوٹ لیا اور اہلحرم کو اسیر و مقید کیا اور نقاب اور چادریں تک چھین لیں اور شہر بشہر مع سرہائے شہدا کے لئے پھرے اور بدنہائے اطہر خاک و خون آلودہ ریگ گرم پر چھوڑ کے چلے گئے اور کوئی متوجہ طرف دفن و کفن اور نماز جنازہ کے نہوا دوم یہ کہ اعدا کے قتال و جدال سے ہرگاہ دوچند سے زیادہ نہوں فرار نہ کرنا یعنی ایک مسلمان کے مقابل دو کافر تک ہوں مگر کربلا میں نہایت دشوار تکلیف جہاد کی بطور خاص لازم ہوگئی تھی کیونکہ لشکر یزید لعین کی تعداد بنا بر ایک روایت کے تیس ہزار اور بنا بر دوسری روایت کے بہتر ہزار سوار و پیادے واسطے قتل فرزند رسول مختار کے جمع ہوئے تھے اور لشکر امام حسین علیہ السلام میں صرف بہتر بزرگوار تھے پس اس حساب سے بمقابل ایک ایک دیندار کے ایک ایک ہزار اشرار تھے باوجود اس کے میدان کارزار میں بکمال استقلال و ثابت قدمی وہ جانبازی اور تلوار کی کہ صفوف لشکر اعدا کو درہم و برہم کر دیا اور جب تک زندہ رہے کسی کو قریب خیموں کے نہ آنے دیا یہانتک کہ نصرت و مدد میں فرزند رسول کے درجۂ شہادت پر فائز ہوئے سوم یہ کہ جناب رسولخدا نے ممانعت فرمائی ہے کہ مسن و پیر کو قتل نہ کرنا مگر کربلا میں کیسے کیسے عابد و زاہد سن رسیدہ قتل ہوئے جیسا کہ جابر بن عروہ غفاری رضی اللہ عنہ جو کبیر السن اور کثیر الصلواۃ تھے اور پشت انکی خمیدہ ہوگئی تھی اور دونوں ابرو آنکھوں پر ایسے جھک گئے تھے کہ دیکھنا دشوار تھا اور معارک جہاد بدر و حنین اور اُحد میں ہمراہ جناب رسولخدا کے شریک رہے تھے اور مشہور بدری تھے پس جب اپنے آقائے مظلوم جناب امام حسین کو نرغۂ اعدا میں مبتلا دیکھا تو بیتاب ہوئے اور کمر خمیدہ اپنی عمامہ سے مستحکم باندھی اور دونوں ابرو اوپر اُٹھا کے رومال سے باندھے چال اس جاں نثار کا دیکھکر امام حسین علیہ السلام کو تعجب ہوا اور فرمایا خدا تم پر رحمت اپنی نازل کرے اور تمہیں جنت میں ہمارے رفقا سے گردانے اس وقت جابر نے عرض کیا یابن رسول اللہ اب مجھے اجازت جہاد دیجئے تاکہ جان اپنی آپ پر فدا کروں اور یہ ظلم و ستم اعدا کا مجھ سے نہیں دیکھا جاتا ہے ہائے کیا بیکسی تھی کہ ایسے ضعیف و ناتوان

جان دینے پر آمادہ تھے پس حضرت نے رخصت دی اور میدان کارزار میں رجز پڑھتے ہوئے لشکر اشرار پر حملہ آور ہوئے اور ساٹھ سوار نابکار بقولے پندرہ پیادے قتل کیے آخر اعدا نے ہر طرف سے گھیر کے تیر و نیزہ اور تلواروں سے زخمی کر کے سامنے امام حسینؑ کے شہید کیا اور اسیطرح طرماح بن عدیؓ بھی درجہ شہادت پر فائز ہوئے اور حبیب ابن مظاہر رضی اللہ عنہ جو فقیہ اور عابد تھے کہ ایک رکعت نماز سنتی میں ختم قرآن کرتے تھے سامنے فرزند رسولؐ کے شہید کیے گئے فَلَمَّا قُتِلَ حَبِيبُ بْنُ مُظَاهِرٍ بَانَ الْاِنْكِسَارُ عَلٰى وَجْهِ الْحُسَيْنِؑ آہ جب حبیب بن مظاہرؓ قتل ہوئے تو اسوقت امام حسینؑ کے چہرۂ اقدس پر انکسار اور شکستگی نمودار ہوئی اور حضرت اس رفیق ندیم کی مفارقت پر بشدت روئے؛ فریاد از غریبی و بے یاری حسینؑ ؛ و زنالہ ہائے دمبدم و زاری حسینؑ ؛ چہارم یہ کہ عورات و اطفال کفار کو قتل نکرنا یہ حکم تو بہ نسبت کفار کے تھا مگر افسوس کربلا میں جب وہب بن عبد اللہ کلبیؓ بسبب زخم تیر و نیزہ اور تلواروں کے زمین پر گرے اور ان کی زوجہ نے یہ حال دیکھا تو بیتاب ہو کر نالہ و فریاد کرتی اور روتی ہوئی ان کے پاس میدان کارزار میں پہنچی اور سر وہبؓ کا اٹھا کر اپنی آغوش میں رکھا اور خون ان کے چہرہ سے پونچھتی تھی اور زار زار روتی تھی اور ان کے منہ کو دیکھتی تھی ناگاہ شمر لعین نے اپنے غلام سے کہا کہ کیا دیکھتا ہے اس عورت کو جلد قتل کر پس اس شقی نے ایک گرز آہنی مارا کہ سر اس کا شق ہوا اور اسیوقت وہ ستم دیدہ رحلت کر گئی ہائے کیا وقت مصیبت تھا روز عاشورا امام حسینؑ پر کہ عورات اور اطفال سے بھی نہ دیکھا جاتا تھا اور چاہتے تھے کہ فرزند رسولؐ پر جان اپنی فدا کریں چنانچہ جب امام حسین علیہ السلام نے فریاد و استغاثہ بلند کیا اور فرمایا اَمَا مِنْ مُعِيْنٍ يُعِيْنُنَا اَمَا مِنْ نَاصِرٍ يَنْصُرُنَا اَمَا مِنْ ذَابٍّ يَذُبُّ عَنَّا آیا ہے کوئی اعانت کرنے والا کہ ہماری اعانت کرے آیا ہے کوئی نصرت کرنے والا کہ ہماری نصرت کرے آیا ہے کوئی دفع کرنے والا جو شر اعدا کو ہم سے دور کرے یہ سنکر شاہزادہ جناب قاسمؑ جو ایسے کم سن تھے کہ حد بلوغ کو نہ پہنچے تھے بیتاب ہو کر لبیک لبیک کہتے ہوئے سامنے اپنے چچا کے کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ یہ جان نثار حاضر ہے مجھے اجازت دیجئے قَالَ يَا وَلَدِيْ اَتَمْشِيْ بِرِجْلِكَ اِلَى الْمَوْتِ فرمایا اے فرزند کیا تو اپنے پاؤں سے طرف موت کے جاتا ہے اس شاہزادہ نے عرض کیا کہ اے چچا کیونکر میں آمادہ شہادت نہوں کہ آپ اس مظلومی سے درمیان اعدا کے مبتلا ہیں پس وہ شاہزادہ لشکر اعدا پر حملہ آور ہوا اور ایک جماعت اشرار کو قتل کیا آخر اعدا نے ہر طرف سے گھیر کے تیر باران کیا اور نیزہ و تلواروں سے زخمی کر کے شہید کیا آہ اسیطرح بھائی جناب قاسم کے شاہزادہ عبد اللہ کو بھی اعدا نے قتل کیا چنانچہ جب امام حسین علیہ السلام زخمی ہو کر ذوالجناح سے بر زمین تشریف لائے تو یہ دیکھ کر وہ بچہ بیتاب ہو کر خیمہ سے باہر نکلا اور اپنے چچا مظلوم کے پہلو میں کھڑا ہوا تاکہ حضرت کو تلواروں کے وار سے

بچانے افسوس اسی اثنا میں ایک شقی نے حضرت پر تلوار ماری اور اس بچہ نے اپنا ہاتھ سپر کر دیا یہانتک کہ وہ ہاتھ اس بچہ کا کٹ گیا اور فریاد کرنے لگا ناگاہ حرملہ لعین نے ایک تیر سہ پہلو جلدی کمان میں جوڑ کر مارا آہ وہ تیر ستم اس بچہ کے حلق نازنین پر پڑا اور اپنے چچا کی آغوش میں شہید ہوا اور حضرت نے اسکو اپنے پہلو میں لٹا دیا یتیم یہ کہ جناب رسولخدا نے ممانعت فرمائی ہے کہ اسطرح سے قتل نہ کرو جو باعث توہین کے ہو بلکہ جانوران وحشی اور طیور کو بھی ایسی ذلت وخواری سے ذبح نہ کرو ہائے افسوس اشقیائے کوفہ و شام نے فرزند رسول کو روز عاشورا طرح طرح کے ظلم وستم سے قتل وذبح کیا لَقَدْ قَتَلُوْهُ بِالْخَشَبِ وَالسِّنَانِ وَالْحُسَامِ وَالْحِجَارَةِ وَالْعَصَا وَالسِّهَامِ بتحقیق قتل کیا اعدا نے اس مظلوم کو تیر و نیزہ اور تلوار و پتھر اور کلوخ و عصا سے وَوَطِئَتْهُ الْخُيُوْلُ بِحَوَافِرِهَا حَتّٰى رَضُّوْا اَضْلَاعَهٗ آہ اس کا ترجمہ کس زبان سے بیان کروں کہ گھوڑے اپنے سموں سے بے ادبی کرتے تھے یہانتک کہ پہلوہائے اقدس کو بہت صدمہ پہنچا اور رض کے معنی ریزہ ریزہ اور کچلنے کے ہیں اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

مجلس ۳ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے آیا گمان کرتے ہو کہ تم کو ہم نے عبث پیدا کیا ہے اور یہ کہ بازگشت ہماری طرف نہ کروگے پس حضرات اگر خلقت سے مراد یہی زندگانی چندروزہ ہوتی تو خلقت عبث تھی اور کار عبث خالق حکیم سے محال ہے پس چاہیے کہ خلقت واسطے ثمرہ بزرگ کے ہو کہ وہ عبادت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ لِلْعِبَادَةِ سَبْعُوْنَ جُزْءًا اور فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ عبادت کے ستر جز ہیں مثل وضو اور غسل اور نماز اور روزہ اور حج اور خمس اور زکواۃ اور جہاد میں استقلال وثابت قدمی اور تحصیل علم دین اور امر بمعروف اور نہی از منکر وغیرہ کے پس اگر مکلف کسی جز کو بعمل نہ لاوے یا بشرائط مقررۂ شریعت غرّا ادا نہ کرے تو دین اس کا ناقص ہے کیونکہ جناب رسولخدا نے ہر عبادت واجبی اور سنتی کی فضیلت میں احادیث بکثرت بیان فرمائی ہیں اور طریقہ بعمل لانے کا بتایا ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ منجملہ ان کے ایک دو حدیث کو بھی مخالفین سند لے کر خواہ وہ اصلی ہوں یا وضعی اس عبادت کو بعمل لاتے ہیں مگر اس عبادت کو جس کی فضیلت میں احادیث نبوی بکثرت وارد ہیں اور کتب فریقین مجر ہیں اور اکثر آیات قرآنی کے مطابق اور موافق یا مشابہ ہیں باوجود اس کے حاسدین کو وہ کافی نہیں ہوتے ہیں اور جزو اعظم دین وایمان یعنی ولایت وامامت امیرمومناں میں عداوت سے چشم پوشی کرتے ہیں جس کا سوال بعد موت ہر ایک سے ہر عقبہ میں ضرور کیا جائیگا اور ولایت ان حضرت کی شرط قبول کل عبادات ہے جب شرط ہی نہیں ہے تو مشروط کہاں رہیگا پس ہر ارشاد نبوی پر

عمل کرنا چاہیے ورنہ بروز قیامت سوائے حسرت و ندامت کے کچھ حاصل نہوگا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ زَیِّنُوْا مَجَالِسَکُمْ بِذِکْرِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ زینت دو اپنی مجلسوں کو ساتھ ذکر علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے لِاَنَّ ذِکْرَہٗ ذِکْرِیْ وَذِکْرِیْ ذِکْرُ اللّٰہِ وَذِکْرُ اللّٰہِ عِبَادَۃٌ اسلئے کہ ذکر علیؑ کا میرا ذکر ہے اور ذکر میرا ذکر خدا ہے اور ذکر خدا کا عبادت ہے وَقَالَ ذِکْرُ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ مَقْبُوْلَۃٌ مَبْرُوْرَۃٌ اور فرمایا آنحضرت نے کہ ذکر علی ابن ابی طالب کا عبادت مقبولہ مبرورہ ہے اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے ضَرْبَۃُ عَلِیٍّ یَوْمَ الْخَنْدَقِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ ضربت علی ابن ابیطالب کی بروز جنگ خندق افضل و بہتر ہے عبادت جن وانس سے تا روز قیامت اور بمقام خم غدیر خدا نے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ نازل کیا اور رسولخدا نے مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَهٰذَا عَلِیٌّ مَوْلَاہُ فرمایا جنکی ولایت و امامت اور افضلیت و عصمت آیات قرآن اور احادیث نبوی سے بخوبی ثابت ہے اور حدیث میں وارد ہے کہ جس جگہ ذکر حضرت محمدؐ و آل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ کا ہوتا ہے وہاں ملائکہ رحمت نازل ہوتے ہیں اور شیاطین دور ہوتے ہیں اور مراد آل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ سے جناب سیدہ اور بارہ امام علیہم السلام ہیں اور فرمایا حضرت امام رضا علیہ السلام نے مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا یُحْیٰی فِیْہِ اَمْرُنَا لَمْ یَمُتْ قَلْبُہٗ یَوْمَ تَمُوْتُ الْقُلُوْبُ جو مومن بیٹھے اس مجلس میں کہ جس میں زندہ کیا جائے امر ہمارا یعنی جس مجلس میں فضائل یا مصائب ہم آل رسول کے بیان ہوں اور روئے ہماری مصیبت پر پس عوض میں اسکے نہ مردہ ہوگا دل اس کا اس روز کہ جس روز تمام دل مردہ ہوں گے علاوہ اس کے شیخ جعفر نجفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کا مرثیہ کہنا عبادت اور مرثیہ پڑھنا عبادت اور مرثیہ سننا عبادت اور مجلس عزا میں بیٹھنا عبادت اور رونا عبادت اور محزون و مغموم ہونا عبادت بلکہ رونے والے کی صورت بنانا عبادت اور زیارت اس مظلوم کی نزدیک و دور سے بجا لانا عبادت اور ان کے زائر و ذاکر کا دیدار عبادت اور تمنا کرنا شہادت کا اس مظلوم کے ہمراہ رکاب میں عبادت ہے پس حضرات آپ اسوقت کئی عبادات میں بدل و جان مشغول ہیں خدا قبول کرے چونکہ مضامین منظومہ دلچسپ ہوتے ہیں اور بیان کرنے والے اور سننے والوں کو ولولہ ہوتا ہے خصوصًا اس مجلس میں جہاں صاحبان فہم جمع ہوں لہذا چند اشعار پر اختصار منظور ہے جیسا کہ وفائی کہتا ہے ؎

الا اگر نسیم دہی بادہ ز خمِ احمدی کہ مست مست سازم چہ مستیٔ سرمدی	نہ خم کیقباد و جم ازاں خم محمدی رہا ندم ز ہستی و کشتا ندم ز بیخودی

کہ تا بچشم حق کنم نظارہ بوتراب را

ابوتراب و بوالحسن الامنش ندا کنم — زجہتِ نصیرتیش بایں سبب رہا کنم
علی علی جدا کنم خدا خدا جدا کنم — بخود بہ بندم ار علی کہ او زخود رہا کنم

بہر چہ راسے او بود ادا کنم خطاب را

امیر بود در ازل دوبارہ در غدیر شد — مبلّغ امیریش رسولِ بے نظیر شد
باذن دو جہاں امیر شد بمصطفےٰ ظہیر شد — ہمیں نہ بس ظہیر شد وزیر شد وزیر شد

شمار شد شہیر شد حضور را غیاب را

ہمارہ گفت مصطفےٰ علیؑ بود حسام من — بشرع من وصی من بجائے من امام من
امیر من نصیر من ظہیر من قوام من — حلال او حلال من حرام او حرام من

دگر چہ جائے دم زدن ثعالب و کلاب را

بشیے کہ مدح او ہمی پیمبر و خدا کند — چساں تواند ایں کسے کہ مدح یا ثنا کند
مگر کہ شمۂ ز وصف او ادا کند — ولے چساں ادا کند کہ عقل ازاں ابا کند

بجز رگی بجاں تواں نمودن آفتاب را

اگر کہ قہرمان او بقہر کیں عَلم زند — اگر کہ ذوالفقار او زخونِ خصم دم زند
قضا فنائے ایں جہاں درآں زماں رقم زند — بقہقری عدوِ او بہ نیستی قدم زند

گر او سبک کند عناں گراں کند رکاب را

تو ای علیِ مرتضیٰ کہ مظہرِ خدا استی — بگو بمن آرمیدۂ زخود کجا روا استی
کند غیب تو روبرو بزادۂ زنا ستی — بگوشِ خویش بشنو و ببیں چہ ماجرا استی

چہ او کند سوال را وایں دہد جواب را

بسوئے شام خویش را زراہ رحمت جہاں — بدختران بکیست ببیں بطاول خساں
رہ نما تو بیکساں ز قید و بند ناکساں — زبارۂ دلِ کساں و اشک چشم بیکساں

بمجلس یزید بیں شراب را کباب را

بدختران نحو نگر کہ ایستادہ صف بصف — ز شامیاں نظارہ گر نظارہ کن زہر طرف
یزید شوم بادہ صد نشاط و شادی و شغف — سر حسینؑ و جام مئے نئے و رباب چنگ و دف

بہ بزم ایں چنیں ببیں سکینہؑ و رباب را

بابیا اسیری یزید سنے تمیز ہیں — ہو پشت پردہ دختران او ہمہ عزیز ہیں
کشادہ موئے دختران خویش چوں کنیز ہیں — نگنجد از بغیرت بیا و ایں دو چیز ہیں
بطشت زر حسینؑ و ساغر شراب را

الا لعنۃ اللّٰہ علی القوم الظالمین **مجلس ۴** قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ فَاطِمَۃُ بِضْعَۃٌ مِّنِّیْ مَنْ اٰذَاھَا فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ وَمَنْ اٰذَی اللّٰہَ فَقَدْ کَفَرَ۔ بحارالانوار اور مشکوٰۃ کتب فریقین میں منقول ہے کہ فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ نے فاطمہ زہرا پارہ جگر ہے میری جس نے اسکو اذیت دی تحقیق کہ اُس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اُس نے خدا کو اذیت دی اور جس نے خدا کو اذیت دی پس تحقیق کہ وہ کافر ہے وَرُوِیَ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّھَا قَالَتْ مَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَشْبَہَ سَمْتًا وَدَلًّا وَھَدْیًا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ فِیْ قِیَامِھَا وَقُعُوْدِھَا مِنْ فَاطِمَۃَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اور ترمذی نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ کہا اس نے میں نے کسی کو روش اور حسن شمائل اور سیرت حسن و نیک میں مشابہ زیادہ نہیں دیکھا ساتھ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے نشست و برخاست میں سوائے جناب سیدہ فاطمہ زہرا دختر رسولخدا کے قَالَتْ وَکَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَی النَّبِیِّ قَامَ اِلَیْھَا فَقَبَّلَھَا وَاَجْلَسَھَا فِیْ مَجْلِسِہٖ عائشہ کہتی ہے کہ جب فاطمہ زہراؑ جناب رسولخداؐ کے پاس حاضر ہوتی تھیں تو حضرت اُن کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے اور اُن کی پیشانی اطہر کو بوسہ دیتے تھے اور اپنی جگہ بٹھالتے تھے۔ وَکَانَ النَّبِیُّ اِذَا دَخَلَ عَلَیْھَا قَامَتْ مِنْ مَجْلِسِھَا فَقَبَّلَتْہُ وَاَجْلَسَتْہُ فِیْ مَجْلِسِھَا اور جب جناب رسولخدا اپنی پارہ جگر جناب فاطمہ زہراؑ کے یہاں تشریف لے جاتے تھے تو وہ مخدومہ اپنی جگہ سے کھڑی ہو جاتی تھیں اور اُن حضرت کی پیشانی انور کو بوسہ دیتی تھیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتی تھیں سبحان اللہ یہ مرتبہ اور قرب و منزلت اور رفعت اور جلالت تھی اس معصومہ کی نزدیک آنحضرت کے اور وہ مخدومہ بھی عالمہ اور عابدہ اور زاہدہ اور صابرہ تھیں اور جناب رسولخدا ان کو بہت چاہتے تھے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ اِنِّیْ لَمَّا رَاَیْتُ اِبْنَتِیْ فَاطِمَۃَ ذَکَرْتُ مَا یُصْنَعُ بِھَا بَعْدِیْ اور بحارالانوار وغیرہ میں منقول ہے فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ جب میں اپنی پارہ جگر فاطمہ زہراؑ کو دیکھتا ہوں تو مجھے وہ ظلم و ستم یاد آتے ہیں جو بعد میرے اسپر گذریں گے اور وہ سب میرے پیش نظر ہیں آہ گویا میں دیکھتا ہوں کہ اشقیائے اُمت نے اسکو ایسا ذلیل جانا ہے کہ بے اجازت

اُسکے گھر میں داخل ہوئے اور ہتک حُرمت کی اور حق اُسکا غصب کیا ہے اور دروازہ گھر کا جلاکر اُس کے
پہلو پر گرا کے اس زور سے دبایا کہ پہلو اُس کا ٹوٹ گیا اور اسکے صدمہ سے بچہ شکم میں شہید ہوا وَہِیَ تُنَادِیْ
وَا اَبَتَاہُ وَ تَسْتَغِیْثُ فَلَا تُغَاثُ اور اسوقت وہ مجھے وا ابتاہ کہکے پکارتی ہوگی اور فریاد و استغاثہ
کرتی ہوگی مگر کوئی اسکی فریاد کو نہ پہنچے گا بس ہر وقت نوحہ و بین کرتی ہے کبھی اپنے گھر سے موقوف ہونے
وحی پر روتی ہے کبھی میری جدائی پر گریہ و بکا کرتی ہے کبھی اپنی مذلت و ہتک حرمت پر نالہ و فغاں کرتی
ہے اور یاد کرتی ہے اُس عزت و حرمت کو جو میرے سامنے اُسکو حاصل ہے چنانچہ محرق القلوب وغیرہ میں
منقول ہے کہ جناب فاطمہ زہرا نے بعد رحلت اپنے پدر بزرگوار کے اسقدر صدمے اور رنج و الم اُٹھائے
کہ پچھتّر روز سے زیادہ زندہ نہ رہیں اور اس تھوڑی سی مدت میں شبانہ روز گریہ و بکا کرتی تھیں اور زار زار روتی
تھیں یہانتک کہ ایک شب کو بیتاب ہو کر اپنے تئیں اپنے پدر بزرگوار کی قبر اطہر پر گرا دیا اور نوحہ و بین
کرتی تھیں تَقُوْلُ وَا اَبَتَاہُ زَالَتْ قُوَّتِیْ وَ فَقَدْتُ بَعْدَکَ کَافِلاً وَ مَوَالِیَا اور کہتی تھیں
اے بابا بعد آپ کے قوت و طاقت میری جا چکی ہے اور بعد آپ کے کوئی میرا کفالت و مدد کرنے والا
نہ رہا صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّھَا صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا اے بابا بعد آپ کے
مجھپر ایسی مصیبتیں پڑی ہیں کہ اگر وہ دنوں پر پڑتیں تو وہ مثل شب تار کے تاریک ہو جاتے پس وہ معصومہ
اسیطرح شب و روز رویا کرتی تھیں یہانتک کہ ایک روز کچھ ساکنان مدینہ خدمت میں جناب امیر
المومنینؑ کی حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے ابوالحسنؑ ہم سب شدت گریہ و بکا اور آواز دردناک سے
جناب سیدہ کے بیقرار ہیں نہ دن کو کاروبار کر سکتے ہیں نہ رات کو نیند آتی ہے پس آپ ان سے کہہ
دیجئے کہ یا تو دن کو رویا کریں یا شب کو نوحہ و بکا کریں یہ شکایت رؤسائے مدینہ کی سُنکر آنحضرت نے
پیام اُن کا اس معصومہ سے نقل کیا جناب سیدہ نے کہا اے ابوالحسنؑ اہل مدینہ سے کہدیجئے کہ اب
فاطمہ زہرا درمیان تمہارے تھوڑے دن زندہ رہیگی اور عنقریب اپنے باپ سے ملحق ہو گی اسلئے
میرا رونا کم نہیں ہو سکتا ہے حضرت نے فرمایا کہ اے فاطمہ زہرا میں رونے سے منع نہیں کرتا ہوں صرف
پیام اہل مدینہ کا بیان کیا ہے بعد اسکے آنحضرت نے مزار بقیع میں ایک حجرہ بنوا دیا اور وہ مظلومہ ہر
روز صبح کو اپنے دونوں فرزند حسنینؑ کو ہمراہ لیکر اس بیت الاحزان میں تمام دن رویا کرتی تھیں اور
شام کو اپنے گھر میں آکر نوحہ و بین کرتی تھیں اور اپنے پدر بزرگوار کو یاد کر کے بشدت روتی تھیں یہانتک
کہ شب و روز روتے روتے دُنیا سے رحلت فرمائی ہائے افسوس بعد انتقال کے بھی اعدائے دین نے روح
اقدس کو بے چین کر دیا اور غم میں فرزند مظلوم کی بیقرار ہو کر کبھی کربلا میں لاش خاک و خون آلودہ پر آتی ہیں اور بدن

پارہ پارہ کو دیکھکر نوحہ وبین کئے کبھی خانۂ خولی میں سرِ انور کو تنور سے اُٹھا کر سینہ سے لگایا اور پیار کرتی تھیں اور بشدت روتی تھیں کبھی راہب کے دَیر میں سرِانور کو اپنے فرزند کے صندوق سے نکالکر سینہ سے لگایا اور بوسے دیتی تھیں اور مع خواتین معظمہ کے بشدت روتی تھیں آہ کبھی قیدخانۂ شام میں پہنچیں اور اپنی بیٹیوں اور فرزند بیمار کی حالت پر زار زار روئیں اور سکینہ خاتون کو تسلی و دلاسا دیا کبھی اپنے فرزندِ مظلوم وشہید کی قبر پر پہنچیں اور قبر سے لپٹ کے زار زار روئیں اور جنت میں تو مع ستر ہزار پیغمبروں کے رویا کرتی تھیں یہ صدمہ روح اقدس کو ہے اور اسیطرح جناب زینبِ پنجتنِ پاک کی تعزیہ دار ہر باب میں مشابہ تھیں اپنی مادرِ گرامی جناب سیدہ کے اور عالمہ اور عابدہ اور زاہدہ اور بڑی صابرہ تھیں اور بنی ہاشم اُس مخدومہ کو بجائے جناب سیدہ کے سمجھتے تھے اور بہت اعزاز واکرام کرتے تھے پس جب وہ ستم رسیدہ صحرائے کربلا روزِ عاشورا بعد شہادت اپنے برادرِ مظلوم امام حسین علیہ السلام اور تاراجی خیام کے بے پردہ ہوئیں اور تازیانے ستاتی ہوئیں تو مثل اپنی والدۂ ماجدہ کے بازو اور شانے نیلگوں ہوئے اُسوقت اپنے جدِامجد اور مادرِ گرامی کے روضۂ اقدس کی طرف متوجہ ہو کر فریاد کرنے لگیں اور اُسی حال میں اسیر ہو کر روانہ کوفہ و شام کی گئیں اور بعد اس کے جب وہاں سے رہائی پاکر مع عورات ستم دیدہ کے مدینہ میں واپس آئیں تو شب و روز اپنے برادر مظلوم اور ان کی تشنہ لبی اور ان کی اسیری کو یاد کرکے نوحہ وبین کرتی تھیں اور مانند جناب سیدہ کے زار زار رویا کرتی تھیں اور کہتی تھیں ؎ اَیُخْلَ بِالْفُرَاتِ عَلَی الْحُسَیْنِ ۔ وَقَدْ اَضْحٰی مُبَاحًا لِلْکِلَابِ ۔ آیا بخل کیا گیا آب فرات سے حسین مظلوم پر حالانکہ وہ پانی کلاب پر بھی مباح تھا بَنَاتُ مُحَمَّدٍ اَضْحَتْ سَبَایَا یُسَقْنَ مَعَ الْاُسَارٰی وَالنِّہَابِ ۔ افسوس دختران رسولخدا اور بتول عذرا بعد شہادت اپنے اقربا کے اسیر کی گئیں اور چادریں تک انکی چھین کر شہر بشہر پھرائی گئیں اور مجمع عام میں بے پردہ کی گئیں مُجَرَّرَۃَ الذُّیُوْلِ مُکَشَّفَاتٍ ۔ کَسَبْیِ الرُّوْمِ دَامِیَۃَ الْکِعَابِ ۔ آہ مانند اسیران ترک و روم کے گرد و غبار آلودہ بے نقاب تھیں اور پاؤں بھی پیادہ روی سے زخمی ہو گئے تھے پس وہ مظلومہ شب و روز اسیطرح رویا کرتی تھیں یہانتک کہ روتے روتے مدینہ میں دنیا سے رحلت فرمائی اور جناب رباب مادر جناب سکینہ کے حال میں جنکو امام حسین علیہ السلام بہت چاہتے تھے یوں لکھا ہے مروی ہے اَنَّ الرَّبَابَ بَقِیَتْ بَعْدَہٗ سَنَۃً لَمْ یُظِلَّہَا سَقْفُ بَیْتٍ حَتّٰی بَلِیَتْ وَمَاتَتْ کَمَدًا ۔ چنانچہ تاریخ کامل میں ابن اثیر نے روایت کی ہے کہ جناب رباب بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے ایک سال تک زندہ رہیں اور کبھی سایہ میں کسی سقف خانہ کے نہ بیٹھیں یہانتک کہ بیمار ہو کے شدتِ رنج والم سے رحلت کر گئیں

وَقِیْلَ اِنَّھَا اَقَامَتْ عَلٰی قَبْرِہٖ سَنَۃً وَعَادَتْ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ فَمَاتَتْ اَسَفًا عَلَیْہِ اور کہتے ہیں وہ مخدومہ ایک سال تک قبر انور پر امام حسین علیہ السلام کے مقیم و مجاور رہیں بعد اسکے طرف مدینہ کے مراجعت کر کے اُن حضرت ہی کے تاسف اور غم والم میں دنیا سے انتقال کر گئیں آگاہ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۵

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ سَیَکُوْنُ بَعْدِیْ فِتْنَۃٌ مُظْلِمَۃٌ اَلنَّاجِیْ مِنْھَا مَنْ تَمَسَّکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی مناقب میں عبداللہ بن عباس رض سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے قریب ہے کہ بعد میرے فتنہ تاریک بپا ہو پس نجات پانے والا اُس سے وہ ہے جو تمسک کرے ساتھ عروۃ الوثقیٰ کے قِیْلَ وَمَنْ عُرْوَۃُ الْوُثْقٰی قَالَ وِلَایَۃُ سَیِّدِ الْوَصِیِّیْنَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ سَیِّدُ الْوَصِیِّیْنَ قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ بعض اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ عروۃ الوثقیٰ کیا ہے فرمایا ولایت سید الوصیین کی پھر عرض کیا سید الوصیین کون ہے فرمایا امیر المومنین قِیْلَ مَنْ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ مَوْلَی الْمُسْلِمِیْنَ وَاِمَامُھُمْ بَعْدِیْ قِیْلَ وَمَنْ ھُوَ قَالَ اَخِیْ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ عرض کیا امیر المومنین کون ہے فرمایا سردار مسلمانوں کا اور امام ان کا ہے بعد میرے پھر عرض کیا وہ کون شخص ہے فرمایا بھائی میرا علی بن ابیطالب علیہ السلام ہے وَقَالَ یَا مَعَاشِرَ النَّاسِ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّتَمَسَّکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَھَا فَلْیَتَمَسَّکْ بِوِلَایَۃِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ فَاِنَّ وِلَایَتَہٗ وِلَایَتِیْ وَطَاعَتَہٗ طَاعَتِیْ اور فرمایا آنحضرت نے اے گروہ مردم جو کوئی دوست رکھے یہ کہ تمسک کرے ساتھ عروۃ الوثقیٰ کے اسکے واسطے شکستگی نہیں ہے پس وہ تمسک کرے ساتھ ولایت علی بن ابیطالب علیہ السلام کے تحقیق کہ ولایت انکی میری ولایت ہے اور اطاعت ان کی میری اطاعت ہے اور یہ کلام بلاغت نظام آنحضرت کا بھی مقتبس ہے کلام الٰہی سے چنانچہ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَھَا جو ایمان لائے ساتھ خدا کے پس تحقیق کہ مضبوط پکڑا اس نے ریسمان مستحکم کو کہ اسکے لئے شکستگی نہیں ہے اس مقام پر ابو المؤید نے روایت کی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ لِعَلِیٍّ اَنْتَ الْعُرْوَۃُ الْوُثْقٰی جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے فرمایا کہ تو ہی عروۃ الوثقیٰ ہے مقام غور ہے کیسا اہتمام فرمایا ان حضرت نے اور اپنے وصی و جانشین کے کیسے القاب بنائے تاکہ کوئی شک و شبہ باقی نہ رہے آہ اب کیا حاجت بیان کی ہے اسی عروۃ الوثقیٰ اور رکن دین کو اشقیائے امت نے بعد جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے عوض تمسک اور اطاعت کے کیسی کیسی اذیت و تکلیف پہنچائی اور تمام حقوق غصب کئے آخر مسجد کوفہ میں بحالت روزہ و نماز شمشیر زہر آلودہ سے قتل کیا جسکے سبب سے آسمان و زمین میں تزلزل ہوا اور ہوئے تند

سیاہ چلنے لگی وَنَادیٰ جِبْرَئِیلُ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ تَهَدَّمَتْ وَاللّٰهِ اَرْکَانُ الْهُدیٰ وَانْطَمَسَتْ وَاللّٰهِ نُجُوْمُ السَّمَاءِ وَاَعْلَامُ التُّقیٰ اور جبرئیل نے درمیان آسمان و زمین کے ندا کی قسم بخدا ستون ہدایت کے منہدم ہوئے اور ستارے آسمان کے منکشف ہوئے اور نشان پناہ اور پرہیزگاری کے گم ہوئے وَانْفَصَمَتْ وَاللّٰهِ الْعُرْوَةُ الْوُثْقیٰ قُتِلَ ابْنُ عَمِّ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفیٰ قُتِلَ الْوَصِیُّ الْمُجْتَبیٰ قُتِلَ عَلِیُّ الْمُرْتَضیٰ قُتِلَ وَاللّٰهِ سَیِّدُ الْاَوْصِیَاءِ قَتَلَهٗ اَشْقَی الْاَشْقِیَاءِ اور ریسمان مضبوط ایمان کی ٹوٹ گئی اور قتل ہوئے ابن عم جناب رسولخدا اور قتل ہوئے برگزیدہ خدا وصی بحق جناب علیؑ مرتضےٰ قسم بخدا جو سردار اوصیا و نقبا تھے قتل کیا انکو بدترین اشقیا نے الغرض جب ابن ملجم مرادی گرفتار ہو کر سامنے جناب امیر المومنینؑ کے حاضر کیا گیا تو آنحضرت نے چشم ہائے انور کھولکر اسکی طرف دیکھا اور فرمایا اے شخص تو نے بڑا گناہ کیا اور امر عظیم کا مرتکب ہوا ہے اَبِئْسَ الْاِمَامُ کُنْتُ لَکَ کیا میں تیرا برا امام تھا جو تو نے جزا اسکی یہ دی کہ مجھے ناحق قتل کیا میں تجھپر شفقت و مہربانی اور احسان اوروں سے زیادہ نہ کرتا تھا بعد اسکے اپنے فرزند امام حسن علیہ السلام سے فرمایا اے نور نظر اپنے اسیر پر شفقت و مہربانی کرو آیا نہیں دیکھتے ہو کہ اسکی آنکھیں گڑھے پڑ گئے ہیں اور دل اسکا کانپتا ہے سبحان اللہ کیا آیہ رحمت تھے وہ جناب کہ اپنے قاتل کے بارے میں شفقت و مہربانی کرنے کو ارشاد کیا مگر افسوس بعد انتقال آنحضرت کے اُن کے فرزندوں پر کسی نے رحم نہ کیا اور اکثر کوئی زنگر رواں ہوئے اور امام حسن علیہ السلام کی ردا اُتار لی بعد اسکے ران پر خنجر مارا جسکے صدمہ سے نہایت تکلیف ہوئی آہ اسپر بھی بنی اُمیہ نے اکتفا نہ کی اور ہمیشہ درپے اذیت و آزار رہے آخر مدینہ میں زہر دیکر شہید کیا اور اُن کے جد امجد کے پاس دفن نہونے دیا اور جنازہ پر تیر باراں کیا اور امام حسین علیہ السلام کو مدینہ سے آوارہ وطن کیا اور روضۂ انور پر اُن کے نانا جناب رسولخدا کے رہنے نہ دیا اور مکہ معظمہ میں بھی جو جائے پناہ ہے رہنے نہ دیا اور مہمان بلاکر صحرائے کربلا میں ہزاروں اشقیا نے گھیر لیا اور پانی تک بند کیا آخر روز عاشورا جب بیکس و تنہا رہگئے تو ہر طرف سے تیر و نیزہ اور تلوار اور پتھر سے مجروح کیا یہاں تک کہ ناتوان ہو کر گھوڑہ سے زمین پر تشریف لائے اور اعدا نے ہجوم کر کے تشنہ لب ذبح کیا اور لباس تک لوٹ لیا اور خیموں میں آگ لگائی اور ان کے فرزند بیمار کا عمامہ اور روپوش اور دم تک لوٹ لیا اور طوق و زنجیر میں جکڑ کے مع اہل حرم کے اسیر کیا اور طرف کوفہ کے لیے چلے اسوقت اہل حرم اور بچے فریاد کرتے تھے کوئی ان کی فریاد رسی نہ کرتا تھا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۶ قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ نَزَلَ بِیْ مِنْ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَا لَمْ اَکُنْ اَظُنُّ اِنَّ الْجِبَالَ لَوْ حُمِّلَتْهُ مَا کَانَتْ تَنْهَضُ بِهٖ حدیقہ سلطانیہ اور کشف الغمہ وغیرہ میں منقول

ہے کہ فرمایا حضرت امیرالمومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے کہ وفات جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے مجھپر ایسے صدمے نازل ہوئے کہ گمان نہیں رکھتا ہوں میں کہ اگر پہاڑوں پر انکا بار رکھا جاوے تو وہ اسکے متحمل ہوسکیں پس میں نے بعد آنحضرت کے اپنے نفس کو صبر وشکیبائی پر رکھا اور سکوت کو اپنے اوپر لازم کیا اور ان کاموں میں مشغول ہوا جن کی اُس جناب نے وصیت فرمائی تھی بجہیز وتغسیل سے آنحضرت کی اور جمع کرنے نے کتاب خدا کے مجھے باز نہیں رکھا ان اشک ریزندہ اور آہ وغم اور رنج والم سے جو میرے سینہ میں ہیجان میں آتا تھا اور مجھے رونے پر آمادہ کرتا تھا یہاں تک کہ میں نے اس حق واجب کو واسطے خدا کے اسکے رسولؐ کے بارہ میں ادا کیا آہ مومنین وہ جناب بعد حضرت رسولؐ کے مدینہ میں گوشہ نشین جمع کرنے میں کتاب خدا کے مشغول تھے جو جناب رسولخداؐ نے مع تفسیر کے تعلیم کی تھی اور اسکے اسرار پر واقف فرمایا تھا اور مفارقت میں جناب رسولخداؐ کے محزون ومغموم گریہ وزاری کرتے تھے یہ بھی اشقیائے اُمت کو ناگوار ہوا اور بعوض ماتم پرسی کے دروازہ حرم سرا کا جلا کر بے محابا اندر داخل ہوئے اور ریسمان ستم گلوئے انور میں ڈالکر باہر لائے اور اُن کے قتل پر آمادہ ہوئے اور ہمیشہ درپئے اذیت وآزار رہے آخر اعدا نے مسجد کوفہ میں بحالت روزہ ونماز ضربت شمشیر زہر آلودہ سے شہید کیا اور حسنین علیہما السلام کو یتیم کیا پس جس طرح حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کو بعد انتقال جناب رسولخداؐ کے صدمات اور رنج بحد پہنچے اور پچیس برس تک زمانہ ثلاثہ میں روز بروز بلکہ ہر لحظہ مصیبت تازہ ہوتی تھی اور صبر وتحمل فرماتے تھے اسی طرح آنحضرت کے فرزند جناب امام حسن علیہ السلام بعد شہادت اپنے پدر بزرگوار کے مصیبت عظمیٰ میں مبتلا ہوئے پس آنحضرت نے اپنے ابتدائے زمانہ امامت میں تیسرے دن چند ہزار اشخاص کو کئی دن تک وعظ ونصیحت اور تحریک فرماکے آمادہ جہاد کیا اور ساباط مداین کی طرف روانہ کیا اور فرمایا کہ تم سب وہاں ٹھہرنا یہاں تک کہ میں بھی وارد ہوں حسب الحکم وہ سب لشکر اس جگہ پہنچ گیا اور کئی دن ان کو وہاں گذرے یہانتک کہ حضرت بھی سلاح جنگ سے آراستہ اسجگہ تشریف فرما ہوئے اور رات بھر مقیم رہے اور صبح کو قصد کیا کہ اپنے اصحاب ولشکر کا امتحان واتمام حجت قبل مقابلہ حاکم شام کے فرمائیں تاکہ سب پر ظاہر ہوجاوے کہ ان لوگوں کی ہماری اطاعت میں کیا حالت ہے پس حکم فرمایا کہ سب نماز جماعت میں حاضر ہوں جب وہ لوگ جمع ہوئے تو حضرت ممبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ نصیح وبلیغ میں بعد حمد خدا اور نعت رسولؐ کے فرمایا کہ میں کسی مسلمان کے ساتھ نہ کینہ رکھتا ہوں اور نہ قصد برائی کا ہے اور میں ناظر تر ہوں تم سب کا بہتر اس نظر سے جو تم کو واسطے اپنے نفسوں کے ہے پس تم سب میرے امر کی مخالفت نہ کرنا اور نہ میری رائے پر رد وقدح کرنا یہ ارشاد سنکر اُس لشکر کا یہ حال ہوا کہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے

سب نے آپس میں کہا دیکھتے ہو کہ ان کا اس کلام سے کیا ارادہ ہے پس سب نے کہا کہ ہم کو گمان ہوتا ہے
کہ یہ معاویہ سے صلح کریں گے اور اُسوقت آنحضرت کی شان میں کلمۂ نا مناسب کہا اور بیحیائی کی وہ سب لوگ
حضرت امام حسن علیہ السلام کے خیمہ پر حملہ آور ہوئے اور خیمہ لوٹ لیا یہاں تک کہ پائے اطہر کے نیچے سے
مصلّے کھینچ لیا اور عبدالرحمن بن عبداللہ ازدی لعین نے حملہ کر کے ردا کھینچ لی پس وہ جناب بغیر ردا کے رہ
گئے اور بیٹھے ہوئے تلوار حمائل کئے رہے بعد اسکے حضرت گھوڑے پر سوار ہو کر مقام ساباط تک پہنچے یکایک
جراح بن سنان اسدی لعین نے دوڑ کر لگام پر ہاتھ ڈالدیا اور بڑا گہرا آنحضرت کی ران میں ایسا خنجر مارا کہ استخوان
تک پہنچا پس حضرت اس کی گردن میں لپٹ گئے اور دونوں زمین پر گر پڑے اسوقت عبداللہ طائی نے جراح
کے ہاتھ سے خنجر لیکر اس شقی کے شکم پر مارا اور ایک دیندار نے اسکی ناک کاٹ کر فی النار کیا اور حضرت کو
ایک سریر پر اُٹھا کر مداین لے گئے اور وہاں زخم کا علاج شروع ہوا اسی اثنا میں اکثر رؤسائے کوفہ نے خفیہ معاویہ کو
لکھا کہ ہم بظاہر اگرچہ ہمراہ اُن کے ہیں لیکن باطن میں تیرے تابع ہیں پس تم ہمارے پاس چلے آؤ اُسوقت ہم سب
ملکر حسن بن علی علیہما السلام کو گرفتار کر کے تیرے حوالہ کر دیں گے آہ کیا انقلاب ہے کہ یہی لوگ لشکر میں امیر
المومنین کے تھے اور بعد آنحضرت کے ان کے فرزند وصی و جانشین سے ایسے منحرف ہوئے کہ ان کے قتل
کے درپے ہوئے الغرض حضرت امام حسنؑ مداین میں نہایت بیچین اور دردناک علاج زخم میں مشغول تھے
کہ زید بن وہب نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ یا بن رسول اللہ اب رائے آپ کی کیا ہے کیونکہ لوگ متحیر
ہیں حضرت نے فرمایا کہ واللہ معاویہ ان لوگوں سے جو گمان دوستی کا کر رہے ہیں میرے واسطے بہتر ہے اسلئے
کہ یہی لوگ میرے قتل کے درپے ہو گئے اور اسباب میرا لوٹ لیا اور ردا تک اتار لی پس اگر میں معاویہ سے
صلح کرلوں تو یہ امر میرے اور میرے اہلبیت کی حفظ جان کے واسطے بہتر ہے بعد اسکے حضرت نے فرمایا
اے زید افسوس ہے کہ یہ لوگ خود مجھے قتل کریں اور اہلبیت میرے ضائع و برباد ہوں قسم بخدا اگر میں
معاویہ سے مقاتلہ کرتا تو ضرور یہی سب لوگ میرے لشکر کے خود گردن میری پکڑ کے مجھے زندہ معاویہ کے
حوالے کر دیتے اب مصالحہ کر لینا میرا در حالیکہ میں عزیز و رفیع تر ہوں بہتر ہے اس سے کہ معاویہ
مجھے حالت اسیری میں قتل کرے یا مجھے رہا کر دے اور منت و احسان ہمیشہ کے واسطے رکھے پس
حضرت نے بوجہ بیوفائی اکثر ساکنان کوفہ اور کمی اعوان و انصار کے مانند اپنے پدر بزرگوار کے صبر و تحمل
فرمایا اور حکم خدا اور رسول خدا پر عمل کیا جو آنحضرت پر لازم اور اہل اسلام کے لئے بہتر تھا آہ باوجود گوشہ
نشینی کے بنی اُمیہ اس فرزند رسول کے ہمیشہ درپئے اذیت و آزار رہے آخر مدینۂ منورہ میں زہر دغا
سے شہید کیا اور بعد شہادت کے بھی کوئی دقیقہ ظلم و ستم کا فروگذاشت نہ کیا افسوس آنحضرت کے

دفن کو قریب جناب رسولخدا کے منع کیا اور جنازہ پچاس قدر تیر مارے کہ کفن سے اس امام مسموم کے ستر نکلے پس جناب امام حسین علیہ السلام نے اپنے بھائی کو موافق ان کی وصیت کے جنت البقیع میں دفن کیا مگر افسوس ہے حال پر مظلوم کربلا غریب نینویٰ امام حسین علیہ السلام کے کہ آنحضرت کو ساکنان کوفہ نے بمکر و دغا مہمان بلاکر صحرائے کربلا میں ہر طرف سے گھیر لیا اور پانی تک بند کر دیا آخر روز عاشورا جب بچے و تنہا رہ گئے تو ہر طرف سے محاصرہ کر کے بدن اطہر زخم تیر و نیزہ اور تلوار و پتھر سے مجروح کیا ہائے افسوس اسی اثنا میں ایک تیر سہ پہلو زہر آلودہ قلب اقدس پر لگا اور خون مثل پرنالہ کے جاری ہوا اور ایک شقی نے پیشانی انور پر اس زور سے پتھر مارا جسکے صدمہ سے بیحال ہو گئے پس جب وہ مظلوم نہایت ناتواں ہو کر گھوڑے سے بروئے زمین تشریف لائے تو اعدا نے ہجوم کیا اور تشنہ لب ذبح کیا اور لباس تک لوٹ لیا اور کوئی متوجہ طرف دفن کے نہوا اور لاش انور کئی روز تک ریگ گرم پر پڑی رہی ہائے کیا بیکسی ہے کہ وارث ان لاشوں کے امام زین العابدین علیہ السلام طوق و زنجیر میں جکڑے ہوئے مع اہلبیت کے اسیر و مقید ہوئے اور طرف کوفہ کے روانہ کئے گئے تھے اور قید خانہ میں مقید تھے آخر جب کچھ بنی اسد اہل غاضریہ و نینویٰ تیسرے دن آمادہ دفن شہدا ہوئے تو اُسوقت بیمار کربلا باعجاز وارد صحرائے کربلا ہوئے اور ان لاشوں پر نماز جنازہ پڑھ کے دفن کیا اور روتے ہوئے طرف کوفہ کے تشریف لے گئے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ مجلس

فِي الْبِحَارِ وَغَيْرِهِ عَنِ الْبَاقِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُرُوْا شِيْعَتَنَا بِزِيَارَةِ قَبْرِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِنَّ زِيَارَتَهٗ تَدْفَعُ الْهَدَمَ وَالْحَرَقَ وَالْغَرَقَ وَاَكْلَ السَّبُعِ؛

بحار الانوار اور کافی میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا آنحضرت نے کہ ہمارے شیعوں کو امر کرو واسطے بجا لانے زیارت قبر امام حسین علیہ السلام کے بہ تحقیق کہ زیارت ان حضرت کی مکان کے نیچے دبنے اور جلنے اور ڈوبنے اور ناگہانی آفتوں سے بچاتی ہے اور جانور درندہ زائر کو نہیں کھاتا ہے اور ایک حدیث میں یہ فقرہ وارد ہے وَاِنَّ لَا تُعَدَّ اَيَّامُ زَائِرِيْهِ جَائِيًا وَرَاجِعًا مِنْ عُمْرِهٖ زائر امام حسین علیہ السلام کی مدت آمد و رفت اسکی عمر میں محسوب نہیں ہوتی ہے وَعَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ اَرَادَ زِيَارَةَ قَبْرِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا اَشَرًا وَ لَا بَطَرًا وَلَا رِيَاءً وَلَا سُمْعَةً مُحِّصَتْ ذُنُوْبُهٗ كَمَا يُمَحَّصُ الثَّوْبُ مِنَ الْمَاءِ فَلَا يَبْقٰى عَلَيْهِ دَنَسٌ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا ان حضرت نے کہ جو مومن ارادہ کرے زیارت قبر امام حسین علیہ السلام کا خالصاً لوجہ اللہ اور مقصود اس سے نا موری اور خود نمائی اور ریا اور سمعہ نہو تو اسکے سب گناہ محو کئے جاتے ہیں اور وہ مومن

گناہوں سے ایسا صاف ہوجاتا ہے جیسے کپڑا پانی سے صاف و پاک ہوجائے وَيُكْتَبُ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ حَجَّةٌ وَبِكُلِّ مَا رَفَعَ قَدَمَهُ عُمْرَةٌ اور واسطے اسکے بعوض ہر قدم اٹھانے کے ایک عمرہ لکھا جاتا ہے وَعَنْ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ مَنْ زَارَ قَبْرَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَارِفًا بِحَقِّهِ غَفَرَ اللهُ تَعَالَى لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ اور حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا ان حضرت نے کہ جو مومن زیارت قبر اطہر امام حسین علیہ السلام کی بجالائے درآنحالیکہ آنحضرت کے حق کا عارف ہو تو حقسبحانہٗ تعالیٰ گناہ گذشتہ اور آئندہ اس کے بخشے گا وَفِي الْخَبَرِ إِنَّ اللهَ تَعَالَى يَخْلُقُ مِنْ عَرَقِ زُوَّارِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ كُلِّ عَرَقَةٍ سَبْعِينَ أَلْفَ مَلَكٍ يُسَبِّحُونَ اللهَ وَيَسْتَغْفِرُونَ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ حدیث میں وارد ہے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ ہر قطرہ عرق زائر امام حسین علیہ السلام کے ستر ہزار فرشتے پیدا کرتا ہے اور وہ سب تسبیح خدا بجالاتے ہیں اور اس زائر کیلئے وقت قیامت تک طلب مغفرت کرتے ہیں وَعَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ مَنْ زَارَنِي بَعْدَ مَوْتِي زُرْتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَمْ يَكُنْ إِلَّا فِي النَّارِ فَأُخْرِجُهُ مِنْهُ اور حضرت امام حسین علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا ان حضرت نے کہ جو مومن بعد میری شہادت کے میری قبر کی زیارت کرے گا تو میں بھی بروز قیامت اسکی زیارت کروں گا اور اگر وہ شخص کسی وجہ سے اس دن داخل نار ہوگا تو میں اسے وہاں سے نکالوں گا اور فضیلت زیارت امام حسین علیہ السلام کی شب نیمہ شعبان اور شب قدر اور روز عرفہ اور روز عاشورہ اور عیدین اور ایام و لیالی مخصوصہ کی بہت ہے یہانتک کہ آنحضرت کی زیارت کیلئے انبیا اور اوصیا اور ملائکہ درگاہ خدا سے رخصت طلب کرتے ہیں اور اذن پاتے ہیں اور زائرین سے مصافحہ کرتے ہیں پس خوشا بحال ان زائروں کے جنسے بطفیل سیّد الشہدا یہ خاصان خدا مصافحہ کریں حق تک کہ ہم کو دسترس نہیں ہے سبحان اللہ یہ مرتبہ اور فوائد اور اجر و ثواب واسطے ان زائروں کیواسطے جو اس مظلوم کی قبر انور کی زیارت کرتے ہیں اور جو مومنین بوجہ بعد مسافت اور عدم امکان کے محروم ہیں ان کی نسبت بھی لطف و کرم باری اور اجر و ثواب بہت ہے اور بدل اس کا قرار دیا ہے تاکہ کوئی شیعہ شرف زیارت سے محروم نہ رہے اور جفا کرنے والوں میں محسوب نہو کیونکہ ترک زیارت کرنا جفا ہے عَنْ حَنَانِ بْنِ سَدِيرٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ قَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا سَدِيرُ تَزُورُ قَبْرَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْجُمُعَةِ خَمْسَ مَرَّاتٍ وَفِي كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً چنانچہ حنان بن سدیر سے منقول ہے اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہا اس نے فرمایا مجھ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ اے سدیر آیا تو پانچ مرتبہ بروز جمعہ اور ایکبار بروز زیارت سے میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کی مشرف ہوتا ہے قُلْتُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ

جُعِلْتُ فِدَاكَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ فَرَاسِخُ كَثِيْرَةٌ یعنی میں نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ فدا ہو جان
میری آپ پر قبر انور آنحضرت کی ہم لوگوں سے بہت دور ہے اور لاچار ہیں قَالَ اِصْعَدْ فَوْقَ سَطْحِكَ ثُمَّ تَلْتَفِتُ
يَمْنَةً وَيَسْرَةً ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ تَنْحُوْا نَحْوَ الْقَبْرِ وَتَقُوْلُ حضرت نے فرمایا کہ تو اپنے کوٹھے
جا اور داہنے بائیں نظر کر بعد اسکے سر اپنا طرف آسمان کے بلند کر اور جانب قبر اقدس سید الشہدا کے انگشت
شہادت سے اشارہ کر کے کہہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ حضرت فرماتے ہیں جب تو اسطرح سے زیارت بجا لائے گا يُكْتَبُ لَكَ
بِكُلِّ زِيَارَةٍ حَجَّةٌ وَعُمْرَةٌ تو حق سبحانہ تعالیٰ بعوض ہر زیارت کے ثواب ایک حج و عمرہ کا تیرے نامۂ عمل میں
لکھیگا سبحان اللہ یہ ثواب زائر کو بسبب علو درجات جناب سید الشہدا کے حاصل ہوتا ہے اب مقام غور
ہے کہ زائر کو داہنے بائیں نظر کرنا اور سر طرف آسمان کے بلند کرنا اس سے کیا مراد ہے شاید مقصود یہ ہو کہ
اسکو یاد آوے حال اپنے آقائے مظلوم کا کہ روز عاشور صحرائے کربلا میں بعد شہادت اپنے اصحاب اقربا
کے نَظَرَ يَمِيْنًا وَشِمَالًا فَلَمْ يَرَ اَحَدًا اسوقت تنہائی میں داہنے اور بائیں دیکھا اور اپنے
انصار سے کسی کو نہ پایا پس حضرت ہر ایک وفادار کا نام لیکر پکارتے تھے اور زار زار روتے تھے ثُمَّ قَالَ يَا
اَبْطَالَ الصَّفَا وَفُرْسَانَ الْهَيْجَاءِ مَالِىْ اُنَادِيْكُمْ فَلَا تُجِيْبُوْنِىْ وَاَدْعُوْكُمْ فَلَا تَسْمَعُوْنِىْ
اَنْتُمْ نِيَامٌ اَرْجُوْكُمْ تَنْتَبِهُوْنَ اَمْ حَالَتْ مَوَدَّتُكُمْ عَنْ اِمَامِكُمْ فَلَا تَنْصُرُوْهُ
بعد اسکے فرمایا اے شجاعان میدان وغا اے سواران معرکۂ ہیجا اے وفادارو کیا ہو گیا کہ میں تم سب کو پکارتا
ہوں اور تم جواب نہیں دیتے ہو اور بلاتا ہوں اور تم نہیں سنتے ہو تم سب خواب راحت میں ہو میں
تمہارے جاگنے کا متوقع ہوں شاید محبت و دوستی اپنے امام کی سے دست بردار ہوئے جو اسوقت تنہائی میں
نصرت و مدد اسکی نہیں کرتے ہو فَهٰذِهٖ عِتْرَةُ الرَّسُوْلِ لِفَقْدِكُمْ قَدْ عَلَاهُنَّ النُّحُوْلُ فَقُوْمُوْا
مِنْ نَوْمَتِكُمْ اَيُّهَا الْكِرَامُ وَادْفَعُوْا عَنْ حَرَمِ الرَّسُوْلِ الطُّغَاةَ اللِّئَامَ آہ یہ عترت و اہلبیت
تمہارے نبی کی تمہارے نہ ہونے سے بسبب خوف اعدا کے لاغر ہو گئے ہیں پس اے بزرگوارو اپنے خواب
راحت سے اٹھو اور اشقیائے ستم شعار کو حرم رسول سے دور کرو پھر خود ہی فرماتے تھے وَلٰكِنْ صَرَعَكُمْ وَاللّٰهِ رَيْبُ
الْمَنُوْنِ وَغَدَرَ بِكُمُ الدَّهْرُ الْخَؤُوْنُ وَاِلَّا لِمَا كُنْتُمْ عَنْ دَعْوَتِىْ تَقْصُرُوْنَ وَلَا عَنْ نُصْرَتِىْ
تَحْتَجِبُوْنَ لیکن قسم بخدا موت نے تم سب کو گرا دیا ہے اور زمانے نے تم سے بیوفائی کی ہے ورنہ تم میرے
بلانے سے کمی نہ کرتے اور میری نصرت سے منہ نہ چھپاتے فَهَا نَحْنُ عَلَيْكُمْ مُتَفَجِّعُوْنَ وَبِكُمْ لَاحِقُوْنَ
اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پس ہم تمہاری جدائی میں نالہ و زاری کرتے ہیں اور عنقریب تم سے ملحق ہونے والے

ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون آہ جب یہ آواز دردناک امام حسین علیہ السلام کی اہلحرم نے سُنی تو بی بیاں ایسی ایک دفعہ اندر خیموں کے روئیں اور فریاد کرنے لگیں کہ شور و بکا سے انکی زمین کربلا کانپنے لگی اور اطفال خورد سال گود میں اپنی ماؤں کے بلکنے لگے اور اُن کے رونے سے زمین و آسمان رونے لگے اللہ اکبر کیا تاثیر تھی فریاد و استغاثہ مظلوم کربلا حجت خدا لنگر آسمان و زمین کی کہ تمام کائنات کو تزلزل ہوا یہانتک کہ وہ آواز دردناک سُنکر طفل شیر خوار نے اپنے تئیں گہوارے سے بیقرار ہوکر زمین پر گرا دیا گویا لبیک لبیک کہا کہ اے فرزند رسول میں جان فدا کرنے کو حاضر ہوں یہ حال اس بچہ کا دیکھکر اہلحرم بشدت روئے اور خیمہ میں کہرام برپا ہوا یہ سُنکر حضرت میدان کارزار سے درخیمہ پر تشریف لائے اور سبب اس قدر رونے کا اپنی بہن جناب زینب سے پوچھا اُس مظلومہ نے عرض کیا کہ اے بھائی آپ کی آواز دردناک سنکر علی اصغر نے اپنے تئیں گہوارے سے زمین پر گرا دیا اور پیاس سے جاں بلب ہے پس حضرت نے اس شیر خوار کو اپنے ہاتھوں پر لیا اور سامنے لشکر اعدا کے لائے اور ان سے اس بچہ کے لئے ایک جرعہ پانی کا طلب کیا افسوس ہزار افسوس عوض پانی کے حرملہ لعین نے ایک تیر سہ پہلو مارا اور وہ تیر ستم حلق خشک پر اُس بچہ کے پڑا اور تشنہ لب شہید ہوا فَبَکَی الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَنَادَی وَاوَلَدَاہُ وَاقُرَّۃَ عَیْنَاہُ وَاثَمَرَۃَ فُؤَادَاہُ وَامُھْجَۃَ قَلْبَاہُ پس امام حسین علیہ السلام اس بچہ شش ماہہ کی شہادت و تشنہ لبی پر رونے لگے اور با آواز بلند فرمایا اے نور نظر اے پارہ جگر اے خنکی چشم اے راحت دل میرے افسوس تم اس مظلومی سے تشنہ لب شہید ہوئے اور مرتے دم بھی ایک قطرہ پانی کا نہ ملا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَہُ اِلَی السَّمَآءِ وَقَالَ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ لَکَ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ الْمَلَاعِیْنِ بِاَنَّھُمْ قَتَلُوْا اَشْبَہَ الْخَلْقِ بِرَسُوْلِکَ اور سر اقدس طرف آسمان کے بلند کر کے درگاہ خدا میں عرض کیا بار الٰہا میں تجھے گواہ کرتا ہوں ان سب لعینوں پر بتحقیق کہ ان اشقیا نے قتل کیا میرے اس فرزند کو جو ہم صورت تیرے رسول کے تھا بعد اسکے خون حلق علی اصغرؑ سے اپنے ہاتھ میں لیا اور اسے طرف آسمان کے پھینکا اسوقت فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ لَا یَکُوْنُ ذَالِکَ اَھْوَنَ عَلَیْکَ مِنْ فَصِیْلٍ خداوندا یہ خون ناحق اس فرزند شیر خوار کا تیرے نزدیک رتبہ میں بچہ ناقہ صالح سے کم نہ ہوگا کیونکہ مومنین بچہ شیر خوار کا قتل کرنا تو کسی ملت میں جایز نہیں ہے مگر کیسے سنگدل اور بیحیا تھے بنی اُمیہ جو ایسی جرأت کی اور چاہتے تھے کہ عترت رسول صلے اللہ علیہ وآلہ سے کوئی بچہ بھی باقی نہ رہے بعد اسکے مظلوم کربلا لاش اس مقتول و مذبوح کی لئے ہوئے درخیمہ کی طرف تشریف لائے اور خون اس بچہ کا سینۂ اطہر حضرت کے جاری تھا اور وہ لاش اپنی بہن جناب اُم کلثومؑ کو دی اس ستم رسیدہ نے اس لاش کو لیکر خیمہ میں رکھا اور گرد اُس کے حلقہ کر کے اہلحرم بشدت روئے اور شور واغربتاہ واقتیلاہ

کا بلند ہوا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ مجلسؔ عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنَّهُ قَالَ قَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنَا قَتِیْلُ الْعَبْرَةِ لَا یَذْکُرُنِیْ مُؤْمِنٌ اِلَّا اسْتَعْبَرَ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا آنحضرت نے کہ میرے جد مظلوم حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ہے میں وہ کشتۂ گریہ و بکا ہوں کہ نہ میرا ذکر کرے گا مومن مگر یہ کہ اسکی آنکھوں میں آنسو بھر آئینگے وَعَنِ الْبَاقِرِ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَیُّمَا مُؤْمِنٍ دَمَعَتْ عَیْنَاهُ بِقَتْلِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ دَمْعَةً حَتّٰی تَسِیْلَ عَلٰی خَدِّهٖ بَوَّاهُ اللّٰهُ بِهَا فِی الْجَنَّةِ غُرَفًا یَسْکُنُهَا اَحْقَابًا اور بحار الانوار اور کافی میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا آنحضرت نے کہ جو مومن روئے مصیبت و شہادت پر میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کی اسقدر کہ آنکھوں سے آنسو نکلے اور اسکے رخسارے پر جاری ہو تو عوض میں اسکے حق سبحانہ تعالیٰ اسکو غرفہائے جنت میں ہمیشہ مقیم و ساکن کرے گا وَعَنِ الصَّادِقِ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَنْ بَکٰی عَلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَوْ اَبْکٰی اَوْ تَبَاکٰی فَلَهُ الْجَنَّةُ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو مومن روئے مصیبت پر میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کی یا کسی کو رولائے یا صورت ہی رونے والے کی بنائے تو وہ سب داخل بہشت ہوں گے وَقَالَ مَنْ ذَکَرَ مُصَابَنَا وَبَکٰی لِاَجْلِنَا اِسْتَحْیَی اللّٰهُ اَنْ یُعَذِّبَهٗ بِالنَّارِ اور فرمایا آنحضرت نے جو مومن ذکر کرے مصائب کو ہم آل رسول کے اور روئے ہمارے رنج و غم پر تو حق سبحانہ تعالیٰ کو بروز قیامت حیا آئے گی یہ کہ اسے نار جہنم سے عذاب کرے اور ایک حدیث کے چند فقرے یہ ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بعد نماز کے روتے ہوئے واسطے زائران و گریہ کنندگان امام حسین علیہ السلام کے دعا فرماتے تھے وَارْحَمْ تِلْکَ الْخُدُوْدَ الَّتِیْ تَقَلَّبَتْ عَلٰی قَبْرِ جَدِّیَ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ بارالہا رحم کر ان رخساروں پر جو قبر اطہر پر میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کی رکھے گئے ہیں وَارْحَمْ تِلْکَ الْاَعْیُنَ الَّتِیْ جَرَتْ دُمُوْعُهَا رَحْمَةً لَنَا وَارْحَمْ تِلْکَ الصَّرْخَةَ الَّتِیْ کَانَتْ لِاَجْلِنَا خداوندا رحم کر تو ان آنکھوں پر جن سے ہم اہلبیت رسالت کے مصائب پر از راہ ترحم کے آنسو جاری ہوئے ہیں اور رحم کر تو اس آواز گریہ و بکا پر جو ہمارے غم و الم میں بلند ہوئی ہے اور ملا احمد اردبیلی رح لکھتے ہیں کہ دار دنیا میں رونا مصائب پر امام حسین علیہ السلام کے کئی جگہ نفع بخشی گا وقت جانکنی اور قبر میں اور حشر و نشر اور محشر میں اور میزان عدل اور پل صراط پر اور ہر عقبہ میں بروز قیامت کام آئے گا اور ہر ایک قطرہ اس آنسو کا شعلہ ہائے آتش جہنم کو بجھائے گا یعنی آنچ اسکی کو ضرر نہ پہنچائے گا اب کیا حاجت بیان ہے تصور کیجئے وہ حال اپنے آقائے مظلوم کا کہ جب تمام اصحاب و انصار اور عزیز و اقربا آنحضرت کے روز عاشورا صحرائے کربلا میں تشنہ لب شہید ہوئے یہاں تک کہ

ہاتھوں پر بچہ شیرخوار علی اصغر بھی تیر ستم سے قتل ہوا اور میدان قتال میں یکہ و تنہا تشنہ لب اور زخمی
کھڑے تھے اور اشقیائے کوفہ و شام ہر طرف سے ہجوم کئے تھے اسوقت امام حسین علیہ السلام نے بنابر
اتمام حجت کے فرمایا اَمَا مِنْ ذَابٍّ یَذُبُّ عَنْ حَرَمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ آیا ہے کوئی دفع کرنے والا جو اس
آفت و بلا کو حرم رسول سے دور کرے حضرت استغاثہ کرنا حجت خدا کا آسان نہیں ہے لکھا ہے کہ اُس وقت
قوائم عرش میں تزلزل ہوا اور زمین کانپنے لگی اور ملائکہ مضطرب ہوئے اور اہل حرم زار زار رونے لگے اور حضرت
امام زین العابدین علیہ السلام بستر بیماری پر لیٹے ہوئے نہایت بیحال تھے یکایک جب آواز دردناک اپنے
پدر مظلوم کی سُنی تو لبیک کہتے ہوئے کھڑے ہوئے اور اپنی تلوار لے کر خیمہ سے باہر تشریف لائے اور
ایسے بیمار و ناتوان تھے کہ اتنی طاقت نہ تھی جو تلوار کو اچھی طرح ہاتھ سے تھام سکیں یہ دیکھ کر جناب اُم کلثوم
پیچھے پیچھے اُن کے پکارتی جاتی تھیں اور کہتی تھیں کہ اے فرزند تم واپس آؤ اور ہم بیکسوں کو بے محرم کے
نہ چھوڑو بیمار کربلا نے فرمایا اے پھوپھی مجھے جانے دیجئے تاکہ میں راہ خدا میں جہاد کرکے فرزند رسول پر
جان اپنی فدا کروں یہ دیکھ کر امام حسین علیہ السلام نے میدان قتال سے آواز دی کہ اے بہن اس بیمار کو روک لو
اور میدان قتال میں نہ آنے دو ایسا نہ ہو کہ روئے زمین نسل رسول سے خالی ہو جائے اور دوسری روایت میں
یوں ہے کہ جب امام زین العابدین علیہ السلام خیمہ سے باہر تشریف لائے تو اسوقت ایسے ناتوان تھے کہ اس
قدر طاقت نہ تھی جو نیزہ کو ہاتھ سے اُٹھاتے پس نیزہ کو ہاتھ میں لے کے کھینچتے ہوئے بعزم جہاد طرف میدان
کارزار کے روانہ ہوئے جب امام حسین علیہ السلام نے آتے دیکھا تو میدان قتال سے اپنے فرزند کی طرف فوراً
تشریف لائے اور اپنے پارۂ جگر کو اُٹھا کر خیمہ میں لائے اور فرمایا اے نور نظر تمہارا کیا ارادہ ہے اور کیا چاہتے
ہو بیمار کربلا نے عرض کیا اے بابا فریاد و استغاثہ نے آپ کے میری رگہائے دل کو توڑ ڈالا میں چاہتا ہوں کہ
جان اپنی آپ پر فدا کروں حضرت نے فرمایا اے فرزند تو شدت مرض میں مبتلا ہے تم پر جہاد واجب نہیں
ہے اور تو بعد میرے حجت خدا اور امام ہے شیعوں پر اور تو ابو الائمہ اطہار اور کفالت کرنے والا میرے
اتیام کا اور حامی اور سرپرست ہے اہلبیت رسالت کا حاشا کہ روئے زمین کبھی حجت خدا اور امام سے خالی
ہو اور بعد اسکے فرمایا اے نور نظر قریب ہے کہ تم اسیر ہو گے اور اعدا قید کرکے شہر بشہر پھرائیں گے بعد اسکے
رہائی پاکر تم حرم رسول کو پھر مدینہ میں پہنچا دو گے پس تم میرے دوستان وطن اور شیعوں کو میرا اسلام
کہنا اور یہ کہہ دینا اِنَّ اِمَامَکُمْ قَدْ قُتِلَ عَطْشَانًا فَاذْکُرُوْہُ ظَلْمًا نَا تحقیق کہ امام تمہارا شدت
تشنگی میں قتل کیا گیا اور پیاسا ذبح کیا گیا پس اے شیعو جب تم آب سرد و شیریں پیو تو میری اور میرے
اطفال کی تشنہ لبی کو یاد کر لینا یہ سُنکر بیمار کربلا نے عرض کیا کہ اے بابا آیا یہ ہو سکتا ہے کہ آپ

اس مظلومی اور بیکسی سے شہید ہوں اور میں دیکھوں کاش مجھے موت آتی کہ یہ حالت آپ کی نہ دیکھتا اور یہ حال تو بیمار کربلا کا آواز استغاثہ اپنے پدر مظلوم کی سنکر ہوا جب آواز قَدْ قُتِلَ الْحُسَیْن کی سُنی ہوگی تو اس وقت اس بیمار کے دل پر کیا صدمہ ہوا ہوگا جس کے سننے سے اہلحرم اور بچے سر و پا برہنہ روتے ہوئے خیموں سے باہر نکلے اور طرف مقتل کے آئے افسوس دیکھا کہ سر اقدس نیزہ پر بلند ہے اور خون بہتا ہے اور لاش اطہر خاک و خون آلودہ ریگ گرم پر پڑی ہے الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس ۹

قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَا لَمُدَّۃٌ وَاِنْ طَالَتْ قَصِیْرَۃٌ حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ایک خطبہ میں فرمایا ہے کہ مدت حیات اگرچہ دراز ہو وہ کم ہے چنانچہ اکمال الدین وغیرہ میں منقول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے دار دنیا میں دو ہزار پانچسو برس زندگانی کی ہے جب وقت اجل انکا قریب پہنچا تو ملک الموت واسطے قبض روح کے آئے اسوقت حضرت نوح علیہ السلام نے جواب سلام دیکر سبب آنے کا پوچھا عرض کیا کہ واسطے قبض روح کے آیا ہوں حضرت نوحؑ نے فرمایا آیا ہو سکتا ہے کہ آفتاب سے سایہ میں چلا جاؤں عرض کیا ہاں پس وہ جناب دھوپ سے سایہ میں تشریف لائے اور فرمایا اے ملک الموت گویا اتنی ہی دیر حیات دنیا کی مجھپر گذری ہے کہ آفتاب سے سایہ میں آیا پس وَقَالَ جِبْرَئِیْلُ یَا اَطْوَلَ الْاَنْبِیَاءِ عُمُرًا کَیْفَ وَجَدْتَ الدُّنْیَا اور جبرئیل نے عرض کیا کہ اے بہت دراز رکھنے والے عمر کے زمرہ انبیا میں سے آپ نے دنیا کو کیسا پایا قَالَ دَارًا لَھَا بَابَانِ دَخَلْتُ مِنْ اَحَدِھِمَا وَخَرَجْتُ مِنَ الْاٰخَرِ حضرت نوحؑ نے فرمایا میں نے دنیا کو مثل ایک گھر کے پایا کہ اس کے دو دروازے ہیں ایک دروازے سے میں داخل ہوا اور دوسرے سے فوراً باہر چلا آیا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَکْثَرُ اَعْمَارِ اُمَّتِیْ مَا بَیْنَ السِّتِّیْنَ اِلَی السَّبْعِیْنَ وَاَقَلُّ مَنْ یَتَجَاوَزُھَا اور فرمایا خاتم انبیا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے کہ اکثر عمریں میری اُمت کی درمیان ساٹھ برس کے ستر تک ہیں اور بہت کم اس عمر سے کوئی تجاوز بھی کریگا پس حضرات جبتک انسان سن تمیز کو پہنچتا ہے تو پہلا حصہ عمر کا ختم ہو جاتا ہے اور جوانی کے بعد اُمید پیری کی رہتی ہے اور اسکے بعد تو کوئی حصہ باقی نہیں رہتا ہے کیونکہ رفتہ رفتہ جوانی و پیری دونوں کی مدت بھی آخر ہوتی ہے اب مقام غور ہے کہ جب حضرت نوحؑ ایسے پیغمبر نے دو ہزار پانچسو برس کی عمر کی تمثیل دھوپ سے سایہ میں آنے کی اور ایک دروازے سے داخل ہونے اور دوسرے سے فوراً باہر آنے کی فرمائی ہے تو ساٹھ اور ستر برس کی عمر والوں کی تشبیہ کتنے وقت کی ہو سکتی ہے اور وہ قلیل مدت بھی تو یکساں نہیں رہتی ہے چنانچہ شاعر کہتا ہے:

نشاطِ عمر باشد تا بہ سی سال ۔۔۔ چو چہل آمد فرو ریزد پر و بال
پس از پنجاہ نباشد تندرستی ۔۔۔ بصر کندی پذیرد پائے سستی
چو شصت آمد نشست آمد بدیوار ۔۔۔ چو ہفتاد آمد افتاد آدم از کار

جب اتنی عمر کا یہ حال ہے تو عاقل کو کارِ آخرت سے غافل رہنا یک چشم زدن بھی نہ چاہیئے پس انسان کو ضرور ہے کہ ہر وقت اصلاحِ نفس کرتا رہے اور اپنے افعال و اقوال کا ناظر رہے ہرگز غفلت نہ کرے

غافل ز احتیاطِ نفس یک نفس مباش ۔۔۔ شاید ہمیں نفس نفسِ واپسیں بود

مقام غور ہے کہ زمانۂ سلف میں ایک عابد کے سامنے اتنی عمر والوں کا ایک مرتبہ ذکر ہوا کہ وہ مکانات بلند و پختہ اور مستحکم اپنی سکونت کے لئے بنائیں گے اس نے کہا کہ اگر میں اس زمانہ میں ہوتا تو اتنی عمر ایک سجدۂ خالق میں بسر کرتا اللہ اکبر مردانِ خدا ایسے ہی ہوتے ہیں اور حالتِ قبر کے ناظر رہتے ہیں چنانچہ فرمایا جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ جائے قبر ہر روز آدمیوں کو پانچ مرتبہ پانچ باتوں سے ندا کرتی ہے اول یہ کہ میں خانۂ تنہائی ہوں اپنے ساتھ کوئی مونس لاؤ دوم میں خانۂ تاریکی ہوں اپنے ساتھ چراغ لاؤ سوم میں خانۂ خاکی ہوں اپنے ہمراہ کچھ فرش لاؤ چہارم میں خانۂ مار و عقرب ہوں اپنے ہمراہ تریاق لاؤ جو زہر ان کا دفع کرے پنجم میں خانۂ مفلسی و ناداری ہوں اپنے ساتھ خزانہ لاؤ جو تیری ضرورت کے وقت کام آوے یہ سنکر اصحاب رونے لگے اور بعض اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مونسِ قبر کیا ہے فرمایا تلاوتِ قرآن ہے اور چراغ اسکا نمازِ شب ہے اور فرش اس کا عملِ صالح ہے اور تریاق اسکا صدقہ ہے جو مساکین کو راہِ خدا میں دیا جاوے اور خزانہ اس کا کلمۂ توحید ہے اور حدیث میں وارد ہے کہ جو امراض اور درد اور رنج و غم اور تغیرات طرح طرح کے انسان کو لاحق ہوتے ہیں وہ سب قاصد و پیام موت کے ہیں چنانچہ شاعر کہتا ہے ؎ نوبتِ پیری چو زند کوس درد :: دل نشود از خوشدلی و عیش سرد :: موئے سفید از اجل آرد پیام :: پشت خم از مرگ رساند سلام :: پس جب اجل آتی ہے تو ملک الموت خود آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے بندۂ خدا بہت سے پیام موت کے پے در پے تم کو پہنچے ہیں اور میں آخر ان سب کا ہوں اب حکمِ الٰہی کی اجابت کرکے مہیائے آخرت ہو سبحان اللہ کیا لطف و مہربانی ہے کہ خلاقِ عالم حلیم حاذق اپنے بندوں کو پیشتر سے آگاہ فرماتا ہے پس انسان کو لازم ہے کہ ہر مرض اور درد اور ہر تکلیفِ دنیا کو شربتِ مفید و دلپسند جان کر معالجہ امراضِ باطنیہ میں ہمہ تلافہ مشغول ہو اور حیاتِ چند روزہ اور تندرستی کو غنیمت جانے اور اعمالِ حسنہ اور اعتقاداتِ حقہ کو درست کرے ورنہ بروزِ قیامت سوائے حسرت و ندامت کے کچھ حاصل نہ ہوگا قال امیر المومنین

عَلَیْہِ السَّلَامُ بَقِیَّۃُ الْعُمْرِ الْمُؤْمِنِ لَا قِیْمَۃَ لَہٗ اور فرمایا حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے کہ بقیۂ عمر مومن کی بے بہا ہے پس حضرات یہ ظاہر ہے کہ جو زمانہ گذر گیا وہ پھر ہاتھ نہیں آتا ہے اسلئے بقیۂ عمر چند روزہ کو بہت غنیمت جانکر تلافی مافات کی ضرور ہے اور آج کے کام کو کل پر چھوڑنا خلاف عقل ہے کیا معلوم کہ کل کیا ہو زندوں میں محسوب ہوں یا مردوں میں اسیوجہ سے بعضے عارفین نے کہا ہے کہ روح کے نکلنے سے تو جدائی روح کو بدن سے ہوتی ہے اور فوت وقت سے جدائی خدا ہوتی ہے پس اگر کسی کے ذمے نماز و روزہ ہو تو ان کی قضا کرے اور اگر حج ہو تو بجا لاوے یا خمس زکوٰۃ ہو تو ادا کرے یا حقوق ناس ہوں تو دیوے یا بحل کرانے یا کسی کی غیبت کی ہو یا تہمت لگائی ہو یا اذیت پہنچائی ہو تو اس سے عفو کرائے یا اگر کوئی گناہ کیا ہو تو توبہ کرے کہ توبہ واجب فوری ہے اور اپنے تئیں پاک و صاف کرے اور سامان آخرت درست کرے اور موت کو برحق جانے جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ ہر ذیحیات کو تلخی موت کی چکھنی ضرور ہے واقعی یہ دنیا سرائے فانی ہے نہ محل جاودانی اسلاف کو خیال کیجئے کہ کہاں گئے کیسے کیسے صاحبان فضل و کمال اور نامداران حشمت و اقبال اس جہان سے انتقال کر گئے اور زیر خاک پنہاں ہو گئے جیسا کہ شاعر کہتا ہے ؎

آہ از نیرنگی عالم کہ ہست اندر جہاں	ہر کمالے را زوالے ہر بہارے را خزاں
حشمت اسکندر و سلطانی دارا نماند	شد شکار پنجۂ گرگ اجل نوشیرواں
مایہ داران تمول تاجداران شکوہ	جملہ زیر خاک گردیدند گنج آسا نہاں
انبیاء و اوصیاء و اولیاء و اتقیاء	جملہ رفتند از جہان بے بقا سوئے جناں

لیکن جیسے مظلوم و بیکس ہو کر اولاد رسول نے انتقال فرمایا ایسا مظلوم و بیکس اور غریب الوطن تو دنیا سے کوئی نہیں گذرا ہے جیسا کہ شاعر کہتا ہے اَسَفًا عَلٰی اٰلِ الرَّسُوْلِ فَاِنَّھُمْ ؛ قُتِلُوْا وَبَعْضٌ بِالسُّمُوْمِ اُسْتُشْھِدُوْا ؛ افسوس ہے اولاد رسول خدا ائمہ ہدیٰ پر کہ بعضے سیف جفا سے قتل کئے گئے بعضے زہر دغا سے شہید کئے گئے وَقُبُوْرُھُمْ شَتّٰی بِکُلِّ مَحَلَّۃٍ ؛ وَنُجُوْمُھُمْ لِلْیَوْمِ فِیْھَا مَرْقَدُ ؛ افسوس ہے قبریں بھی ان بزرگواروں کی متفرق جگہ میں ہیں اور ایک دوسرے سے جدا دفن ہوئے اور ان کے گھروں میں وہ ظالم جبار ساکن ہوئے جو بالطبع بوم شوم تھے فَبِاَرْضِ سَامِرَّا وَبَغْدَادٍ ثَوٰی ؛ بَعْضٌ وَبَعْضٌ فِی الْغَرِیِّ مُلَحَّدُ ؛ آہ بعضے اولاد رسول نجف اشرف میں بعضے زمین بغداد میں اور بعضے زمین سامرہ میں دفن ہوئے وَبِکَرْبَلَا بَعْضُ الَّذِیْنَ اُسْتُشْھِدُوْا ؛ ہائے افسوس کسی کی قبر طوس میں کسی کا مزار بقیع اور مدینہ طیبہ میں بنا اور بعضے صحرائے کربلا میں تشنہ لب شہید کئے گئے اور

اسی سرزمین میں تیسرے دن دفن ہوئے آہ وہ مظلوم کربلا مقتول ظلم وجفا جناب سیّد الشہدا ہیں جو مہمان بُلاکر بہ مکر و دغا مع اصحاب و اقربا تین دن کے پیاسے شہید کئے گئے اور لباس تک لوٹا گیا اور خیموں میں آگ لگائی گئی اور اُن کے اہلبیت کو اسیر و مقید کرکے بکمال عداوت مقتل شہدا میں ہوکر طرف کوفہ کے لے چلے آہ جب نظر ان کی لاشہائے پارہ پارہ اقربا پر پڑی تو زار زار رونے لگے اُسوقت جناب زینب طرف مدینہ کے متوجہ ہوکر فریاد کرنے لگیں وَامُحَمَّدَاہْ بَنَاتُکَ سَبَایَا وَ ذُرِّیَّتُکَ مُقَتَّلَۃٌ تَسْفِیْ عَلَیْہِمْ رِیْحُ الصَّبَا۔ اے نانا رسولخدا بیٹیاں آپ کی اسیر ہوئیں اور ذرّیت و عترت آپ کی قتل کی گئی اور خاک صحرا اُن پر اڑ کے پڑتی ہے وَ ھٰذَا الْحُسَیْنُ مَجْذُوْذُ الرَّاْسِ مِنَ الْقَفَا مَسْلُوْبُ الْعِمَامَۃِ وَالرِّدَاءِ اور یہ فرزند آپ کا حسینؑ مظلوم ہے جس کا سر اقدس اعدا نے پس گردن سے جدا کیا اور عمامہ اور ردا تک اتار لے گئے الا لعنۃ اللّٰہ علی القوم الظّٰلمین مجلس ۱۱

قَالَ الصَّادِقُ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَا مِنْ شَیْءٍ اِلَّا وَلَہٗ کَیْلٌ اَوْ وَزْنٌ اِلَّا الْبُکَاءَ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ فَاِنَّ الْقَطْرَۃَ تُطْفِیْ بِحَارًا مِنَ النِّیْرَانِ وَلَوْ اَنَّ بَاکِیًا بَکٰی فِیْ اُمَّۃٍ لَرُحِمُوْا۔ فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کوئی چیز ایسی نہیں ہے اجر و ثواب سے مگر یہ کہ اس کا پیمانہ اور وزن ہے یعنی اسکی حد ثواب معیّن ہے لیکن گریہ و بکا کرنا خوف خدا سے کہ ایک قطرہ آنسو کا دریاہائے آتش جہنم کو بجھا دیتا ہے اور اگر ایک شخص روئے ایک اُمت میں جو مستحق عذاب ہوئی ہو تو خداوند غفار سب کے گناہ کو بخش دیتا ہے حضرات یہ اجر و ثواب رونے کا تو خوف خدا سے ہے اور مصائب خاصان خدا اور شہدائے راہ رضا پر رونا بھی ثواب عظیم رکھتا ہے اور باعث خوشنودی خدا و رسول ہے ذَکَرَ الْمَادَرْدِیُّ وَغَیْرُہٗ لَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ مَرَّ بِدَارٍ مِنْ دُوْرِ الْاَنْصَارِ چنانچہ مورخ ماوردی اور صاحب محرق القلوب نے جنگ اُحد کے حال میں روایت کی ہے کہ جب جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ اُحد سے مدینہ میں تشریف لائے تو گذر آنحضرت کا ایک دروازہ پر سے خانہائے انصار کے ہوا فَسَمِعَ بُکَاءَ النَّوَائِحِ عَلٰی قَتْلَاھُنَّ فَذَرَفَتْ عَیْنَا رَسُوْلِ اللّٰہِ وَبَکٰی ثُمَّ قَالَ لٰکِنَّ حَمْزَۃَ ھٰھُنَا لَا بَوَاکِیَ لَہٗ پس آواز نوحہ و بکا عورتوں کی سُنی جو اپنے کشتوں اور عزیزوں پر نوحہ کرتی تھیں یہ سُنکر حضرت کے چشمہائے انور میں آنسو بھر آئے اور روئے بعد اسکے فرمایا یہاں میرے چچا حمزہؓ پر کوئی رونے والی نہیں ہے وَ اَمَرَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ وَغَیْرَہٗ اَنْ یَّاْمُرُوْا نِسَاءَھُمْ اَنْ یَّحْزَنَّ وَ یَنْدُبْنَ وَیَبْکِیْنَ عَلٰی عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ اور سعد بن معاذ وغیرہ سے ارشاد کیا کہ اپنی عورتوں کو حکم کرو کہ محزون ہوں اور جناب حمزہ عم رسول پر نوحہ و بکا کریں پس وہ عورتیں روئیں اور نوحہ و بین کرتی تھیں فَلَمَّا سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ بُکَاءَھُنَّ عَلٰی حَمْزَۃَ

خَرَجَ اِلَیْهِنَّ وَهُنَّ عَلٰی بَابِ مَسْجِدِهٖ فَقَالَ اِرْجِعْنَ یَرْحَمُکُنَّ جب جناب رسولِ خدا نے ان کے رونے کی آواز سنی کہ جناب حمزہؑ پر نوحہ و بکا کرتی ہیں تو حضرت ان کی طرف تشریف لائے اور وہ عورتیں دروازہ مسجد نبیؐ پر تھیں فرمایا اب چلی جاؤ خدا تم پر رحمت اپنی نازل کرے اور حضرت نے ان کے حق میں دعائے خیر کی ۔ فی روضۃ الاحباب اَنَّهٗ قَالَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْکُمْ وَعَنْ اَوْلَادِکُمْ وَعَنْ اَوْلَادِ اَوْلَادِکُمْ اور روضۃ الاحباب میں یوں منقول ہے کہ حضرت نے فرمایا خدا تم سے اور تمہاری اولاد اور اولاد کی اولاد سے راضی و خوشنود ہو۔ مقام غور ہے کہ جب جناب رسولِ خداؐ تھوڑی دیر کے رونے سے انکو دعا کریں اور خوشنودی خدا کی نسلاً بعد نسلٍ کی بشارت دیں تو آپ حضرات سے کس درجہ خوشنود ہونگے اور دعا فرماتے ہونگے کیونکہ آپ تو تمام عمر ان کے پارہ جگر نور نظر مظلوم کربلا غریب نینوی جناب سید الشہدا پر رویا کرتے ہیں اور بدل و جان مصروف ہو کر انکی عزاداری میں مال کثیر اپنا صرف کرتے ہیں اور خوشنودی خدا و رسولؐ اور آئمہ ہدیٰ کی حاصل کرتے ہیں وَفِی الْمُسْتَدْرَکِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدٍ فَلَمَّا رَاٰی النَّبِیُّ جُثَّةَ حَمْزَةَ بَکٰی وَلَمَّا رَاٰی مَا مُثِّلَ بِهٖ شَهِقَ اَلْغَرَضَ مستدرک میں عبد اللہ بن محمد سے بمضمون جگر خراش منقول ہے وہ کہتا ہے کہ جب جناب رسولِ خداؐ نے میدان قتال میں لاش اپنے چچا جناب حمزہؑ کی دیکھی تو روئے اور جب مثلہ کیا ہوا اور اعضا کٹے ہوئے دیکھا تو آواز بلند رونے لگے حالانکہ لباس جسم ان کا موجود تھا اور ان کی لاش بھی بے حامی کے نہ تھی خود حمایت کرنے والے جناب رسولِ خدا اور علی مرتضیٰ علیہما السلام موجود تھے یا رسول اللہ کہاں تھے آپ روز عاشورہ جسد لاش پارہ پارہ آپ کے فرزند دلبند حسینؑ مظلوم کی زخمہائے کاری سے چور چور ریگ گرم صحرائے کربلا پر خاک و خون آلودہ پڑی تھی اور اعدا نے لباس تک لوٹ لیا تھا اور اسوقت کوئی حامی و مددگار بھی نہ تھا چنانچہ جناب مفتی فضا علیہ الرحمہ لکھتے ہیں ۔

مددگارے از بہر حضرت نبود ؛ انیسے بجز یاس و حسرت نبود ؛ دراں وقت شمر ستمگر رسید ؛ بحلقوم خشکیدہ خنجر کشید ؛ ز سوز عطش بود جانش کباب ؛ ہمی گفت ہنگام ذبح آب آب ؛ آہ افسوس بھی کسی نے ایک قطرہ پانی کا نہ دیا اور حالت حیات اور تشنہ لبی میں شہید کیا ۔ عجب محلتے در جفا کردہ اند ؛ کہ در زندگی سر جدا کردہ اند ؛ تلاطم در امواج دریا فتاد ؛ تزلزل در ارکان دنیا فتاد ؛ تنش را فگندند بر ریگ گرم ؛ ز روئے پیمبر نکردند شرم ؛ بغارت ربودند از جسم شاہ ؛ قبا و عبا و ردا و کلاہ ؛ سپردند ہر کشتہ خود بخاک ؛ و نشد دفن سبط محمدؐ بخاک ؛ ز خون خودش یافت غسل آنجناب ؛ سر از سنان و حنوط از تراب ؛ الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس ۱۱ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں

فرماتا ہے کہ کسی متنفس کو معلوم نہیں ہے کہ کل کیا کریگا اور نہ کوئی ذی نفس جانتا ہے کہ کس زمین میں مریگا پس
جناب رسولخدا جو اپنے اصحاب و اقربا کو خبر موت انکی دیتے تھے اور جائے موت اور وقت موت بتا دیتے تھے
تو وہ سب بوحی ربانی تھا کہ لِمَا یَنْطِقُ عَنِ الْہَوٰی اِنْ ہُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی اسپر دلیل ہے حق سبحانہ تعالے
فرماتا ہے کہ حبیب ہمارا اپنی خواہش نفسانی سے کلام نہیں کرتا ہے جو کہتا ہے وہ بوحی ربانی کہتا ہے فی
الْمِشْکٰوۃِ نَعَی النَّبِیُّ زَیْدًا وَّ جَعْفَرًا وَّ ابْنَ رَوَاحَۃَ فَاُصِیْبَ وَعَیْنَاہُ تَذْرُفَانِ چنانچہ مشکوۃ وغیرہ
میں روایت کی ہے کہ جناب رسولخدا خبر شہادت زیدؓ اور جعفرؓ اور ابن رواحہؓ کی دیتے تھے اور چشمہائے انور
سے آنسو جاری ہوتے تھے اور اکسیر العبادات وغیرہ میں منقول ہے کہ جب جنگ موتہ میں جناب جعفر طیارؓ
شہید ہوئے تو فورًا جبرئیلؑ نے جناب رسولخداؐ کو مطلع کیا اسوقت وہ جناب نہایت رنجیدہ ہوکر رونے
لگے جبرئیلؑ نے عرض کی کہ آپ لاش جعفرؓ کی دیکھیے گا فرمایا ہاں پس سب زمینوں کو اشارہ کیا وہ پست
ہوئیں اور زمین موتہ بلند ہوئی یکایک آنحضرت نے دیکھا کہ گرد لاش جعفر طیارؓ کے اعدا ہجوم کرکے نیزے
تانے ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ سر انکا جدا کرکے نیزہ پر بلند کریں یہ دیکھکر جناب رسولخدا بیتاب ہوئے اور
درگاہ خدا میں دعا کی کہ بار الہا اس توہین سے میرے ابن عم کو محفوظ رکھ حضرات اب کیا حاجت بیان
ہے فریاد کیجیے کہ یا رسول اللہ کہاں تھے آپ روز عاشورا جب اعدا نے آپ کے فرزند دلبند پارہ
جگر حسینؑ مظلوم کو بسبب زخمہائے کاری کے زمین کربلا پر گھوڑے سے گرا دیا اور گرد ہجوم کرکے نیزے تانے
ہوئے سر انور خنجر آبدار سے جدا کیا اور نیزہ طویل پر بلند کیا آہ اسپر بھی اکتفا نہ کی اور بکمال ظلم و ستم لاش
اطہر کو پامال سم اسپاں کیا اور لباس تک لوٹ لیا اور کوئی متوجہ طرف دفن کے نہوا چنانچہ شاعر کہتا ہے
حُسَیْنٌ عَلٰی وَجْہِ التُّرَابِ مُعَفَّرٌ ٭ وَاَوْلَادُہٗ صَرْعٰی اَخُوْہُ مُقَتَّلُ ٭ آہ امام حسینؑ بن گرم کربلا
پر خاک آلودہ تھے اور اولاد اور بھائی اس مظلوم کے سب قتل کیے ہوئے پڑے تھے اور خاک صحرا اڑ اڑ کر
ان کی لاشوں پر جمتی جاتی تھی ہائے افسوس ان شہدا کا کوئی دفن کرنیوالا نہ تھا فَمَا فَوْقَہُمْ ظِلٌّ وَّ ہِیَ
الشَّمْسُ بِالْعَلَا ٭ وَمَا وَفْرُہُمْ اِلَّا الْکَدِیْدُ الْمُرَمَّلُ ٭ ہائے کیا بیکسی ہے کہ ان شہدائے راہ خدا
پر اس صحرا میں کوئی سایہ سوائے دھوپ کے نہ تھا اور سوائے زمین سخت کے کچھ فرش بھی نہ تھا افسوس وہ
لاشہائے انور سنگریزہائے گرم پر پڑے تھے وَاٰلُ زِیَادٍ فِی الْخِیَامِ وَّ فِی الْخِبَا ٭ وَاٰلُ رَسُوْلِ
اللّٰہِ تُتْرَبُ وَّ تُقْتَلُ ٭ افسوس کیا انقلاب ہے کہ اولاد زیاد تو خیموں اور سایہ میں ہوں اور آل رسول
کیواسطے خاک صحرا اور غبار ہو اَفَاطِمُ قَدْ شَدَّتْ اَبَنَاتُکِ عَنْوَۃً ٭ وَمَا لِلسَّبَایَا
الْحَاسِرَاتِ مُعَوَّلُ ٭ اے فاطمہ زہراؑ اعدا نے آپ کی بیٹیوں کو بکمال ستم اسیر کیا اوران اسیروں

سر برہنہ کا کوئی حامی و مددگار نہ تھا افسوس اعدائے چادریں تک چھین لی تھیں اور بے پردہ کیا چنانچہ حجت عج فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ هُتِكَتْ حُرْمَتُهٗ سلام ہو اس فرزند رسولؐ پر جسکی ہتک حرمت کی گئی اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ مجلس ۱۲ عَنْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیٍّ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ لَمَّا تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَدْ غَسَّلْتُهٗ فِیْ قَمِیْصِهٖ وَهُوَ کَانَ عِنْدِیْ بحار الانوار وغیرہ میں حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا آنحضرت نے جب جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے رحلت فرمائی تو میں نے اس جناب کو ان کے پیراہن میں غسل دیا اور وہ پیراہن میرے پاس تھا فَمَا زَالَتْ فَاطِمَةُ الزَّهْرَآءُ تَطْلُبُهٗ مِنِّیْ وَتَقُوْلُ یَا اَبَا الْحَسَنِ اَرِنِیْ الْقَمِیْصَ فَلَمَّا اَرَیْتُهَا ذٰلِكَ شَمَّتْهُ فَغُشِیَ عَلَیْهَا فَحِیْنَ رَاَیْتُ ذٰلِكَ غَیَّبْتُهٗ پس ہمیشہ فاطمہ زہراؑ اس پیراہن کو مجھ سے مانگتی تھیں اور کہتی تھیں کہ اے ابوالحسن وہ پیراہن یعنی نشانی میرے باپ کی مجھے دکھادو تو میں نے ایک روز وہ پیراہن کھادیا اور اس سے خوشبو اپنے پدر بزرگوار کی سونگھی اور غش کھا کر گر پڑیں جب میں نے یہ حال اس معصومہ کا دیکھا تو اس پیراہن کو چھپا دیا اور منقول ہے کہ اسیطرح ایک تیرہ حالت رنج و غم میں جناب سیدہ نے بلالؓ موذن جناب رسولخدا کو طلب فرمایا اور بشوق سننے اذان کے حکم اذان کا دیا کیونکہ مسجد نبی کی حالت ہی بدلگئی تھی اور وہی لوگ قابض ہو گئے تھے اور بلالؓ نے وہاں اذان دینی موقوف کی تھی پس موافق حکم جناب سیدہؑ کے جب بلالؓ نے تکبیرات کہیں تو اس معصومہ پر رقت طاری ہوئی جب بلالؓ نے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا تو بشدت رونے لگیں اور جب بلالؓ نے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا تو جناب سیدہؑ اس شدت سے روئیں کہ روتے روتے غش آگیا آہ اسوقت خانہ جناب سیدہ میں شور گریہ و بکا کا بلند ہوا اور ایک خادمہ نے آواز دی کہ اے بلالؓ بس کر دختر رسولؐ نے انتقال کیا ہے یہ حال تھا اس معصومہ کا بعد اپنے پدر بزرگوار کے۔ حضرات ان روایات سے ظاہر ہے کہ تبرکات و نشانیاں بزرگوں کی خصوصاً خاصان خدا کی دیکھنے سے بشرط محبت انکی صورت آنکھوں میں پھرتی ہے اور زمانہ انکا یاد آتا ہے چنانچہ مناقب وغیرہ میں منقول ہے کہ جب حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کو جنگ صفین میں عرصہ ہو گیا تو چھتیسویں دن اسطرح سے برآمد ہوئے کہ زرہ جناب رسولخدا کی زیب بدن شریف تھی اور موزے سبز رنگ منقش پاؤں میں تھے اور ذوالفقار آبدار آنحضرت کی حمائل کئے تھے اور سپر آنحضرت کی پشت اطہر پر تھی اور نازیانہ ممشوق آنحضرت کا دست حق پرست میں لئے ہوئے اپنے لشکر ظفر پیکر میں گشت فرماتے تھے پس یہ تبرکات جناب رسولخدا کے دیکھکر سب اہل لشکر بے تحاشا دوڑے اور بوسے دیتے تھے اور جن مسلمانوں کو محبت و اخلاص قلبی جناب رسولخدا سے تھا وہ ہر ایک سلاح کے دیکھنے سے زار زار روتے تھے گویا تصویر رسولؐ ان کی آنکھوں میں پھرتی تھی اور زمانہ آنحضرت کا یاد آگیا بعد اسکے جناب امیر المومنین علیہ السلام الک

اشتر کے سامنے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے مالک میرے پاس ایک ایسا رایت و نشان ہے کہ کبھی میں نے اسکو نہیں نکالا مگر آج کے دن چاہتا ہوں کہ اسکو اس معرکہ میں نکالوں اور یہ پہلا ان نشانوں سے ہے جو جناب رسولخدا نے نکالا تھا اور اسکو اپنے دست اقدس سے ترتیب دیا تھا اور قریب اپنی وفات کے وہ مجھکو عطا کیا تھا اور فرمایا تھا کہ اے ابا الحسن تم بعد میرے ناکثین[1] اور قاسطین اور مارقین سے جنگ کرو گے پس جو مصیبت کہ اہل شام سے تم پر وارد ہو اس پر صبر کرنا کہ خدا صابروں کے ساتھ ہے بعد اسکے حضرت نے اس رایت و علم کو باہر نکالا پس بمجرد مشاہدہ کے تمام لشکر اسلام روتے اور فریاد کرتے ہوئے آنکھوں سے لگاتے تھے اور بوسے دیتے تھے بعد اس کے جناب امیر المومنین نے جناب رسولخدا کا ایک نیزہ خطی[2] نکالا جس کا نام مرمح مسلوس تھا اور فرمایا یَرِثُہُ مِنِّی الْحَسَنُ وَ یَنْکَسِرُ بِیَدِ الْحُسَیْنِ بِکَرْبَلَا یعنی یہ نیزہ مجھ سے فرزند میرا حسن میراث میں پائے گا اور اسکے ہاتھ میں مستعمل نہ ہو گا پس معرکہ کربلا میں یہ نیزہ ہاتھ سے میرے نور عین حسین کے ٹوٹیگا حضرات کیا انقلاب ہے جب وہ زمانہ آیا تو آنحضرت کے فرزند دلبند امام حسین علیہ السلام نے بھی اہل کوفہ و شام کو میدان کارزار میں بروز عاشورا کئی نشانیاں دکھائی تھیں مگر ان اشقیا کو کچھ اثر نہ ہوا اور ان سنگدلوں نے ان نشانیوں کو بکمال بے ادبی مٹا دیا پہلی نشانی شبیہ پیغمبر جناب علی اکبر ہیں جنکی وقت رخصت کے حضرت روتے تھے اور درگاہ الٰہی میں عرض کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اشْهَدْ عَلٰی هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ فَقَدْ بَرَزَ اِلَیْهِمْ غُلَامٌ اَشْبَهُ النَّاسِ خَلْقًا وَّ خُلُقًا وَّ مَنْطِقًا بِرَسُوْلِكَ خداوندا تو گواہ رہنا اس قوم جفا کار پر کہ طرف انکے جاتا ہے وہ فرزند میرا جو تیرے نبی سے صورت و سیرت اور طرز گفتار میں مشابہ ہے اَللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا اِذَا اشْتَقْنَا اِلٰى نَبِيِّكَ نَظَرْنَا اِلٰى وَجْهِهٖ بارالہا تحقیق کہ جب ہم مشتاق زیارت تیرے نبی کے ہوتے تھے تو علی اکبر کے چہرہ کو دیکھ لیتے تھے آہ مومنین پس جب ہنگامہ کارزار میں شاہزادہ سامنے لشکر اعدا کے آیا تو سب نے جانا کہ یہ رسولخدا ہیں اور اپنے سر جھکا لیے یہ حال دیکھکر ابن سعد لعین نے پیشانی انور پر ایک تیر مارا آہ ساتھ ہی اسکے اس شبیہ پیغمبر کو اعدا نے تیر باراں کیا اور ضرب شمشیر سے سر اطہر کو شق کیا اور سینہ پر برچھی لگائی اور تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا اور تصویر رسول کو مٹا دیا اس وقت امام حسین علیہ السلام روتے تھے اور فرماتے تھے یَا بُنَیَّ عَلَی الدُّنْیَا بَعْدَكَ الْعَفَا اے فرزند اب بعد تیرے خاک ہے اس دنیا پر دوسری نشانی بچہ شیر خوار ہے جو حضرت نے ہاتھوں پر بلند کر کے اعدا کو دکھا دیا و قال اَمَا مِنْ اَحَدٍ یَاْتِیْنَا بِشَرْبَةٍ مِّنَ الْمَاءِ لِهٰذَا الطِّفْلِ الَّذِیْ لَا یُطِیْقُ الظَّمَاءَ اور فرمایا آیا ہے کوئی نرم دل کہ اس بچہ

۱؎ ناکثین آنکہ نقض بیعت امام بحق کردند و بغاوت نمودہ برائے قتال خروج کردند و آن جنگ جمل است کہ در بصرہ واقع شد و قاسطین آنکہ از طریقہ حق بطرف باطل میل کردہ از اطاعت امام بحق بیرون رفتہ خروج کردند و در صفین با امام زمان جنگ نمودہ و مارقین آنانکہ از اطاعت امام بحق بیرون رفتہ و بر مخالفت شدند و امرا بر خلع او اختیار نمودہ خروج کردہ در نہروان با امام زمان جنگ نمودند و خارجی شدند ۱۲ ۲؎ خط نام شہرت ہو قا

شیر خوار کو تھوڑا سا پانی دے کہ پیاس سے ہلاک ہوا جاتا ہے افسوس ہزار افسوس عوض پانی کے حرملہ لعین نے ایک تیر سہ پہلو زہر آلودہ مارا اور وہ تیر ستم گلوئے خشک پر علی اصغرؑ کے لگا اور تشنہ لب شہید ہوا اسوقت امام حسینؑ بخدمت خدا اور فرمایا کہ اپنے گلے اے فرزند اے نور نظر اے راحت دل میرے افسوس تم اس مظلومی سے پیاسے قتل ہوئے اور سر اقدس طرف آسمان کے بلند کیا کہ قال اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الشَّاھِدُ عَلٰی عَلَیْھِمْ فَاِنَّھُمْ قَتَلُوْا اَشْبَہَ الْخَلْقِ بِرَسُوْلِکَ اور درگاہ خدا میں عرض کی کہ بار الہا تو گواہ رہنا جس طرح سے یہ لوگ مجھ پر پیش آئے ہیں تحقیق کہ ان اشقیا نے قتل کیا میرے اس فرزند کو جو مشابہ تیرے نبی سے تھا تیری نشانی تبرکات رسول خدا مجھ پر امام حسین علیہ السلام نے بنابر اتمام حجت کے دکھائے اور فرمایا اے اہل کوفہ و شام کیا تم نہیں پہچانتے ہو یہ عمامہ میرے نانا جناب رسول خدا کا جو میرے سر پر ہے اور یہ زرہ آنحضرت کی جو میرے بدن میں ہے اور یہ ذوالفقار آنحضرت کی جو میں حائل کیے ہوں اور یہ نیزہ آنحضرت کا جو میرے ہاتھ میں ہے اور یہ ذوالجناح آنحضرت کا جس پر میں سوار ہوں پس پہچانو اور دیکھو کہ یہ سب تبرکات مجھے میراث میں ملے ہیں ہائے افسوس کسی نے انکی نشانیوں کو بوسہ دیا اور نہ کوئی ان کو دیکھ کے رویا بلکہ عوض اسکے اعدا نے چار فرقے ہوکے گھیر لیا ایک فرقہ تیر باراں کرتا تھا دوسرا فرقہ نیزے مارتا تھا اور تیسرا فرقہ تلواریں لگاتا اور چوتھا فرقہ پتھر مارتا تھا یہاں تک کہ وہ فرزند رسول زخمی ہو کر زمین گرم پر داہنے رخسارے کے بل تشریف لائے اور خاک و خون آلودہ ہوئے پس اعدا نے ہجوم کر کے تشنہ لب شہید کیا اور لباس لوٹ لیا کوئی ردا لیگیا کوئی زرہ لیگیا کوئی کرتہ لیگیا کوئی عمامہ لے گیا کوئی زیر جامہ لے گیا اور ایک شقی نے یہ ستم کیا کہ ایک انگوٹھی کے واسطے انگشت اطہر کاٹ لی جس پر بسبب زخموں کے ورم آگیا تھا اور تن بے سر کو خاک و خون میں آلودہ چھوڑ دیا افسوس ہزار افسوس جمال لعین نے ایک کمربند کے واسطے دونوں ہاتھ جدا کئے الغرض جو بھی نشانی یہ ہے کہ خود امام حسین علیہ السلام ہمشکل رسول خدا تھے چنانچہ مسلم گچکار کہتا ہے کہ جب سرہائے شہدا مع اہل حرم کے وارد کوفہ ہوئے تو اسوقت ایک شور عظیم بلند ہوا یکایک دیکھا میں نے کہ بہت سے سر نیزوں پہ لیے ہوئے چلے آتے ہیں؛ مُقَدَّمُھُمْ رَاْسُ الْحُسَیْنِ وَرَاْسٌ زُھَرِیٌّ قَمَرِیٌّ اَشْبَہُ الْخَلْقِ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ آہ آگے ان کے سر اقدس امام حسین علیہ السلام کا ہے اور وہ سر انور مثل زہرہ اور چاند کے تاباں ہے اور بہت مشابہ ہے جناب رسول خدا سے اور ریش اقدس مخضب ہے وَالرِّیْحُ تَلْعَبُ بِھَا یَمِیْنًا وَشِمَالًا وَیَقْرَءُ سُوْرَۃَ الْکَھْفِ اور ہوا سے اس ریش اطہر کو داہنے بائیں حرکت ہوتی ہے اور وہ سر انور سورہ کہف کی تلاوت کرتا تھا آہ اس ظلم و ستم پر اعدا نے اکتفا نہیں کی بلکہ اس سر انور کو مع اہل حرم کے شہر بشہر پھرایا یہاں تک کہ ملک شام میں لائے چنانچہ سہل بن سعد کہتا ہے کہ میں بازار دمشق میں

کھڑا تھا کہ یہاں تک دروازہ جیرون سے شور وغل بلند ہوا دیکھا میں نے کہ سرہائے شہدا اور اسیروں کو لئے ہوئے چلے آتے ہیں وَاِذَا بِرَاْسِ الْحُسَیْنِ وَالنُّوْرُ یَسْطَعُ مِنْهُ کَنُوْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ یکایک سر اقدس امام حسینؑ کا سامنے سے نمودار ہوا اور نور اس سر انور کا مانند نور رسولخدا کے ساطع و بلند تھا یہ دیکھکر میں بے اختیار ہوکر رویا اور کہا میں نے افسوس ہے ان رخساروں پر جو خاک آلودہ ہوئے اور افسوس ہے اس ریش سفید و نورانی پر جو خون بدن سے خضاب ہوئی یا رسول اللہ کاش کہ دیکھتے آپ کہ سر اطہر آپکے فرزند دلبند کا کس طرح نیزے پر لئے ہوئے پھرایا جاتا ہے پانچویں نشانی آثار غضب الٰہی ہے جو قتل امام حسینؑ پر ظاہر ہوئی ہے رَوَی ابْنُ الْحَجَرِ فِی الصَّوَاعِقِ وَمِمَّا ظَهَرَ یَوْمَ قَتْلِ الْحُسَیْنِ مِنَ الْاٰیَاتِ اَنَّ السَّمَآءَ اَسْوَدَّتْ اَسْوِدَادًا عَظِیْمًا حَتّٰی رَاَیْتِ النُّجُوْمُ نَهَارًا وَلَمْ یُرْفَعْ حَجَرٌ اِلَّا وُجِدَ تَحْتَهٗ دَمٌ عَبِیْطٌ چنانچہ صواعق محرقہ میں ابن حجر نے روایت کی ہے کہ روز قتل حسین بن علی علیہما السلام کے کئی نشانیاں ظاہر ہوئیں منجملہ ان کے یہ ہے کہ آسمان ایسا تیرہ و تاریک ہوگیا تھا کہ دن کو ستارے دکھائی دیے اور کوئی پتھر زمین سے نہیں اٹھایا گیا مگر یہ کہ نیچے اسکے خون تازہ جوش مارتا تھا اور ایک روایت میں یوں ہے اِنَّ السَّمَآءَ بَکَتْ بَعْدَ قَتْلِهٖ سَبْعَةَ اَیَّامٍ تُرٰی عَلَی الْحِیْطَانِ کَاَنَّهَا مَلَاحِفُ مُعَصْفَرَةٌ مِنْ شِدَّةِ حُمْرَتِهَا وَضَرَبَتِ الْکَوَاکِبُ بَعْضُهَا بَعْضًا تحقیق کہ آسمان رویا بعد قتل امام حسین علیہ السلام کے سات روز تک شدت سرخی سے یہانتک کہ گویا دیواروں پر چادریں سرخ رنگ نظر آتی تھیں اور ستارے ایک دوسرے پر گرتے تھے وَرَوَی ابْنُ الْجَوْزِیْ اَنَّ الدُّنْیَا قَدْ اُظْلِمَتْ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ بَعْدَ قَتْلِ الْحُسَیْنِ ثُمَّ ظَهَرَتِ الْحُمْرَةُ فِی السَّمَآءِ اور ابن جوزی نے روایت کی ہے کہ بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کے دنیا تین روز تک تیرہ و تاریک رہی بعد اسکے سرخی شفق کی افق سماء پر ظاہر ہوئی ہے اے مومنین کیونکر یہ تاریکی دنیا میں ظاہر نہ ہوتی کہ جنکے نور سے دنیا منور تھی وہ تین روز تک خاک و خون آلودہ بے لباس کے زمین گرم کربلا پر پڑے تھے اور ریگ صحرا اڑ اڑ کر لاش بے سر پر جمتی جاتی تھی ہائے افسوس بعد قتل کرنے کے کوئی متوجہ دفن بھی نہوا۔ آخر بعد تین دن کے کچھ بنی اسد اہل غاضریہ و نینوی نے دفن کیا چنانچہ معصوم زیارت ناحیہ مقدسہ میں فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ تَوَلّٰی دَفْنَهٗ اَهْلُ الْقُرٰی سلام ہو اس غریب الوطن و مسافر پر جسے اہل قریہ و دیہات نے دفن کیا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۱۳

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ لَا یَعْرِفُ اللّٰهَ اِلَّا اَنَا وَعَلِیٌّ وَلَا یَعْرِفُنِیْ اِلَّا اللّٰهُ وَعَلِیٌّ وَلَا یَعْرِفُ عَلِیًّا اِلَّا اللّٰهُ بحار الانوار وغیرہ میں منقول ہے فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ کوئی خدا کو نہیں پہچانتا ہے مگر میں اور علیؑ

اور مجھے کوئی نہیں پہچانتا ہے مگر اللہ اور علیؑ اور علیؑ کو کوئی نہیں پہچانتا ہے مگر اللہ اور میں وَقَالَ
وِلَایَۃُ عَلِیٍّ وِلَایَۃُ اللّٰہِ وَحُبُّہٗ عِبَادَۃُ اللّٰہِ اور فرمایا ولایت و دوستی علی ابن ابیطالب علیہ السلام
کی دوستی خدا کی ہے اور محبت انکی عبادت خدا ہے وَقَالَ اَنَا وَعَلِیٌّ مِنْ نُوْرٍ وَّاحِدٍ اور فرمایا میں اور علیؑ
ایک ہی نور سے ہیں وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ عَلِیٌّ مَعَ الْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ مَعَ عَلِیٍّ
لَا یَفْتَرِقَانِ حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ اور فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے کہ علیؑ ساتھ قرآن کے
ہے اور قرآن ساتھ علیؑ کے ہے وہ دونوں جدا نہونگے یہانتک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہونگے
اور فرمایا حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے کہ قرآن کتاب صامت ہے اور میں قرآن
ناطق ہوں پس اس ارشاد سے ظاہر ہے کہ بعد جناب رسولخدا کے مطالب اور معانی قرآن کے حضرت علی
ابن ابیطالب علیہ السلام سے زیادہ کوئی نہیں جانتا تھا اور نہ بعد آنحضرت کے سوائے انکی اولاد امجاد کے
کوئی زیادہ جانتا ہے وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ مَنْ ذَکَرَ فَضِیْلَۃً مِّنْ فَضَائِلِ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ
طَالِبٍ مُقِرًّا بِھَا غَفَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَاَخَّرَ اور فرمایا جناب رسولخدا
صلے اللہ علیہ و آلہ نے کہ جو مومن ذکر کرے کسی فضیلت کا فضائل علی ابن ابیطالب سے بشرط اعتقاد تو حق
سبحانہ تعالیٰ گناہ گذشتہ اور آئندہ اسکے بخش دیتا ہے اب ذاکر متحیر ہے کہ کونسی فضیلت آنحضرت کی بیان
کرے کیونکہ شاعر کہتا ہے ؎ تعریف علیؑ بگفتگو ممکن نیست ❊ گنجایش بحر در سبو ممکن نیست ❊ من ذات
علی بواجبی کے دانم ❊ الا دانم کہ مثل او ممکن نیست ❊ ذاکر[1] یہ وہ بزرگوار ہیں جو ولی اور حجت خدا اور وصی
و جانشین رسولخدا ہیں اگر وہ جناب پیدا نہوتے تو حضرت آدم سے قیامت تک کوئی ہم کفو جناب فاطمہ
زہرا دختر رسولخدا کا نہوتا جنکا ذکر کتب سماویہ میں مذکور ہے جنکی ولایت و امامت کا اقرار آسمانوں میں پہلے
آسمان ہفتم نے کیا تو خدا نے اسکو زینت عرش سے آراستہ کیا اور زمینوں میں پہلے زمین مکہ نے اقرار کیا تو خدا
نے اس پر کعبہ قرار دیا اور اہل آسمان میں جنہوں نے پہلے اقرار کیا خدا نے انکو ملائکہ کیا اور اہل زمین میں سے
جنہوں نے پہلے اقرار عالم ذر و ارواح میں کیا خدا نے انکو انبیا و اوصیا گردانا بعد انکے جس نے اقرار کیا خدا نے
انکو مومن و شیعہ گردانا اور پانی اور میوے وغیرہ میں سے جس نے پہلے اقرار کیا خدا نے اسکو لذیذ و شیریں کیا
اور حیوانات میں سے جس نے پہلے اقرار کیا خدا نے اسکو پاک و پاکیزہ اور حلال گردانا اور جمادات میں سے جس چیز
نے پہلے اقرار کیا خدا نے اسکو لعل و فیروزہ و عقیق گردانا اور شرف و بزرگی عطا فرمائی مقام غور ہے آخر یہ

[1] این عبارت مجمل ملخص از کتب فریقین است مثل بحار الانوار و عبقات الانوار و مسند احمد بن حنبل و صحیح مسلم و نسائی و ترمذی و صواعق محرقہ و ذخائر العقبیٰ و زین الفتی و مودۃ القربیٰ و معالم التنزیل و تفسیر حسینی و تفسیر ثعلبی و تفسیر فتح العزیز و شیخ طوسی و مناقب مرتضوی و تفسیر در منثور سیوطی و شفای قاضی عیاض و کتاب الروضہ و مشکوٰۃ وغیرہ ہر کسیکہ خواہد مطالعہ نماید ۱۲ اق ❊❊❊

شرف و بزرگی عطا فرمائی مقام غور ہے آخر یہ شرف و بزرگی کس وجہ سے ہے یہ سب بسبب علو درجات حضرت امیر المومنین یعسوب الدین ابن عم سید المرسلین جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ہے جنہوں نے کل انبیا کی نصرت و مدد باطنًا اور جناب رسولخدا کی مدد ظاہرًا کی ہے اور ناصر اسلام تھے اور جملہ غزوات اور معارک جہاد میں خالصًا لوجہ اللہ وہ جانبازی کی ہے جو یادگار زمانہ اور شہرۂ آفاق ہے اور زبانزد خلائق ہے جنکی فضیلت و عصمت آیات قرآنی اور احادیث نبوی سے ثابت ہے جنکے بغیر کوئی مشکل عہد ثلاثہ میں کبھی حل نہیں ہوئی جنکے بارہ میں بارہا ہر ایک کی زبان پر لو لا علی جاری ہوا جن کے معجزات اور صفات فضل و کمال مثل اعلمیت اور شجاعت و سخاوت اور عبادت و معرفت اور فصاحت و بلاغت اور مروت اور زہد و تقویٰ اور شرافت و بزرگی اور جود و کرم اور صبر و شکر وغیرہ کتب فریقین سے بخوبی ثابت ہیں جو اہل توریت کو توریت سے اور اہل انجیل کو انجیل سے اور اہل زبور کو زبور سے اور اہل قرآن کو قرآن سے سوال کا جواب دیتے تھے اور ہر قسم کے مخلوقات کی زبان جانتے تھے کہ خاصہ حجت خدا کا ہے اور جن پر جناب رسولخدا نے بطور اسرار کے ہزار باب علم کے کھولدیئے کہ ہر دروازہ سے ہزار دروازہ علم و حکمت کے اور کشادہ ہوئے جو باب علم اور مخزن اسرار اور وارث علوم اوّلین و آخرین ہیں

ہر علیہ دفتر خواجہ بہشت مخلد عالم علم لدنی تاجدار لو کشف		داور شمشیر جہت اعظم امیر المومنین ناصر حق نفس پیغمبر امام المتقین	

جنکو مقام غدیر خم میں بروز جانشینی اور وصایت کے بتاریخ دہم ماہ اپریل ۱۳۱ سنہ عیسوی مطابق اٹھارہ ماہ ذوالحجہ سنہ ہجری شیخین نے بھی بخٍ بخٍ کہا اور مبارکباد دی جب جناب رسولخدا نے فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ جس کا میں مولا ہوں اسکا یہ علی مولا ہے جو شب ہجرت بستر رسولخدا پر سوئے اور ان حضرت کو قتل ہونے سے بچایا اور حقسبحانہ تعالیٰ نے ملائکہ پر مباہات کیا جنکے سرہانے جبرئیل نے کہا بخٍ بخٍ مَنْ مِثْلُكَ يَا ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ يُبَاهِي اللّٰهُ بِكَ الْمَلَائِكَةَ مبارک مبارک ہو اے فرزند ابو طالب کون مثل آپ کے ہے کہ خداوند عالم مباہات آپ کا ملائکہ پر کرتا ہے اور جنکی شان میں آیۂ تطہیر نازل ہوئی جنکو جناب رسولخدا نے روز مباہلہ انفسنا میں قرار دیا ہے اور جنکی محبت و دوستی کو خدا نے اجر رسالت قرار دیا ہے جنکو خدا نے قرآن مجید میں صالح المومنین اور امام مبین اور خیر البریۃ اور مَنْ عِنْدَهٗ اُمُّ الْكِتَابِ اور دَابَّةُ الْاَرْضِ کے القاب سے یاد کیا ہے اور صراط مستقیم سے جیسا کہ قاضی عیاض نے جناب رسولخدا اور آنحضرت کی اولاد امجاد سے مراد لی ہے اور بعض مفسرین نے حضرت علی بن ابیطالب سے مراد لی ہے پس جو مومن صراط مستقیم پر دنیا میں ثابت و قائم رہا یعنی ولایت و امامت حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام اور آنحضرت کی

اولاد طاہرین پر تو وہ صراط آخرت پر بھی ثابت قدم رہیگا اور جنکے بارہمیں قرآن شریف میں فرماتا ہے وَاِنَّہٗ
فِیٓ اُمِّ الْکِتَابِ لَدَیْنَا لَعَلِیٌّ حَکِیْمٌ اور فرماتا ہے سَلَامٌ عَلٰٓی اِلْیَاسِیْنَ یعنی آل رسولخدا کہ مراد اُن سے
جناب سیدہ اور علی مرتضیٰ اور انکی اولاد طاہرہ ہے جنکی محبت عنوان صحیفۂ مومن ہے جنکا نام خدا نے قلم
قدرت سے قبل خلقت آسمان وزمین کے دروازۂ جنت پر یوں لکھا تھا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ
اللّٰہِ عَلِیٌّ اَخُوْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اور تحت عرش لوح محفوظ پر نام یوں لکھا تھا عَلِیُّ بْنُ اَبِیْطَالِبٍ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ
اور جنکا نام خدا نے اپنے نام سے مشتق کیا ہے جن کے بارے میں بروز جنگ اُحد جبریلؑ پکارتے تھے لَا
فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ وَلَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارْ جنکی محبت برأت نجات اور سبب دخول جنت ہے جو انکی محبت پر
مرا وہ آخرت میں جناب رسولخدا اور آئمہ ہدیٰ کے ساتھ ہوگا اور جو انکی دشمنی پر مرا وہ کفار کی موت مرا ہے اور
جنکی دشمنی کے بعد کوئی عمل نیک نفع نہ بخشیگا جنکی ولایت کا سوال ہر شخص سے قبر میں بعد موت کے اور حشر و نشر اور
محشر میں اور میزان عدل اور پل صراط پر ہوگا اور جنکی ضربت بروز جنگ خندق افضل و بہتر ہے عبادت جن
وانس سے تا روز قیامت اور جنکے بارہ میں جناب رسولخدا نے کرار غیر فرار اور خدا اور رسول کے دوستدار اور
خدا اور رسول اُن کے دوستدار فرمایا ہے اور جو داماد رسول اور زوج بتول ابو الحسنین ہیں جو قرشی و ہاشمی
فخر دارین ہیں جنکی صلب سے عزت و ذریت خاتم الانبیا لنگر ارض و سما ہے جنکی نسل سے روئے زمین خالی رہی نہ
قیامت تک خالی رہے گی جنکی برکت سے نزول باراں ہوتا ہے اور خلائق روزی پاتے ہیں جو آیۃ اللہ اور حجۃ اللہ ہیں
جنکا نام وقت خلقت آفتاب کے خدا نے قلم قدرت سے اسپر یوں لکھا تھا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ
اللّٰہِ عَلِیٌّ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ جن پر آفتاب نے بزبان فصیح سلام کیا اور کئی مرتبہ رجعت کی اور جن پر اصحاب کہف نے
سلام کیا جو تارک دُنیا تھے یہانتک کہ تین مرتبہ دنیا کو طلاق دیا اور جنکا محب مومن ہے اور دشمن منافق ہے
اور جنپر سب کرنا خدا پر سب کرنا ہے جنکو جناب رسولخدا نے بمقابلہ شیث وصی حضرت آدم اور یوشع وصی
حضرت موسےٰ اور شمعون وصی حضرت عیسےٰ کے اپنا وصی اور خیر الاوصیا فرمایا ہے جن پر عروج کرنے
والا کا ذب ہے جنکا قاتل و مقتول دونوں ناری ہیں جنکی ولادت باسعادت کعبہ میں ہوئی اور شہادت مسجد
کوفہ میں ہوئی جن کے گھر کا دروازہ مسجد نبوی میں تھا اور مثل جناب رسولخدا کے بدون غسل کے داخل
مسجد ہونے کا حق رکھتے تھے جنہوں نے دوش نبیؐ پر قدم رکھ کے بتوں کو توڑا ہے جنکی خدمتگذاری پر
فخر ملائکہ کرتے تھے جو صدیق اکبر خلیفۂ بلا فصل پیغمبر ہیں جن کے بارہمیں احمد حنبل لکھتا ہے کہ ہم نے
کسی صحابی کے فضائل و مناقب میں احادیث صحیحہ اس کثرت سے نہیں دیکھے اور جنکی نا تحقیقی حالات میں
شافعی مرگیا کہ آیا اللہ خدا ہے یا علیؑ تھے جنکا شمہ معجزات اور احیائے اموات دیکھکر ایک فرقہ خدا

ہونے کا قایل ہے اور علی الٰہی کہلاتا ہے اور اتنک نسل انکی چین اور اطراف شہر کرمان اور کاشغر وغیرہ کو ہی بلاد میں موجود ہے اور جن کے نام ہر ملک کی زبان میں انکی کتابوں میں موجود ہیں چنانچہ نزدیک عرب کے علیؑ نزدیک انکی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد کے حیدرؑ ہے اور توریت میں ایلیاؑ انجیل میں بریا اور زبور میں جریا ہے اور نزدیک اہل روم کے بطرسا نزدیک فرس کے جرا ہے اور نزدیک دیلم کے ہمراہا نزدیک بربر کے شغا ہے اور نزدیک ترک کے تمیرا نزدیک حبش کے بریک ہے اور نزدیک زنگیوں کے جہم نزدیک ارمن کے کرکرا ہے جو ہادئ راہ خدا ہے ؎

علی امام من است و منم غلام علیؑ ہزار جان گرامی فدائے نام علیؑ جس بزرگوار نے نماز میں سایل کو انگشتری عطا فرمائی اور آیہ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللہُ نازل ہوا جنکی شان میں سورہ ہل اتی نازل ہوا جو مسکین اور یتیم اور اسیر کو کھانا دیتے اور اپنے نفس پر مقدم رکھتے تھے اور جنکے لئے شب معراج در ہائے سماوات کھول دیے گئے اور نبیؐ و وصیؑ نے باہم کلام کیا جنکے بارے میں جناب رسولخداؐ نے فرمایا کہ اگر تمام دریا بجائے سیاہی ہوں اور تمام اشجار بجائے قلم ہوں اور تمام جن حساب کریں اور تمام انسان متفق ہوکر لکھیں تو ہرگز احاطہ فضایل و مناقب علی ابن ابیطالب کا نہیں کر سکتے ہیں چنانچہ شاعر کہتا ہے ؎

کتاب فضل ترا آب بحر کافی نیست		کہ تر کنند سر انگشت و صفحہ بشمارند	

حاصل کلام حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام اصل قرآن اور قبلہ اور کعبہ اور صوم و صلوٰۃ اور حج و معراج ہیں جنکے دوستوں کی دوستی اور دشمنوں کی دشمنی سبب نجات آخرت ہے اور جن بزرگوار کی ولایت شرط قبول کل عبادات ہے ؎ خوشا ما خوشا دین و دنیائے ما ٭ کہ ہمچوں علیؑ ہست مولائے ما ٭ حضرات اگرچہ یہ مجلس فضایل و سرور ہے لیکن بعد شہادت مظلوم کربلا تشنہ دشت نینوا سے تا ظہور قائم آل رسولخداؐ ام محبان ائمہ ہدیٰ کے لئے سرور و خوشی حسب دلخواہ باقی نہیں رہی نہ دنیا جائے سرور ہے بلکہ ہر مومن کے لئے قید خانہ ہے اور ہر دم رنج و الم اور مصیبت تازہ میں مبتلا رہتا ہے اور یہ عجیب و غریب بات ہے کہ احکام شرع اور امر و نہی وغیرہ میں مخالفین ایک یا دو حدیث نبویؐ کی وہ بھی اصلی ہوں یا وضعی کتاب اللہ سے کہیں لگاؤ ہو یا نہ ہو سند لیکر مانتے ہیں اور احادیث فضیلت حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام جو باوجود کتمان کے کہ دوستوں نے تقیۃً بخوف جان اور دشمنوں نے عداوۃً عہد حکومت ثلاثہ اور بنی امیہ اور بنی عباسیہ میں مخفی کئے پھر بھی کتب فریقین میں بکثرت وارد ہیں اور اکثر آیات قرآنی سے مطابق یا موافق یا مشابہ ہیں مگر حاسدین اُن کو کافی نہیں جانتے ہیں جسکا نتیجہ حسد اور کینۂ دیرینہ کے سوا اور کیا تصور ہو سکتا ہے حالانکہ جناب رسولخداؐ نے ان کے بارے میں کیسا اہتمام فرمایا اور سان کی آل امام حضرت کے اولاد امجاد کی مودت اور محبت کو

بحکم خدا اجر رسالت قرار دیا اور اُمت سے ان کی اطاعت و پیروی کی وصیت و تاکید فرمائی مگر عوض اس کے بعد وفات جناب رسولخدا کے کہ کچھ زمانہ نہ گذرا تھا اشقیائے اُمت نے ارشاد رسولؐ پر عمل نہ کیا اور تمام حقوق غصب کیے اور دستِ ظلم و ستم دراز کیا حالانکہ جانتے تھے کہ وہ جناب مظہر العجائب مظہر الغرائب اسد اللہ الغالب غالب کل غالب حلال مشکلات ہیں جن کے صرف قدم پر روز قیامت تاج شفاعت ہوگا جو حامل لوائے حمد اور شافع اُمت اور قسیم نار و جنت اور ساقی کوثر ہیں چونکہ ضمناً ذکر کوثر کا آگیا ہے ع أَسَفًا لَهُ عِنْدَ الشَّرِيعَةِ يَشْتَكِي ظَمَأً وَلِلّٰهِ وَلِيُّ الْكَوْثَرِ ۔ ہائے افسوس حال پر اس مظلوم کے جو کنارہ دریائے فرات کے شکایت تشنگی کی کرتا تھا پدر بزرگوار ان کے ساقی کوثر ہیں ع از آب ہم مضائقہ کردند کوفیاں ۔ خوش داشتند حرمت مہمان کربلا ۔ بودند دام و دد ہمہ سیراب و می مکید ۔ خاتم ز قحط آب سلیمان کربلا ۔ زاں تشنگاں ہنوز بعیوق می رسد ۔ آواز العطش ز بیابان کربلا ۔ اس وقت بنا بر اتمام حجت کے فرماتے تھے جیسا کہ شاعر کہتا ہے ع أَيَا سَاكِنِي شَامٍ وَيَا أَهْلَ كُوفَةٍ أَفِي مِثْلِ هٰذَا أَوْصَى النَّبِيُّ الْمُكَرَّمُ ۔ اے ساکنان کوفہ و شام آیا جناب رسولخدا نے اُمت سے یہی وصیت فرمائی تھی کہ میری عترت و ذریت سے بجائے مودت و محبت کے ظلم و ستم کرنا ع أَتُشْرَبُ مَاءُ الْفُرَاتِ حُلُولًا لَكُمْ ۔ وَآلُ طٰهٰ لِلصَّلٰوةِ تَيَمَّمُوا ۔ آیا یہی محبت عرب ہے کہ پیادہ و سوار اور گھوڑے تمہارے آب فرات سے سیراب ہوں اور اولاد رسولؐ نایاب آب سے بجائے وضو کے تیمم کریں ع يَمُوتُ عِطَاشًا أَهْلُبَيْتِ مُحَمَّدٍ ۔ وَيَشْرَبُ هٰذَا الْمَاءَ تُرْكٌ وَدَيْلَمُ ۔ اے کیا غضب ہے کہ اہلبیت رسولخدا تو شدت تشنگی سے جاں بلب ہوں اور کفار ترک و دیلم اس پانی سے سیراب ہوں ع ثَلٰثُ لَيَالٍ قَدْ مَضَيْنَ عَلَى الْوَلَا ۔ بِأَيَّامِهَا وَالْمَاءُ عَلَيْنَا مُحَرَّمٌ ۔ اے ظالمو تین شبانہ روز اہلبیت کو اسی حالت پر ہیم گذر چکے ہیں کہ تم نے پانی جیسی چیز ہم پر حرام کر دی ہے اور اطفال و بچے ہمارے پیاس سے ہلاک ہوتے ہیں اور وقت آخر بھی ان اشقیا سے بقدر قلیل پانی طلب کرتے تھے اور فرماتے تھے اِسْقُونِي شَرْبَةً مِنَ الْمَاءِ فَقَدْ تَنَشَّفَتْ كَبِدِي مِنَ الظَّمَاءِ ۔ مجھے تھوڑا سا پانی پلا دو کہ جگر میرا شدت تشنگی سے جل رہا ہے اور کبھی فرماتے تھے اے ابن سعد اِسْقِنِي جُرْعَةً مِنَ الْمَاءِ ۔ مجھے ایک ہی پیاس بھر پانی پلا دے اور کبھی آہستہ فرماتے تھے یا شمر اِسْقِنِي قَطْرَةً مِنَ الْمَاءِ ۔ اے شمر مجھے ایک ہی قطرہ پانی کا پلا دے کہ زبان میری خشک ہو رہی ہے افسوس اس شقی نے بطور طعن کے کہا اے فرزند بوتراب کیا گمان نہیں کرتے ہیں آپ کہ پدر بزرگوار آپ کے اپنے دوستوں کو آب کوثر سے سیراب کریں گے پس صبر کیجئے تا ساقی کوثر آپ کو اپنے ہاتھ سے سیراب کریں ۔ آہ اس لعین نے عوض پانی کے وہ ظلم و ستم کیا جس سے آسمان و زمین تیرہ و تاریک ہو گیا اور عرش الٰہی کو زلزلہ ہوا اور ملائکہ زار زار رونے لگے اور جبرئیل پکارے

اَلَا قُتِلَ الْحُسَيْنُ بِكَرْبَلَا آگاہ ہو کہ امام حسین علیہ السلام زمین کربلا پر شہید کیے گئے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى
الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ **مجلس ۱۴** اَلْكَافِيْ وَغَيْرِهٖ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ
اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَوَّلُ مَا يُبْدَاُ بِهٖ فِي الْاٰخِرَةِ صَدَقَةُ الْمَآءِ يَعْنِيْ فِي
الْاَجْرِ کافی وغیرہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا حضرت امیر المومنین علی
ابن ابیطالب علیہ السلام نے کہ جب بروز قیامت اعمال نیک کا اجر و ثواب پرہیزگاروں کو عطا ہوگا تو
ابتدا اسکی ان لوگوں سے کی جائے گی کہ جن اشخاص نے دار دنیا میں کسی پیاسے کو سیراب کیا ہوگا وَقَالَ
اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اِبْرَادُ كَبِدٍ حَرّٰى اور فرمایا اُن حضرت نے کہ بہترین تصدقات سرد کرنا ہے اُس جگر کا
جو شدت تشنگی سے جلتا ہو وَسُئِلَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ طَعْمِ الْمَآءِ فَقَالَ طَعْمُ الْحَيٰوةِ
اور بعض اصحاب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ذائقہ آب سے سوال کیا پس آنحضرت نے فرمایا
کہ ذائقہ آب ذائقہ حیات ہے حضرات ظاہر ہے کہ اگر پانی کی کمی ہو اور باران نہ برسے تو ہر ذیحیات کی زندگی دشوار
ہے اور باغات اور زراعات تک پژمردہ اور خشک ہو جاتے ہیں عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ
قَالَ جَاءَ اَهْلُ الْكُوْفَةِ اِلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْطَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَشَكَوْا اِلَيْهِ
اِمْسَاكَ الْمَطَرِ وَقَالُوْا لَهُ اسْتَسْقِ لَنَا چنانچہ عیون المعجزات میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
منقول ہے کہ فرمایا آنحضرت نے ایک مرتبہ اہل کوفہ خدمت میں حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ
السلام کی حاضر ہوئے اور بارش کے نہ ہونے کی شکایت کی اور عرض کیا کہ ہمارے واسطے طلب باران کیجیے
فَقَالَ لِلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا بُنَيَّ قُمْ وَاسْتَسْقِ فَقَامَ وَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَصَلّٰى عَلَى
النَّبِيِّ پس آنحضرت نے شاہزادہ کونین امام حسین علیہ السلام سے فرمایا کہ اے فرزند اٹھو اور خدا سے
طلب باران کرو پس وہ جناب کھڑے ہوئے اور حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے اور اپنے جد امجد جناب رسولخدا
پر صلوٰۃ بھیجی وَقَالَ اَللّٰهُمَّ مُعْطِيَ الْخَيْرَاتِ وَمُنْزِلَ الْبَرَكَاتِ اَرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْنَا مِدْرَارًا
وَاسْقِنَا غَيْثًا مِغْزَارًا وَاسِعًا غَدَقًا مُجَلْجِلًا سَحًّا سَفُوْحًا ثَجَّاجًا تُنَفِّسُ بِهِ الضَّعْفَ مِنْ
عِبَادِكَ وَتُحْيِيْ بِهِ الْمَيِّتَ مِنْ بِلَادِكَ اٰمِيْنَ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ اور درگاہ الٰہی میں دعا کی جسکا حاصل
یہ ہے کہ بارالہا تو نیکیوں کا عطا کرنے والا ہے اور برکتوں کا نازل کرنے والا ہے پس تو ہمارے لئے بھیج
دے ابر برسنے والا اور بھیج باران کثیر سے سیراب کرنا جو دور تک اطراف و نواحی کو شاداب کرے اور بھیج
تو ابر محیط گرجتا ہوا اور برستا ہوا اور اس بارش سے ضعف و ناتوانی کو اپنے بندوں سے دور کر اور اُن کو
جو بوجہ نایابی آب کے اطراف عالم میں پژمردہ ہیں زندہ فرما کہ تو رب العالمین اور ارحم الراحمین ہے فلما فرغ

مِنْ دُعَائِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ مُغَاثَ اللّٰہِ تَعَالٰی غَیْثًا بَغْتَۃً وَاَقْبَلَ اَعْرَابِیٌّ مِنْ بَعْضِ نَوَاحِی الْکُوْفَۃِ فَقَالَ تَرَکْتُ الْاَوْدِیَۃَ وَالْاٰکَامَ یَمُوْجُ بَعْضُہَا فِیْ بَعْضٍ پس جب وہ جناب دُعا سے فارغ ہوئے تو فوراً حقسبحانہٗ تعالیٰ نے باران رحمت کو نازل کیا اور یکایک ایک اعرابی اطراف وجوانب کوفہ سے آیا اور عرض کیا کہ میں دیکھتا ہوا آیا ہوں کہ سب تالاب اور چشمے اور جھیلیں پانی سے پُر ہوگئی ہیں حضرات اب مقام غور ہے تصور کیجئے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے جو امام زماں اور حجت خدا تھے خود کیوں نہیں طلب باراں کے واسطے دُعا فرمائی اور اپنے فرزند دلبند امام حسینؑ کو واسطے دُعا اور حاجت روائی اہل کوفہ کے ارشاد کیا شاید یہ مقصود ہو کہ اہل کوفہ کو یہ احسان اور ایسی حاجت روائی حسینؑ مظلوم کی یاد رہے اور انکی تشنہ لبی کے وقت پانی سے مضائقہ نکریں ہائے افسوس جب وہ زمانہ آیا تو اہل کوفہ نے نہ اس احسان کا خیال کیا اور نہ مہمان بلانے کا لحاظ کیا اور صحرائے کربلا میں بروز عاشورا ہر طرف سے گھیر لیا اور پانی جیسی چیز جو باعث حیات ہے بند کردی جسکے سبب سے اہلحرم اور بچے زیادہ العطش العطش کرتے تھے اور زار زار روتے تھے اور انکی تشنہ لبی اور بیقراری کو دیکھکر امام حسین علیہ السلام فرماتے تھے یَا قَوْمِ ھٰذَا مَاءُ الْفُرَاتِ یَلُوْحُ کَاَنَّہٗ بُطُوْنُ الْحَیَّاتِ یَشْرَبُہُ الْیَہُوْدُ وَالنَّصَارٰی وَالْکِلَابُ وَالْخَنَازِیْرُ وَاٰلُ رَسُوْلِ اللّٰہِ یَمُوْتُوْنَ عَطْشًا اے قوم ذرا انصاف یہ آب فرات مثل شکم مار کے چمکتا اور لہراتا ہے کہ اس پانی کو یہود و نصاریٰ اور کلاب وخنازیر تک پیتے ہیں اور عترت واولاد رسولخدا کی شدتِ تشنگی سے ہلاک ہوتی ہے ع

ازآب ہم مضائقہ کردند کوفیاں	خوش داشتند حرمت مہمان کربلا
بودند وام ودد ہمہ سیراب ومی چکید	خاتم زقحط آب سلیمان کربلا
زاں تشنگاں ہنوز بعیوق میرسد	آواز العطش ز بیابان کربلا

الالعنۃ اللّٰہ علی القوم الظالمین

مجلس ۱۵

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ حقسبحانہٗ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ ہم نے ہر شے ذیحیات کو پانی سے خلق کیا واقعی ہر چیز پانی کی محتاج ہے آدمی اور جانوروں کا کیا ذکر ہے باغات وزراعات بغیر پانی کے پژمردہ اور خشک ہو جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ خدا نے دریا اور نہریں جاری اور عام کیں اور چشمے اور تالاب بکثرت پیدا کئے اور پانی کو وافر اور بے قیمت رکھا تاکہ ہر شخص اس سے فائدہ مند ہو اور اسی پر بھی اکتفا نہ کی بلکہ اوقات معینہ میں بوقت ضرورت باران رحمت سے سیراب کیا ہے باوجود اسکے پانی پلانے کا اجر و ثواب بہت ہے تاکہ کوئی شخص اسکے پلانے میں بخل نکرے اور یہ جو سقہ وغیرہ پانی لاتا ہے اور تنخواہ لیتا ہے تو وہ اسکی اجرت

سے قَالَ الصَّادِقُ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ سَقَی الْمَاءَ فِیْ مَوْضِعٍ یُوْجَدُ فِیْہِ الْمَاءُ کَانَ کَمَنْ اَعْتَقَ رَقَبَۃً چنانچہ کافی وغیرہ میں منقول ہے کہ فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ جس شخص نے کسی پیاسے کو پانی پلایا ہو ایسی جگہ کہ وہاں پانی میسر آتا ہو تو حق سبحانہ تعالےٰ اسے اجر و ثواب مثل اس شخص کے عطا کریگا جس نے ایک بندہ راہ خدا میں آزاد کیا ہو وَمَنْ سَقَی الْمَاءَ فِیْ مَوْضِعٍ لَا یُوْجَدُ فِیْہِ الْمَاءُ کَانَ کَمَنْ اَحْیَا نَفْسًا وَمَنْ اَحْیَا نَفْسًا فَکَاَنَّمَا اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا اور جس شخص نے کسی پیاسے کو پانی پلایا ہو ایسی جگہ کہ جہاں پانی میسر نہ آتا ہو تو گویا اُس نے زندہ کیا ایک بندہ خدا کو اور جس نے ایک بندۂ خدا کی جان بچائی پس اس شخص نے گویا تمام بندگان خدا کو زندہ کیا سبحان اللہ یہ مرتبہ ہے سیراب کرنے کا اور شہاب الدین صوفی نے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ سُرّمن رائے میں بڑا قحط ہوا اور اہل اسلام نے صحرا میں جاکر دو دن برابر نماز استسقا پڑھی اور طلب باراں کے واسطے دعا کی مگر بارش نہ ہوئی اور متوکل عباسی نے حکم دیا کہ اب اہل اسلام کے ہمراہ سب یہود و نصاریٰ بھی شریک ہو کر واسطے دُعا کے طرف صحرا کے جائیں پس ہمراہ اُن کے نصاریٰ کا ایک راہب بھی صحرا میں گیا اور سب اہل اسلام اور یہود و نصاریٰ ہر صغیر و کبیر نے جو وہاں موجود تھے دیکھا کہ جب اُس راہب نے واسطے دعا کے اپنے ہاتھ اُٹھائے تو فوراً ابر آیا اور بارش ہونے لگی پس اس سبب سے اہل اسلام میں شبہ عظیم پیدا ہوا اور لوگ بد اعتقاد ہوئے اور بعض مُرتد ہو گئے یہ خبر سُنکر متوکل لعین حیران و پریشان ہوا کیونکہ وہ خلیفہ کہلاتا تھا اور حاکم وقت تھا پس ناچار ہو کر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو قید خانہ سے طلب کیا وَقَالَ یَا حَسَنُ اَدْرِکْ اُمَّۃَ جَدِّکَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اور عرض کیا کہ اے حسن اپنے جد امجد رسول خدا کی اُمت کی خبر لیجئے کہ وہ گمراہ ہوتی ہے فَقَالَ مُرْھُمْ بِالْخُرُوْجِ غَدًا وَیَزُوْلُ الْاَشْکَالُ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تعالیٰ یہ سُنکر آنحضرت نے فرمایا کہ ان لوگوں کو کل بھی طرف صحرا کے بھیج دے اگر خدا چاہے تو یہ مشکل آسان ہو گی اور شک و شبہ سب کا زائل ہو جائیگا جب صبح ہوئی اور موافق حکم کے سب اہل شہر طرف صحرا کے روانہ ہوئے اور اس دن حضرت بھی تشریف لے گئے جب میدان میں اُس راہب نے دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے تو فوراً ابر آگیا اسوقت حضرت نے حکم دیا کہ اسکا ہاتھ پکڑ لو اور جو چیز اسکے ہاتھ میں ہو لے لو پس لوگوں نے فوراً ہاتھ اُس کا پکڑ لیا اور ایک اُستخوان اسکے ہاتھ سے لے کر پھر دُعا کے واسطے حکم دیا اب جو اس نے ہاتھ اُٹھائے تو ابر ہٹ گیا اور دھوپ نکل آئی آخر خدا نے برکت دعائے حضرت کے باران رحمت کو نازل کیا اور بلاد اور اطراف بلاد شاداب ہوئے پس متوکل نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ کیا سبب تھا حضرت نے فرمایا کہ یہ ایک نبی کا استخوان ہے کہیں سے اسکے ہاتھ آگیا تھا اسکی برکت سے ابر آتا ہے اور بارش ہوتی ہے بعد اسکے متوکل نے یہ اعجاز دیکھکر آنحضرت کو قید سے رہا کیا اور

بظاہر تعظیم و تکریم کرتا تھا کیوں ہوشیں جو بزرگوار ایسا امام اسلام اور حامی دین اور ہادی خلق اور حجت خدا اور صاحب اعجاز
ہو افسوس اشقیائے امت ہمیشہ اسکے درپے قتل رہیں اور بمکر و دغا زہر دیکے شہید کریں چنانچہ جب اس جناب کو
عباسی نے زہر دلاکر شہید کیا اور یہ خبر سرمن رائے میں مشہور ہوئی تو یکایک شور عظیم برپا ہوا اور صدائے گریہ
بکا بلند ہوئی اور سب بازار شہر کے بند ہوئے بعد اسکے غسل و کفن دیا اور جنازہ لے چلے اور سب بنی ہاشم علوی
اور عباسیہ اور اہل شہر روتے ہوئے ہمراہ جنازہ کے تھے اور اس روز شدت گریہ و بکا سے گویا قیامت بپا تھی
یہانتک کہ اس جناب کو دفن کیا مگر افسوس ہے حال مظلومی و بیکسی پر حضرت امام حسین علیہ السلام کے کہ اس
جناب کو بنی امیہ اور اشقیائے کوفہ و شام نے صحرائے کربلا میں غریب الوطن اور تشنہ لب شہید کیا اور سر انور کو
نیزہ پر رکھ کے روانہ کوفہ کیا اور لاش اطہر کو خاک و خون آلودہ ریگ گرم پر چھوڑ دیا اور کوئی متوجہ طرف تجہیز و
تکفین کے نہوا نہ غسل دیا گیا نہ کفن دیا گیا نہ جنازہ اٹھایا گیا ہائے افسوس عوض اس کے لباس لوٹ لیا
کوئی کرتہ لے گیا کوئی عمامہ لے گیا کسی نے عبا اتار لی اور ایک شقی نے انگشت اطہر کاٹ کر انگوٹھی لے لی
جس پر بسبب زخموں کے ورم آگیا تھا اور جمال لعین نے ایک کمربند کے واسطے دونوں ہاتھ جدا کئے آہ خاک
صحرا اڑ کر اس لاش اطہر پر چھپتی جاتی تھی آخر چند اہل قریہ بنی اسد نے بعد کئی روز کے دفن کیا الا لعنة
اللہ علی القوم الظالمین **مجلس ۶** اعن جابر الانصاری انہ قال قال لی ابو عبد اللہ
علیہ السلام یا جابر کم بینکم و بین قبر الحسین علیہ السلام منتخب وغیرہ میں جابر
انصاری سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا مجھ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ اے جابر
تمہارے گھر سے قبر اطہر امام حسین تک کیا مسافت ہے میں نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ میرے گھر سے ایک دن کی
راہ یا کچھ زیادہ ہے فرمایا تو آنحضرت کی زیارت کرتا ہے میں نے عرض کیا کہ ہاں میں زیارت سے مشرف ہوتا
ہوں پس فرمایا کہ آیا میں تجھے اجر و ثواب سے زیارت کے آنحضرت کی مسرور کروں میں نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ فدا
ہوں میں آپ پر ارشاد فرمائیے فرمایا جب کوئی شخص جنابکے زیارت کو ہوتا ہے تو اہل آسمان خوش ہوتے ہیں
پس جب زائر اپنے گھر سے نکلتا ہے پیادہ ہو یا سوار ہو تو حق سبحانہ تعالیٰ چالیس ہزار ملک کو مقرر فرماتا ہے
کہ وہ صلوات بھیجتے ہیں اس زائر پر یہانتک کہ وہ قبر مطہر امام حسین علیہ السلام کی پہنچے اور اجر و ثواب
ہر قدم کا جو زائر اٹھاتا ہے مثل ثواب اس شہید کے ہے جو جہاد راہ خدا میں اپنے خون میں لوٹے بعد اسکے
حضرت صادق علیہ السلام نے آداب زیارت کے تعلیم فرمائے اور ارشاد کیا کہ جب سلام کرے تو قبر شریف پر پس
قبر اطہر کو مس کر اور کہہ السلام علیک یا حجة اللہ فی ارضہ سلام ہو آپ پر اے حجت خدا زمین میں بعد اسکے
کے آمادہ ہو واسطے نماز زیارت کے کہ حق سبحانہ تعالیٰ اور ملائکہ اسکے تجھ پر درود بھیجتے ہیں یہانتک کہ تو اپنی نماز

سے فارغ ہو اور اجر و ثواب ہر رکعت کا نزدیک قبر انور حضرت سید الشہدا کے برابر ثواب اُس شخص کے ہے جو ہزار مرتبہ حج و عمرہ کرے اور راہ خدا میں ہزار غلام آزاد کرے اور ہمراہ نبی و مرسل کے ہزار بار راہ خدا میں جہاد کرے پس جب تو قبر اطہر امام حسین علیہ السلام سے اُٹھے تو ایک منادی ندا کرتا ہے اگر تو اسکی آواز سنے تو ہر آئینہ تو تمام عمر اپنی وہیں بسر کرے اور وہ منادی یہ کہتا ہے کہ خوشا حال تیرا اے بندہ خدا تحقیق کہ فائز و رستگار اور سالم ہوا تو اور خدا اور غفار نے گناہان گذشتہ تیرے بخش دیئے اب آئندہ عمل کو از سر نو درست کر جناب صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر وہ زائر اس سال یا اس شب یا اُس روز مر جائے تو حق سبحانہ تعالیٰ اپنے ید قدرت سے قبض روح اس بندہ کی فرماتا ہے اور کسی فرشتے کے محول نہیں کرتا ہے پس جب وہ زائر قبر اطہر سے وداع رخصت ہو کر اپنے گھر کی طرف جاتا ہے تو وہ ملائکہ ہمراہ اسکے آتے ہیں اور تسبیح خدا کرتے جاتے ہیں اور اس زائر پر صلوات بھیجتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے گھر میں پہنچتا ہے پس وہ ملائکہ درگاہ خدا میں عرض کرتے ہیں کہ خداوندا یہ بندہ تیرے ولی کی قبر کی زیارت کو گیا تھا اب اپنے گھر میں پھر آیا ہے ہم کو کیا ارشاد ہوتا ہے اب ہم کہاں جائیں پس جانب رب العزت سے ندا آتی ہے کہ اے ملائکہ میرے زائر کے دروازہ پر میری تسبیح و تقدیس اور تہلیل میں مصروف رہو اور ثواب اسکا اُس بندہ کے نامۂ اعمال میں اسکے روز وفات تک لکھا کرو اور جب وہ زائر دنیا سے انتقال کرتا ہے تو وہ فرشتے غسل و کفن کے وقت اور نماز جنازہ اور دفن میں حاضر ہوتے ہیں اور شریک رہتے ہیں بعد اسکے وہ ملائکہ درگاہ الٰہی میں پھر عرض کرتے ہیں کہ بار الٰہا تو نے ہمیں اس زائر کے دروازہ پر معین فرمایا اب اُس بندہ نے وفات پائی ہم کو کیا حکم ہوتا ہے اب ہم کہاں جائیں اسوقت جانب خدا سے ندا آتی ہے اے ملائکہ میرے اب اس زائر کی قبر پر مقیم رہو اور میری تسبیح و تقدیس اور تہلیل کرو اور ثواب اسکا اس مومن کے نامۂ اعمال میں لکھو جبتک کہ یہ بندہ عرصۂ محشر میں مجھ سے ملاقات کرے سبحان اللہ کیا مرتبہ ہے زائر مظلوم کربلا غریب نینوی جناب امام حسین کا کہ فرشتہائے مقرب اسکے دروازہ پر حاضر رہتے ہیں اور بعد وفات زائر کے غسل و کفن اور نماز جنازہ اور دفن میں شریک رہتے ہیں اور پھر مجاور اسکی قبر کے قیامت تک رہتے ہیں حضرات تصور کیجئے یہ فرشتے کیوں اتنا اہتمام کرتے ہیں اور شریک رہتے ہیں سبب اسکا یہ ہے کہ یہ زائر ہے اس شہید راہ خدا کا جسکا نہ جنازہ اٹھایا گیا نہ غسل دیا گیا اور نہ اسکو کفن ملا نہ کوئی متوجہ طرف نماز جنازہ کے ہوا نہ قبر بنائی گئی افسوس کئی روز تک اس مظلوم کی لاش پارہ پارہ ریگ گرم پر پڑی رہی اور خاک صحرا اُڑ اُڑ کر لاش اطہر پر جمتی جاتی تھی بلکہ عوض کفن و دفن اور نماز جنازہ کے اعدا نے سر اقدس کو تن اطہر سے جدا کر کے نیزہ پر رکھا اور لباس تک لوٹ لیا کوئی کرتہ لے گیا کوئی عمامہ لے گیا کسی نے عبا اُتار لی چنانچہ ان مصیبتوں کو حجت خدا زیارت ناحیہ مقدسہ میں فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَى الْاَجْسَادِ الْعَارِيَاتِ اَلسَّلَامُ عَلَى الْجُسُوْمِ الشَّاحِبَاتِ سلام ہو ان جسموں پاکیزہ پر

جو بے لباس کربلا میں پڑے تھے سلام ہو اُن بدنہائے مقدسہ پر جو تمازت آفتاب میں متغیر ہو گئے تھے اَلسَّلَامُ عَلَی الْاَعْضَآءِ الْمُقَطَّعَاتِ اَلسَّلَامُ عَلَی الرُّؤُسِ الْمُشَالَاتِ سلام ہو اُن اعضائے نورانی پر جو پارہ پارہ کئے گئے سلام ہو اُن سرہائے انور پر جو نیزوں پر بلند کئے گئے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰالِمِیْنَ

مجلس ۱۸

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا فِی الدُّنْیَا اَعْطَاہُ اللّٰهُ بِکُلِّ شِبْرٍ مِنْهُ مَسِیْرَةَ اَرْبَعِیْنَ اَلْفَ عَامٍ مَدِیْنَةً فِی الْجَنَّةِ مِنْ ذَهَبٍ وَفِضَّةٍ وَلُؤْلُؤٍ وَیَاقُوْتٍ وَزَبَرْجَدٍ نہج الرشاد وغیرہ میں منقول ہے کہ فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ جو شخص دار دنیا میں ایک مسجد بنائے تو حق سبحانہ تعالےٰ بعوض ہر وجب کے اس مسجد کے ایک شہر بزرگ جنت میں عطا فرمائیگا کہ مسافت راہ اس شہر کی چالیس ہزار برس کی ہو گی اور مکانات اور عمارات عالیشان اسکے طلا و نقرہ خالص اور مروارید و یاقوت اور زمرد کے ہیں وَقَالَ الصَّادِقُ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَنْ بَنٰی لِلّٰهِ بَنٰی اللّٰهُ لَهٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ اور فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ جو شخص ایک مسجد بنائے تو حق سبحانہ تعالےٰ اسکے واسطے ایک گھر جنت میں بناتا ہے اور فرمایا کہ مسجد کا تعمیر کرنے والا اور آباد رکھنے والا اور زکواۃ دینے والا اور خدا سے ڈرنے والا ہدایت یافتہ ہے حضرات علاوہ اسکے اجر و ثواب بنائے مسجد کا بہت ہے لیکن اس مقام پر بیان مسجد میں جانے اور ذکر خدا اور عبادت کیواسطے بیٹھنے اور مسجد کے جانے میں سبقت کرنے کا مقصود ہے جسکے اجر و ثواب کی کوئی حد و انتہا نہیں قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ طُوْبٰی لِاَصْحَابِ الْاَلْوِیَةِ یَحْمِلُوْنَهَا فَیَسْبِقُوْنَ اِلَی الْجَنَّةِ چنانچہ فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ خوشا بحال اُن لوگوں کے جو بروز قیامت واسطے سبقت لے جانے کے طرف جنت کے علم اٹھائیں گے یہ سنکر بعض اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں فرمایا کہ جو دنیا میں سب سے بیشتر مسجد میں جاتے ہیں وَقَالَ الْمُؤْمِنُ فِی الْمَسْجِدِ کَالسَّمَکِ فِی الْمَآءِ اور فرمایا آنحضرت نے کہ حالت مومن کی مسجد میں مثل مچھلی کے ہے پانی میں جو اسکی باعث حیات اور راحت و آرام ہے وَقَالَ الْمُنَافِقُ فِی الْمَسْجِدِ کَالطَّیْرِ فِی الْقَفَسِ اور فرمایا آنحضرت نے کہ حالت منافق کی مسجد میں مانند پرند کے ہے پنجرے میں جو باعث اسکی تکلیف و رنج اور سبب ہم و غم ہے الغرض مسجد کی فضیلت اور شرف و بزرگی بہت ہے اور آمد و رفت کے مسجد میں واسطے ذکر خدا اور عبادت کے خواص و فوائد بکثرت ہیں اور مسجد میں نماز واجب کے پڑھنے کا گو فرادےٰ ہو اجر و ثواب بہت ہے چنانچہ مسجد الحرام میں جو مکہ معظمہ میں ہے ایک نماز برابر لاکھ نماز کے ہے اور مسجد نبویؐ میں جو مدینہ منورہ میں ہے ایک نماز برابر دس ہزار نماز کے ہے اور مسجد کوفہ میں ایک نماز برابر ایک ہزار نماز کے ہے اور مسجد جامع میں ایک نماز برابر سو نماز کے ہے اور مسجد محلہ میں ایک نماز برابر پچیس نماز کے ہے اور مسجد بازار میں ایک نماز

برابر دس نماز کے ہے اور اگر وہ نماز بجماعت ساتھ امام عادل کے ہو تو دو شخصوں تک اجر و ثواب اسکا معین
ہے پس اگر پیچھے امام کے دس یا دس سے زاید ماموم ہوں تو اسکے اجر و ثواب کی کوئی حد و انتہا نہیں ہے اور
سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا ہے اور اجر و ثواب ہر رکعت نماز کا نزدیک قبر انور امام حسین علیہ السلام کے جو خود
مسجد اور قبلہ اور کعبہ اور نماز اور روزہ اور حج اور قرآن ناطق ہیں برابر ثواب اُس شخص کے ہے جو ہزار حج و عمرہ
کرے اور راہ خدا میں ہزار غلام آزاد کرے اور ہمراہ نبی مرسل کے ہزار بار راہ خدا میں جہاد کرے اور مسجد میں چراغ
روشن کرنے والے کے لئے ملائکہ عرش استغفار کرتے ہیں جبتک کہ روشنی اسکی برقرار ہے اور جو شخص روز پنجشنبہ
یا شب جمعہ بقدر سرمہ کے جو آنکھ میں لگاتے ہیں خاک مسجد سے دور کرے اور جاروب دیوے تو حق سبحانہ
تعالیٰ اسکے واسطے اجر و ثواب عظیم لکھتا ہے اور تمام گناہ بخش دیتا ہے اور کلام دنیوی اور سخنان ناجائز کی مسجد
میں ممانعت ہے کیونکہ مسجد جائے عبادت و ذکر خدا ہے مگر وائے ہو اشقیائے اُمت پر کہ اُنہوں نے ایسی عبادت
گاہوں کی کیسی بیحرمتی اور بیقدری کی ہے چنانچہ مقتل ابو مخنف وغیرہ میں منقول ہے کہ جب ابن زیاد لعین سر انور
امام حسین علیہ السلام کا دیکھکر مسرور ہوا تو اسکی صبح کو مسجد جامع کوفہ میں آیا اور منبر پر گیا وَسَبَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ
وَالْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ اور مجمع عام میں حضرت امیر المومنین اور حسنین علیہم السلام کی شان میں کلمات
نامناسب کہے پس عبد اللہ بن عفیف ازدی کھڑے ہوئے اور وہ مومن اور شیعہ اور بڑے عابد و زاہد
تھے اور اکثر شبانہ روز مسجد کوفہ میں مشغول عبادت اور ذکر خدا رہتے تھے اور معارک جہاد جمل و صفین و نہروان
میں بوجہ زخم ہائے تیر کے بظاہر نابینا ہو گئے تھے اور باطن میں بنور ولایت چشم دل منور و روشن تھیں پس سنتے
ہی کلام بیہودہ کے غضبناک ہو کر قریب ابن زیاد کے پہنچے اور کہا اے لعین ابن لعین اور کاذب خدا تیرا
منہ توڑے کیا تجھے قتل کرنا امام حسین علیہ السلام کا کافی نہیں ہوا اور مسجد میں بر سر منبر جو مقام معظم
انبیا و اوصیا اور اولیا اللہ کا ہے اولاد رسول کو برا کہتا ہے یہ سُنکر ابن زیاد غضبناک ہوا اور
اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ اسکو گرفتار کرو اُسوقت قبیلۂ ازد کے لوگ کھڑے ہوئے اور عبد اللہ رح کو
ان کے ہاتھ سے چھڑا کے گھر تک پہنچا دیا پس دوسرے دن ابن زیاد نے خولی کو بلا کے بہت سے سوار
و پیادے ساتھ کر دیئے اور کہا کہ عبد اللہ رح کو گرفتار کرکے میرے پاس لے آؤ جب یہ خبر قبیلہ ازد کو پہونچی تو
وہ سب مسلح ہو کر جمع ہو گئے یہ سُنکر ابن زیاد لعین نے محمد بن اشعث کو مع لشکر کے بھیجدیا اور
باہم جنگ و کارزار ہوئی آخر اعدا نے عبد اللہ رح کے گھر کا دروازہ توڑا اور اندر داخل ہوئے اور عبد اللہ
نے بھی تلوار کھینچی اور چند نفر کو قتل کیا پس اعدا نے ہجوم کرکے اس یکہ و تنہا کو ہر طرف سے گھیر لیا اور
گرفتار کرکے ہاتھ ان کے باندھ دیئے اور اسیطرح ابن زیاد کے پاس لے گئے اور اس شقی نے کلمات

بیہودہ کہے اور باہم گفتگو سخت ہوئی یہانتک کہ ابن زیاد نہایت غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ اسکی زبان پس گردن سے کھینچ لیں پس جلاد نے زبان اس دیندار کی گدی سے کھینچ لی بعد اسکے پاؤں میں رسی باندھکر لاش اُنکو چہارسو کوفہ میں پھرایا اور سنگسار کیا اور منادی ندا کرتا تھا کہ جو حسین ابن علی علیہما السلام کو بخیر ونیکی یاد کریگا اسکا بھی یہی حال کیا جائیگا آہ اس مقام پر یاد آتی مظلومی وبیکسی حضرت مسلمؑ اور ہانی بن عروہ کی کہ ان بزرگواروں کو کس ظلم وستم سے ابن زیاد لعین نے شہید کیا اور بعد اسکے پاؤں میں رسی باندھکر لاشیں انکی کوچہ و بازار کوفہ میں پھرائیں آخر کار قبیلۂ مذحج نے بعد کشت وخون کے لاشیں انکی لیکر قریب مسجد کوفہ کے دفن کردیں ہائے افسوس اگر حضرت مسلمؑ اس عالم مسافرت میں ہانیؓ کے مہمان نہوتے تو دفن بھی ممکن نہوتا اسلئے کہ قبیلۂ مذحج نے ہانی کو بوجہ قرابت کے اور حضرت مسلمؑ کو بسبب مہمانی ہانیؓ کے دفن کیا مگر افسوس ہے حال پر امام حسین علیہ السلام کے کہ اس جناب کو اشقیائے کوفہ وشام نے بمکر ودغا مہمان بلاکر صحرائے کربلا میں روز عاشورا کس ظلم وستم سے تشنہ لب شہید کیا اور بعد شہادت کے لباس لوٹ لیا کوئی زرہ لیگیا کوئی عمامہ لے گیا کوئی کرتہ لے گیا کوئی ردا لے گیا اور کوئی متوجہ طرف دفن کے نہوا اور لاش بے سر کئی روز تک خاک وخون آلودہ ریگ گرم پر پڑی رہی اور خاک صحرا اڑکر اس لاش اطہر پر پڑتی جاتی تھی آخر بعد کئی روز کے کچھ بنی اسد اہل قریہ نے دفن کیا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس ۱۱

صلّی اللہ علیک یا اباعبد اللہ بحار الانوار وغیرہ میں منقول ہے کہ جب ذکر امام حسین علیہ السلام کا ہو تو اسوقت تین مرتبہ اسیطرح آنحضرت پر صلوات وسلام بھیجا چاہیئے کہ اس جناب تک پہنچتا ہے اور فطرس فرشتہ اسی خدمت پر مقرر ہے اور اجر وثواب سلام کا بہت ہے اور سلام سنت الاسلام ہے جیسا کہ طریقہ سلام معصوم اسی جناب مظلوم کا آغاز وانجام یاد کرکے زیارت میں فرماتے ہیں اَلسَّلامُ عَلیٰ مَنْ کَلَّمَہُ الْجَلِیْلُ سلام ہو اس بزرگوار پر جسے خداوند جلیل نے پاک وپاکیزہ پیدا کیا اَلسَّلامُ عَلیٰ مَنِ افْتَخَرَ بِہٖ جَبْرَئِیْلُ سلام ہو اس برگزیدہ باری پر جس کی خدمت گذاری پر جبرئیل امین نے فخر کیا اَلسَّلامُ عَلیٰ مَنْ نَاغَاہُ فِیْ مَھْدِہٖ مِیْکَائِیْلُ سلام ہو اس فرزند رسولؐ پر جسے گہوارہ جنبانی کرکے میکائیل ملک مقرب نے براحت وآرام سلایا اَلسَّلامُ عَلیٰ مَنْ مَسْکَنُہٗ کَرْبَلَاءُ سلام ہو اس سردار دوجہاں پر کہ محل اقامت جس کا کربلا ہے اَلسَّلامُ عَلیٰ خَامِسِ اَصْحَابِ الْکِسَاءِ سلام ہو اس مقبول باری پر جس پر خاتمہ آل عبا کا ہوا اَلسَّلامُ عَلیٰ مَنِ الشِّفَاءُ فِیْ تُرْبَتِہٖ سلام ہو اس جناب پر جس کی خاک تربت میں خدا نے ہر مرض سے شفا قرار دی ہے اور اسکو باعث پردہ پوشی گردانا ہے اَلسَّلامُ عَلیٰ مَنِ الْاِجَابَۃُ تَحْتَ قُبَّتِہٖ

سلام ہو اس محبوب کربلا پر جس کے تحت قبہ دعا ہر دردمند کی قبول ہوتی ہے اَلسَّلَامُ عَلٰی غَرِیْبِ الْغُرَبَاءِ سلام ہو اس آوارہ وطن پر جسکا لقب غریب الغربا ہے اَلسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الشُّهَدَاءِ سلام ہو اس شہید راہ خدا پر جسکا لقب سید الشہدا ہے آہ بعد اسکے معصوم یہ کلمات جگرخراش فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَى الْبَدَنِ السَّلِیْبِ سلام ہو اس بدن اطہر پر جس سے اعدا نے لباس تک اُتار لیا اَلسَّلَامُ عَلَى الْخَدِّ التَّرِیْبِ سلام ہو اس رخسارہ انور پر جو خاک آلودہ ہوا اَلسَّلَامُ عَلَى الْمَقْطُوْعِ الْوَتِیْنِ سلام ہو اس مذبوح پر جسکی رگہائے گردن کاٹی گئیں اَلسَّلَامُ عَلَى الْمُحَامِیْ بِلَا مُعِیْنٍ سلام ہو اس حامی دین پر جسے بے ناصر و مددگار کرکے شہید کیا اَلسَّلَامُ عَلَى الْمَذْبُوْحِ مِنَ الْقَفَا سلام ہو اس مقتول راہ خدا پر جو پس گردن سے ذبح کیا گیا اَلسَّلَامُ عَلَى الْمَنْحُوْرِ فِی الْوَرٰی سلام ہو اس فرزند رسول پر جو خلق اللہ میں نحر کیا گیا اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ تَوَلّٰی دَفْنَهٗ اَهْلُ الْقُرٰی سلام ہو اس ہادی خلق پر جسے چند اہل قریہ نے بعد کئی روز کے دفن کیا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ ؀

تمت بالخیر والعافیۃ

قطعۂ تاریخ ختم تالیف درّ المصائب حصۂ سوم از نتیجۂ فکر ذکیہ ذہن وقّار و طبع نقاد موفق بتوفیقات خالق دارین جناب منشی

السید صادق حسین مرحوم المتخلص بہ صداقت

راس مجاج درمیس ذاکرین و شہیدی
عمر خود کردند وقف ذکر آل مصطفیٰ
نہر را گردند در ذکر مصائب بہ ز بحر
از روایات حسن بنوشتہ احوال حسین
از صداقت سال تالیفش سروش غیب گفت

مولوی قاسم علی صاحب علم و یقین
فی الحقیقت مغتنم باشند در ارباب دین
بعد او در ہم کہ جزو سیوم آن ست ایں
بہر سلک دُرِّ مقصد ساختہ حبل المتین
بشنود درّ المصائب زیب گوش سامعین

التماس آنجہ ہست نوحہ خوانان اہل ہند آنکہ اگر نوحہ مطابق واقع باشد خواندنش باعث اجر و ثواب است ولا فلا و ایں نوحہ جگرخراش کہ مومنین اہل ہرات و اکثر سینہ زناں میخوانند ہم مطابق واقع ست ؀

بدل عباس شد ... و جفا واویلا صد واویلا	شد قتل حسین بکرب و بلا واویلا صد واویلا
چوں خواست قبائے آں شاہ زمن ہم جامۂ کہنہ بہر کفن	فریاد بر آمد ز اہل محن واویلا صد واویلا
از بہر شہادت بستہ کمر زد تاج شفاعت را بر سر	پس رفت بمیداں تشنہ جگر واویلا صد واویلا

تنها خیمه در صحرا در خیمه گریان آل عبا	شد قتل عزیزان در کجا واویلا صد واویلا
مقتول حسین شد ای مردم سر رفت به نیزه وای ستم	احوال حرم از اهل حرم واویلا صد واویلا
عباس فتاده بر دریا هم قاسم و اکبر در صحرا	در کرب و بلا شد این سودا واویلا صد واویلا
پر خون زمین کرب و بلا از نعش شهیدان آن صحرا	چون لاله شگفته در هر جا واویلا صد واویلا
شد بیوه بانو در غربت با موی پریشان از زد رفت	سجاد نشسته در حیرت واویلا صد واویلا
غارت کردند چون اعدا خیمه و رخت آل عبا	شد زینب و کلثوم بے پرده واویلا صد واویلا
زین قتل سرا شد غوغا شان محشر اهل عزا	زهرا گریان شبیر خدا واویلا صد واویلا

بیان حال عالم ربانی

باسمه سبحانه قال الله تعالی کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَیَبْقَی وَجْهُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِکْرَامِ
امّا بعد بر الواح صافیه برادران ایمانی و خواطر زاکیه اخلاّے روحانی مخفی نماند که بتاریخ ۲۴ ماه صیام روز
شنبه سنه ۱۳۱۲ هجری کارشناس شریعت غرا حجة الاسلام والمسلمین افقه المتفقهین اشرف المجتهدین استاد الکاملین
فخر العابدین آیة الله فی العالمین ناصر الملة والدین حاجی الحرمین الشریفین زائر مشاهد منوره حضرات ائمه
معصومین صلوات الله وسلامه علیهم اجمعین وحید عصره و فرید دهره العالم بالعلم الفضل والسنن سیدنا
و مولانا المؤتمن جناب آقا السید ابو الحسن محمد بن علی رضوان الله علیهم المعروف بجناب سید آقا صاحب قبله
اعلی الله مقامه فی دار الکرامه که مرتبه پنجم روانه عتبات عرش درجات شده بتاریخ ۱۲ محرم روز چهارشنبه
سنه ۱۳۱۳ هجری در کربلای معلی علی ساکنها الف الف تحیة والثناء ازین عالم فانی بجوار رحمت الهی رخت سفر
کشیدند و در حجره صحن مقدس جناب سید الشهدا خامس آل عبا تشنه دشت نینوی مظلوم کربلا مقتول ظلم و
جفا المنحور من القفا المذبوح من القفا روحی له الفداء که اشرف بقاع زمین است مدفون گردیدند حق سبحانه
تعالی جمله شیعیان آل یٰسین و طٰه را سکنی و مدفون در آن روضه رضوان نصیب گرداناد بمحمد و آله الامجاد خبر شهادت

بار الها بندی که گل من در هند	کربلا مدفن من ساز که تا تربت من
خشت دیوار صنم خانه کفار شود	سجده گاه ملک و سبحه ابرار شود

و برای تشییع جنازه همه اهل شهر از سادات و مؤمنین جمیع کثیر و جم غفیر از مجتهدین و علما و فضلا و طلبه و مقدسین
و عابدین حاضر بودند حتی که اهل حرفه اخیار بلد دکانهای خود را بند نموده بکمال تاسف و تلهف تا تکمیل مشایعت
بردند و هجوم مردمان شهر مع زائران از عرب و عجم خصوصاً اهل هند بحسرت والم اشک ریزان بودند وقت تکفین

لتجہیزہ وتکفینہ ومواراتہ فی الرمس وتدفینہ شمراً فوادہ وقرتا عینہ ولداہ الصالحان
العالمان العاملان الفاضلان الکاملان الفقیہان المحققان العابدان العادلان المتقیان
الزاہدان المتورعان المقدسان الہادیان الباذلان الشمسان القمران الادیبان
الاریبان الزائران العارفان المستندان السندان سیدنا ومولانا البحر الزاخر
ابوجعفر جناب آقا السید محمد باقر عرف جناب سید ومنبع المحاسن والہادی جناب
آقا السید محمد ہادی دامت برکاتہما العالیۃ علی رؤس المومنین ما دارت
السموات حول الارضین بمحمد وآلہ الطاہرین صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین
کہ بعد فراغ از کتب درسیہ مروجہ روانہ عتبات عالیات شدہ درآں مقامات متبرکہ از مدت تحصیل علوم دینیہ
اجتہادیہ مشغول وموجود بودند وجناب سید مدظلہ کہ افقہ واورع واعلم اند قال النبی الولد الصالح
ریحانۃ من ریاحین الجنۃ تا جماعت جملہ سادات ومومنین حاضرین نماز جنازہ آں بزرگوار خواندند
آہ چوں ایں خبر سانحہ عظمی وداہیہ کبری ارتحال سرکار آں شریعتمدار بذریعہ خطوط اکثر احبائے ایں دیار
و ہند خصوصاً شہر لکھنؤ بعد اربعین فرزند رسول الثقلین حضرت امام حسین علیہ السلام بتاریخ ماہ صفر روز
چہار شنبہ ۱۳۵۳ ہجری رسیدہ دلہائے اہل معرفت مجروح وقلوب صاحبان ایمان را مقروح گردانیدہ و بمفاد
اذا مات المومن الفقیہ ثلم ثلمۃ فی الدین لم یسدہا شیٔ ارکان شریعت را متزلزل ساختہ و
در حصن حصین دین مبین رخنہ انداختہ انا للہ وانا الیہ راجعون وبکمال درد دین جملہ سادات ومومنین
از علما وفضلائے متورعین ورؤسا وشرفائے باتمکین خصوصاً محبین وتابعین وطلبۂ علوم دین ومتوسلین
بنوائے اذا مات العالم العامل بعلمہ بکت علیہ السماء والارض اربعین یوماً بسبب جزع
وفزع بحال خندہ صف ماتم وعزا بپا نمودہ بوسیلۂ مجالس عزائے مظلوم کربلا بذکر مصائب وتلاوت کتاب اللہ وبا
فاتحہ خوانی بغرض اہدائے ثواب بروح اقدس آں علوم عالم ربانی دل بیقرار خود ہا را تسکین دادند وبکثرت مجالس
گویا کہ ایام عزا عشرۂ محرم واربعین امام امم عود نمودہ قریب قریب بدیں منوال حال اہل بمبئی وکلکتہ وعظیم آباد وحیدرآباد
والہ آباد واکبرآباد ولاہور وکشمیر وتبت وغیرہ بذریعۂ اخبار وخطوط احباب واقربا بدریافت رسیدہ وبرائے کسے
مجالس فاتحہ خوانی وقصائد وقطعات تاریخ وفات در ہند باین کثرت وبدین ولولہ شوق ومحبت ندیدہ ونہ شنیدہ این ہمہ
دلیل خوبی آں مقبول ایزدی ست وبعضے ازاں قصائد وقطعات چاپ ہم شدہ اند تا یادگار باشد زیرا کہ جناب
طاب ثراہ مشہور آفاق بود وامام الجمعۃ والجماعت ملکی صفات قدسی آیات ہادی دین مبین کفیل طلبہ علم
دین کہف الفقرا والمساکین معین الغربا والمسافرین مربی الارامل والایتام قاضی حوائج الانام عماد العلما

الاعلام و سناد الفقہاء الکرام ناشر احکام حضرت خیر الانام و متواضع و متورع و عابد و زاہد و متقی تو جالتقد
و جواد و کریم و قبلۂ ابرار و کعبۂ اخیار و در حسن بیان موعظہ و کلام مدلل و پرتاثیر بے نظیر بودند و عمر عزیز اکثر بیا
وہ سال و سوم یوم بودند کہ از مادۂ سنہ ولادت آں ذیحجۂ رشید علم با ہویدا است و در امور حسنہ و ہدایت و موعظہ و تعلیم
احکام دینیہ صرف نمودند و ہجوم مساکین را با حسن وجہ بکشادہ پیشانی راضی و خوشنود میفرمودند و بنات
مساکین را سامان کتخدائی و اموات فقرا را سامان کفن و دفن از نقد و جنس مخفی مہیا مے ساختند باوجودیکہ
ہرگز اظہار کردن و منت نہادن عادت نبودہ و در صحبت فیضدرجت ایشاں اکثر ذکر مسائل و عقائد حقہ و ذکر معاد
و پند و نصائح و ترغیب تحصیل علم دین بودہ و با طالبان تدریس را بوتا نیو کا لطف و مہربانی مزید و عزت افزائی
میفرمودند و با جملہ در علوم و اخلاق و حکم بفحوائے اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ وارث انبیا و مرسلین و
اوصیا و معصومین بودند و بحسب علم و عمل و خوف و رجا و زہد و اتقا و توت قدسیہ مراتب عالیہ و سعادت
ابدیہ سرمدیہ شہادت بمصداق من مات غریبا فقد مات شہیدا فائز شدند پس ہر صفتے را کہ
از صفات حمیدہ و خصال جلیلہ سرکار ایشاں خیال میکنم دل پُر ملال بدرد مے آید و چشم پُرنم از شدت اندوہ
و الم چوں ابر بہار اشکبار می شود چراکہ اخلاق عمیمہ شاں نفس و لہاے مسلمین و مومنین عرب و عجم خصوصا
بلاد ہند بودہ و ہر کس را بقدر معرفت فی الدین عزیز می داشتند حقا کہ نعمت عظمیٰ ملکے بصورت انسان و
باعث فخر اقلیم ہند بودند چنانچہ شعرائے نامدار در قطعات تاریخ وفات آں آقائے عالی وقار طیب اللہ
ثراہ می فرمایند منجملہ انہا برین دو قطعہ اختصار نمودہ شد تا کہ یادگار صفحۂ روزگار باشد
کہ یکے از نتائج فکر رسا و ذہن صفا افضل الشعرا اشرف ارباب السخن السید السند المؤتمن جناب

السید عباس حسن صاحب المتخلص بفصاحت است

عالم علم شریعت حامی دینِ مبین	آنکہ بودہ ذوالعلا ذوالمجد ذوالاکرام ہند
پاک نفس و متقی و صاحب زہد و ورع	مقتدا و پیشوائے جملہ خاص و عام ہند
ناشر احکام شرع حق جناب ابوالحسن	کامیاب از فیض علمش گشت ہر کام ہند
رہنما و نائب مہدی دین رحلت نمود	وائے بر ناکامی و بر بختِ نافرجام ہند
بست و چارم چارشنبہ بود از ماہِ صفر	نغمہ سنجے گلشن فردوس گردن علام ہند
در زمین کربلا چوں دفن شد قرب امام	بے نشاں خود گشتہ لیکن کرد زندہ نام ہند
وادریغ از دامن باد اجل در کربلا	صبحدم خاموش گردید چراغ شام ہند

در عراق افسوس از فقدان آن عالی مقام — گشت افزون صد ورنج و غم ذوالاکرام شد
ای فصاحت سال تاریخ وفاتش دل بگفت — بود فخر اہل علم او حجۃ الاسلام شد

دیگر ایضاً از نتائج فکر عالی مراتب والا مناقب ذو ذہن وقاد طبع نقاد شاعر شیریں مقال عالی ہمم نازک خیال جناب الشیخ منشی فدا علی المعروف بجناب اچھے صاحب المتخلص بہ عیش است

ولا ابوالحسن شاہ ملک شریعت — کہ در علم دیں بود بے مثل و ہمتا
فدا بحر ذخار شرع پیمبر — گل گلشن آل یٰسین و طٰہا
زہے آفتاب سپہر تقدس — زہے میوہ باغ شاداب تقویٰ
ہمی کرد نازش بد و شرع احمد — زہے شان آن خاصۂ حق تعالیٰ
فقیہ زمن خضر راہ ہدایت — شد از کربلا سوئے فردوس اعلیٰ
چنیں پایہ گاہ رفیعش بعالم — خدا از خود خواند بر عرش او را
بہ بست و چہارم بماہ محرم — سحرگاہ گردید فردوس آرا
پس از طوف ایک ضریح مقدس — لحد یافت در ارض فرزند زہرا
پئے سال تاریخ اے عیش غمگیں — فارّخ و قل فاز فوزاً عظیما

و بعض فضلا ازیں آیۂ شریفہ فَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّۃِ سنہ وفات آن مقبول حضرت ایزد سبحان جناب خلد مکان اعلی اللہ مقامہ و زاد فی الخلد تشریفہ و اکرامہ استخراج نمودہ اند الغرض چوں متعلقان و اہل و عیال آں مقبول حضرت ذوالجلال مع قافلہ مخصوصان نیکو خصال بعد از مشرف شدن زیارات مشاہد مقدسہ عرش درجات عازم وطن شدند پس بکمال احترام سلالۃ المجتہدین الکرام خلاصۃ المتورعین العظام ناصر الملۃ والاسلام الفائق فی العلم والعمل افقہ الفقہا اعلم العلما تاج الاتقیا وحید الدہر فرید العصر صاحب القوۃ القدسیہ والملکات الملکیہ سیدنا و مولانا البحر الزاخر قبلہ و کعبہ ابو جعفر جناب آقا السید محمد باقر مجتہد العصر عرف جناب سید دامت افاضاتہ و برکاتہ العالیہ کہ در صورت و سیرت و گفتار و رفتار و تواضع و تورع و تقدس مثل و نظیر پدر بزرگوار [illegible] و شہرت تشریف آوری

[۱] [illegible] در ارض مقدس دستور است کہ جنازہ را بغسالخانہ برند و بعد غسل و کفن بروضۂ جناب ابوالفضل العباس و حضرت ابوعبداللہ الحسین می برند و گرد ضریح مقدسہ طواف میدہند و در گلدستہ اذان منادی می شود کہ مردمان جمع بشوند و بعد نماز جنازہ دفن می کنند ۱۲ ق

آں علامی نہامی الورع التقی الزکی النقی النور الشعشعانی بذریعۂ تار برقی کہ تاریخ ۲ ماہ ربیع الثانی بود اہل
لکھنؤ منتظر بودند لیکن بسبب ناسازی مزاج اقدس و رنجوری و ارتحال بعض متعلقان جناب ایشاں در آنجا
چند روز بلاچاری قیام فرمودند بعد ازاں بدیں حال با حزن و ملال روانۂ لکھنؤ شدند پس بکمال ولولۂ
شوق دیدار سرکار ایشاں اکثر اقربا و احبا و فضلا و طلبا و حکمائے ایں دیار استقبال آنصاحب اجلال
نمودند چنانچہ وقتیکہ بتاریخ ۶ ماہ جمادی الاولے روز شنبہ ۱۳۱۲ ہجری بر ماشی آتشی خانۂ کلاں یعنی
اسٹیشن لکھنؤ رونق افروز شدند در آنجا جمع کثیر و جم غفیر سادات و مومنین از رؤسا و شرفا و نجبائے
اکابرین شہر منتظر بودند و عند الملاقات بغلگیر شدہ با حزن و اندوہ عزا و ماتم پرسی مے نمودند تا
آنکہ وارد دولتسرا شدند دراں وقت ہر کس از حاضرین زار زار مثل ابر بہار میگریست پس علما و متوطنین
و فضلا و مقدسین و متوسلین خصوصاً عائد با مکین شہر و اطراف و جوانب یکے بعد دیگرے بنا بر تعزیت
پرسی و ملاقات سرکار ایشاں تشریف می آوردند بعدہ محبین و مخصوصین و تابعین ایں خاندان مہر سپہر
کمال بوسیلۂ مجالس عزا دل پر ملال خود ہا را تسلی و تشفی دادند و بدیدار ملاقات فرزندان باقیات
الصالحات آنجناب خلد مکان طاب ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ تسکین و قرار یافتند چنانچہ فخر المدرسین زبدۃ
المحققین مقبول حضرت احدیت کونین مولانا جناب المولوی السید ظہور الحسین صانہ اللہ تعالے من کل شین در
شان آں حسین القمرین کلام واقعی و درست در آخر قصیدہ خود فرمودہ اند ~~ و ابقی لنا نجمین جلی
سناهما ✿ دجی الریب عن وجه الشریعة کالنجم ✿ هما حامیا الاسلام لا یقربهما
بتصدیع متن الحق خوف من الذم ✿ هما کوکب العلیاء والمجد شاهد ✿ بان کانا النجمین
اهدی بنی العلم ✿ هما من سماء المجد احسن انجم ✿ اذا بزغت تسمو علی قمم النجم قد
ابتدرا لغایات واستقا العلی ✿ وحازا بقصب السبق فی الکرم الجم ✿ ومن خلف
المثلین فی الخلق بعده ✿ لما فات عنهم سیما باقر العلم ✿ تمت بالخیر والعافیة

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ الطیبین الطاہرین ولعنۃ اللہ
علی اعدائہم وظالمیہم وغاصبی حقوقہم اجمعین ابد الابدین و دہر الداہرین

شکر کہ ایں نامہ بعنوان رسید ✿ پیشتر از عمر بپایاں رسید ✿ یلوح الخط فی القرطاس دهرا ✿ وکاتبه رمیم فی التراب
الا یا ساکن القصر المعلی ✿ ستدفن عن قریب فی التراب ✿ له ملک ینادی کل یوم ✿ لدوا للموت وابنوا للخراب ✿

حررہ الراجی عفو ربہ القوی اقل الحاج احمد قاسم علی کربلائی المشہدی مولف نہر المصائب و
شرعۃ المصائب و در المصائب عفی اللہ عن زلقہ الخفی والجلی بالنبی وآلہ

۱۳۲۱ ہجری

حصہ چہارم درّ المصائب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہٖ
محمد و آلہ الطیبین الطاہرین و لعنۃ اللہ علیٰ اعادیہم و ظالمیہم و قاتلیہم و
مبغضیہم و غاصبی حقوقہم اجمعین ابد الآبدین اما بعد مخفی نہ رہے کہ یہ حصہ چہارم درّ المصائب
کا ہے جو شامل ہے چند مجالس مختصرہ پر حال اجمالی میں کارزار مختار علیہ الرحمہ کے اور بطور ما حصل روایات
کے کتب معتبرہ فریقین سے ماخوذ ہے وباللہ التوفیق وبہ نستعین **مجلس ۱** قال اللہ تعالیٰ
اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا
حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ تحقیق خدا اور ملائکہ اسکے صلوات بھیجتے ہیں رسولخدا پر بعد اسکے
مومنین سے خطاب کرکے فرماتا ہے اے وہ گروہ کہ ایمان لائے ہو صلوات بھیجو رسولخدا پر اور سلام کرو ان پر
ایسا سلام کہ لائق انکے ہے اور تم کو زیبا ہے و فی الکافی وغیرہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام انہ
قال اذا ذکر النبی فاکثروا الصلوٰۃ علیہ اور کافی وغیرہ میں حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے فرمایا آنحضرت نے
کہ جس وقت ذکر کیا جائے جناب رسولخداؐ کا تو بکثرت درود بھیجو آنحضرت پر فانہ من صلی علی النبی صلوٰۃ واحدۃ
صلی اللہ علیہ الف صلوٰۃ فی الف صف من الملائکۃ ولم یبق شیء مما خلق اللہ الا صلی علی
العبد لصلوٰۃ اللہ علیہ و صلوٰۃ ملائکتہ تحقیق کہ جو شخص ایک مرتبہ آنحضرت پر صلوات بھیجتا ہے تو عوض میں
اسکے حق سبحانہ تعالیٰ اس شخص پر ہزار مرتبہ صلوات بھیجتا ہے اور ساتھ اسکے ہزار صفیں ملائکہ کی بھی اسپر صلوات بھیجتی
ہیں اور کوئی چیز مخلوقات خدا سے باقی نہیں رہتی ہے مگر یہ کہ درود بھیجتی ہے اس بندہ پر بسبب درود بھیجنے خدا
اور اسکے ملائکہ کے اور فرمایا آنحضرتؐ نے کہ صلوٰۃ بھیجنا حضرت محمدؐ و آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر درمیان نماز ظہر و عصر کے
اجر و ثواب اسکا ستر رکعت نماز کے برابر ہے سبحان اللہ یہ اجر و ثواب صلوات و سلام بھیجنے کا ہے حضرات چہاردہ معصومین
علیہم السلام پر اور باہم جو مومنین ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں اسکی تاکید اور ثواب بھی بہت ہے ان السلام علی
المومن سنۃ سنیۃ امر بہا رسول اللہ تحقیق کہ سلام کرنا برادر مومن پر سنت پسندیدہ ہے جناب رسولخدا نے
اسکے بجالانے کا حکم دیا ہے وقال السلام تطوع والرد فریضۃ اور فرمایا سلام اطاعت فرمانبرداری ہے

اور جواب واجب ہے وَقَالَ اِبْدَؤُا بِالسَّلَامِ قَبْلَ الْكَلَامِ وَمَنْ بَدَءَ بِالْكَلَامِ قَبْلَ السَّلَامِ فَلَا تُجِيبُوهُ
اور فرمایا آنحضرت نے ابتدا سلام سے کرو قبل کلام کے پس جو شخص ابتدا کلام سے کرے قبل سلام کے تو اسکو جواب
نہ دو وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ فِي وَصِيَّتِهِ لِعَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَمَّا الْكَفَّارَاتُ فَاِفْشَاءُ السَّلَامِ وَاِطْعَامُ
الطَّعَامِ وَالتَّهَجُّدُ فِي اللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ اور فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے اپنی وصیت میں
حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے لیکن کفارات پس افشائے سلام ہے اور کھانا کھلانا مساکین
کو اور نماز شب کا پڑھنا جبکہ لوگ سوتے ہیں وَقَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ
فَهِيَ عَشْرُ حَسَنَاتٍ اور فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ جو شخص کہے السلام علیکم پس واسطے
اسکے دس حسنہ ہیں وَمَنْ قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَهِيَ عِشْرُونَ حَسَنَةً وَمَنْ قَالَ السَّلَامُ
عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ فَهِيَ ثَلَاثُونَ حَسَنَةً اور جو شخص کہے سلام علیکم ورحمۃ اللہ اسکے واسطے بیس
حسنہ ہیں اور جو شخص کہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اسکے لئے تیس حسنہ ہیں وَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ
يُحِبُّ اِفْشَاءَ السَّلَامِ اور فرمایا آنحضرت نے کہ حق سبحانہ تعالیٰ افشائے سلام کو دوست رکھتا ہے وَقَالَ
اَلْبَخِيلُ مَنْ بَخِلَ بِالسَّلَامِ اور فرمایا آنحضرت نے کہ بخیل تر وہ شخص ہے کہ جو سلام کرنے کے ساتھ بخل کرے جس
کو کوئی مشقت وزحمت اور حرج نہیں ہے اور بخیل کے بارہ میں وارد ہے لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ خَبٌّ وَلَا بَخِيلٌ
وَلَا مَنَّانٌ داخل جنت نہ ہوگا مکار اور ممسک اور منت رکھنے والا محتاجوں پر الغرض صیغہ سلام منحصر چار طرح
ہے سلام علیکم اور السلام علیکم اور سلام علیک اور السلام علیک پس مستحب ہے ہر صاحب مرتبہ بالا اپنے
سے مرتبہ پست پر تقدیم سلام کرے مثل اسکے کہ اسب سوار ناقہ سوار پر اور ناقہ سوار الاغ سوار پر اور سوار
پیادہ پر سلام کرے اور ایستادہ نشستہ پر اور تیز رفتار سست چلنے والے پر سلام کرے کہ یہ ممدوح اور عمدہ
تواضع ہے جیسا کہ وارد ہے مَنْ تَوَاضَعَ لِاَخِيهِ الْمُسْلِمِ رَفَعَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَنِ ارْتَفَعَ وَضَعَهُ اللّٰهُ
تَعَالٰى جو شخص فروتنی کرے واسطے اپنے برادر مومن کے تو حق سبحانہ تعالیٰ درجہ اس کا بلند کرتا ہے اور جو
شخص بلندی اختیار کرے اپنے برادر ایمانی پر تو حق سبحانہ تعالیٰ اُس کو پست کرتا ہے مقام غور ہے
خالق نے اپنے بندہ خاص پر سلام بھیجا ہے جیسا کہ لکھا ہے نَزَلَ جِبْرَئِيلُ وَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ
يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ جبرئیل نازل ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ حق سبحانہ تعالیٰ بعد سلام کے
ارشاد کرتا ہے لیکن باسباب ظاہر سزاوار ہے کہ ہر صغیر وکبیر کو سلام کرے پیر مرید کو شاگرد استاد کو
سلم کو اور جاہل عالم کو اور فاسق عادل کو اور غلام وکنیز آقا کو اور ماموم امام کو اور جماعت قلیلہ جماعت
کثیرہ کو سلام کرے جیسا کہ زیارات حضرات چہاردہ معصومین اور زیارت شہدا اور اموات مومنین میں ابتدا

لفظ سلام سے ہے خصوصاً زیارت امام حسین علیہ السلام کا ہر روز ایک مرتبہ اور روز جمعہ پانچ مرتبہ اسطرح کر
پڑھنا مستحب ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ
وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کیا بعد تشہد آخر کے وارد نہیں ہے کہ نماز گذار بقصد قربت سلام کہے اور بہتر
یہ ہے کہ اسطرح سے کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ سلام ہو آپ پر اے رسول خدا
اور رحمتیں اور برکتیں خدا کی آپ پر نازل ہوں یہ سلام سنت اور داخل تشہد ہے اور اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی
عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اور سلام ہو ہم پر اور بندگان نیکوکاران خدا یعنی انبیا اور آئمہ ہدیٰ پر اور اَلسَّلَامُ
عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ سلام ہو تم سب پر اور رحمتیں اور برکتیں خدا کی یعنی زیادتی نیکیوں کی تم
سب پر نازل ہوں اس سلام آخر میں وہ فرشتے جو ہمراہ مومن کے رہتے ہیں اور سب ملائکہ اور مومنین و
مومنات اور امام ماموم اور ماموم امام کا قصد کرے اور ان دو سلام میں سے جسکو مقدم کہیگا نماز سے نکل
جائے گا اور مستحب ہے کہ جو شخص کسی جماعت پر وارد ہو تو سلام کرے اگر ایک شخص ان میں سے یا طفل ممیز
بھی جواب دے تو کافی ہے اور جسوقت کوئی شخص مجلس سے اٹھے تو برادران ایمانی کو سلام سے وداع کرے
پس اگر وہ بخیر اٹھیں اور داخل کسی خیر و نیکی میں ہوں تو یہ شخص شریک انکا ہے اور اگر بشر اٹھیں اور داخل
کسی شر و بدی میں ہوں تو سلام کرنے والا شریک انکا نہیں ہے پس سلام دو وقت مستحب ہے ایک وقت
ملاقات دوسرے وقت رخصت کے اور مصلی یعنی نماز گذار کو سلام میں سبقت کرنا جائز نہیں ہے ہاں اگر اسپر
کوئی سلام کرے تو انہیں الفاظ سے جواب دینا اور سنانا واجب ہے مثلاً اس نے کہا سَلَامٌ عَلَیْکُمْ
جواب میں سَلَامٌ عَلَیْکُمْ کہے اور وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ کہنا نماز گذار کو نہ چاہیے ورنہ صحت نماز
میں اشکال ہے اور تاکید سلام کی اس درجہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنے گھر میں وارد ہو تو اپنے اہل و عیال پر سلام کرے
بعد اسکے ایک مرتبہ سورہ توحید پڑھے تو باعث وسعت رزق کا ہے اور اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا
مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا سلام ہو ہم پر ہمارے پروردگار کی جانب سے اور اگر سلام میں کوئی معصیت ہو مثل اسکے کہ صیغہ سلام پورا
نہ کیا یا صحیح نہ کہا یا حروف کو مخارج سے ادا نہ کیا یا بدیا کیا یا بطور استہزا و تمسخر یا نامشروعی کے کہا تو جواب لازم نہیں ہے
مثل آداب تسلیمات یا مجرا عرض کرتا ہوں یا کورنش اور بندگی کے اور یہ ادب و تہذیب نہیں ہے بلکہ مومنین اسلام
نہیں ہے اور بعض احادیث میں وارد ہے کہ جو شخص مجلس شراب میں ہو اور جو مشغول غنا ہو اور قمار باز پر مثل نرد و
شطرنج بازی وغیرہ کے اور سود خوار پر جو خدا سے مشغول جنگ ہے اور تارک صوم و صلوٰۃ پر سلام کرنا منع ہے بلکہ حرام ہے
سلام کرنا اس شخص پر جو کسی معصیت میں مشغول ہو اور مکروہ ہے سلام کرنا اس شخص پر جو حمام میں برہنہ ہو اور جو بیت الخلا میں
مشغول خلا ہو اور جو ہمراہ جنازہ کے چلتا ہو اور جسطرح سلام کا جواب واجب ہے اسیطرح سلام کتابت نامہ کا جواب بھی

واجب ہے اور سلام کے جواب میں صرف ہاتھ اور سر کا حرکت دینا یا جواب میں صرف مزاج شریف کہنا کافی
نہیں ہے بلکہ گناہ ہے اور ہاتھ یا سر کو حرکت دینا اسوقت ہے کہ جب وہ شخص گونگا یا بہرہ ہو یا فاجر ہو یا مسلمان
نہ ہو پس بلاوجہ اپنے تئیں ایسے لوگوں میں محسوب کرنا عجیب ہے وہ تکبر و غرور سے خالی نہیں ہے اور مزاج پرسی بعد
سلام ہونا چاہئے ہے اور انتظار سلام میں تو تکبر ہے جسکی مذمت میں وارد ہوا ہے لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِیْ قَلْبِهٖ
مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ کِبْرٍ داخل جنت نہ ہوگا وہ شخص کہ جسکے دل میں بمقدار ایک ذرہ کے تکبر ہے ہو اور کبریائی کسی کو
سوائے واحد صمد کے زیبا نہیں ہے کوئی ناہنجار پس اگر بوجہ مال و دولت کے تکبر کرتا ہے تو وہ گردن میں اسکی
مثل طوق لعنت کے آخرت میں ہوگا اور اگر عہدہ اور منصب کے ہے تو فرعون و ہامان سے ملحق ہوگا کیونکہ تکبر و غرور
صفات رذیلہ سے ہیں رذیل ہی سے سرزد ہوتے ہیں اور عالی ظرف معیوب جانتے ہیں اور ابرار و اخیار کے نزدیک گناہ
کبیرہ اور بڑی بلا ہے بہر حال سلام سنت الاسلام ہے اور سلام کرنے میں سبقت مستحب ہے اور اجر و ثواب عظیم رکھتا
ہے یہانتک کہ سلام کرنے والا فعل سنت کے بجالانے میں نوے درجہ ثواب کا مستحق ہوتا ہے اور جواب دینے والا بجا
فعل واجب ادا کرتا ہے دس درجہ ثواب پاتا ہے اور چاہیئے کہ جس طرح غنی پر سلام کرے اسیطرح فقیر پر بھی سلام
کرے اور فرق نہ کرے مگر وے ہو اشقیائے کوفہ و شام پر باوجود ادعائے اسلام کے انہوں نے فرزند رسول
الثقلین امام حسین علیہ السلام پر سلام تک نہ کیا جب وہ حضرت معہ حرم کے وارد زمین کربلا ہوئے اور ابھی خیمے بپا
ہونے نہ پائے تھے اور نہ اہلبیت کو کجاؤں سے اتارا تھا فَاِذَا بِرَاکِبٍ عَلٰی نَجِیْبٍ لَهٗ عَلَیْهِ سِلَاحٌ مُتَنَکِّبًا
قَوْسًا مُقْبِلًا مِنَ الْکُوْفَةِ اسی اثنا میں دیکھا کہ یکایک ایک شتر سوار سلاح جنگ سے آراستہ کمان کاندھے
پر رکھے ہوئے جانب کوفہ سے چلا آتا ہے جب وہ شتر سوار سامنے پہنچا سَلَّمَ عَلَی الْحُرِّ وَاَصْحَابِهٖ وَلَمْ
یُسَلِّمْ عَلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ آہ اس شقی نے حر پر اور لشکر حر پر سلام کیا اور امام حسین پر سلام نہ کیا مومنین
یہ انقلاب دیکھیئے کہ عترت و ذریت جناب رسولخدا سے ایسا زمانہ منحرف ہو گیا تھا کہ اشقیائے کوفہ سلام بھی نہ کرتے تھے
باوجودیکہ ہزاروں نامے لکھکر مہمان بلایا تھا اب محض عناد ہے کہ سلام کرنا بھی ناگوار ہے غرضکہ اس شتر سوار نے
نامہ ابن زیاد کا حر کو دیا اور اس نے پڑھا جب مضمون پڑھا یکسر مطلع ہو تو حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ اے آقا
میرے یہ نامہ ابن زیاد کا ہے وہ مجھے تاکید لکھا ہے میں آپ کو روکوں اور ایسی جگہ اتاروں کہ جہاں آبادی اور پانی نہ
ہو یہ سنکر حضرت نے فرمایا اے شخص تھوڑی سی مہلت کر تا آگے بڑھ جاویں کہ ان قریوں میں جو سامنے ہیں یعنی نینوی اور
غاضریہ میں اتریں حر نے عرض کیا یہ نہیں ہو سکتا ہے اسلئے کہ یہ شخص بطور جاسوس کے مجھپر مقرر ہوا ہے پس میں خلاف
حکم ابن زیاد کے نہیں کر سکتا ہوں آخر اسی صحرا میں خیمے بپا ہوئے اور حضرت نے الہام الٰہی سے بحکم اترنا دیا اسی اثنا میں ایک
نامہ ابن زیاد کا حضرت کی خدمت میں پہنچا حضرت نے اسے کھولا اس میں کلام بے ادبانہ لکھا تھا اور سلام سے بھی خالی تھا

اور نقل کیا تھا اَمَّا بَعْدُ اِنَّ یَزِیْدَ قَدْ اَرْسَلَ اِلَیَّ اَنْ لَا اَشْبَعَ بِالْفَطِیْرِ وَلَا اَتَوَسَّدَ بِالْوَثِیْرِ
حَتّٰی اَقْتُلَکَ اَوْ تَرْجِعَ اِلٰی حُکْمِیْ وَحُکْمِ الْاَمِیْرِ۔ اما بعد اے حسینؑ مجھے حکم یزید کا پہنچا ہے کہ میں سیر ہوکر
نان نازک و تازہ نہ کھاؤں اور باطمینان زیر سر تکیہ رکھکر بستر نرم پر نہ سوؤں جبتک کہ آپکو قتل نہ کرلوں یا کہ
آپ اطاعت میری اور بیعت یزید کی اختیار کریں پس حضرت نے اس نامہ کو پارہ پارہ کرکے زمین پر پھینکدیا
چونکہ وہ کلام سلام سے خالی اور ذکر بیعت پر شامل تھا قاصد کو کچھ جواب نہ دیا بلکہ اس نے جواب کے لئے عرض
کیا فرمایا اس کا جواب کچھ نہیں ہے بعد اسکے حر نے ابن زیاد کو لکھ بھیجا کہ میں حضرت کے ہمراہ وارد صحرائے کربلا ہوا
پس ابن لعین نے لشکر روانہ کرنا شروع کیا اور دوسری تاریخ محرم سے نویں محرم تک برابر اشقیائے کوفہ وشام واسطے
قتل فرزند خیر الانام کے جمع ہوئے اور روز بروز شدت کرتے تھے اور پانی تک بند کیا اور شدت تشنگی سے اہل حرم
اور بچے فریاد العطش العطش کرتے تھے آخر روز عاشورا لڑائی شروع ہوئی اور اصحاب باوفا اور عزیز واقربا
مظلوم کربلا کے درجۂ شہادت پر فائز ہوئے یہانتک کہ ہاتھوں پر بچہ شیر خوار تیر ستم سے تشنہ لب شہید ہوا
اور جناب یکہ وتنہا مع اہلحرم اور چند بچوں کے باقی رہے پس خود بنفس نفیس متوجہ جہاد ہوگئے اور تیس ہزار اشرار
کو قتل کیا اور خود بھی مجروح ہوئے آخر اعدا نے ہجوم کیا اور ہر طرف سے گھیر لیا اور تیر باراں کیا کوئی سنگدل
پتھر مارتا تھا کوئی نیزہ مارتا تھا کوئی تلوار لگاتا تھا اور خون زخموں سے جاری تھا یہانتک کہ ناتواں ہوکر
داہنے رخسارے کے بل ذوالجناح سے بروئے زمین تشریف لائے اور خاک وخون میں آلودہ ہوئے چنانچہ
ان مصیبتوں کو معصوم زیارت ناحیہ مقدسہ میں فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی الْخَدِّ التَّرِیْبِ اَلسَّلَامُ
عَلَی الشَّیْبِ الْخَضِیْبِ سلام ہو اس رخسارۂ انور پر جو خاک آلودہ ہوا سلام ہو اس ریش مقدس پر جو
خون سے خضاب ہوئی اَلسَّلَامُ عَلَی الْبَدَنِ السَّلِیْبِ سلام ہو اس بدن اطہر پر جسکا لباس لوٹا
گیا ہائے افسوس سر انور بطور ہدیہ سامنے ابن زیاد اور یزید کے پیش کیا گیا اور وہ لعین چھڑی سے بے ادبی کرتے
تھے جیسا کہ معصوم فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی الثَّغْرِ الْمَقْرُوْعِ بِالْقَضِیْبِ سلام ہو ان لبہائے انور
پر جنپر چھڑی لگائی گئی الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین **مجلس ۲** قَالَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ
السَّلَامُ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْجَنَّۃَ لِمَنْ اَطَاعَہٗ وَلَوْ کَانَ عَبْدًا حَبَشِیًّا وَخَلَقَ النَّارَ لِمَنْ
عَصَاہُ وَلَوْ کَانَ شَرِیْفًا قُرَشِیًّا فرمایا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے بتحقیق کہ حق
سبحانہ تعالےٰ نے جنت کو پیدا کیا واسطے اس شخص کے جو اطاعت وعبادت خدا کرے اگرچہ وہ غلام
حبشی ہو اور دوزخ کو پیدا کیا اسکے لئے جو خدا کی معصیت ونافرمانی کرے اگرچہ وہ سید قرشی ہو نظر اس
کی حالات حضرت بلالؓ اور ابو جہل سے ظاہر ہے واقعی نافرمانی خدا سے دنیا میں نزول آفات بلا ہوتا ہے

اور عاصی آخرت میں ہلاک اور مستحق نار ہوتا ہے چنانچہ تفسیر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام میں منقول
ہے کہ ایک مرتبہ فرمایا حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے کہ ایہا الناس جس طرح بنی اسرائیل میں
بعضوں نے فرمانبرداری کی خدا کی تو بزرگی پائی اور بعضوں نے نافرمانی کی تو وہ معذب ہوئے اسیطرح تمہارا
حال ہے یہ سنکر اصحاب نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین ہم لوگوں میں سے عاصی کون ہے فرمایا جو لوگ ہم
اہلبیت رسالت کی اطاعت اور رعایت حقوق پر مامور ہوئے ہیں وہ مخالفت اور انکار کرکے اس سے استخفاف
کرینگے اور اولاد رسولؐ کو قتل کرینگے یہ سنکر اصحاب نے عرض کیا کہ کیا ایسا ہوگا حضرت نے فرمایا ہاں یہ خبر صحیح اور
سند کی ہے اور عنقریب یہ دونوں فرزند میرے حسنؑ اور حسینؑ زہر اور تلوار سے شہید ہونگے اور حقتعالیٰ
انکے ظالموں اور قاتلوں پر دنیا میں عذاب اپنا قبل عذاب آخرت کے نازل فرمائے گا اور بسبب انکے ظلم و
ستم اور فسق و فجور کے اس شخص کی تلوار سے انتقام لیگا جسکو کہ ان اشقیا پر مسلط کرے گا پس وہ سب
اپنے اعمال و افعال کی سزا پاوینگے جیسا کہ ماجرائے بنی اسرائیل پر عذاب نازل کیا تھا اصحاب نے عرض کیا وہ
کون شخص ہے فرمایا وہ ایک جوان ثقفی ہے کہ نام اسکا مختار بن ابو عبیدہ ثقفی ہوگا پس بعد اس بشارت کے
جب مختار پیدا ہوا تو راوی کہتا ہے کہ دیکھا میں نے کہ وہ زانوئے اطہر پر حضرت امیر المومنینؑ کے بیٹھا ہے اور
حضرت دست اقدس کمال شفقت سے اسکے سر پر پھیرتے ہیں اور فرماتے ہیں یا کیّس یا کیّس اور کیّس بزرگ اور
زیرک کو کہتے ہیں جو امور دین میں زیرکی کرے تو اسکو بھی ہوشیاری سے مختارؒ نے کار نمایاں کیا ہے خدا اسکو
جزائے خیر عطا کرے اور وہ اشرف و بہتری پائی کہ عرب و عجم میں کسیکو میسر نہیں ہوئی ہے غرضکہ لوگوں نے
ایک مرتبہ یہ حدیث زبانی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے حجاج بن یوسف سے بیان کی اُس نے کہا
کہ رسولِ خدا نے تو نہیں فرمایا ہے مگر علی ابن ابیطالب کا بیان ہے مجھے اسمیں شک ہے اور علی بن الحسین
ابھی بچے ہیں یعنی عمر اسکی یہ تھی کہ معاذ اللہ ان کے قول کا کیا اعتبار ہے یہ حجاج قاضی و حاکم بغداد بھی تھا
بڑا کاذب ظالم تھا اہلبیت رسولؐ اور انکے دوست اور شیعوں کا دشمن تھا اور عبد الملک بن مروان
لعین کی طرف سے ناظم عراق تھا بہرحال اس شقی نے بعد اسکے حکم دیا کہ مختارؒ کو لے آؤ جب مختارؒ کو سامنے
اس شقی کے لائے تو حکم دیا کہ اسکو قتل کرو [illegible] قطع [illegible] اسیر مختارؒ کو [illegible] اور غلام کہتے جاتے تھے کہ تلوار
نہیں [illegible] لے [illegible] کہ تجھی خزانہ کی کھو گئی ہے اور تلوار اسی میں [illegible]
[illegible] مختارؒ نے کہا کہ تو ہرگز مجھے قتل نہیں کر سکتا ہے قول نبی ہرگز خلاف نہیں ہے بالفرض اگر تو مجھ کو قتل
بھی کریگا تو خدا [illegible] زندہ کریگا یہانتک کہ تین لاکھ تراسی ہزار نفر کو تمہاری قوم بنی امیہ سے قتل
کرونگا [illegible] حجاج نے [illegible] کہا کہ اپنی تلوار جلاد کو دے اور جلاد تلوار کھینچکر آیا اور چاہا کہ قتل کرے یکایک اک

پاؤں کو لغزش ہوئی اور تلوار اُسکے شکم میں لگی اور پارہ پارہ ہوکر واصل نار ہوا۔ پس حجاج نے دوسرے
جلاد کو بلا کر تلوار دی اور اُس نے تلوار بلند کی تاکہ سر مختارؓ کا جدا کرے ناگاہ اُسکو ایک بچھو نے ڈنک مارا
اور زمین پر گر کے مرگیا جب لوگوں نے اُس بچھو کو دیکھا تو اُسکو مار ڈالا اُسوقت پھر مختارؓ نے کہا کہ ای حجاج
تو ہرگز مجھے قتل نہ کرسکے گا کیونکہ مشیت الٰہی میں گذرا ہے کہ میں تین لاکھ تراسی ہزار نفر کو تیری قوم سے قتل
کروں گا تیرا جو جی چاہے وہ کر خواہ مجھے قتل کر یا نہ کر اسلیے کہ حق سبحانہ تعالیٰ یا مجھے تیرے ہاتھ سے محفوظ رکھے
گا یا پھر زندہ کرے گا کیونکہ یہ قول جناب رسول خدا صحیح اور درست ہے اسمیں کچھ شک و شبہ نہیں ہے یہ منکر
حجاج نے جلاد سے کہا کہ اسکو قتل کر مختارؓ نے کہا اے جلاد تو مجھے قتل نہ کرسکے گا کیوں خون لوگوں کا کرتا
ہے میں جانتا ہوں کہ تو میرے سامنے آکے قتل کر اور دیکھ خدا اژدہے کو مسلط کریگا جس طرح کہ اس جلاد
پر عقرب کو مسلط کیا پس جب جلاد بارادہ قتل سامنے آیا تو اسی اثنا میں ایک شخص مقرب ابن عبد الملک بن
مروان سے آیا اور آواز دی کہ اے جلاد ہاتھ روک لے اور نامہ حاکم وقت عبد الملک کا نکالکر حجاج کو دیا
حجاج نے کھولکر پڑھا اس میں لکھا تھا کہ اے حجاج بن یوسف ایک قاصد تیز رفتار ہمارے پاس آیا اور اس سے
دریافت ہوا کہ تیرا ارادہ مختارؓ کے قتل کا رکھتا ہے اس خیال سے کہ وہ قول نبی سے بیان کرتا ہے کہ میں
بہت سے بنی امیہ کو قتل کروں گا پس جس وقت یہ نامہ میرا تجھکو پہنچے فوراً مختارؓ کو چھوڑ دینا اور اسکے
متعرض حال نہونا اسلیے کہ وہ شوہر ہے دایہ ابن ولید کا اور ولید نے مجھ سے اسکی سفارش کی ہے اور
مختار جو بیان کرتا ہے وہ دو حال سے خالی نہیں ہے اگر وہ خبر خلاف ہے تو قول خلاف پر کسی مسلمان کا خون گرانا
بیجا ہے اگر وہ خبر صدق و درست ہے تو قول رسولؐ کے خلاف پر تو قادر نہو گا پس حجاج نے ناچار ہوکر مختار کو
چھوڑ دیا جب مختارؓ باہر آیا تو کہتا تھا کہ فلاں وقت میں خروج کرونگا اور بہت سے بنی امیہ کو قتل و ذلیل کرونگا پھر
پھر حجاج کو یہ پہنچی تو پھر اسکو طلب کیا اور اسکے قتل کا حکم دیا مختارؓ نے کہا کہ تو میرے قتل پر قادر نہیں
ہے جو میں کہتا ہوں یہ سچ ہی ہے اسی اثنا میں پھر نامہ عبد الملک کا آیا اسمیں لکھا تھا اے حجاج مختارؓ سے ہاتھ
اُٹھالے جو وہ کہتا ہے اگر حق و صادق ہے تو تو اسپر قادر نہو گا جیسا کہ دانیالؑ بخت النصر کو قتل نہ کرسکا کیونکہ مشیت
الٰہی میں گذرا تھا کہ وہ بنی اسرائیل کو قتل کرے پس حجاج نے مختارؓ کو چھوڑ دیا اور کہا کہ اب ایسا کلام نکر جب مختارؓ
باہر آیا تو پھر وہی کلمات کہنے لگا جب حجاج کو خبر ہوئی تو اُس نے حکم اسکے قتل کا دیا اسوقت پھر نامہ آیا کہ خبردار مختارؓ کو قتل
نکرنا پس حجاج نے اسکو قید کیا اور عبد الملک کو لکھ بھیجا کہ جو شخص علانیہ ہماری دشمنی کا اظہار کرے اور کہے کہ اتنی ہزار
بنی امیہ اور انکے انصار کو قتل کرونگا تو ایسے دشمن کو ہم کیونکر چھوڑ دیں اور قتل نکریں عبد الملک نے جواب لکھا کہ
تو بڑا جاہل اور احمق ہے اور سمجھتا نہیں ہے کہ اگر کلام اسکا باطل ہے تو ہم کیوں خون مسلمان کا کریں اور اگر حق و صدق

ہے تو ہم کو اسکی پرورش لازم ہے جسطرح سے کہ فرعون نے حضرت موسیٰ کی پرورش کی ہے یہانتک کہ امیر مسلط ہوئے پس حجاج نے مختارؓ کو چھوڑ دیا حضرات اس مقام پر یاد آگیا حال امام زین العابدین علیہ السلام کا کہ اسی کوفہ میں اس مظلوم و بیمار پر کیا کیا ظلم و ستم گذرے جب وہ جناب بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کے اسیر ہو کر طوق و زنجیر میں جکڑے ہوئے دربار عام میں سامنے ابن زیاد کے لائے گئے تو اس لعین نے اوبانہ کہا کہ اے فرزند تو کون ہے اور نام تیرا کیا ہے آنحضرت نے فرمایا کہ میں فرزند ہوں حسینؑ مظلوم کا اور نام میرا علیؑ ہے ابن زیاد نے کہا کیا علی ابن حسینؑ قتل نہیں ہوئے حضرت نے فرمایا وہ بھائی میرے علی اکبر تھے ابن زیاد نے کہا اے علی تم بھی قتل کئے جاؤ گے یہ کہکر جلاد کو حکم دیا کہ اس بیمار کو قتل کر جب جلاد نے ارادہ کیا تو اسوقت بچے کانپنے لگے اور اہل حرم بشدت روئے اور فریاد کی کہ اے ابن زیاد کیا ابھی قتل سے سادات کے سیر نہیں ہوا ہے جو اس بیمار و ناتوان اور ہمارے حامی و سرپرست کے قتل کا حکم دیا ہے اس شقی نے کلمات طعن آمیز کہے اور گفتگو سخت ہوئی پس حضرت نے فرمایا کہ اے ابن زیاد کیا تو مجھے قتل سے ڈراتا ہے ہم اہلبیت رسالت کو تو راہ خدا میں قتل ہو جانا عادت ہے اور ہم آرزومند شہادت کے ہمیشہ ہیں یہ سنکر ابن زیاد نے جلاد کو حکم دیا کہ اس بیمار کو چھوڑ دے اسوقت جلاد نے چھوڑ دیا بعد اسکے ان اسیروں کو زندان میں بھیجدیا اور سر انور سید الشہداؑ کا نیزہ پر رکھ کے کوچہ و بازار کوفہ میں پھرایا اور نور سے اس سر اقدس کے در و دیوار کوفہ روشن تھے اور وہ سر اقدس تلاوت قرآن مجید کرتا تھا آہ آخر وہ سر اطہر جو آغوش رسولخدا اور فاطمہ زہرا میں پلا تھا جسکے گیسوئے مشکیں رسولخدا اور بتول عذرا اور جبرئیل امین آب سلسبیل سے دھوتے تھے تنور خانہ خولی میں رکھا گیا اور خاکستر سے آلودہ ہوا آہ اس ظلم و ستم پر اکتفا نہ کی بعد اسکے وہ سر اقدس مع اہل حرم کے طرف شام کے روانہ کیا گیا جب وارد شام ہوئے تو ہر کوچہ و بازار میں پھراتے تھے اور آگے آگے ان کے منادی ندا کرتا تھا کہ اے اہل شام آگاہ ہو کہ یہ قیدی اہلبیت و عترت رسولخدا سے ہیں الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین۔

مجلس ۳ قَالَ الرِّضَا عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ الْاِیْمَانَ فَوْقَ الْاِسْلَامِ بِدَرَجَۃٍ وَالتَّقْوٰی فَوْقَ الْاِیْمَانِ بِدَرَجَۃٍ وَالْیَقِیْنَ فَوْقَ التَّقْوٰی بِدَرَجَۃٍ وَمَا قُسِمَ فِی النَّاسِ شَیْءٌ اَقَلَّ مِنَ الْیَقِیْنِ انوار الہدایہ میں منقول ہے کہ فرمایا حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے کہ ایمان ایک درجہ اسلام سے فوق ہے اور تقویٰ ایک درجہ ایمان سے فوق ہے اور یقین ایک درجہ تقویٰ سے بالا ہے اور کوئی شے لوگوں میں تقسیم نہیں کی گئی جو کمتر ہو یقین سے قَالَ قُلْتُ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَیُّ شَیْءٍ الْیَقِیْنُ قَالَ التَّوَکُّلُ عَلَی اللّٰہِ وَالتَّسْلِیْمُ لِلّٰہِ وَالرِّضَا بِقَضَاءِ اللّٰہِ وَالتَّفْوِیْضُ اِلَی اللّٰہِ راوی کہتا ہے میں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ یقین کیا ہے فرمایا توکل کرنا خدا پر اور راضی رہنا ساتھ اس چیز کے جو اسپر واقع ہو اور تفویض کرنا اپنے امور کا طرف خدا کے

سبحان اللہ جسکو درجہ علم و یقین کا حاصل ہوتا ہے وہ کچھ اپنی جان و مال کی پروا نہیں کرتا ہے نہ کسی دشمن
خدا سے ڈرتا ہے چونکہ مختار رحمہ کو قول نبیؐ کا ایسا علم و یقین تھا کہ ضرور بالضرور شدنی ہے جو حضرت
امیر المومنین علیہ السلام اصدق الصادقین سے سُنا تھا کہ بنی اُمیّہ کو قتل و ذلیل کرونگا چنانچہ ابو مخنف نے
روایت کی ہے کہ جب ابن زیاد لعین نے بحکم یزید ابن معاویہ کے فرزند رسولؐ کو مع عزیز و اقربا کے کربلا میں
شہید کیا اور باقی سادات علویہ پر دست ظلم و ستم دراز کیا اور وہ شرق و غرب عالم میں متفرق ہوئے تو اس شقی
نے ہر کوچہ و بازار کوفہ اور بصرہ میں منادی کرائی کہ جو شخص علی ابن ابیطالب علیہ السلام اور ان کی اولاد کو
بخیر و نیکی یاد کرے گا وہ قتل کیا جائیگا اور کوفہ میں ایک شیعہ دیندار مختار رحمہ تھا کہ ہر روز تین مرتبہ اپنی تلوار کو
نیام سے کھینچتا تھا اور کہتا تھا کہ خداوندا مجھے دولت و حکومت عالیہ اور لشکر آراستہ عنایت فرما تاکہ
عوض خون ناحق ریختہ فرزند رسولؐ کا اُن کے دشمنوں سے لوں جب یہ خبر ابن زیاد کو پہنچی تو نہایت غضبناک
ہوکر حکم دیا کہ مختار رحمہ کے مال و اسباب کو لوٹ لو اور اسکو گرفتار کرکے لے آؤ جب مختار رحمہ کو اس لعین کے پاس لائے
تو اسوقت دروازہ قصر تک اس کی قوم و قبیلہ کے لوگ ہمراہ تھے ابن زیاد نے کہا اے مختار رحمہ تو ہی اچھا
کو برا کہتا ہے اور ان کے قتل کا ارادہ ہے یہ کہکر ہاتھ اسکی تلوار کی طرف دراز کیا اور اسکے ہتھیار لے جب
دربانوں نے دروازہ قصر پر جماعت کثیر کو دیکھا تو ابن زیاد کو مطلع کیا اور کہا کہ اگر مختار رحمہ کے قتل میں
جلدی کرو خوف فساد ہے یہ سُنکر ابن زیاد نے ایک زندان بان شریر کو طلب کیا اور حکم دیا کہ اسکو نہایت
سختی سے قید کر پس اس سنگدل نے مختار رحمہ کو طوق اور زنجیر میں جکڑ کے زندان میں ایک جگہ نہایت گہرا تھا
قید کیا اور اُس کے دروازہ کو چار قفل لگا کر کنجیاں ساتھ لیکر چلا گیا اور کوفہ میں ایک معلم دیندار رہتا تھا
کہ نام اسکا عمیر بن عامر ہمدانی تھا اور بسبب تقیہ کے اپنا عقیدہ ظاہر کرتا تھا اور روایات اور مصائب
پر امام حسین علیہ السلام کے روتا تھا اور دعا کرتا تھا کہ خداوندا مجھے انصار سے اس شخص کے کر جو عوض خون
ناحق ریختہ آنحضرت کا لے اور جب حالات شدائد اور مصائب مختار رحمہ کے سُنتا تھا تو رنجیدہ ہوتا تھا اور وہ
معلم ابرار اخیار سے تھا اور احادیث جناب رسول خداؐ کی لکھتا تھا اور یاد کرتا تھا اور اجر و ثواب نفرین کرنے کا
قاتلوں اور ظالموں پر فرزند رسولؐ کے بخوبی جانتا تھا ایک روز مکتب میں اطفال کو پڑھا رہا تھا کہ ایک سقہ
کا گذر اس طرف سے ہوا اور اس سے ایک پیالہ پانی کا مانگا اور کہا لعنت خدا ہو قاتلوں پر
امام حسینؑ اور ظالموں پر انکے اصحاب کے اور ان ظالموں پر جنہوں نے پانی آنحضرت اور انکی اولاد پر بند کیا بعد اسکے
(۱) پیالہ واپس کیا اور اس سقہ کو ایک درہم دیا اور بشدت رونے لگا راوی کہتا ہے کہ اس مکتب میں ایک بیٹا سنان
ابن انس لعین کا بھی تھا یہ سُنکر وہ کھڑا ہوا اور کہا کیا تو مجھے اور میرے باپ کو نہیں جانتا ہے

معلم نے اسکو دلاسا دیا اور کہا کہ بیٹھو اس نے کہا کیونکر بیٹھوں حالانکہ تو قاتلوں اور ظالموں پر حسین ابن علی کے
میرے سامنے لعنت کرتا ہے اور نہیں جانتا ہے کہ قاتل انکا حاکم وقت ابن زیاد ہے اور سردار لشکر ابن سعد تھا اور سنان
ابن انس نے بعد قتل کرنے حسین ابن علی کے سر انکا نیزہ پر بلند کیا تھا اور یہ سب یزید کے تابع ہیں یہ سنکر معلم نے بہت
عذر خواہی کی اور وہ شقی تھوڑی دیر بیٹھا رہا بعد اسکے حیلہ کرکے ایک خرابہ میں قریب مکتب کے گیا اور کپڑے اپنے اتار
کے عمامہ کے ایک گوشہ میں پتھر باندھا اور اس سے اپنا سب بدن مجروح کیا یہانتک کہ خون سے رنگین ہوا اور وہ
ستمگر فریاد کرتا ہوا طرف دار الامارہ کے گیا اثنائے راہ میں اس کے باپ نے اس شقی کو دیکھ کے حال پوچھا اس نے کہا
کہ معلم نے پانی پیا اور بعد اس کے قاتلوں پر حسین بن علی کے لعنت کی اسوقت میں نے پوچھا کہ لائق خلافت حسین
تھے یا یزید تھا یہ سنکر مجھے حجرہ تاریک میں لے گیا اور رسی سے باندھکر اس قدر مارا کہ تمام بدن میرا مجروح ہو گیا اگر
رسی نہ ٹوٹتی اور میں نہ بھاگتا تو ہلاک ہو جاتا یہ سنکر سنان بہت غضبناک ہوا اور اپنے کپڑے پارہ پارہ کرکے ہاتھ لڑکے
کا پکڑکے سامنے ابن زیاد کے آیا اور بدن مجروح اس کا دکھایا اور کہا معلم نے پانی پی کے قاتلان حسین ابن علی پر
لعنت کی اور انکو جنہوں نے پانی بند کیا تھا برا کہا اور اس بچے کو یہ کہنا ناگوار ہوا تو اس کا یہ حال کیا جو تو دیکھتا ہے
اسوقت ابن زیاد ایسا غضبناک ہوا کہ رگہائے گردن اسکی پھول گئیں اور اپنے دربان کو حکم دیا کہ اس معلم کو گرفتار
کرکے لے آؤ پس وہ دربان معہ رفقا کے گیا اور اسکو پکڑ کے عمامہ اس کا اسکی گردن میں باندھکر مارتے ہوئے سامنے
ابن زیاد کے لایا جب اس شقی نے دیکھا تو کہا کہ تو ہی بنی امیہ کو برا کہتا ہے یہ کہکر غلاموں کو حکم دیا کہ اسکو مارو پس
ان اشرار نے اس قدر مارا کہ سب دانت اس دیندار کے ٹوٹ گئے معلم نے کہا اے ابن زیاد میری اذیت و آزار میں
جلدی مت کر اگر اس امر کی کوئی گواہی دے تو اسوقت تجھے اختیار ہے اس لڑکے نے مجھ پر افترا کیا ہے میں نے اسکو
ہرگز نہیں مارا ہے یہ سنکر ابن زیاد کچھ نرم ہوا اور حکم دیا کہ اسکو زندان میں لے جاؤ اسوقت ملازمان ابن زیاد نے
اسکے ہاتھ پاؤں رسی سے باندھے اور اس قیدخانہ میں لے گئے جہاں کئی ہزار شیعہ مقید تھے اور اسکو بہت قفل لگے
تھے اور بکثرت نگہبان اشرار اسپر معین تھے معلم کہتا ہے کہ مجھے اسقدر نیچے زمین کے لیگئے کہ شدت تاریکی سے ہاتھ
اپنا دکھائی نہ دیتا تھا نہ شب و روز کو تمیز کر سکتا تھا یہانتک کہ پچاس پائے زینہ کے نیچے گیا کہ مجھے گمان ہوا کہ
زمین ہفتم پر ڈالا ہے اسوقت میں منہ کے بل ایک ساعت تک پڑا رہا بعد اسکے سر اٹھا کر بنظر تامل دیکھا اور سنا میں نے
کہ ہر طرف سے صدائے زنجیروں کی اور سانس لینے کی آتی ہے اور ایک شخص ان میں نہایت سختی سے طوق و زنجیر میں
جکڑا ہوا ہے کہ داہنے بائیں حرکت نہیں کر سکتا ہے اور زخموں سے خون جاری ہے اور میں نے مثل اسکے کسیکو
مبتلائے شدائد میں نہیں دیکھا چونکہ وہ قیدخانہ اسیروں سے پر تھا اور جگہ قدم رکھنے کی نہ تھی پس میں انکی گردنوں
پر قدم رکھ کے اس شخص کے قریب گیا اور سلام کیا اس نے جواب دیکر پوچھا تو کون ہے میں نے نام و نشان اپنا

بیان کیا اس نے کہا کہ یہ جگہ تیری نہیں ہے کیونکہ تو معلم ہے اطفال کوفہ کا اور اکابر کوفہ پر تیرا حق ہے بلکہ یہ جگہ اسکی ہے جو بنی امیہ کو قتل کرے اور خون ناحق ریختۂ فرزند رسولخدا کا عوض لے میں نے کہا آپ کا کیا نام ہے کہا میں مختار بن ابو عبیدہ ثقفی ہوں یہ سنکر میں نے اپنے تئیں اُن کے قدموں پر گرا کے بوسہ دیا اور کئی دن تک ان کی خدمت میں رہا ایک روز مختارؒ نے کہا کہ تجھکو بشارت ہو کہ عنقریب تو رہا ہو گا راوی کہتا ہے کہ بعد اس کے اس معلم کی رہائی اس وجہ سے ہوئی کہ اسکی بھتیجی دایہ تھی دختر ابن زیاد کی جب اس نے سُنا کہ چچا میرا قید ہوا ہے تو کپڑے اپنے پارہ پارہ کر کے مو پریشاں سامنے اسکے گئی جب اس نے اپنی دایہ کو اس حال سے دیکھا تو پوچھا کہ کیا مصیبت گذری ہے اس نے کہا کہ میرے چچا پر ایک لڑکے نے افترا کیا ہے اور تیرے باپ نے اسکو قید کیا ہے آج تو میرے حق کو ادا کر اور میرے چچا کی سفارش کر یہ سنکر وہ دختر اپنے باپ کے پاس آئی اور کہا کہ عمیر بن ... معلم اطفال ہے اور میں نے سُنا ہے کہ کسی لڑکے نے اُسپر افترا کیا اور تم نے اسکو مقید کیا ہے اگر وہ حالت پیری اور ناتوانی میں قید رہیگا تو ہلاک ہو گا پس اسکو مجھے بخش دے اور جلد اسکو رہا کر دے چونکہ ابن زیاد اس لڑکی کو بہت چاہتا تھا کہا کہ تیری خوشی خاطر سے میں اسکو رہا کرونگا خاطر جمع رکھ یہ کہکر ایک دربان کو بلایا اور کہا کہ زندان بان سے کہدے کہ اس معلم کو رہا کر دے پس وہ دربان گیا اور زنداں بان کو یہ حکم پہنچایا جب مختارؒ نے آواز قفلوں کے کھولنے کی سُنی تو معلم سے کہا کہ بشارت ہو تجھکو کہ تیری رہائی کا وقت آگیا ہے یہ سنکر معلم اُٹھ کھڑا ہوا اور مختارؒ سے معانقہ کیا اور کہا کہ اب جدائی آپ کی شاق ہے اگر امکان میں ہوتا تو میں آپ کی خدمت ہی میں رہتا مختارؒ نے کہا کہ خدا تم کو جزائے خیر دے مجھے تجھ سے میری ایک حاجت ہے اسکو روا کر اگر میں اسکا عوض نکر سکونگا تو خدا جزا اسکی دیگا معلم نے کہا وہ کیا ہے مختارؒ نے کہا کہ کسی تدبیر سے ایک روٹی میں تھوڑا کاغذ اور کھیرے میں ایک قلم مختصر اور پوست میں اخروٹ کے تھوڑی سیاہی مجھ تک پہنچا دینا معلم نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرونگا یہ کلام ابھی ہو رہا تھا کہ یکایک دروازہ کھلا اور آواز آئی کہ اے معلم کھڑے ہو اور چلو کہ حاکم تجھ سے راضی ہوا اور حکم رہائی کا دیا ہے پس معلم مختارؒ سے روتا ہوا رخصت ہوا اور قید خانہ سے باہر آیا اور دربان ابن زیاد کے سامنے لایا جب ابن شقی نے دیکھا تو کہا کہ تیرا قصور میں نے معاف کیا اب جا اپنا کام کر معلم نے کہا کہ میں بقسم کہتا ہوں کہ اب نہ اطفال کو پڑھاؤں گا نہ کبھی مکتب میں بیٹھونگا یہ سنکر ابن زیاد نے اسکو رہا کیا اور اپنے گھر میں زندہ آیا آہ اس مقام پر یاد آگئی مظلومی اور بیکسی جناب مسلم بن عقیلؑ کی کہ جب اس مظلوم کو سامنے ابن زیاد کے لائے تو اشقیا نے کہا کہ اے مسلمؑ امیر کو سلام کرو حضرت مسلمؑ نے فرمایا میرا امیر سوائے حسین بن علی علیہما السلام کے اور کوئی نہیں ہے یہ سنکر ابن زیاد نے کہا اے مسلمؑ سلام کرو یا نہ کرو میں تم کو ضرور قتل کرونگا اس مظلوم نے فرمایا اے ابن زیاد اگر قصد تیرا میرے قتل کا ہے تو مجھے اتنی مہلت دے کہ بعض شخص سے جو قریشی ہو کچھ وصیت کروں اس وقت باجازت ابن زیاد کے عمر بن سعد قریب آیا اور کہا

بیان کرو جو منظور ہو جناب مسلمؑ نے فرمایا اے ابن سعد جب سے میں اس شہر کوفہ میں آیا ہوں سات سو درہم کا
قرضدار ہوا ہوں پس تو میری تلوار اور زرہ کو بیچکر وہ قرضہ ادا کرنا تاکہ مشغول الذمہ نہ رہوں اور بعد میرے قتل کے
لاش میری کا ابن زیاد سے لے کے دفن کرنا اور کسی شخص کو خدمت میں امام حسین علیہ السلام کی روانہ کرنا تاکہ وہ
انحضرت کو اس طرف کے آنے سے منع کرے کیونکہ مجھے گمان ہے کہ وہ جناب مع اہل و عیال کے مکہ سے آج کے
دن یا صبح کو روانہ ہونگے اور میری طرف سے سلام پہنچائے اور عرض کرے کہ فدا ہوں آپ پر ماں اور باپ میرے
مکر و فریب سے کوفیوں کے حذر کیجئے گا ایسا نہو کہ مثل میرے آپ سے بیوفائی کریں یہ سُنکے ابن سعد نے ابن زیاد
سے سب حال بیان کیا اس نے جواب دیا کہ ہم کو انکی تلوار اور زرہ سے کچھ کام نہیں ہے جو چاہنا وہ کرنا اور انکی
لاش کا بھی تجھے اختیار ہے لیکن حسینؑ بن علیؑ کے بارہ میں جو کہا یہ نہوگا بلکہ ہم ان کو بھی قتل کریں گے اور کسی طرف جانے
نہ دینگے یہ سُنکر جناب مسلمؑ رونے لگے اور فرمایا انا للہ و انا الیہ راجعون پس بحکم ابن زیاد اس مظلوم کو بالائے قصر لیگئے اور
چھت سے منہ کے بل زمین پر گرا دیا اس وقت وہ جناب ذکر خدا میں مشغول تھے پس استخوان اس مظلوم کے چور چور
ہو گئے اور ابھی ایک رمق جان باقی تھی کہ ایک شقی نے سر اقدس جدا کیا اور پاؤں میں رسی باندھکر لاش اطہر کو
کوفہ میں پھرایا اور سر انور بطور ہدیہ یزید لعین کے پاس روانہ شام کیا آخر قبیلۂ مذحج نے بعد گشت و خون کے لاش
جناب مسلمؑ اور ہانیؓ کی لیکر متصل مسجد کوفہ کے بعد کئی روز کے دفن کر دی ہائے افسوس اگر وہ مظلوم مہمان ہانیؓ کے
ہوتے تو دفن بھی میسر نہوتا کیونکہ قبیلۂ مذحج نے ہانی کو بوجہ قرابت کے اور جناب مسلمؑ کو بوجہ مہمانی ہانیؓ کے دفن
کیا مگر افسوس ہے حال پر جناب سید الشہداؑ کے کہ اس جناب کو اہل کوفہ نے مہمان بلا کر روز عاشور تشنہ لب شہید کیا
اور سر انور جدا کر کے نیزہ پر بلند کیا اور لاش اطہر کو ریگ گرم پر بے لباس کے خاک و خون آلودہ چھوڑ دیا اور کوئی
متوجہ طرف دفن کے نہوا بلکہ عوض دفن کے لاش اطہر کو پامال سُم اسپاں کیا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظلمین

مجلس ۴ قال اللہ تعالیٰ و من الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ و اللہ رؤف
بالعباد حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے بعض آدمیوں سے وہ شخص ہے کہ بیچتا ہے اپنی جان
کو واسطے طلب خوشنودی خدا کے اور خدا اپنے بندوں پر مہربان ہے اور خلاصۃ المنہج میں ابن عباسؓ
سے روایت کی ہے کہ یہ آیہ شریفہ شان میں حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے
نازل ہوئی ہے جب وہ جناب بحکم خدا و رسولؐ فرش پر جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ کے سو رہے
اور کفار قریش کی برہنہ تلواروں سے پرواہ نہ کی و عن ابی عبد اللہ علیہ السلام انہ قال
قضاء حاجۃ المؤمن خیر من عتق الف رقبۃ و خیر من حملان الف فرس فی
سبیل اللہ اور کافی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا انحضرت نے کہ برلانا حاجت

مومن کا بہتر ہے آزاد کرنے سے ہزار غلام کے اور بہتر ہے بارہ ہزار اسپ سے جو راہ خدا میں صرف کیا جائے سبحان اللہ کیسی تاسی و پیروی کی ہے اپنے آقا کی شیعیان حیدر کرار نے کہ اپنی جان و مال کو راہ خدا میں صرف کیا اور ہم تن امور حسنہ اور حاجت روائی مومنین میں سرگرم رہے اور ثواب عظیم کو حاصل کیا ہے چنانچہ ابومخنف وغیرہ نے روایت کی ہے جب عمیر بن عامر معلم اطفال کوفہ نے قید سے رہائی پائی اور اپنے گھر میں آیا تو اپنی زوجہ کا حق دیکر مال و اسباب بہت سا دیا اور رخصت کیا اور وہ اپنے قوم و قبیلہ میں چلی گئی اور خود بدل و جان مختار کے کام میں سرگرم ہوا اور وہ معلم مالدار اور بزرگان کوفہ سے تھا پس اس نے پچاس دینار رومال کے ایک گوشہ میں اور دوسرے گوشہ میں پانسو درہم باندھے بعد اسکے دُنبہ فربہ ذبح کرکے بریاں کیا اور روٹیاں خمیری اور ہر قسم کی مٹھائی عمدہ اور میوے طرح طرح کے بکثرت بہم پہنچائے اور شب تاریک میں اپنے ہی سر پر رکھ کے تاکہ کوئی اس راز پر مطلع نہو مکان پر زندانبان کے گیا اور اسکو وہاں نہ پایا پس اسکی زوجہ کو دیدیا اور کہا کہ جب تیرا شوہر آوے تو میرا سلام کہدینا اور کہنا کہ معلم نے کچھ نذر کی تھی اسکو وفا کیا ہے یہ کہکر فوراً واپس آیا جب صبح کو زندانبان اپنے گھر میں آیا اور ان ہدایا کو دیکھا تو زوجہ سے پوچھا کہ یہ کہاں سے آیا ہے اس نے معلم کا سلام کہا اور اسکی وفائے نذر کا ذکر کیا زندانبان نے کہا کہ یہ نذر نہیں ہے اسکی کوئی حاجت معلوم ہوتی ہے اور وہ زندانبان دوستداران اہلبیت رسالت سے تھا اور شہادت پر امام حسین علیہ السلام کی ملول و رنجیدہ رہتا تھا اور معلم دوسری شب کو بھی اسیطرح سے سب چیزیں نقد و جنس لیکر گیا اور زندانبان کو نہ پایا اور اسیطرح اُس کے گھر میں دے آیا جب زندانبان دروازہ قید خانہ سے اپنے گھر میں آیا تو سب ہدایا دیکھکر کہنے لگا کہ معلم نے مجھے ممنون احسان کیا ہے اگر کوئی حاجت رکھتا ہوگا تو میں اسکی حاجت ضرور روا کروں گا اور تیسری شب کو زندانبان نے عوض قید خانہ پر اپنے بھائی کو رکھا اور خود مکان پر آیا جب شب تاریک ہوئی تو وہ معلم پھر سب چیزیں نقد و جنس لے کر آیا اور دق الباب کیا پس زندانبان کھڑا ہوا اور دروازہ کھولا اور باعزاز و اکرام معلم سے ملاقات کی اور اپنے گھر میں لاکر اسکو مقام بلند و رفیع پر بٹھایا اور اُس سے کہا کہ سچ بیان کرو کہ حاجت تمہاری کیا ہے اور مجھے قسم ہے خدا و رسول اور علی مرتضیٰ علیہ السلام کی کہ اگر تو مجھ سے سوال کرے ایسی حاجت کو جس میں خوف ہلاکت میری جان و مال اور اہل و عیال کا ہو تو میں تیری حاجت کو روا کروں گا اگرچہ رہائی مختار کی منظور ہو تو ضرور اسکی رہائی کی کوشش کروں گا یہ سنکر معلم مطمئن اور مسرور ہوا اور کہا کہ اے بھائی جب ابن زیاد نے مجھے قید کیا تھا تو میں نے مختار کو عجب مصیبت و بلا میں مبتلا دیکھا اُس نے مجھ سے ایک حاجت بیان کی تھی کہ کسی طرح تھوڑا کاغذ اور ایک قلم مختصر اور ذرا سی سیاہی اس تک بھیجدوں اور میں چاہتا ہوں کہ

تم اس امر میں اعانت کرو اور حاجت کو روا کرو یہ سنکر زندانبان نے کہا اے بھائی تم خوب جانتے ہو کہ چار سو
نفر ملازمان ابن زیاد سے اُس قید خانہ کے دروازہ پر مقرر ہیں اور وہ سب خبر ابن زیاد کو پہنچاتے ہیں اور دو
تیس نفر ہر وقت شبانہ روز میرے ساتھ رہتے ہیں اور مجھ سے جُدا نہیں ہوتے ہیں لیکن جو تدبیر میں بتاؤں
اگر وہ بجالاؤ گے تو شاید اپنے مقصد پر فائز ہو گے وہ یہ ہے کہ صبح کو تم وہ کھانا پکاؤ جو زعفران اور گوشت
ملا کر تیار کرتے ہیں یعنی پلاؤ کی فرمائش کی اور کہا بہت سی روٹیاں ایسی خرید کر کہ جن کے کنارے پراگندہ ہوں
اور کھیرا اور خربوزہ اور اخروٹ اور خرمائے خام بھی خرید کرکے اسکے ساتھ رکھو اور کھیرے میں ایک قلم اور
ایک اخروٹ کے پوست میں سیاہی رکھو اور اسکو گوندے سے بند کرو اور ایک روٹی کی تہ میں تھوڑا سا کاغذ اچھی
طرح سے مخفی کر اور اُن پر کچھ علامت یا نشان کر دینا اور یہ سب قید خانہ کے دروازہ پر مزدور کے سر پر رکھکر
میرے پاس رکھنا جب وہ مزدور میرے پاس رکھیگا تو میں اُسکو اور تم کو بُرا کہونگا اور ماروں گا اور کپڑے
تمہارے پارہ پارہ کرونگا اور تم ان شدائد کا تحمل کرنا اور عاجزی و انکساری سے بہت اصرار کرنا اور میں اور
زیادہ غصہ کروں گا یہاں تک کہ رفقا میرے تم پر رحم کریں گے اور مجھ سے تیری سفارش کرینگے اور کہیں گے کہ
کیوں اس مرد کو اس قدر اذیت و آزار دیتے ہو اس نے تیرا کیا قصور کیا ہے اُسوقت تم گریہ وزاری کرنا اور
مجھ سے کہنا کہ تم کو خوف خدا نہیں ہے کہ حق معرفت اور ملاقات نہیں پہچانتے ہو اور ہو جو مجھے اذیت
دیتے ہو بعد اسکے کہنا کہ قسم ہے خدا کی کہ جب میں اس قید خانہ میں مقید تھا تو میں نے ایک شخص کو لوہے
میں جکڑا ہوا اور نہایت شدت میں جاں بلب دیکھا ہے جب میں نے اُسکو دیکھا تو مجھے اُس پر رحم آیا اور پوچھا
کہ تم کوئی حاجت رکھتے ہو اُس نے کہا کہ میں اتنی حاجت تم سے رکھتا ہوں کہ قبل اپنی موت کے اگرچہ ایک ہی
ساعت ہو ایک روٹی اور کھیرا اور اخروٹ کے کھانے کی نہایت آرزو رکھتا ہوں اور اگر تیرے امکان میں ہو
میری حاجت روا کر میں نے کہا کہ اگر میری رہائی ہو اور یہاں سے نجات پاؤں تو نذر کرتا ہوں کہ خواہش
تیری بر لاؤں گا اسی اثنا میں دروازہ قید خانہ کا کھلا اور میں نے رہائی پائی از بسکہ میں سن رسیدہ ہوں اور
زندگی کا کوئی اعتبار نہیں ہے چاہتا ہوں کہ اپنی نذر اور عہد کو وفا کروں تاکہ مشغول الذمہ نہ رہوں اور یہ کھانا
اور روٹیاں اور کھیرے اور اخروٹ اور شیرینی اور میوے تمہارے لئے لایا ہوں اور اس میں سے کچھ اس
قیدی کو بھی دینا اُسوقت سب نگہبان مسرور ہو کر تیری حاجت روائی کی سفارش مجھ سے کرینگے یہ سنکر وہ
معلم اس زندانبان کے قدموں پر گرا اور بہ دیگر شاد و مسرور اپنے مکان پر آیا اور موافق اسکی تدبیر کے ہر
چیز مہیا اور درست کرکے دوسرے دن مزدور پر رکھ کے لایا اور سامنے زندانبان کے دروازہ قید خانہ پر
رکھا اور سب حال اپنی نذر اور قیدی اور نوازش اس پیر کا باصرار و عاجزی بیان کیا یہ سنکر زندانبان غضبناک

ہوکر کھڑا ہوا اور دیگ کہا سنے کی اور سب روٹیاں اور میوے پراگندہ کئے اور کپڑے معلم کے پارہ پارہ
کئے اور عمامہ اُسکا اُسکی گردن میں ڈالکر کھینچا اور مارا اور کہا کہ حاکم وقت تو مختار رض پر شدت وسختی چاہتا
ہے اور تو اُسپر ترحم کرتا ہے جب یہ حال اُن نگہبانوں نے دیکھا تو اپنے افسر سے کہا کہ یہ معلم سزاوار ایسی سختی کا نہیں
ہے ہم میں کوئی ایسا نہیں ہے کہ جسپر اس کا حق نہو اس نے ہمارے اطفال کو تعلیم کی ہے پس مناسب یہ ہے
کہ اسکی حاجت روائی کر اور اگر نہو سکے تو نرمی سے اسکو رخصت کر یہ سنکر زندانبان نے کہا کہ میں تم لوگوں سے ڈرتا ہوں
اگر مطمئن ہوجاؤں تو منع نکرونگا پس ان سب نے قسم کھائی کہ ہم کسی سے یہ راز اظہار نکرینگے جب زندانبان
ان سے مطمئن ہوا تو اس نے وہ چیزیں جنپر نشان تھا مختار رض کے پاس پہنچائیں اور مختار رض نہایت مسرور و
فرحناک ہوئے اور حمد خدا بجا لائے اور فوراً کاغذ کے دو حصے کئے ایک پر اپنی عاتکہ کے نام خط لکھا اور
دوسرے پر اپنے بہنوئی عبد اللہ بن عمر کے نام خط لکھا اور زندانبان سے کہا کہ یہ دونوں نامے پوشیدہ معلم کو
دیدے پس اُس نے وہ نامے معلم کو دیئے اور معلم شاد و مسرور چلا گیا اور اسیوقت حمام میں جاکر غسل کیا
اور احرام باندھا اور تلبیہ کہتا ہوا دروازۂ قصر ابن زیاد پر آیا اُسوقت وہ لعین قصر میں بیٹھا تھا جب آواز
تلبیہ کی سُنی تو ملازموں سے پوچھا یہ کون ہے اُنہوں نے کہا یہ وہی معلم ہے جو رہا ہوا ہے اس نے نذر کی
تھی کہ جب رہا ہونگا تو حج بیت اللہ بجا لاؤنگا یہ سُنکر ابن زیاد نے کہا کہ اسکو میرے پاس لے آؤ جب سامنے
اُسکے لائے تو پوچھا کہ پہلے مکہ جاؤگے یا مدینہ معلم نے کہا کہ پہلے ادائے حج واجب ہے پس ابن زیاد نے
اسکو ہزار درہم دیئے اور معلم رخصت ہو کر باہر آیا اور وہ ہزار درہم فقرا و مساکین پر تقسیم کئے اور اپنے مال سے
سواری اور زاد راہ بہم پہنچا کر بہت جلد طرف مدینہ کے روانہ ہوا اور طے منازل اور قطع مراحل کرتا ہوا دروازہ
پر عبد اللہ کے پہنچا اس روز اس کے یہاں طعام لذیذ طرح طرح کا پکا تھا اور دسترخوان بچھا تھا اور زوجہ سے
کہتا تھا کہ میرے ساتھ کھانا کھاؤ وہ کہتی تھی کہ میں طعام لذیذ نہ کھاؤنگی جب تک کہ خبر نہ سُنونگی کہ بھائی میرا
زندہ ہے یا مُردہ ہے اسی اثنا میں معلم نے دق الباب کیا اور عبد اللہ نے کہا کون ہے معلم نے کہا ایک شخص ایک حاجت لیکر
کوفہ سے آیا ہے جب عاتکہ نے نام کوفہ کا سُنا تو ایک چیخ مارکر بیہوش ہوگئی اور زمین پر گر پڑی جب ہوش آیا تو کہنے لگی اے
بھائی مختار کسقدر میں تیری دید کی مشتاق ہوں بعد اسکے عبد اللہ سے کہا کہ دیکھو تو کون شخص دروازہ پر آیا ہے اور کیا
حاجت رکھتا ہے شاید مشکل میری آسان ہو اور شاید بھائی کی کچھ خبر لایا ہو یہ سنکر عبد اللہ اٹھا اور دروازہ کھولا دیکھا کہ
ایک مرد خوشرو لباس نفیس پہنے ہوئے کھڑا ہے عبد اللہ نے سلام کیا معلم نے جواب سلام دیا بعد اسکے عبد اللہ
نے استفسار حال کر کے گھر میں لے گیا اور باعزاز و اکرام بٹھایا اور کھانا کھلایا اسوقت معلم نے وہ نامے نکالکر عبد اللہ
کو دیئے جب ان کے مضمون پر مطلع ہوا تو زار زار رونے لگا اور وہاں سے اٹھکر زوجہ کے پاس گیا اور کہا یہ دو نامے

تیرے بھائی کے ہیں ایک میری ماں ہے اور وہ میری تیرے نام آیا ہے یہ سنکر عاتکہ رونے لگی اور کہا واسطے خدا کے مجھے اجازت دے کہ سر پر چادر ڈال کے اس شخص کو دیکھوں جس نے میرے بھائی کو دیکھا ہے اور خود اس سے حال اپنے بھائی کا دریافت کروں پس عبد اللہ نے اجازت دی اور وہ چادر اوڑھ کے سامنے معلم کے آئی اور سلام کر کے بیٹھی اور کہا اے شیخ قسم بخدا میں خوب جانتی ہوں کہ تو نے جو مختار کے واسطے یہ مشقت و زحمت اختیار کی ہے یہ محض محبت سے میرے آقا امام حسین علیہ السلام کے ہے پس میں تجھ کو قسم دیتی ہوں اسی مظلوم کی کہ جو حال مختار کا تو نے دیکھا ہے وہ بیان کر اسوقت معلم نے کہا کہ وہ طوق و زنجیر میں جکڑا ہوا نہایت تاریک جگہ میں مقید ہے اور بدن سے خون جاری ہے یہ سنکر عاتکہ کو تاب ضبط نہ رہی اور روتی ہوئی اندر گھر کے چلی گئی اور بال اپنے نوچے اور لڑکیاں اسکی زار زار رونے لگیں واقعی جو بہن شفیقہ و دلدار اپنے بھائی کی ہوتی ہے کیونکر تاب ضبط کر سکتی ہے آہ مومنین اس مقام پر یاد آگیا حال مظلومی جناب زینبؑ و ام کلثومؑ خواہران امام حسینؑ کا جب ان مخدرات عصمت نے روز عاشورا آواز قُتِلَ الْحُسَیْنُ کی سنی تو خیموں سے بیتاب ہو کر سر و پا برہنہ روتی اور فریاد کرتی ہوئی اور اپنے منہ پر طمانچے مارتی ہوئی باہر نکل آئیں جیسا کہ اسوقت کی حالت میں شاعر کہتا ہے ثُمَّ ارْتَمَیْنَ عَلَی الْحُسَیْنِ وَقُلْنَ یَا شِمْرُ ارْحَمْ مِنَّا دُوْنَہٗ بِفَنَاءِ الْعُمْرِ پس ان ستم رسیدوں نے اپنے تئیں اپنے بھائی امام حسینؑ پر گرا دیا اور شمر لعین سے کہا کہ اے شمر ہماری بیکسی پر رحم کر اور اس مظلوم کے عوض ہم کو ذبح کر یَا شِمْرُ ھٰذَا ابْنُ النَّبِیِّ وَحَیْدَرٍ وَابْنُ الْبَتُوْلِ الْبِضْعَۃِ الزَّھْرَاءِ اے شمر کیا تو نہیں جانتا ہے یہ فرزند ہے جناب رسولخدا اور دلبند ہے علی مرتضیٰ اور پارہ جگر ہے فاطمہ زہراؑ کا یَا شِمْرُ ھٰذَا کَھْفُنَا وَعِمَادُنَا وَمَلَاذُنَا فِیْ سَائِرِ الْاَسْوَاءِ اے شمر یہ ہم بیکسوں کا ہر مصیبت و بلا میں حامی و سرپرست اور جائے پناہ ہے دَعْنَا نُقَبِّلْ نَحْرَہٗ وَنَشُمَّہٗ قَبْلَ الرَّحِیْلِ وَقَبْلَ وَشْکِ فَنَاءٍ اے شمر ہم ستم رسیدوں کو اتنی مہلت دے کہ ہم اپنے بھائی کے گلوئے اطہر کے قبل ان کی رحلت کے بوسے لے لیں اور اس ریحان بوستان رسالت کی خوشبو سونگھ لیں ہائے افسوس اب دار دنیا میں کہاں ملینگے دَعْنَا نَرُشُّ الْمَاءَ فَوْقَ جَبِیْنِہٖ فَلَعَلَّہٗ یَصْحُوْ عَنِ الْاِغْمَاءِ اے شمر ہمیں اتنی مہلت دے کہ تھوڑا پانی تلاش کر کے اپنے بھائی کی پیشانی اور چہرہ پر چھڑک دیں شاید کہ اس سے اس پیاسے کو غشی سے افاقہ ہو دَعْنَا نُظَلِّلْ جِسْمَہٗ یَا شِمْرُ عَنْ حَرِّ الْھَجِیْرِ ہٗ فِیْ حَۃِ الرَّمْضَاءِ اے شمر ہم کو اتنی مہلت دے کہ اپنی چادروں کا اس جسم نازنین پر سایہ کریں کہ اس ریگ گرم پر ان کو حرارت آفتاب سے ذرا راحت ملے افسوس اس شقی نے کچھ اعتنا نہ کیا اور اپنے ظلم و ستم سے باز نہ رہا اور ان ستم رسیدوں کے سامنے ارکان دین کو گرا دیا اسوقت

ارکان عالم میں تزلزل ہوا۔ اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۵

یَوْمُ الْفِرَاقِ مِنَ الْقِیٰمَۃِ اَھْوَلُ ۔ وَالْمَوْتُ مِنْ فَقْدِ الْاَحِبَّۃِ اَسْھَلُ شاعر کہتا ہے کہ دن جدائی کا روز قیامت سے زیادہ ہولناک ہے اور موت مفقود ہونے اقربا اور احباب سے آسان زیادہ ہے حضرات واقعی جدائی عزیزواقربا اور احباب کی حالت حیات میں سخت ترین مصیبت ہے خصوصاً جو خواہر کہ شیفتہ دیدار اپنے برادر کی ہو چنانچہ ابومخنف وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب عاتکہؑ نے حال اپنے بھائی مختار رض کا معلم سے سُنا تو اپنے ورا کے بال کے موئے سر کاٹے اور سامنے اپنے جمع کئے اور بآواز بلند چیخ مار کے رونے لگی یہ سُنکر شوہر اُسکا عبداللہ بن عمر آیا اور کہا کہ یہ کیا حالت ہے اُس نے کہا کہ تجھے حیا و شرم نہیں آتی ہے سطوت و صولت دنیوی تیرے باپ کی کیا ہوئی اور کونسی خصلت تجھ میں تیرے باپ کی خصلتوں سے نہیں ہے کیا یزید بن معاویہ تجھ سے بہتر ہے جو بھائی میرا ایسی مصیبت میں مبتلا رہے اور تجھ سے کوئی تدبیر اسکی رہائی کی نہو سکے پس اب میں تیرے پاس نہ بیٹھونگی اسوقت عبداللہ نے کہا قسم بخدا اگر کوئی شخص ایسا ملتا کہ وہ بہت جلد نامہ میرا یزید تک پہنچاتا تو ضرور تیرا بھائی رہائی پاتا اور کچھ تاخیر نہوتی بجز اتنی مدت کے کہ نامہ یزید کا ابن زیاد تک پہنچے یہ سُنکر معلم نے کہا کہ قسم بخدا میں تیرا نامہ یزید تک پہنچا دونگا اور اس کا نامہ ابن زیاد تک پہنچا دونگا اگرچہ مجھے زحمت و مشقت بہت ہو عبداللہ نے کہا کیا تم ایسا کروگے معلم نے کہا ضرور ایسا کرونگا اس وقت عبداللہ مسرور ہوا اور یزید کے نام ایک خط لکھا کہ وہ شامل پند و نصائح اور خوف خدا سے ڈرانے کے تھا بعدہ تحریر کیا کہ ایک نامہ اپنے عامل ابن زیاد کو لکھو کہ وہ مختار رح کو رہا کرے اور نامہ کو بند کر کے مہر کی اور لفافہ پر لکھا کہ یہ نامہ ہے جانب عبداللہ بن عمر خطاب سے طرف یزید بن معاویہ بن ابوسفیان کے بعد اسکے ایک پارچہ دیباج سیاہ میں وہ نامہ اور موئے سر اپنی زوجہ اور بیٹیوں کے رکھکر ریشمی ڈور سے مضبوط باندھا اور معلم کے حوالے کیا اور اسکو ایک ناقہ تیز رفتار اور زادراہ دیکے روانہ کیا پس وہ بتعجیل طے منازل کرتا ہوا چند روز میں وارد دمشق ہوا اور جس طرح سے عبداللہ نے جلو خانوں کا طے کرنا اور داخل قصر ہونا تعلیم کیا تھا اُسیطور سے دارالامارہ کی طرف جاکر اجازت داخلہ طلب کیا وہ معلم کہتا ہے کہ بعد اذن کے میں داخل ہوا دیکھا میں نے کہ ایک مرد سرکش کہ مثل جابروں کے صحن خانہ میں نیچے قبہ سبز کے کرسی طلا پر بیٹھا تھا اور گردن بند دیبقی اپنی گردن میں باندھے اور ردائے زرنگار اپنے اوپر ڈالے ہوئے اور نعلین طلائی جس کے بند مروارید کے تھے اپنے پاؤں میں رکھے ہوئے تھا جب نظر میری اُسپر پڑی اور مزین ایسی زینت سے دیکھا تو مجھے مصائب امام حسین علیہ السلام کے یاد آگئے اور میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے پس میں اُسکے سامنے کھڑا ہوا دیکھا کہ وہ سرخ رنگ ہے اور آنکھیں سرخ اور ناک موٹی ہے

اور پس پشت اُسکے پانچ سو نوجوان کہ ہر ایک کا سن پندرہ و شانزدہ برس کا ہوگا قبائیں دیبائی پہنے ہوئے اور
ہر ایک کمربند طلائی اپنے کمر پر باندھے ہوئے اور ایک ایک گرز طلائی مرصع بجواہر ہاتھ میں لئے ہوئے کھڑے تھے پس
ایک غلام نے مجھ سے کہا کہ امیر پوچھتا ہے کہ تم کہاں سے آئے ہو میں نے کہا کہ میں نامہ عبداللہ بن عمر
خطاب کا اور اس کا ایک نامہ لیکر مدینہ رسول سے آیا ہوں اُسوقت نامہ نکالکر اُسکو دیا اور اس نے نامہ کھولکر پڑھا
جب اُسکے مضمون پر مطلع ہوا تو کہا کہ بسر و چشم سفارش عبداللہ کی قبول کرونگا اور اسیوقت اپنے ہاتھ سے ایک
نامہ ابن زیاد کے نام لکھا اور تاکید کی کہ مختار کو باعزاز و اکرام رہا کرکے خلعت فاخرہ دے اور ناقہ پر سوار کرکے عبداللہ
کے پاس طرف مدینہ کے روانہ کر اور مختار اور معلم کو واسطے زاد راہ کے پانچہزار درہم دیدے اور دوسری روایت
میں یوں ہے کہ جب اُس معلم نے چاہا کہ یزید کے پاس داخل ہو تو اسکے خادموں نے روکا ناچار واپس آیا اور
متصل مسجد محلہ کے ایک مکان کرایہ لیا اور ہر روز اُس مسجد میں جاتا تھا اور اہل محلہ کے ساتھ نماز بجماعت پڑھتا تھا
اور بعد نماز کے دُعا مانگتا تھا اور کہتا تھا کہ خداوندا رحم کر ماں باپ پر اس شخص کے جو میری حاجت برآئی کے
واسطے دُعا کرے اور وہ لوگ دعا کرتے تھے کہ بارالٰہا حاجت اسکی برلا بعد اسکے معلم باہر آتا تھا اور دروازہ قصر یزید
پر جاتا تھا لیکن اندر جانا ممکن نہوتا تھا اور واپس آتا تھا پس اسیطرح چند روز گذرے یہانتک کہ ایک روز پیشنماز
نے اپنے ماموین سے کہا کہ یہ شخص مسافر کیسا نیک ہے کہ ہر روز بعد نماز کے کہتا ہے کہ خدا رحم کرے والدین پر
اس شخص کے جو کوشش اور دعا کرے میری حاجت روائی کیواسطے اور تم میں سے کسی نے نہ پوچھا کہ حاجت
تیری کیا ہے یہ سنکر ان لوگوں نے کہا کہ آپ ہم سے افضل اور بہتر ہیں آپ ہی اس سے دریافت کیجئے جب
دوسرے دن معلم مسجد میں آیا اور سب کے ساتھ نماز پڑھی اور بعد اسکے بدستور دُعا کی اُسوقت ماموین نے پیشنماز
سے کہا کہ جسوقت یہ شخص اپنے مکان پر جائے تو آپ معہ اولاد کے اسکے یہاں جایئے اور حاجت اسکی
دریافت کیجئے پس وہ پیشنماز معہ اپنے اطفال کے معلم کے مکان پر گئے اور اندر داخل ہوئے اور معلم نے بہت
اعزاز و اکرام کیا اور اپنے پاس بٹھایا بعد اسکے پیشنماز نے کہا کہ اے شخص تو ہر روز بعد نماز کے کہتا ہے کہ خدا
رحم کرے والدین پر اس شخص کے جو میری حاجت روائی کیواسطے دُعا کرے اور ہم لوگ نہیں جانتے ہیں کہ
تیری حاجت کیا ہے پس اگر تو قرضدار ہے تو ہم ادا کریں اور اگر انعام و احسان چاہتا ہے تو تیرے ساتھ احسان کریں
اور اگر کسی سے ڈرتا ہے تو تیری حفاظت کریں اور اگر کوئی اور حاجت رکھتا ہے تو تیری اعانت و مدد کریں اگرچہ
جان و مال ہمارے اسمیں ہلاک و ضائع ہوں یہ سنکر معلم نے کہا کہ میں تو مدت سے بعد نماز کے ایسا کہتا ہوں لیکن
اُنہوں نے کہا تجھے قسم ہے خدا اور جناب رسولخدا اور علی مرتضیٰ اور حسنین علیہم السلام کی کہ اپنی حاجت بیان
کر اور ہم قسم کھاتے ہیں رسالت جناب رسولخدا اور ولایت علی مرتضیٰ کی کہ اگر تو حاجت اپنی سچ بیان کرے

ہم ضرور رہا کریں گے پس جب معلم کو ان کے کلام پر اعتماد ہوا اور انکی دینداری ظاہر ہوئی تو سب حال اپنے امام اور مختار کی ملاقات اور حال انکی اسیری کا اور عبداللہ کے پاس سے نامہ لانے کا بیان کیا یہ سنکر اس چشیاز نے یہ تدبیر بتائی کہ تو ہیئت اور شکل اپنی بدلکر مثل رومیوں کے اسطرح سے کہ جامہ سفید دیبقی پہنکر سفید عمامہ دیبقی سر پر باندھ لے اور نعلین سفید پاؤں میں پہن لے بعد اسکے یزید کے قصر کی طرف جا جب جلوخانہ اول پر پہنچو گے تو وہاں ہزار نفر سے زیادہ لوگ تمہیں ملیں گے اور وہ سب سلاح سے آراستہ ہونگے اور انکے ہاتھ میں تلواریں ہونگی انکو دیکھکر آگے بڑھنا اور ان پر سلام نہ کرنا نہ انکی طرف توجہ کرنا نہ انکی کچھ پروا کرنا اور جب جلوخانہ دوم میں پہنچو گے وہاں اور زیادہ سپاہیوں کو دیکھو گے پس آگے بڑھنا اور انکی طرف التفات نہ کرنا اور کچھ پروا نہ کرنا اور جب جلوہ خانہ سوم میں پہنچو گے تو وہاں بکثرت سپاہیوں کو دیکھو گے پس آگے بڑھنا اور کچھ پروا نکرنا انکی طرف التفات نہ کرنا اور جب جلوخانہ چہارم میں پہنچو گے تو وہاں پانچسو سوار سے زیادہ دیکھو گے وہ دیوانخانہ یزید کے نگہبان ہیں پس اس جگہ سے آگے بڑھنا اور کچھ خوف نکرنا اور انکی طرف التفات نہ کرنا اور جب جلوخانہ پنجم میں پہنچو گے تو وہاں اور زیادہ سواروں کو دیکھو گے وہ سب یزید کے انصار ہیں ان سے کچھ خوف نکرنا نہ انکی طرف التفات کرنا اور جب جلوخانہ ششم میں پہنچو گے تو وہاں سب سے زیادہ سواروں کو دیکھو گے اور انکے ہاتھوں میں دوات اور قلم ہونگے اور وہ سب اخبار نویس ہیں پس آگے بڑھنا اور ان سے کچھ خوف نکرنا اور نہ ان کی طرف توجہ کرنا اور جب جلوخانہ ہفتم میں پہنچو گے تو وہاں چوڑے دو چبوترے دیکھو گے ان پر فرش مروارید کا مطلا بچھا ہوگا اور ہر فرش پر تین نفر کو دیکھو گے کہ وہ مشغول نردبازی کے ہوں گے اور وہ مشہور طشتیہ ہیں جو سر انور فرزند رسول کا طشت میں رکھکر سامنے یزید کے لائے تھے پس تو آگے بڑھنا اور ان کی طرف توجہ نکرنا اور جب جلوخانہ ہشتم میں پہنچو گے تو وہاں اور دو چبوترے بہت کشادہ دیکھو گے کہ انپر بہت عمدہ فرش بچھا ہوگا اس پر کسیکو نہ دیکھو گے اور تو انپر نظر نہ کرنا کہ ملازمان یزید تم کو غیر شخص نہ جانیں اور نہ روکیں اور جب جلوخانہ نہم میں پہنچو گے تو وہاں چھ نفر کو کہ ہر ایک شخص کرسی طلا پر بیٹھا ہے وہ سب وزرا بھی یزید کے اور انکے سامنے ہزار نفر سے زیادہ شمشیر زن ہونگے اور تو آگے بڑھنا اور ان کی طرف کچھ التفات نہ کرنا جب جلوہ خانہ دہم میں پہنچو گے تو وہاں ایک جوان خوشرو کو دیکھو گے وہ مومن اور محب فرزند رسول کا ہے جس دن سے امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے ہیں اس روز سے وہ لباس سیاہ پہنے رہتے ہیں اور اپنی محنت و مشقت سے قوت و غذا اپنا اور اپنے عیال کا کرتے ہیں اور باقی فقرا و مساکین شیعہ کو دیتے ہیں اور مال سے یزید کے کچھ نہیں لیتے ہیں اور وہ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات کو عبادت خدا کرتے ہیں اور وہ مقرب و معتمد علیہ یزید کا ہے اور یزید اسکے حال سے بخوبی واقف

ہے اور اسکو بہت دوست رکھتا ہے اور ایک ساعت اسکی جدائی گوارا نہیں ہے اور ملازمان یزید سب اسکے مطیع ہیں پس جب تم اسکے پاس پہنچوگے تو ضرور حاجت تیری روا ہوگی جب معلم نے پیشنماز کا یہ کلام سنا تو کہا خدا تم پر رحم کرے اور جزائے خیر دے بعد اسکے وہ پیشنماز رخصت ہوا اور وہ دوسرے دن معلم نے بعد نماز صبح کے اسیطرح ہیئت اور شکل بنائی اور لباس پہنا اور اپنے تئیں معطر کیا اور باہر آیا اور نامہ عبداللہ کا اور موہائے سران کی عورات کے ایک پارچہ میں لپیٹ کے بغل میں رکھکر دروازہ قصر یزید پر آیا اور ہر ایک جلوخانہ اور چبوترے کو طے کرتا ہوا جلوہ خانہ دہم تک پہنچا جب اس جوان خوشرو نے دیکھا تو آواز بلند کہا کہ اے عمیر بن عامر تو تیرہ روز سے کہاں تھا میں تیری تلاش میں تھا معلم کہتا ہے کہ میں نے کہا کہ اے امام یہاں کے مجھے مانع ہوئے اور آپ تک نہ آنے دیا پس میں نے کہا کہ میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں بیان کیجئے کہ یہ نام آپکو کیونکر معلوم ہوا حالانکہ باہم شناسائی نہیں ہے اس جوان نے کہا کہ جس دن تم داخل دمشق ہوئے اسی شب کو میں نے اپنے آقائے مظلوم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ عمیر بن عامر ہمدانی تیرے پاس عنقریب آئے گا تو اسکی حاجت روائی کرنا اور اجر اسکا تم کو اور اسکو جناب رسولخدا دینگے اور جنت نعیم میں بروز قیامت ساکن کرینگے یہ کہکر وہ جوان و معلم دونوں رونے لگے معلم کہتا ہے کہ بعد اسکے اس جوان نے ہاتھ میرا پکڑا اور اپنے پہلو میں بٹھایا یکایک دیکھا میں نے کہ سو نفر سے زیادہ آدمی آئے اور انکے ہاتھوں میں گلاب پاش اور انگیٹھیاں سونے کی روشن عود جلاتے ہوئے اس جگہ لاکر رکھے یہ دیکھکر میں نے اس جوان سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں اس نے کہا کہ یہ غلام یزید کے ہیں جب وہ ارادہ حمام کا کرتا ہے تو یہ لوگ گلاب سے حمام کو دھوتے ہیں اور معطر کرتے ہیں پس تھوڑی دیر کے بعد دیکھا میں نے کہ قریب پانچسو غلام آئے کہ سن ہر ایک کا دس دس پندرہ پندرہ برس کا تھا اور کمربند طلائی لباس فاخرہ پر باندھے ہوئے تھے اور ہر ایک گرز طلائی مرصع جواہرات سے ہاتھ میں لئے ہوئے ہے اور یزید لعین درمیان میں انکے لباس دیبقی پہنے ہوئے تھا اور ردائے زرتار سر پر ڈالے ہوئے اور نعلین طلائی مرصع مروارید سے پاؤں میں پہنے ہوئے تھا اور چہرہ اسکا دنیا ہی میں قبل آخرت کے سیاہ ہو گیا تھا اور ناک اسکی موٹی تھی اور اسپر اثر برص کا نمایاں تھا اور آگے اسکے لئے کرسیاں زرتار حمام تک برابر رکھی تھیں اور وہ مغرور زمین پر قدم نہ رکھتا تھا معلم کہتا ہے کہ یہ شان و شوکت اور عظمت اسکی دیکھکر مجھے مظلومی اور تنہائی جناب سید الشہدا کی یاد آگئی اور آنسو میری آنکھوں سے جاری ہوگئے اسوقت اس جوان نے نامہ عبداللہ کا اور وہ پارچہ جس میں اسکی عورتوں کے موئے سر تھے مجھ سے لیکر یزید کا استقبال کیا اور قبل داخل ہونے حمام کے اس سے کہا کہ اے امیر کیا تو نے قسم نہیں کھائی ہے اپنے باپ کی کہ ہر روز ایک حاجت میری روا کرے اور جس روز سے آقائے مظلوم کو تو نے قتل کیا ہے

اُس روز سے میں نے کوئی سوال تم سے نہیں کیا ہے کہا گیا کوئی حاجت رکھتی ہو اُس جوان نے کہا کہ ہاں
حاجت میری یہ ہے کہ اس نامہ کو پڑھکر جلدی اس کا جواب لکھ دے پس وہ نامہ یزید کو دیا اور اُس نے
کھولکر پڑھا اُسوقت رنگ اُسکا زرد ہوا اور کہا قاصد کہاں ہے اس جوان نے کہا یہ شخص حاضر ہے معلم کہتا
ہے کہ جب میں سامنے یزید کے کھڑا ہوا تو کہنے لگا یہ نامہ عبداللہ بن عمر کا ہے اُس نے مجھے سفارش لکھی ہے
کہ ابن زیاد کے نام حکم لکھوں کہ وہ مختار بن ابو عبیدہؓ کو رہا کرے میں نے کہا ہاں یہی حاجت ہے یزید نے کہا کہ
مجھے بہ یقین معلوم ہوتا ہے کہ تو شیعوں سے حسینؑ بن علیؑ کے ہے یہ سنکر میں نے کہا کہ میں عبیداللہ کا اجیر ہوں
تاکہ نامہ اور پارچہ تمہارے پاس پہنچاؤں پس پارچہ بھی اسکو دکھا دیا جس میں مُوئے سر تھے وہ دیکھکر حالت یزید کی
متغیر ہوئی اور کہا یہ نہایت امر عظیم ہے مگر نامہ لکھنے والا اور دینے والا سزاوار اس کا نہیں ہے کہ رد کروں معلم کہتا
ہے اُسوقت اس جوان نے کہا اے امیر یہ شخص شیعہ ہو یا نہو حاجت روائی میں تیرا کیا نقصان ہے یہ سنکر یزید نے
کاغذ اور قلمدان طلب کیا اور ابن زیاد کو نامہ لکھا کہ جلد مختارؓ کو رہا کرکے باعزاز و اکرام عبداللہ بن عمر کے پاس
روانہ کر اور معلم کے ساتھ بھی نیکی کرنا بعد اسکے یزید متوجہ ہوا طرف اُس جوان کے اور کہا کہ حاجت تیری روا ہوئی
مگر قسم ہے خدا کی کہ اگر تو دو لاکھ دینار طلب کرتا تو وہ رہائی مختارؓ سے آسان تر تھا اور اسوقت دو جہت سے
اسکی رہائی کردی ایک تو ادائے حقوق عبداللہ بن عمر خلیفہ زادہ اور دوسرے انعام و احسان تجھ پر ہوا ورنہ مختار کا
چھوٹنا بہت دشوار تھا حضرات مقام غور ہے کہ عبداللہ بن عمر کا تو یہ پاس و لحاظ کیا مگر فرزند رسولؐ کا کچھ پاس
لحاظ نہ کیا آہ ابن زیاد سے ظالم کو ان کے قتل پر مامور کیا اور اس شقی نے مع اصحاب و اقربا کے تشنہ لب شہید
کیا اور ان کے اہلحرم کو اسیر کرکے شہر بشہر پھرایا الغرض معلم کہتا ہے کہ بعد اس کے یزید نے حکم دیا کہ ایک خلعت
فاخرہ اور پانچسو درہم اور ایک ناقہ حاضر کرو جب لوگ لے کے آئے تو وہ سب مجھے دیا اور میں شاد ہو کر
اس جوان شیعہ سے رخصت ہوا اور قصر سے باہر آیا اور سوار ہو کر طرف کوفہ کے روانہ ہوا اور طے منازل کرتا ہوا
بہت جلد دروازہ قصر ابن زیاد پر پہنچا اور دہان بند سے منہ اپنا چھپایا تاکہ مجھے کوئی نہ پہچانے اور دربان سے
میں نے اجازت داخلہ چاہی اس نے کہا تو کون ہے میں نے کہا کہ مجھے یزید نے نامہ دیکر بھیجا ہے جب میں ابن زیاد کے
سامنے پہنچا تو دہان بند کھولا اور وہ لعین باوجود غیظ و غصہ کے مجھے دیکھکر متبسم ہوا اور کہا کہ وائے ہو تجھ پر تو نے
ایسا کام کیا ہے میں نے کہا کہ ہاں میں نے کیا ہے اور اس سے بھی زیادہ بڑا کام کرونگا بعد اسکے نامہ یزید کا
دیا اور عادت ابن زیاد کی یہ تھی کہ جب نامہ یزید کا آتا تھا تو کھڑا ہوتا تھا اور اسکو بوسہ دیکر اپنے سر پر
رکھتا تھا بعد اسکے کھولکر پڑھتا تھا اسوقت بھی ایسا ہی کیا جب اس نامہ کو پڑھا تو کہنے لگا حکم امیر کا بسر و چشم بجا
لاؤنگا پس حکم دیا کہ مختارؓ کو لاؤ جب مختارؓ کو سامنے ابن زیاد کے لائے تو وہ مکار واسطے تعظیم کے کھڑا ہوا اور قریب

طلب کرکے مختارؒ کے زخموں کا علاج کیا جو طوق و زنجیر کے تھے بعد اسکے مختارؒ کو حمام میں بھیجدیا تاکہ موے سر منڈوا کر غسل کرے اور ایک خلعت فاخرہ بھیجدیا تاکہ وہ پہن لے جب مختارؒ غسل سے فارغ ہوئے تو ابن زیاد نے ایک ناقہ تیار کیا اور دوسرے ناقہ پر اسباب اور زاد راہ رکھا اور دس ہزار دینار دیکر بہت سی عذر خواہی کی اور معلم کو بھی بہت سا نقد و جنس دیا اور ایک نامہ بنام عبداللہ بن عمر کے دیکر کہا کہ اب طرف مدینہ کے بخیریت چلے جاؤ معلم کہتا ہے کہ میں مع مختارؒ کے قصر سے باہر آیا اور اپنے گھر میں جو کوفہ میں تھا داخل ہوا اور مختارؒ کے لئے طرح طرح کے عمدہ کھانے حاضر کئے اور کہا نوش کیجئے کہ آج آپ نے بڑی آفت و بلا سے نجات پائی ہے مختارؒ نے کہا اے دوست نہ خاوار میں گوشت اور طعام لذیذ نہ کھاؤں گا جب تک بنی امیہ کو قتل کرکے ان کو پامال نکروں اور ان کی لاشوں پر فرش نہ بچھاؤنگا اسوقت طعام لذیذ اور گوشت کھانا ہم کو اور تم کو سزاوار ہے جب مختارؒ اپنے ضروری کام سے فارغ ہوا تو میں نے ناقہ حاضر کیا اور ہم دونوں اسپر سوار ہوکر کوفہ سے باہر آئے اسوقت مختارؒ نے مجھ سے کہا کہ اب میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں تم اپنے گھر واپس چلے جاؤ میں نے کہا اے آقا میرے قسم ہے خدا کی کہ جبتک میں زندہ ہوں ہرگز تم سے جدا نہ ہونگا اور جہاں کا ارادہ ہو ہمراہ چلونگا مختارؒ نے کہا میں مدینہ جاؤنگا کہا کہ میں بھی چلونگا اور خدمتگذاری میں سرگرم رہونگا مختارؒ نے کہا بہتر چلو پس مجھے ہودج میں اپنے ہمراہ بٹھایا اور شتربانوں نے قطار ناقوں کی درست کی اور دوسرے ناقہ اول کی اپنے ہاتھ میں لی اور طرف مدینہ کے روانہ ہوا اور طے منازل کرتا ہوا وارد مدینہ ہوا اور ہم دونوں طرف خانہ عبداللہ کے متوجہ ہوئے اتفاقاً اس دن ان کے یہاں عمدہ اور لذیذ حلیم تیار کیا گیا تھا اور طباقوں میں رکھا تھا اور زوجہ سے کہہ رہا تھا کہ میرے ساتھ کھاؤ اور وہ کہتی تھی کہ میں ہرگز گوشت اور لذیذ غذا نہ کھاؤنگی جب تک صورت اپنے بھائی کی نہ دیکھونگی معلم کہتا ہے کہ اسی اثنا میں مختارؒ نے دق الباب کیا اور اس عورت نے کہا تو کون ہے جواب دیا کہ میں مختارؒ ہوں پس فوراً کھڑی ہوئی اور دروازہ کھولا اور بوجہ کمال شوق دیدار کے اپنے بھائی کو گلے سے لگایا یہاں تک کہ دونوں روتے روتے بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑے بعد اسکے جب افاقہ ہوا تو ایک دوسرے کو دیکھتے تھے اور بروایتے جب مختار کو ہوش آیا اور اس کی بہن کو ہوش نہ آیا تو اسکو حرکت دی دیکھا کہ طائر روح اس کی پرواز کر گئی ہے پس سب محزون و مغموم ہوئے اور اسکو غسل و کفن دیکر دفن کیا حضرات اس مقام پر اور ایک بہن کا بھائی سے ملنا یاد آگیا آہ وہ ستم رسیدہ فاطمہ صغرا ہیں جو مدینہ میں بیمار تھیں اور شوق دیدار پدر میں چاہتی تھیں کہ کوئی شخص جانب کوفہ سے ایسا آوے کہ جسکو مسافران حرم سے کربلا کا کچھ حال معلوم ہو پس جب بھائی ان کے سید سجادؑ قید خانہ کوفہ و شام سے رہائی پاکر مع اہل حرم کے وارد مدینہ ہوئے اور داخل روضہ رسول ہوئے تو اپنا رخسارہ اطہر روضہ انور پر رکھ کے فریاد کرنے لگے

اسی اثنا میں عورات ہاشمیہ روتی اور بین کرتی ہوئی روضۂ رسولؐ پر آئیں اور جناب زینبؑ و اُم کلثومؑ کے بین جگرخراش سنکر اسقدر روئیں اور شور گریہ وبکا کا بلند ہوا کہ روضۂ رسولؐ کو زلزلہ ہوا آہ جب فاطمہ صغریٰؑ کی نظر اپنے بھائی بیمار و ناتوان اور پھوپھیوں پر پڑی تو ان سے ملکر بشدت روئیں اور پوچھا کہ میرے بابا اور چچا کہاں ہیں اور بھائی علی اکبرؑ اور علی اصغرؑ اور قاسمؑ و عبد اللہؑ کیا ہوئے اُن ستم رسیدوں نے کہا کہ وہ سب روز عاشورا صحرائے کربلا میں تشنہ لب شہید ہوئے اور سر اُن کے نیزوں پر شہر بشہر پھرائے گئے یہ سنکر وہ ستم دیدہ روتے روتے بیحال ہو گئیں اور فریاد کرنے لگیں آہ اب حال فاطمہ صغریٰؑ اور سکینہؑ خاتون کا کس زبان سے بیان کروں ایک یتیمہ تو درد جدائی اور بیماری میں مبتلا تھیں اور دوسری یتیمہ رنج والم اسیری اور محنت سفر اٹھائے تھیں پس جب نظر ایک بہن کی دوسری بہن پر پڑی تو دونوں ستم دیدہ گلے ملکر اس قدر روئیں کہ روتے روتے بیحال ہوئیں اور انکی شدت گریہ وبکا سے روضۂ رسولؐ کو تزلزل ہوا اور لوگ رونے لگے آخر کار جناب اُم سلمہؓ نے گرد وغبار اُن کے سروں سے اور آنسو انکی آنکھوں سے پونچھے اور تسلی و دلاسا دیکر وہاں سے طرف گھر کے لے گئیں جب مکانات اپنے عزیزو اقربا کے خالی دیکھے تو زار زار روئے اور بیحال ہوئے آہ مومنین کیونکر یہ حال نہوتا کہ وہ گھر سنسان ہو گئے تھے اور یزید لعین نے بکمال عداوت منہدم کرایا تھا پس وہ سب ستم دیدہ اپنی حیات میں رات و دن مصائب امام حسین علیہ السلام کے رویا کرتی تھیں یہانتک کہ روتے روتے دُنیا سے رحلت فرمائی الا لعنۃ اللہ علی القوم الظلمین

مجلس ۱۰ قال اللہ تعالیٰ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے قریب ہے کہ واقف ہوں گے وہ لوگ جنہوں نے ظلم وستم کیا ہے اس سے کہ بازگشت انکی کہاں ہے اور کس عذاب سخت میں گرفتار ہونگے واقعی حضرات ظالم کا انجام بُرا ہے اور دنیا میں ذلیل وخوار ہوتا ہے اور آخرت میں عذاب سخت میں مبتلا رہے گا اور ثروت چندروزہ کچھ کام نہیں آتی ہے چنانچہ ابو مخنف اور ابن نماؒ نے روایت کی ہے کہ بعد رہائی مختارؒ کے یزید لعین نے چندروز کے بعد حکم دیا کہ سب ارکین سلطنت اور اہل لشکر شکار پر جانے کے واسطے تیار و آمادہ رہیں پس جب وہ شقی مع لشکر کے شہر دمشق سے دو منزل سے زیادہ آگے بڑھا تو ایک آہو کو دیکھا اور گھوڑا اس کے پیچھے دوڑایا اور نظر سے لشکر کے غائب ہوا اور وہ آہو پہاڑوں کی طرف نکل گیا ہر چند تلاش کیا کچھ نشان اس کا معلوم نہوا یہانتک کہ اس لعین پر پیاس غالب ہوئی اور اثنائے راہ میں پانی صاف دکھائی دیا اور چاہا کہ پئے یکایک ایک طائر کو دیکھا اور اس طائر نے اس ملعون پر حملہ کر کے پارہ پارہ کیا اور نکل گیا پھر اس طائر نے اُگلدیا پھر بقدرت خداوندی زندہ ہوا اور چاہا کہ پانی پئے پھر اس طائر نے پارہ پارہ کر کے نگلا اور خداوند قہار نے اس جبار کو اس عذاب دُنیا میں قبل عذاب

آخرت کے مبتلا کیا اور بروایتے جب یزید آہو کی تلاش میں بیابان میں پہنچا تو خداوند قہار نے ایک فرشتہ
فرشتہائے عذاب سے بھیجا اور اسکے ہاتھ میں تازیانۂ آتشیں تھا اُس فرشتہ نے اُس لعین کو واصل جہنم کیا اور
جب لشکر والوں نے دیکھا کہ اسکے آنے میں دیر ہوئی تو اُس بیابان کی طرف روانہ ہوئے ہر چند تلاش کیا نہ پایا
یہاں تک کہ وہ لوگ ہلاک ہوئے اور جو بچے لشکر والوں نے گھوڑا یزید کا دیکھا کہ ایک پاؤں اس کا رکاب میں
ہے اور باقی بدن پارہ پارہ ہو کا کہیں نشان نہیں ہے یہ دیکھکر فریاد کرنے لگے اور روتے ہوئے طرف دمشق کے
واپس آئے جب یہ خبر مشہور ہوئی تو کچھ لوگ شاد و مسرور ہوئے اور کچھ لوگ رنجیدہ اور غمگین ہوئے
اور جو لوگ فرحناک تھے انہوں نے چاہا کہ ہجوم کرکے قصر یزید میں اسکی اولاد کو قتل کرکے غارت کریں اور جو
غمناک تھے انہوں نے اس لعین کے اہل و عیال اور مال کی حفاظت میں کوشش کی اور باہم فتنہ و فساد برپا ہوا
غرضکہ جب یزید چودھویں تاریخ ماہ ربیع الاول ۶۴ھ ہجری کو اڑتیس برس کی عمر میں دو برس اور آٹھ مہینے سلطنت
کرکے اور گیارہ لڑکے چھوڑکے واصل جہنم ہوا تو اہل شام نے اسکے بیٹے ابو لیلیٰ کی جو معاویہ کے نام سے مشہور
تھا بیعت کی لیکن اس نے خلیفہ بننا منظور نہ کیا اُس زمانہ میں ابن زیاد لعین بصرہ میں تھا جب اُسکو یزید لعین کے مرنے
کی خبر پہنچی تو حکم دیا کہ منادی کوچہ و بازار بصرہ میں ندا کرے کہ سب لوگ مسجد جامع میں جمع ہوں جب لوگ جمع ہوگئے
تو ابن زیاد منبر پر گیا اور اُس کاذب نے بعد خطبہ کے بیان کیا کہ مجھے بضرورت اشد یزید نے طلب کیا ہے اور میں
دمشق جاتا ہوں اور اپنے مقام پر اپنے بھائی عثمان بن زیاد کو چھوڑتا ہوں تم لوگ اسکی اطاعت کرنا اور اسکی
مخالفت نہ کرنا اور اگر دمشق میری سکونت رہی تو نامہ و پیام جاری رکھوں گا یہ کہکر منبر سے اُترا اور
ایک جماعت کو اپنے بھائی کے پاس چھوڑ دیا بعد اس کے آواز دی کہ کون تم میں ایسا ہے کہ مجھے راہ
قریب سے بہت جلد دمشق میں پہنچائے اور اسکو دو بدرہ یعنی چار من بتیس سیر طلائے خالص کا عطا
کروں گا یہ سُنکر عمرو بن جارود جو بصرہ میں اپنی قوم کا رئیس اور بنی اُمیہ کا خیرخواہ تھا کھڑا ہوا اور
کہا کہ میں تم کو اپنے ناقہ پر سوار کرکے طرف دمشق کے لے جاؤں گا اور میری اولاد و غلام تیری حفاظت
کریں گے اور اس کے اکیس فرزند تھے کہ ہر ایک بمقابل بیس سوار کے شمار کیا جاتا تھا یہ سُنکر عبید اللہ بن
زیاد نہایت فرحناک ہوا اور کہا کہ میں تجھ کو دو چند انعام دوں گا جبکہ تو بہت جلد مجھے دمشق میں
پہنچائے بعد اس کے سامان سفر درست کرکے ابن زیاد نے ایک ناقہ طلب کیا اور ہودج عمدہ اُس پر
رکھوائی اور اپنے چاروں فرزند اور سو قاطر جن پر مال و اسباب نفیس اور طلا اور نقرہ اور جواہرات
تھا اور چار سو غلام اور پندرہ نفر اپنے اصحاب خاص سے ہمراہ لئے اور ابن جارود بھی مع اپنی سب اولاد
اور غلاموں کے تیار ہو کر سب کے سب اپنے ناقوں اور گھوڑوں پر سوار ہو کر روانۂ دمشق ہوئے اور یہ خبر کوفہ

میں اُن چار ہزار پانچسو دینداروں کو پہنچی جو قید خانہ سے رہا ہوئے تھے اور ابن زیاد کے گھر کو لوٹا تھا پس وہ سب مسلح ہوکر سوار ہوئے اور ابن زیاد کی تلاش میں روانہ ہوئے اور ایک چوراہہ پر منتظر رہے راوی کہتا ہے کہ ابن جارود کا ایک بیٹا ایک فرسخ یعنی تین میل سے زیادہ مسافت سے جو چیز دیکھتا تھا تو پہچان لیتا تھا کہ وہ کیا ہے جب اُس نے آنکھیں کھولکر بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ لشکر عظیم ہے اس نے اپنے باپ کو فوراً مطلع کیا جب ابن جارود نے سنا تو فوراً ابن زیاد سے کہا کہ سچ بیان کر کہ کس وجہ سے تونے مع اہل و عیال اور بقدر مال کے سفر اختیار کیا ہے تاکہ کوئی تدبیر کروں کیونکہ لشکر کوفہ قریب آپہنچا ہے یہ سُنکر ابن زیاد نے مضطرب ہوکر کہا اے بھائی یزید ابن معاویہ مرگیا اور مجھے خبر پہنچی ہے کہ اہل کوفہ نے میرا گھر گرادیا اور خزانہ و مال و اسباب اور گھوڑے لوٹ لئے اور قید خانہ کا دروازہ توڑ ڈالا اور چار ہزار پانچ سو قیدیوں کو کہ سب شیعہ ہیں رہا کیا اور ان شیعیان علی ابن ابیطالب کو خبر پہنچی ہے کہ میں بصرہ سے طرف دمشق کے جاتا ہوں اور مجھے گمان ہے کہ وہ تعاقب میرا کرینگے اور میں اُن سے خوفناک ہوں ابن جارود نے کہا اگر خبر صحیح انکو پہنچی ہے تو ہرگز تو نجات نہ پائیگا مگر میں ایک تدبیر کرتا ہوں شاید کارگر ہو پس وہ ایک ناقہ لایا اسکے شکم میں ابن زیاد کو باندھا اور دو مشکوں میں ہوا پھونک کر داہنے اور بائیں طرف اس شتی کے باندھی اور اوپر بڑی جھول ڈالدی اور اُسکو ایسا مخفی کیا کہ کسیکو گمان بھی نہوا اور وہاں سے روانہ ہوا اسی اثنا میں لشکر کوفہ قریب پہنچا اور سردار اس کا سلیمان خزاعی تھا اور وہ صدا کرتے تھے یَالَثَارَاتِ الْحُسَیْنِ اے عوض لینے والو خون امام حسین علیہ السلام کے یہ سُنکر ابن جارود نے کہا کہ اے قوم عرب تم کس سے عوض خون کا چاہتے ہو انہوں نے کہا کہ ابن زیاد لعین سے اور ہم کو خبر پہنچی ہے کہ تم اس دشمن خدا کو طرف شام کے لئے جاتے ہو یہ سنکر ابن جارود نے کہا کہ میں نہ تاریکی شب میں ہوں نہ کسی دیوار کے پیچھے ہوں نہ درمیان ہمارے اور تمہارے کوئی چیز حائل ہے اس صحرا میں کجا وے تمہارے سامنے حاضر ہیں دیکھو پس ہرچند تلاش کیا نہ پایا اور گمان کیا کہ وہ دوسری راہ سے گیا ہوگا اسوقت سلیمان خزاعی نے اپنے رفقا سے کہا کہ جس نے مجھے یہ خبر دی تھی وہ بڑا راستگو ہے کہ ابن زیاد اولاد یزید کے پاس جاتا ہے اب چلو اسکی فکر میں رہیں اور جہاں ملے اسکو مع اعدائے دین کے قتل کریں رفقا نے کہا کہ ہم سب فرمانبردار آپ کے ہیں اور ہمہ تن شریک حال ہیں یہ کہکر وہ لشکر چلا گیا جب نظر سے غائب ہوا تو ابن جارود نے ابن زیاد کو ناقہ کے شکم سے کھولکر ہودج میں بٹھایا اسوقت ابن زیاد نے اسکو بیس ہزار دینار انعام دیئے اور بعد بیس روز کے وہ دمشق میں پہنچا اور وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ سب آمادہ ہیں کہ عبداللہ بن عمر کی بیعت کریں پس ابن زیاد مروان بن حکم کے پاس گیا اور کہا کہ

تعجب ہے تیرے ہوتے ہوئے لوگ اوروں کی طرف رجوع کریں اور دولت بنی اُمیہ برباد ہو جائے پس
مروان نے کہا تیری کیا رائے ہے ابن زیاد نے کہا کہ تو اپنی قوم والوں کو جمع کر اور اپنے چچا یزید کے خزانے
کھول دے اور سب پر تقسیم کر دے اور سب سے بیعت لے اور میں سب سے پہلے بیعت تیری کرونگا اور میں تیرے
لئے سو ناطر زر طلا و نقرہ سے لایا ہوں اُسکو لشکر اور سواروں پر تقسیم کر جب لشکر عظیم جمع ہو گا تو ارادہ
عراق کا کر اور میں کوفہ اور بصرہ کا تیرے لئے انتظام کروں گا اور تیرے نام کا خطبہ پڑھونگا مروان نے کہا
اگر تو ایسا کرے گا تو میں تجھکو مثل اپنے نفس کے سمجھوں گا پس ابن زیاد نے تمام مال و اسباب اور طلا و نقرہ
نقد و جنس سامنے اسکے انبار کر دیا اور یزید لعین کے لشکر اور افسروں کو بلا کر تقسیم کیا اور ان سے واسطے مروان
کے بیعت لے لی بعد اس کے یزید کے مال اور خزانوں پر قبضہ کیا اور مروان یزید کے دار الامارہ میں تخت سلطنت
پر بیٹھا اور ابن زیاد نے ہر ملک و دیار میں نامہ روانہ کئے یہانتک کہ تین لاکھ سوار و پیادے جمع ہوئے اُسوقت
ابن زیاد نے مع لشکر کے ارادہ عراق کا کیا اور بہت جلد قریہ شعریہ میں پہنچا اور ایک سردار کو مع لاکھ سوار و
پیادہ کے طرف کوفہ کے روانہ کیا اور اُس سے کہا کہ اثنائے راہ میں سلیمان خزاعی مع چار ہزار پانچسو شیعیان
علی بن ابیطالب کے تم کو ملیگا ان سب کو قتل کرنا اور میں بھی عنقریب آتا ہوں راوی کہتا ہے کہ سلیمان
خزاعی مع اپنے رفقا کے مقام عین الوردہ میں منتظر ابن زیاد کے تھے اور جہانتک بنی اُمیہ کو پاتے تھے
قتل کرتے تھے یکایک ایک علم و نشان نظر آیا اُسپر مروان بن حکم کا نام لکھا تھا اور اُس نشان کے ہمراہ
لشکر عظیم تھا یہ دیکھکر سلیمان خزاعی مع لشکر کے سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر سوار ہوئے اور کہا معلوم ہوتا
ہے کہ ابن زیاد شام میں پہنچ گیا اور مروان کی بیعت کی ہے اور ریاست اس کے لئے قرار دی ہے ورنہ
مروان کو یہ قدرت نہ تھی بعد اسکے آواز دی کہ اے دیندارو خدا تم پر رحمت اپنی نازل کرے اعدائے دین پر
حملہ کرو پس لشکر ان چار ہزار پانچسو دینداروں نے تلواریں میان سے کھینچ لیں اور نیزے تانکر ان کے مقابل ہوئے
اور ندا کی یَا لَثَارَاتِ الْحُسَیْن اے عوض لینے والو خون امام حسین علیہ السلام کے اور آواز تکبیر و
تہلیل کی بلند کر کے لشکر اعدا پر حملہ کیا اور ہنگامہ کارزار گرم ہوا اور بکمال شجاعت و بہادری تمام
دن حرب و ضرب رہی یہانتک کہ لشکر سلیمان خزاعی سے پانچ سو سوار جرار قتل ہوئے
اور لشکر ابن زیاد سے بارہ ہزار افراد فی النار ہوئے جب رات ہوئی تو دونوں لشکر اپنے اپنے مقام
پر پھر گئے اور اپنے گھوڑوں کی پشت پر سوئے پس جب صبح ہوئی اور موذن نے اذان دی تو
سلیمان خزاعی نے اپنے لشکر کو نماز صبح بجماعت پڑھائی بعد اسکے سوار ہو کر لشکر اعدا پر حملہ کیا اور
تمام دن بکمال دلیری مشغول جنگ رہے اور ہر شخص آرزومند شہادت کا تھا اور جان دینے کو سعادت

ایدہی جاننا تھا یہاں تک کہ لشکر اشقیا سے بیس ہزار کو واصل نار کیا اور باقی فرار کر گئے اور وہاں سے دو منزل پر جا کے ابن زیاد سے ملحق ہو گئے پس ایسی شکست فاش ابن زیاد لعین پر نہایت دشوار ہوئی اور کہنے لگا کہ وائے ہو تم پر باوجود لاکھ سوار کے چار ہزار پانچ سو نفر نے تمہاری شوکت کو توڑا اب میرے ساتھ چلو اور لشکر کو حکم دیا ہونا کہ قتل کریں اسوقت ابن زیاد کے ہمراہ دو لاکھ ساٹھ ہزار سوار تھے اور بہت جلد قریب لشکر سلیمان کے پہنچا جب سلیمانؑ نے لشکر ابن زیاد کو دیکھا تو تکبیر بلند کی اور اسکے رفقا نے بھی اللہ اکبر کہا اور سوار ہوئے اور ندا یالثارات الحسینؑ کرتے ہوئے لشکر اعدا پر حملہ کیا اور تمام میدان ہنگامہ کارزار گرم رہا یہاں تک کہ لشکر سلیمان سے تین ہزار دیندار قتل ہوئے اور لشکر اعدا کو بھی بکثرت قتل کیا اور جب سب کو اپنے مقام پر واپس آئے تو بعض اصحاب نے کہا کہ اب ہم صرف ایک ہزار باقی رہے اور لشکر ابن زیاد میں ابھی ایک لاکھ نفر ہیں اگر صبح کو لڑائی ہوئی تو ہم سب قتل ہونگے پس مناسب یہ ہے کہ دریا سے عبور کر کے اہل کوفہ سے مدد طلب کریں اور جب لوگ جمع ہونگے تو اسوقت اعدائے دین کو قتل کریں یہ سنکر سلیمانؑ نے کہا اگر تم لوگ واسطے رضائے خدا و رسولؐ کے عوض خون فرزند رسولؐ کا لیتے ہو تو ثابت قدمی کرو ورنہ تم کو اختیار ہے اور تم خوب جانتے ہو کہ میں قاتلان فرزند رسولؐ سے دست بردار نہ ہونگا اور نہ انکے مقابلہ سے منہ پھیرونگا یہ سنکر اصحاب نے کہا کہ ہم طالب دنیا نہیں ہیں ہم کو عوض خون فرزند رسولؐ کا لینا مقصود ہے پس جب صبح ہوئی تو سلیمانؑ نے مع بقیہ اصحاب کے نماز بجماعت ادا کی اور سوار ہو کے یکبارگی لشکر اعدا پر حملہ کر کے پندرہ ہزار اشرار کو فی النار کیا اور آٹھ روز تک پے در پے اسیطرح جنگ رہی اور نویں دن لشکر سلیمان میں صرف چھ سو دیندار نامی اور بہادر باقی تھے اور وہ سب بزرگوار مجروح زخموں سے ایسے ناتوان تھے کہ کلام کرنے کی بھی طاقت نہ تھی اور کئی روز کے بھوکے پیاسے تھے اور گرد سلیمانؑ کے جمع ہوئے اور شام کے وقت دریائے فرات سے عبور کر کے مشغول عبادت اور قرآن و دعا ہوئے اور صلوات بھیجتے تھے حضرت محمد و آل محمد صلے اللہ علیہ و آلہ پر اور دعا کرتے تھے کہ بار الہا ہم کو اپنے آقائے مظلوم سید الشہداء سے ملحق فرما پس آخر شب سلیمان خزاعیؓ کی آنکھ لگ گئی یکایک عالم رویا میں ایک باغ سرسبز دیکھا کہ اس میں نہریں جاری ہیں اور طرح طرح کے میوے بکثرت ہیں اور ایک مکان بجاابستان طلائی ہے اور سلیم وے پڑے ہوئے ہیں اور ایک معظمہ نقاب سندس سبز سے لپیٹے ہوئے فرماتی ہیں کہ اے سلیمانؑ خدا تمہاری سعی و کوشش کو قبول کرے اور تم کو بشارت ہو کہ تم مع اصحاب کے اور جو ہماری محبت میں قتل ہوا اور جو از راہ ترحم کے ہمارے حال پر روئے وہ سب ہمارے ساتھ داخل جنت ہونگے سلیمانؑ کہتا ہے کہ اسوقت میں نے عرض کیا کہ آپکا نام کیا ہے فرمایا میں خدیجہؑ کبریٰ ہوں اور یہ بیٹی میری

فاطمہ زہرا تم کو سلام کہتی ہیں اور یہ فرزند میرے حسینؑ تم کو بشارت دیتے ہیں کہ کل تو قریب زوال آفتاب کے ہمارے پاس ہوگا بعد اسکے ایک ظرف آب مجھے عطا کیا اور فرمایا کہ اسکو اپنے بدن پر ڈال دے پس جب سلیمانؒ خواب سے بیدار ہوئے تو اپنے سرھانے وہ پانی پایا اس سے غسل کیا اور لباس پہنا اور وہ ظرف غائب ہوا پس متعجب ہوکر کہنے لگا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰهِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ یہ سنکر اصحاب نے حال پوچھا سلیمانؒ نے سب خواب اپنا بیان کیا اور اصحاب نے تکبیر بلند کی اور بعد نماز صبح کے لشکر اعدا پر حملہ کیا اور قریب زوال آفتاب تک ہنگامہ کارزار گرم رہا یہانتک کہ وہ سب دینداروں درجہ شہادت پر فائز ہوئے اور ابن زیاد نے ان کے سروں کو جدا کرکے نیزوں پر نصب کیا اور طرف شام کے مروان کے پاس روانہ کیا آہ اس مقام پر یاد آگیا حال سرہائے مقدسہ شہدائے کربلا کا جب ابن سعد لعین نے ان سروں کو نیزوں پر نصب کرکے ابن زیاد ملعون کے پاس روانہ کوفہ کیا چنانچہ محرق القلوب وغیرہ میں منقول ہے کہ ابن سعد نے روز عاشورہ سر اقدس امام حسین علیہ السلام کا نیزے پر رکھکر بہمرہ خولی اور حمید بن مسلم کے کرکے ابن زیاد کے پاس روانہ کیا بعد اسکے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ باقی شہدا کے سر جدا کرو جب سر شہدا کے لائے تو وہ شقی مسرور ہوا اور ان سروں کو قبائل عرب پر تقسیم کیا اور شمر لعین اور قیس بن اشعث اور عمر بن حجاج کو ان سروں کے ہمراہ طرف کوفہ کے روانہ کیا راوی کہتا ہے کہ میں بازار کوفہ میں کھڑا تھا ناگاہ آواز تکبیر کی میرے کان میں آئی۔ جب میں نے جانب مشرق نگاہ کی تو دیکھا میں نے کہ آگے آگے بہت سے سر نیزوں پر رکھے ہیں اور پیچھے انکے بہت سی عورتیں اور بچے اونٹوں پر سوار روتے ہوئے چلے آتے ہیں اور دیکھا میں نے ایک نوجوان نہایت بیمار و ناتوان ایک شتر لاغر پر سوار اور گلے میں اسکے طوق آہنی اور ہاتھ انکے زنجیر سے بندھے ہیں اور دونوں پاؤں انکے شکم سے ناقہ کے اس بیرحمی سے کھینچکر باندھے ہیں کہ صدمے سے انکے خون جاری ہے اور اذیت و تکلیف سے وہ بیمار نہایت بیچین ہے اور آہ آہ کرتا ہے ہائے افسوس تمازت آفتاب سے جب وہ طوق اور زنجیر آہنی گرم ہوتی تھی تو اور زیادہ تکلیف ہوتی تھی اور اظہر من اور نیچے زیادہ کرتے کہ یا جدّاہ کاشکہ اسوقت آپ ہمارے اس حال کو دیکھتے کہ شتران بے کجاوہ پر یہ وہ سوار ہیں اور کوئی ہمارا فریادرس نہیں ہے افسوس ہزار افسوس آخر اعدائے دین ان سرہائے شہدا اور اسیروں کو کوچہ و بازار کوفہ میں پھرا کر سامنے ابن زیاد کے لائے اور وہ لعین سر اقدس امام حسینؑ کو دیکھکر مسرور ہوا اور لب و دندان پر چھڑی لگاتا تھا ہائے افسوس جو سر انور آغوش رسولخدا اور بتول عذرا میں پلا ہو اور جسکے گیسوئے مشکین آب سلسبیل سے دہوئے گئے ہوں وہ طاس طلا میں سامنے ایک شرابخوار کے رکھا جاوے آہ کبھی نیزہ پر نصب کیا گیا کبھی تنور

میں رکھ کے خاکستر سے آلودہ ہوا کبھی صندوق میں بند کیا گیا کبھی شاخ درخت پر لٹکایا گیا کبھی دروازہ
قصر پر آویزاں کیا گیا افسوس اعدا نے اسپر بھی اکتفا نہ کی اور اس سر انور کو خزانہ یزید میں مدت تک
مقفل رکھا آخر بعد مرنے یزید کے وہ سر انور لیکر ایک شیعہ نے نجف اشرف میں بقولے کربلا میں لاکر دفن
کیا۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

مجلس ۷

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ يَا اَبَاذَرٍّ اِنَّ الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے اے
ابوذر تحقیق کہ دنیا مومن کے لئے قیدخانہ ہے اور کافر کے واسطے جنت ہے حضرات واقعی اس دار دنیا میں مومنین کو
طرح طرح کے رنج و غم اور مکروہات میں مبتلا رہتے ہیں اور اعدائے دین بھی ان کو چین لینے نہیں دیتے ہیں اور ہمیشہ
درپئے اذیت و آزار رہتے ہیں اور کیسے کیسے جور و جفا کر کے ان کی ہلاکت میں کوشش بیفائدہ کرتے ہیں چنانچہ
ابومخنف وغیرہ نے روایت کی ہے کہ مختار رح اور چار ہزار پانچسو دیندار شیعیان حیدر کرار عہد معاویہ سے بطوق و
زنجیر قیدخانہ کوفہ میں اسیر و مقید تھے اسیوجہ سے نصرت سے امام حسین علیہ السلام کی محروم رہے پس جب جناب مسلم رض
وارد کوفہ ہوئے اور اٹھارہ ہزار کوفیوں نے انکی بیعت کی تو اسوقت چاہا کہ ان اسیروں کو رہا کریں لیکن اسی شب کو
ابن زیاد بصرہ سے آکر داخل کوفہ ہوا اور اہل کوفہ کو خوف سے یزید کے ڈرایا اور انہوں نے نقض بیعت کر کے ساتھ
جناب مسلم کا چھوڑ دیا یہانتک کہ وہ مظلوم عالم مسافرت و تنہائی میں بحکم ابن زیاد لعین کے قتل ہوگئے اسیوجہ سے ان
اسیروں کی رہائی نہوئی پس جب یزید بن معاویہ چودھویں تاریخ ربیع الاولی ۶۴ھ ہجری میں مرگیا اور بعض اعضا اس
لعین کے ملے تو بنی امیہ نے اگرچہ بتزک و احتشام ملک شام میں دفن کیا مگر روز دفن سے آجتک تمام اہل اسلام بلکہ یہود
و نصاریٰ بھی اس لعین کو سنگسار کر کے نفرین کرتے ہیں اور جو وہاں جاتا ہے پتھر اپنے ساتھ لیجاتا ہے اور اس شقی
کی قبر پر مارتا ہے جس کے سبب سے وہاں پتھروں کا انبار ہو گیا ہے کیونکہ عموماً ان کو تجربہ ہو گیا ہے کہ جو اس شیطان کو
رمی جمرات نکریں تو کوئی حاجت روا نہیں ہوتی ایسا منحوس جانتے ہیں کیونکر نہو وہ مردود شقی ازلی ہے کہ ہر
نبی و وصی اور خلائق اور ہر موجودات نے اسپر لعنت کی ہے اور ابدالآباد طوق لعنت اسکے گلے میں پڑ گیا ہے اور
عذاب سخت و دشوار میں مبتلا ہے اور جو عذاب کہ خدا نے اسکے لئے مہیا فرمایا ہے وہاں اسکو پہنچنا ضرور ہے
الغرض جب یزید کے ہلاک ہونے کی خبر مشہور ہوئی تو اس زمانہ میں ابن زیاد بصرہ میں تھا اور کوفہ میں لوگوں
نے اسکے قصر پر ہجوم کیا اور مال و اسباب اور گھوڑے لوٹ لئے اور اس کے غلاموں کو قتل کیا اور دروازہ
زندان کو توڑ کر اسیروں کو رہا کیا اسوقت زندان سے ان چار ہزار پانچسو دینداروں نے رہائی پائی
منجملہ انکے یہ رؤسائے نامی سلیمان خزاعی اور ابراہیم بن مالک اشتر رح اور سعید بن صفوان رح اور یحییٰ بن عوان
وغیرہ تھے جنکی شجاعت و دلاوری محک امتحان میں آچکی تھی اور مختار رح قبل اسکے بکمال کوشش معلم دیندار کے

رہائی پاکے روانہ مدینہ ہو چکے تھے اور بعد چند روز کے مکہ میں آنے تھے اور بوجہ کاوش بنی اُمیہ کے وہاں سے طرف طائف کے چلے گئے اور اپنے بنی اعمام کے یہاں سال بھر بسر کی غرضکہ بعد رہائی کے اِن رؤسائے نامی نے مع رفقا کے خزانہ ابن زیاد کا لوٹ لیا اور جو سلاح وہاں موجود تھا وہ سب لیکر گھر اُٹھا لگا دیا اور اعدا کو قتل کرنا شروع کیا اور جابجا دو برس تک ہنگامہ عظیم بپا رہا اور امام زین العابدین کو حکم خدا اور رسول یہ تھا کہ اپنے زمانہ امامت میں خود صابر و شاکر اپنے گھر میں رہیں اور عبادت و ذکر خدا میں مشغول رہیں یہانتک کہ خلق سے ملاقات کریں یہی وجہ تھی کہ جب لوگوں نے مدینہ میں عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ آپ اعدائے اپنے پدر مظلوم کے خون کا بدلہ لیجئے تو آنحضرت نے کچھ اعتنا نہ فرمائی اور جب مختار رحنے جازت طلب کی تو حضرت نے سکوت فرمایا جب محمد بن علی علیہ السلام جو محمد بن حنفیہ مشہور ہوئے ہیں اس امر میں مُصر ہوئے تو فرمایا آپ کو اختیار ہے کیونکہ حضرت بعلم امامت جانتے تھے کہ آخر مختار رح قتل ہوگا اور عرصہ تک حکومت بنی اُمیہ کی باقی رہیگی پس خود خانہ نشین ہوئے اور اپنے چچا محمد بن حنفیہ رح کو مختار رح کے بارہ میں اختیار دیا پس جب مختار رح مع فرمان محمد بن حنفیہ رح کے حجاز سے روانہ ہوئے تو پہلے کربلا میں پہنچے اور بعد زیارت قبر انور امام حسین علیہ السلام اور گریہ و بکا کے روانہ کوفہ ہوئے اور کئی مہینے تک اکابر اہل کوفہ خصوصاً ابراہیم بن مالک اشتر رح وغیرہ سے مشورہ رہا آخر سولھویں تاریخ ربیع الاول سنہ ہجری میں علم شوکت اور نشان صولت بلند کیا اور دوستداران خاندان رسالت بیعت انکی ان شرائط پر کرتے تھے کہ مطابق کتاب خدا اور سنت جناب رسولخدا کے عمل کرے اور عوض خون ناحق ریختہ آل رسول کا اُن کے قاتلوں سے لے اور شیعیان حیدر کرار سے دفع مضرت اعدا و اشرار کرے پس جب مختار رح حاکم کوفہ ہوئے اور ہزاروں آدمیوں نے انکی بیعت کی اور بدن و جان ان کے شریک حال ہوئے تو اعدائے دین کو چُن چُن کے قتل کرنا شروع کیا یہانتک کہ کوفہ اور اطراف کوفہ میں کئی جگہ حرب و جنگ عظیم واقع ہوئی اور ہنگامہ کارزار گرم ہوا اور ہزاروں اشقیا کو بعذاب شدید واصل جہنم کیا اور یہ عذاب شدید بمقابل عذاب آخرت کے ایک پر کس کو برابر نہیں ہے جو خدا نے قاتلان آل رسول کیلئے مہیا کیا ہے اور پہلے جو اشقیا گرفتار ہو کر سامنے مختار رح کے آئے وہ وہ ملعون تھے جنہوں نے لاش اطہر پر فرزند رسول کے کربلا میں بقصد پامالی نعلبندی کر کے گھوڑے دوڑائے تھے جب نظر مختار رح کی اُنپر پڑی تو بشدت رونے لگے اور کہا اے دشمنان خدا و رسول جو ظلم و ستم فرزند رسول پر ہوئے تھے اور بدن اطہر تیر و نیزہ اور تلواروں سے مجروح تھا کیا وہ تم کو کافی نہ ہوا جو ایسی بے ادبی کے مرتکب ہوئے یہ کہکر مختار رح نے حکم دیا کہ انکو پشت پر لٹا کے بدن انکا پارہ پارہ کر کے جلا دو بعد اسکے کچھ لوگ حکیم بن طفیل و منقذ بن مرہ عبدی کو گرفتار کر کے سامنے مختار رح کے لائے اور کہا کہ ابن طفیل وہ شقی ہے جس نے روز عاشورا جناب عباس کی نہر اور پر گرز آہنی مارا جسکے صدمے

ف اہل خلاف بوجہ عناد اسم علی مرتضیٰ علیہ السلام نتوانستند کہ بر زبان بر زند پس بدیں لقب مشہور شدند ۱۲ منہ

سر اقدس شق ہوا اور گھوڑے سے زمین پر گرے اور منقذ وہ شقی ہے کہ جسنے سر اقدس پر جناب علی اکبر شبیہ پیغمبر کے ضربت شمشیر کی لگائی جسکے صدمہ سے وہ شاہزادہ غش کھا زمین پر گرا یہ سُنکر مختار رونے لگے اور حکم دیا کہ ان دونوں کو قتل کرو پس بعذاب شدید اُن اشقیا کو قتل کیا بعد اسکے خولی بن یزید اصبحی گرفتار ہو کر آیا یہ وہ شقی ہے جو سر انور امام حسین علیہ السلام کو بامید انعام سامنے ابن زیاد کے لایا تھا بعد اسکے اپنے گھر میں لیجا کر تنور میں پوشیدہ رکھا اور خاک آلودہ ہوا جب نظر مختار کی اُسپر پڑی کہا اے شقی بیان کر کہ تونے کربلا میں کیا کیا اُس لعین نے کہا اے مختار بعد شہادت امام حسین کے جب لوگ متوجہ ہوئے طرف لوٹنے کے تو اُسوقت میں قریب ایک دختر کے گیا کہ نام اسکا سکینہ تھا اور کانوں میں ان کے دو گوشوارے تھے اور میں نے چاہا کہ وہ لے لوں تو اُس نے مجھے منع کیا پس میں نے بجبر و قہر کھینچ لئے یہانتک کہ کان زخمی ہوئے اور خون جاری ہوا مختار نے کہا کہ اسوقت اس یتیمہ نے کیا کہا وہ شقی کہتا ہے کہ کہا خداوند قہار تیرے دونوں ہاتھ اور پاؤں قطع کرے اور تجھے آتش دُنیا سے قبل آتش جہنم کے جلاوے یہ سُنکر ابراہیم بن مالک اشتر بشدت رونے لگے اور کہا اے شقی اپنے ہاتھ آگے بڑھا جب اُس نے ہاتھ بڑھائے تو دونوں ہاتھ اور پاؤں اُسکے خنجر سے جُدا کئے اور طرح طرح کے عذاب سے فی النار کیا اور بنا بر دوسری روایت کے خولی لعین فرار کر گیا تھا اور ایک مزبلہ میں ایک شیعہ کے چھپا تھا اور بہت کوشش کر کے لوگوں نے اسکو گرفتار کیا اور سامنے مختار کے لائے جب نظر انکی اس شقی پر پڑی تو بشدت روئے اور پوچھا کہ اے لعین وہ نیزہ طویل تیرا کہاں ہے جسپر سر انور فرزند رسول خدا کا نصب کیا تھا اور کوچہ و بازار کوفہ میں پھراتا تھا آہ جو سر اقدس آغوش جناب رسول خدا اور بتول عذرا میں پلا تھا اُسکو تونے تمازت آفتاب میں نیزہ پر بلند کیا ہائے افسوس جس سر اطہر کے گیسوئے مشکیں رسول خدا اور فاطمہ زہرا اور جبرئیل امین آب سلسبیل سے دھوتے تھے اور گرد آلودہ نہ دیکھ سکتے تھے اسکو تونے تنور میں رکھا اور خاک سے آلودہ کیا اُسوقت مختار اور رفقا اُن کے بشدت رونے لگے اور اُس لعین کو بعذاب شدید واصل جہنم کیا یکایک ایک شقی کبود چشم کو گرفتار کر کے سامنے مختار کے لائے فقال ما صنعت یوم الطف بالحسین و اھلہ اور کہا اے شقی سچ بیان کر کہ تونے روز عاشورا امام حسین اور آنحضرت کے اہلبیت پر کیا ظلم و ستم کیا اُس نے کہا اے مختار جب لوگ اسباب لوٹنے لگے تو میں نے فرش ادیم انکے فرزند بیمار کے نیچے سے کھینچ لیا اور زینب خاتون کی چادر سر سے اور دو گوشوارے کانوں سے اُتار لئے یہ سُنکر مختار اور اصحاب اُن کے رونے لگے کہا ای لعین اُسوقت اس خاتون معظمہ نے تجھے کیا کہا جواب دیا کہ اس مخدومہ نے کہا اے دشمن خدا حق سبحانہ تعالی تیرے دونوں ہاتھ اور پاؤں قطع کرے اور تجھے آتش دنیا سے قبل آتش دوزخ کے جلاوے مختار نے کہا واللہ دعا اُس طاہرہ مظلومہ کی مقبول درگاہ الہی ہے یہ کہہ کے دونوں ہاتھ اور پاؤں اسکے قطع کئے اور بدن اسکا جلا دیا پس مختار نے بزرگان عرب کو جمع کر کے کہا کہ مجھے کھانا اور پانی گوارا نہیں ہے جبتک کہ فرزند رسول کے

قاتلوں کو جو ابھی زندہ ہیں حاضر نکر دگے اور کہا کہ اے دیندار و کسی کی شفاعت کی بھی تم کو اجازت نہیں ہے یہ خبر سنکر سنان ابن انس کوفہ سے فرار کر کے طرف بصرہ کے روانہ ہوا اور لوگوں نے گھر اسکا گرا دیا جب وہ شقی بصرہ سے قادسیہ کی طرف گیا تو اثنائے راہ میں جاسوسان مختارؒ نے گرفتار کر کے انکے پاس حاضر کیا جب نظر مختارؒ کی اس لعین پر پڑی تو بے اختیار رونے لگے بعض صحاب نے کہا کہ آج روز سرور ہے کہ آپ ایسے شقی پر ظفریاب ہوئے اسوقت آپکے رونے کا کیا سبب ہے مختارؒ نے کہا کہ مجھے مظلومی اور تنہائی اپنے آقا مظلوم کی یاد آگئی کیونکہ یہ وہ شقی ہے کہ جس نے روح اقدس جناب رسولخدا اور علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا اور حسن مجتبیٰ علیہم السلام کو بیچین کیا آہ یہ وہ لعین ہے کہ جس نے پہلوئے اقدس پر امام حسینؑ کے نیزہ مارا جسکے صدمہ سے گھوڑے پر سنبھلا نہ گیا اور منہ کے بل زمین گرم پر تشریف لائے اور رواہنا رخسارہ خاک آلودہ ہوا یہ سنکر سب اصحاب زار زار رونے لگے اور فریاد و امظلوماہ کی بلند ہوئی اور کہتے تھے کہ افسوس اسوقت ہم کربلا میں حاضر نہ تھے تاکہ جان اپنی اُن حضرت پر نثار کرتے پس بحکم مختارؒ ہاتھ اور پاؤں اس لعین کے قطع کر کے بعذاب شدید فی النار کیا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ

مجلس قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ نِ الَّذِىْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ ویل یعنی ایک چاہِ عظیم ہے جہنم میں واسطے غیبت کرنے والوں اور طعنہ زنوں کے جو پیٹھ پیچھے غیبت کریں اور سامنے طعنہ زن ہوں اور ان لوگوں کیلئے جنہوں نے مال دنیا کو واسطے حوادث زمانہ کے جمع کیا ہے اور ہول سے صبح قیامت کے غافل ہیں وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَلدُّنْيَا جِيْفَةٌ وَّطَالِبُهَا كِلَابٌ اور فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ دنیا مثل ایک مردار چیز کے ہے اور طالب اسکے مانند کلاب کے ہیں کہ شب و روز باہم نزاع میں ہیں واقعی دنیا بُری جگہ ہے جو اس کے فریب میں آیا وہ ہلاک ہوا منجملہ ان سگہائے دنیا کے ابن سعد لعین ہے کہ دین کو بالکل ساتھ دنیا کے بدل کیا اور بطمع دنیا اور امید انعام اور خوشنودی یزید بد انجام کے فرزند خیر الانام کو مع اصحاب و اقربا کے تشنہ لب شہید کیا آخر اُس سگ ناپاک کو مختارؒ نے قتل کیا اور اُس شقی کو مصداق خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ کا کیا چنانچہ ابو مخنف وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب ابن سعد گرفتار ہو کر سامنے مختارؒ کے آیا تو اُس نے کہا میں نے تیرے وہ اشعار سنے تھے جو وقت ارادۂ قتل فرزند رسولؐ کے انشا کیے تھے انکا اعادہ کر اس شقی نے وہ اشعار پڑھے منجملہ اُن کے تین شعر یہ ہیں ؎ فَوَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ وَاِنِّيْ لَحَائِرٌ ❊ اُفَكِّرُ فِيْ اَمْرِيْ عَلٰى خَطَرَيْنِ ❊ وہ ملعون کہتا ہے کہ قسم بخدا کہ میں حیران ہوں لیکن مجھے معلوم نہیں ہوتا ہے کہ کیا کروں فکر کرتا ہوں اپنے امر میں کہ کونسا ان دو امروں میں اختیار کروں ءَاَتْرُكُ مُلْكَ الرَّيِّ وَالرَّيُّ مُنْيَتِيْ ❊ اَمْ اَرْجِعُ مَاْثُوْمًا بِقَتْلِ حُسَيْنٍ ❊ آیا ترک کروں میں حکومت ملک رے کو حالانکہ وہ آرزو میری ہے یا حسینؑ بن علیؑ کو قتل کر کے گناہگار ہو کر سامنے خدا کے جاؤں وَفِيْ قَتْلِهِ النَّارُ الَّتِيْ لَيْسَ

دُو دُنَهَا : رِجَالٌ وَلِيٌّ بِالرَّدَىٰ قُرَّةُ عَيْنِي : اور میں خوب جانتا ہوں کہ ان کے قتل کرنے سے ایسی آگ میں جلتا ہے جسکی کوئی چیز حاجب و مانع نہیں ہو سکتی ہے مگر حکومت ملک کہ باعث میری خنکی چشم ہے یہ سنکر مختار نے اسکے منہ پر تھوکا اور کہا اے شقی اگر تو اسکا اعتقاد کامل رکھتا تو ہرگز امام حسین علیہ السلام کو قتل نکرتا بعد اس کے کہا اب یہ بیان کر کہ جب وہ جناب گھوڑے سے زمین پر تشریف لائے تو اسوقت کیا فرمایا ابن سعد نے کہا کہ اسوقت فرمایا اے اشقیا عنقریب حق سبحانہ تعالےٰ تم پر ایک جوان ثقفی کو مسلط کرے گا اور وہ تم سب کو قتل کریگا مختار نے کہا کہ تو اس جوان کو پہچانتا ہے اس شقی نے کہا وہ تم ہو مختار نے کہا الحمد للہ دعا ان حضرت کی مستجاب ہوئی بعد اسکے طرح طرح کے عذاب سے اس شقی کو واصل جہنم کیا اور بنا بر دوسری روایت کے جب وہ شقی گرفتار ہو کر آیا تو اسی وقت ایک جماعت نے اسکی شفاعت مختار سے کی کیونکہ وہ شقی مختار کا بہنوئی تھا مختار نے کہا یہ وہ ظالم ہے کہ اسکے ظلم سے میرے بدن میں خون جوش مارتا ہے میں اسکے قصاص سے کیونکر دست بردار ہوں اس جماعت نے بہت اصرار کیا ناچار مختار نے امان دی مگر شرط کی کہ یہ شقی کوفہ سے باہر نجاوے عمر بن ہیثم کہتا ہے کہ ایک روز میں داہنی طرف مختار کے اور ہیثم بن اسود بائیں طرف اسکے بیٹھا تھا اسی اثنا میں مختار نے کہا قسم بخدا میں ایسے شقی کو قتل کروں گا جس کے قدم دراز ہیں اور آنکھیں اسکی حلقوں میں در آئی ہیں اور ابرو و جبہتہ بلند رکھتا ہے اور وقت رفتار کے زمین کو فشار دیتا ہے اور قتل ہونا اسکا اہل آسمان و زمین کو مسرور کریگا یہ سنکر ہیثم کو معلوم ہوا کہ مراد اس سے عمر سعد ہے پس اس نے اپنے بیٹے کو اس کے پاس واسطے اطلاع کے بھیجدیا جب وہ شقی مطلع ہوا تو کوفہ سے مع رفقا اور بہت سے زر نقد کے نکلکر باہر شہر کے پوشیدہ ہوا وہاں اس کا ایک دوست ملا اس نے کہا کہ تو نے بڑی خطا کی اگر مختار سنیں گے تو کہیں گے کہ تو نے عہد شکنی کی یہ سنکر وہ لعین کوفہ میں واپس آیا اور اپنے گھر میں رہا اور اپنے بیٹے حفص کو عذر خواہی کے واسطے مختار کے پاس بھیجدیا مختار نے اسکو اپنے پاس بٹھایا اور ابو عمرہ کیسان سے آہستہ کہا کہ تم سر ابن سعد کا کاٹ کر لے آؤ اور دو شخص جرار ان کے ہمراہ کئے یہانتک کہ اس شقی کو اس کے بستر پر قتل کیا اور سر اس کا کاٹ کر مختار کی خدمت میں حاضر کیا مختار نے حفص سے کہا کہ تو اس سر کو پہچانتا ہے جب اس نے سر اپنے باپ کا دیکھا تو کہنے لگا کہ اب بعد اس کے لطف زندگانی کا باقی نہیں رہا مختار نے کہا ایسا ہی ہوگا اور ابو عمرہ کیسان کو اشارہ کیا کہ اسکو اس کے باپ سے ملحق کر پس اس نے حفص کو بھی اتنا ر کیا بعد اس کے تلاش شمر لعین کی ہوتی تھی چنانچہ ایک روز مختار قصر دار الامارہ میں ابراہیم بن مالک اشتر کے بیٹھے تھے اور سب اصحاب جرار حاضر تھے اسوقت مختار نے کہا کہ شمر بن ذی الجوشن لعین کا ابھی پتہ نہیں ہے آیا کسیکو خبر ہے کہ وہ شقی کہاں ہے یہ سنکر اصحاب نے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ جب اس ملعون نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو تشنہ لب شہید کیا اور اہلبیت

رسالت کو اسیر کر کے دمشق میں لایا تو اس شقی نے یزید لعین سے اجازت داخلۂ دربار کی طلب کی جب اذن حاصل ہوا تو سرِ اقدس حضرت کا لیکر سامنے یزید کے آیا اُس لعین نے دیکھکر کہا کہ کیا خبر لایا ہے اسوقت شمر لعین نے یہ اشعار بفخر و مباہات انشا کئے اور طالب انعام ہوا اِمْلَاءْ رِكَابِي فِضَّةً وَّذَهَبًا ۞ إِنِّي قَتَلْتُ السَّيِّدَ الْمُهَذَّبَا اے یزید بھر دے میرے اسپ و شتر کو سونے اور چاندی سے تحقیق کہ اس شقی نے قتل کیا ہے سردار برگزیدہ کو قَتَلْتُ خَيْرَ الْخَلْقِ اُمًّا وَّاَبًا ۞ وَاَكْرَمَ الْخَلْقِ جَمِيْعًا حَسَبًا ۞ وہ لعین کہتا ہے قتل کیا ہے میں نے بہترین خلق کو از روئے ماں باپ کے اور بزرگ ترین مخلوقات کو از روئے حسب و نسب کے طَعَنْتُهٗ بِالرُّمْحِ حَتّٰى انْقَلَبَا ۞ ضَرَبْتُهٗ بِالسَّيْفِ كَانَتْ عَجَبًا ۞ اور ایسا نیزہ مارا ان کو کہ گھوڑے سے اُلٹ دیا اور ایسی تلوار لگائی کہ سب کو تعجب ہوا یہ سُنکر مختارؒ اور رفقا ان کے زار زار رونے لگے بعد اسکے کہا کہ رائے جناب یہ ہے کہ قبیلۂ مذحج اور ہمدان کو طلب کر کے اُن میں سے با فہم و دانش چند اشخاص کو انتخاب کیجیے تاکہ وہ لوگ شمر کو پیدا کریں اپس مختارؒ نے چند اشخاص منتخب کئے اور اُس شقی کی تلاش میں روانہ کیا اور اُنہوں نے اُس لعین کو بکمال کوشش دجلۂ عظمیٰ میں پایا اور خود اسکے پاس مقیم رہے اور ایک شقی کو خفیہ مختارؒ کے پاس روانہ کیا جب مختارؒ نے یہ خبر سُنی تو بہت مسرور ہو کر فوراً مع دس ہزار سوار کے اس طرف روانہ ہوئے جب قریب دجلہ کے پہنچے تو وہ اشخاص جو وہاں مقیم تھے فرحناک ہوئے یہ خبر سُنکر شمر لعین بارادۂ جنگ رجز پڑھتا ہوا مع رفقا کے دجلہ سے باہر نکلا اور جانبین میں جنگ عظیم ہوئی بعد اسکے شمر نے ابراہیم بن مالک اشتر رضہ پر حملہ کیا اور اس جرار نے وار اس بدکردار کا رد کیا اور ایسا ایک گرز آہنی اسکی پُشت پر مارا کہ صدمہ سے اس کے تمام استخوان اُس بے ایمان کے شکستہ ہوئے اور گھوڑے سے مثل دیو سیاہ کے زمین پر گر پڑا پس ابراہیم رضہ کے رفقا نے اس لعین کو گرفتار کر کے چاہا کہ قتل کریں یہ دیکھکر ابراہیم رضہ نے منع کیا اور زندہ مختار رضہ کی خدمت میں حاضر کیا جب نظر مختارؒ کی اُس پر پڑی کہا اے کافر تو فخر و مباہات کرتا تھا قتل کرنے پر فرزند رسولؐ کے پس تین دن تک طرح طرح کے عذاب کر کے چوتھے دن سر اُس کا کاٹ کر نے النار کیا حضرات کیا اس شقی کی شقاوت و سنگدلی بیان ہو سکتی ہے کہ ہمارے آقا مظلوم کربلا پر روز عاشورا کیا کیا جور و جفا کئے اور کلمات طعن کے کہے خصوصاً جب وقت آخر اُس مظلوم نے پانی طلب کیا وَقَالَ يَا شِمْرُ اِسْقِنِيْ قَطْرَةً مِّنَ الْمَاءِ اور فرمایا اے شمر مجھے ایک ہی قطرہ پانی کا پلا دے کہ میں پیاسا ہوں اُسوقت اس تشنہ لب کا یہ حال تھا يَلُوْكُ لِسَانَهٗ مِنْ شِدَّةِ الْعَطَشِ اپنی زبان خشک کو شدت تشنگی سے چباتے تھے فَرَفَسَهٗ شِمْرٌ بِرِجْلِهٖ وَقَالَ يَا ابْنَ اَبِيْ تُرَابٍ اَلَسْتَ تَزْعُمُ اَنَّ اَبَاكَ عَلٰى حَوْضِ النَّبِيِّ يَسْقِيْ مَنْ اَحَبَّهٗ آہ اب کس زبان سے بیان کروں کہ شمر لعین نے اپنے پائے نجس سے کیا بے ادبی کی اور بطور طعن کے کہا اے

فرزند ابوتراب کیا گمان نہیں کرتے ہیں آپ کہ پدر بزرگوار آپ کے حوض کوثر سے اپنے دوستوں کو سیراب کریں
گے فاصبر حتی تاخذ الماء من یدہ پس صبر کیجیے تاکہ ساقی کوثر آپ کو اپنے ہاتھ سے پانی
پلائیں افسوس غرض اس شقی کی یہ تھی کہ ایک قطرہ بھی پانی کا نہ دیں گے بلکہ پیاسا ہی قتل کریں گے آخر بس
لعین نے آنحضرت کو پیاسا ہی شہید کیا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین **مجلس ۹** عن منہال
انہ قال دخلت علی سیدی و مولای علی بن الحسین علیہما السلام عند منصرفی
من مکۃ کشف الغمہ وغیرہ میں منہال سے منقول ہے کہ وہ کہتا ہے کہ حاضر ہوا میں خدمت میں اپنے آقا
امام زین العابدین علیہ السلام کی اس زمانہ میں کہ جب حج سے خانہ کعبہ کے مشرف ہو کر اپنے وطن کوفہ آتا تھا
پس آنحضرت نے فرمایا کہ مختار کیا کرتا ہے میں نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ وہ آپ کے اعداء کو قتل کر رہا ہے فرمایا
حرملہ بن کاہل اسدی کیسا ہے میں نے عرض کیا کہ میں اس لعین کو کوفہ میں زندہ چھوڑ آیا تھا یہ سنکر دونوں
دست اقدس بدرگاہ الٰہی بلند کئے اور دو مرتبہ کہا بار الٰہا چکھا تو اس شقی کو حرارت لوہے کی اور تیسری مرتبہ
دعا کی کہ اے خداوند قہار چکھا تو اس لعین کو حرارت نار کی یہ صدمہ تھا قلب اقدس پر آنحضرت کے کہ سنتے ہی
بحالی اس ملعون کا اسکے لئے دعائے بد کی منہال کہتا ہے کہ میں حضرت سے رخصت ہو کر روانہ کوفہ ہوا اور طے
منازل کرتا ہوا دروازہ بزرگ پر کوفہ کے پہنچا دیکھا میں نے مختار گھوڑے پر سوار مع جماعت انصار کے اس مقام
پر کھڑے ہیں پس میں بھی کھڑا ہوا اور ان پر سلام کیا ناگاہ دیکھا میں نے کہ کچھ لوگ حرملہ کو باندھ کر لاتے ہیں
جب مختار نے اسکو دیکھا تو زار زار رونے لگے اور کہا اے شقی تو نے جو ظلم و ستم فرزند رسول پر کئے وہ
تجھے کافی نہوئے جو بچہ شیرخوار علی اصغر کو ہاتھوں پر آنحضرت کے تیر ستم سے ذبح کیا اور عبد اللہ بن حسن مجتبی
علیہ السلام کو ان کے پہلو میں تیر سہ پہلو سے قتل کیا آیا تو نجانتا تھا کہ وہ پارہ جگر رسول ہیں یہ سنکر وہ چپ ہوا اب حرملہ کو
نشانہ تیر کرکے طرح طرح کے عذاب سے واصل نار کیا منہال کہتا ہے کہ اسی اثنا میں مجھے دعا حضرت کی یاد آگئی اور میں نے
سبحان اللہ کہا مختار نے سبب اسکا پوچھا میں نے جو حضرت سے سنا تھا وہ بیان کیا پس مختار گھوڑے سے اتر پڑے اور دو رکعت
نماز پڑھی اور دیر تک سجدہ میں رہا کئے بعد اسکے جب وہاں سے واپس آئے اور داخل شہر ہوئے تو گذر انکا میرے دروازہ
پر سے ہوا میں نے کہا بخدا اختیار ہے کچھ تناول کیجیے مختار نے کہا اے منہال اس وقت تک کہ تو نے یہ خوشخبری مجھے
سنائی تھی میں نے کچھ نہیں کھایا تھا اب شکریہ میں کہ دعا حضرت کی مستجاب ہوئی اور میرے ہاتھ پر جاری
ہوئی میں نے نیت روزہ کی کی ہے میں نے کہا خدا آپ کو توفیق نیک عطا کرے مخفی نہ رہے کہ بعد اکثر اشقیا کے
ایک شقی کو گرفتار کرکے حاضر کیا کہ نام اس کا ابو خلیق تھا مختار نے پوچھا کہ اے لعین تو نے روز عاشورہ کربلا
میں کیا کیا اس نے کہا میں لشکر نویس تھا مختار نے پوچھا لشکر یزید کا کتنا تھا اس نے کہا تیس ہزار سوار

اور بیالیس ہزار پیادے تھے مختارؓ نے پوچھا کہ لشکر میں امام حسین علیہ السلام کے کتنے جاں نثار تھے اُسوقت ابو خلیق رونے لگا اور کہا کہ لشکر میں اس جناب کے صرف بتیس سوار اور بالیس پیادے تھے: آہ یہ مقام رونے کا ہے غور کیجئے دشمن تک رو رہا ہے کیونکہ بمقابل ایک ایک بزرگوار کے ہزار ہزار اشرار تھے الغرض مختار نے کہا تجھے قسم ہے خدا کی سچ بیان کر کہ تیرا دل کس وقت اُس مظلوم کے حال پر زیادہ درد میں آیا ابو خلیق نے کہا اے مختار جب تمام اصحاب و اقربا اور اولاد امام حسینؑ کی قتل ہوئی اور سوائے آنحضرت اور عباس علمدار لشکر کے کوئی باقی نہ رہا اُسوقت کا حال میں نہیں بھولتا ہوں کہ جب حضرت عباسؑ ارادہ میدان کرتے تھے تو حضرت امام حسینؑ روکتے تھے اور جب خود امام حسین علیہ السلام عزم میدان کرتے تھے تو بھائی اُن کے جناب عباسؑ روکتے تھے آخر دونوں بھائیوں نے مل کر عزم میدان کیا آہ مومنین یہ جگر خراش مضمون اس روایت میں ہے خدا نہ کرے کہ کسی صاحب عزت و غیرت کے الم و عالم مسافرت میں اپنے حامی و سرپرست سے جدا ہوں لکھا ہے کہ جب دونوں بھائی متفق ہو کر طرف میدان کے چلے تو اہلبیت ان کے خیموں سے مضطرب ہو کر نکلے اور روک لیا اور دامن سے لپٹ گئے اور بچے بھی زار زار روتے تھے اور زیادہ واغربتاہ کی بلند ہوئی افسوس اب کوئی سرپرست وحامی باقی نہ تھا آخر کار وہ دونوں بزرگوار اہلبیت سے رخصت ہو کر رجز پڑھتے ہوئے لشکر ابن سعد پر حملہ آور ہوئے ایک بھائی نے میمنہ لشکر پر اور دوسرے بھائی نے میسرہ لشکر پر ایسا حملہ کیا کہ اُس ہنگامۂ کارزار میں وہ صحرا اس قدر غبار آلودہ ہوا کہ کوئی کسی کو نہ دیکھ سکتا تھا افسوس آخر کچھ لوگ درمیان میں دونوں بھائیوں کے حائل ہو گئے اور جناب عباسؑ کو امام حسین علیہ السلام سے جدا کیا اور دونوں ہاتھ قطع کئے اور ہر طرف سے گھیر کے تیر و نیزہ اور تلواروں سے زخمی کر کے شہید کیا آہ جب حضرت اپنے بھائی کے سرہانے پہنچے تو اس وقت روتے تھے اور کمر تھام کے فرماتے تھے وَا اَخَاہُ وَا عَبَّاسَاہُ اَلْاٰنَ اِنْکَسَرَ ظَہْرِیْ وَ قَلَّتْ حِیْلَتِیْ اے بھائی عباسؑ اب تیرے مرنے سے کمر ہماری ٹوٹ گئی اور راہ چارہ و تدبیر کی بند ہو گئی ہائے افسوس اب میں بیکس و تنہا بے ناصر و مددگار رہ گیا ابو خلیق کہتا ہے کہ جب بعد ایک ساعت کے غبار فرو ہوا تو اُسوقت سر مبارک اقدس امام حسین علیہ السلام کا بھی نیزہ پر بلند دیکھا آہ یہ سنکر مختارؓ اور رفقا ان کے زار زار رونے لگے اور ہر طرف سے صدا وا مظلوماہ کی بلند ہوئی الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس ۱۰

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مِنْ اُمَّتِیْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا لَا حِسَابَ عَلَیْہِمْ وَلَا عَذَابَ ثُمَّ اَلْتَفَتَ اِلٰی عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَ قَالَ ہُمْ شِیْعَتُکَ وَ اَنْتَ اِمَامُہُمْ کتاب الروضہ میں ابن عباس رضی سے منقول ہے کہ وہ کہتے ہیں فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ میری اُمت سے ستر ہزار دیندار داخل جنت ہونگے کہ انکا نہ حساب ہو گا نہ ان پر عذاب ہو گا بعد اسکے متوجہ ہوئے طرف امیر المومنین

حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے اور فرمایا وہ سب تمہارے شیعہ ہونگے اور تم اُن کے امام اور پیشوا ہو سبحان اللہ یہ مرتبہ ہے شیعیان اور دوستداران حیدرؑ کرار کا اور کیسے محب اور دیندار تھے وہ جان نثار جنہوں نے بکمال مستعدی اور جانبازی فرزند رسولؐ کے قاتلوں کو چُن چُن کے قتل کیا اور سوگ اہلبیت رسالت کا اُتارا چنانچہ ابن نما وغیرہ لکھتے ہیں کہ مختار بن ابو عبیدہ ثقفی رہ راہ خدا میں حق جہد و کوشش بجا لائے اور روح اقدس جناب رسولخدا اور علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا اور حسن مجتبیٰ اور حسین مظلوم کربلا علیہم السلام کو شاد کیا اور رضا جوئی سید سجادؑ کو موافق خواہش و مراد کے حاصل کیا اور وہ فضیلت و بزرگی حاصل کی کہ کسیکو عرب و عجم میں میسّر نہ ہوئی اور ابراہیم بن مالک اشتر رہ شریک افعال اور شاہد حال اُن کے رہے اور قاتلان فرزند رسولخدا سے اٹھتالیس ہزار یا پانسو چونسٹھ اور بروایتے ستر ہزار اشرار کو فی النار کیا اور اٹھارہ ہزار نفر ان اشقیا سے قتل کئے جو راضی تھے قتل فرزند رسولؐ پر اور جنہوں نے حضرت مسلم اور جناب امام حسینؑ کے قتل کا فتویٰ دیا تھا پس جب مختار رہ نے حسب دلخواہ دشمنان خدا و رسولؐ اور خوارج کوفہ و شام سے قصاص لیا اسوقت اپنے رفقا سے کہا کہ اب کسی طرح تدبیر قتل ابن زیاد لعین کی ضرور ہے اور ابراہیم بن مالک اشتر رہ کو طلب کر کے انکو واسطے جنگ و کارزار ابن زیاد کے روانہ کیا اور وہ دلاور بعد قطع منازل اور طے مراحل کے کنارہ نہر فرات بر جانب منبج و دور شہر موصل سے بیابان میں اُترے جب یہ خبر ابن زیاد نے سنی تو اسی ہزار اشرار کو ہمراہ لیکر شہر موصل سے چلا اور قریب لشکر ابراہیم رہ کے پہنچکر مقابل ہوا اُسوقت لشکر ابراہیم رہ میں پندرہ ہزار جرار سے زیادہ نہ تھے پس بعد نماز صبح کے جانبین سے صفوف لشکر آراستہ ہوئے اور میمنہ اور میسرہ درست کر کے دلیران جنگی رجز پڑھتے ہوئے سرگرم کارزار ہوئے اور ایسی حرب و ضرب ہوئی کہ لشکر ابن زیاد سے ایک ہزار اشرار قتل ہوئے اور دس ہزار آٹھ سو شامی زخمی ہوئے باوجود اسکے اس ہنگامہ کارزار میں لشکر ابراہیم رہ کا تاب مقابلہ نہ لاسکا یہ دیکھکر عبداللہ دیلمی رہ پکارے کہ اے ناصران دین خدا و رسولؐ قسم بخدا میں نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے سُنا ہے کہ محاربہ ابن زیاد میں پہلے اہل دین مغلوب ہوں گے بعد اس کے غالب ہوں گے پس اے دلاورو تھوڑی دیر ثابت قدم رہو کہ فضل الٰہی تمہارے شامل حال ہے یہ سُنکر اہل لشکر قوی دل ہوئے اور لشکر اعدا پر ایسا حملہ کیا کہ اُس ہنگامہ کارزار میں نہریں خون کی جاری ہوگئیں یہاں تک کہ اس حملہ میں ستر ہزار اشرار واصل فی النار ہوئے اور باقیماندہ فرار ہوگئے پس بعد نماز مغرب کے ابراہیم رہ نے ایک شخص کو کنارہ فرات پر اسطرح سے دیکھا کہ پیچ ریشمی سر پر باندھے ہے اور زرہ قیمتی پہنے ہے اور چوڑی تلوار قبضہ طلائی کی اُسکے ہاتھ میں ہے یہ دیکھکر اُسپر حملہ کیا اور ایک ضرب تلوار کی لگائی اور اس کے ہاتھ سے تلوار لے لی اُسوقت گھوڑا ابراہیم کا رم کر گیا اور ادھر وہ زخمی گھوڑے سے

گرا اور ابراہیم رضؓ اپنے مقام پر واپس آئے صبح کو اپنے رفقاء سے کہا کہ شب کو میں نے ایک شقی کو ضربت
لگائی ہے اُس سے بوئے مشک میرے دماغ میں آتی تھی اور وہ لعین کنارۂ نہر پر پڑا ہے پس تم دیکھو
وہ کون ہے اور میرے گمان میں وہ لعین ابن زیاد ہے یہ سُنکر چند دیندار وہاں گئے دیکھا کہ واقعی ابن
زیاد مُردہ پڑا ہے پس سر اس کا کاٹ کر لائے اور بدن اس کا جلا دیا اُسوقت ابراہیم سجدۂ شکر بجالائے کہ
ایسا شقی میرے ہاتھ سے راہی سقر ہوا اور بروایتے جب ابن زیاد گھوڑے سے گرا تو ابراہیم رضؓ نے اپنے غلام
سے کہا کہ گھوڑے سے اُتر کے سر ابن زیاد کا جدا کر غلام نے عرض کیا کہ آپ نے اس تاریکی شب میں کیونکر
جانا کہ یہ ابن زیاد ہے کہا وہ لعین ہمیشہ اپنے پاس مُشک رکھتا تھا اور میری تلوار سے اسکی بُو میرے
دماغ میں آتی ہے اس وجہ سے میرے گمان میں وہ ابن زیاد ہے غرضکہ جب ابراہیم رضؓ کو اعدا پر فتح و ظفر
حاصل ہوئی تو سر ابن زیاد اور حصین نمیر اور ابن ایاس وغیرہ رؤسائے شام کے مختارؓ کے پاس روانہ
کوفہ کئے اور ان سروں کو دیکھکر مختار رحؒ اور رفقا اُن کے مسرور ہوئے اور شکر خدا بجالائے بعد اس کے اُن کو
مدینہ میں محمد بن حنفیہ رضؓ کے پاس روانہ کیا اور اُنھوں نے ان سروں کو امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت
میں بھیج دیا اور وہ سر بوقت چاشت اُسوقت حضرت کی خدمت میں پہنچے کہ اس روز حضرت اپنے اصحاب کے
غذا تناول فرماتے تھے جب نظر ابن زیاد کے سر پر پڑی سجدۂ شکر بجالائے بعد اسکے سر اقدس سجدہ سے اُٹھا کر
بشدت روئے بعض اصحاب نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ یہ وقت سرور کا ہے آپ کیوں روتے ہیں فرمایا آہ
مجھے یاد آگیا وہ روز کہ جس روز اس ملعون نے مجھے بظلم و ستم طوق و زنجیر میں جکڑ کے اپنے سامنے دربار عام میں طلب
کیا اور اعدا نے میری پھوپھیوں اور بہنوں کو سامنے اس شقی کے لاکر ٹھہرایا اور یہ لعین وقت چاشت کے غذا
کھا رہا تھا اور شراب خواری میں مشغول تھا اور کئی ساعت تک بعداوت و عناد ہم اہلبیت رسالت کو اپنے سامنے
کھڑا رکھا اور کچھ اعتنا نہ کی حضرت فرماتے ہیں کہ اسوقت ہم پر ایسی حالت طاری تھی کہ اس کا بیان نہیں ہو سکتا
ہے پس میں نے درگاہ الٰہی میں دعا کی کہ بارالہا جبتک کہ سر اس کا بوقت چاشت میرے سامنے نہ آوے مجھے
دنیا سے نہ اُٹھانا الحمد للہ کہ دعا میری مستجاب ہوئی حضرات اب تصور کیجئے کہ دربار میں ابن زیاد کے کیا ستم ہوا تھا
جب اس لعین نے بطور طعن کے کہا کہ اے زینب دیکھا تو نے کہ خدا نے تیرے بھائی سے کیا کیا اور اُمید خلافت و حکومت
کی قطع کی اور آرزو انکی بر نہ لایا اس مظلومہ نے جواب دیا کہ اے ابن زیاد وائے ہو تجھپر اگر میرے بھائی طالب خلافت تھے تو
وہ انکی میراث آبائی تھی اور جو تو نے ان پر ظلم و ستم کیا وہ عناد اپنے نفس پر کیا یعنی اپنے ہاتھ سے تو مبتلائے عذاب ہوا ہے
یہ سُنکر وہ لعین غضبناک ہوا اور چاہا کہ اس مظلومہ کو قتل کرے یہ دیکھکر اہل حرم اور بچے کانپنے لگے اسوقت عابد بیمار
کربلا نے فرمایا اے ابن مرجانہ وائے ہو تجھپر تجھے شرم نہیں آتی ہے کہ دختران رسولخدا کی طرف دیکھتا ہے اور مجمع

عام میں انکی توہین کرتا ہے یہ سنکر وہ شقی غضبناک ہوا اور جلاد کو حکم دیا کہ اس بیمار کو قتل کر اُسوقت جناب زینب
اپنے فرزند برادر سے لپٹ گئیں اور اہلحرم اور بچے زار زار رونے لگے اور فرمایا اے ابن زیاد اس عالم غربت و مسافرت
میں ہمکو یہی بیمار محرم اور سرپرست سوائے ان کے نہیں ہے اگر تیرا ارادہ ہے کہ اس بیمار کو قتل کرے تو پہلے ہمکو قتل کر اس
وقت وہ شقی کچھ نادم ہوا اور جلاد سے کہا کہ اس بیمار کو چھوڑ دو پس جلاد آنحضرت کے قتل سے باز رہا
اور بحکم ابن زیاد اہلبیت رسالت کو زندان میں قید کیا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ مجلس الاوّل قال
اللہ تعالیٰ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ اگر شمار کرو گے خدا
کی نعمتوں کو تو تم اس کا شمار نہیں کر سکتے ہو اور فرماتا ہے وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ خدا رزق
دیتا ہے جسکو چاہتا ہے بغیر حساب کے واقعی اسکی نعمت اور رزق مقدر ہے جسکو چاہتا ہے بے حساب عطا کرتا
ہے اور بشر اس کا احاطہ اور حساب نہیں کر سکتا ہے پس اُسکی نعمتوں کا شکر کرنا چاہیئے کہ شکر سے نعمت زائد ہوتی
ہے چنانچہ ابو مخنف وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب مختار نے ابراہیم بن مالک اشتر کو واسطے مقاتلہ اہل شام
کے مامور کیا اور وہ دلاور مع لشکر کے روانہ ہوا اور طے منازل کرتا ہوا مقام ارجاپر جو دو میل موصل سے دور تھا
پہنچا اور وہاں اپنے خیمہ میں بیٹھا تھا کہ ایک پیرزن آئی اور آواز دی کہ میں تمہاری منتظر ہوں جسروز سے
تم کوفہ سے روانہ ہوئے تھے ابراہیم نے گمان کیا کہ یہ عورت سائلہ ہے کچھ مانگتی ہے اپنے غلام سے کہا کہ ہمارے پاس
سوائے ہزار درہم کے اور کچھ نہیں ہے نصف اس عورت کو دیدے اور نصف کو واسطے نفقہ کے اپنے پاس رکھ وہ
غلام پانچسو درہم لیکر اس عورت کو دینے لگا اُس نے کہا میں مال دُنیا کی طالب نہیں ہوں میں چاہتی ہوں کہ
تمہارے سردار سے ایک بات کہوں غلام نے جاکر اپنے آقا سے بیان کیا ابراہیم نے کہا شاید نصف مال
اسکی حاجت سے کم ہے سب درہم اسکو دیدے غلام ہزار درہم لیکر اس عورت کے پاس آیا اور کہا کہ یہ مال قبول
کر اور میرے آقا کو معاف رکھ اُس عورت نے کہا کہ میں کچھ نہیں چاہتی ہوں مجھے صرف ان سے ایک بات کہنی ہے
جو اُسکو بہت مفید ہے یہ سنکر وہ غلام گیا اور سب حال بیان کیا اُسوقت ابراہیم نے اندر آنے کی اجازت دی
پس جب وہ ضعیفہ سامنے آئی تو عرض کیا کہ اے فرزند میرا شوہر مرد خارکش لکڑی لاکر بیچا تھا اور اسکی قیمت سے
مع عیال اپنی بسر کرتا تھا جو بچتا تھا وہ فقرا کو دیتا تھا اور ایک دن بارش شدت سے ہوئی اور وہ جنگل کی طرف جا نسکا
مغموم گھر میں بیٹھا تھا ناگاہ ایک سنگ سفید گھر میں ظاہر ہوا اُسوقت میں نے کہا کہ اس پتھر کو فروخت کر کے واسطے
ہمارے کچھ کھانا لاؤ جب اُس نے اس سنگ کو حرکت دی تو اسکے نیچے ایک دروازہ آہنی مقفل ظاہر ہوا جب ہم نے اسکو کھولا
تو ایک سرداب تاریک دکھائی دیا اُسوقت ہم نے ایک چراغ روشن کیا اور اس سرداب میں داخل ہو دیکھا کہ تمام ظروف
طلا سے پُر ہے کہ سوائے خدا کے کوئی شمار اسکا نہیں کر سکتا ہے پس میرے شوہر نے انمیں سے ایک دینار لیا اور سب

سرداب کو بند کرکے بازار میں گیا اور کچھ غذا لایا اور باقی سائلین پر تقسیم کیا جب کھانا مہیا ہوا اور دسترخوان بچھا کر کھانے لگے تو میرے شوہر کو لقمہ گلوگیر ہوا اور فوراً مر گیا اور میں نے وہ کھانا فقرا کو دیا اسوقت آواز غیب سے آئی کہ یہ مال واسطے ان لوگوں کے ہے جو عوض خون ناحق ریختہ فرزند رسول کا اُن کے ظالموں سے لیں اب میں تمہارے پاس واسطے خبر کے حاضر ہوئی ہوں چاہو تم میرے ساتھ چلو یا کسی امین کو بھیج دو تاکہ میں نشان اس خزانہ کا بتا دوں یہ سنکر ابراہیم شکر خدا بجا لائے اور مع دس رفقا کے اسکے ساتھ چلے گئے اور اس خزانہ کو کھولا دیکھا کہ مال بیشمار ہے اور نکالنا شروع کیا اسوقت لشکر میں ابراہیمؑ کے جو بیس ہزار سوار تھے ہر ایک کو دس دس ہزار دینار دیئے اور اپنے واسطے لاکھ دینار لئے اور سو شتر پر بار کرکے پانچسو سوار کے ہمراہ لاکھوں دینار مختارؒ کے پاس روانہ کر دئیے باوجود نکالنے اس قدر دینار کے اس خزانہ میں کمی محسوس نہوتی تھی پس ابراہیمؒ نے اس خزانہ پر پچاس سوار واسطے حفاظت کے مقرر کئے اور موصل سے آگے روانہ ہوئے اور ایک مقام پر اُترے اور ایک نامہ بنام حنظلہ حاکم شہر نصیبین کے کہ اسکے فرزند دلیر تھے اور قوم و قبیلہ کثیر رکھتا تھا ان سب کا سردار تھا اس مضمون کا روانہ کیا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ نامہ ہے ابراہیم بن مالک اشترؒ کی طرف سے بنام حنظلہ ثعلبی کے اما بعد تم خوب جانتے ہو کہ اعدائے دین نے کیا ظلم و ستم کیا ہے ہمارے آقا حسین بن علی علیہما السلام اور آنحضرت کی اہلبیت پر میں طالب انتقام ہوں ابن زیاد سے کہ وہ دشمن خدا و رسول ہے اور ان اشقیا سے جو شریک اسکے تھے پس تو مجھے اجازت دے کہ تیرے شہر سے عبور کروں اور تو اسکے عوض میں مثاب ہوگا اور سواران لشکر کے واسطے آب و دانہ درکار ہے والسلام پس یہ نامہ اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو دیکر روانہ کیا اور وہ حنظلہ کے دروازہ پر پہنچا اسی اثنا میں ایک قاصد نامہ ابن زیاد کا لیکر پہنچا اسمیں لکھا تھا کہ اے حنظلہ جسوقت یہ نامہ تجھ کو ملے تو چار لاکھ سوار و پیادے لشکر مروان بن حکم کے واسطے گھانس اور دانہ اور غلہ ہتیار رکھنا ہم عنقریب واسطے مقاتلہ شیعیان علیؑ کے آتے ہیں اسوقت حنظلہ قصر میں مسند حکومت پر بیٹھا تھا اور دربان اور غلام گرد اسکے کھڑے تھے پس دونوں قاصد اجازت لیکر سامنے اسکے کھڑے ہوئے اور سلام کیا اسکو جواب سلام دیکر پوچھا کہ تم میں سے قاصد ابراہیمؒ کا کون ہے ایک نے کہا میں ہوں پس حنظلہ نے اسکو قریب اپنے بلایا اور کہا خدا تم پر رحمت اپنی نازل کرے بعد اسکے اپنے پاس اسکو تخت پر بٹھایا اور نامہ کو لیکر بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا جب وہ نامہ کھولا اور اسکے مضمون پر مطلع ہوا تو باواز بلند رونے لگا بعد اسکے کہا جو کچھ ابراہیمؒ کا ارشاد ہے بسر و چشم منظور ہے پس متوجہ ہوا ابن زیاد کے قاصد کی طرف اس نے نامہ دیا جب اسکے مضمون پر آگاہی پائی تو اس نامہ کو پارہ پارہ کرکے پھینکدیا اور حکم دیا کہ تلوار لاؤ اور نطع بچھاؤ جب تلوار آگئی تو اس قاصد کو قتل کیا اور ابراہیم کے قاصد کو ایک خلعت فاخرہ اور طوق طلائی اور ایک گھوڑا عمدہ اور نامہ دیکر رخصت کیا اور کہا جو کچھ تم نے دیکھا ہے اپنے

سرداروں سے بیان کرتا اور عرض کرتا کہ زاد راہ اور گھانس اور آب و دانہ لشکر کے لئے مہیا ہے اور یہ شہر آپ ہی کا آرام گاہ ہے اور میں اور اولاد میری فرمانبرداری کے واسطے حاضر ہیں جہاں تک ہو سکے آپ اعدائے دین کے مقابلہ کے واسطے کوشش کیجئے غرض اس قاصد نے وہ نامہ خدمت میں ابراہیمؒ کے پہنچایا اور اسکی دینداری اور ثابت قدمی کا حال بیان کیا تو ابراہیمؓ بہت مسرور ہوا اور صرف پندرہ ہزار سوار لیکر وارد شہر نصیبین ہوا اور دیکھا کہ کثرت خیمے نصب کئے ہیں اور اس قدر کھانا اور آب و دانہ اور گھانس جمع کیا ہے کہ بیس ہزار سوار کو کافی ہے اور باشندے وہاں کے مع اپنے رئیس کے گریبان چاک آواز یالثارات الحسینؑ کہتے ہوئے واسطے استقبال کے آئے اور سب سامان حاضر کیا ابراہیمؓ نے کہا تم ہے مجھے اپنے آقائے مظلوم جناب امام حسین علیہ السلام کی کہ میں بغیر قیمت کے کچھ نہ لوں گا اور یہی عادت ابراہیمؓ کی تھی کہ کہیں سے کوئی چیز بدوں قیمت کے نہ لیتے تھے پس وہ لوگ اسکی فتح وظفر کے واسطے دعا کرنے لگے اور بعد ایک شبانہ روز کے ابراہیمؒ نے وہاں سے کوچ کیا اور حنظلہؓ مع اپنی اولاد اور غلام اور ہزار سوار کے آگے آگے لشکر کے ساقہ ہوا یہاں تک کہ قریب قلعہ ماردین کے پہنچے قلعہ دار نے جو سر اٹھایا تو دیکھا کہ لشکر عظیم جانب کوفہ سے چلا آتا ہے پس وہ اپنے فرزند کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ جا کر خبر لے آؤ کہ یہ لشکر کس کا ہے یہ سنکر وہ لڑکا فوراً آیا دیکھا کہ مالک قلعہ حنظلہؒ مع اولاد کے آیا ہے اسوقت حنظلہ اور ابراہیمؓ دونوں برابر کھڑے تھے اور وہ لڑکا ان کے سامنے آیا اور سلام کیا حنظلہؓ نے بعد جواب سلام کے حکم دیا کہ تو جلد جا کر اپنے باپ کو میرے پاس لے آ پس وہ لڑکا گیا اور اپنے باپ کو لایا اس نے حنظلہؓ کو سلام کیا اور حنظلہؓ نے بعد جواب سلام کے اپنے ارادہ سے اسکو مطلع کیا اسوقت قلعہ دار نے کہا افسوس اگر آپ ایک ساعت قبل یہاں آتے تو میں ابن زیاد کو اسیر کر کے آپ کے حوالہ کرتا کیونکہ وہ مع اپنی اولاد و غلاموں کے چالیس شتر پر سوار ہو کر میرے پاس آیا تھا اور چالیس شتر پر اس کے ہمراہ مال و اسباب تھا وہ سب قلعہ میں امانت رکھا ہے اور خود یہاں سے بیس فرسخ کے فاصلہ پر مقام مندوہ میں اترا ہے یہ سنکر ابراہیمؓ نے کہا خدا تم کو جزائے خیر دے اہل و عیال اسکے کہاں ہیں اس نے کہا قلعہ میں ہیں حکم دیا کہ جلد ان کو حاضر کرو پس وہ قلعہ دار گیا اور چاروں فرزند ابن زیاد کے احمد چار سو کنیز اور چالیس شتر جو مال و اسباب سے پر تھے اور ایک سو صندوق جن میں پوشاک نفیس تھی حاضر کیا اسوقت ابراہیمؓ نے اپنے رفقا سے کہا ایہا الناس ابن زیاد لعین نے شاہزادہ علی بن الحسین علیہ السلام کو شباب میں قتل کیا اور جناب عونؑ اور یحییٰؓ اور محمدؓ فرزندان جناب امیر المومنین جوانان رعنا کو اور جناب عباس بن علی بن ابیطالب علیہ السلام کو تیس برس کے سن میں اور قاسم بن امام حسن علیہ السلام کو جو حد بلوغ تک نہ پہنچے تھے کس ظلم و ستم سے تین دن کی بھوک اور پیاس میں قتل کیا اسیطرح اٹھارہ بزرگواروں کے نام لئے جو بنی ہاشم سے قرت جناب ابوطالب علیہ السلام کے تھے بعد اسکے ابراہیمؓ نے روتے روتے کہا کہ آہ ابن زیاد نے اہلبیت

رسالت اور مخدرات عصمت کو اسیر کرکے شتران بے پردہ اور بے کجاوہ پر سوار کرکے شہر بشہر پھرایا پس قسم بخدا اسی
ذریت سے ابن زیاد کی کسیکو باقی نہ رکھونگا یہ کہکر تلوار میان سے کھینچی اور ان کے اصحاب نے بھی تلواریں نکالیں اور
ان سب کو قتل کرکے پارہ پارہ کیا بعد اسکے قلعہ دار نے جس کا نام مبارکؓ تھا حنظلہؓ سے کہا کہ اگر آپ کی خوشی ہو
تو میں بدون جنگ کے ابن زیاد کو اسیر کرکے آپ کے سپرد کروں یہ سنکر ابراہیمؓ نے کہا کہ کس طرح سے گرفتار کروگے
اس نے کہا کہ میں یہ حیلہ کرونگا کہ آپ کو لیکر اس کے لشکر کے قریب جاکر اپنے ایک فرزند کو اسکے پاس روانہ کرونگا وہ
جاکر کہے گا کہ حنظلہؓ مالک اس قلعہ کا ابراہیمؓ کا شریک ہوا ہے اور تم سے آمادہ جنگ ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ اگر
وہ سنیگا کہ اہل حرم اور اولاد تمہاری قلعہ میں ہے تو مجھ سے چھین لیگا پس تم میرے پاس تنہا خیمہ میں چلے آؤ
تاکہ کچھ مشورہ کریں یہ خبر سنکر وہ شقی اس تاریکی شب میں چلا آئیگا تو اسوقت اسکو گرفتار کرکے آپ کے حوالہ
کردونگا ابراہیمؓ نے کہا کہ خدا تم کو جزائے خیر دے خوب فکر کی ہے مگر میرے نزدیک یوں مناسب معلوم ہوتا ہے
کہ میں خیمہ میں تمہارے ساتھ چلوں اگر ممکن ہو تو اس شقی کو قتل کروں گا ورنہ گھاٹ پر داہنے بائیں ایک جماعت
لشکر اور قلب لشکر میں ایک جماعت سوار کو رکھوں اور باقی سوار دور دور میرے گرد رہیں اور میں تنہا تیرے ساتھ
کھڑا رہوں گا تاکہ وہ گمان کرے کہ یہ تیرا کوئی فرزند ہے جب کشتیوں پر ایک ایک ان میں سے سوار ہوکر دریا سے
عبور کرے گا تو میں اسکو پکڑ کے قتل کروں گا مالکؓ نے کہا بہتر لیکن اپنے لشکر کو حکم دیجے کہ اتنے فاصلہ پر
رہیں کہ تمہاری آواز آپ کی سن لیں پس ابراہیمؓ نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ گھاٹ پر تیار و ہوشیار رہیں اور مالکؓ
مع ابراہیمؓ کے پانچ ہزار سوار ہمراہ لیکر بعد نماز عشا کے روانہ ہوا اور قریب لشکر ابن زیاد کے پہنچا اور اپنے غلاموں کو
حکم دیا کہ خیمہ نصب کریں جب خیمہ علیحدہ ایک باغ میں نصب ہوا تو ابراہیمؓ اور مالکؓ اس میں بیٹھے اور مالکؓ نے
اپنے ایک فرزند کو ابن زیاد کے پاس بھیجا کہ تم تنہا میرے پاس جلد چلے آؤ اور کسی کو اپنے آنے کی خبر نہ
کرنا ایسا نہ ہو کہ یہ راز افشا ہووے کیونکہ لشکر ابراہیم کا قریب آپہنچا ہے اور حنظلہؓ اس کا شریک ہوگیا
ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ اسکو کہیں اطلاع نہ ہو کہ اہل حرم اور اولاد تیری قلعہ میں میرے پاس ہے تو وہ اگر
مجھ سے چھین لیگا اب تو تنہا میرے پاس چلا آ تاکہ اس امر میں کچھ مشورہ کریں پس ایک فرزند مالکؓ کا ابن
زیاد کے پاس گیا اور یہ پیام پہنچایا یہ سنکر وہ شقی نہایت مضطرب ہوا اور فوراً سوار ہوکر اپنے لڑکے کے
ساتھ چلا آیا اور آگے آگے اس کے ایک غلام مشعل لیے ہوئے تھا یہاں تک کہ مالکؓ کے پاس خیمہ میں پہنچا
اور اس خیمہ اور گھاٹ کے درمیان میں ایک میل کا فاصلہ تھا جب مالکؓ نے اسکو دیکھا تو کھڑا ہوا اور اس
کے ہاتھ کو بوسہ دیا مگر ابراہیمؓ نے بوسہ نہ دیا اسوقت ابن زیاد نے تعجب کیا اور بغور اسکو دیکھنے لگا اور مالکؓ
اس شقی کو اپنی طرف متوجہ کرتا تھا اور باتوں میں مشغول کرتا تھا ابراہیمؓ کہتا ہے کہ میں نے قصد کیا کہ میں

لعین کو قتل کروں لیکن اندیشہ ہوا کہ خیمہ پست ہے اور ہاتھ بلند نہ کر سکوں گا اور ضربت کارگر نہ ہوگی اور وہ بھی دلیر ہے اور شمشیر برہنہ ران پر رکھے ہوئے ہے اور لشکر اس کا قریب ہے ایسا نہ ہو کہ میں گرفتار ہو جاؤں اور مبارک نے اُسکو باتوں میں مشغول کئے ہوئے منتظر تھا کہ میں اُس کا کام تمام کروں لیکن میں نے سر اپنا نہ اُٹھایا پس ابن زیاد نے مبارک قلعہ دار سے کہا کہ جو حال تو نے بیان کیا ہے وہ بخوبی معلوم ہوا اب کیوں میں انتظار کروں ابھی میں لشکر لیکر چلتا ہوں قبل اسکے کہ ابراہیمؒ اپنی جگہ سے حرکت کرے میں اُسپر حملہ کروں گا مالکؒ نے کہا یہی مناسب معلوم ہوتا ہے پس وہ شقی رخصت ہوا اور مالکؒ سے کہا تو مع اپنے فرزند کے گھاٹ پر منتظر رہنا کچھ کہنا ہے اور خود اپنے لشکر میں گیا اور نقارہ کوچ کا بجایا اور مالکؒ اور ابراہیمؒ گھاٹ پر منتظر رہے اسوقت مالکؒ نے کہا کہ اے ابراہیمؒ تم نے ایسا موقعہ کیوں ہاتھ سے دیا اور غفلت کی اُس نے اپنے اندیشہ سے آگاہ کیا اور کہا کہ اب وہ شقی میرے ہاتھ سے نجات نہ پائیگا دیکھو خدا کیا کرتا ہے اسی اثنا میں فوج فوج لشکر اس لعین کا آیا اور کشتیوں پر سوار ہو کر بہت جلد دریا سے عبور کرنے لگا یہاں تک کہ کئی لاکھ سوار دریا سے پار اُتر گئے بعد اسکے ابن زیاد ایک عماری طلائی مرصع بجواہر پر سوار ہو کر آیا اور اُسکے سر پر کلاہ طلائی مرصع جواہرات سے تھی اور گرد اُس ملعون کے تیس غلام شمع کافوری اور عنبر طشت ہائے طلائی میں روشن کئے ہوئے تھے جب ابراہیمؒ نے یہ حال دیکھا تو تلوار اُٹھائی اور دامن بند سے منہ اپنا چھپایا اُسوقت غلاموں نے کہا کہ راہ سے علیحدہ رہو ابراہیمؒ نے کہا کہ مجھے امیر سے کچھ کہنا ہے اور راہ سے نہ ہٹا جب اُسکی عماری قریب پہنچی تو ابراہیمؒ نے فریاد کی یہ سنکر ابن زیاد نے سر اپنا عماری سے باہر نکالا اسوقت ابراہیمؒ نے بکمال شجاعت اس لعین کو پکڑ لیا اور کھینچ کر زمین پر گرا دیا اور گرفتار کیا اور آواز دی یَا لَثَارَاتِ الحُسَینؑ پس رفقاء ابراہیمؒ کے ہر طرف سے جمع ہوئے اور مبارک نے بھی مع اپنی سب اولاد کے تلواریں کھینچ لیں اور لشکر ابن زیاد کو صبح تک قتل کیا یہانتک کہ ایک لاکھ ملعون کو قتل کیا اور ایک لاکھ اشرار کو اسیر کیا اور بہت سے لوگ دریا میں غرق ہوئے اور باقی فرار ہوئے پس جب صبح ہوئی تو ابن زیاد لعین کو زنجیروں میں جکڑ دیا اور ابراہیمؒ نے اسکی حراست کیواسطے دو سو سوار جرار کو معین کیا اور انہوں نے اس شقی کو ہر طرف سے گھیر لیا کوئی اس کے منہ پر تھوکتا تھا اور کوئی کہتا تھا کہ اے دشمن خدا و رسولؐ تو یقین کرتا تھا کہ خالق قہار تجھ ایسے جبار سے غافل ہے جیسا کہ تو نے آل رسولؐ کے احترام و اکرام سے غفلت کی اب دیکھ دُنیا میں تیرے لئے یہ عذاب ہے اور آخرت میں آتش دوزخ ہے بعد اسکے ابراہیمؒ مع اپنے اصحاب کے خون سے آلودہ کرسیوں پر بیٹھے اور حکم دیا کہ نطع بچھاؤ اور آگ روشن کرو اور ابن زیاد لعین کو حاضر کرو پس اُس شقی کو بکمال ذلت و خواری مشکیں باندھکر سامنے لائے اور ابراہیمؒ نے خنجر آبدار سے اُسکا گوشت کاٹا اور نیم بریان کرکے اُسکو کھلاتا تھا جب وہ شقی کھانے سے انکار کرتا تھا تو اسکو خنجر مارتا تھا یہاں تک

کہ اسکی دونوں رانوں کا گوشت تین دن تک اُسکو کھلایا اور طرح طرح کے عذاب میں مُبتلا کیا جب وہ لعین قریب بہ ہلاکت ہوا تو ایک کان سے دوسرے کان تک گردن اسکی کاٹ کر بدن نجس اس کا آگ میں جلا دیا بعد اسکے ابراہیمؒ نے بیس ہزار سر مع سر نجس ابن زیاد کے اور پانچ ہزار شتر اور گھوڑے سلاح اور مال و اسباب غنیمت سے پُر کر کے اور اکاسی ہزار اسیروں کو ناک اور کان کاٹ کے خدمت میں مختارؒ کے روانہ کو کیا جب یہ خبر فتح و ظفر کی مختارؒ نے سنی تو مع لشکر کے شاد و مسرور ہو کر کوفہ سے باہر گئے اور شکر خدا بجا لائے پس جب سر ابن زیاد کا دیکھا تو اسپر تھوکا اور حکم دیا کہ اسکو کوچہ و بازار کوفہ میں تشہیر کرو جیسا کہ اس شقی نے میرے آقا نے مظلوم کا سر اقدس نیزہ پر بازاروں میں پھرایا تھا مقام غور ہے کیسا سنگدل تھا ابن زیاد لعین اور کیسی عداوت تھی آل رسولؐ سے کہ اس نے اپنے لشکر کو حکم دیا تھا کہ بعد قتل کرنے حسین بن علی علیہما السلام کے سر انکا مع اصحاب کے جُدا کر کے نیزوں پر رکھ کر میرے پاس لے آنا چنانچہ ابو مخنف نے ابن حبیبؒ سے روایت کی ہے کہ کہا اس نے کہ جب لشکر ابن زیاد مع سرہائے شہداء اور اہلحرم کے داخل کوفہ ہوا تو ایک ساعت تک دروازہ خزیمہ پر ٹھہرا پس میں نے سُنا کہ سر انور امام حسین علیہ السلام کا سورہ کہف کی تلاوت کرتا تھا یہانتک کہ اس آیۂ کریمہ تک پہنچا اَمۡ حَسِبۡتَ اَنَّ اَصۡحٰبَ الۡكَهۡفِ وَالرَّقِيۡمِ كَانُوۡا مِنۡ اٰيٰتِنَا عَجَبًا یہ سُنکر میں بشدت رویا اور کہا میں نے کہ قسم بخدا یہ امر اسرار الٰہی سے ہے اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیۡءٍ قَدِيۡرٌ خداوندا تو ہر چیز پر قادر ہے کہ یہ سر انور جو مثل آفتاب کے روشن ہے اور بدن اطہر سے جُدا ہے تلاوت قرآن مجید کی کرتا ہے پس کہا میں نے کہ اے فرزند رسولؐ قصہ اصحاب کہف و رقیم سے آپکا قصہ عجیب تر ہے اسلئے کہ سر اقدس آپکا کاٹ کر نیزہ پر رکھا ہے اور اہلحرم آپکے مقید ہیں اور بازاروں میں پھرائے جاتے ہیں پس اُس سر منور نے تمام سورہ کہف کی تلاوت فرمائی اور عورات ستم رسیدہ روتی تھیں اور فریاد کرتی تھیں یَا جَدَّاهُ یَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ لَيۡتَكَ تُشَاهِدُ نَا بِهٰذِهِ الۡحَالِ عُمَيَاةً عَلٰى اَقۡتَابِ الۡجِمَالِ اے جد بزرگوار یا رسول اللہ کاش کہ اسوقت آپ ہمارے اس حال کو دیکھتے کہ ہم کس طرح اسیر ہو کے شتران بے کجاوہ پر سوار ہیں اور کوئی ہماری فریادرسی نہیں کرتا ہے پس بازاروں میں پھرا کر سامنے ابن زیاد کے لائے اور وہ شقی دیکھکر بہت مسرور ہوا اور مجمع عام میں اپنے ملازموں سے ہر ایک کا نام و نسب پوچھتا تھا اور وہ اشقیا بیان کرتے تھے کہ یہ زینبؑ و اُم کلثومؑ دختران علیؑ ہیں اور یہ فاطمہؑ و سکینہؑ دختران حسینؑ ہیں الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس ۱۲

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِهِمۡ وَاِذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوۡمٍ سُوۡٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ وَمَا لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖ مِنۡ وَّالٍ حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے بدرستیکہ خدا تغیر نہیں دیتا ہے اس وقت تک جب تک کہ وہ قوم تغیر نہ دیوے جو کچھ اُن کے نفسوں میں ہے یعنی بدل کرنے والے اخلاق جمیلہ کے ساتھ احوال رذیلہ کے اور جب حکمت الٰہی مقتضی

ہوتی ہے کہ کسی قوم کو عذاب و ہلاکت پہنچائے پس کوئی شخص اسکو رد نہیں کرتا ہے کہ اپنے نفس سے رد کرے یا دوسرا اُس سے رد کر سکے اور نہیں ہے واسطے اس قوم کے سوائے خدا کے کہ متولی ان کے امر کا ہو دفع کرنے میں عذاب و ہلاکت کے انکی یاری و مدد کر سکے واقعی حضرات جو گروہ افعال بد کو اختیار کرتا ہے اور نافرمانی خدا کی کرتا ہے تو اُسپر غضب الٰہی نازل ہوتا ہے اور وہ دنیا میں ذلیل و خوار ہو کر ہلاک ہوتا ہے اور آخرت میں مستحق نار ہو کر عذاب شدید میں مبتلا ہوتا ہے چنانچہ ابو مخنف وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب فراری لوگ لشکر ابن زیاد کے بذلت و خواری دمشق میں مروان بن حکم کے پاس پہنچے تو وہ شقی نہایت وحشتناک اور پریشان ہوا اور جب ابن زیاد کے قتل کی خبر سُنی تو رنج و غم اس کا زیادہ ہوا پس دوسرے دن مسجد جامع میں ممبر پر گیا اور خطبہ پڑھا بعد اس کے کہا کہ ایہا الناس مختارؒ نے خروج کیا ہے اور فتنہ و فساد درمیان عراق کے برپا ہے اور کون تم میں ایسا دلیر ہے کہ اس آفت کو دور کرے اور مختارؒ اور اسکے رفقا کو قتل کرے تو عوض میں اسکے انعام کثیر اسکو ملے گا یہ سُنکر عامر بن ربیعہ شیبانی کھڑا ہوا اور کہا کہ میں اس مہم کو انجام دوں گا جب مروان نے اسکو آمادہ پایا تو مسرور ہوا اور چار لاکھ سوار ہمراہ کر کے روانہ کوفہ کیا جب عامر قریب کوفہ کے پہنچا تو آٹھ فرسخ شہر سے باہر مقام کیا اور اُس روز مختارؒ واسطے شکار کے طرف حیرہ کے گیا تھا اور صحرا میں ایک شخص کو دیکھا اس سے کہا اے بھائی تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اور کہاں کا ارادہ ہے اس نے کہا کہ میں ازدی ہوں اور میرا چچا زاد بھائی کوفہ میں ہمراہ مختارؒ کے ہے میں چاہتا ہوں کہ اسکو کوفہ سے باہر لاؤں کیونکہ عامر بحکم مروان لشکر عظیم لیکر آیا ہے اور وہ اہل کوفہ سے کسیکو زندہ نہ چھوڑے گا اور انکے اہل حرم کو اسیر کریگا یہ سُنکر مختارؒ نے اپنے رفقا سے پوچھا کہ میرے لشکر میں ازدی کتنے ہیں انہوں نے کہا کہ ایک شخص ہے حکم دیا کہ اسکو حاضر کرو جب وہ حاضر ہوا تو مختارؒ نے کہا کہ اگر تیرا جی چاہے تو ہمارے ساتھ رہ ورنہ اپنے چچا زاد بھائی کے ساتھ چلا جا بعد اسکے اس شخص کو مختارؒ نے ایک خلعت اور ایک ہزار دینار دیا اور کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ تو جاسوس ہے مگر تو عامر کے پاس جا کر سچ بیان کرنا جو تو نے دیکھا ہے اور کہنا کہ لشکر مختارؒ میں مع ابراہیم بن مالک اشتر کے بیس ہزار سوار جرار ہیں پس اسکو اور انعام دیکر رخصت کیا اور اُس نے عامر کے پاس جا کر سب حال بیان کیا یہ سُنکر عامر نے کہا کہ اب تو پھر لشکر مختارؒ میں جا کر میرا نامہ میرے اصحاب کو پہنچا تو عوض اسکے تجھے دس ہزار دینار اور دس ہزار اور بھی دوں گا بعد اسکے پندرہ نام بتا دیئے اور کہا میں نے انکو خطوط جاسوسی کے مقرر کر کے بھیجا ہے تاکہ وہ موقع پاکر مختارؒ اور ابراہیمؒ کو جس طرح ممکن ہو قتل کریں انمیں شناخت کنندہ مخصوصین مختارؒ کے ہیں ازدی نے کہا کہ اگر میں دوبارہ لشکر میں مختارؒ کے جاؤنگا تو جاسوس سمجھ کے مجھے گرفتار کر کے قتل کریں گے اُسوقت عامر نے کہا کہ جو کچھ تجھے مختارؒ نے اور میں نے دیا ہے وہ سب اپنے گھر میں

رکھکر لباس کہنہ پہن کے اس میں اپنا نام رکھ کے بحالت پریشان سر و پا برہنہ مختار کے لشکر کی طرف چلا جا جب جاسوس تجھکو گرفتار کر کے سامنے مختار کے لیجاینگے تو وہ حالت پریشانی تیری دیکھ کے سبب پوچھے گا اُسوقت تم بیان کرنا کہ جو انعام تم نے دیا تھا وہ عامر نے چھین لیا اور مجھے بہت مارا اور میرے قتل کا حکم دیا تھا لیکن سفارش سے اپنے چچازاد بھائیوں کے نجات پا کر اب تمہارے پاس آیا ہوں یہ سنکر وہ تیرے حال پر ترحم کر کے خلعت و انعام دیگا اور اپنے رفقا میں شامل کرے گا اُسوقت تو میرا نامہ میرے اصحاب کو مخفی طور سے پہنچا دیجیو یہ سنکر وہ ازدی ناقہ پر سوار ہو کر روانہ ہوا اور موافق تدبیر عامر لعین کے عمل لایا جب وہ ازدی جاسوس سامنے مختار کے گرفتار ہو کر آیا تو اسکو پہچانا اور کہا اے بھائی کیا خبر لایا ہے اور پریشان حال کیوں ہے اس نے کہا اے امیر جو کچھ آپ نے انعام دیا تھا وہ عامر نے چھین لیا اور بہت مارا اور میرے قتل کا حکم دیا تھا لیکن میں بسبب سفارش اپنے اقربا کے قتل سے محفوظ رہا اور وہاں سے بھاگ کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں یہ سنکر مختار نے اسکو تسلی و دلاسا دیا اور شفقت و مہربانی سے پیش آیا اور ایک خلعت اور پانچ ہزار دینار دیے راوی کہتا ہے کہ جب اس جاسوس ازدی نے یہ حلم اور اخلاق اور احسان مختار کا دیکھا تو اپنے نفس سے خطاب کر کے کہا اے غافل یہ دنیا دار فنا ہے اور آخرت دار بقا ہے اور مختار اور ان کا لشکر اہل ایمان سے ہیں کہ بجز عبادت خدا اور تلاوت قرآن اور دعا اور ذکر خدا اور رسول کے ان سے اور کچھ نہیں دیکھتا ہوں اور جب آب پانی پیتے ہیں یا پاؤں انکا لغزش کرتا ہے تو حسین بن علی علیہما السلام کے قاتلوں اور ظالموں پر لعنت کرتے ہیں اور عامر کو مع لشکر کے سوائے لہو و لعب اور شراب خواری اور قمار بازی کے اور کوئی شغل نہیں ہے پس قسم ہے خدا کی کہ میں دنیا کو عوض آخرت کے اختیار نہ کرونگا یہ کہکر قریب مختار کے آیا اور کہا مجھے تخلیہ میں کچھ عرض کرنا ہے کہ وہ آپ کو بہت مفید ہے یہ سنکر مختار اسکو ایک گوشہ میں علیحدہ لیگیا اور اس ازدی نے تمام مکر و فریب عامر کا بیان کیا اور کہا کہ آپ کے لشکر میں پندرہ نفر اسکے رفقا سے موجود ہیں اور وہ سب آپکے قتل کے درپے ہیں اور انکے نام بتا دیے اور نامہ عامر کا نکالکر حوالہ کیا جو انکے نام لایا تھا اور کہا کہ میں واقعی اسکا جاسوس ہوں لیکن اب میں اپنے فعل بد سے تائب ہوا یہ سنکر مختار بہت مسرور ہوا اور ابراہیم کو بلا کر سب حال بیان کیا بعد اسکے حکم دیا کہ پندرہ نفر ازدی جو ہمارے لشکر میں ہیں انکو حاضر کرو جب وہ حاضر کیے گئے تو مختار نے ازدی سے کہا کہ جو تو نے بیان کیا ہے وہ سچ ہے اُس نے کہا قسم ہے خدا کی کہ وہ سب سچ ہے اُسوقت مختار نے اپنا عمامہ زمین پر پھینکدیا اور تلوار کھینچکر اُن میں سے چودہ نفر کو قتل کیا اور ایک شخص کو باقی رکھا پس ابراہیم نے اُس سے علیحدہ لیجا کر کہا کہ مختار تیرے رفقا کے قتل سے نادم ہوا ہے اب تو سچ بیان کر کہ تم لوگوں کا کیا ارادہ تھا اور کیونکر ہمکو قتل کرتے اُس نے کہا کہ مختار نادم ہوا یا نہیں ہم لوگ اس مدت میں منتظر موقع تھے اور اسوقت اب ارادہ تم دونوں کے قتل کا

مگر تم لوگوں نے ہمارے قتل میں تھوڑی سی سبقت کی اس سے ہم مجبور ہوئے یہ سنکر ابراہیمؒ نے ایک حربہ اسکے سینہ پر مارا کہ اسکی پشت سے باہر نکلا بعد اسکے ابراہیمؒ نے اس ازدیؒ تائب کو ایک خلعت فاخرہ دیا اور مختارؒ نے تمام لشکر کو حکم دیا کہ جو جس سے ممکن ہو اس ازدیؒ کو دیدو یہ سنکر لشکر نے دینار و درہم اور جواہرات اور خلعت فاخرہ دیئے اور سامنے اسکے انبار ہوا اُسوقت اس ازدیؒ نے کہا کہ جو کچھ میں نے کیا ہے یہ محض خوشنودی خدا و رسولؐ کے واسطے کیا ہے اگر مال دنیا کے واسطے ہوتا تو رفاقت عامر کی ترک نہ کرتا اب میں چاہتا ہوں کہ اس شقی کو تیرے ہاتھ میں اسیر کردوں مختارؒ نے کہا یہ کیونکر ہوگا ازدیؒ نے کہا کہ آپ ابراہیمؒ کو میرے ساتھ کر دیجئے جب ہم قریب اس کے پہنچیں گے تو ابراہیمؒ کمین گاہ میں اس کا انتظار کرے اور میں اُسکے پاس جاکر کہونگا کہ میں نے نامہ تیرا تیرے رفقا تک پہنچا دیا ہے اور اُنہوں نے ایک شخص کو میرے ساتھ کر دیا ہے تاکہ تجھ سے عہد و پیمان لے کہ اگر ہم مختارؒ اور ابراہیمؒ کو قتل کریں تو تم ہم کو کیا دوگے اور وہ مختارؒ کے قتل کے بارہ میں کچھ مشورہ کرنا چاہتا ہے پس مناسب ہے کہ اس سے اپنے لشکر سے علیحدہ ایک گوشہ میں مشورہ کرو یہ سنکر ابراہیمؒ نے کہا کہ تیری رائے خوب ہے اور ارادہ کیا اور لباس سفر پہن لیا اور ہمراہ ازدیؒ کے روانہ ہوا جب قریب لشکر عامر کے پہنچے تو جاسوسوں نے ان دونوں کو گرفتار کیا اور ازدیؒ کو پہچانا اور پوچھا تیرے ساتھ یہ کون شخص ہے ازدیؒ نے کہا کہ یہ میرا چچا زاد بھائی ہے جب عامر کے سامنے لیگئے تو اس نے دیکھا اور پہچانا اور کہا اے ابراہیمؒ دہان بند اپنا کھولدے کیا تمکو گمان تھا کہ میں تم کو نہ پہچانونگا قسم ہے خدا کی کہ تم کو ایسے عذاب شدید سے قتل کرونگا کہ تمام مشرق و مغرب میں یادگار رہیگا یہ سنکر ابراہیمؒ نے کہا کہ خدا ہمارا بزرگ و قادر ہے میں اس سے اُمیدوار ہوں کہ مجھے تجھپر مسلط کریگا یہ سنکر عامر نے حکم دیا کہ ابراہیمؒ کو گرفتار کرو اور نطع بچھاؤ اور تلوار اُٹھا کر چاہا کہ قتل کرے اُسوقت اسکے اصحاب نے کہا کہ حاکموں کا دستور ہے کہ دشمن کو قید کرتے ہیں اور بعد مدت اور تحقیقات کے قتل کرتے ہیں اور ابراہیمؒ سردار لشکر ہے مختارؒ کا اور نامی شخص اور بہادر ہے اور اسکو وقت شام چپکے سے قتل کرنا مناسب نہیں ہے رات بھر قید رکھو صبح کو روز روشن جب منادی ندا کرے اور نقارہ بجے اور لشکر اور ہر طرف کے لوگ جمع ہوں تو اُسوقت سب کے سامنے قتل کرنا پس یہ رائے اصحاب کی عامر کو پسند ہوئی اور ابراہیمؒ کو چار سو اشرار کے حوالہ کرکے تاکید اُنکی حراست و حفاظت کی بہت کی اور وہ لوگ ابراہیمؒ کو مع اسی ازدیؒ کے ایک خیمہ میں لیگئے اور لٹا دیا اور چار میخ آہنی زمین میں گاڑیں اور دو میخ میں دونوں ہاتھ اور دو میخ میں دونوں پاؤں اسکے مستحکم رسیوں سے باندھے اور اسیطرح اس ازدیؒ کو بھی باندھا جب نصف شب گذر گئی اور سب نگہبان سو رہے تو ازدیؒ رونے لگا ابراہیمؒ نے کہا کیوں روتے ہو ازدیؒ نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ صبح کو ہم قتل ہونگے ابراہیمؒ نے کہا کیا تو پسند نہیں کرتا ہے کہ جوار رحمت میں خدا و رسولؐ و علی مرتضیٰ اور

فاطمہ زہرا اور حسنین علیہم السلام کے ہوگے پس اگر اعدا ہم کو قتل کریں گے تو بروز قیامت خدا ہم کو اور انکو جمع کریگا اور انسے انتقام لیگا اُسوقت افسران نگہبانوں کا جاگتا تھا اور کلام ابراہیمؒ کا سنکر کانپنے لگا اور خوفناک ہوا اور کہنے لگا کہ واقعی فردائے قیامت کو خدا و رسول کو کیا جواب دونگا ہرگز اعانت ظالم کی نکرونگا اور قریب ابراہیمؒ کے آیا اور انکو کھول لا اور کہا کہ سب نگہبان تمہارے سو رہے ہیں میں نے تم دونوں کو رہا کیا اسوقت وہ کھڑے ہوئے اور اس نے ایک گھوڑا رہوار نہایت عمدہ دیکر رخصت کیا اور ابراہیمؒ مع ازدیؒ کے باہر آیا اور طرف بیابان کے چلا گیا جب اسکو یقین ہوا کہ اب وہ دونوں لشکر سے دور ہوگئے تو آواز بلند پکارا کہ اسیر بھاگ گئے یہ سنکر عامر سلاح بدن پر آراستہ کرکے مع لشکر کے سوار ہوا اور انکی تلاش میں فوراً روانہ ہوا یہاں تک کہ ابراہیمؒ نے آواز گھوڑوں کے سموں کی سنی اور ازدیؒ اسی جگہ ریگ میں پوشیدہ ہوگیا ابراہیمؒ کہتا ہے کہ میں تنہا متفکر تھا کہ کیا تدبیر کروں کیونکہ سوائے خدا کے کوئی جائے پناہ اس ریگستان میں نہ تھا ناگاہ ایک درخت بزرگ نمودار ہوا اور میں فوراً اس درخت پر چڑھا اور اسکی شاخ و برگ میں پنہاں ہوا اور لشکر اعدا میرے داہنے بائیں جاتا تھا اور مجھے کسی نے نہیں دیکھا اور اس ریگستان بے آب و گیاہ میں پھرا کئے اور قریب ظہر کے میرے قریب سے ہو کر گذرے اور بسبب حرارت آفتاب اور شدت تشنگی کے بیتاب ہو کر فریاد کرتے تھے یہانتک کہ متفرق ہوگئے اسی اثنا میں میں نے ایک سوار کو دیکھا کہ درخت کی طرف آتا ہے اور چاہتا ہے کہ اسکے سائے میں بیٹھوں جب قریب آیا تو دیکھا میں نے کہ بسبب حرارت آفتاب اور تشنگی کے بدحواس ہے اور اسکے سوا اس بیابان میں اور کوئی نظر نہیں آتا ہے جب میں نے بغور دیکھا تو پہچانا کہ وہ خود عامر لعین ہے اُسوقت میں نے دعا کی کہ بار الہا تو مجھے اس دشمن رسول و آل رسول پر فتح و ظفر عطا فرما پس جب وہ شقی درخت کے نیچے کھڑا ہوا تو میں درخت سے اترا اور جست کرکے اسکی گردن پکڑ کے گھوڑے سے زمین پر گرا دیا اور اُس کے سینہ پر سوار ہوا اور ریش اسکی پکڑ لی اس نے کہا تو کون ہے میں نے کہا اے دشمن خدا تو مجھے بہت جلد بھول گیا میں ابراہیمؒ ہوں جسکے قتل کا ارادہ رات کو کیا تھا دیکھ خدا نے کیونکر مجھے تجھپر مسلط کیا ہے ابراہیمؒ کہتا ہے کہ بعد اسکے میں نے اُسکے حلق پر تلوار رکھ کے ذبح کیا اور میں نے آواز یَالثَاراتِ الحُسَینؑ کی بلند کی اور سر عامر کا مع تلوار اور نیزہ کے اور جو کچھ اسکے پاس تھا وہ لیکر اُسی کے تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہوا اور بہت جلد مختارؒ کے پاس پہنچا اور چار دن ہوئے تھے کہ میں روانہ ہوا تھا اور یہ سب کام انجام دیکر واپس آیا راوی کہتا ہے کہ اس روز مختارؒ طرف حیرہ کو گیا تھا ناگاہ دیکھا کہ ابراہیمؒ چلا آتا ہے اور گھوڑے کے فتراک بند میں ایک سر باندھے ہے مختارؒ اسکے دیدار سے بہت مسرور ہوا اور کہا اے سردار لشکر تم اتنی مدت کہاں تھے اور سر کس کا ہے یہ سنکر ابراہیمؒ نے کہا کہ میں ازدیؒ کے ساتھ عامر بن ربیعہ کے لشکر میں گیا تھا اور یہ سر

اسی شقی کا ہے اور تمام حال اپنی اسیری اور حکم قتل ہونے کا بیان کیا اسوقت مختارؒ مع لشکر کے خوشحال ہوا اور شکر خدا بجالایا اور تعجب کرتا تھا کہ کیونکر ابراہیمؒ کو خدا نے عامر پر غالب کیا ہے بعد اسکے مختارؒ نے پوچھا کہ ازدی کہاں ہے ابراہیمؒ نے کہا کہ جب سے اس نے اپنے تئیں باغوں میں چھپایا تھا مجھے معلوم نہیں ہے کہ انجام کار اسکا کیا ہوا بعد اسکے ابراہیمؒ نے مختارؒ سے کہا کہ اب کیوں آپ بیٹھے ہیں اور کس چیز کا انتظار ہے لشکر عامر کا قریب ہے یہ سنکر مختارؒ مع چوبیس ہزار سوار کے فوراً اسطرف روانہ ہوئے دیکھا کہ لشکر عامر کا مانند موج دریا کے اس بیابان میں اپنے سردار کو تلاش کرتا ہے پس مختارؒ اور ابراہیمؒ نے مع اپنے لشکر کے تلواریں کھینچکر آواز یَا لَثَارَاتِ الْحُسَیْنِ علیہ السلام کی بلند کرکے ان اشقیا پر حملہ کیا اور ایک ساعت میں ہزاروں اشرار کو فی النار کیا اور ایک جماعت کثیرہ کو اسیر کیا اور سر ہزاروں اشقیا کے نیزوں پر نصب کرکے اور بہت سا مال غنیمت اونٹوں پر بار کرکے طرف کوفہ کے روانہ کیا جب قریب شہر کے پہنچا تو اہل شہر واسطے دیکھنے کے باہر نکلے آہ اس مقام پر ذاکر کو یاد آگیا حال اس روز کا کہ جس روز ساکنان کوفہ زن و مرد مسرور ہوکر اپنے گھروں سے باہر نکلے اور منتظر دیکھنے سرہائے شہدا اور اسیروں کے تھے چنانچہ محرق القلوب وغیرہ میں روایت کی ہے کہ جب عمر سعد اہلبیت رسالت کو اسیر کرکے طرف کوفہ کے روانہ ہوا اور متصل کوفہ کے پہنچا تو اہل کوفہ یہ خبر سنکر واسطے دیکھنے اسیروں کے اپنے گھروں سے باہر آئے اور تمام کوچہ و بازار کوفہ ہجوم عام سے بھر گیا راوی کہتا ہے کہ اسوقت ایک عورت نے جو کوفہ کے رہنے والی تھی ان اسیروں سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں کے قیدی ہو کہ ایسے قیدی ہم نے کبھی نہیں دیکھے ہیں فَقُلْنَ نَحْنُ اُسَارٰی مِنْ اٰلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ یہ سنکر اہلحرم نے جواب دیا کہ ہم اسیر اہلبیت رسالت سے ہیں اور مسلم گچکار کہتا ہے کہ جب وہ اسیر قریب عورات اہل کوفہ کے پہنچے تو ان سے وہ حال زار اہلحرم اور بچوں کا نہ دیکھا گیا اور رونے لگیں اور ان پر روٹیاں اور خرمے اور اخروٹ بطور تصدق کے پھینکنے لگیں اسوقت جناب زینبؑ اور ام کلثومؑ نے فرمایا یَا اَھْلَ الْکُوْفَۃِ اِنَّ الصَّدَقَۃَ عَلَیْنَا حَرَامٌ اے اہل کوفہ خدا نے ہم اہلبیت رسالت پر صدقہ حرام کیا ہے پس ان ستم رسیدوں نے بچوں کے منہ اور ہاتھوں سے لیکر وہ روٹیاں اور خرمے اور اخروٹ زمین پر پھینک دیئے اور اہل کوفہ زن و مرد انکی مصیبت پر روتے تھے اسوقت جناب ام کلثومؑ نے فرمایا وائے ہو تم پر تمہارے مردوں نے ہمارے مردان اہلبیت کو تشنہ لب قتل کیا اور عورتیں تمہاری ہمارے اس حال تباہی پر روتی ہیں پس جب روز قیامت آئیگا تو اسروز خدا درمیان ہمارے اور تمہارے حکم بحق کریگا افسوس ہزار افسوس آخر اعدا ان ستم رسیدوں کو بازاروں میں پھراتے ہوئے سامنے ابن زیاد کے لائے اور وہ شقی دیکھکر بہت مسرور ہوا اور اپنے ملازموں سے ہر ایک کا نام و نسب پوچھتا تھا

تھا وہ اشقیا بیان کرتے تھے کہ یہ دختران علیؑ ہیں اور یہ دختران اور اہل حرم حسینؑ کے ہیں آہ لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین ۔

مجلس ۱۳ قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَۃَ وَسَعٰی لَہَا سَعْیَہَا وَہُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ کَانَ سَعْیُہُمْ مَّشْکُوْرًا ۔ حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ جو شخص ثواب آخرت کو چاہے اور کوشش کرے ان امور میں جو آخرت میں نافع ہیں درآنحالیکہ وہ مومن ہو پس اُس جماعت کی سعی و کوشش مقبول ہے و قال رسول اللہ الصبر من الایمان بمنزلۃ الراس من الجسد اور فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ صبر ایمان سے بمنزلہ سر کے بدن سے ہے یعنی جسطرح بے سر کے بدن کو رونق و شناخت نہیں ہے اسیطرح بغیر صبر کے نور ایمان حاصل نہیں ہوتا ہے پس خوشا بحال اُن دینداروں کے کہ جنہوں نے راہ خدا میں بہت سعی و کوشش کر کے اجر و ثواب آخرت کو حاصل کیا اور بکمال صبر و تحمل نور ایمان کو ایسا روشن کیا کہ اسکی ترقی و جلا میں جان اپنی فدا کی اور سعی ان کی مقبول بارگاہ ہوئی ۔

چنانچہ ابو مخنف وغیرہ نے روایت کی ہے کہ مختارؒ نے اپنے عہد حکومت قلیلہ ڈیڑھ برس میں اڑتالیس ہزار پانچ سو چونسٹھ فساق نابکار اور بقولے ستر ہزار اشقیا قتل کئے جو شریک قتل فرزند رسول خدا کے تھے اور اٹھارہ ہزار نفر ان بیدینوں سے جنہوں نے جناب مسلم بن عقیلؒ اور حضرت امام حسینؑ کے قتل کا فتوی اور حکم دیا تھا اور جو راضی اُن کے قتل پر تھے اور وہ بھی بظاہر اور علانیہ اسلام کرتے تھے پس مختارؒ نے ان اشقیا کو طرح طرح کے عذاب سے قتل کیا اور اکثروں کو آتش دنیا میں قبل آتش دوزخ کے جلا دیا کیونکہ قصاص قاتل امامؑ کا مثل ابن ملجم لعین کے قتل ہو کر جلایا جانا جانتے تھے پس جب یہ خبر مصعب بن زبیر لعین نے سُنی تو با دعائے خلافت عازم ہو کر داخل بصرہ ہوا اور وہاں اکثر اشقیا نے اسکی بیعت کی آخر کار لشکر کثیر بہم پہنچا کر راہی کوفہ ہوا جب یہ خبر مختارؒ کو پہنچی تو وہ بھی مع اپنے لشکر کے اسکی طرف روانہ ہوئے اور وہ دونوں لشکر صف آرا ہو کر ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے آخر لشکر مصعب کا غالب ہوا اور لشکر مختارؒ کا پسپا ہو کر طرف کوفہ کے واپس گیا اور وہاں قصر میں چالیس دن تک محصور رہا پس جب مختارؒ عاجز ہوئے اور آب و دانہ باقی نہ رہا تو اپنے اصحاب سے کہا کہ اب قلعہ میں رہنا ہمارے لئے باعث ننگ و عار ہے میں چاہتا ہوں کہ ان اشقیا سے کارزار کروں یہ مشورہ اصحاب نے منظور کیا اور یکبارگی لشکر دشمن پر حملہ کیا اور جنگ عظیم واقع ہوئی پس مختارؒ نے رجز پڑھتے ہوئے قلب لشکر اعدا پر حملہ کیا اور داخل لشکر ہو کر درہم و برہم کیا جب نظر سے اپنے اصحاب کے غائب ہوئے تو انہوں نے گمان کیا کہ مختارؒ فرار کر گئے اسی وجہ سے وہ سب بھاگ گئے اور جب مختارؒ اپنے مقام پر واپس آئے اور اپنے رفقا کو نہ پایا تو گمان کیا کہ وہ مغلوب ہو گئے لیکن فرار کو عار جانکر تن تنہا بکمال شجاعت دیوار قصر سے پشت لگا کر سامنے لشکر اعدا کے لڑتے رہے آخر اعدائے بے حیا نے ہجوم کر کے اُس یکہ و تنہا کو قتل کیا اور بعد کئی روز کے اُن کے رفقا نے بنا و جا ہی باوجود امان کے

مصعب نے ان چار ہزار شیعہ کو قتل کیا راوی کہتا ہے کہ ان دنوں میں ابراہیم بن مالک اشتر مختارؒ کیطرف سے ولایت
جزیرہ میں حاکم تھا پس بمصلحت وقت اس نے ایک قاصد مصعب کے پاس بھیجدیا اور طالب امان ہوا یہ سنکر مصعب
نے منظور کیا اور کہلا بھیجا کہ تم جلد میرے پاس چلے آؤ جب ابراہیم آیا تو مصعب نے اسکی بہت تعظیم و توقیر کی اور اسکی
رائے پر معاملات فیصل کرتا تھا الغرض جب مصعب نے تسلط پایا تو بعد تھوڑے دنوں کے عبدالملک بن مروان
لعین نے اُسپر خروج کیا اور مصعب کو قتل کر کے دار الامارہ کوفہ میں بیٹھا اور لوگ سر مصعب کا ایک طاس میں
رکھکر سامنے اسکے لائے اُسوقت ایک مرد پیر نے کہ مشائخ کوفہ سے تھا کہا لا الہ الا اللہ میں نے امر عجیب و غریب
دیکھا عبدالملک نے کہا کہ تو نے کیا دیکھا اُس نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ سر انور امام حسینؑ کا ایک طاس میں لاکر سامنے
ابن زیاد کے اسی جگہ رکھا گیا اور سر ابن زیاد کا سامنے مختارؒ کے اسی جگہ لائے اور سر مختارؒ کا سامنے مصعب کے
اسی جگہ لائے اور سر مصعب کا اسی جگہ تیرے سامنے ہے یہ سُنکر عبدالملک نے کہا کہ خدا نہ کرے کہ تو پانچواں سر
بھی اسی جگہ دیکھے حضرات مقام غور ہے کہ چار سر اُس جگہ سامنے حکام وقت کے لائے گئے اور کسی نے ان میں سے
کسی سروں کے لبوں پر چھڑی نہیں لگائی مگر دلسے ہو ابن زیاد پر وہ لعین کیسا ظالم تھا کہ لب و دندان فرزند
رسول سے کیسی بے ادبی کی اَیْنَ الرَّسُوْلُ وَثَغْرٌ کَانَ یَرْشُفُہٗ ؛ یَدُقُّہٗ بِقَضِیْبٍ کَفُّ مَخْمُوْرٍ
اے انصاف کہاں ہیں جناب رسول خدا تا دیکھیں ان لب و دندان انور کو جنکے بوسے لیا کرتے تھے آہ ان پر ایک
لعین شرابخوار چھڑی لگاتا تھا اُسوقت زید بن ارقم بیتاب ہوا اور کہا اے ابن زیاد اُٹھالے چھڑی کو ان لبہائے
مبارکسے قسم ہے خدا کی میں نے اکثر دیکھا ہے کہ جناب رسول خدا اس مقام کے بوسے لیا کرتے تھے جہاں تو چھڑی
مارتا ہے آہ ابن زیاد نے کچھ اعتنا نہ کی اور اسکو برا کہنے لگا آخر زید بن ارقم روتا ہوا باہر چلا آیا اور وہ ظلم و ستم نہ
دیکھ سکا اُسوقت ابن زیاد نے وہ سر انور خولی کے حوالہ کیا اور وہ شقی اپنے گھر میں لے گیا اور تمام شب تنور میں رکھا
اور خاکستر سے آلودہ ہوا جب صبح ہوئی تو ابن زیاد لعین کے پاس لایا اُس شقی نے حکم دیا کہ اُس سر کو نیزہ طویل پر
رکھکے بازار کوفہ میں پھراؤ پس اعدا نے سر کو ہر کوچہ اور گلی اور بازار کوفہ میں پھرایا اسوقت وہ سر نورانی سورہ کہف
کی تلاوت کرتا تھا بعد اسکے درخت پر لٹکایا اور منادی ندا کرتا تھا کہ جو شخص حسین بن علیؑ کو بخیر و نیکی یاد کریگا
تو اُس کا یہی حال ہوگا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ۱۴

قَالَ الصَّادِقُ عَلَیْہِ السَّلَامُ
لَیْسَ مِنَّا مَنْ تَرَکَ الدُّنْیَا لِلْاٰخِرَۃِ وَمَنْ تَرَکَ اٰخِرَتَہٗ لِلدُّنْیَا ؛ فرمایا حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام نے نہیں ہے ہم میں سے وہ شخص جو دنیا کو بسبب آخرت کے ترک کرے یعنی جو حلال دنیا کو ترک کرے
جسکو خدا و رسول نے حلال کیا ہے اور وہ شخص جو امور آخرت سے چشم پوشی کر کے مشغول دنیا ہی میں مصروف رہے یعنی جو
حلال و حرام کی پرواہ نہ کرے یا محض حرام اختیار کرے کیونکہ دنیا محل امتحان اور کھیتی آخرت کی ہے جیسا کرے گا ویسا پائیگا

پس صفات ظاہر ہے کہ مراد اس مقام پر حُبّ جاہ اور مال و منال ہے کیونکہ حبّ دنیا راس ہر خطا ہے مگر وائے ہو
ان لوگوں پر جو امور آخرت سے غافل ہو کر بندۂ دنیا ہوئے اور مال دنیا کو ناجائز طور سے جمع کر کے مغرور ہوئے اور
ادائے حج و خمس و زکوٰۃ اور فطرہ وغیرہ سے دیدہ و دانستہ چشم پوشی کی اور نافرمانی کی خدا اور رسول اور آل
رسول کی جسکے سبب سے دنیا میں مورد لعن و طعن ہوئے اور جانکنی اور بعد موت کے عذاب سخت کے مستحق ہو گئے
چنانچہ رسالۂ اصول خمسہ وغیرہ میں منقول ہے کہ جس نے ائمہ ہدیٰ کے حقوق غصب کیئے اور ان پر ظلم و ستم کیا اور
ان کے درپے آزار ہوئے یا جس نے ان سے قتال و جدال کیا اور برسر مقابلہ آیا یا جس نے ان کو بمکر و دغا زہر دیا
اور قتل و ذبح کیا اور گھر اور خیمے جلا دیئے یا ان کے قتل کا فتویٰ اور حکم دیا اور جس نے ان سے عناد رکھا اور
ان کے ظالموں کی اعانت اور مدد کی یا جو ان کے جور و جفا پر راضی ہوا اور آئندہ راضی ہوئے اور کلمہ بد کہے اور
انکی عصمت و طہارت اور فضیلت و شرافت اور ولایت و امامت سے انکار کرے تو وہ کافر و مشرک و دشمن خدا
و رسول ہے اور کوئی عمل اس کا مقبول نہیں ہے اور جو ایسے فساق و فجار کے ساتھ محبت و الفت رکھے گا
وہ ان کے ساتھ محشور ہوگا اور ساتویں دوزخ میں ان کے ہمراہ رہے گا کیونکہ جو کوئی پتھر سے بھی محبت رکھے گا تو
وہ اسکے ساتھ محشور ہوگا اور آخرت میں اسکے ہمراہ رہے گا اور ساتواں دوزخ سب دوزخوں کے نیچے ہے اور طرح
طرح کے عذاب شدید ہیں پس ایسے اشرار و فجار اور سائر کفار کے وقت احتضار جناب رسول خدا اور علی مرتضیٰ اور
جبرئیل امین ملک الموت سے فرماتے ہیں کہ یہ دشمن ہے خدا اور آل رسول کا جیسا کہ ہے ویسا ہی اسکے ساتھ پیش آؤ پس اس
وقت ظلمت و تاریکی اسکو گھیرے ہوئے ہوگی اور ملک الموت اسکے سامنے آکر کہیگا کہ اے دشمن خدا خوشخبری ہو تجھے غضب
خداوند قہار اور عذاب نار کی اے لعین جس چیز سے تو ڈرتا تھا وہ تیرے درپیش ہوئی اور تو اس تک پہنچا ہے
پھر ملک الموت بشدت و سختی روح اسکی نکال لیگا اور وہ روح وادی یمن میں بعد دفن اُس شقی کے محبوس و
مبہوت رہیگی اور اسکے بدن پر تین سو شیطان مقرر ہونگے اور وہ سب اسکے منہ اور ڈاڑھی پر تھوکینگے اور اسکو
اذیت و آزار دینگے اور ملائکہ اُسپر قبر تک نفرین کرینگے یہ دیکھکر وہ شقی گریہ و فریاد کرے گا اور وقت غسل و
کفن و دفن کے لوگوں سے قسم دیکر کہے گا کہ ٹھہر جاؤ اور جلدی نہ کرو میں خوب جانتا ہوں کہ بعد اسکے سخت
ترین عذاب میں مبتلا ہونا ہے پس جب وہ داخل قبر ہوگا تو اُسوقت دو فرشتے نکیر و منکر بصورت بجفا
بکمال غضب و غصہ آکر کہیں گے کہ خدا اور رسول اور امام تیرا کون ہے پس وہ جس کا اعتقاد رکھتا ہوگا
اور جس کی پیروی دنیا میں کی ہوگی وہ بیان کرے گا اور جس کا اعتقاد نہ رکھتا ہوگا نہ پیروی ان کی
ہوگی اسکے جواب میں اُس کے منہ میں قفل لگ جائے گا اور اس کی گردن میں سونٹی پڑیگی
اُسوقت نکیر و منکر ایک ایسا گرز آتشیں اسکے سر پر ماریں گے کہ جو مخلوق صدا اسکی سنے وہ ڈر جائے

یہاں تک کہ جو حیوان اثنا میں چرنے کے وہ آواز ہولناک سنیں تو وہ دہشت سے وحشتناک ہو جائے سوائے انسان کے کہ خدا نے ان کے کان سے اُس آواز کو پنہاں کیا ہے تاکہ انتظام عالم میں خلل نہو بعد اسکے اسکی قبر کو نہایت تنگ کرینگے اور قبر اسکو ایسا فشار دے گی کہ مغز سر اسکا ناخونوں سے باہر نکل آئے گا اور دروازے دوزخ کے اسکی قبر کی طرف کھولیں گے اور ہوائے گرم آگ کی ہمیشہ اسکے بدن تک پہنچیگی اور وہ اپنی جگہ دوزخ میں مشاہدہ کرے گا اور مار و عقرب سیاہ آتشیں بکثرت اسپر مسلط رہینگے اور اسکو قیامت تک سے اذیت و آزار دیں گے اور حال میں دوزخ کے منقول ہے کہ وہ سیاہ و تاریک ہے اسکی حدت و تیزی کا حال اجمالاً یہ ہے کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے جب حضرت آدم کو دنیا میں بھیجا تو جبرئیل کو حکم دیا کہ مالک دربان دوزخ سے تھوڑی سی آگ لیکر آدم کے پاس لیجاؤ تاکہ وہ اپنے لئے کھانا پکائیں پس جبرئیل نے مالک کے پاس جاکر آگ طلب کی اُسنے کہا کتنی آگ چاہیئے جبرئیل نے کہا بقدر ایک چیونٹی کے مالک نے کہا کہ اگر اتنی آگ دوں گا تو ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کو جلا دیگی یہ سُنکر جبرئیل نے کہا کہ بقدر نصف چیونٹی کے دے اُس نے کہا اگر اتنی آگ دُنیا میں جائے تو اسکی شدت حرارت سے آسمان سے ایک قطرہ پانی کا نہ برسیگا نہ زمین سے کوئی برگ اوگے گا اُس وقت جبرئیل نے درگاہ خدا میں عرض کیا کہ اے معبود میرے کسقدر آگ لوں ارشاد ہوا کہ بقدر ایک ذرہ کے پس جبرئیل نے آگ بقدر ایک ذرہ کے لے کر اسکو ستر نہروں میں ستر مرتبہ غوطہ دیا اور دُنیا میں لاکر ایک کوہ بلند کی چوٹی پر رکھا اور اُس آگ نے اُس پہاڑ کو پگھلا دیا اور مثل برق کے اُڑ کر اپنی جگہ دوزخ میں پہنچی اور حرارت اس کی اور پتھروں میں باقی رہی اور یہ آگ دُنیا کی اُسی حرارت سے پیدا ہوئی ہے اللہ اکبر مومنین یہ حال تو ایک ذرہ کا ہے جو ستر مرتبہ پانی میں غوطہ دیا گیا تھا جس سے یہ حالت دُنیا میں ہوئی اور پھر وہ اصلی آگ دوزخ میں چلی گئی پس تصور کیجئے کہ دوزخ کا کیا حال ہوگا کم وائے ہو اُن اشقیا پر کہ جنہوں نے کچھ خوف نار آخرت کا نہ کیا اور اولاد رسول کو آوارۂ وطن کر کے تشنہ لب قتل و ذبح کیا اور بعضونکو زہر دغا سے شہید کیا جیسا کہ شاعر کہتا ہے:-

از زہر غم کہ بر حسن مجتبیٰ رسید — زخمش بپارۂ جگر مصطفیٰ رسید
مجروح کرد جان رسالت پناہ را — پس زخم آں بفرق شہ اولیا رسید
پہلوئے اہلبیت رسالت ہمی شگرد — تا درد او بہ پہلوئے خیر النسا رسید
آں کاوش جگر کہ ز الماس ریزہ بود — خنجر شد و بحلق شہ کربلا رسید
وز آں جگر کہ بحصد و ہفتاد پارہ بود — ہر پارۂ بپارۂ از اقربا رسید
بر ہر یک از آئمہ اطہار بہرۂ — زاں زہر آبدار شہادت جدا رسید

تا انکشاف زہر بمیراثِ اہلبیت	برآفتاب طوس علیؑ رضا رسید

الا لعنة اللّٰہ علی القوم الظالمین

تمت بالخیر والعافیة

قطعہ تاریخ ختم تالیف حصہ چہارم دُرّ المصائب از نتائج فکر رسا و ذہن صفا فخر الشاعرین جناب منشی سیّد صادق حسین صاحب مرحوم متخلص بہ صداقت

مولوی قاسم علی گوہر یکتا بے فصل	مشہدی و حاج و زائر ثنا خوان حسینؑ
بہر تالیف کتاب نہر ہم ینبوع و دُر	کردہ لولوئے حیات خویش قربان حسینؑ
از صداقت گر نباشد کذب نتواں گفتنش	محسنِ زہراؑ شد آں ممنون احسانِ حسینؑ
حصہ چہارم کہ از دُرّ المصائب کرد ختم	شاد شد روح حسینؑ و جملہ اعوان حسینؑ
سال تالیفش ز لبہائے صدف پیدا (شکست) آید	دُر شدہ ہمدم با آلام یتیمان حسینؑ

جلد پنجم دُرّ المصائب

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للّٰہ الذی جعلنا من المتمسکین بولایة امیر المؤمنین والائمة المعصومین والصلوٰة والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ الطیبین الطاہرین ولعنة اللّٰہ علی اعدائہم وظالمیہم ومنکریہم ابد الآبدین

اما بعد مخفی نہ رہے کہ یہ حصہ پنجم دُرّ المصائب کا ہے جو شامل ہے چند مجالس مختصرہ پر فضیلت اجمالی چند اعیاد مشہورہ عظمیٰ ہیں جو بطور ماحصل احادیث و روایات کے کتب معتبرہ مستندہ سے ماخوذ ہے اور ذاکرین جامکین کے بکار آمد ہوں اعیاد میں پڑھنے کی ضرورت لاحق ہوتی ہے واللّٰہ الموفق و المعین ۔ پہلی مجلس روی اسماعیل بن مسلم عن الصادق علیہ السلام مرتبہ قال اوحی اللّٰہ تعالیٰ الیٰ نبی من انبیائہ من لا یحضر الفقیہ

میں منقول ہے کہ اسمٰعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت
نے حق سبحانہ تعالےٰ نے ایک نبی کی طرف اپنے انبیاء سے وحی فرمائی قُل لِلمُؤمِنِینَ لَا یَلبَسُوا لِبَاسَ
اَعدَائِی وَلَا یَسلُکُوا مَسَالِکَ اَعدَائِی فَیَکُونُوا اَعدَائِی کَمَا هُم اَعدَائِی یعنی کہدو اپنی
امت کے مومنین سے کہ پوشاک میرے اعدا کی نہ پہنیں اور میرے اعداء کے کھانے نہ کھائیں اور میرے
اعدا کے طریقوں کو اختیار نہ کریں پس جو ایسا کرینگے تو وہ میرے دشمن ہونگے جس طرح کہ وہ لوگ میرے
دشمن ہیں اور فرمایا کہ جو جامہ پاؤں کے ٹخنے سے نیچا ہو وہ آتش دوزخ میں جلایا جائے گا حضرت امام رضا
سے وارد ظاہر ہے کہ جو لوگ لباس اور وضع اور طریقہ کفار کا اختیار کرتے ہیں وہ اپنے تئیں دشمنان خدا
میں شامل کرتے ہیں مَن تَشَبَّهَ بِقَومٍ فَهُوَ مِنهُم جو شخص کسی قوم کے ساتھ مشابہت کرے پس وہ انہی
میں محسوب ہوگا یعنی اگر مومنین کے ساتھ تشبہ کرے تو ان میں محسوب ہوگا اور اگر مخالفین کے ساتھ تشبہ
کرے تو انہی میں شمار ہوگا اور علامت مومن سے یہ ہے کہ لباس جدید ہو یا کہنہ طاہر و پاکیزہ ہو خباثت
ظاہر و باطن سے یعنی نجس اور غصبی اور شبہہ غصبی و نجس نہ ہو اور لباس کوتاہ ہو اور شائبہ حرمت و شہرت اور
ذلت سے خالی ہو اور اس تشبہ میں علاوہ لباس کے اور بعض چیزوں کا بھی خیال لازم ہے مانند اسکے کہ
شریعت میں تمام موئے سر کا مونڈنا مرد کو یا تمام سر کے بال رکھنا سنت ہے چنانچہ حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ موئے سر کو منڈواؤ تاکہ میل جمع نہ ہو اور جانور اس میں جگہ نہ کریں اور گردن موٹی ہو
اور آنکھیں جلا پائیں اور بدن راحت پائے اور بال پشت سر کے تراشنا غم کو زائل کرتا ہے اور ہر جمعہ کو موئے
سر منڈوانا سنت ہے یا تمام سر پر بال رکھے اور انکو دھوئے اور کنگھی کرے اور مانگ نکالے پس جو مانگ
نہ نکالے گا تو خدا بروز قیامت مانگ اسکی آتش دوزخ سے نکالیگا اب فی زمانہ جہلانے مثل اکثر کافروں کے یہ
طریقہ پسند کیا ہے کہ پس سر کے بال تو باریک کترواتے ہیں اور خبیث بدوی مانند مینڈھے کے پیشانی کے بال
بلند کرکے دونوں طرف خواہ ایک طرف رکھتے ہیں اور جس فرقہ کی خوشنودی کے لیے یہ اختیار کرلیا ہے اسکے
اعلیٰ درجے کے لوگوں کو اس طرح سے نہیں دیکھا بلکہ سنا ہے کہ وہ معیوب جانتے ہیں علاوہ اسکے چوب
خیزران کو طلا یا نقرہ وغیرہ کی خام سے آراستہ کرکے بفخر و مباہات استعمال کرتے ہیں اور ایسے امور کو
وضعداری میں داخل کرلیا ہے حالانکہ سب اہل اسلام جانتے ہیں کہ یہ تحفہ بنی امیہ اور جابرین کا
تھا چنانچہ ابو مخنف وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب سر اطہر فرزند رسول کا زیر تخت یزید کے رکھا
گیا تو وہ لعین دیکھ کر مسرور ہوا اور اس وقت اسکے ہاتھ میں چوب خیزران تھی کہ اس چھڑی سے
لب و دندان انور کھوٹتا تھا اور ہنستا تھا اور کہتا تھا کہ اے حسین کس قدر لب و دندان آپ کے

خوبصورت و خوشنما ہیں اور تعجب ہے کہ آپ بہت جلد ضعیف ہوگئے یہ ظلم و ستم دیکھکر ابو برزہ اسلمی بیتاب ہوگیا اور کہا اے یزید وائے ہو تجھپر خدا تیرے دونوں ہاتھ قطع کرے ہائے کیا غضب کرتا ہے کہ ان دندان امام حسین پر چھڑی کہتا ہے قسم ہے خدا کی میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جناب رسولخدا انکے اور انکے بھائی کے لب و دندان انور بوسے لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ تم دونوں فرزند میرے حسنؑ و حسینؑ سردار ہو جوانان اہل جنت کے یہ سُنکر یزید غضبناک ہوا اور اُسکو وہاں سے نکلوا دیا بعد اسکے حکم دیا کہ اس سر کو جائے بلند میں لٹکا دو پس موافق حکم کے وہ سر اقدس در دروازہ مسجد جامع دمشق پر نصب کیا گیا کبھی دروازہ قصر یزید پر لٹکایا گیا ہائے افسوس کیسی عداوت تھی بنی اُمیّہ کو آل رسولؐ سے کہ بعد قتل کرنے کے بھی اپنے عناد سے باز نرہے جیسا کہ صمصام قاطع میں لکھا ہے کہ یزید لعین جانب سرور میں سلائی سے اُس سر انور کا خون لیکر مثل سرمہ کے اپنی آنکھوں میں لگاتا تھا تاکہ ٹھنڈی ہوجاویں یہ عداوت تھی بنی اُمیّہ کو آل رسولؐ سے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

مجلس ۲ فی المجابرات الحسن والحسین علیہما السلام وخلابوم عید الی حجرۃ جدّھما رسول اللہ بحار الانوار وغیرہ میں روایت کی ہے کہ ایک دن روز عید تھا اور جناب حسنین علیہما السلام باہم دونوں شاہزادے خدمت میں اپنے نانا جناب رسولخدا کی حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے نانا آج روز عید ہے اور اطفال عرب کے نیا لباس پہنے ہیں اور رنگین لباس سے مزین ہیں اور ہمارے پاس پوشاک جدید نہیں ہے تاکہ ہم بھی اُسے پہنیں پس ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں کہ آپ بھی ہمیں پوشاک جدید عطا فرمائیے جناب رسولخدا ان کا حال دیکھکر رنجیدہ ہوئے کیونکہ اُسوقت آنحضرت کے پاس کوئی لباس ایسا نہ تھا کہ وہ حسنین علیہما السلام کو پہناتے اور خاطر شکنی بھی ان شاہزادوں کی گوارا نہ ہوئی پس آنحضرت نے دعا کی کہ بار الہا تو شکستہ دلی ان بچوں کی اور انکی ماں فاطمہ زہرا کی تبدیل بسرور کر سبحان اللہ ابھی حضرت مشغول دعا تھے یکایک جبرئیل بحکم رب جلیل دو حلّے سفید بہشت کے لیے ہوئے نازل ہوئے یہ دیکھکر جناب رسولخدا مسرور ہوئے اور فرمایا یا سَیِّدَیْ شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّةِ خُذَا اَثْوَابَكُمَا خَاطَهُمَا خَيَّاطُ الْقُدْرَةِ عَلٰى قَدْرِ طُوْلِكُمَا اے سرداران جوانان اہل جنت لو اپنے کپڑے جنکو خیاط قدرت نے ٹھیک تمہارے قد و قامت زیبا کے موافق مہیا ہے پس جب اُن شاہزادوں نے دیکھا کہ یہ حلّے سفید ہیں تو عرض کی کہ اے نانا اطفال عرب تو رنگین لباس پہنے ہیں اور یہ حلّے سفید ہیں یہ سُنکر آنحضرت نے سر اقدس جھکا لیا اور ایک ساعت تک متفکر رہے اُسوقت جبرئیل نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ خوش ہوں کہ جس رنگ کو یہ شاہزادے پسند فرمائیں بقدرت خدا ویسے ہی رنگ کے کپڑے رنگ جائینگے آپ ایک طاس اور آفتابہ طلب کیجئے حسب الطلب آنحضرت کے طاس اور آفتابہ حاضر کیا گیا جبرئیل نے عرض کی کہ میں پانی ڈالتا جاؤں اور آپ اپنے دست اقدس سے ان حلّوں کو ملتے اُسوقت

آنحضرتؐ نے حلہ بڑے شاہزادہ کا طاس میں رکھا اور جبرئیلؑ نے پانی ڈالنا شروع کیا اور حضرتؐ نے اپنے بڑے فرزند سے پوچھا کہ اے نور نظر تم کو کونسا رنگ پسند ہے اُس شاہزادہ نے عرض کیا کہ میں سبز رنگ چاہتا ہوں حضرتؐ نے اپنے دست اقدس سے اُس حلہ کو پانی میں ڈالا تو وہ حلہ بقدرت خدا سبز رنگ مثل زبرجد کے ہو گیا اور اُس حلہ کو نکالکر اپنے فرزند دلبند حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو دیا اور اُس شاہزادے نے پہن لیا بعد اسکے حضرتؐ نے حلہ اپنے چھوٹے فرزند کا طاس میں رکھا اور جبرئیلؑ نے پانی ڈالا اُسوقت حضرتؐ نے اپنے چھوٹے دلبند سے کہ سن شریف اُس شاہزادہ کا اُس زمانہ میں پانچ برس کا تھا پوچھا کہ اے پارۂ جگر اے حسینؑ تم کو کونسا رنگ پسند ہے عرض کیا اے نانا میں سرخ رنگ چاہتا ہوں پس جناب رسولخداؐ نے اُس حلہ کو پانی میں ڈالا اور وہ حلہ بقدرت خدا سرخ رنگ مثل یاقوت کے ہو گیا اور اپنے فرزند کو دیا اور اُس شاہزادے نے پہن لیا اور جناب رسولخداؐ مسرور ہوئے اور وہ دونوں شاہزادے بھی خوش ہو کر اپنی مادر گرامی جناب سیدہ کے پاس چلے گئے اُسوقت جبرئیلؑ رونے لگے یہ دیکھکر جناب رسولخداؐ نے فرمایا اے اخی جبرئیل تم کیوں روتے ہو حالانکہ آج میرے دونوں فرزند شاد و مسرور ہوئے پس تمہیں قسم ہے خدا کی کہ اس راز سے مجھے آگاہ کرو جبرئیلؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ جو ایک شاہزادے نے سبز رنگ اور دوسرے نے سرخ رنگ پسند کیا سبب اسکا یہ ہے کہ امام حسنؑ کو اشقیائے اُمت زہر پلائیں گے جسکی وجہ سے بدن اطہر اُس شاہزادہ کا سبز ہو جائیگا اور امام حسینؑ کو اشقیائے اُمت قتل و ذبح کریں گے اور بدن انور اُس شاہزادے کا اُن کے خون سے سرخ رنگ ہوگا یہ سنکر جناب رسولخداؐ رونے لگے کیوں مومنین جس برگزیدہ باری کے واسطے حلہ جنت آیا اور جناب رسولخداؐ نے اپنے دست اقدس سے رنگکے پہنایا اور جبرئیلؑ نے بحکم خدا ایسا اہتمام کیا تاکہ خاطر شکنی اُس شاہزادے کی نہ ہو افسوس ہزار افسوس وہی ناز پروردہ رسولخداؐ اور اللہ کا پیارا بروز عاشورہ دست ظلم اشقیائے کوفہ و شام سے کنارۂ نہر فرات پر پیاسا شہید کیا گیا اور بعد شہادت کے لباس بدن اطہر سے لوٹ لیا افسوس کرتا جسم اقدس سے بحر بن کعب لے گیا اور ردا قیس بن اشعث لے گیا اور عمامہ اس مظلوم کا اخنس بن مرثد لیگیا اور زرہ مالک بن بشیر کندی نے اتار لی اور نعلین اسود بن خالد نے لے لی ہائے افسوس ایک شقی نے انگشت اطہر کاٹ کر انگوٹھی اتار لی جسپر بسبب زخموں کے ورم آگیا تھا ہائے افسوس جس شاہزادے کے جسم نازنین کو لباس نفیس بزم جنت بوجہ نازک اندامی کے چبھتے وہی جسم نازنین سنگریزہائے گرم اور نیزوں پر معلق ہو این الرسول وجسم ابن الحسین تری. کقصف ندا مرتمی بالارض منعفرہ ہائے افسوس کہاں ہیں جناب رسولخدا تا دیکھیں کہ بدن اطہر اُن کے فرزند حسینؑ مظلوم کا بے غسل و کفن ریگ گرم پر پڑا ہے اور اعدائے لاشہ اطہر کو مثل مصحف قرآن کے زمین پر پریشان یعنی پارہ پارہ کر دیا ہے این الرسول عن الملیس المکرم علی راس

المستغاث یا جداہ بلیتہ دریجومن ۔ افسوس کہاں ہیں جناب رسول خدا تا دیکھیں کہ اعدائے اولاد کو اسیر اور
ناطق کے نیزۂ طویل پر بلند کیا جو سر اقدس مثل ماہ کامل کے درخشاں تھا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس ۵ قَالَ الشَّعْبِیُّ اِنَّہٗ قَالَ دَعَانِی الْحَجَّاجُ بْنُ یُوسُفَ فِی یَوْمِ عِیْدِ الْاَضْحٰی فَقَالَ اَیُّہَا الشَّیْخُ اَیُّ یَوْمٍ ہٰذَا فَقُلْتُ ہٰذَا الْیَوْمُ الْاَضْحٰی ضیاء الابصار وغیرہ میں شعبی سے روایت کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ مجھے شہر بغداد میں حجاج بن یوسف نے بروز عید قربان طلب کیا جب میں اس کے پاس پہنچا تو مجھ سے پوچھا کہ اے شیخ آج کونسا دن ہے باوجودیکہ وہ شقی کافی اور حاکم تھا اور سب جانتا تھا اور دیدہ و دانستہ بسبب عداوت آل رسول کے اندھا ہو رہا تھا بہر حال میں نے کہا آج عید قربان ہے یہ سنکر اس شقی نے پوچھا کہ کس چیز سے آج کے دن اور مثل اس روز کے تقرب بخدا چاہتے ہیں میں نے کہا کہ آج کے دن غسل کر کے دو رکعت نماز پڑھنا اور قربانی کرنا سنت موکدہ ہے اس شخص کو جو منیٰ میں حاضر ہو اور جو قربانی شتر ہو یا گاؤ ہو خواہ گوسفند ہو مساکین کو دینا بہتر ہے اور افعال نیک اور پرہیزگاری کو بجا لانا چاہیے اسوقت اس شقی نے کہا آگاہ ہو میں چاہتا ہوں کہ آج ایک سید حسینی کو ذبح کروں تاکہ مجھے ثواب قربانی کا حاصل ہو شعبی کہتا ہے کہ ابھی مجھ سے یہ کلام کر رہا تھا کہ یکایک میرے پس پشت سے آواز زنجیر کی آئی و معلوم ہوا کہ کوئی شخص طوق و زنجیر میں جکڑا ہوا آتا ہے اور میں بوجہ خوف کے اس اسیر کی طرف متوجہ نہ ہو سکا کیونکہ اگر میں دیکھتا تو حجاج مجھے اذیت پہنچاتا پس ایک سید علوی کو طوق و زنجیر میں جکڑے کے سامنے اسکے کھڑا کیا اور وہ مظلوم نہایت ناتوان تھا اور چہرۂ نورانی زرد تھا حجاج نے کہا کہ تو فلاں سید فلاں سید کا بیٹا ہے اس نے کہا ہاں میں وہی سید ہوں حجاج نے کہا تو ہی لوگوں سے بیان کرتا ہے کہ حسنین ذریت رسول خدا سے ہیں اس سید نے کہا کہ میں نے تو یہ نہیں کہا نہ کہتا ہوں بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ حسنین فرزند دلبند ہیں رسول خدا کے یہ دونوں داخل ہوئے پشت نبی میں اور پیدا ہوئے صلب نبی سے اے حجاج اس بات کو میں تیری ضد پر بدلائل ثابت کرونگا کیا تو نہیں جانتا ہے کہ حسنین سردار جوانان اہل جنت کے ہیں شعبی کہتا ہے کہ اسوقت حجاج تکیہ لگائے ہوئے مسند پر بیٹھا تھا یہ سنکر سیدھا ہو بیٹھا اور ایسا غضبناک ہوا کہ گردن کی رگیں پھول گئیں اور جامہ کے تکمے ٹوٹ گئے اور دوسرا جامہ منگا کر پہنا اور کہا اگر تو دلیل قرآن سے نہ لایا کہ حسنین فرزند رسول خدا سے ہیں اور پشت میں نبی کی داخل ہوئے اور صلب سے نبی کے پیدا ہوئے تو بعذاب شدید تجھے قتل کروں اور اگر تو دلیل قرآن سے لایا تو میں تجھے یہ خلعت فاخرہ دونگا اور رہا کروں گا شعبی کہتا ہے کہ میں حافظ قرآن تھا میں نے جو غور کیا تو اس وقت میرے خیال میں کوئی آیہ نہ آیا جو اس دعوے پر دلیل ہو پس میں رنجیدہ ہوا اور اس سید بزرگوار کے قتل ہونے پر

افسوس ہا یکایک اُس سید نے بسم اللہ پڑھا اور چاہا کہ آیہ پڑھے ناگاہ حجاج نے اسکی قرأت کو قطع کرکے کہا کہ شاید تو چاہتا ہے کہ دلیل لاوے اس آیہ مباہلہ کو فَقُل تَعَالَوا نَدعُ اَبنَاءَنَا وَ اَبنَاءَکُم وَ نِسَاءَنَا وَ نِسَاءَکُم وَ اَنفُسَنَا وَ اَنفُسَکُم یہ سُنکر سید علوی نے کہا کہ قسم بخدا یہ آیہ مباہلہ جو تیری زبان پر جاری ہوئی ہے دلیل مضبوط میرے دعوے پر ہے کیونکہ خدا نے حسنینؑ کو فرزندان رسولخدا قرار دیا ہے اور خود جناب رسولخدا ان کو بجائے فرزندوں کے میدان میں واسطے مباہلہ کے لائے جنکی فضیلت و حقیت اس آیہ سے بخوبی ظاہر ہے لیکن میں بغیر آیہ مباہلہ کے تیرے سامنے دلیل لاتا ہوں پس آیہ شریفہ کو بسم اللہ کہکے پڑھنا شروع کیا کہ وَوَهَبنَا لَهُ اِسحَاقَ وَیَعقُوبَ کُلًّا هَدَینَا وَ نُوحًا هَدَینَا مِن قَبلُ وَمِن ذُرِّیَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَیمَانَ وَاَیُّوبَ وَیُوسُفَ وَمُوسٰی وَهَارُونَ وَکَذٰلِکَ نَجزِی المُحسِنِینَ وَزَکَرِیَّا وَیَحیٰی اور جبکہ پر وہ سید ساکت ہوا حجاج نے کہا کیا وَعِیسٰی وَاِلیَاسَ کُلٌّ مِنَ الصَّالِحِینَ کہنا بھول گیا اُسوقت اس سید نے کہا ہاں تو سچ کہتا ہے مگر اے حجاج عیسٰی روح اللہ تو بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے یہ کس وجہ سے صلب نوح کے داخل ہوئے حجاج نے کہا کہ عیسٰی صلب نوح میں ماں کی طرف سے داخل ہوئے کیونکہ مریم بنت عمران نسل سے نوح کے ہے اُس سید نے کہا کہ اسیطرح حسنینؑ بھی بوجہ اپنی والدہ کے داخل صلب رسولخدا ہوئے کیونکہ ماں انکی جناب فاطمہ زہرا دختر جناب رسولخدا ہیں یہ سُنکر حجاج ایسا ساکت ہوا کہ گویا پتھر اُسکے حلق میں پھنس گیا تھا حضرات غور فرمائیے کہ کیا کیا وہ شقی حیلہ سازی کرتا ہے بعد اسکے کہا کہ حسینؑ کی امامت پر کیا دلیل ہے اُس سید علوی نے کہا کہ امامت انکی بفرمودہ جناب رسولخدا ثابت ہے کیونکہ آنحضرت نے حسنینؑ کے بارہ میں فرمایا ہے وَلَدَایَ هٰذَانِ اِمَامَانِ فَاضِلَانِ اِن قَامَا وَاِن قَعَدَا یہ دونوں فرزند میرے امام اور فاضل ہیں اپنی ریاست کے طالب ہوں یا نہوں دونو حالتوں میں اعدا ان پر ظلم و ستم کریں گے اور ان کا خون بہائیں گے اور ان کے اہلحرم کو اسیر کریں گے اور اسیطرح فرمایا جناب رسولخدا نے اِبنِی هٰذَا یَعنِی الحُسَینَ اِمَامٌ اِبنُ الاِمَامِ اَبُو الاَئِمَّةِ التِّسعَةِ یہ فرزند میرا یعنی حسینؑ امام اور بیٹا امام کا اور بھائی امام کا اور باپ نو اماموں کا ہے جو ان کی ذریت سے ہونگے پس حجاج نے کہا اے علوی حسینؑ کی عمر کتنی ہوئی تھی کہا چھپّن برس پوچھا وہ کس دن قتل ہوئے کہا دسویں محرم کو درمیان ظہر و عصر کے تشنہ لب ذبح ہوئے پوچھا کس نے قتل کیا یہ سنکر وہ علوی رونے لگا اور کہا اے حجاج حال اجمالی اُس مظلوم کی شہادت کا یہ ہے کہ ابن زیاد نے بحکم یزید کربلا میں لشکر کثیر روانہ کیا اور امام حسینؑ کو گھیر لیا اور کنارہ نہر فرات سے خیمہ ان کا اٹھوا دیا اور پانی تک بند کر دیا اور شدت تشنگی سے بچے ان کے زیادہ گریہ کرتے تھے آخر روز عاشورا لشکر ابن زیاد نے صف آرا ہو کر ہجوم کیا اس وقت امام حسین علیہ السلام کے لشکر میں چند اصحاب و انصار

اور کچھ عزیز و اقربا و اطفال تھے کہ لڑائی شروع ہوئی یہاں تک کہ وہ سب تشنہ لب شہید ہوئے اور امام حسین علیہ السلام یکہ و تنہا مع چند اہلحرم اور بچوں کے باقی رہے اور فریاد و استغاثہ کرتے تھے کوئی فریادرس نہ تھا اور اُس جفاکار سے بنا بر اتمام حجت کے پناہ مانگتے تھے کوئی پناہ نہ دیتا تھا اور ایک جرعہ پانی کا طلب فرماتے تھے تا حرارت تشنگی کو بجھائیں کوئی پانی نہ دیتا تھا بلکہ عوض پانی کے تیرباراں کرتے تھے اور نیزوں کے وار لگاتے تھے اُسوقت وہ مظلوم سر اقدس طرف آسمان کے بلند کرکے درگاہ الٰہی میں عرض کرتے تھے کہ بار الٰہا تو دیکھتا ہے کہ یہ لوگ تیرے حبیب اور رسول کے فرزند سے کیا سلوک کرتے ہیں آہ ابھی وہ مظلوم کھڑے تھے اور درگاہ خدا میں مناجات کرتے تھے ناگاہ سنان بن انس نے قریب آکر ایک نیزہ سینۂ اقدس پر مارا کہ نوک نیزہ پشت اطہر سے باہر نکل آئی اور فوارۂ خون جاری ہوا آہ اُسوقت فرماتے تھے بسم اللہ و باللہ وعلیٰ ملّۃ رسول اللہ اسی اثنا میں خولی نے ایک تیر سہ پہلو زہر آلودہ مارا افسوس وہ تیر ستم گلوئے خشک پر پڑا اور خون جاری ہوا اور ایک شقی نے ایک پتھر زور سے مقام سجدہ پر مارا اور پیشانیِ انور شق ہوئی بعد از ذوالجناح سے ناتوان ہو کر منہ کے بل زمین گرم پر تشریف لائے اور اپنے خون میں لوٹتے تھے افسوس ہزار افسوس اُسوقت شمر ذی الجوشن قریب آیا اور زانو سے دبایا اور سر اقدس کو تلوار سے جدا کیا اور نیزۂ طویل پر بلند کیا بعد اس کے جو لوگ قریب تھے طرف لوٹنے پوشاک کے متوجہ ہوئے پس کرتہ اسحاق حضرمی نے اُتار لیا اور زیر جامہ بحر بن کعب تیمی نے لیا اور عمامہ اخنس بن مرثد نے لیا اور زرہ مالک بن بشیر کندی نے اُتار لی اور نعلین اسود بن خالد نے لیں اور ردا جو خز کی تھی قیس بن اشعث لے گیا اور انگشتری بجدل بن سلیم کلبی نے انگشت اطہر کو کاٹ کر اُتار لی جبکہ بسبب زخموں کے ورم آگیا تھا آہ اُس قوم جفا نے اُس مظلوم کے خیموں کو گھیر لیا اور اسباب لوٹ کے خیموں میں آگ لگائی اور طنابیں کاٹ ڈالیں اور اہلحرم اور عورات ستم رسیدہ کو اسیر کیا اور چادریں تک چھین لیں اور اونٹوں پر سوار کرکے طرف کوفہ کے لے چلے یہ سنکر حجاج نے کہا کہ اے علوی کیا اہلبیت رسالت پر اسیطرح سے ظلم ہوئے اُس نے کہا ہاں اسیطرح اُن پر گذرا ہے اُسوقت حجاج نے کہا قسم ہے خدا کی اگر تو اپنے دعوے کو قرآن و حدیث سے ثابت نہ کرتا تو تیری آنکھیں نکال لیتا اور تجھے بعذاب سخت قتل کرتا لیکن اب میں نے تم کو رہا کیا اور یہ جامہ لے لو جس کا میں نے وعدہ کیا تھا پس وہ سید علوی روتا ہوا چلا گیا آہ مومنین اس مظلوم پر یاد آگئی مظلومی و بیکسی بیمار کربلا اسیر رنج و بلا کی کہ بعد شہادت اُن کے پدر مظلوم کے اہلبیت اسیر و مقید کرکے طوق و زنجیر میں جکڑا اور اسیطرح شہر بشہر پھرایا اور دربار عام میں سامنے ابن زیاد اور یزید لعین کے ٹھہرایا اور ان اشقیا نے کلمات طعن آمیز کہے جب اُس مظلوم نے بدلائل آیات قرآنی اور احادیث نبوی ان کو ساکت کیا تو غضبناک ہو کر ان کے قتل کا حکم دیا مگر خدا نے

اِس جناب کو اُن کے شر سے محفوظ رکھا تا کہ نسل رسولؐ سے زمانہ خالی نہو لیکن فرق یہاں پر یہ ہے کہ اس علیل
عموبی کے ناموس سے کوئی ہمراہ نہ تھا بلکہ تنہا تھا جو مصیبت گذری اپنے ہی نفس پر گذری بخلاف سید سجادؑ کے
کہ ساتھ اس مظلوم کے اہل حرم اور بہنیں اور پھوپھیاں ریسمان ظلم و ستم سے بندھی ہوئی تھیں اور سر بابا کے عزیز
واقربا سامنے تھے افسوس ہزار افسوس اُسوقت اُن کے قلب اقدس پر کیا صدمہ ہوا ہو گا جب وہ اشقیا
لب و دندان انور پر امام حسینؑ کے چھڑی سے بے ادبی کرتے تھے ع سر حسینؑ کجا مجلس شراب کجا ۔ ہجوم
عام کجا آل بوتراب کجا ۔ الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین مجلس ۱۷ ۔ قال اللہ تعالیٰ الیوم
اکملت لکم دینکم اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ۔ حق سبحانہ تعالیٰ
قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ آج کے دن کامل کیا میں نے واسطے تمہارے دین تمہارا اور تمام کیا میں نے تم پر اپنی
نعمت کو اور راضی ہوا میں واسطے تمہارے کہ اسلام ہو دین تمہارا ۔ پس بعد نزول اس آیہ کریمہ کے جناب
رسولخداؐ نے شکر کیا اور فرمایا اللہ اکبر والحمد للہ علی اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضی
الرب برسالتی وولایۃ علیؑ بن ابیطالبؑ سبحان اللہ کیا شرف و بزرگی ہے عید غدیر کی بسبب علو
درجات حضرت امیر المومنینؑ کے اور اس دن کی شرف و بزرگی کی وہی مومنین معتقد ہیں جنکے دل پر نقش
امامت و ولایت آنحضرتؑ کا ہے اور عہد و پیمان زمانہ الست پر ثابت و قائم ہیں چنانچہ زاد المعاد وغیرہ میں
منقول ہے کہ فرمایا حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے کہ جب روز قیامت ہو گا تو ملائکہ چار دن بزینت و
آرائش سامنے عرش الٰہی کے حاضر کرینگے اسطرح سے کہ جس طرح عروس کو زینت دیتے ہیں عید فطر عید الضحیٰ
و عید جمعہ جو سید ایام ہے اور عید غدیر اور ان سب میں روز عید غدیر ایسا ہو گا جیسے ستاروں میں چاند روشن
ہوتا ہے کیونکہ یہ وہ دن ہے کہ خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو آتش نمرود سے نجات دی ہے اور آنحضرتؐ نے
روزہ شکر رکھا اور اسی دن وصی حضرت موسےٰ علیہ السلام کے حضرت ہارونؑ ہوئے اور وصی حضرت عیسیٰؑ
کے شمعونؑ ہوئے اور اسی دن خدا نے دین کو کامل فرمایا کہ جناب رسولخداؐ نے بحکم خدا حضرت
امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو منصب خلافت پر نصب کیا اور فضیلت اُن کی
اور وصی ہونا خلق اللہ پر ظاہر کر دیا اور آیہ کریمہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ
اسی روز نازل ہوئی اور اس دن اعمال شیعوں کے مقبول ہوتے ہیں اور اعمال مخالفوں کے
باطل ہوتے ہیں اور اسی دن خدا جبرئیلؑ کو حکم کرتا ہے کہ کرسی کرامت الٰہی سامنے بیت المعمور کے
نصب کرے اور جبرئیلؑ بھی کرسی پر جاتے ہیں اور ملائکہ سب آسمانوں کے انکے سامنے جمع ہو کر مدح و
ثنا کرتے ہیں اور صلوٰۃ بھیجتے ہیں حضرت محمدؐ و آل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ پر اور انکے شیعوں کے لئے استغفار

کرتے ہیں اور اس دن خدا کاتبان اعمال کو حکم کرتا ہے کہ قلم اٹھالیں تبعیان آئمہ اثنا عشر سے تین دن تک یعنی عید
غدیر سے تین روز تک تو گناہ شیعوں کی نہ لکھی جائیں اور اس دن خدا مال اسکا زیادہ کرتا ہے جو اس روز
عبادت خدا کرے اور جو اس دن اپنے اہل و عیال اور برادران ایمانی پر وسعت دے تو خدا اسکو آتش دوزخ سے
آزاد کرتا ہے اور اس دن خدا غم و الم شیعوں کے زائل کرتا ہے اور یہ دن بخشش و عطا کا ہے اور یہ دن عید
اکبر ہے اور یہ دن دعا قبول ہونے کا ہے اور یہ دن پوشاک عمدہ پہننے کا ہے اور اس دن صلوات بہت
بھیجنا چاہیے حضرات محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ پر اور یہ دن ترک گناہان کبیرہ کا ہے اور یہ دن مشغول
ہونے عبادت اور زیارت کا ہے اور یہ دن روزہ داروں کے افطار کرانے کا ہے پس جو مومن کسی روزہ
دار کا روزہ افطار کرائے تو مثل اسکے ہے کہ دس فیام کو کھانا کھلایا اور ایک فیام لاکھ آدمیوں کا ہوتا ہے
پس دس فیام دس لاکھ آدمی ہوئے اور یہ دن تہنیت و مبارکباد کا ہے پس جو مومن ایک دوسرے سے
ملاقات کرے تو اسطرح تہنیت کرے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَنَا مِنَ الْمُتَمَسِّكِیْنَ بِوِلَایَةِ اَمِیْرِ
الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْاَئِمَّةِ الْمَعْصُوْمِیْنَ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ اور یہ دن تبسم کا ہے مومنین کا منہ دیکھ
کے پس جو مومن اپنے برادر مومن کا منہ دیکھکر تبسم کرے تو خداوند عالم بروز قیامت اسپر نظر رحمت کریگا
اور ہزار حاجتیں اسکی بر لائے گا اور ایک قصر مروارید سفید کا اسکے واسطے بہشت میں بنائے گا اور اسکے
منہ کو نورانی کرے گا اور یہ دن زینت کرنے کا ہے پس جو مومن زینت کرے تو خدا اسکے گناہان گذشتہ کو
بخشے گا اور اسکی طرف بہت سے فرشتے بھیجے گا تاکہ اسکے واسطے حسنات لکھیں اور عید غدیر آئندہ تک اسکے
لئے درجے بلند کرے گا اور اگر اس اثنا میں مرجائے تو شہید مرے گا اور ثواب شہدا کا رکھتا ہوگا اور اگر زندہ
رہے تو سعادتمند زندگی بسر کرے گا اور جو مومن کسی برادر مومن کو اس دن کھانا کھلائے ایسا ہے کہ سب
پیغمبروں اور صدیقوں کو کھانا دیا اور اس دن برادران ایمانی سے احسان و نیکی کرنا اور ان کو خشنود و مسرور
کرنا باعث اجر و ثواب کثیر کا ہے اور جو مومن کسی برادر مومن کو اس دن دیکھنے جائے اور ملاقات کرے تو
خدا اسکی قبر میں ستر نور داخل کرے گا اور اسکی قبر کشادہ کرے گا اور ہر روز ستر ہزار فرشتے اسکی قبر میں زیارت
کرینگے اور اسکو بہشت کی بشارت دینگے اور دوسری حدیث میں ہے کہ اس دن کا روزہ ساٹھ برس کے
گناہوں کا کفارہ ہے اور اس دن کا روزہ تمام دنیا کے روزوں سے اجر و ثواب میں زیادہ ہے اور جو
مومن اسی دن ایک درہم تصدق کرے وہ لاکھ درہم کے برابر ہے اور حرمت اس دن کی تمام ایام سال
سے زیادہ ہے اور اس دن غسل کرنا اور دو رکعت نماز اور زیارت حضرت امیر المومنینؑ کی پڑھنا سنت ہے
اور ادعیہ اور اعمال کا بجا لانا ثواب ہے اور یہ دن وہ ہے کہ مقام خم غدیر میں درمیان جمع کثیر اور خم غدیر کے

جناب رسولخدا نے اپنے ہاتھ جناب علیؑ ابن ابیطالب کا اپنے ہاتھ میں لیا اور بلند کرکے سب کو دکھا کر فرمایا
مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ
وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهُ ایہا الناس جس کسی کا میں مولا ہوں علیؑ بھی اس کا مولا ہے خدایا دوست رکھ اسکو
جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو علیؑ کو دشمن رکھے اور مدد کر اسکی جو علیؑ کی مدد کرے اور یاری مت کر
اسکی جو علیؑ سے کنارہ کشی کرے بعد اسکے عمر نے قریب آکے کہا مبارک ہو مبارک ہو آپ کو اے علیؑ ابن ابیطالب
کہ آپ ہر مرد و زن دیندار کے اور میرے مولا ہیں حضرات مقام ہے کہ بعد انتقال جناب رسولخدا کے کہ ابھی
دو مہینے سے زیادہ نہ گزرے تھے کیسا جلد حاسدین اس دن کو بھول گئے اور مطلق ارشاد رسولؐ پر عمل نہ کیا
اور ان کے وصی و جانشین بحق سے روگرداں ہو کر دست ظلم و ستم دراز کیا اور تمام حقوق غصب کرکے
درپئے آزار و اذیت ہوئے اور بے محابا دروازہ جلا کر نامحرم حرم سرا میں داخل ہوئے اور کچھ بنت رسولؐ
کا لحاظ نہ کیا ؎ آں در کہ جبرئیل امیں بود حاجبش ٭ اہل ستم بہ پہلوئے خیر النسا زدند ٭ واگہ نمرود
کرنگ محرمش نبود ٭ کندند از مدینہ و در کربلا زدند ٭ افسوس ہزار افسوس اثر اس آتش حسد کا آخر کربلا
تک پہنچا کہ اعدا بعد شہادت امام حسینؑ کے بے محابا داخل خیام ہوئے اور اسباب لوٹ لیا اور خیموں
میں آگ لگا دی آہ جب آگ ہر طرف شعلہ ور ہوئی تو بچوں کے دامن جل رہے تھے اسوقت اہلحرم اور بچے
فریاد کرتے تھے کوئی ان کی فریادرسی نہ کرتا تھا بلکہ عوض فریادرسی کے اسیر و مقید کیا اور اہلحرم کی چادریں
چھین لیں اور مجمع عام میں بے پردہ کیا الا لعنة الله علی القوم الظالمین مجلس ۵ قَالَ
اللهُ تَعَالٰی يَا اَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ
رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ اے پیغمبر پہنچا خلائق
کو جو کچھ کہ بھیجا گیا تیری طرف جانب سے تیرے پروردگار کے اور اگر نہ کرے گا تو اسکو کہ جسکے پہنچانے پر مامور ہوا
اور نہ پہنچائیگا اسکو خلق کی طرف تو گویا نہ پہنچایا تو نے پیغام اپنے پروردگار کا اور نہ پہنچائی رسالت اسکی
اور خدا تم کو شر سے آدمیوں کے محفوظ رکھیگا اور مفسرین ثقلین لکھتے ہیں کہ جب جناب رسولخدا بعد حج
آخری سوا دو مہینے قبل اپنی وفات کے مکہ معظمہ سے طرف مدینہ منورہ کے روانہ ہوئے تو ماہ ذالحجہ کی اٹھارہویں
تاریخ اثنائے راہ میں یہ آیہ نازل ہوا اسوقت جناب رسولخدا مقام غدیر خم میں پہنچے جہاں ایک وہ مقام
قافلے کے اترنے کا نہ تھا اسوقت بھی دوپہر کا تھا اور حرارت نہایت شدت پر تھی اور آفتاب درجۂ کمال
پر تھا کہ آفتاب امامت کے کمال کا وقت آگیا یعنی جناب رسولخدا نے بعد ادائے نماز ظہر کے پالان ہائے
اشتر سے ایک بلندی مثل ممبر کے بنوائی اور وہ جناب اس ممبر پر تشریف لیگئے تاکہ سب لوگ آنحضرت کو دیکھیں

اور ایک خطبہ بلیغ وطویل پڑھا اور خلائق کو اپنی وفات کی خبر دی اور امت کو تمسک قرآن مجید اور اپنی اہلبیت پر تاکید کیا بعد اسکے فرمایا الست اولی بکم من انفسکم آیا میں اولی نہیں ہوں تم میں سب سے یہ سنکر جب اصحاب نے کہا ہاں ایسا ہی ہے یا رسول اللہ اسوقت آنحضرت نے اپنے وصی وجانشین کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بلند کیا اور فرمایا مَن کُنتُ مَولَاہُ فَعَلِیٌّ مَولَاہُ جس کا میں مولا ہوں اسکا یہ علیؑ بھی مولا ہے ۔ شعر

سخن کرد پس ختم سالار دین	بحمد و سپاس جہاں آفرین	چو شد فارغ از خطبہ خیر الانام	بیکبارگی اہل ملت تمام
چہ اصحاب ہجرت چہ انصار دین	چہ از سابقین و چہ از لاحقین	چہ شہری چہ دشتی چہ برنا چہ پیر	ز حر و ز عبد و صغیر و کبیر
چہ اہل نفاق و چہ اہل وفاق	ہمہ کردہ با یکدگر اتفاق	بگفتند با صوت ہائے جلی	شنیدیم و کردیم فرمان نبی
بامر خدا و رسول خدا	ببل بازوہا بہا دہا دستہا	پس از بہر بیعت بذوق تمام	نمودند از چار سو ازدحام
پس اول ابوبکر و آنگہ عمر	تصافح نمودند و عثمان دگر	دگر بوسفیان و گر بود اوس	دگر ہم بہ بیعت بذوق غلو
عمر در حضور شہ انبیا	چنیں گفت خنداں بشیر خدا	ز روئے محبت بصوت جلی	مبارک سبلہ کف ترا یا علی
ترا امروز را صبح کردی بکام	شدی بر من و اہل ایماں امام	علی ہم ز حرفش تبسم نمود	کہ از آخر کار آگاہ بود
وزاں پس دگر سائر مسلمیں	چہ اصحاب ہجرت چہ انصار دین	باندازہ رتبہ و قدر خویش	بہم بر فتند یک یک بہ پیش
گروہا گروہ مردم بیاز عشا	نمودند با شام یکجا ادا	بدیں گونہ آں روز تا ثلث شب	نمودند بیعت سراں عرب
شدی بہرہ کہ رنج بنی اہل زمیں	یا دوست دادی و گفتی چنیں	کہ حمد و سپاس خدائے کہ داد	بزرگی بما بر جمیع عباد
شد ایں رسم زاں باعث اندر ہمہ	کہ در وقت بیعت تصافح کنند	ولیکن بریں رسم و سنت علی	نمودند یکجا گروہ دغل

کیونکہ دشمنان حضرت امیرالمومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام ظاہر میں تو خوش ہوئے اور باطن میں نہایت رنجیدہ تھے آخر یہ تدبیر کی کہ اسی حسد و کینہ سے مدینہ میں جناب رسولخدا کو ان کی ایک زوجہ نے زہر دے کر شہید کیا اور بعد آنحضرت کے انکی اولاد کے درپے قتل ہوئے اور بعض کو زہر دیا اور بعض کو ذبح کیا

جیسا کہ شاعر کہتا ہے :- شعر

از زہر ہے کہ بر حسن مجتبی رسید	زہرش بپارہ جگر مصطفی رسید	مجروح کرد جان رسالت پناہ را	پس زخم آں بفرق شہ اولیا رسید
پہلو ز اہلبیت رسالت تہی کرد	تا در رو او بہ پہلوئے خیر النسا رسید	آں کاوش جگر کو الماس بر زہ جوش	مجروح شد و بحلق شہ کربلا رسید
در آں جگر کہ یکصد و ہفتاد پارہ بود	ہر پارہ پارہ از اثر او بلا رسید	ہر ہر یک از ائمہ اطہار بہرہ	زاں زہر آبدار شہادت جدا جدا رسید
	تا انکشاف زہر بسادات اہلبیت	بر آفتاب حسن علی رضا رسید	

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

ھ بر روز عید اگر اتفاق خواہند اختصار ازاینجا ترک نماید ۱۲ ق

مجلس ۶ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَمَنْ حَاجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاۤءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاۤءَنَا وَاَبْنَاۤءَكُمْ وَنِسَاۤءَنَا وَنِسَاۤءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ

حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ جو تجھ سے مجادلہ کرے امر عیسیٰ میں بعد اسکے کہ آیا ہے تیری طرف علم و برہان اور تو نے اُن پر ظاہر کیا ہے اور اُنہوں نے قبول نہ کیا پس اے حبیب ہمارے ان سے کہو بلائیں ہم اپنے فرزندوں کو اور تم اپنے فرزندوں کو اور بلائیں ہم اپنی عورتوں کو اور تم اپنی عورتوں کو اور بلائیں ہم اپنی جانوں کو اور تم اپنی جانوں کو بعد اسکے ہم دعا اور تضرع کریں اور ہم نفرین کریں اور دوری چاہیں رحمت خدا سے اوپر ان کے جو ہم میں اور تم میں سے جھوٹ کہتے ہیں اور مفسرین فریقین لکھتے ہیں کہ جناب رسولخدا نے عبا اوڑھی اور حضرت علی ابن ابیطالب اور جناب فاطمہ زہرا اور حسنین علیہم السلام کو اپنی عبا میں داخل کیا اور کہا خداوندا ہر ایک نبی کے اہلبیت ہوتے ہیں اور یہ میرے اہلبیت ہیں انسے شک اور گناہ کو دور کر اور پاک کر ان کو جیسا کہ پاک کرنا چاہیے پس فوراً جبرئیل آیۂ تطہیر لیکر نازل ہوئے اور جناب رسولخدا اپنے اہلبیتؑ کو اپنے ساتھ لیکر مدینہ سے باہر نکلے اور نصاریٰ نے حقیقت آنحضرت کی جانتے تھے پس جب حضرت چوبیسویں تاریخ ماہ ذوالحجہ کو مع اپنے اہلبیتِ طہارت کے مقام مباہلہ میں کھڑے ہوئے تو آثار غضب الٰہی کے زمین و آسمان میں ظاہر ہوئے یہ دیکھکر اسقف نجران اُن کے عالم نے کہا کہ قسم ہے خدا کی میں چند صورتیں دیکھتا ہوں یہ اگر دعا کریں کہ پہاڑ اپنی جگہ سے اکھڑ جائیں تو اکھڑ جائیں گے اور نصاریٰ نابود ہو جائینگے پس اس حال میں نصاریٰ بنی نجران نے مباہلہ پر جرأت نہ کی اور مصالحہ کی درخواست کی اور ہر سال جزیہ دینا قبول کیا اور حضرتؑ نے ان کو نفرین نہ فرمائی اور بحکم خدا جزیہ قرار دیا پس ظاہر ہے کہ عہد جناب رسولخدا میں نصاریٰ سے صرف مباہلہ ہوا اور یہود سے اکثر جہاد ہوا ہے اور عہد عمر ابن خطاب میں نصاریٰ سے جنگ ہوئی ہے جیسا کہ کتب تواریخ و سیر سے ثابت ہے اور بروایتے نصاریٰ بنی نجران متفق ہو کر اسطرح سے میدان میں آئے کہ آگے آگے ان کے عالم یعنی پادری ہاتھوں پر انجیل لئے ہوئے اور پیچھے ان کے بکثرت نصاریٰ آمادہ مباہلہ کھڑے ہوئے اور اسطرح جناب رسولخدا اس شان و شوکت اور صولت سے تشریف لائے کہ خود آنحضرت نے اپنے ہاتھ میں ہاتھ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کا لیا اور اپنے دونوں فرزند حسنین علیہما السلام کو ساتھ لیا اور برابر اُن کے جناب فاطمہ زہراؑ دختر رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نقاب پوش تھیں مگر تفسیر کشاف میں یوں لکھا ہے کہ اُسوقت جناب رسولخدا اپنے فرزند صغیر شبیرؑ کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے میدان میں کھڑے تھے اور نصاریٰ نے ان کی جلالت و عظمت اور چہرہ ہائے نورانی دیکھ کر مصالحہ کی التجا کی اور جزیہ دینا قبول کیا آہ مومنین اس مقام پر وہ بزرگوار یاد آگئے جو تین دن کی تشنہ لبی اور شدت گرمی میں اپنے فرزند صغیر کو آغوش میں لیکر صحرائے کربلا میں روز عاشورا اُس میدان کربلا میں سامنے لشکر اعدا کے

لائے اور اسکے لئے ایک جرعہ پانی کا طلب کیا اور بآواز بلند فرمایا کہ اے قوم جب تم نے سب بھائی اور بیٹے اور بھتیجے اور بھانجے اور اصحاب و انصار میرے قتل کئے اور میں بیکس و تنہا اور تشنہ لب باقی ہوں اور یہ بچہ شیر خوار تین دن سے پیاسا ہے اور نایابی آب سے جاں بلب ہے پس اسے ایک جرعہ پانی کا پلا دو کہ شدت تشنگی سے ہلاک ہوتا ہے افسوس ہزار افسوس ابھی وہ جناب یہ فرماتے تھے اور علی اصغر کو شفقت پدری سے پیار کرتے تھے ناگاہ حرملہ لعین نے ایک تیر سہ شعبہ کو کمان میں جوڑ کر اس زور سے مارا کہ وہ تیر ستم سامنے سینہ کے مقام نحر پر اس شیر خوار کے لگا کہ وہ بچہ ہاتھ پر حضرت امام حسین کے تڑپنے لگا اور اپنے پدر مظلوم کی طرف منہ حسرت سے دیکھکر راہی جنت ہوا اسوقت امام حسین بشدت روئے اور لاش اس بچہ کی اپنے سینہ سے لگائے ہوئے طرف خیمہ گاہ کے تشریف لائے اور وہ لاش خیمہ میں رکھ دی اور عورات مستورات سیدانیوں نے گرد اس لاش کے نوحہ و بکا کیا اور کوئی مظلومہ سینہ سے لگا کر پیار کرتی تھی اور زار زار روتی تھی اور کوئی حسرت سے نوحہ خوان بدبختی تھی اور نوحہ و بین کرتی تھی اور خیمہ میں کہرام برپا تھا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس ۷ قال اللہ تعالیٰ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ

حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ اے جماعت مومنین کہ ایمان لائے ہو خدا اور رسول پر جبکہ ندا دیجاوے واسطے نماز کے یعنی جب اذان روز جمعہ کو سنو پس جاؤ اور سعی کرو طرف ذکر خدا یعنی نماز جمعہ کے اور کافی وغیرہ میں منقول ہے کہ روز جمعہ سید ایام ہے اور خدا اس روز حسنات کو دو چند کرتا ہے اور گناہوں کو مٹاتا ہے اور درجات بلند کرتا ہے اور جب روز جمعہ ہوتا ہے تو ملائکہ مقرب تختیاں نقرہ کی اور قلم طلا کے لیکر زمین پر نازل ہوتے ہیں اور نور کی کرسیوں پر دروازہ مسجد پر بیٹھتے ہیں اور تمام لوگوں کے بترتیب مسجد میں آنے کے لکھتے ہیں کہ کون کس کے بعد آیا اسیطرح لکھتے جاتے ہیں یہانتک کہ امام جماعت مسجد سے باہر نکلے جب امام جماعت نماز سے فارغ ہوکر باہر آتا ہے تو وہ تختیاں لپیٹتے ہیں اور یہ ملائکہ سوائے روز جمعہ کے اور کسی روز زمین پر نہیں آتے اور اس یوم کو یوم المزید کہتے ہیں اس روز ہر عمل حسنہ کا دو چند اجر و ثواب ملتا ہے پس اگر کوئی پناہ بخدا کوئی گناہ کرے تو دو چند عقاب بھی ہوگا اور اس روز خدا نے حضرت آدم کو پیدا کیا اور ان کے بدن میں روح ڈالی اور انکو جنت میں ساکن کیا اور ملائکہ کو ان کے سجدہ تعظیمی کا حکم دیا اور حوا کو ان کے لئے پیدا کیا اور حضرت آدم کے ترک اولیٰ کو معاف کیا اور اسی دن آتش نمرود کو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر سرد کیا اور بلائے ایوب کو عافیت سے مبدل کیا اور فدیہ عوض ذبح اسماعیل کے بھیجا اور حضرت عالم کی تمام ہوئی اور نیز دن قیامت قرار پایا اور یہ عجیب و غریب بات ہے کہ جو فضائل و شرف عید غدیر اور عید نوروز اور عید شجاع اور عید جمعہ سید الایام کے بارہ میں وارد ہیں وہ سب غنیۃ الطالبین میں عبد القادر جیلانی نے روز عاشورا کے بارہ میں درج کئے ہیں اور روز قتل و ذبح فرزند رسول دلبند بتول کو روز عید قرار دیا ہے

یہ محض دشمنی آل رسولؐ اور خوشنودی حکام وقت اور اپنی گرم بازاری کے لئے کیا ہے بہر حال روز جمعہ غسل کرنا سنت ہے اور اجر و ثواب اور فوائد کثیرہ پر شامل ہے اور زمانہ غیبت میں نماز جمعہ کا پڑھنا بہتر ہے البتہ نیچے اور دعیہ و اعمال میں مشغول رہنا اور خطبہ جمعہ سننا لازم ہے مگر اس مقام پر یاد آگیا وہ روز جمعہ روز عاشورا دسویں تاریخ محرم کی کہ اشقیائے کوفہ و شام نے فرزند رسولؐ حجت خدا کو صحرائے کربلا میں نہ مہلت نماز کی دی نہ پانی پلایا بلکہ ہر طرف سے گھیر کے مع اصحاب و اقربا اور اطفال کے تشنہ لب شہید کیا اور لباس اور اسباب لوٹ لیا اور اہل حرم کو اسیر کر کے مع سرہائے شہدا کے بازار کوفہ و شام میں پھرایا اور مدت تک ایسے قیدخانہ میں مقید کیا جو دن کی دھوپ اور رات کی شبنم سے محفوظ نہ تھا آخر جب اہلبیت رسالت قید شام سے رہائی پا کر وارد مدینہ اور روضہ رسولخدا ہوئے جو متصل مسجد نبیؐ کے ہے تو وہ روز بھی روز جمعہ تھا چنانچہ مقتل ابو مخنف وغیرہ میں منقول ہے کہ جس روز اہلبیت رسالت داخل مدینہ ہوئے تو وہ روز جمعہ تھا اور خطیب خطبہ پڑھ رہا تھا اسوقت ان لوگوں نے امام حسین علیہ السلام اور ان کے مصائب کو یاد کیا جو اس مظلوم پر گذرے تھے پس حزن و ملال ان کا زیادہ ہوا اور مصیبت زدہ ہو گئے کوئی روتا تھا کوئی فریاد کرتا تھا اور اہل مدینہ شور گریہ و بکا سنکر ان کے پاس آئے اور رونا شروع کیا یہانتک کہ وہ دن مشابہ اس روز کے ہو گیا کہ جس روز جناب رسولخدا نے انتقال کیا تھا لیکن مومنین وہ وقت عجب وقت مصیبت تھا کہ جب جناب ام سلمہؓ اور ام البنینؑ مع ایک دختر بیمار اور عورات ہاشمیہ کے روتی اور فریاد کرتی ہوئی جناب زینبؑ اور ام کلثومؑ سے ملیں اور ان کے بین جگرخراش سنے تو اس قدر روئیں کہ روضہ رسولؐ میں تزلزل ہوا پس جناب ام کلثومؑ طرف مسجد رسولخدا کے متوجہ ہوئیں اسطرح سے کہ آنسو جاری تھے اور نہایت محزون و مغموم تھیں اور قبر رسولؐ کی طرف خطاب کر کے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا جَدَّاہُ اِنِّیْ نَاعِیَۃٌ اِلَیْکَ وَلَدَکَ الْحُسَیْنَ سلام آپ پر اے نانا رسولخدا میں خبر مرگ سنانے آئی ہوں اور پرسا دیتی ہوں آپ کو آپ کے فرزند حسین مظلوم کا آہ وہ پارہ جگر آپ کا صحرائے کربلا میں تشنہ لب شہید ہوا اسوقت قبر رسولؐ سے آواز رونے کی آنے لگی وہ آواز سنکر زنان و مرد جو وہاں حاضر تھے زار زار رونے لگے اور شور گریہ و بکا کا بلند ہوا اور ماتم کتب میں حال جناب سکینہؑ اور فاطمہ صغریٰ کا یوں لکھا ہے کہ ایک یتیمہ رنج و الم اسیری اور محنت سفر اٹھائے تھیں اور دوسری یتیمہ درد جدائی اور بیماری میں مبتلا تھیں پس جب نظر ایک بہن کی دوسری بہن پر پڑی تو دونوں ستم رسیدہ گلے ملکر اسقدر روئیں کہ روضہ رسولؐ میں تزلزل ہوا آخر کار جناب ام سلمہ نے گرد و غبار سر و تن سے اور آنسو انکی آنکھوں سے پونچھا اور تسلی و دلاسا دیکر وہاں سے طرف گھر کے لے گئیں اسوقت گریہ و بکا سے عورات ہاشمیہ کے کہرام بپا تھا اور ہر چہار دیوار سے آواز رونے کی آتی تھی پس سب ستم رسیدہ بحسرت و یاس داخل دولتسرا ہوئیں اور اپنے اقربا کے مقام خالی دیکھکر بشدت روئیں کیونکہ وہ گھر سنسان ہو گیا تھا اور یزید لعین نے بکمال عداوت

منہدم کر دیا گیا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین مجلس ۶ قال اللہ تعالیٰ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ
حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ آفتاب و ماہتاب آسمان میں بحساب معین و مقرر اپنے بروج سے پھرتے
ہیں اور ملا فتح اللہ علیہ الرحمۃ وغیرہ مفسرین لکھتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے سیر آفتاب و ماہتاب کی اپنے اپنے بروج و منازل میں
معین و مقرر فرمائی کہ وہ سیر میں خلل نہیں کرتے ہیں اور ہمیشہ اسی حساب و طریق پر مرور کرتے ہیں پس آفتاب اپنے
بروج تین سو پینسٹھ دن میں جو ایام سال شمسی ہیں قطع کرتا ہے اور ماہتاب اٹھائیس دن میں طے کرتا ہے اور ہرگز
یہ دونوں اس سے تجاوز اور خلاف نہیں کرتے ہیں اور خدا نے کیسا انتظام عالم بارہ بروج اور مہینے سے فرمایا ہے
جو اشارہ ہے طرف حضرات ائمہ اثنا عشر اور اولیاء اللہ اور حجج اللہ اور خلفائے رسول اللہ کے مانند تعداد نقبائے
بنی اسرائیل کے کہ وہ بھی بارہ تھے جن حضرات ائمہ ہدیٰ کی خدا نے مودت و محبت اور اطاعت اپنے بندوں پر واجب
کی ہے اور آفتاب و ماہتاب سے فوائد کثیرہ مترتب ہوتے ہیں اور نظم و بند و بست دنیا کا ان سے ہوتا ہے مثل
اسکے کہ فصلوں اور اوقات شب و روز اور نماز و روزہ کے اوقات اور مہینوں اور برسوں کی شناخت ہوتی
ہے اور آفتاب میوے اور اناج کو پختہ کرتا ہے اور ماہتاب خوش مزہ اور شیریں کرتا ہے اور وسعت آفتاب کی پندرہ ہزار
اور چار فرسخ ہے اور عظمت و جلالت اسکی بہت ہے اور وسعت ماہتاب کی چار ہزار فرسخ ہے پس آفتاب و ماہتاب
اور تمامی مخلوقات مطیع اپنے خالق کے ہیں اور حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم اور لطف سے کل مخلوقات کو
تابع اپنے حبیب حضرت محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کے کیا ہے کیونکہ وہ حضرات باعث وجود تمامی مخلوقات
ہیں اور آفتاب و ماہتاب ان کے نور سے پیدا ہوئے ہیں پس کیونکر تابع فرمان نہوں اور وقت ضرورت کے رجعت
آفتاب اور شق قمر ہوا اور رجعت آفتاب کم سے کم دو مرتبہ اور زیادہ سے زیادہ پندرہ مرتبہ وارد ہے الغرض آفتاب
جس دن برج حمل میں داخل ہوتا ہے وہی روز نوروز ہے جس کی فضیلت میں زاد المعاد وغیرہ میں
معلیٰ بن خنیس سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں روز نوروز خدمت بابرکت میں اپنے سید و آقا حضرت
امام جعفر صادق علیہ السلام کے حاضر ہوا حضرت نے فرمایا کہ آیا تو اس روز کو جانتا ہے میں نے عرض کیا یا ابن
رسول اللہ فدا ہوں آپ پر یہ وہ روز ہے کہ عجم اسکی تعظیم کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو تحفہ اور ہدیہ
بھیجتا ہے یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ قسم ہے خدا کی یہ تعظیم ایک امر قدیم ہے کہ میں اسے بیان کرتا ہوں
تاکہ تو اسے بخوبی سمجھے اس وقت میں نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ آپ کی برکت سے اس دن کی
معرفت و شناخت کا ہونا میرے نزدیک میرے اقربائے مردہ کے زندہ ہونے اور میرے اعداء کے مرنے
سے بہتر ہے پس حضرت نے فرمایا کہ اے معلی روز نوروز وہ دن ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اس
روز اپنے بندوں کی ارواح سے روز الست میں اقرار لیا کہ اپنے خالق کو یگانہ سمجھیں اور کسی کو اس کی

عبادت میں اُس کا شریک قرار نہ دیں اور انبیا اور اوصیا اور اولیاء اللہ اور آئمہ ہدیٰ علیہم السلام پر ایمان لاویں اور یہ پہلا روز ہے کہ اس میں آفتاب نے طلوع کیا ہے اور درخت میں میوہ پیدا کرنے والی ہوائیں چلی ہیں اور پھول اور شگوفے زمین سے پیدا ہوئے ہیں اور کشتی حضرت نوحؑ نے بعد طوفان کے کوہ جودی پر قرار لیا ہے اور یہ وہ دن ہے کہ خدا نے کئی ہزار آدمیوں کو زندہ کیا ہے جو خوف سے طاعون بیماری بد کے بھاگ گئے تھے اور دفعتہ سب کے سب مر گئے تھے اور بعد مدت کے جبکہ وہ استخوان ہی رہ گئے تھے تو حضرت حزقیل پیغمبر کا ان پر گذر ہوا انہوں نے درگاہ الٰہی میں سوال کیا کہ بارالٰہا مجھے دکھا دے تو بوسیدہ استخوان کو کس طرح زندہ کرتا ہے پس خدا نے ان کی طرف وحی نازل کی کہ تم ان ہڈیوں پر پانی چھڑکو جب انہوں نے پانی چھڑکا تو وہ سب بقدرت خدا زندہ ہوگئے اسی سبب سے سنت ہوا کہ اس روز ایک دوسرے پر پانی ڈالے یا اپنے اوپر پانی ڈالے یعنی غسل اس دن کا سنت ہے اور فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ اس روز جبرئیل جناب رسولِ خدا پر وحی لے کر نازل ہوئے یعنی روز نوروز بھی موافق روز بعثت آنحضرت کے تھا اور یہ وہ دن ہے کہ جناب رسولِ خدا نے مکہ معظمہ میں بتوں کو توڑا ہے اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو اپنے دوش اطہر پر بلند کیا اور انہوں نے اُن بتوں کو گرا دیا جو نہایت بلندی پر تھے اور شاعر اپنے آقا کے شرف میں کیا خوب کہتا ہے ؎

در شب اسراء زروئے مرحمت یزدانِ پاک	دستِ قدرت را بدوش سیدِ بطحا نہاد
عزت شاہِ ولایت را ببیں قدر و شرف	گر نہ تمکیں بجائے دستِ قدرت پا نہاد

اور حضرت ابراہیمؑ نے بھی اسی دن کفار کے بتوں کو توڑا ہے اور اسی دن جناب رسولِ خدا نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے بیعت کریں اور اقرار کریں کہ وہ جناب بادشاہ مومنین میں یعنی عید غدیر بھی موافق اسی روز کے تھا یہ وہ دن تھا کہ جس روز جناب رسولِ خدا نے سر گروہ ہائے اصحاب کو مامور فرمایا کہ جاؤ اور علی ابن ابیطالب کو سلام کرو اور کہو اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اور یہ وہ دن ہے کہ جناب رسولِ خدا نے حضرت امیر المومنین کو وادی جنیان میں بھیجا کہ حضرت کی طرف سے اُن سے بیعت لیں اور اسی روز بعد قتل ثالث نعثل کے جناب علی ابن ابیطالبؑ کو دوبارہ خلافت ظاہری حاصل ہوئی اور آنحضرت سے لوگوں نے بیعت کی ہے اور اسی روز امیر المومنین علیہ السلام نے خوارج نہروان سے جہاد کیا اور اُن پر فتح پائی اور سردار اُن کا ذو الثدیہ قتل ہوا اور اسی روز آفتاب دولت قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ ظاہر ہوں گے اور دجال لعین پر فتح پائیں گے اور کوفہ محلہ کناسہ میں اُس کو سولی دیں گے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کوئی روز نوروز ایسا نہیں ہوتا ہے جو ہم

اہلبیت رسالت منتظر زمانہ سرور کے نہوں اسواسطے کہ یہ روز ہمارے شیعوں کا ہے عجموں نے اس روز کی عظمت اور حرمت کی اور تم عربوں نے اسکو ضائع کردیا ہے حضرات چونکہ اس دن کی بزرگی بہت ہے اور یہ شرف حاصل ہے کہ کیسا دشمن خدا اور رسول اسی دن واصل جہنم اسفل ہوا ہے جیسا کہ باذل علیہ الرحمۃ کہتا ہے ؎

محمد بوقت پیش از ہمہ	کہ بودش بدل کینہ بیش از ہمہ	یکے دشنہ تیز در چنگ داشت	کز الماس پیکان او ننگ داشت
چو شیش بروئے خلیفہ فتاد	قدم تند برداشت مانند باد	رسانید خود را باو بیدرنگ	بریش کشیدش بیازید چنگ
بدو گفت اے نغل نابکار	چہ بسیار ماندی تو در روزگار	زبدعت نمودی جہان را خراب	فگندی بدین نبی انقلاب
بگفتا پس باریش چنین کشید	خلیفہ شد آندم ز خود نا امید	بزاری باو گفت اے نوجوان	ندانی کہ ہستم امام زمان
مباشی تو بیغنہ در ہلاکم دلیر	کہ قتلم گناہے بود بس کبیر	محمد چو بشنید ازو این خطاب	ز دیندارئی خویشتن در جواب
ہمان آیہ را او بگوشش رساند	کہ جبریل در غرق فرعون خواند	پس آن دشنہ تیز پیکان چو آب	بزد از غضب بر رخ آنجناب
چو زان پس کنانند یا رسید	کہ بودش عمودی بکف از حدید	دو آن گرز را بر سر پیشوا	کہ از صدمہ او در آمد ز پا
پس آنگاہ را جملہ کینہ ور	گرفتند از چار سو در میان	بضرب دم خنجر و تیغ تیز	نمودند اندام او ریز ریز
خلیفہ بجا لطیمہ بر روی خاک	تن پارہ پارہ تن چاک چاک	اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ	

مجلس ۹ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ اِدْخَالُ السُّرُوْرِ فِيْ قَلْبِ الْمُؤْمِنِ بِمَا لَا اِثْمَ فِيْهِ فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ بہترین اعمال بعد نماز کے دل مومن کا خوش کرنا ہے اس چیز سے کہ جس میں معصیت نہو پس حضرات آج کے دن عید شجاع اور روز قتل فرعون ثانی ہے جسکے حالات سنکر آپ شاد و مسرور ہوتے ہیں اور غور کرنا چاہیئے کہ یہ مرتبہ اسکو کیونکر حاصل ہوا ہے یہ ثمرہ نافرمانی خدا و رسول اور امام برحق کا ہے پس اصلاح نفس ہر شخص کو لازم ہے ورنہ دوست دشمن میں کیا فرق ہوگا پس اس دن غسل کرنا اور خوشبو لگانا اور تبدیل لباس کرنا اور کار حسنہ میں مشغول رہنا چاہیئے بہرحال مشہدی کہتا ہے ؎ عجب روز عیداست اے دوستاں ✽ عیاں را چہ حاجت بشرح و بیاں ✽ کہ از دست بابا شجاع جواں ✽ بسوئے فلک آں شقی شد رواں ✽ جس کے سبب سے اس دن کی بزرگی و شرف بحد و بحساب ہے چنانچہ زاد المعاد وغیرہ میں ایک حدیث اس دن کی فضیلت میں منقول ہے اور خلاصہ اسکا یہ ہے کہ احمد بن اسحٰق قمی جو اصحاب خاص حضرت امام علی نقی اور امام حسن عسکری[1] علیہما السلام کے تھے اور خدمت باسعادت میں حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے بھی

[1] در لشکر ہمیشہ اسیر بودند ازیں جہت عسکری مشہور شدند ۱۲ ق

متشرف ہوتے تھے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک روز اپنے برادر ایمانی کے ساتھ خدمت میں اپنے سید و آقا حضرت
امام حسن عسکری علیہ السلام کے اسی دن شہر سر من رائے میں گیا دیکھا میں نے کہ حضرت اعمال عید میں مشغول ہیں
میں نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ کیا آج اہلبیت رسالت کے لئے کوئی نئی خوشی ہوئی ہے یہ سنکر حضرت نے
فرمایا بتعظیم و حرمت اس دن کی نزدیک اہلبیتؑ کے عظیم تر ہے تحقیق کہ خبر دی ہے مجھکو میرے پدر بزرگوار علیہ السلام
نے کہ حذیفہ بن یمانؓ نویں تاریخ ربیع الاول کی میرے جد امجد جناب رسولخدا کی خدمت باسعادت میں حاضر
ہوئے وہ کہتے ہیں کہ دیکھا میں نے کہ جناب رسولخدا کے ساتھ حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ
السلام اور دو فرزند اُن کے حسنین علیہما السلام کھانا تناول فرماتے ہیں اور جناب رسولخدا ان کا منہ
دیکھکر تبسم فرماتے تھے اور حسنینؑ سے فرماتے تھے کہ کھاؤ اور گوارا ہو تم کو سعادت و برکت اس دن کی تحقیق
کہ یہ روز ہے کہ خدا اس دن اپنے دشمن اور تمہارے جد کے دشمن کو ہلاک کرے گا اور یہ وہ دن ہے کہ خدا اس
دن تمہاری والدہ کی دعا کو مستجاب کرے گا کھاؤ یہ وہ روز ہے کہ خدا قبول کرتا ہے اعمال تمہارے شیعوں
اور محبوں کے کھاؤ یہ وہ روز ہے کہ راستی قول خدا کی ظاہر ہوتی ہے کہ فرماتا ہے فتلک بیوتہم خاویۃ بما ظلموا
پس وہ گھر ہیں کہ خالی ہوئے ہیں بسبب ان کے ستموں کے کھاؤ یہ وہ دن ہے کہ شوکت دشمن کی اور اسکے
مدد کرنے والوں کی ٹوٹتی ہے جو تمہارے جد سے اور تم سے دشمنی رکھتے ہیں کھاؤ یہ وہ دن ہے کہ فرعون
میرے اہلبیت کا اور ان کا ظلم و ستم کرنے والا اور ان کا حق غصب کرنے والا ہلاک ہوگا کھاؤ یہ وہ دن ہے کہ
خدا عمل تمہارے دشمنوں کا باطل کرتا ہے حذیفہؓ کہتے ہیں کہ یہ سنکر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ کی
امت میں کوئی ایسا ہوگا کہ ہتک ان حرمتوں کی کریگا آنحضرت نے فرمایا اے حذیفہؓ ایک بت پرست
منافقوں میں سے ان پر سرگروہ ہوگا اور ان میں دعوے ریاست کا کرے گا اور لوگوں کو اپنی طرف دعوت
کریگا اور تازیانہ ظلم کا اپنے کاندھے پر رکھیگا اور آدمیوں کو راہ خدا سے منع کریگا اور کتاب اللہ کی تحریف
کریگا اور میری سنت میں تغیر کردیگا اور میرے فرزندوں کی میراث کا تصرف کرنے والا ہوگا اور اپنے تئیں
پیشوائے مردم اور میرے وصی علی ابن ابیطالب علیہ السلام اور خلیفہ پر زیادتی کرے گا اور مال ہائے خدا کو
ناحق اپنے اوپر حلال کرے گا اور غیر طاعت خدا میں صرف کرے گا اور مجھکو اور میرے بھائی اور میرے وزیر
جانشین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو جھوٹا کہیگا اور میری بیٹی فاطمہ زہرا کو اسکے حق سے محروم کریگا اور فاطمہ
اسکو دعائے بد کریں گی اور خدا اسکی دعائے بد کو اسی دن قبول کرے گا اور اسی دن اثر دعا ظاہر
ہوگا یہ سنکر حذیفہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کیوں نہ آپ دعائے بد نہیں کرتے
ہیں کہ خداوند قہار اس ظالم و جبار کو آپ کی حیات ہی میں ہلاک کرے حضرت نے فرمایا کہ اے حذیفہ میں

اس بات کو دوست نہیں رکھتا ہوں کہ مشیت الٰہی پر جرات کروں اور اُس سے طلب کروں تغیر ہونا ایسے امر کا کہ اسکے علم میں گذرا ہے لیکن حق سبحانہ تعالیٰ سے میں نے سوال کیا ہے کہ اس دن کو جب وہ ظالم ہلاک ہو سب دنوں پر فضیلت دے تاکہ حرمت و تعظیم اس دن کی سنت ہو درمیان میرے اور میرے اہلبیت کے دوستوں اور شیعوں کے پس خدا نے میری طرف وحی نازل فرمائی کہ اے حبیب ہمارے میرے علم میں گذرا ہے کہ تم کو اور تمہارے اہلبیت کو محنت و بلائیں دنیا کی اور ظلم و ستم غاصبوں اور منافقوں کے میرے بندوں میں سے پہنچیں تم ان کی خیر خواہی کروگے وہ تمہاری خیانت کریں گے اور تم نے ان سے راستی کی انہوں نے تم سے مکر و فریب کیا اور تم ان سے صاف تھے وہ تم سے باطن میں دشمنی رکھتے تھے اور تم نے انکو خوش کیا انہوں نے تمہاری تکذیب کی اور تم نے ان کو اختیار کیا انہوں نے تم کو بلا میں چھوڑ دیا اور معارک جہاد میں فرار کر گئے پس اے حبیب ہمارے قسم ہے مجھے اپنی ذات اقدس کی کہ جو شخص غصب کرے گا حق علی ابن ابیطالب کا کہ وہ بعد تمہارے وصی و جانشین تمہارا ہے تو واسطے اُس شخص کے ہزار دروازے پست ترین طبقات دوزخ سے کشادہ کروں گا کہ نام اس طبقہ کا فلق ہے اور اس شخص کو اور اسکے رفقا کو دوزخ میں ایسی جگہ دونگا کہ شیطان بھی اپنی جگہ سے اُسکو دیکھکر لعنت اور ملامت کرے اور اُس منافق کو بروز قیامت ایک عبرت بناؤں گا واسطے ان فرعونوں کے جو انبیائے سلف کے زمانے میں تھے اور عبرت واسطے سب اعدائے دین کے بناؤں گا اور اسکو اور اسکے دوستوں کو بجہنم ہائے نیلگوں اور سوہائے ترش نہایت ذلت و خواری سے طرف دوزخ کے لے جاؤنگا اور ان سب کو ہمیشہ اپنے عذاب میں مبتلا رکھوں گا اور اے حبیب ہمارے آگاہ ہو کہ علی ابن ابیطالب تیرے مرتبہ پر فائز ہوگا جبتک کہ اسکے فرعونوں اور غاصب حق سے اسکو بلاہائے عظیم اور صدمات نہ پہنچینگے اور وہ غاصب میرے کلام کو بدلیگا اور مشرک ہوگا اور لوگوں کو میری راہ سے پھیریگا اور تیری اُمت کیلئے گوسالہ بنائیگا کہ وہ ظالم اول ہے اور وہ کافر ہو جائیگا بتحقیق کہ میں نے اپنے ملائکہ ہفت آسمان کو حکم دیا ہے کہ تیرے محبان دین اور شیعوں کیلئے عید کریں اُس روز کہ جس دن وہ حاسد قتل ہوگا اور میری کرسی کرامت بیت المعمور کے برابر نصب کریں اور میری حمد و ثنا کریں اور تمہارے شیعوں اور محبوں کے لئے طلب آمرزش کریں اور میں نے کاتبان اعمال کو حکم دیا ہے کہ اس روز سے تین روز تک نوشتیں شیعیان علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی بوجہ شرف و بزرگی تیرے اور تیرے وصی کے نہ لکھیں اے حبیب ہمارے اس دن کو میں نے واسطے تیرے اور تیرے اہلبیت کے اور ان کے شیعوں اور دوستوں کے لئے عید قرار دیا ہے قسم ہے مجھے اپنی عزت و جلال کی کہ جو شخص اس دن عید کرے میری خوشنودی کے لئے تو میں اس شخص کو اجر و ثواب ان ملائکہ کا عطا کروں گا جو دور عرش کو گھیرے ہوئے ہیں اور شفاعت اس کی اسکے اقربا کے لئے

قبول کرونگا اور جو مومن اس دن اپنے اوپر اور اپنے اہل و عیال پر کشادگی کرے تو مال اسکا زیادہ کرونگا
اور اس دن ہر سال دس لاکھ آدمی تمہارے شیعہ و محب و موالی میں سے جو کثرت معصیت سے مستحق عذاب
ہوئے ہوں آتش دوزخ سے آزاد کرونگا اور اعمال انکے قبول کرونگا اور گناہ انکے بخش دونگا حذیفہ کہتے ہیں
کہ بعد اسکے جناب رسولخدا اٹھ کھڑے ہوئے اور گھر میں جناب ام سلمہ کے تشریف لے گئے اور میں بھی رخصت ہو کر
اور اس غادر و غاصب کے کفر کا مجھے یقین تھا یہانتک کہ بعد انتقال جناب رسولخدا کے دیکھا میں نے کہ
اس حاسد نے کسقدر فتنہ و فساد برپا کئے اور اصلی کفر اپنا ظاہر کیا اور اسلام ظاہری سے پھر گیا اور خلافت
و امامت کو غصب کیا اور قرآن مجید کو تحریف کیا اور گھر میں وحی و رسالت کے آگ لگائی اور دین خدا
میں بدعتیں پیدا کیں اور ملت و سنت رسول کو بدل ڈالا اور حضرت علی مرتضیٰ کی گواہی نہ سنی اور حضرت
فاطمہ زہرا کو جھوٹا کہا اور فدک چھین لیا اور پارۂ جگر رسول کو خشم میں لایا اور رضا جوئی اہلبیت رسالت
کی نہ کی اور انکو اذیت و تکلیف بحد پہنچائی اور ہر روز مصیبت تازہ میں مبتلا کیا اور یہود و نصاریٰ
اور مجوس کو اپنے سے راضی کیا اور حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے قتل کی تدبیر کی اور جناب معصومہ
کے بازو اور شکم پر ضربت لگائی اور آل رسول پر افترا باندھے اور انسے معارضہ کیا اور اپنی رائے کو معاذ اللہ
سنت پر ترجیح دی اور آدمیوں میں علانیہ جور و ستم کئے اور حلال خدا کو مثل متعہ اور طواف النساء وغیرہ
کے حرام کیا اور حرام کو مانند خمر وغیرہ کے حلال کیا اور منبر رسول پر غصب و جور سے بیٹھا اور حکم دیا کہ شتر کو پوست
کے درہم و دینار بنائیں اور خرچ کریں حذیفہ کہتے ہیں کہ خدا نے دعائے صدیقۂ کبریٰ دختر رسولخدا حق میں اس
منافق کے اسی دن کیلئے قبول فرمائی اور اسکے قتل کو اسکے قاتل کے ہاتھ سے معین و مقرر فرمایا یہانتک کہ وہ
حاسد و ظالم قتل ہوا پس میں نے خدمت با سعادت میں اپنے سید و آقا حضرت امیر المومنین کے حاضر ہو کر تہنیت
و مبارکباد دی اسوقت آنحضرت نے فرمایا اے حذیفہ تجھے وہ دن یاد ہے کہ جب تم جناب رسولخدا صلے اللہ
علیہ و آلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور میں اور حسنین آنحضرت کی پاس بیٹھے تھے اور ان کے ساتھ کھانا
کھاتے تھے اور اس روز کی فضیلت و بزرگی سے آگاہ فرمایا تھا میں نے عرض کیا ہاں اے برادر رسول مجھے
سب یاد ہے بعد اسکے حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ قسم ہے خدا کی یہ وہ دن ہے کہ اس روز
خدا نے آل رسول کی آنکھیں منور کیں اور میں اس دن کے بہتر نام جانتا ہوں میں نے عرض کیا
ارشاد ہو مجھے حضرت نے فرمایا یہ روز استراحت ہے اور یہ دن زوال ہونے کرب و غم کا ہے اور یہ
دن شرف میں دوسری عید غدیر اور عید اکبر ہے اور یہ دن شیعوں کے گناہ تخفیف ہونیکا ہے اور یہ دن
مومنین کے نیکی اختیار کرنے کا ہے اسیطرح حضرت نے بہتر نام فرمائے آلخ مختصر از بیان حدیث

محمد اور رنجشی کہتے ہیں کہ ہم نے جب یہ حدیث احمد بن اسحق سے سُنی تو انکی پیشانی کے بوسے لئے اور ہم نے کہا شکر ہے خدا کا کہ آپ نے فضیلت و بزرگی اس دن کی ہم تک پہنچائی پس ہم اپنے اپنے گھر گئے اور اُس دن عید کی اور بقولے اسی دن عمر بن سعد بھی عہد مختار میں بستر خواب پر قتل ہوا پس یہ فضیلت بھی اس دن کیلئے کافی ہے اور یہ زیادہ باعث سرور مومنین کا ہے کہ خلفائے جور میں سے اس اُمت کے فرعون ثانی نے شجاع الدین ابو لولو کو ایک آسیا بنانے پر مامور کیا تھا اور اسی دن اُس نے انجام کار دیا ہے جیسا کہ باذل کہتا ہے ۔

خلیفہ بفرمود کای کاردان — بسازی آسیائے برایم چنان
کہ گردد بگردش ز آن آسیا — ولیکن کند دانہ را توتیا
زبستش چو بشنید دل آن غلام — بجوشیدش از جوش دل آن کلام
کہ بالراس والعین منت بجان — برائے تو اے مقتدائے زمان
بسازم چنان آسیائے بطور — کہ آن تا قیامت بگویند دور

پس جب آسیا تیار کرکے اسکے پاس لایا تو دیکھا کہ وہ ریاکار چشم مردم میں نماز ہائے سلفی کو طول دے رہا ہے

ابو لولو آن وقت قابو بیافت — بسان اجل دشنہ در کف شتافت
رسید و بزد آن دشنہ را بیدرنگ — بزوری کہ بودش ببازو و چنگ
زدش بر شکم خالی از کم و کاست — ز پہلوئے چپ تا بہ پہلوئے راست
جوان کہنہ گرگے بصورت شبان — بغلطید از آن ضربت جان ستان

پس وہ مرد ہوشیار یہ کار نمایاں کرکے فوراً وہاں سے چلا گیا اسوقت آواز دردناک اس شکم دریدہ کی اس کے اتباع نے جو وہاں سوتے تھے سُنی

بجستند از جائے آن خفتگان — برفتند سوئے خلیفہ دوان
بدیدند اورا دریدہ شکم — جدا گشتہ احشائے بطنی ز ہم
چنان کردہ او کار را استوار — کہ از مرہم و بخیہ بگذشتہ کار

اب قول شاعر پر ختم کرتا ہوں کیونکہ اس زخمی کو جراح و ڈاکٹر جواب دے چکے تھے اور نبیذ خرمائی بھی جسکا وہ ہمیشہ سے عادی تھا شکم میں نہیں ٹھہرتی تھی اور زخم کی طرف سے خارج ہوتی تھی جب ایسی چیز شکم میں نہ ٹھہری تو اب زندگی کا کیا اعتبار بہرحال سعدی کہتا ہے ؎ نماند ستمگار بد روزگار — بماند برو لعنت پایدار
الا لعنة الله علی القوم الظالمین ۔

تمام شد

واخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین والصلواۃ والسلام علٰی سیّد المرسلین وابن عمہ ووصیہ ونفسہ وخلیفتہ ووزیرہ امیر المومنین وسیّد الوصیّین والہ الطیبین الطاہرین المعصومین ولعنۃ اللّٰہ علٰی اعدائہم وغاصبی حقوقہم وظالمیہم وقاتلیہم ابد الآبدین ودہر الداہرین وقد فرغت من تر[تیب] ہذہ الرسالۃ الشریفہ ۔ ۱۵ محرم الحرام ۱۳۱۵ھ ہجری

شکر ایں نامہ بعنوان سعید ٭ پیشتر از عمر بپایاں رسید

قطعہ تاریخ ختم تالیف حصہ پنجم نور المعائب از نتائج فکر رسا و ذہن صفا مورخ یکتا موفق بتوفیقات خالق دارین جناب منشی سید صادق حسین صاحب مرحوم المتخلص بہ صداقت

مولوی محمد قاسم علی صاحب فکرِ بلند	از تمّہ جمیل مشاہد حاجی تبیث الد
صاف از سلکِ گہر بہ از جمیں شیریں زقند	فرمودہ رقم ایں حصہ نجم نور
گوئیا فرمودہ یک بحر کمالی در کوزہ بند	مختصر کردہ رقم قدر و جلال عید ہا
بہر عاقل راہ خلد و بہر جاہل وعظ و پند	انتخابش ہیں دو کار از یک کرشمہ ہم ہیں
شد عروس عید ہا از نو پدید فرخندہ دل فرخندہ	سال تالیفش صداقت گفتہ بہر اہل ذوق

نقل توثیق و تقریظ سرکار شریعت مدار مشید ارکان دین مبین موضح غوامض احکام شرع متین صاحب القوۃ القدسیہ والملکات الملکیہ تاج العلما سیدنا جناب السید علی محمد صاحب قبلہ قدسی مآب ابن جناب سلطان العلما رضوان مآب طاب ثراہ

بسم اللّٰہ وباللّٰہ وعلٰی ملۃ رسول اللّٰہ ومنہاج علی ولی اللّٰہ ۔ اما بعد یہ نور مکنون ابد از مسمّٰی بہ نور المعائب جو ملتقط نہر المصائب سے مشتمل ہے اخبار و آثار فضائل و مصائب حضرت آئمہ اطہار سلام اللّٰہ علیہم اجمعین پر اور قراۃ و سماعت ان مضامین منتخبہ کی موجب حسنات بے غایات کے ہے اور بڑی کوشش و جانفشانی سے زبدۃ الذاکرین عمدۃ المزارین حقائق آگاہ معارف اکتناہ حبیب حسیب نسیب سعدا زلی آخوند حاجی برزقاسم علی صاحب کربلائی المشہدی نے باوفضلہ سے ان مضامین کو کتب معتبرہ سے بطرز جدید نہایت ترتیب و تہذیب سے لکھا ہے

جزاہ اللّٰہ عنا وعن سائر المومنین خیر الجزا بمحمد والہ الامجاد

سید علی محمد

نقل توثیق و دستخطی فیض مآب عالیجناب اسوۃ المحققین زبدۃ المدققین رئیس المحدثین سید الذاکرین مولانا جناب مولوی میر سید علی صاحب قبلہ محدث علیہ الرحمہ

بسم اللہ و لہ الحمد علی نعمائہ الشاملہ و آلائہ الکاملہ والصلوٰۃ علی اشرف المرسلین محمد و آلہ الطیبین اما بعد مقام شکر کا ہے اے محبان آل اطہار سید مختار کہ نہر المصائب کامل طبع ہوکر مطبوع خاص و عام ہوئی اگرچہ منبع اس کا بحر المصائب ہے مگر عنوان و جریان اس نہر کا بطرز دیگر ہے اور طالبان مضامین صحیحہ انیقہ و خواہان عبارت لطیفہ رشیقہ کے لئے جواہر و یواقیت بیش بہا اس نہر میں ودیعت رکھے گئے ہیں کہ وہ غواصان بحر مصائب کو فکر عمیق سے ہاتھ آئے ہیں وہ لآلی اس نہر میں مضمن و بس اندازہ ہیں اب بفضلہ تعالیٰ بعد اسکے ایک دُر مکنون فیض مشحون تالیف نہر المصائب کی کوشش بلیغ و فکر عمیق اور دریا دلی سے واسطے تشنگان زلال مصائب و عزاداران آل رسول اللہ کے بہم ہوا ہے جسکی سماعت و ملاحظہ سبب اجرائے اشک گہربار محبان آئمہ اطہار ہے اور نام جس کا در المصائب ہے کہ وہ مشتمل ہے پارہ فضائل و مصائب حضرت سید الشہداء روحی لہ الفداء اور اسیری اہلبیت اس منظوم پر اور انتخاب و ملخص کیا گیا ہے نہر المصائب وغیرہ کتب مروجہ سے جو مؤلف صاحب حاجی آخوند مرزا قاسم علی کربلائی المشہدی زاد فضلہ نے بکمال تہذیب و ترصیف بطور اختصار مضامین کہنہ کو ترکیب و ترتیب جدید دے کر راقم آثم کو حروف بحاف مُنادی ہے بوجہ تہ ابتغار مشبقلہ فجزاہ اللہ خیر الجزاء و تقبل اللہ سعیہ فی نشر فضائل سادۃ الامناء وانا العبد الاثم مولوی السید علی الحسینی غفر اللہ لہ ولوالدیہ - خررہ ۱۹ ربیع ۲ سنہ ۱۳۰۰ ہجری

یا علی

نقل توثیق و تقریظ سرکار شریعت مدار حجۃ الاسلام ناشر احکام حضرت خیر الانام افقہ الفقہا اعلم العلماء الورع التقی الزکی النقی آیۃ اللہ العظمی الصادق المؤتمن سیدنا جناب قبلہ و کعبہ آقا السید ابو الحسن صاحب قبلہ طیب اللہ شراہ

باسمہ سبحانہ این رسالہ شریفہ در المصائب کہ ملتقط از نہر المصائب است بعض نقصانش حسب الحکم تمام شد نظرانداختہ شد باسلوب مرغوب سعید ازلی حاجی مرزا قاسم علی سلمہ اللہ الباری شریف بوابہ و اخبار معتبرہ فضائل و مناقب و مصائب اہلبیت اطہار علیہم السلام درج نمودہ اند جزاہ اللہ خیر الجزاء و کتب القصیر ابو الحسن الرضوی غفر اللہ

لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین عبدہ ابو الحسن محمد بن علی بن صفدر الرضوی

بنقل توثیق و تقریظ و دستخطی سرکار شریعتمدار افقہ الفقہاء المحققین اعلم العلماء الراسخین حجۃ الاسلام والمسلمین و آیۃ اللہ فی العالمین بدر سماء الاجتہاد و رکن اہل العلم و الرشاد و الافضل الاکمل للفائق فی العلم و العمل بحر العلوم العقلیہ محیط الفنون النقلیہ صاحب القوۃ القدسیہ و الملکات الملکیہ اعنی سیدنا و مقتدانا البحر الزاخر قبلہ و کعبہ ابو جعفر جناب آقا السید محمد باقر صاحب مجتہد العصر و الزمان المدعو بجناب سید دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ استتماما لنعمتہ و صلی اللہ علی صفوتہ من خلیقتہ و خیرتہ من بریتہ و علی اہلبیتہ المصطفین و عترتہ تراجمۃ وحیہ و خزنۃ علمہ و حکمتہ ابد الآبدین و دہر الداہرین اما بعد یہ کتاب مستطاب بسمی بہ نور المصائب حاوی فضائل و مصائب حضرات آئمہ اطیاب سلام اللہ علیہم ہدی الاحقاب کہ جسکو بعضو الاحباب فضائل مآب عارف معارف الکتاب زائر الائمۃ الکرام حاج بیت اللہ الحرام ذو الفضل السنی و الشرف البہی آخوند مرزا قاسم علی صاحب دام فضلہ و زاد نبیلہ نے بکمال سعی و اہتمام مرتب و مہذب فرمایا ہے بعض مقامات اسکے نظر قاصر سے گذرے یجزی اللہ مؤلفہ خیرا و اعد لہ سنیہ و ابد کرامتہ اجزا و وفر اجرا و وفقہ ان یبث مناقب الائمۃ الاطہار و نضائلہم نثرا و نشرا

بنقل توثیق و تقریظ و دستخطی عالیجناب تقدس مآب حاوی معقول و منقول جامع فروع و اصول فخر المدرسین اسوۃ المحققین قبلہ و کعبہ سیدنا و مولانا المؤتمن مقبول حضرت ذو المنن جناب المولوی السید نجم الحسن صاحب قبلہ مجتہد العصر و الزمان دامت برکاتہم

سبحانہ و ربحانہ این رسالہ موسوم نور المصائب کہ در فضائل و مصائب عترت اطہار و پارہ ہائے جگر رسول مختار از تالیفات عمدۃ الابرار و زبدۃ الثقات الاخیار حاج البیت الحرام زائر الائمۃ الکرام جناب آخوند مرزا قاسم علی صاحب دام مکارمہ کہ از کتاب نور المصائب مؤلف سابق خود و غیر آن التقاط کردہ بالاختصار نوشتہ اند بعض مقاماتش بنظر قاصر رسید و در روایات مطابقت ترجمہ با اصل عبارت احادیث و روایات اہتمام کردہ اند و ... بہ اسلوب ... جزاہ اللہ و ایانا و سائر المؤمنین خیر الجزا و وفقنا بمنہ و کرمہ لما یحب و یرضی

نقل توثیق و تقریظ دستخطی سرکار عالیجناب تقدس و تورع مآب حاوی معقول و منقول جامع فروع و اصول افضل الفضلا اکمل الکملا قدوۃ الاتقیا زبدۃ الاذکیا المنبع الحاضر والبادی مولانا جناب المولوی آقا السید محمد ہادی صاحب قبلہ مجتہد العصر والزمان دامت افاضاتہم

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ شانہ الحمد للہ وکفی والصلوٰۃ علی اولیائہ الذین اصطفی :۔ اما بعد یہ رسالہ تحفۃ المصائب جو مشتمل فضائل و مناقب و مصائب حضرت آئمہ اطائب صلوات اللہ علیہم مادارا السماء مع الکواکب ہے جسکو عالی مرتبت جلیل المحامد والمناقب حاجی اخوند مرزا قاسم علی صاحب کربلائی المشہدی زاد فضلہ نے کتب معتبرہ سے منتخب کیا ہے حقیر نے بعض مقامات سے دیکھا واقعی نہایت مطالب عالیہ و مواعظ پسندیدہ و مضامین معتبرہ و چیدہ پائے فجزاہ اللہ فی الدارین خیر الجزاء و وفقہ لنشر فضائل کلمات آبائہ کما منا ءوانا العاصی محمد بن الہادی غفر اللہ لہ یوم التناد

محمد ہادی

نقل توثیق عالیجناب تقدس مآب عمدۃ المحدثین زبدۃ الذاکرین افضل الناس جناب مولوی سید محمد عباس صاحب قبلہ عرف سید مجن صاحب دام مجدہ خلف سید المجد ثمین اسوۃ المحققین مقبول حضرت لم یزلی جناب مولوی میر سید علی صاحب قبلہ محدث طاب ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ

بسم اللہ و خیر الاسماء کلہا اللہ اما بعد یہ رسالہ شریفہ در المصائب جو انتخاب بحر المصائب وغیرہ کا ہے اور متضمن اخبار و روایات فضائل و مناقب و مصائب حضرت اہلبیت طیبین و طاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین کے ہے اور عنوان بھی نہایت خوب اور بہت مرغوب ہے اور سننا اور دیکھنا اور پڑھنا اس کا باعث اجر و ثواب بے حساب ہے اور نظر احقر سے اکثر مقامات اسکے گذرے نہایت عمدہ اور زبدہ مضامین پائے حق سبحانہ تعالیٰ نے اجر اس کا اسکے مولف کو عطا فرمائے بمحمد و آلہ الطاہرین صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین فقط

وانا احقر الناس سید محمد عباس عفی اللہ عنہ :۔ ۲۰ رجب المرجب ۱۳۱۲ھ

سید محمد عباس

صورت نقل توثیق دستخطی سرکار عالیجناب تقدس و تورع مآب حاوی فروع و اصول جامع معقول و منقول افضل الفضلا اکمل الکملا ذی المجد والعلے النقی الزکی المنبع الحاضر والبادی مولانا و شیخنا جناب المولوی آقا السید محمد ہادی صاحب قبلہ مجتہد العصر والزمان دامت برکاتہم

باسمہ سبحانہ الحمد للہ کما ہو اہلہ و صلے اللہ علی رسولہ و آلہ الذین ہم حجج اللہ و اہلہ۔ اما بعد یہ رسالہ شریفہ اور معادہ لطیفہ در مصائب کہ جو مشتمل ہے احوال مختار اور دیگر انصار و ابرار کے کارنامہ اور

حقیر نے بعض مقامات اسکے دیکھا واقعا قابل تعریف و تمجید و تحسین ہے مولف صاحب نے کمال
بہ عمدہ طرح سے حالات مختار بمعہ ربط مصائب فرزند رسول مختار تحریر کئے ہیں فجزاہ اللہ خیر الجزاء و وفاہ بشر
وفقہ والیہ فضل فقط ۔ وانا العاصی محمد ہادی غفر اللہ یوم التنادی

محمد ہادی

صورت نقل توثیق و دستخطی فیض مآب عالیجناب عمدۃ المحدثین زبدۃ الذاکرین افضل الناس جناب مولوی
آقا السید محمد عباس خلف سید محسن صاحب قبلہ حرسہ اللہ تعالی من شرور الجنۃ والناس

بالحمد سبحانہ و تعالی شانہ ۔ اما بعد یہ رسالہ شریفہ اور خلاصہ لطیفہ حصہ چہارم و پنجم نجم المصائب کا جو شامل
ہے کاربار مختار علیہ الرحمہ اور ابراہیم بن مالک اشتر اور سلیمان خزاعی پر اور باعث سکون کے دل سوگواران
اخیار ابرار عزاداران و محبان حضرات ائمہ اطہار کا اور عنوان بھی خوب اور نہایت مرغوب ہے اکثر مقامات
اسکے نظر حقیر سے گذرے اور نہایت معتمد و مستند ہیں حق سبحانہ تعالی اجر اسکا اسکے مولف جناب
حاجی آخوند آقا قاسم علی صاحب کربلائی المشہدی دام مجدہ العالی کو عطا فرمائے بحرمت محمد و آل محمد صلی
اللہ علیہ وآلہ کہ انہوں نے نہایت شفقت و محنت سے اس کو در شاہوار اور گوہر آبدار کو بروابط مصائب
ذکر عالم آئمہ اطہار کے خوب و دلپسند مرتب فرمایا ہے فقط ۔ اقل الناس

السید محمد عباس عفا عنہ

سید محمد عباس

این نوحۂ جگر خراش بعد مجلس عزائے سید الشہداء مظلوم کربلا
سادات و مومنین اہل کشمیر و تبت و اہل ہرات و پرچہ کابل
و کوک و غیرہ بجوش رقت سینہ زنان میخوانند

اب اندر کربلا ... کوکب اختر بنود	یا حسین تشنہ لب فرزند پیغمبر بنود
بر تن صدپارہ فرزند پیغمبر مگر	غیر زخم تیغ و تیر و نیزہ و خنجر بنود
اہل بیت ... کہ سلطان مظلوم [illegible]	ہیچ زخمی بر تن ... علی اصغر بنود
[illegible]	[illegible] علی اکبر بنود
خولی اندر ... فرزند پیغمبر مگر	جائے دیگر ور ... عرفان بنود
بر سر ... کہ ... چادرے	بنت پیغمبر مگر ... یک چادر بنود